ردِ قادیانیت

رسائل

جناب آغا شورش کاشمیریؒ

جناب مولانا عبدالکریم مُباہلہؒ

جناب ماسٹر غلام حیدر شیخؒ

احتسابِ قادیانیت

جلد ۲۷

حضوری باغ روڈ، ملتان - فون: 4514122

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نام کتاب : احتساب قادیانیت جلد ستائیس (۲۷)

نام مصنفین : آغا شورش کاشمیریؒ

عبدالکریم مباہلہؒ

ماسٹر غلام حیدر شیخؒ

صفحات : ۵۱۰

قیمت : ۱۵۰ روپے

مطبع : ناصر زین پریس لاہور

طبع اوّل : مارچ ۲۰۰۹ء

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4514122

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

فہرست رسائل مشمولہ……احتساب قادیانیت جلد ۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

عرض مرتب

احتساب قادیانیت کی اس جلد ستائیسویں (۲۷) میں آغا شورش کاشمیریؒ کے چار، مولانا عبدالکریم مباہلہ کے تین اور شیخ ماسٹر غلام حیدر کے تین رسائل، کل دس رسائل جمع کئے ہیں۔

آغا شورش کاشمیریؒ برصغیر میں تحفظ ختم نبوت کے بہت بڑے رہنماء تھے۔ مولانا ابالکلام آزادؒ کی تحریر، مولانا ظفر علی خانؒ کی شاعری اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خطابت کے گلدستہ کو آغا شورش کاشمیریؒ کہا جاتا ہے۔ آغا صاحب نے مختلف تحریکات میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔ انگریز اور انگریز کے لے پالکوں نے ان کو قید وبند میں سالہا سال تک بند رکھا۔ لیکن وہ جری انسان تھے۔ متذکرہ دونوں طبقوں کے خلاف عمر بھر نبرد آزما رہے۔ تحریر وتقریر کے اپنے دور کے بے تاج بادشاہ تھے۔ خوب طبیعت کے انسان تھے۔ دوستی اور دشمنی میں ان کی طبیعت بہت فیاض واقع ہوئی تھی۔ جس سے دوستی ہوگئی اسے سر پر بٹھانے میں خوشی محسوس کرنے اور اگر پھر اسی سے کسی بات پر اختلاف ہوا تو پاؤں تلے روندنے میں بھی دیر نہ لگاتے تھے۔

البتہ سو فیصد یقین کے ساتھ گواہی دی جاسکتی ہے کہ عمر بھر وہ عقیدہ ختم نبوت کے علمبردار اور قادیان کی جھوٹی نبوت کے لئے تیغ براں رہے اور یہ سب کچھ ان کو عشق رسالت مآب ﷺ کے طفیل حاصل ہوا تھا۔ ان کی ذیل کے کتب ورسائل رد قادیانیت پر ہماری دسترس میں آئے۔

۱...... تحریک ختم نبوت۔
۲...... مرزائیل۔
۳...... اسلام کے غدار۔
۴...... عجمی اسرائیل۔
۵...... قادیانیت (قادیانی اسلام کے غدار ہیں) (فیضان اقبال سے اقتباس)

اوّل الذکر کتاب تحریک ختم نبوت عام طور پر آج بھی بازار سے مل جاتی ہے۔ اس لئے اس جلد میں شامل نہیں کیا۔ باقی چار رسائل کو شریک اشاعت کیا ہے۔

ا...... مرزائیل: ہمارے ممدوح جناب آغا شورش کاشمیریؒ نے ۳۰؍اپریل ۱۹۶۷ء کو مجلس طلبائے اسلام چنیوٹ کی دعوت پر ایک تقریر کی۔ مدیر معاون ہفت روزہ چٹان لاہور جناب صادق کشمیریؒ نے وہ تقریر چٹان میں ۸؍مئی ۱۹۶۷ء کو شائع کی۔ تقریر کیا تھی۔ اس سے قادیانی ایوانوں میں کہرام برپا ہو گیا۔ اس پر قادیانی پریس پنجے جھاڑ کر آغا شورش مرحوم کے خلاف مرزا قادیانی کی طرح بازاری دشنام بازی پر اتر آیا۔

آغا شورش کاشمیریؒ کے قلم نے بھی کروٹ لی اور قادیانیوں کو نتھ ڈالنے کا فریضہ انجام دینے لگا۔ اس زمانہ (۱۹۶۷ء) میں شورش کاشمیریؒ کے قلم سے ہفت روزہ چٹان میں جو شائع ہوا وہ جمع کر کے تقریر سمیت ''مرزائیل'' نامی کتاب میں جناب مختار احمد پرویز شیخ نے شائع کر دیا۔ جناب مختار احمد پرویز شیخ اس زمانہ میں زیر تعلیم تھے۔ بلاء کے ذہین اور زرخیز دماغ کے انسان ہیں۔ انہوں نے مجلس طلبائے اسلام چنیوٹ قائم کی تھی اور انہوں نے ہی آغا شورش مرحوم کو چنیوٹ میں بلوا کر تقریر کرائی تھی۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد گورنمنٹ اسلامیہ کالج چنیوٹ کے ابتداء میں پروفیسر اور پھر پرنسپل لگ گئے۔ آغا شورش کاشمیریؒ اور مولانا تاج محمودؒ کے مخلص فدائی ہیں۔ آج سے چند سال قبل تک وہ پرنسپل تھے۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی مرحوم کے وصال پر ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ پھر ملاقات نہیں ہوئی۔ نہ معلوم وہ ڈیوٹی پر ہیں یا ریٹائرڈ ہو گئے ہیں۔ اللہ رب العزت ان کو ہر حال میں خوش رکھے۔ انہوں نے یہ کتاب ''مرزائیل'' مرتب کی تھی۔ اس کا دیباچہ جناب صادق کاشمیریؒ نے اور ''سر آغاز'' آغا شورش کاشمیری مرحوم نے تحریر کیا۔ اس کتاب میں آغا مرحوم کی تقریر سمیت چٹان کے اداریے، مضامین اور شذرے جو جمع کئے۔ ان کی تعداد چوبیس (۲۴) ہے۔ جن کی فہرست یہ ہے۔

ا...... مرزائیت کی تاریخ سیاسی دینیات کی تاریخ ہے۔
۲...... قادیانی ایک سیاسی امت ہیں۔
۳...... انگریز کی شخصی یادگار۔
۴...... اقبال سے بغض کی بناء پر نہرو کا استقبال۔
۵...... عجمی اسرائیل۔
۶...... مسیلمہ کے جانشین۔

۷...... الفضل کالاہوری متبنّٰی۔

۸...... انگریزوں کے خاندانی ایجنٹ۔

۹...... مرزائی ہمارااعتراض ان کے پاکستان میں رہنے پرنہیں مسلمانوں میں رہنے پر ہے۔

۱۰...... سلطان القلم کے جانشین۔

۱۱...... کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں۔

۱۲...... قادیانیوں کا تعاقب اشد ضروری۔

۱۳...... اسرائیل میں مرزائی مشن۔

۱۴...... کبابیر میں جشن مسرت۔

۱۵...... انگلستان میں مرزائی مشن۔

۱۶...... خلیفہ ثالث کا عزم یورپ۔

۱۷...... یہ راگنی بند کرو۔

۱۸...... مرزائی اور چٹان۔

۱۹...... قادیانی ڈھولک۔

۲۰...... اقبال کے بگلہ بھگت۔

۲۱...... نقل کفر کفر نہ باشد۔

۲۲...... چکنی داڑھی کے منفی چہرے۔

۲۳...... سکاٹ لینڈ یارڈ کے گماشتے۔

۲۴...... عجمی اسرائیل (نظم)

راقم نے متذکرہ بالا مضامین کی تخریج کے لئے ہفت روزہ چٹان لاہور کی فائل کی ورق گردانی کی، تو سرسری نظر سے ۱۹۶۷ء کی جلد سے چند اور مضامین بھی مل گئے۔ وہ بھی شامل کر دیئے جن کی فہرست یہ ہے۔

۲۵...... ظفر علی خان اکیڈمی کا قیام۔

۲۶...... سات نکات۔

۲۷...... ۳۱۳ قادیانی۔

جماعتی مصروفیات اور ذاتی عوارض کے باعث فقیر کے لئے ممکن نہیں۔ ورنہ لازم وضروری ہے کہ چٹان کی تمام فائلوں سے آغا شورش کاشمیریؒ کے ردقادیانیت پر رشحات قلم کو جمع کر کے علیحدہ کتابی شکل میں شائع کیا جائے۔

چنیوٹ کے ایک اور میرے مخلص دوست حضرت مولانا مشتاق احمد چنیوٹی مدظلہ نے ایک بار دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان میں تشریف لاکر چٹان سے آغا شورش کاشمیریؒ کے مضامین کا فوٹو کرایا تھا۔ ملتان کے ایک کرم فرما (جولکھنؤ کی بھٹیارن ٹیکسالی لغت سے میرے دماغ کا لیول درست رکھنے میں سرتاپا سرگرم عمل اور موقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔ یاد آنے پر ان کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے کہ وہ اس عمل خیر کے ذریعہ اپنے نامہ اعمال سے نیکیوں کا فقیر کو ہدیہ ارسال کرنے میں بہت سخی واقع ہوئے ہیں) ان کے متعلق سنا تھا کہ وہ ان مضامین کو شائع کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ہوا معلوم نہیں۔ اگر وہ چھپ گئے ہیں تو اپنی لاعلمی کا اعتراف کرتا ہوں۔ نہیں چھپے

تو چھپنا چاہئے۔ ان سطور پر پہنچ طبیعت میں شدید تقاضا ہو رہا ہے کہ یہ کام ہونا چاہئے۔ لیکن کیا کیا جائے کہ احتساب قادیانیت میں رسائل وکتب کو شامل کرنے کی داغ بیل ڈالی ہے۔ مضامین کو شائع کرنا اس کے اصول وضعیہ میں شامل نہیں۔

اللہ تعالیٰ جسے توفیق دیں وہ یہ کام کریں۔ آغا شورش کاشمیریؒ کا یہ قرض اس عنوان پر کام کرنے والوں کے ذمہ ہے۔ اس سے سبکدوش ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں۔ امین!

۲...... **اسلام کے غدار:** اس کا مکمل نام ''مرزا غلام احمد قادیانی سے مرزا ناصر احمد تک قادیانی امت کے استعماری خدوخال، اسلام کے غدار'' یہ بتیس صفحات پر مشتمل رسالہ تھا۔ ۱۹۷۳ء میں اولاً شائع ہوا۔ تقریباً چھتیس سال بعد اسے شائع کرنے پر اللہ رب العزت کی عنایت کردہ توفیق پر بارگاہ الٰہی میں شکر بجالاتے ہیں۔

۳...... **عجمی اسرائیل:** یہ چالیس صفحات کا رسالہ تھا۔ یہ بھی ۱۹۷۳ء کے آواخر میں شائع ہوا۔ مکمل نام جو ٹائٹل پر درج تھا وہ ہے۔ ''قادیانی پاکستان میں استعماری گماشتے ہیں۔ عجمی اسرائیل، ایک انڈر گراؤنڈ خطرے کا تجزیہ'' اور یہی اس کا مکمل تعارف ہے۔ آغا صاحب کا قلم اس کتابچہ میں جولانی پر ہے اور ان کا دماغ صفحات پر معلومات منتقل کرنے میں موجزن دریا کی طرح رواں ہے۔

۴...... **قادیانیت:** قادیانیت اسلام کے غدار ہیں۔ جناب آغا شورش کاشمیریؒ نے فیضان اقبال کی سرخی قائم کر کے عقیدہ ختم نبوت اور قادیانیت کی اسلام دشمنی سے متعلق علامہ اقبال کے تمام ارشادات، مقالات، ملفوظات، خطوط کا باحوالہ انتخاب کیا۔ جو اس فیضان اقبال کے ص۴۱۹ سے ص۴۵۲ تک کے صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اس جلد میں اس کو بھی ساتھ شامل کر دیا گیا ہے۔

اس جلد میں عبدالکریمؒ مباہلہ کے تین رسائل بھی شامل ہیں۔ عبدالکریم مباہلہ پہلے صرف عقیدۃً قادیانی نہ تھے بلکہ قادیان کے باسی بھی تھے۔ مدت العمر قادیانی نبوت کی چکی پر بیل کی طرح جتے رہے۔ ایک دفعہ اپنی آنکھوں سے مرزا محمود قادیانی کو زنا میں مرتکب دیکھا تو عقیدت کی تمام عمارت دھڑام سے نیچے آرہی۔ جری انسان تھے۔ ابتداء میں مرزا محمود قادیانی کو

للکارا تو مرزا محمود نے انہیں زیر کرنے کے لئے غرانا شروع کیا تو مولانا عبدالکریم شیر ہو گئے۔ انہوں نے اسے دھاڑا تو مرزا محمود انتقام پر اتر آیا۔ ان کی پٹائی کرادی۔ انہوں نے قادیان کے قادیانیوں کو مرزا محمود کی کمینگی سے باخبر کیا۔ اصل صورتحال سامنے آنے پر مرزا محمود ننگے ہو گئے۔ تو عبدالکریم مباہلہ کے مکان کو آگ لگوادی۔ مولانا عبدالکریم نے مرزا محمود کو پاکدامنی ثابت کرنے کے لئے مباہلہ کا چیلنج دیا تو عبدالکریم مباہلہ کے نام سے یاد کئے جانے لگے۔

مرزا محمود کے لئے قادیان کی دھرتی گرم توے کا کام کرنے لگی۔ تو ان پر قاتلانہ حملہ کرادیا۔ اس سازش سے عبدالکریم مباہلہ پہلے خبر پا کر ادھر ادھر ہو گئے تو عبدالکریم کے مکان میں سویا ہوا دوسرا شخص قتل ہو گیا۔ معاملہ عدالت چلا گیا۔ مولانا عبدالکریم مباہلہ نے ”مباہلہ“ کے نام سے قادیان سے ہی اخبار جاری کر دیا۔ اس کی مکمل فائل مرزا محمود کی بدکاریوں کا سنگین مرقع ہے۔ مقدمہ قتل کی کارروائی بھی اس اخبار میں شائع ہونے لگی تو مرزا محمود کے اوسان خطاء ہو گئے۔ مرزا محمود کے گماشتے قادیانی قاتل کو بھی سزائے موت ہوگئی۔ اب مولانا عبدالکریم مباہلہ نے اس معرکہ کو سر کرنے کے بعد قادیان کو چھوڑ کر امرتسر میں رہائش رکھ لی۔ تقسیم کے بعد لاہور آ گئے۔ آپ نے قادیانیت کے خلاف رسائل لکھے۔ ان میں سے فقیر کو تین دستیاب ہوئے۔

۵/۱...... **مباہلہ پاکٹ بک:** یہ مباہلہ بک ڈپو امرتسر سے شائع ہوئی۔ اس کا انہوں نے خود تعارف یہ لکھا: ”اس پاکٹ بک کے مطالعہ سے آپ پر بخوبی واضح ہو جائے گا کہ ہمارا مقصد اس کی اشاعت سے صرف اتنا ہے کہ ہر مسلمان تھوڑے وقت میں نہ صرف قادیانیت کی حقیقت سے واقف بلکہ دندان شکن جواب دینے کے قابل ہو کر ایک کامیاب مبلغ بن جائے۔ اس مقصد کے لئے کم از کم حجم میں زیادہ سے زیادہ معلومات بہم پہنچا کر بفضلہ تعالیٰ دریا کو کوزہ میں بند کیا گیا ہے۔“

۶/۲...... **خودکاشتہ پودا:** یہ چار صفحاتی پمفلٹ ہے۔ نام اس ہے مضمون واضح ہے۔

۷/۳...... **حقیقت مرزائیت:** اس میں زیادہ تر صرف قادیانیوں کے کفر اور انگریزی نبوت کی طرف سیانگریز حکومت کی خوشامدی وچاپلوسی قادیانی لٹریچر سے حوالہ جات کے ساتھ یکجا کیا گیا۔

اس جلد میں شیخ ماسٹر غلام حیدر صاحب کے تین رسائل کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ شیخ ماسٹر غلام حیدر سرگودھا و جہلم میں انگریز حکومت کے دور میں مختلف سکولوں میں ماسٹر و ہیڈ ماسٹر رہے۔ ان کے رد قادیانیت پر تین رسائل ہمیں میسر آئے۔

۸/۱...... عشرہ کاملہ: اس رسالہ کے ابتدائی حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف پہلے قادیانی عقائد رکھتے تھے۔ اس رسالے میں انہوں نے مرزا قادیانی کی تکفیر سے پہلو تہی اختیار کی۔ مگر بعد کے ان کے رسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو کافر نہیں بلکہ کافر گر گردانے لگ گئے۔ اس رسالہ میں دس اصول مقرر کر کے انہوں نے مرزا قادیانی کی بولتی بند کر دی ہے۔

۹/۲...... کشف الاسرار: یہ رسالہ بھی شیخ ماسٹر غلام حیدر صاحب کا ہے۔ اس کا پورا نام ہے ''کشف الاسرار یعنی ریویو متعلق انگریزی قرآن، مولوی محمد علی ایم اے ایل ایل بی امیر احمدی جماعت لاہور'' اس میں لاہوری مرزائی محمد علی کے انگریزی ترجمہ قرآن پر جا بجا گرفت کی ہے۔ اس رسالہ کی وجہ تصنیف پانچ صفحات پر انہوں نے خود لکھی ہے۔ اس لئے زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں۔ اس میں دیکھ لیا جائے۔

۱۰/۳...... کشف الحقائق: یہ رسالہ بھی شیخ ماسٹر غلام حیدر کا ہے۔ اس میں لاہوری جماعت کے محمد علی لاہوری کے بخاری شریف کے ترجمہ پر انہوں نے نقد کیا۔ جس میں مولانا اصغر علی روحی جیسے فاضل و یگانہ روزگار شخصیت سے بھی وہ راہنمائی لیتے رہے۔ ابتداء میں یہ مضمون اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۹۲۶ء کی فائلوں میں چھپتا رہا۔ بعد میں انہوں نے اسے مستقل رسالہ کی شکل میں اس نام سے شائع کر دیا۔

افسوس کہ عبدالکریم مباہلہ، شیخ ماسٹر غلام حیدر کے تفصیلی حالات اس سے زیادہ ہمیں نہ مل سکے۔ جس کا قلق ہے۔ عجیب اتفاق ہے کہ اس جلد میں دو عبدالکریم حضرات کے رسائل یکجا ہو گئے۔ عبدالکریم آغا شورش کاشمیریؒ اور عبدالکریمؒ مباہلہ۔ اسی پر اکتفاء کرتا ہوں۔

فقیر: اللہ وسایا

۱۳ر فروری ۲۰۰۹ء

قادیانیت کا سیاسی محاسبہ
مرزائیل
آغا شورش کاشمیریؒ

مرزائیل

پیش لفظ

قادیانیت کے ناسور کی چیر پھاڑ اور عامۃ المسلمین کو اس کے خطرات سے آگاہ رکھنا ہمارے دور کی ایک اہم ضرورت کی حیثیت رکھتے ہیں تا کہ اس دام ہمرنگ زمین کی گرہیں کھولی اور اس کے پیچ وخم کے بخئے ادھیڑے جاسکیں۔ اس لحاظ سے وہ افراد اور ادارے لائق تبریک ہیں جو اس مبارک دینی فریضہ کی انجام دہی کے لئے کوشاں ہیں اور قادیانیت کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے جہد کناں ہیں۔

مجلس طلبائے اسلام پاکستان بھی ان تنظیموں میں سے ایک ہے۔ جو اس مقدس مشن کے لئے سربکف ہے۔ بے شک یہ بنیادی طور پر طلباء کی ایک جماعت ہے۔ لیکن ناموس رسول عربی کا تحفظ مسلمانوں کا بچہ بچہ اپنا پہلا فرض گردانتا ہے۔ اس لئے ہمیں اس تنظیم کی طرف سے ''مرزائیل'' نامی کتاب کی اشاعت پر کوئی تعجب نہیں ہونا چاہئے۔ اس کتاب کے ناشر ایک مقامی کالج کے نوجوان اور پرجوش طالب علم شیخ پرویز احمد ہیں۔ وہ اس تاریخی قصبہ چنیوٹ کے رہنے والے ہیں۔ جہاں دریائے چناب کے ایک جانب تحفظ ختم نبوت کے نام لیواؤں کی کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں اور دوسری طرف ظلی و بروزی نبی کی ہاہا کار مچتی ہے۔ شیخ پرویز احمد نے اس ماحول میں آنکھ کھولی اور سن شعور کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ وہ ختم المرسلین سے بے پایاں عقیدت ومحبت کے احساسات سے سرشار ہوتے گئے۔ اپنے ان ہی جذبات کے تحت انہوں نے چنیوٹ میں اس مسئلہ پر کئی ایک کامیاب کانفرنسیں منعقد کرائیں اور ربوہ کے مقابل تحفظ ختم نبوت کے سالانہ اجتماعات کی داغ بیل ڈالی۔ ناموس محمد کی حفاظت کے لئے ان کے جوش وخروش نے اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ راہ شوق میں ان کے قدم آگے ہی آگے بڑھتے گئے۔ اب وہ اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے اس کتاب کا تحفہ لائے ہیں۔ جس میں قادیانیت کا مکمل وجامع پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے۔ اس تصنیف میں انہوں نے وہ تمام مضامین یکجا کر دیئے ہیں جو ۱۹۶۷ء کے دوران ہفت روزہ چٹان میں آغا شورش کاشمیری کے قلم سے نکلتے رہے۔ پھر اس میں آغا صاحب کی وہ معرکتہ الآراء تقریر بھی شامل ہے جو گذشتہ سال انہوں نے چنیوٹ کے ایک عام اجتماع میں کی تھی اور جس میں قادیانیت کے مکروہ خدوخال کی بہ کمال وتمام نقاب کشائی کی گئی تھی۔ اس تقریر میں اسلامیان پاکستان کو واشگاف الفاظ میں اس حقیقت سے آگاہ کیا گیا تھا کہ قادیانی پاکستان میں ایک نئے

اسرائیل۔ کی بنیادیں رکھنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ آغا صاحب نے سر ظفر اللہ خان کے ناپاک عزائم سے بھی ملت اسلامیہ کو خبردار کیا تھا۔

مختلف دوسرے مضامین کے ساتھ اس تقریر کے اضافہ نے اس تصنیف کی افادیت کو اور بڑھا دیا ہے۔ اس میں مشمولہ مضامین کی اثر آفرینی کا اندازہ اسی ایک امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ چٹان میں ان کی اشاعت پر مرزائی حلقے بوکھلا اٹھے اور اپنے خصوصی ہتھکنڈوں کو بروئے کار لاکر ''چٹان'' پر سنسر شپ نافذ کرانے میں کامیاب ہوگئے۔ لیکن۔

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

کے مصداق اب وہی مضامین مجموعہ کی صورت میں یکجا آپ کے سامنے ہیں۔ بلاشبہ آغا صاحب کی اس تقریر اور مضامین کی کتابی صوت میں اشاعت وقت کی ایک اہم ضرورت تھی۔ جس کی تکمیل کی سعادت ملت کے ہونہار طلباء کے حصہ میں آئی۔ اپنی اس ایمان افروز کوشش کے لئے یہ نوجوان مبارک باد کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے اپنی تعلیمی مصروفیتوں کے باوجود اس بیڑہ کو اٹھایا اور ''مرزائیل'' کو منظر عام پر لاکر رہے۔ ہمیں امید ہے کہ ان کی اس کاوش کا دینی وعلمی حلقوں میں گرم جوشی سے خیر مقدم کیا جائے گا۔ اس تصنیف کی اہمیت کے پیش نظر آخر میں ہم ایک تجویز پیش کرنا چاہتے ہیں وہ یہ کہ ان افکار وخیالات کو انگریزی دان اور غیر ملکی افراد تک پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ انگریزی زبان میں اس کا ترجمہ بھی شائع کیا جائے تاکہ حق وصداقت کی یہ آواز اقصائے عالم میں پھیل جائے۔

صادق کاشمیری

۱۰ر فروری ۱۹۶۸ء

سرآغاز

پاکستان میں قادیانیت بہرحال ایک قومی خطرے کی حیثیت رکھتی ہے۔ تاریخ اسلام میں اس نوعیت اور اس انداز کا خطرہ، اس سے پہلے کبھی پیدا نہیں ہوا۔ جہاں تک دینی حلقوں کا تعلق ہے۔ ہمیں اعتراف کرنا چاہئے کہ قادیان امت کے بارے میں ان کا نقطۂ نگاہ واضح ہے اور وہ اس فرقۂ ضالہ کو کسی لحاظ سے بھی اسلام کا جزو نہیں سمجھتے۔ ان کا عقیدہ راسخ ہے کہ قادیانی امت دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ عوام میں بھی علماء کی بدولت یہ بات صاف ہوچکی ہے کہ مرزائی محمد عربی ﷺ کی امت کا حصہ نہیں۔ لیکن جو چیز ساری قوم اور سارے ملک کے لئے بجائے خود ایک خطرہ بن گئی ہے وہ ہمارے تعلیم یافتہ طبقے کی اکثریت کا طرز عمل ہے۔ یہ لوگ خود تو دین اور اس کی

نزاکتوں سے آگاہ نہیں اور نہ انہیں ختم نبوت کے مسئلہ کی حقیقت معلوم ہے۔ لیکن انہیں اصرار ہے کہ قادیانی امت کے تعاقب میں علماء کی روش گویا اس فرقہ واریت کا ایک حصہ ہے جو مسلمانوں کے مذہبی فرقوں میں صدیوں سے عام ہو چکی ہے۔ اس گروہ کو جو ملک میں ارباب بست وکشاد کی حیثیت رکھتا ہے یہ بتانا اور سمجھانا دشوار ہو رہا ہے کہ وہ غلطی پر ہے اور اس کے خیال کی بنیاد ہی سرے سے غلط ہے۔ اس کے کچھ وجوہ ہیں۔ مثلاً:

۱۔ جو لوگ قادیانی امت کے تعاقب میں سرگرم ہیں وہ مسلمانوں کے ان خواص میں نا مقبول ہیں اور اس کی وجہ ان خواص کی دین سے دوری بھی ہے یا پھر علماء کا اپنا وجود جو علم دین کی بہ نسبت علم کے افلاس کا مظہر ہے۔

۲۔ مغربی دانش وعلم کے پیرووں میں یہ تصور ایک حد تک جاگزین ہے کہ عقیدہ یا مذہب انسان کا پرائیویٹ معاملہ ہے۔ گو اس خیال کو تقویت پہنچانے کا باعث علماء کا عصری روح سے بے خبر ہونا بھی ہے۔ لیکن بڑی وجہ اس طائفے کی اپنی بے مائیگی ہے جو ایک سو سال کی مغربی تعلیم نے ان میں پیدا کی ہے۔

۳۔ یہ گروہ حکومت کے دوائر میں تو اپنی اس روش پر اڑا ہوا ہے۔ لیکن مسلمانوں میں ایک دوسرا طرز عمل اختیار کرتا ہے۔ اس طرز عمل کا نام اس کے ذہن وتصور میں رواداری ہے۔ علامہ اقبال نے رواداری کے مسئلہ پر احمدیت کے مسئلہ میں خاصی بحث کی ہے۔ ایک یورپی مصنف کے حوالے سے انہوں نے ثابت کیا ہے کہ ایک ملت دینی اساس کے معاملہ میں رواداری اختیار کرنے کی مجاز نہیں اور نہ رواداری کے لفظ یا مفہوم کا اس پر اطلاق ہوتا ہے۔ اس قسم کی رواداری، خودکشی کے مترادف ہے۔

۴۔ تعجب کی بات ہے جو حکومت یا افراد اپنے وجود اور اپنی سیاست کے بارے میں رواداری گوارا نہیں کرتے۔ حالانکہ ایک سیاسی نظام کے جمہوری سانچے میں جو چیز ڈھلتی ہے اس کے لئے رواداری لازم ہے۔ لیکن دین وشریعت کے متعلق رواداری کی تلقین کرتے ہیں یا تو ان کے ذہن میں رواداری کا صحیح مفہوم نہیں یا پھر وہ دین وشریعت کی حقیقی روح سے نا آشنا ہیں۔ غداری اور رواداری ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔ ایک جماعت جو غداری کی مرتکب ہو اور دل آزادی کا باعث بنی ہو۔ اس سے رواداری کا سلوک ایک ایسا مسخرا پن ہے جو اپنے عقائد کے ساتھ اپاہج قومیں ہی روا رکھ سکتی ہیں۔

ہم میں سے کتنے ہیں جو اپنے اجداد، اولاد اور احوال کے متعلق اس وقت رواداری کو

جائز قرار دیتے ہیں۔ جب ان کی عزت وآبرو اور وجود واستحکام کو اس رواداری سے خطرہ لاحق ہو، ظاہر ہے کہ ایک شخص بھی برضا ورغبت اس رواداری کی تلقین نہیں کرے گا اور نہ اس کا خواہاں ہوگا۔ تو پھر اسلام جس پر ہماری ملی زندگی کا انحصار ہے اور محمد ﷺ (فداہ امی وابی) جن سے ہماری نوعی وحدت قائم ہے۔ ان کے لئے یہ رواداری کس بنیاد پر جائز ہے؟ اس لئے کہ تعلیم یافتہ جماعت کا زیر بحث گروہ اپنی ذات سے باہر ہر معاملہ میں فراخ دل ہو چکا ہے اور اس کو اپنے وجود کے سوا کوئی شے بھی عقیدہ یا شخصیت عزیز نہیں رہا ہے۔

جہاں تک ختم نبوت کا مسئلہ کا تعلق ہے آج سب سے بڑی ضرورت یہی ہے کہ اس گروہ کو یہ بتایا جائے کہ مسلمانوں کی دینی وحدت کس طرح قائم رہتی ہے۔ مسئلہ ختم نبوت ایک شرعی مسئلہ ہی نہیں بلکہ اس کے اثبات پر مسلمانوں کے دینی وجود کا انحصار ہے اور اس کی نفی سے مسلمانوں کی وحدت پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔ علامہ اقبال نور اللہ مرقدہ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں اس مسئلہ ہی کی نشاندھی کی اور فرمایا تھا کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ احمدیت کے ان اداکاروں کا پس منظر تلاش کریں جو ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں کی تاراجی کے بعد نمودار ہوئے اور انگریزوں کی غلامی کا جواز پیدا کیا۔ افسوس کہ یہ کام آج تک کسی طاقتور قلم کا منتظر ہے۔

اقبال اکادمی نے...... علامہ اقبال کے نام پر خزانہ حکومت سے بڑی بڑی رقمیں حاصل کی ہیں۔ لیکن جن مباحث ومضامین کے متعلق علامہ اقبالؒ نے تحقیقی اشارے کئے۔ ان کے متعلق ان اکادمیوں کی علمی بضاعتی اور ذہنی بے مائیگی کی پیشانی پر ابھی تک ’’یک حرف کاشکے‘‘ لکھا ہوا ہے۔ حقیقت بھی یہ ہے کہ اقبال کے نام پر جو ادارے سرکاری توشہ خانہ سے پرورش پارہے ہیں وہ اوّلاً فکر ونظر کے معاملے میں ساقط الاعتبار ہیں۔ ثانیاً ان کی مخفی مصلحتیں یہی ہیں کہ جو اقبال چاہتا تھا اس کو روپوش رکھیں یا گم کردیں اور جو یہ چاہتے ہیں اس کو اجاگر کریں۔ ان لوگوں میں سے بیشتر بزرجمہروں کو اقبال دل سے نہیں پیٹ سے عزیز ہے۔

اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے جو کتاب اللہ ہے اور ملت کی بنیاد سیرت پر ہے جس کا مظہر کامل محمد عربی ﷺ ہیں۔ ان دو کے بعد کوئی شخص یا جماعت اپنی بنیاد الہام پر رکھتی ہے اور شرط یہ قرار دیتی ہے کہ وہ مامور ہے یا عجمی اصطلاحوں کی رو سے اس کا وجود بروزی یا ظلی ہے تو اس کا وجود ایک مسلمان مملکت میں نہ صرف ایک قومی حادثہ ہے۔ بلکہ اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ اس جماعت کا سختی سے محاسبہ کرے اور اس کے اعوان وانصار کو قرار واقعی سزا دے۔ اگر ملکی سرحدوں کی حفاظت کے لئے قومی غداروں کو عبرتناک سزائیں دی جاسکتی ہیں تو دینی سرحدوں کی حفاظت کے

لئے بھی اسلامی غداروں کو کیفر کردار تک پہنچایا جاسکتا ہے۔افسوس کہ رواداری کا لفظ ارباب حل وعقد کے نزدیک اصل الاصول ہے اور غالباً اسی لئے وہ اس فرقۂ ضالہ کے خفیہ عزائم سے بے خبر ہے۔لیکن حقیقت یہی ہے کہ مرزائیت ایک عجمی اسرائیل کی طرح پرورش پا رہی ہے اور اس کا وجود مسلمانوں کے لہو میں سرطان بنتا جارہا ہے۔

یہ مجموعہ میری ایک تقریر اور چند مختصر اخباری مضامین پر مشتمل ہے جو مجلس طلبائے اسلام کے نوجوانوں نے اپنے طور پر مرتب کیا ہے۔کاش اس کے اشارات کسی جامع اور مانع تصنیف میں کام آسکیں۔۱۹ر فروری ۱۹۶۸ء،شورش کاشمیری

قادیانیّۃ

۱......مرزائیت کی تاریخ ...... سیاسی دینیات کی تاریخ ہے

آغا شورش کاشمیری نے ہندوستانی نبوت کی پاکستانی پناہ گاہ ربوہ کے دامن اور شاہجہان فرمانروائے ہندوستان کے وزیراعظم سعد اللہ خان کے مولد چنیوٹ میں سٹوڈنٹس اسلامک سالڈیرٹی آرگنائزیشن (مجلس طلبائے اسلام پاکستان۔ پرویز) کے زیر اہتمام ایک اجتماع عام کو خطاب کرتے ہوئے ڈھائی گھنٹہ تک ایک معلومات افروز تقریر میں جن خیالات کا اظہار کیا وہ عنقریب ایک کتابچہ کی شکل میں شائع کئے جارہے ہیں۔ذیل میں اس جامع تقریر کی ایک تلخیص پیش کی جارہی ہے۔جس سے اقبال اور قادیانیت کے ان پہلوؤں کی نشاندہی ہو جاتی ہے۔جس کی اساس پر آغا صاحب نے اپنے خیالات قادیانی امت کے تجزیہ و تحلیل کی صورت میں پیش کئے۔یہ اجتماع ۲۹ر اپریل ۱۹۶۷ء کی شام کو ہو رہا تھا۔لیکن بارش کی وجہ سے اگلے روز صبح ۹ بجے ملتوی کر دیا گیا۔اس اجتماع میں دینیات و اقبالیات اور سیاسیات و عمرانیات سے شغف رکھنے والے لوگ ہزاروں کی تعداد میں موجود تھے۔تقریر کا یہ عالم تھا کہ لوگ شامیانوں سے باہر دھوپ کی تیزی میں بھی گوش برآواز ہو کر کھڑے رہے اور آغا صاحب نے قادیانی جماعت کے بارے میں افکار اقبال کی روشنی میں جو نکات پیش کئے۔اس پر شروع سے آخر تک سر دھنتے رہے۔

جلسہ سے پہلے آغا صاحب نے شہریوں کی دعوت کے جواب میں ایک مختصر سی ادبی تقریر کی جس میں ان الفاظ تہنیت پر اظہار تشکر کیا جو ان کے بارے میں سپاسنامہ میں استعمال کئے گئے تھے۔شام کو آغا صاحب نے تنظیم طلبہ کے دفتر میں پرچم کشائی کی اس موقع پر ”جاگ اٹھا ہے سارا وطن“ کی دھنیں بجائی گئیں۔طلبہ نے گولے چھوڑے نوجوانوں کے ایک زبردست ہجوم نے

اخلاص وارادت کا اظہار کیا۔ آغا صاحب نے سپاسنامہ کے جواب میں فرمایا۔ ہمیں الفاظ کے استعمال میں محتاط رہنا چاہیئے۔ اردو زبان چونکہ درباروں میں پلی ہے۔ اس لئے اس کے مزاج میں ابھی تک عقیدت کی افسانوی بے بصری پائی جاتی ہے۔

اصلاً یہ ایک قسم کا ذہنی انحطاط ہے۔ جب تک اردو زبان میں سے عقیدت کے فالتو الفاظ اور درباروں میں کورنش بجالانے والے تصورات خارج نہیں کئے جائیں گے ہمارے لسانی مزاج میں حفظ نفس کی روح پیدا نہیں ہوگی۔ آغا صاحب نے کہا سپاسنامہ میں میرے متعلق جن پر شکوہ اور پر جمال الفاظ میں اخلاص کا اظہار کیا گیا ہے میں ممنون ہوں لیکن واقعتہً میں ان الفاظ کا مستحق نہیں۔ میں ایک انسان ہوں بہ قول اقبال۔

خوش آ گئی ہے جہاں کو قلندری میری

اس میں شک نہیں کہ میں نے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مولانا ظفر علی خانؒ کی صحبت سے سالہا سال فیض اٹھایا اور فکر اقبال کے علاوہ نظر ابوالکلامؒ سے ذہنی بالیدگی حاصل کی۔ لیکن میں ان میں سے کسی کا ظل یا بروز نہیں۔ آپ نے غالباً اس لئے مجھے ان کا عکس قرار دیا ہے کہ آپ کے پہلو میں ظلی و بروزی نبوت کا کارخانہ چل رہا ہے۔ بہرحال میری خواہش یہی ہے کہ آپ الفاظ کے معاملہ میں احتیاط برتا کریں۔ بسااوقات آج کے الفاظ کل کا روگ بن جاتے ہیں۔

۳۰ر اپریل ۱۹۶۷ء چنیوٹ کے جلسہ عام میں آغا صاحب نے یوم اقبال کی تقریب میں قادیانیت اور اسلام کے موضوع پر جو نظریات اور تصورات پیش کئے ان کا خلاصہ یہ تھا۔

سب سے پہلے آپ نے منتظمین کی محبت کا شکریہ ادا کیا اور معذرت پیش کی کہ وہ چنیوٹ میں مسلسل دعوتوں کے باوجود نہ آسکے۔ تو اس کی خاص وجہ کوئی نہ تھی۔ صرف مصروفیتوں کی بوقلمونی اور مشغولیتوں کی بے پناہی مانع رہی۔ پارسال حاضر ہونے کا ارادہ تھا۔ وعدہ بھی کرلیا تھا۔ لیکن جیل خانے سے دعوت آ گئی اور وہاں جانا پڑا۔ اب فرصت پیدا کر کے آج کی اس تقریب میں شمولیت کی ہے۔

تین اہم پہلو

آغا صاحب نے کہا: موضوع ہے ''اقبال اور قادیانیت'' اس ضمن میں تین گذارشیں ہیں۔

اوّلاً...... میں جو کچھ عرض کروں گا پوری ذمہ داری سے عرض کروں گا۔ میری گذارش ہے کہ میرے ان خیالات کو میرے ہی الفاظ میں سی آئی ڈی کے ذمہ دار بھائی کا ملاً نوٹ

فرمائیں اور ان کو مغربی پاکستان کے گورنر اور ان کی وساطت سے صدر مملکت کی خدمت میں پہنچادیں۔

ثانیاً...... اگر ان میں سے کوئی سی چیز غلط ہو یا میں اس کا ثبوت نہ دے سکوں تو میں اس کے لئے تیار ہوں کہ مجھے ہمیشہ کے لئے قید کر دیا جائے۔ ورنہ قادیانی امت کے اعمال وافکار پر کڑی نگاہ رکھنے کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ ان کے نہاں خانہ دماغ میں اپنے مسیح موعود اور مصلح موعود کی پیش گوئیوں کے باعث ایک ریاست کی خواہش مدۃ العمر سے مخفی چلی آتی ہے۔

ثالثاً...... اگر قادیانی امت میں سے کوئی فاضل تیار ہو تو میں ان مباحث پر کسی بھی اجتماع میں گفتگو کرنے کے لئے تیار ہوں جو نکات کہ اس تقریر میں پیش کر رہا ہوں۔ فیصلہ سامعین کر لیں۔ کوئی سا منصف تسلیم کر لیا جائے یا پھر خود ان کا ضمیر اس امر کی توثیق وتردید کرے کہ جن حوالوں سے میں خطاب کر رہا ہوں وہ غلط ہیں یا صحیح؟ نتائج کے اعتبار سے آیا ان کے معنی وہی ہیں جو میرے ذہن میں آئے ہیں یا اس سے مختلف تعبیر وتاویل بھی ہو سکتی ہے۔ قول کی تائید یا تردید ہمیشہ عمل کرتا ہے۔

بحث ہی غلط ہے

آغا صاحب نے فرمایا: یہ بحث ہی غلط ہے کہ مرزا قادیانی نبی تھے کہ نہیں؟ جو لوگ مرزا قادیانی کی نبوت کا مفروضہ قائم کر کے نبوت کے مفہوم ومقصد پر بحث کرتے اور مناظرہ رچاتے ہیں۔ میرا خیال ہے وہ غلطی پر ہیں۔ سرور کائنات ﷺ کے مقابلہ میں پہلے کسی آدمی کو کھڑا کرنا پھر اس کی تغلیط کرنا ایک ایسا فعل ہے جس سے سوا ادب کا پہلو نکلتا ہے۔ رہا ظلی وبروزی کا سوال تو قرآن وحدیث میں کہیں اس اصطلاح یا اس سے ہم معنی لفظ کا تصور تو ایک طرف رہا قیاس تک نہیں ملتا۔ نہ عربی لغت میں اس غرض سے کوئی لفظ ہے اور نہ قرن اوّل کے دین وادب میں اس کا وجود یا اس کی پرچھائیں کا نشان ملتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں مرزائیوں سے خاتم النبیین کے لغوی، اصطلاحی یا قرآنی مفہوم پر بحث کرنا بھی بنیادی طور پر غلط ہے۔ مذہب کی بنیادی خوبی یہی ہوتی ہے کہ وہ عقائد واعمال کی جو دنیا پیش کرتا ہے اس میں ابہام واہمال وغیرہ کا گزر تک نہیں ہوتا۔ وہ ہر بات کھل کے کہتا اور اس کی دعوت وتذکیر واشگاف الفاظ میں ہوتی ہے۔ اگر ظلی یا بروزی کسی نبی کے لئے اسلام میں کوئی نظریہ ہوتا یا اللہ کی رضا یہی ہوتی تو قرآن بول اٹھتا۔ احادیث نبوی میں بات آجاتی۔ جس پیغمبر (فداہ امی وابی) نے زندگی کی ہر ضرورت واحکام وقواعد مرتب کر دیئے ہوں اور امت کے پورے نظم

ونسق کی بنیادیں حشر تک استوار کردی ہوں۔ کیا وہ نبی ہم سے یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ میری تعلیم کے احیاء کو وقتاً فوقتاً ظلی یا بروزی قسم کے نبی آتے رہیں گے۔ ظاہر ہے کہ قرآن وحدیث میں ایسا کوئی اشارہ یا کنایہ بھی موجود نہیں؟ رہ گیا خاتم النبیین کے معانی کا تصور تو اس پر اجماع امت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ قطعی ہے۔ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، محدثین، فقہا، علماء اور صلحاء سب کے سب حضور کی ختم المرسلینی پر ایمان رکھتے تھے اور ان کے بعد کسی طرز کے نبی کی آمد کے قائل نہ تھے۔ نہ انہوں نے کبھی اس باب میں کوئی خفی سے خفی کلمہ کہا یا اشارہ کیا۔ یہ تو ہوتا رہا کہ نبوت کے مدعیوں کو سزا ملتی رہی اور وہ مارے گئے۔ لیکن یہ کبھی نہ ہوا کہ ان کے لئے کسی حلقہ سے کوئی تائید کی آواز اٹھی؟ یا کوئی حدیث سامنے آئی؟ یا قرآن کی کسی آیت کو تاویل کا بازیچہ بنایا گیا۔ کسی نے کبھی اس کے جواز پر سوچا تک نہیں اور نہ ان مصنوعی نبیوں کی اولاد نے خلافت کا سوانگ رچایا۔ یہ تنہا میرزا غلام احمد قادیانی کی ذات ہے کہ برطانوی عہد میں ان کی نبوت قائم ہوئی۔ پروان چڑھی، اس کو آب ودانہ مہیا کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ ایک باقاعدہ جماعت بن کر خلافت ہوگئی اور اب اس کے دماغ میں ایک سلطنت قائم کرنے کا خواب نقش ہو چکا ہے۔

اصل بنیاد

۱...... مرزائیت کی اصل بنیاد دین نہیں سیاست ہے۔ اس کا مطالعہ دینی اعتبار سے نہیں بلکہ سیاسی اعتبار سے کرنا چاہئے۔ ان سے مذہبی بحث چھیڑنا ہی غلط ہے۔ ان کا نفسیاتی تجزیہ کرنا چاہئے۔ جیسا کہ علامہ اقبال کا خیال تھا۔

۲...... اگر ہم سلطان ٹیپو کی شہادت ۱۷۹۹ء سے لے کر بہادر شاہ ظفر کی گرفتاری ۱۸۵۷ء تک کے احوال ووقائع پر نظر رکھیں تو ہمیں مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت اور ان کے جانشینوں کی خلافت کے احوال وظروف کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس کی نیو رکھنے میں بالواسطہ اور بلاواسطہ کون سے عوامل ومحرکات کا ہاتھ شامل رہا ہے۔

۳...... انگریزوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کے ہاتھ سے سلطنت لے کر محسوس کیا۔ جیسا کہ سرولیم میور لیفٹیننٹ گورنر یوپی نے کہا تھا کہ: برطانوی عملداری کی راہ میں دو رکاوٹیں ہیں۔ ایک محمدؐ کی تلوار، دوسرا محمدؐ کا قرآن، محمدؐ کی تلوار کو تنسیخ جہاد کے نظریہ سے توڑنا چاہا۔ بعض مذہبی فرقے اور ان کے فتاویٰ ممد ہوئے۔ لیکن انگریزوں کو مسلمانوں کی اجتماعی نفسیات سے اندازہ ہوا کہ مسلمان بہ الفاظ اقبال ایک ہی چیز سے متاثر ہوتے ہیں اور وہ ربانی سند ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ فرض بکمال انجام دیا۔ جہاد منسوخ کیا۔ گویا اس طرح محمدؐ کی تلوار کے

لئے نیام بنا چاہا۔ خود کو محمد کی مثل (خاکم بدہن) کہا اور طرح قرآن سے جہاد کی آیات ساقط کرنی چاہیں۔ نتیجتاً سرحد سے ملحق پنجاب کے قلب میں بیٹھ کر برطانوی شہنشاہیت کی غلامی کے لئے الہامی بنیاد قائم کی۔ فی الجملہ مرزائیت سیاسی دینیات کا درجہ رکھتی ہے۔

۴...... مرزا قادیانی نے یہی نہیں کیا بلکہ اس عمارت کی نیو اٹھانے کے لئے انہوں نے مسلمانوں کی ذہنی زمین کو ہموار کرنا چاہا۔ آب و ہوا کا رخ بدلا۔ غرض وہ مسلمان جو سلطان ٹیپو کے جہاد میں شعلۂ جوالہ ثابت ہوئے تھے۔ جنہوں نے سراج الدولہ کے وجود میں تلوار کی آبرو رکھی تھی جو بہادر شاہ ظفر کے عہد میں جنگ آزادی کا مواد لے کر اٹھے تھے۔ ان کے باقیات، سید احمد شہید کی تحریک اور اس کے برگ و بار جنگ امبیلہ کے نتائج و اثرات، انبالہ، پٹنہ، راج محل، مالوہ اور پٹنہ میں علماء کے پانچ مقدمات، علماء کا شوق جہاد و شہادت، سرحدی علاقے میں جہاد و غزا کی فراوانی، ان تمام واقعات نے مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود کو برطانوی مصالح و مقاصد کی خاک سے اٹھایا اور وہ مسلمانوں کے مزاج کا رخ بدلنے میں منہمک ہو گئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی خصوصیات

انہوں نے مسلمانوں کو فضول مذہبی مباحث میں الجھا دیا۔ مثلاً:

الف...... برطانوی فاتحوں سے ہٹا کر برطانوی پادریوں سے الجھا دیا۔ جس سے تلوار کی جگہ زبان نے لے لی اور جہاد کی امنگ سرد پڑ گئی۔ ذہنی زاویے بدل گئے۔

ب...... آریہ سماجیوں سے اس طرز کے مناظروں کی نیو رکھی کہ دشنام کے جواب میں دشنام کا جھگڑا اٹھا اور مرزا قادیانی کے جواب میں ستیارتھ پرکاش کے اس باب کا اضافہ ہوا۔ جس میں قرآن و رسالت پر سب و شتم کیا گیا۔

ج...... خلافت کے تصور پر بحثیں ہونے لگیں کہ یہ ایک مذہبی ادارے کو مستلزم ہے یا کسی اسلامی ریاست کا فرمانروا، ان مسلمانوں کا بھی خلیفہ ہو سکتا ہے جو اس کی فرمانروائی کے علاقہ میں آباد نہ ہوں، حکومت غیر مسلموں کے ہاتھ میں ہو اور وہ اس کی رعایا ہوں۔

د...... ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام۔

ہ...... اولی الامر منکم کی شرحیں۔

ی...... احادیث میں مہدی کے ورود کی پیش گوئی کا مطلوب اور نوعیت۔

اس فضاء کے پیدا ہوتے ہی انگریزوں کو استحکام سلطنت کا موقع مل گیا۔ مسلمانوں کے فکر و عمل کا میدان بدل گیا اور یہ ایک ایسی خدمت تھی جس کے نتائج و اثرات ایک پراسرار

وحیرت انگیز تاریخی دستاویز کا درجہ رکھتے ہیں۔جس سے برطانوی عہد میں مسلمانوں کی ذہنی ویرانی اور قومی بربادی کا پورا نقشہ معلوم ہوسکتا ہے۔

ارشاد اقبال

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی سیاسی وحدت کو اس وقت نقصان پہنچتا ہے جب مسلمان سلطنتیں آپس میں ایک دوسرے سے لڑتی ہیں اور مذہبی وحدت اس وقت ٹوٹتی ہے جب خود مسلمانوں میں سے کوئی جماعت ارکان واوضاع شریعت سے بغاوت کرتی ہے۔ مرزا قادیانی کا یہی جرم خطرناک ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کی مذہبی وحدت کو شکست کیا۔علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ جب سیاسی وحدیت منتشر ہوتو مذہبی وحدت ہی ملت کے وجود کو باقی رکھتی ہے۔اب اگر مسلمانوں کا کوئی طبقہ یہ کہتا ہے کہ دینی وحدت کے باغیوں سے رواداری برتی جائے اور صرف اس حیثیت سے کہ وہ اقلیت میں ہیں۔انہیں اجازت دی جائے کہ وہ ایک دینی وحدت کی ہر مقدس اینٹ کو اکھاڑتے چلے جائیں تو وہ اقبال ہی کے الفاظ میں دینی حسیات سے نہ صرف عاری ہے بلکہ پست فطرت بھی ہے۔کیونکہ اس کو اس امر کا احساس نہیں کہ اس صورتحال میں الحاد غداری،اور رواداری خودکشی کا درجہ رکھتی ہے۔علامہ اقبالؒ کے نزدیک ایک یورپی دانشور کے الفاظ میں رواداری مختلف المعنیٰ احساس وتاثر رکھتی ہے۔مثلاً فلسفی کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر صحیح ہیں۔مؤرخ کے نزدیک غلط،مدبر کے نزدیک مفید،ہر نوعی فکروعمل کے انسان کے نزدیک کہ وہ ہر فکروعمل سے خالی ہوتا ہے۔اس رواداری کی ہر شکل گوارا ہے۔اسی طرح ایک کمزور آدمی کی رواداری ہے جو اپنے محبوب اشیاء اور بنیادی عقائد کی ذلت ورسوائی چپ چاپ سہے جاتا ہے۔

مرزائیوں کا وظیفہ حیات

اپنے معرض وجود میں آنے سے لے کر اب تک مرزائیوں نے بتدریج جو نقشہ قائم کیا ہے وہ یہ ہے کہ:

الف...... مسلمانوں کے تعلیم یافتہ طبقے (بالخصوص وہ لوگ جو انگریزی تعلیم یافتہ ہیں اور بوجوہ دین میں اخلاص نہیں رکھتے یا اس کو انسان کا ذاتی فعل سمجھتے ہیں) کو اس غلط دین پر لا کھڑا کیا کہ قادیانی بھی گویا مسلمانوں کے فرقوں ہی میں سے ایک فرقہ ہیں اور ان کی مخالفت بھی ملاازم ہی کے برگ وبار میں سے ہے۔

ب...... مرزائی من حیث الجماعت مسلمانوں کا ہر دینی ومعاشرتی میدان میں مقاطعہ کرتے اور انہیں کافر تک سمجھتے ہیں۔مثلاً مسلمانوں کے ساتھ نماز تک نہیں پڑھتے۔ان کے

جنازوں میں شریک نہیں ہوتے۔ جیسا کہ چوہدری ظفر اللہ خان نے منیر انکوائری کمیشن کے روبرو قائداعظمؒ کا جنازہ نہ پڑھنے کا اعتراف کیا۔ لیکن سیاسی طور پر مسلمانوں سے الگ نہیں ہوتے۔ صرف اس لئے کہ اس طرح سیاسی فوائد حاصل کرنے اور ملکی اقتدار حاصل کرنے کے مدۃ العمر سے آرزومند ہیں۔

پاکستان کے بعد

پاکستان بن جانے سے پہلے جب تک براعظیم آزاد نہیں ہوا۔ ان کا اجتماعی وظیفہ انگریزوں کی تائیدواعانت کرتا رہا۔ پھر جب قومی تحریکیں مضبوط و مستحکم ہوگئیں تو یہ سیاسی پینترے بدلتے رہے۔ لیکن اپنی اس حیثیت کو لمحہ بھر کے لئے بھی ترک نہ کیا کہ ان کا وجود برطانوی حکومت کے آلہ کار کا ہے۔ ایک مرحلہ میں انہوں نے لاہور ریلوے اسٹیشن پر پنڈت جواہر لال نہرو کا بھی استقبال کیا۔ مقصود بہ قول اقبالؒ یہ تھا کہ بشیر الدین محمود اس انداز میں حکومت کے ہاں ٹنڈو داخل کر رہا تھا۔ میں ناراض ہوں مجھے راضی کرو۔ اسی زمانہ میں ایک ہندو کانگرسی نے اس مطلب کا مضمون لکھا کہ قادیانی جماعت عام مسلمانوں کی بہ نسبت ہندستان کی زیادہ وفادار ہے کہ وہ پیغمبر عرب کی بجائے ایک ہندوستانی پیغمبر کی پیروکار ہے۔ غرض ان احوال وافکار اور واقعات وحالات نے مرزا بشیر الدین محمود میں برطانوی حکومت کی گرتی ہوئی دیوار کے ملبہ سے اپنے سیاسی اقتدار کا قصر اٹھانے کی خواہش پیدا کی۔ مرزا غلام احمد نے ایک امت تیار کی۔ مرزا بشیر الدین محمود نے جو خلیفہ سے زیادہ، شاطر تھے اس امت میں عصبیت پیدا کر کے حصول اقتدار کا ایک طویل منصوبہ تیار کیا۔ جس کی پشت پناہی کے لئے اپنے والد کے الہام اور اپنے القاء اور خواب وضع کئے۔

ہوا کیا

غور کیجئے کہ قادیانی جماعت جس نے کبھی تحریک استخلاص وطن کا ساتھ نہیں دیا۔ خلافت عثمانیہ کی تاراجی پر چراغاں کیا اور انگریزی حکومت کی اطاعت وجاسوسی اپنا جزو ایمان سمجھا۔ ایکا ایکی اور اپنی زندگی میں پہلی دفعہ ۱۹۳۱ء میں کشمیری مسلمانوں کی آزادی کی علمبردار ہوگئی۔ برٹش میوزیم سے کبھی اس زمانہ کی سیاسی دستاویز ہاتھ آئیں تو یہ عقدہ کھلے گا کہ مرزا بشیر الدین محمود نے کن اغراض ومقاصد کے تحت یہ قدم اٹھایا تھا۔ ان کی پشت پر کون تھا اور یہ سارا ناٹک کس لئے رچایا گیا۔ کشمیر کی سرحد پر روس کی نگاہیں کیا دیکھ رہی تھیں اور مسلمانوں کا ذہن کس طرف جارہا تھا۔ مرزا بشیر الدین محمود کس مخفی اشارے پر مہرہ بن کر آگے آئے تھے؟ یہ ساری کہانی ایک طاقتور قلم کے انکشاف کی منتظر ہے۔

مرزا قادیانی کی زبانی

تاریخ احمدیت جلد ششم مؤلفہ دوست محمد شاہد کے ص ۴۴۵ اور ۶۷۹ پر بروایت مرزا بشیرالدین محمود مرقوم ہے کہ جماعت احمدی کو کشمیر سے دلچسپی کیوں ہے۔

اوّلاً...... کشمیر اس لئے پیارا ہے کہ وہاں تقریباً اسی ہزار احمدی ہیں۔

ثانیاً...... وہاں مسیح اوّل دفن ہیں اور مسیح ثانی (مرزا غلام احمد قادیانی ناقل) کی بڑی بھاری جماعت اس میں موجود ہے۔

ثالثاً...... جس ملک میں دو مسیحوں کا دخل ہے وہ بہرحال مسلمانوں کا ہے اور مرزا قادیانی کے نزدیک مسلمان ان کے پیروکار ہیں۔ (ص ۶۷۹)

رابعاً...... نواب امام الدین جنہیں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے گورنر بنا کر کشمیر بھجوایا تھا وہ اپنے ساتھ بطور مددگار ان کے دادا (مرزا بشیرالدین محمود کے الفاظ میں) یعنی مرزا غلام مرتضٰی کو بہ اجازت مہاراجہ رنجیت سنگھ ساتھ لے گئے تھے۔

خامساً...... ان کے استاد جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ اور ان کے خسر حضرت مولوی حکیم نورالدین کشمیر میں بطور شاہی حکیم کے ملازم رہے تھے۔ (ص ۴۳۵)

جادو وہ جو سر چڑھ بولے

چنانچہ مرزا بشیر الدین نے ۲۸ / دسمبر ۱۹۵۶ء کے سالانہ جلسہ میں بروایت تاریخ احمدیت خدائی تصرف والقا کے تحت عظیم الشان آسمانی انکشاف کرتے ہوئے فرمایا: ''مایوس نہ ہو اور خداتعالیٰ پر توکل کرو۔ اللہ تعالیٰ کچھ عرصہ کے اندر ایسے سامان پیدا کر دے گا۔ آخر دیکھو یہودیوں نے تیرہ سو سال انتظار کیا اور پھر فلسطین میں آ گئے۔ مگر آپ لوگوں کو تیرہ سو سال انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ ممکن ہے تیرہ بھی نہ کرنا پڑے۔ ممکن ہے دس بھی نہ کرنا پڑے اور اللہ تعالیٰ اپنی برکتوں کے نمونے تمہیں دکھائے گا۔'' (ص ۶۷۸، ماخوذ الفضل، مورخہ ۱۵ / مارچ ۱۹۵۷ء)

آغا صاحب نے نہایت شرح وبسط سے اس کا تجزیہ کیا کہ قادیانی خلیفہ اس طرح گویا ریاست اسرائیل کے قیام کو انعام خداوندی سے تعبیر کرتا ہے اور اپنے پیروکاروں کو ان سے نسبت پیدا کر کے امید خوش دلاتا ہے۔ آغا صاحب نے علامہ اقبال کی اس دوراندیشی کا بھی ذکر کیا کہ آج سے تیس برس پہلے انہوں نے فرمایا تھا کہ: ''احمدیت یہودیت سے قریب تر ہے۔''

آغا صاحب نے اس ضمن میں مرزائیوں کے مختلف الہاموں اور بشارتوں کا تفصیلی جائزہ لیا اور اس ضمن میں بتایا کہ تاریخ احمدیت کی اسی جلد کے ص ۳۹۵ پر خلیفہ اوّل کا

انکشاف درج ہے کہ ریاست کشمیر اور ہمالیہ کے دامن میں آباد مسلم آبادی کا اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ کوہ ہمالیہ سے شروع کرتے ہوئے بلوچستان اور ڈیرہ غازیخان کے سب پہاڑی سلسلے گنئے۔

آغا صاحب نے اس حوالہ کے ساتھ اس امر کی وضاحت کی کہ کشمیر میں مسیح ''ربوہ کا انتخاب'' بلوچستان میں اراضی کی وسیع خریداری اور بشیر الدین محمود کے اس ضمن میں ایک اسٹیٹ قائم کرنے سے متعلق خطبات کو باہم دگر ملا کر پڑھیں اور سوچیں تو بہت سی پہیلیاں خود بخود کھلتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔

ہمارے امراء وفضلاء

آغا صاحب نے افسوس ظاہر کیا کہ جس ''نبوت'' کو اقبال نے سٹہ بازی سے تعبیر کیا تھا۔ ہمارے امراء وفضلاء اس کے نتائج وعواقب پر غور نہیں کرتے۔ بلکہ بلاواسطہ اس کی معاونت کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس ''نبوت'' کی بدولت نہ صرف آخرت کی متاع ضائع ہو رہی ہے بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی ذہنی وحدت میں پاکستان اس لحاظ سے مشتبہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا انحصار احمدیت کی سیاسی پخت وپز کے نتائج پر ہے۔

آغا صاحب نے اس ضمن میں ایک خاص نکتہ پر زور دیا کہ عرب دنیا کو قادیانیت کا پورا پتہ چل جائے تو پاکستان کی دینی آبرو کو گزند پہنچے گا اور اگر احمدیت سیاسی اقتدار حاصل کر لے تو عرب یہ سوچنے میں حق بجانب ہوں گے کہ اس نبوت، اس امت اور ان کی وساطت سے اس مملکت کو اسلام سے کیا نسبت ہے؟ جن عربوں نے عجمی فقہا کو تسلیم نہیں کیا وہ ایک ہندوستانی یا پاکستانی نبی پر کیسے راضی ہو سکتے ہیں۔ جس سے اسلام کے تصور حیات اسلام کے تصور سیاست اور اسلام کے تصور وحدت کا پورا کارخانہ درہم برہم ہو جاتا ہے۔

آغا صاحب نے کہا کہ قادیانی غیر عرب مسلمان ریاستوں کے مابین اپنے وجود سے ایک دوسری اسرائیلی ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے انہوں نے حکومت کی اہم کلیدی اسامیوں پر قبضہ کر رکھا ہے۔ ملک کی صنعتی ترقی پر اپنے تناسب سے بڑھ کر قابض ہیں۔ اکثر مالیاتی اداروں پر ان کا تصرف ہے اور ان شعبوں میں کثرت سے داخل ہو چکے اور ہو رہے ہیں جن کے ہاتھ میں ملک کی حفاظت اور مدافعت ہوتی ہے۔

صدر ایوب سے گزارش

آغا صاحب نے فرمایا: میں صدر مملکت سے گذارش کرتا ہوں کہ اس جماعت کی کڑی

نگرانی رکھیں اور اس امر کی تحقیق کرائیں کہ:

۱...... کیا مرزائی اپنی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔

۲...... کیا یہ دوسرا اسرائیل اپنے وجود سے قائم کرنے کے متمنی ہیں۔

۳...... ان کا علاقہ مغرب کی استعماری طاقتوں کے ساتھ تو نہیں؟ ان کے مشن مختلف ملکوں میں تبلیغ کرتے ہیں یا کچھ اور فرائض واحکام بجالاتے ہیں؟

۴...... ان صراحتوں اور وضاحتوں کی موجودگی میں کیا یہ بات غور طلب نہیں کہ کشمیر سے ان کی دلچسپی اپنی ریاست قائم کرنے کے مفروضہ پر ہے۔

۵...... جنرل گریسی نے کشمیر کے جہاد میں اوّلاً، پس وپیش کیا۔ ثانیاً، قائداعظمؒ کے احکام سے اختلاف کیا۔ ثالثاً، لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو مطلع کیا۔ لیکن تعجب ہے کہ کمانڈر انچیف افواج پاکستان کی حیثیت میں قادیانیوں کی فرقان بٹالین کو خوشنودی اور سپاس کا خط لکھا۔ یہ خط اس تاریخ احمدیت کے ص ۶۷۴ پر درج ہے۔ کیا پاکستان میں مسلمانوں کی کسی بھی دوسری جماعت کی رضا کارانہ تنظیم کو آج تک یہ خصوصیت حاصل ہوئی ہے؟

۶...... کیا یہ صحیح ہے کہ جولائی اگست ۱۹۶۵ء میں قادیانی جماعت کی طرف سے اس مفہوم کا پمفلٹ تقسیم کیا گیا کہ مسیح موعود کے پیروکار ہی کشمیر فتح کریں گے۔ یہ ان کے الہام اور مرزا بشیر الدین محمود کی پیش گوئی کو سچا کرنے کی ایک جسارت تھی؟

۷...... کیا شاستری کی موت بھی مرزا غلام احمد کے الہامات کا حصہ قرار دی گئی اور اس ضمن میں پمفلٹ شائع کیا گیا۔ اس پمفلٹ کو خود میں نے دیکھا اور پڑھا ہے۔

۸...... کیا یہ صحیح ہے کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے اپنی پیش گوئیوں کی اصل پر ڈاکٹر جاوید اقبال کی معرفت بیرون پاکستان سے ایک پیغام بھیجا تھا۔

آغا صاحب نے ان اشارات کو بیان کرتے ہوئے اعلان کیا کہ وہ جن لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں ان کی طرف سے پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اور سبھی کچھ ہوسکتا ہے۔ لیکن مرزائی اپنی حکومت کسی علاقے پر قائم نہیں کرسکتے اور نہ ہم ان کی عیاریوں کو پنپنے کا موقع دے سکتے ہیں۔ البتہ صدر مملکت سے یہ التماس ضرور ہے کہ وہ اس فرقہ ضالہ کے سیاسی ہتھکنڈوں سے باخبر رہیں۔ جس جماعت کے پیروکار محمد عربی ﷺ کے مقابلہ میں ایک فرضی نبوت کے داعی ہوسکتے ہیں اور انہیں مسلمانوں کی قومی وحدت یا دینی عمارت کو نقب لگاتے ہوئے عار محسوس نہیں ہوتی۔ وہ ان شواہد ونظائر کی موجودگی میں حکومت پاکستان اور صدر مملکت کے کب اور

کہاں وفادار رہ سکتے ہیں۔ ان کا موجودہ شعار صدر مملکت کو جمہور المسلمین سے برگشتہ کرنا اور ان کے فعال عنصر کے خلاف تہمتیں جڑ کے مخبریاں گھڑنا ہے۔ انہیں جو تحفظات اس وقت حاصل ہیں وہ ایک ایسا حصار ہے جس میں وہ محفوظ ہیں۔ لیکن مسلمانوں پر اپنے ترکش کے زہر میں بجھے ہوئے تیر چھوڑتے رہتے ہیں۔ تاکہ کسی دن منزل مقصود تک پہنچ سکیں۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج۲۰، ش۱۹، مورخہ ۸رمئی ۱۹۶۷ء)

۲...... قادیانی ایک سیاسی امت ہیں، ہم ان سے غافل نہیں رہ سکتے ہیں

ہم قادیانی امت کی عزت و آبرو کے دشمن نہیں۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے پاکستان کی اس اقلیت کی حفاظت ہمارا اسلامی فرض ہے اور اس فرض سے ہم کسی حالت میں بھی روگردانی نہیں کر سکتے۔ ہمارا مطالبہ صرف یہ ہے کہ:

۱...... قادیانی امت جب مسلمانوں سے مذہباً علیحدہ ہو چکی ہے اور اس نے اس کا فیصلہ خود کیا ہے تو پھر وہ سیاستہً مسلمانوں میں کیوں رہ رہی ہے۔ سیدھا سادا سوال ہے۔ قادیانی خلیفہ ثالث اس کا جواب مرحمت فرمائیں کہ جو مسلمان مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے اور نہ اس کی ضرورت کے قائل ہیں کیا وہ ان کے نزدیک مسلمان ہیں اور مرزا قادیانی کے انکار سے وہ کافر نہیں ہو جاتے۔ اگر وہ کافر ہو جاتے ہیں تو پھر سواد اعظم میں قادیانی امت کس اصل کی بناء پر شامل رہنا چاہتی ہے۔ کیا یہ ایک سیاسی ہتھکنڈہ نہیں؟ ہم اسی سیاسی فریب کا طلسم توڑنا چاہتے ہیں۔

۲...... دوسری گذارش یہ ہے کہ اس جماعت کے پیروکار مسلمانوں کی ان مقدس اصطلاحوں کو اپنے رہنماؤں اور اپنی جماعت سے منسوب نہ کریں۔ جو لفظ و معنی کے اعتبار سے حضور سرور کائناتﷺ، ان کے صحابہؓ اور ان کے اہل بیتؓ کے لئے تاریخ دینیات میں مخصوص ہو چکے ہیں۔ اس سے جمہور المسلمین کی دلآزاری ہوتی ہیں۔ مثلاً مرزا غلام احمد کی بیویوں کو امہات المؤمنین کہنا، کسی صاحبزادی کو سیدۃ النساء کا لقب دینا اور مرزا بشیر الدین محمود کی والدہ کو ''ملکہ دو جہاں'' لکھنا ہمارے نزدیک سخت قابل اعتراض ہے۔ اسی طرح خاندان کے افراد میں سے کسی کو قمر الانبیاء کہنا۔ کسی کو خلیفہ راشد لکھنا پھر اس کو خلفائے راشدین میں کسی ایک ''خصوصیت'' کی بناء پر افضل قرار دینا اس قسم کی گستاخیاں ہیں کہ طبیعت کو طیش آتا ہے۔ جب مرزا قادیانی کے پیروکار اپنی انفرادیت کو نمایاں کرنے کے لئے اپنا کیلنڈر بھی علیحدہ کر چکے ہیں تو انہیں خاندان

نبوت ہی کے اثاثہ پر ڈاکہ ڈالنے کی ضرورت کیوں لاحق ہوئی ہے۔ کیا اس کی وجہ اس کے سوا کچھ اور بھی ہے کہ قادیانی اقلیت میں ہیں اور وہ سیاستہً مسلمانوں میں رہ کر اپنے اقتدار کے لئے بال و پر پیدا کر رہے ہیں۔

۳...... تیسری بات جس کا محاسبہ نہایت ضروری ہے وہ قادیانی امت کے اعمال وافکار کی سیاسی نگرانی ہے۔ کیونکہ ہم یقین سے اس امت کو عجمی مسلمانون کے مابین ایک عجمی اسرائیل خیال کرتے ہیں۔ جس کا احساس اس وقت مسلمانوں کے سواد اعظم کی سیاسی قیادت کو نہیں ہے۔

ان تین چیزوں کے علاوہ ہمیں مرزائی امت کے تعاقب سے کوئی سروکار نہیں۔ ماہجیر شمابسلامت، ہمارے صفحات گواہ ہیں کہ ہم نے ان پر کبھی ذاتی حملہ نہیں کیا، حالانکہ تاریخ محمودیت موجود ہے اور اس کے مصنف ومؤلف بھی زندہ ہیں۔ ہم نے کبھی کسی فرد کا نام لے کر اس کے ذاتی چال چلن پر بحث نہیں کی۔ ہم بدزبانی کو گناہ سمجھتے ہیں۔ لیکن عجیب بات ہے کہ جب کبھی چٹان میں اس جماعت کا سیاسی محاسبہ ہوا ہے قادیانی امت کے بعض ناقوس پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑ گئے ہیں۔ وہ دلیل کا جواب دلیل سے نہیں دیتے اور نہ اس سوال کا جواب مرحمت فرماتے ہیں جو ان سے واضح الفاظ میں دریافت کیا جاتا ہے۔

ایڈیٹر چٹان کو گالیاں دینا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو برا بھلا کہنا یہ کسی سوال کا جواب نہیں۔ اس ضمن میں ہمارا قادیانی دوستوں کو صحیح مشورہ یہی ہے کہ وہ ادب کو ملحوظ رکھیں۔ اگر انہیں یہ غلط فہمی ہے کہ اس طرح وہ مرعوب کرلیں گے یا گالی دے کر ان کی بات دلیل ہو جائے گی تو بہتر ہے کہ تصحیح فرمالیں۔ اس طرح کوئی شخص بھی قائل معقول نہیں ہوسکتا ہے۔

سوال ان کے دین پر کیا جاتا ہے۔ جواب وہ سیاست سے دیتے ہیں۔ بجائے خود یہی دلیل بس کرتی ہے کہ مرزائی امت اصلاً ایک سیاسی جماعت ہے جو سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے لئے ایک مدت سے مسلمانوں کی وحدت میں سرنگ لگارہی ہے۔ غور کیجئے مسئلہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کی نبوت اور ان کے پیروؤں کی امت مسلمانوں کی سیزدہ صد سالہ وحدت کو تاراج کر رہی ہے۔ سوال علامہ اقبالؒ نے اٹھایا تھا۔ لیکن جواب میں ارشاد ہوتا ہے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تحریک پاکستان کے مخالف تھے۔ ایڈیٹر چٹان نے مسلم لیگ کی سیاسی بیعت نہیں کی تھی۔ جواب اس سطح پر بھی ہوسکتے ہیں اور یہ سطح کوئی بلند نہیں۔ لیکن ان جوابات میں جو دراصل الزامات ہیں ان سوالات کا جواب کہاں ہے۔ جن کا اطلاق مرزا قادیانی کی نبوت اور ان کے جانشینوں کی سیاست پر ہوتا ہے۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تحریک پاکستان میں نہیں تھے۔ ایڈیٹر چٹان کو بھی اعتراف ہے کہ اس نے مسلم لیگ میں کبھی شمولیت نہیں کی۔ لیکن یہ کوئی دینی بغاوت نہیں؟ اور نہ اس پر کسی فرد سے عفو خواہ ہونے کی ضرورت ہے۔ یہ دو ذہنوں کے سیاسی رجحان کا مسئلہ تھا۔ جو پاکستان بن جانے کے بعد ختم ہوگیا۔ اب جو پاکستان میں ہے وہ پاکستان کا وفادار اور جانثار نہیں تو گردن زدنی ہے۔ لیکن عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ایڈیٹر چٹان کا سیاسی جرم اتنی جرم کے مقابلہ میں کوئی جرم ہی نہیں۔ قادیانی امت نے اسلام سے بغاوت کر کے جس جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ مسلم لیگ میں شامل نہ ہونے یا قائداعظمؒ کی سیاسی قیادت کو اس مرحلے میں تسلیم نہ کرنے کی اسلامی تعزیرات میں کوئی سزا نہیں اور نہ قرآن کے تصور توحید و رسالت کو ضعف پہنچتا ہے۔ لیکن جن تصورات پر قادیانی امت کی بنیاد ہے۔ پاکستانی تعزیرات میں اس کی سزا بے شک نہ ہو۔ جیسا کہ نہیں ہے ہم پاکستان کی حکومت سے اس تعزیر کا مطالبہ نہیں کرتے۔ لیکن اس خواہش کا اظہار ضرور کرتے ہیں کہ وہ مرزائیوں کو مسلمانوں سے الگ جماعت تسلیم کرتے ہوئے انہیں ایک اقلیت قرار دے۔

بتایئے اس میں خوفزدہ کرنے کی کیا بات ہے۔ اپنے حدود کی حفاظت کرنا جرم ہے؟ پاکستان کی سرحدوں پر فوج رہتی ہے کس لئے صرف اس لئے کہ ان کی حفاظت ہوتی رہے اور کوئی بد بخت انہیں پامال کرنے کی جسارت نہ کرے؟ کیا اسلام کی سرحدوں کا محافظ ہونا جرم ہے۔ کس ضابطہ کی رو سے؟ اور وہ کون سی رواداری ہے جو ان سرحدوں کو خطرے میں ڈالنے کی اجازت دیتی ہے؟

قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ سب سے پہلے علامہ اقبالؒ نے کیا تھا۔ وہ احراری نہیں تھے۔ سر مرزا ظفر علیؒ جج لاہور ہائی کورٹ نے یہی آواز اٹھائی۔ انہیں بھی کوئی شخص احراری نہیں کہہ سکتا۔ مولانا ظفر علی خانؒ مسلم لیگ میں تھے۔ عمر بھر مرزائی امت کا تعاقب کرتے رہے۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے کلمۃ الحق بلند کیا۔ انہیں احرار سے کبھی واسطہ نہیں رہا۔ الیاس برنیؒ احراری نہیں، مولانا ابوالحسن علی ندوی احراری نہیں لیکن ان کا متفقہ محاسبہ موجود ہے۔

مرزائی کب تک اپنے مسئلہ کو احرار کے سیاسی ماضی کی آڑ میں ملت اسلامیہ کے احتساب سے بچا سکیں گے؟ یہ بات انہیں بھی معلوم ہے کہ مسئلہ اسلام کا ہے۔ احرار کا نہیں۔ مسئلہ مسلمانوں کا ہے کسی گروہ کا نہیں؟

مرزائیوں کو غلط فہمی ہے کہ مسلمانوں کا محاسبہ کمزور پڑ جانے سے وہ پھر ایک طاقت بن

گئے ہیں یا بن رہے ہیں۔ بیشک انہیں اس وقت حکومت کے مختلف دوائر میں اپنی تعداد میں سے بہت زیادہ نمائندگی حاصل ہے۔ پاکستان میں ان کے پاس کلیدی آسامیاں ہیں اور ان کی متعاقب جماعتیں اس لحاظ سے طاقتور نہیں۔ یہی غرّہ تھا کہ چوہدری ظفر اللہ خان نے اس دفعہ ربوہ کے سالانہ اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہاں ہے عطاء اللہ شاہ، کہاں ہیں ظفر علی خاں؟ غالباً انہیں اپنی موت یاد نہیں؟...... خداوند تعالیٰ کی رحمت ان دو بزرگوں کے۔لئے بہشت کے دروازے کھول چکی ہے اور یہ کہنا ہم مناسب نہیں سمجھتے کہ مرزا بشیر الدین محمود کہاں ہیں۔ علامہ انور شاہ نور اللہ مرقدہ نے بہاولپور کے تاریخی مقدمہ میں قادیانی جماعت کے ابوالعطاء جالندھری سے جو کہا تھا کیا چوہدری ظفر اللہ خان اس نظارہ کی تاب لا سکتے ہیں؟ ہم اس تو تکار میں الجھنا نہیں چاہتے۔ ورنہ اللہ کی رضا اور حضور ﷺ سے عشق دو ایسی نعمتیں ہیں کہ ہر خوف اور ہر طاقت سے بے نیاز کر دیتی ہیں۔

ہمیں معلوم ہے کہ ہماری گرفتاری میں مرزائیوں کا بھی ہاتھ تھا۔ بلاواسطہ نہ سہی بالواسطہ۔ ہمیں اس حقیقت کا بھی اندازہ ہے کہ مرزائی افسر ہمارے خلاف پخت وپز کرتے ہی رہتے ہیں۔ ہمارے کانوں تک یہ خبر بھی پہنچ چکی ہے کہ گذشتہ ایک ماہ سے مرزائی ہمارے بارے میں کیا صلاح مشورے کر رہے ہیں اور ان کے نہاں خانۂ دماغ میں کیا کچھ ہے۔ ہم سازشیوں کے چہروں سے بخوبی آگاہ ہیں۔ لیکن ہم ان میں کسی کو لائق مخاطبت نہیں سمجھتے؟ بے شک کوئی ہفتہ وار سب وشتم کرتا رہے یا کوئی گروہ اپنے بغض کی بناء پر ژاژ خائی پر اتر آئے۔ ہم یہ فرض ہر حال میں انجام دیتے رہیں گے کہ صدر مملکت کو اس جماعت کے سیاسی عزام سے مطلع کریں؟ اور مسلمانوں کے اجتماعی ضمیر کو بتاتے رہیں کہ نقاب پوش جماعت کا باطنی لائحہ عمل کیا ہے؟ اس کا انحصار خود اس جماعت کے قادیانی وغیر قادیانی گماشتوں پر ہے کہ وہ کس لہجہ میں گفتگو پسند کرتے ہیں۔ جو زبان اور انداز وہ اختیار کریں گے ٹھیک اسی کے مطابق انہیں جواب ملے گا۔ البتہ ہم قانون واخلاق کی حدوں سے کسی مرحلہ میں بھی دستبردار نہیں ہونا چاہتے۔ مولانا ظفر علی خانؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی رحلت کے بعد ان کا مشن ختم نہیں ہوگیا۔ ان کے جانشین ابھی بفضل تعالیٰ زندہ ہیں۔ پھر یہ مولانا ظفر علی خانؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ہی کا مشن نہیں یہ مشن سرور کائنات ﷺ کے ننگ وناموس کا مشن ہے۔ مولانا ظفر علی خان اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اس مشن کے خدمت گار تھے۔ اللہ تعالیٰ کو ابد تک ناموس رسالت ﷺ (فداہ امی وابی) کی حفاظت مطلوب ہے۔ وہ اس کے لئے ہر دور میں خدمت گار پیدا کرتے رہے اور آئندہ بھی کرتے

رہیں گے۔ یہ ان کے محبوب کی ختم المرسلینی کا سوال ہے اور سوال اتنا ہے کہ یہ تمغہ خدمت کس کس کے حصہ میں آتا ہے؟

علامہ اقبال نے جس رخ اور پہلو سے اس جماعت کا محاسبہ کیا پھر جس فراست ودانائی سے ان کے احوال وآثار اور مقاصد وعوامل کا تجزیہ فرمایا وہ قادیانی امت کی صحیح نشاندہی ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ علامہ اقبالؒ کے خطوط پر قادیانی امت کا محاسبہ جاری رکھا جائے اور چند اصحاب علم ونظر کی ایک جماعت ایسی ہو جو قادیانی مذہب کے سیاسی مضمرات سے حکومت اور عوام دونوں کو آگاہ کرتی رہے۔ جن خطرات کو ہم دیکھ رہے ہیں ان کے پیش نظر فی زمانہ سب سے بڑی تبلیغ یہی ہے۔ اس غرض سے ایڈیٹر چٹان مختلف مکاتیب فکر کے راہنماؤں کو مدعو کر رہے ہیں۔ باہمی گفتگو کے بعد ہی بتایا جاسکتا ہے کہ حاصل گفتگو کیا رہا۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج ۲۰، ش ۲۳، مورخہ ۵؍جون ۱۹۶۷ء)

۴...... انگریزوں کی شخصی یادگار، سر ظفر اللہ خاں

اے پ اور رائٹر کے حوالے سے ۳؍نومبر ۱۹۶۷ء کی خبر ۴؍نومبر کے پاکستانی اخبارات میں اس کا ترجمہ اپنے قلم سے نہیں بلکہ خاص سرکاری اخبار، روزنامہ مشرق سے اس کے صفحہ اوّل پر تین کالمی شہ سرخی کے ساتھ ’’کیپ ٹاؤن کے پینتیس ہزار مسلمانوں نے سر ظفر اللہ کا بائیکاٹ کردیا‘‘ متن ہے۔

پریٹوریا ۳؍نومبر (اے پ۔ رائٹر) عالمی عدالت کے جج سر محمد ظفر اللہ جنوبی افریقہ کے مختصر دورے پر آج جب کیپ ٹاؤن پہنچے تو یہاں کے ۳۵ ہزار مسلمانوں نے ان کا مکمل بائیکاٹ کیا۔ سر ظفر اللہ کے بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ گذشتہ دنوں مقامی مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کے مشترکہ اجلاس میں کیا گیا۔ مقامی مسلمانوں نے جو سر ظفر کے احمدیہ فرقہ کو مسلمان تسلیم نہیں کرتے اس بات پر بھی نفرت کا اظہار کیا ہے کہ سر ظفر اللہ نے جنوبی افریقہ کا دورہ کیا۔ حالانکہ پاکستان نے آج تک اس ملک سے سفارتی تعلقات قائم نہیں کئے ہیں۔ وہ (پاکستان) جنوبی افریقہ سے بائیکاٹ کے فیصلہ میں ابتداء ہی سے شامل ہے۔ سر ظفر اللہ کیپ ٹاؤن پہنچے تو مسلمانوں نے اپنے فیصلہ کے مطابق ان کا بائیکاٹ کیا۔ سر ظفر اللہ یہاں جس ہوٹل میں ٹھہرے وہ صرف گورے لوگوں کے لئے مخصوص ہے۔ انہوں نے آج جنوبی افریقہ کی عدالت عالیہ کے چیف جج سر کلطائن کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھایا۔ ایک پریس کانفرنس سے بھی خطاب کیا۔ جس میں کہا کہ جنوبی افریقہ کی

حکومت نے ان کے ساتھ جو دوستانہ سلوک کیا وہ اس سے بہت متاثر ہوئے ہیں اور وہ پاکستان اور جنوبی افریقہ کے درمیان تعلقات بہتر بنانے کے لئے اپنی بساط سے بڑھ کر کوشش کریں گے۔

ظفر اللہ خان اس سے قبل جوہنسبرگ قیام کر چکے ہیں۔ جہاں شہر کے گورے میئر نے ان کے اعزاز میں دعوت دی تھی۔ کیپ ٹاؤن میں احمدیہ فرقہ کے ایک سرکردہ راہنما شیخ ابوبکر نجار نے ظفر اللہ خان کے اعزاز میں ایک دعوت کا اہتمام کیا ہے جس میں ممتاز گورے شہریوں کے علاوہ بعض سیاہ فام باشندوں کو بھی مدعو کیا گیا ہے۔

اس پر کسی تبصرے کی ضرورت ہے؟ خبر خود بول رہی ہے کہ اس کے مضمرات کیا ہیں؟

۱...... اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ظفر اللہ خان جس جماعت کے سفیر ہو کر بیرونی ملکوں میں پھر رہے ہیں اس کی حقیقت دنیا بھر کے مسلمانوں پر آشکار ہو رہی ہے۔ کیپ ٹاؤن کے مسلمانوں نے اپنے جس عقیدہ کا اعلان کیا پھر اس ضمن مقاطعہ کا جو فیصلہ کیا وہ نہ صرف اسلام کے لئے دل کی آواز ہے بلکہ ہم پاکستانی مسلمان بھی اجتماعی طور پر ان کے شکر گزار ہیں کہ جس آواز کا یہاں آغاز ہوا تھا وہ ہر اس مقام تک جا پہنچی ہے۔ جہاں کوئی سا مسلمان رہ رہا ہے۔ بحمد اللہ کہ بیرونی ممالک کے مسلمانوں نے بھی پاکستانی مسلمانوں کے اس دینی ابتلاء کو محسوس کیا ہے۔

۲...... جس زمانہ میں خلیفہ ناصر یورپی ملکوں کے دورہ پر روانہ ہوا ہم نے انہی دنوں لکھا تھا کہ عربوں کی پسپائی کے فوراً بعد خلیفہ ناصر کا یورپ اور امریکہ جانا خالی از مصلحت نہیں۔ ہماری آواز غالباً صدر مملکت تک نہیں پہنچی اور نہ ان لوگوں نے توجہ دی جو اس وقت اقتدار کی مسند پر فروکش ہیں۔ الٹا ہمیں روک دیا گیا کہ ہم تین ماہ تک لاجونتی کے اس پودے کو نہ چھیڑیں۔ ہمارا تعاقب جاری رہتا تو خود حکومت پاکستان کے لئے مفید ہوتا۔ ہم اس کو بتا سکتے کہ اس سفر کا مقصد کیا ہے اور جہاں جہاں ناصر قدم رکھتا ہے وہاں وہاں کیا ہوتا ہے۔

عربوں کی شکست کے زمانہ میں ناصر قادیانی کا یورپ جانا ہمارے لئے مفید ثابت نہیں ہوا۔ لگے بندھوں نے ناصر کو پاکستان میں مسلمانوں کے دینی پیشوا کی حیثیت سے، پیش کیا۔ ناصر قادیانی سے سوال کیا گیا کہ عربوں اور اسرائیل کی حالیہ جنگ کے متعلق اس کا رد عمل کیا ہے؟ تو وہ طرح دے گیا۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ ناصر خود نہیں گیا۔ بلکہ اس کو بلوایا گیا تھا کہ وہ یہ تاثر قائم کرے کہ

عربوں کا مسئلہ محض عربوں کا مسئلہ ہے۔ اسلام کا مسئلہ نہیں۔ ناصر کو ذلیل ٹھہرایا گیا کہ سارے مسلمان اس سانحہ سے مضطرب نہیں ہیں۔

۳...... اب ظفر اللہ خان نے جنوبی افریقہ کا دورہ فرما کر سیاسی طور پر پاکستان کی پوزیشن خراب کی ہے۔ حالانکہ کسی لحاظ سے بھی وہ مجاز نہیں تھے۔ نہ انہیں پاکستان کی نمائندگی حاصل ہے۔ نہ پاکستان کی حکومت نے انہیں ترجمان مقرر کیا۔ نہ ان سے اس امر کی خواہش کی کہ وہ جنوبی افریقہ جائیں۔ کیا وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان کے مسلمانوں کا اسلام باقی ممالک کے اسلام سے مختلف ہے؟ انہوں نے کس بوتے پر یہ کہا کہ وہ پاکستان اور جنوبی افریقہ کے تعلقات بہتر بنانے کے لئے اپنی بساط سے بڑھ کر کوشش کریں گے۔ پاکستان کی جنوبی افریقہ سے کشیدگی کیا ہے؟ اپنی بنیادوں پر کوئی نہیں بلکہ نسلی امتیاز ہے جو جنوبی افریقہ کے گوروں کے رگ وریشہ میں دوڑ رہا ہے۔ جس کی بارہا مذمت کی گئی۔ تمام افریقہ اور تمام ایشیاء بلکہ یورپ کے بیشتر ممالک بھی جس کے خلاف آواز اٹھاتے رہے ہیں۔ لیکن جنوبی افریقہ کے گوروں کی جوں تک نہیں رینگی۔ پھر یہ بھی ایک واقعی امر ہے کہ افریقی ممالک کی نشاۃ ثانیہ جس سرعت سے ہو رہی ہے۔ اس کے خلاف جنوبی افریقہ مرحوم نوآبادی نظام کا ایک استعماری اڈہ ہے۔

ظفر اللہ خان کا وہاں جانا اور چوہدری بننا اس کے سوا کوئی معنی نہیں رکھتا کہ وہ استعمال کی حسب منشاء اب تک کھیل رہے ہیں۔ انہیں پاکستان اور ہندوستان سے انگریزوں کے آنجہانی ہو جانے کی خلش ہے اور وہ مرحوم دنوں کو یاد کر کے اب خاص فرائض ملک سے باہر سرانجام دینے میں مشغول ہیں؟ ان کی جماعت کیونکہ فراموش کر سکتی ہے کہ انگریز ان کے مربی ومحسن تھے۔ وہ اسے پیدا کر کے حالات کے حوالے کر گئے ہیں۔ اس حقیقت کو چھپایا نہیں جا سکتا کہ قادیانی جہاں تہاں ہے برطانوی ملوکیت کا ایجنٹ ہے اور یہ چیز اس کے خون سے خارج نہیں ہو سکتی ہے۔

آخر ظفر اللہ خان نے جسارت کیسے کی ایک واضح اور معلوم فیصلے کے ہوتے ہوئے جنوبی افریقہ کی حکومت کا مہمان ہو؟

۴...... خبر میں کہا گیا ہے کہ ظفر اللہ خان جس ہوٹل میں ٹھہرے وہ صرف گوروں کے لئے مخصوص ہے۔ تعجب ہے کہ جنوبی افریقہ کے گوروں کی اتنی سرعت سے ماہیت قلب ہو گئی اور وہ بھی اس دور کے شہزادہ گلفام سر ظفر اللہ خان کے لئے جس کی صورت میں گورے پن کی کوئی سی جھلک ہی نہیں ہے۔

پھر چیف جسٹس نے کھانے پر مدعو کیا۔ ظفر اللہ خان حکومت کے حسن سلوک سے متاثر

بھی ہوئے۔آخر۔

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔ہم بڑے ادب کے ساتھ یہ بات پہلے بھی لکھ چکے ہیں اور جب تک ہمیں دوبارہ روکا نہیں جاتا۔ یہ کہنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ پاکستان گورنمنٹ، صدر مملکت اور صوبہ کے حاکم اعلیٰ قادیانی جماعت کے ارادوں سے مطلع رہیں۔ یہ لوگ ایک خاص دن کے لئے کام کر رہے ہیں۔وہ دن اور اس کا تصوران کے نہاں خانہ دماغ میں بسا ہوا ہے۔اگر ہم نے ان سے اغماض کیا تو نتائج نکلنے پر ہمیں پچھتانا ہوگا۔اسلام اور پاکستان کی تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ظفر اللہ خان بیرون ملک اپنے آقایان ولی نعمت سے بخت وپز کر کے پاکستان میں اپنی جماعت کے لئے سپر بنا ہوا ہے اور اس کی جماعت ملک میں ایک عجمی اسرائیل پیدا کرنے کے خواب دیکھ رہی ہے۔ (ہفت روزہ چٹان لاہور ج ۲۰،ش ۴۶،مورخہ ۱۳ر اکتوبر ۱۹۶۷ء)

۴......اقبال سے بغض کی بناء پر نہرو کا استقبال

قادیانیت کا ایک لاہوری متنبّی آج کل ہمارے خلاف، خانہ ساز نبوت کی ٹکسالی زبان مظاہرہ کر رہا ہے۔ بزعم خویش اس نے ہمیں نہرو کا پیشہ ور ایجنٹ لکھ کر مصلح موعود کی قبر پر فاتحہ پڑھی ہے۔

حقیقت حال کیا ہے؟ روزنامہ الفضل کا اقتباس ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔آپ کو معلوم ہوگا کہ علامہ سے عناد انہیں کہاں کہاں نہیں لے گیا؟ اور ان کے شوق جبہ سائی پر کس آستانہ کی خاک نہیں ہے۔ اگر یہ حوالہ غلط ثابت ہو تو ہم ہر سزا وصعوبت کے حقدار ہیں۔ بلکہ جناب ابوالعطاء جالندھری کو دس ہزار نقد چیرہ شاہی پیش کرنے کے لئے تیار۔(ادارہ)

’’لاہور ۲۹ر اپریل۔آج حسب پروگرام پنڈت جواہر لال صاحب نہرو لاہور تشریف لائے۔پنجاب پروانشل کانگریس کمیٹی کی خواہش پر (قادیانی جماعت کی) آل انڈیا نیشنل لیگ کورز کی طرف سے آپ کے استقبال کا انتظام کیا گیا تھا۔ چونکہ کانگریس نے صرف پانصد والنٹریوں کی خواہش کی تھی۔ اس لئے قادیان سے تین صد اور سیالکوٹ سے دوصد کے قریب والنٹر ۲۸ رمئی کو لاہور پہنچ گئے۔قادیان کی کور دس بجے پہنچی۔گاڑی کے آنے پر جناب صدر آل انڈیا نیشنل لیگ اور قائداعظم آل انڈیا نیشنل لیگ کورز موجود تھے۔پولیس کا بھی زبردست مظاہرہ تھا۔کانسٹیبلوں کی بہت بڑی تعداد کے علاوہ پولیس کے بڑے بڑے افسر بھی موجود تھے۔قادیان سے کارخاص کے سپاہی ساتھ آئے اور عصر تک ساتھ رہے۔احمدیہ ہوسٹل میں جہاں قیام کا انتظام

تھا۔ جناب شیخ بشیر احمد قادیانی ایڈووکیٹ لاہور صدر آل انڈیا نیشنل لیگ نے مختصر مگر برمحل اور برجستہ تقریر کی جس میں بتایا کہ آج ہم اپنے عمل سے ثابت کرنے کے لئے آئے ہیں کہ آزادی وطن کی خواہش میں ہم کسی سے پیچھے نہیں ہیں اور ہم نے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا سے ظلم و ناانصافی کو مٹانا ہے اور صحیح سیاسیات کی بنیاد رکھنی ہے۔ آپ لوگ اس موقعہ پر کسی صورت میں کوئی ایسی حرکت نہ کریں جو سلسلہ کے لئے کسی طرح کی بدنامی کا موجب ہو۔ علی الصباح چھ بجے تمام باوردی والنٹیئرز باقاعدہ مارچ کرتے ہوئے سٹیشن پر پہنچ گئے۔ یہ نظارہ حد درجہ جاذب توجہ اور روح پرور تھا۔ ہر شخص کی آنکھیں اس طرف اٹھ رہی تھیں۔ استقبال کا تقریباً تمام انتظام کور ہی کر رہی تھی اور کوئی آرگنائزیشن اس موقعہ پر نہ تھی۔ سوائے کانگریس کے ڈیڑھ دو درجن والنٹریوں کے۔ اسٹیشن سے لے کر جلسہ گاہ تک اور پلیٹ فارم پر انتظام کے لئے ہمارے والنٹیئرز موجود رہے۔ پلیٹ فارم پر جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب (قادیانی) بیرسٹر ایم۔ ایل۔ سی قائداعظم آل انڈیا نیشنل لیگ کورز بہ نفس نفیس موجود تھے اور باہر جہاں آ کر پنڈت جی نے کھڑا ہونا تھا۔ شیخ صاحب موجود تھے۔ ہجوم بہت زیادہ تھا۔ بالخصوص پنڈت جی کی آمد کے وقت مجمع میں بے حد اضافہ ہو گیا اور لوگوں نے صفوں کو توڑنے کی کوشش کی۔ مگر ہمارے والنٹریوں نے قابل تعریف ضبط و نظم سے کام لیا اور حلقہ کو قائم رکھا۔ پنڈت جی کے اسٹیشن سے باہر آنے پر جناب شیخ احمد صاحب (قادیانی) ایڈووکیٹ صدر آل انڈیا نیشنل لیگ نے لیگ کی طرف سے آپ کے گلے میں ہار ڈالا۔ کور کی طرف سے حسب ذیل موٹو جھنڈیوں پر خوبصورتی سے آویزاں تھے۔

1- BELOVED OF THE NATION WELCOME YOU.

☆...... محبوب قوم خوش آمدید۔

2- WE JOIN IN CIVIL LIBERTIES UNION.

☆...... ہم شہری آزادیوں کی انجمن میں شامل ہوتے ہیں۔

3- LONG LIVE TAWABER HAL.

☆...... جواہر لال نہرو زندہ باد۔

کور کا مظاہرہ ایسا شاندار تھا کہ ہر شخص اس کی تعریف میں رطب اللسان تھا اور لوگ کہہ رہے تھے کہ ایسا شاندار نظارہ لاہور میں کم دیکھنے میں آیا ہے۔ کانگریسی لیڈر کور کے ضبط و ڈسپلن سے حد درجہ متاثر تھے اور بار بار اس کا اظہار کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ ایک لیڈر نے جناب شیخ صاحب

سے کہا کہ اگر آپ لوگ ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں تو یقیناً ہماری فتح ہوگی۔ پنڈت جی کے قیام گاہ کی طرف تشریف لے جانے پر کورز باقاعدہ مارچ کرتے ہوئے احمدیہ ہوسٹل میں آئیں اور وہاں جناب شیخ صاحب نے پھر ایک تقریر کی جس میں کور والوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیا اور بتایا کہ آپ لوگ ہمیشہ اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ دنیا میں انصاف قائم کرنے اور ظلم وناانصافی کو مٹانے کے لئے ہر قربانی کرنا آپ کا فرض ہے۔

احمدیہ ہوسٹل میں کھانے کا بہت اچھا انتظام تھا۔ جس کے مہتمم بابو غلام محمد صاحب تھے۔ ماسٹر نذیر احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ احمدیہ ہوسٹل میں بھی مہمانوں کی اسائش کے لئے بہت کوشش کی۔ قادیان کی کورز ۲۹ کو نو بجے کی گاڑی سے واپس پہنچ گئیں۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ شمارہ ۲۷۸، مورخہ ۳۱ رمئی ۱۹۳۶ء)

استقبال کی وجہ

''اگر پنڈت جواہر لال نہرو اعلان کر دیتے کہ احمدیت کو مٹانے کے وہ اپنی تمام طاقت خرچ کر دیں گے۔ جیسا کہ احرار نے کیا ہوا ہے تو اس قسم کا استقبال بے غیرتی ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس کے برخلاف یہ مثال موجود ہو کہ قریب کے زمانہ میں ہی پنڈت صاحب نے ڈاکٹر اقبال صاحب کے ان مضامین کا رد لکھا ہے جو انہوں نے احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ قرار دیئے جانے کے لئے لکھے تھے اور نہایت عمدگی سے ثابت کیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے احمدیت پر اعتراض اور احمدیوں کو علیحدہ کرنے کا سوال بالکل نامعقول اور خود ان کے گذشتہ رویہ کے خلاف ہے تو ایسے شخص کا جب کہ وہ صوبے میں مہمان کی حیثیت سے آرہا ہو ایک سیاسی انجمن کی طرف سے استقبال بہت اچھی بات ہے۔'' (ہفت روزہ چٹان لاہور ج ۲۰، ش ۲۶، مورخہ ۲۶ رجون ۱۹۶۷ء)

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ شمارہ ۲۸۷، مورخہ ۱۱ رجون ۱۹۳۶ء)

۵......عجمی اسرائیل

مدیر چٹان نے چنیوٹ میں جو تقریر کی ہے معلوم ہوا ہے اس سے مرزا قادیانی کی امت حددرجہ پریشان ہے۔ سب سے پہلے لاہور کا ایک ہفتہ وار قادیانی، مسلم ٹاؤن کے عبدالسلام خورشید کی شہ پر سامنے آیا۔ اس نے مغلظات بکنا شروع کیں۔ اصل بحث سے گریز کیا اور ٹاپنے لگا۔ چونکہ اس سے ہمکلامی ہمارے منصب سے فروتر ہے۔ لہٰذا ہم نے پہلے دن ہی سے اس کو مخاطب کرنا یا اس کی ژاژ خائی کا جواب دینا اپنی توہین سمجھا۔ الفضل نے

دیکھا کہ اس کا لاہوری پٹھا لائق اعتنا ہی نہیں تو عجمی اسرائیل کا یہ ٹینک فوراً میدان میں آ گیا۔ اس نے اپنے ایشکول مرزا ناصر کے خوان استدلال کی خوشہ چینی کرتے ہوئے چار دن تک اپنی نبوت کے حق میں وہی کھڑاگ رچایا جو استعماری طاقتوں نے اسرائیل کے حق میں رچا رکھا ہے۔ اس کی ہمنوائی کو تل ابیب یعنی ربوہ کا الفرقان دیان بن کر نکلا ہے۔ جناب الوالعطاء جالندھری نے اٹھ صفحات میں زہر فشانی کی ہے۔

مدیر چٹان نے جو کچھ کہا۔ اس کی اساس علامہ اقبالؒ کے افکار پر تھی۔ بلکہ جن حوالوں کو ان تینوں نے اپنی جوابی حملے کی اساس بنایا ہے وہ تمام تر علامہ اقبالؒ کی تحریروں سے ماخوذ ہیں۔ لیکن خانہ ساز نبوت کے ان خوشہ چینوں کی بددیانتی کا شاہکار ہے کہ علامہ اقبالؒ کا نام نہیں لیتے۔ اس لئے کہ مسلمانوں کے احتساب سے ڈرتے ہیں۔ لیکن ان کی بنیاد پر شورش کاشمیری پر گالی گفتار کرتے ہیں؟ کیا اس کا نام دیانت ہے۔ شورش کاشمیری نے جو کچھ کہا وہ تمام علامہ اقبالؒ کے ارشادات ہیں۔ مثلاً:

۱...... قادیانی برطانیہ کے جاسوس اور اسلام کے غدار ہیں۔

۲...... ان کی تحریک اسلام کے خلاف بغاوت ہی نہیں بلکہ ان کا وجود یہودیت کا ثنیٰ ہے۔

۳...... مسلمانوں میں سیاسی فوائد حاصل کرنے کے لئے شریک ہوتے۔ لیکن مذہباً ان سے الگ رہتے اور تمام دنیائے اسلام کو مرزا غلام احمد قادیانی کے انکار کی بنیاد پر کافر سمجھتے ہیں۔

۴...... حکومت کا فرض ہے کہ انہیں مسلمانوں سے الگ اقلیت قرار دے۔

شورش کاشمیری نے علامہ اقبالؒ کے ان نکات کی وضاحت میں تقریر کی، کوئی ایسا لفظ نہیں کہا جو محض الزام یا دشنام ہو۔ لیکن سارا قادیانی پریس اس پر چلا اٹھا اور لگاتار چلا رہا ہے کہ: ''ان دنوں گندرے ہوئے احرار کی نمائندگی ہفت روزہ چٹان کے ایڈیٹر شورش کاشمیری کر رہے ہیں۔''

ابوالفضل نے ایڈیٹر چٹان کو پسماندگان احرار کا سرخیل لکھا ہے۔ لاہوری ہفتہ وار کے توشہ خانے میں بھی بول و براز ہے۔

سوال گندم جواب ریسماں۔ ایڈیٹر چٹان کو پسماندگان احرار ہونے پر فخر ہے۔ سوال یہ ہے کہ مرزائی پسماندگان انگریز میں سے ہیں یا نہیں؟ مرزا غلام احمد کی تحریریں اس پر شاہد ہیں؟ پھر مرزائی اس کا اعتراف کیوں نہیں کرتے؟

پہلے اپنے ''پیغمبر'' کے فرمودات کی تردید کریں پھر احرار پر تعریضاً قلم اٹھائیں۔ اپنے عیب کو چھپانے کی انوکھی منطق ہے کہ دوسروں کو گالی دی جائے۔ کیا اس نبوت اور اس خلافت پر مرزائی امت کا دارومدار ہے؟

علامہ اقبالؒ کے بارے میں فرمایئے کہ ان کے ارشادات پر آپ کے جوابات کیا ہیں؟ شورش کاشمیری اس وقت احرار کی نہیں اقبالؒ کی نمائندگی کر رہا ہے۔ جواب مرحمت فرمایئے! جواب میں گالی دینا شیوۂ شرفاء نہیں۔ ذرا تاریخ محمودیت پر بھی ایک نگاہ ڈال لیجئے۔ پھر سوچئے کہ آپ میں کسی شخص کو گالی دینے کا حوصلہ ہے؟

ابوالعطاء صاحب نے جو کچھ لکھا ہے۔ ہم اس کا مکمل جواب تو شمارہ آئندہ پر اٹھار کھتے ہیں۔ کیونکہ اس شمارے میں عربوں پر فتنہ اسرائیل کی یلغار کا تذکرہ تفصیل سے ہو گیا ہے۔ لیکن دو چار باتیں زیر قلم تحریر میں عرض کرنی ضرور ہیں۔

اوّلاً...... مرزائی قلمکار جو سلطان القلم کے تلامذہ ارشد ہیں۔ تحریر میں شرافت پیدا کریں۔ ورنہ جس لہجہ میں انہوں نے گفتگو شروع کی ہے اس کا جواب دیا گیا تو بہشتی مقبرے کی ہڈیاں پٹخنی شروع ہو جائیں گی اور چوہدری ظفر اللہ خان کی سیرت سے گلستان کا باب پنجم نکال کر شیزان ہوٹل کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔

ثانیاً...... عاجزی ان لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے جن میں انکسار ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کی دینی بصیرت ایک خود ساختہ عمارت ہے جس میں نہ فہم قرآن کی گہرائی ہے اور نہ ادب و انشاء کی گہرائی۔ ان کا مجموعہ شعر درثمین شاعرانہ عیوب کا مرقع ہے۔ جو شخص شاعرانہ محاسن نہیں رکھتا اس میں ''پیغمبرانہ محاسن'' کیونکر پیدا ہو سکتے ہیں؟

آج تک ایک مرزائی بھی ایسا نہیں جس کو قدرت نے شاعری کا صحیح ذوق دیا ہو یا جس کو انشاء پر قدرت ہو یا جو اردو، عربی، فارسی کی چند سطریں صحیح لکھ سکتا ہو۔ بفضل تعالیٰ ایڈیٹر چٹان ہر مرزائی مصنف، شاعر اور مبلغ کی تحریر و تقریر میں زبان و بیان کے اعتبار سے کئی پشتوں تک اصلاح دے سکتا ہے۔

ثالثاً...... ہمیں معلوم ہے کہ مرزائی افسروں کی لادین کھیپ سے رابطہ پیدا کر کے خفی و جلی بنیادوں پر جھوٹی رپورٹیں اور بے اصل تبصرے کرانے کے عادی ہیں۔ منیر انکوائری رپورٹ میں سی آئی ڈی کے مراسلے اس امر کا بین ثبوت ہیں۔ ہماری گرفتاری میں بھی بروایت ان مرزائی افسروں کی ذریت کا ہاتھ تھا۔ اب بھی ان کی تگ و دو کا سارا انحصار اس پر ہے کہ اپنے مذہبی

پاکھنڈ کو سیاسی ہتھکنڈوں سے جاری رکھیں اوران عناصر کے خلاف ژاژ خائی کر کے پہلو بچاتے رہیں جو ان کی طرح برطانوی سرکار کے گماشتے نہیں تھے۔ جنہوں نے سامراج سے ٹکر لی اور آزادی کی جدوجہد میں قربانی اور استقامت کی شمعیں جلاتے رہے۔ مرزائیوں کا شعار ان شمعوں کو گل کرنا اور برطانوی سامراج کی خدمت بجالانا تھا۔ انہیں اب یہ ہتھکنڈے جاری رکھنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ!

رابعاً...... مرزائی اصل سے انحراف کر کے نقل پر اتر آتے ہیں۔ انہیں کذب وافتراء سے عار نہیں۔ احرار کے معاملہ میں لاہوری لے پالک اور اس کے چچیرے وخلیرے بھائی بڑی ڈھٹائی سے اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ جھوٹ کا جواب اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں پر لعنت بھیجی ہے اور فی زمانہ اس کا صحیح اطلاق غلام احمد کی امت پر ہوتا ہے۔

خامساً...... ابوالعطاء صاحب نے اپنے دیکھیان کے آخر میں ہمیں تحریری مناظرہ کا چیلنج دیا ہے۔ اوّل تو یہ تحریری مناظرہ خوب ہے۔ آمنے سامنے کے کیوں نہیں؟ کھل کے آیئے۔ مسلمانوں کے شہروں میں نہیں تو ہم ربوہ میں آنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن شرط یہ ہوگی کہ عام مسلمانوں کو بھی اس میں شریک ہونے کی اجازت ہو۔ اس کے باوجود ہم تحریری مناظرہ کے لئے بھی تیار ہیں اور جو کچھ ہم نے لکھا ہے۔ اس کی صحت پر اصرار کرتے ہیں۔ اصل مسئلہ چند نکات کا نہیں پوری مرزائیت اور اس کے خدوخال کا ہے۔ بحث اس پر ہونی چاہئے کہ:

۱...... مرزاغلام احمد برطانوی حکومت کے خودکاشتہ تھے یا نہیں؟

۲...... انہوں نے برطانوی حکومت کی وفاداری پر مذہباً صاد کیا اور چاپلوسی کی حد تک چلے گئے۔

۳...... مرزائیت کے مشن صرف ان علاقوں میں قائم ہیں جہاں برطانوی نوآبادیاں رہی ہیں یا برطانوی اثرات موجود ہیں۔

۴...... مرزائیت نے اصل اسلام سے بغاوت کر کے مسلمانوں کی دینی وحدت کو تاراج کیا۔

۵...... مرزائی ایک مدت سے اپنی الگ ریاست قائم کرنے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔

۶...... مرزائیت مسلمانوں کے سواداعظم سے خارج ہے۔ اب ایک اور بات بھی سن لیجئے۔

یہ دو چار سوال ہیں۔ فرمائیے کیا جواب ہے؟

۱...... اسرائیل کی عربوں سے جنگ میں آپ کا کردار کیا رہا؟

۲...... آپ کا جو مشن اسرائیل میں تھا۔ اسلام کی اس مصیبت عظمیٰ پر اس کا رول کیا تھا؟

۳...... کیا یہ صحیح ہے کہ آپ کے مشن نے اسرائیل کی فتح پر اسرائیل کے صدر کو مبارک باد دی؟

۴...... کیا آپ اس سے انکار کرتے ہیں کہ بیت المقدس میں اسرائیل کے داخلہ پر اس مشن نے عربوں کی اذیت میں اضافہ کیا اور انہیں گمراہ کرنا چاہا؟

۵...... کیا سبب ہے کہ صرف آپ کے مشن کو اسرائیل میں رہنے کی اجازت ہے؟ یہ مسلمانوں سے انقطاع کا باعث ہے یا مغلوب مسلمانوں میں برطانوی مقاصد اور اسرائیلی اغراض کی آبیاری کا حیلہ ہے؟

۶...... اس سے آپ انکار کر سکتے ہیں کہ آپ مسلمانوں کی شکلیں بنا کر مسلمان ملکوں میں استعماری قوتوں کے لئے جاسوسی کرتے ہیں۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج ۲۰،ش ۲۵،۱۹/جون ۱۹۶۷ء)

۶...... مسیلمہ کے جانشین

ہمارا مخاطب لاہور کا لے پالک ہفتہ وار جریدہ نہیں۔ وہ شوق سے ہمیں گالیاں دیتا رہے ہم نہ تو اس کو منہ لگائیں گے اور نہ اس کو اس قابل سمجھتے ہیں کہ اس کی ہفوات پر قلم اٹھائیں۔ ہمیں مرزائیوں سے بحیثیت انسان کوئی تعرض نہیں۔ ایک پاکستانی کی حیثیت سے ہم ان کے وجود، ناموس اور آبرو کی حفاظت ملکی حکومت کے فرائض کا جزو غیر منفک سمجھتے ہیں۔ لیکن جس دن سے ہم نے اس جماعت کے سیاسی عزائم کا محاسبہ کیا اور حکومت سے درخواست کی ہے کہ ان پر کڑی نگاہ رکھے اس دن سے ربوہ کی خلافت کے تمام سرکاری بزرجمہر اپنے رسوخ واقتدار کے نیزے لے کر ہمارے جسم کو چھید کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

ہمارے خلاف اندر خانہ محاذ باندھا جارہا اور ہمیں صرف اس جرم میں سزا دلوانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ ہم نے صدر ایوب کو ان کی فطرت اور سرشت کے احوال وآثار سے آگاہ کیا ہے۔

پھر سن لیجئے ہماری خواہش صرف اتنی ہے کہ:

۱...... مرزائیوں کو علامہ اقبالؒ کے فکرونظر کی بنیاد پر مسلمانوں سے علیحدہ ایک اقلیت قرار دیا جائے۔

۲...... انہیں روکا جائے کہ سرور کونین ﷺ، صحابہؓ اور اہل بیتؓ کی مقدس اصطلاحات، القابات، خطابات اور فضائل ومناقب کو اپنے نام کے ساتھ استعمال نہ کریں۔ کیونکہ

یہ سرمایہ مسلمانوں کی محبوب ترین متاع ہے۔ جب قادیانی روزنامہ الفضل اس سرمایہ کا استعمال اپنے حلقہ بگوشوں کے لئے کرتا ہے تو مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی کسی بیوی کو ام المومنین لکھنا اور کسی لڑکی کو سیدۃ النساء کہنا ہمارے نزدیک ہولناک جسارت ہے۔ایک طرف دلجوئی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ خلافت راشدہ کا تذکرہ تاریخ کے تعلیمی نصاب سے حذف کیا جارہا ہے۔ دوسری طرف مٹھی بھر مرزائیوں کے ناقوس الفضل کو اذن عام ہے کہ وہ مسلمانوں کے مسلمات کا استخفاف کرے اور اس سرمایہ اسلام کو ہتھیاتا رہے۔ جس پر محمد عربی ﷺ (فداہ امی وابی) کے اسلام کی اساس ہے۔ دلجوئی کے مقابلہ میں اس دل آزاری کا جواز کیا ہے؟

۳...... مرزائی ایک سیاسی تنظیم ہیں۔ ہم اپنی حکومت سے مؤدبانہ التماس کرتے ہیں کہ ان کے حرکات واعمال سے باخبر رہے۔ فرمایئے ان گذارشات میں کوئی ایسی بات ہے جس سے قانون اور اس کی منشاء پر آنچ آتی ہو یا پاکستان کی اقلیت اور اکثریت کے مابین نفرت پیدا ہونے کا شائبہ ہو۔ ہماری گذارش کا مدعا یہ ہے کہ مرزائی نبوت کا کھڑاک رچا کر جس نفرت کو پیدا کر چکے ہیں۔ان کے ایک علیحدہ اقلیت ہو جانے سے اس نفرت کا خاتمہ ہو جائے۔

علامہ اقبالؒ کی اس بارے میں قطعی رائے دیکھنی ہو تو اقبال اکادمی پاکستان کراچی کی تازہ کتاب ''انوار اقبال'' مرتبہ بشیر احمد ڈار اور پیش لفظ جناب ممتاز حسن کا ص ۴۴ ملاحظہ فرمالیجئے۔ اصل خط چھاپ دیا گیا ہے۔ اس کا دوسرا پیرا کتابت میں غائب کر دیا گیا ہے۔ لیکن متن میں من وعن چھپا ہوا ہے۔ مسیلمہ کے کذاب اور سزا کے جواز پر واضح اشارہ موجود ہے۔

یہ جرم ہے جس کی بناء پر مرزائی اپنے اقتدار ورسوخ کو استعمال کر کے چٹان اور ایڈیٹر چٹان کو سزا دلوانا چاہتے اور حکومت کے سربراہوں کو بدگمان کر رہے ہیں۔ انہوں نے لاہور کے ہفتہ وار بچھڑے کو اسی غرض سے تیار کیا ہے۔ لیکن ہمارا اس سے کوئی مقابلہ نہیں۔ نہ ہمیں اس سے کوئی مشکلات ہے نہ ہم نے اسے لائق مخاطبت سمجھا۔ ہمارے صفحات میں اس کے خلاف کچھ نہیں لکھا گیا۔ ہمارا حریف بلکہ مسلمانوں کا حریف الفضل ربوہ ہے۔ اس نے ہمارے خلاف سب وشتم کا انبار لگایا۔ اپنی پیدائش سے لے کر اب تک وہ مسلمانوں کے لئے دل آزاری کا باعث بنا ہوا ہے۔ اگر اس کو محفوظ رکھنے کے لئے کسی مرزائی گوشہ سے یہ فتنہ اٹھا کر چٹان زیر عتاب ہو، اور لاہور کالے پالک برائے وزن بہت نتھی کیا جائے تو اس کا مطلب ہوگا کہ مرزائی چٹان کو اس لئے مٹانا چاہتے ہیں کہ ان کے نزدیک اقبالؒ، ظفر علی خانؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تو موت کی آغوش

میں جا چکے ہیں۔ باقی ان کے خدنگ ناز کی چوٹ سے سہم گئے ہیں۔ صرف ایک چٹان ہے جس نے ان کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا ہے۔ اس کو مٹا کر پھر ان کے لئے سب اچھا ہو جائے گا۔ کیا یہ ممکن ہے؟ اور قانون مطالع یہ نہیں سوچے گا کہ وہ ایک خانہ ساز نبوت کی حفاظت کے لئے نافذ نہیں ہوا۔ بلکہ اس کے حدود میں مملکت کا استحکام اور اس کے لوازمات ہیں۔

ہم اس سے غافل نہیں کہ مرزائی ہمارے خلاف ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ لیکن الفضل صحیفہ اقدس نہیں کہ اس کو عصمت مریم کا درجہ دے کر محفوظ رکھا جائے؟ اور مرزائی بزعم خویش مطمئن ہو جائیں کہ انہوں نے جیسا کہ وہ لکھ رہے ہیں علامہ اقبالؒ، مولانا ظفر علی خانؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ترکش کا آخری تیر بھی تڑوا ڈالا ہے۔ معاف کیجئے قانون کا مقصد مرزائیوں کی حفاظت نہیں۔ اس ملک میں اس دین اور قوم کی حفاظت ہے۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج ۲۰ ش ۲۸، مورخہ ۱۰ رجولائی ۱۹۶۷ء)

۷...... الفضل کا لاہوری متنبیّ

ہم کہتے ہیں کہ:

۱...... مرزائی غلام احمد نبی نہیں تھے۔ بلکہ متنبیّ تھے۔ یہ ہماری رائے نہیں تمام دنیائے اسلام کے علمائے حق اس بارے میں فتویٰ دے چکے ہیں۔

۲...... ہم کہتے ہیں مرزائی جب مسلمانوں سے معاشرتی مذہبی طور پر الگ ہیں۔ یعنی وہ مسلمانوں کو مرزا غلام احمد کے بغیر مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔ نہ ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ نہ ان کے جنازے میں شریک ہوتے ہیں۔ نہ ان سے اپنی بیٹیوں کے نکاح کرتے ہیں تو پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں میں کیوں شامل ہیں؟

۳...... اسی بنیاد پر علامہ اقبالؒ نے انہیں ایک علیحدہ اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا تھا۔ یہ مطالبہ ہم مملکت پاکستان کے گوشگزار کرتے ہیں۔

۴...... ہم کہتے ہیں کہ مرزائی ان اکابر امت کو برا بھلا نہ کہیں جو ان کی نبوت کا تعاقب کرتے رہے ہیں اور جنہوں نے اس مسئلہ میں علم ودین کی اساس پر انہیں فاش شکستیں دی ہیں۔

۵...... ہم کہتے ہیں کہ مرزائی خاندان رسالت کی مقدس اصطلاحیں مرزا غلام احمد کے خاندان پر چسپاں نہ کریں۔ کیونکہ جب وہ اپنی عورتوں کو ام المؤمنین لکھتے اور پیروؤں کو صحابہؓ کہتے تو ہمارے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے۔

۶..... ہم کہتے ہیں کہ مرزائی امت ایک سیاسی جماعت ہے۔ جس کو عجمی اسرائیل کا نام دینے سے مضمر خدشات واضح ہو جاتے ہیں۔

۷..... ہم کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد اپنے ہی الفاظ میں انگریزوں کا خود کاشتہ پودا تھا۔

۸..... ہم کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے جانشین مرزا بشیر احمد بن محمود آنجہانی کے۔ رشحات قلم کا بہت بڑا حصہ اہانت رسول ﷺ اور مسلمانوں کی دل آزاری کے باعث ضبط کر لینے کے قابل ہے۔

۹..... ہم کہتے ہیں مرزائیوں کو ان کی آبادی کے تناسب کے مطابق سرکاری ملازمتوں اور اقتصادی دوائر میں حصہ دیا جائے۔ عام مسلمانوں کے حصہ میں سے نہیں۔

۱۰..... ہم کہتے ہیں مرزائیوں کی نگرانی کی جائے۔ کیونکہ ایک مدت سے ان کے دفاع میں قادیانی ریاست قائم کرنے کا خواب پرورش پا رہا ہے۔

۱۱..... ہم کہتے ہیں غیر ممالک میں ان کے جو مشن کام کر رہے ہیں انہیں روپیہ کہاں سے ملتا ہے اور کس اصل کی بنیاد پر ملتا ہے۔ اسلام کی تبلیغ کا اعتماد نامہ انہیں کس کی سفارش یا ہدایت پر دیا گیا ہے۔

۱۲..... ہم کہتے ہیں کہ اسرائیل میں ان کا مشن کیسے قائم ہوا۔ اس کو روپیہ کون دے رہا ہے۔ اب جنگ کے زمانہ میں اس کی پوزیشن کیا ہے۔

۱۳..... ہم کہتے ہیں مشرقی پنجاب سے تمام مسلمانوں کا انخلا ہو گیا۔ لیکن مرزائی قادیان میں کس بنیاد پر رہ رہے ہیں۔ بھارت اور پاکستان میں جو جنگ ہوئی کیا اس وقت بھی یہ مرزائی وہاں موجود تھے اور ان کا مرکز ہدایت ربوہ اس کا خلیفہ ہی تھا۔ یا کسی اور مقام سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں؟

۱۴..... ہم کہتے ہیں کہ دو متحارب ملکوں میں ایک مذہبی جماعت کا بٹا ہوا وجود اور ربوہ پر قادیان کی فوقیت اپنا ایک خاص باطنی ضمیر رکھتی ہے۔ جس کا محاسبہ اشد ضروری ہے۔

۱۵..... ہم کہتے ہیں مرزائی حکام اپنی جماعت کے پیروؤں کو ملک کے نظم و نسق میں مراعات ہی نہیں دیتے۔ بلکہ اپنے مذہب کی سہاتیا بھی کرتے ہیں۔

۱۶..... ہم کہتے ہیں کہ چوہدری ظفر اللہ خان استعمار کی شطرنج کا خاص مہرہ ہے۔

فرمایئے اس میں کوئی بات ایسی ہے جس کی تائید خود مرزائی کے لٹریچر سے نہ ہوتی ہو۔ اگر ہمارا دعویٰ غلط ہے تو ہم گردن زدنی اور اگر صحیح ہے تو اس پر جز بز ہونا اور سب وشتم کرنا کس

ضابطہ اخلاق کی رو سے جائز ہے۔ ہم گالی نہیں دے رہے۔ بلکہ گالی دینے والے کو کمینہ سمجھتے ہیں۔ ہماری کسی تحریر سے کوئی سا لفظ نکال کر دکھایئے جس پر دشنام کا اطلاق ہوتا ہو ہم نے جو حوالے دیئے ہیں ان کی تغلیط فرمایئے۔ پھر جو سزا بھی آپ تجویز کریں ہمیں عذر نہیں ہوگا۔ لیکن ہماری ان تحریروں اور تقریروں سے تلملا کر لاہور کے نمکن خوار نے جو لب ولہجہ اختیار کیا اور اپنے مرشد موعود کے انداز میں سب وشتم کی جو برکھا شروع کی ہے۔ وہ اس کی تعلیم وتربیت کا شاہکار ہے۔ ہمیں اس کے خلاف شکایت نہیں۔ کیونکہ اس کا وجود ہی اس ٹکسال میں ڈھلا ہوا ہے۔ الفضل کے اس لے پالک کا نام چٹان میں لکھنا اس کی عزت بڑھانا ہے۔ لیکن ہماری توہین ہوگی۔ لہٰذا ہم ربوہ کے خلیفہ ثالث سے یہ دریافت کرنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ اپنے بارے میں یہی لب ولہجہ پسند کرتے ہیں۔ انہیں گوارا ہے کہ ہم تاریخ محمودیت کے حقائق شائع کریں۔ ہم سے کوئی چیز ڈھکی چھپی نہیں۔ بہتر یہی ہے کہ خلیفہ صاحب اپنے اس یک رخے کو لگام دیں۔ بصورت دیگر۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

اس ہفتگی میں پردہ زنگاری کے معشوق نے جو حوالے گھڑے ہیں اور متنبی کے الہامی لہجہ میں جو گالیاں تصنیف فرمائی ہیں توبہ نہ کی گئی تو ان کا جواب ربوہ کے قصر خلافت کی غزلہائے رواں کو دیا جائے گا۔

ہمیں ہفتگی کے نقاب پوش اور عبدالسلام خورشید سے کوئی واسطہ نہیں۔ کیونکہ ہم انہیں مرفوع القلم سمجھتے ہیں۔ خود چٹان بھی اس بحث میں نہیں آئے گا۔ البتہ منبر ومحراب اور کوچہ وبازار اس طلسم ہوشربا کے افسانوں سے گونجیں گے۔ جس کی تسوید وترتیب قدرت نے اس احقر کو سونپ دی ہے۔

مرزائی اگر یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے قلم کا ہدف نہ بنیں تو انہیں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا ظفر علی خانؒ اور علامہ اقبالؒ کے معاملہ میں اپنی زبانوں کو قابو میں رکھنا چاہیئے۔ ربوہ کے اخلاقی ویرانے میں بیٹھ کر بڑ ہانکنا آسان ہے کہ ظفر علی خان کہاں ہے اور عطاء اللہ شاہ کدھر ہے؟ یہ سوال لاہور میں یا پاکستان کے کسی بھی شہر میں دریافت کیا ہوتا تو جواب کما حقہ عرض کیا جاسکتا تھا۔ بہر حال عرض مختصر یہ ہے کہ الفضل کا لاہوری ''شتونگڑہ'' اپنی حیثیت عرفی پر غور کرے اور خلیفہ ثالث اس کو ہدایت کردیں۔

اگر اس خانوادے کو اپنے موجودہ لب ولہجہ پر اصرار ہے اور اس کے ساتھ یقین بھی ہے کہ سیاسی شطرنج پر انہی کے مہرے جیت رہے ہیں تو شیش محل میں بیٹھ کر پتھر پھینکنا دانشمندی نہیں احمقانہ جسارت ہے۔

بیاس اور چناب کے رنگا رنگ قافیوں کا دفتر کھلا تو کیا کچھ سامنے نہیں آ جائے گا۔ اب یہ فیصلہ کرنا خلیفہ ثالث کا کام ہے کہ وہ جواب آں غزل چاہتے ہیں یا فی الواقعہ لاہوری متنبی کو روک دیتے ہیں۔ (ہفت روزہ چٹان لاہور ج ۲۰ ش ۲۴، مورخہ ۱۲ / جون ۱۹۶۷ء)

۸......انگریزوں کے خاندانی ایجنٹ

ایڈیٹر چٹان نے مرزائی امت کا جائزہ لیتے ہوئے گذارش کی تھی کہ:

۱...... قادیانی جماعت کوئی دینی جماعت نہیں بلکہ ایک سیاسی جماعت ہے۔ جب تک ملک غلام رہا اس جماعت کے پیروکار انگریزوں کے خانہ زاد رہے۔ ملک آزاد ہو گیا تو اس جماعت نے بوجوہ اپنی حکومت قائم کرنے کا خواب دیکھنا شروع کیا۔ اس امر کے دلائل وشواہد موجود ہیں کہ قادیانی غیر عرب اسلامی مملکتوں کے قلب میں ایک عجمی اسرائیل قائم کرنا چاہتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے اسرائیلی ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے۔ اس غرض سے ان کی نگاہ عموماً کشمیر پر رہی ہے۔ ان کے نزدیک کشمیر مسیح ناصری کا مدفن ہے اور مسیح موعود کی پیش گوئی کا محور۔

۲...... سیاسی زندگی کا فقدان جس نہج پر چل رہا ہے اس کے پیش نظر ہمارا قطعی خیال ہے کہ مرزائی اپنے پرانے خواب کی تعبیر کا راستہ بنانے میں بڑی ہوشیاری سے مشغول ہیں۔ لہٰذا ان کا احتساب ضروری ہو گیا ہے کہ ملک کے اہم محکموں میں بہ لحاظ تناسب ان کی تعداد کیا ہے؟ اگر یہ تناسب سے زیادہ ہیں اور بعض کلیدی آسامیاں ان کے قبضہ میں ہیں تو آئندہ ان کی بھرتی روک دی جائے اور ان کے اعمال وافعال کی کڑی نگرانی کی جائے۔

۳...... ہم نے صدر مملکت سے گذارش کی تھی کہ وہ اپنے ذرائع سے ان پر نگاہ رکھیں اور معلوم کریں کہ ربوہ کی اندرونی زندگی کیا ہے؟ جب سے ربوہ بنا ہے اس وقت سے لے کر آج تک انٹیلی جنس بیورو نے جو مواد مہیا کیا ہے اس مواد کی ابتدائی رپورٹوں سے لے کر فوقانی تجزیہ تک ہر ورق مطالعہ فرمائیں۔ انشاءاللہ بہت کچھ آشکار ہو گا۔

اگر قادیانی امت محسوس کرتی ہے کہ ہم نے جو کچھ لکھا محض افتراء ہے تو اس کا فرض ہے کہ سامنے آئے حکومت کو دعوت دے کہ وہ ان امور کی تحقیق کرے۔ ہم غلط ثابت ہوں تو ہر سزا

کے لئے تیار ہیں۔ ورنہ مرزائی امت کو اعلان کرنا چاہئے کہ وہ مسلمانوں سے الگ ایک اقلیت کی زندگی بسر کرنے کے لئے آمادہ ہے؟

مرزائی کج بحثی کے استاد ہیں۔ اس طرف آتے نہیں مسخرگی پر اترے ہوئے ہیں۔ پچھلے دنوں ظفر علی خانؒ اکادمی کا اعلان ہوا تو قادیانی ناقوس ''الفضل'' نے لکھا کہ اس اکادمی کو احرار کی خانقاہ پر عرس رچا کر قوالوں سے مولانا ظفر علی خانؒ کا کلام گوانا چاہئے۔

پنجاب کے احرار...... اسلام کے غدار۔ دیکھا آپ نے؟ اندھے کو اندھیرے میں بڑے دور کی سوجھی۔

خبر الفضل تک نہیں پہنچی ورنہ پچھلے دنوں بہشتی مقبرے میں ہریانہ پرانت کی سنگیت سبھا کا جو اجلاس منعقد ہوا اس میں بڑے بڑے گنی شریک ہوئے۔ ارمغان قادیان (مؤلفہ مولانا ظفر علی خانؒ) سے وہ رنگ بندھا۔ فضا گوش بر آواز ہوگئی۔ ٹیپ کا بند تھا۔

سجیلی ہے نبوت قادیاں کی
رسیلی ہے نبوت قادیاں کی
فتاویٰ دے چکے ہیں جانعالم
رنگیلی ہے نبوت قادیاں کی
کہا اک مغبچہ نے تخلیہ میں
نشیلی ہے نبوت قادیاں کی

ہم کئی بار دہرا چکے ہیں کہ علامہ اقبالؒ نے جو کچھ آپ کے متعلق کہا اس کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟ لیکن ۲۵ / جون کے شمارے میں حقائق ونکات کے تحت ارشاد ہوتا ہے۔ مولوی حسین احمد مدنی، آزاد کے حاشیہ بردار (اور یکے از) پسماندگان احرار کو علامہ اقبالؒ کی نمائندگی کا حق کس نے دیا ہے۔

یہ گویا اصل سوال کا جواب ہے؟ کیا اس سے علامہ اقبالؒ کے ارشادات ختم ہو جاتے ہیں۔ کنی کترانے سے فائدہ؟ جواب عنایت فرمائیے۔ رہا پسماندگان احرار میں ہونے کا سوال تو ایڈیٹر چٹان کو اس پر فخر ہے اور اس کا اعتراف بار بار کیا جا چکا ہے۔ احرار نے نبوت کھڑاک نہیں رچھایا۔ نبوت کی حفاظت کی ہے۔

قادیانی احرار کا نام ادب سے لیں انہیں احرار سے کوئی نسبت نہیں۔ وہ (قادیانی)

عمر بھر برطانیہ کے ذلہ خوار رہے ہیں۔ انہیں استقامت وایثار کے مجسموں سے کیا نسبت ہوسکتی ہے؟ رہ گئے مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا آزاد، توان کا حاشیہ بردار ہونا عیب نہیں اعزاز ہے۔ آپ اس ذلت کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو ٹکے ٹکے کے انگریز افسروں کی حاشیہ برداری کے باعث آپ کا توشتہ آخرت ہوچکی ہے؟ پاکستان کے سیاسی مزاج کی آڑ لے کر آپ مولانا آزادؒ کو گالی دیتے ہیں۔ لیکن ہندوستان میں آپ ان کے دروازہ پر قادیانی درویشوں کے لئے بھیک مانگنے گئے تھے؟

الفضل نے اسی شمارے میں زبان وبیان کے تحت ہمارے اس دعویٰ پر اپنے روایتی لہجہ میں نکتہ چینی کی ہے کہ: ’’ایڈیٹر چٹان ہر مرزائی مصنف، شاعر اور مبلغ کی تحریر وتقریر میں زبان وبیان کے اعتبار سے کئی پشتوں تک اصلاح دے سکتا ہے۔‘‘

ہم اپنے اس دعویٰ پر اصرار کرتے ہیں ارشاد ہو تو درثمین کی غلطیاں پیش کریں؟ سلطان القلم کی عبارتوں کے امراض انشاء کا علاج بھی ہمارے پاس ہے۔ لیکن جب آپ نے جہالت میں پختہ ہونے کا فیصلہ کرلیا ہے تو شوق سے اسی حال میں رہئے۔

جس کا دین صحیح نہ ہو اس کا ادب کب صحیح ہوسکتا ہے۔ ہم نے لاہوری ہفتہ وار کی مغلظات کو بول وبراز لکھا تھا۔ الفضل نے اس پر اعتراض کیا ہے۔ فرمایئے اور کیا لکھتے گالی کو گندگی کہنا جرم ہے؟ آپ کے سلطان القلم نے مسلمانوں کو کنجریوں کی اولاد تک لکھا ہے۔ اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ ہم چھاپنا نہیں چاہتے۔ ہمارے اوراق متحمل ہی نہیں ہوسکتے۔ ورنہ مرزاغلام احمد قادیانی نے اپنے مخاطبین کو جس زبان میں خطاب کیا ہے اس کا بیشتر حصہ صرف دشنام ہے۔

مرزا قادیانی کی کتابوں سے اس وقت سات سو تیرہ گالیاں نکال کے علیحدہ کاغذ پر لکھی پڑی ہیں۔ ضرورت پڑی تو انہیں مقننہ انتظامیہ اور عدلیہ کے روبرو رکھا جائے گا کہ استعماری ٹکسال میں جو نبوت مضروب ہوئی تھی اس کا معیار، قیمت اور مذاق کتنا پست تھا۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج ۲۰، ش ۲۷، مورخہ ۳؍جولائی ۱۹۶۷ء)

۹......مرزائی! ہمارا اعتراض ان کے پاکستان میں رہنے پر نہیں مسلمانوں میں رہنے پر ہے!

قادیانی تمام مسلمانوں کو جوان کی جماعت میں شامل نہیں یا مرزاغلام احمد کو مسیح موعود

وغیرہ نہیں مانتے، اپنے عقیدہ کی رو سے کافر سمجھتے ہیں۔ایسا مسلمان اگر مر جائے تو اس کا جنازہ نہیں پڑھتے۔مثلاً قائداعظمؒ کا جنازہ نہیں پڑھا۔قائد ملتؒ کا جنازہ نہیں پڑھا۔ مادر ملتؒ کا جنازہ نہیں پڑھا۔حتیٰ کہ ایک قادیانی اپنے غیر قادیانی باپ، بھائی، ماں اور بیٹے کا جنازہ بھی نہیں پڑھتا ہے۔

قادیانی من حیث الجماعت مسلمانوں سے دین کے علاوہ عام معاشرت میں بھی الگ ہی رہتے ہیں۔وہ کسی مسلمان سے اپنی لڑکی نہیں بیاہتے۔ان کے نزدیک ایسی شادی ارتداد ہے۔ وہ اپنے دین، اپنے پیغمبر، اپنی خلافت، اپنے اہل بیت، اپنے صحابہ، غرض زندگی کے ہر عمرانی پہلو میں مسلمانوں سے علیحدہ ہیں۔

جب زندگی کے ہر میدان میں ان کی طرف سے علیحدگی ہی علیحدگی ہے اور وہ اپنے آپ کو علیحدہ مشخص کرا چکے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں سے اس مغائرت کے باجود انہیں مسلمانوں میں رہنے پر اصرار ہے؟ کیا اس لئے نہیں کہ وہ ملک کی حقیر سی اقلیت ہیں۔انہیں اگر جمہوری اصول کے مطابق ملک کی سرکاری اور اقتصادی زندگی میں حصہ دیا جائے تو عددی اعتبار سے ان کا تناسب نہ ہونے کے برابر ہوگا اور وہ ان تمام استحصالات ومفادات سے محروم ہو جائینگے۔جن سے اس وقت ان کی جماعت متمتع ہو رہی ہے۔

ہماری گذارش پر ایک دفعہ پھر غور کر لیجئے۔عرض ہے کہ جس جماعت سے مسلمانوں کی اپنی وحدت میں خلل آتا ہے۔اس جماعت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ مسلمانوں کی معاشرتی وحدت میں گھس کر ان کی دولت اور حکومت میں انہی کے نام پر حصہ دار ہو۔ جو کچھ اس کو لینا ہے۔اپنی تعداد اور حصہ کے مطابق لے، کسی مسلمان کو اس پر اعتراض نہیں ہوگا۔

اسی بنیاد پر ہم بار بار یہ گذارش کر رہے ہیں کہ انہیں اقلیت قرار دیا جائے۔ جب یہ اساسات وایمانیات میں مسلمانوں سے الگ ہیں تو انہیں الگ ہونے اور حکومت کو الگ کرنے میں کیا عذر ہے؟

مرزائی اپنے مسئلہ کو صاف نہیں ہونے دیتے۔انہوں نے شیعہ اکابر کو یہ تأثر دے رکھا ہے کہ مسئلہ سنیوں کا ہے۔ہم پٹ گئے تو اس کے بعد سنی شیعوں پر چڑھ دوڑیں گے۔ چونکہ شیعہ اکابر اصل حقیقت سے بےخبر ہیں۔اس لئے وہ ان کے داؤں میں آجاتے اور کچھ لوگ اس تأثر کی چھاپ قبول کر لیتے ہیں۔حالانکہ شیعہ مسلمانوں کا دوسرا بڑا فرقہ اور صدیوں سے اسلام کی شاخ ہیں۔شیعہ سنی اختلاف بنیادوں میں نہیں شاخوں میں ہے۔مرزائیوں نے تو نبوت سے لے کر خلافت تک الگ قائم کر رکھی ہے۔جو شیعہ وسنی فروعات پر نہیں بلکہ اسلام سے بغاوت کی بنیاد پر ہے۔

ہمارے پاس شواہد ونظائر بلکہ دستاویزی ثبوت موجود ہیں کہ قادیانی خلافت کے انٹیلی جنس بیورو نے شیعہ سنی اختلاف کو نہ صرف آب ودانہ مہیا کیا۔ بلکہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں بھی ذہنی طور پر جو تصادم وتکرار پایا جاتا ہے۔اس کی بالواسطہ نشوونما بھی قادیانی کررہے ہیں۔

اس اختلاف وتصادم کونظیر بنا کر قادیانی حکومت کو یہ تأثر دینے میں کامیاب ہوجاتے ہیں کہ یہ گویا مسلمان علماء کی فطرت کا خاصہ ہے اور قادیانی امت کا مسئلہ مسلمانوں ہی کے ایک فرقہ کا مسئلہ ہے۔ چونکہ ارباب بست وکشاد دین کی نزاکتوں سے آگاہ نہیں۔اس لئے وہ اس کو مذہبی تنازعات کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں۔مسلمانوں کے سواداعظم کی بدقسمتی ہے کہ سیاسی مسلمان ان کے دینی مؤقف سے بوجوہ آگاہ نہیں یااس سے دلچسپی نہیں رکھتے یا رواداری کے مفروضہ کا شکار ہیں یا بعض کے نزدیک خود اسلام ہی متروکات سخن میں سے ہے۔نتیجتاً مرزائی حکام نے حکومت کے اجتماعی ذہن کو قادیانی نبوت کے عوارض پر غور کرنے سے روک رکھا ہے۔ان کی سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ اپنے مسئلہ کو ملاّ کا مسئلہ بنادیں۔علماء کو حکومت کے ہاں معتوب ٹھہرا کر خود ملک میں ریڑھ کی ہڈی بن جائیں۔ یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ عوام وحکومت میں جو دیوار کھنچی ہوئی ہے اس کی اینٹیں قادیانی بھٹوں سے بھی آئی ہیں اور جانبین میں سے کسی کو بھی اس کا احساس نہیں ہے۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ مرزائی پاکستان میں نہ رہیں۔ضرور رہیں۔لیکن اقلیت کے طور پر ہم ان سے حقوق شہریت نہیں چھیننا چاہتے۔جیسا کہ وہ بعض سیاسی عناصر کو یہ تأثر دے رہے ہیں کہ جولوگ ان کے محاسب ہیں وہ ان سے حق شہریت سلب کرنا چاہتے ہیں۔اگر وہ پاکستانی رہنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس سے تعرض نہیں۔ ہمارا اعتراض ان کے مسلمانوں میں رہنے پر ہے۔ پاکستان میں رہنے پر نہیں۔

ہمارا ان کے خلاف الزام یہ ہے اور ہم اس کی صحت پر اصرار کرتے ہیں کہ مرزائی امت ایک مدت سے اپنی ریاست قائم کرنے کا خواب دیکھ رہی ہے۔اس غرض سے اس نے مسلمانوں میں اپنے آپ کو سیاستہً شامل کر رکھا ہے۔جن فعال اجزاء پر حکومت کا انحصار ہوتا ہے۔ ان فعال اجزاء میں مرزائی خفی وجلی شریک ہیں۔ان کا خفیہ نظام ہے۔اس خفیہ نظام میں حکومت سے متعلق ضروری معلومات ہیں۔رعایت مقصود ہو تو ہمارا عرض کرنا بیکار ہے۔ ورنہ اچانک چھاپہ مار کر ربوہ کے مرکز سے حیرت انگیز دستاویز قبضہ میں لی جاسکتی ہیں۔

خلیفہ ناصر احمد کا اس مرحلہ میں جب کہ یورپی اور امریکی استعمار عربوں کو ختم کرنے پر تلا ہوا ہے۔ یورپ جانا اور وہاں عیسائی دنیا سے ایک مذہبی پیشوا کے طور پر متعارف ہونا خالی از علت نہیں۔ وہ مرحوم آغا خاں کی طرح پیشوائی کے طور پر اپنا ایک نقش جمانا چاہتا ہے۔ برطانوی رسوخ لازماً اس کی معاونت کر رہا ہے۔ قادیانی اسرائیل خدانخواستہ قائم ہوا تو یہ سفر تعارفی اعتبار سے اس کا مقدمہ ثابت ہوگا۔ یہ ایک پلان ہے جو بڑی چابکدستی سے تیار کیا گیا ہے۔ مسلمانوں میں سے مرزائی امت کی توسیع ان حالات میں ناممکن ہے۔ علامہ اقبالؒ، مولانا ظفر علی خانؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دوسرے علماء کی مساعی مشکور سے ان کا یہ راستہ بند ہو گیا ہے۔ اب قادیانی یہودیوں کی طرح ملک کی اقتصادیات پر قابض ہو کر اٹھنا چاہتے ہیں۔ جہاں تہاں مرزائی حکام ہیں۔ اپنی اسرائیلیت کو پروان چڑھانا ان کا فرض ہو گیا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ نبوت طاقت کے بغیر ادھوری رہ جاتی ہے اور طاقت مملکت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ لہٰذا ریاست بناؤ۔ طاقت حاصل کرو۔ نبوت منواؤ، پاکستان کے عوام طاقت کے آگے آگے اور دولت کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں۔ طاقت اور دولت ہاتھ میں ہو تو نبوت کے سامنے گردنیں بہ آسانی جھکائی جا سکتی ہیں۔ تمام قادیانی اپنے شاطر کی ہدایت کے مطابق انہی خطوط پر کام کر رہے ہیں۔

مطالبہ کہہ لیجئے یا التماس اس امر کا پتہ لگایا جائے کہ:

۱...... قادیانی حکومت کے فعال شعبوں میں کس نسبت سے شریک ہیں؟

۲...... انہیں ربوہ سے دہری ہدایات تو نہیں ملتی ہیں؟ ان کے سرکاری فرائض کی معلومات ربوہ میں پہنچتی ہیں کہ نہیں؟

۳...... ملک کی موجودہ اور آئندہ صنعتی زندگی میں حکومت کے پلانوں سے انہیں کیا ملا۔ کس طرح ملا، کیوں کر ملا، اب اس کی رفتار کیا ہے؟

۴...... ان کے بیرونی مشن کس اساس پر قائم ہیں؟ ان کے پس منظر، پیش منظر اور تہ منظر کا جائزہ لیا جائے تو اسرار و رموز کا ایک کارخانہ کھل جائے گا۔

اس ضمن میں چند واقعات بھی سن لیجئے۔

اوّلاً...... مرزائی بعض قومی بنکوں میں اپنی جماعتی رقمیں مرزائی نوجوانوں کی ایک خاص تعداد کو ملازم رکھنے کی شرط پر جمع کراتے ہیں۔

ثانیاً...... منیر انکوائری رپورٹ کی واضح سرزنش کے باوجود مرزائی حکام اپنے ہتھکنڈوں سے رکتے نہیں۔ مثلاً:

۱..... پلک کے لاہور آفس میں جب تک چوہدری بشیر احمد رہے انہوں نے ادنیٰ واعلیٰ اہل کاروں میں زیادہ تر اپنے ہم عقیدہ افراد ہی کو بھرتی کیا۔ جتنا قرضہ جاری کیا اس کا ننانوے فیصد مرزائیوں کو ملا۔ چوہدری بشیر احمد میں ہمت ہے تو اس کی تردید کریں یا پھر حکومت تحقیق کر لے غلط ثابت ہو تو ہم سزاوار۔

۲..... حکومت سے باہر مثلاً برماشیل لاہور زون کے انچارج مرزا منور احمد تھے۔ جب تک یہاں رہے۔ انہوں نے برماشیل کے پٹرول پمپ نوے فیصد مرزائیوں کو الاٹ کئے۔ یا پھر جس کی سفارش کسی منفی چہرے اور چگی داڑھی نے کی اس کو مل گیا۔

۳..... عبدالحمید واپڈا کے جنرل منیجر ہیں۔ اس سے قطع نظر کہ ان کے اختیارات کہاں تک قادیانی امت کے کام آئے ہیں۔ صرف اتنی سی بات پر غور کر لیجئے کہ ہمبرگ میں ایک مسلمان واپڈا کی سپلائی کے شپنگ ایجنٹ ہیں وہ اپنے طور پر ایک مسجد بنانا چاہتے تھے۔ عبدالحمید صاحب نے ان کو زور دیا کہ قادیانی مشن کی زیر تعمیر مسجد میں روپیہ دیں اور اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ خلیفہ ثالث بظاہر جس مسجد کا افتتاح کرنے گیا ہے وہ مسجد مختلف گوشوں پر اس طرز کی دباؤ ہی کے روپیہ سے بنی ہے۔

۴..... جن برطانوی کمپنیوں کے اندر خانہ سیاسی روح کام کر رہی ہے۔ اس کے بعض عہدوں پر مرزائی مامور ہیں۔

بتایئے اس میں کوئی لفظ یا معنی ایسا ہے جس پر دشنام کا شائبہ ہو۔ لیکن جب ہم یہ لکھتے ہیں تو مرزائی اہل قلم اپنے اخباروں میں ہمیں ماں بہن کی گالیاں دینے پر اتر آتے ہیں۔ گویا ان کے نبی اور ان کے خلیفہ میں سے کسی کی ماں بہن نہیں ہے۔

ہماری گذارشات کا جواب دیجئے خلاصہ یہ ہے کہ: ''مرزائی مسلمانوں سے الگ ملت ہیں۔ انہیں الگ ہو جانا چاہئے اور حکومت کو الگ کر دینا چاہئے۔ وہ مسلمانوں میں رہ کر ان کے سیاسی واقتصادی حقوق سے متمتع ہوتے اور اس طرح غلبہ واقتدار حاصل کرنے کے متمنی ہیں۔ ان کے مختلف افراد نے کلیدی اسامیوں پر بیٹھ کر مرزائی امت کے افراد کو ان کے تناسب سے بہت زیادہ بلکہ کئی ہزار فی صد جگہیں دے رکھی ہیں۔ اس کے مضمرات انتہائی خطرناک ہیں۔ انہیں پاکستان میں رہنا ہے تو پاکستانی بن کر رہیں۔ مسلمان کہلا کر نہیں۔''

فرمایئے اس میں کون سی بات ایسی ہے کہ مرزائی امت کا ناقوس صرف اس شہ پر ننگا

ہوکر بازار میں آ گیا ہے۔ کہ مرزائی حکام نے اس کی پشت پر ہاتھ رکھا ہوا ہے اور قادیانی صنعت کار اس کو نان ونفقہ مہیا کررہے ہیں۔ (ہفت روزہ چٹان لاہور ج ۲۰،ش ۳۱، مورخہ ۳۱؍جولائی ۱۹۶۷ء)

۱۰......سلطان القلم کے جانشین

پچھلے پانچ چھ ہفتوں میں قادیانی دانشوروں کے بحث ونظر کا اندازہ ومعیار معلوم ہوا ہے۔ سنا کرتے تھے بلکہ تجربہ بھی ہوچکا تھا کہ اس جماعت کے مبلغ ومدیر ڈھٹائی میں لاجواب ہیں۔ لیکن چنیوٹ میں مدیر چٹان کی تقریر کے بعد یا پھر چٹان نے جو سوالات اٹھائے ہیں ان کی گرفت سے عاجز آ کر قادیانی امت کے اہل قلم نے جو استدلال اختیار کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ سوال گندم جواب ریسماں کی بدترین خصوصیتیں ان کے دماغ میں جمع ہوگئی ہیں۔ قادیانی اہل قلم کا طرز استدلال ہی انہیں جھٹلانے کے لئے کافی ہے۔

ہم پوچھتے ہیں فرمائیے! علامہ اقبالؒ نے جو کچھ آپ کے بارے میں تسلسل وتواتر سے کہا وہ درست ہے کہ غلط؟ غلط ہے تو آپ کے پاس اس کا جواب کیا ہے؟ الفضل ربوہ لکھتا ہے کہ:

’’شورش صاحب کو خدا جانے کس نے علامہ اقبال کا نمائندہ بنادیا ہے۔‘‘

’’ہوئے تم دوست جس کے اس کا دشمن آسماں کیوں نہ ہو۔‘‘

یہ جواب ہے علامہ اقبالؒ کے ان مقالات وخیالات کا جو قادیانی تابوت میں میخ کا کام دے گئے ہیں۔ کیا علامہ اقبالؒ نے اپنے ان خیالات پر خط تنسیخ کھینچ دیا تھا۔ کیا ان کی موت کے بعد یہ حصہ منسوخ ہوگیا؟ منسوخ ہوا تو کس نے کیا؟ اور اس کا مجاز کون ہے؟ پھر یہ ممکن ہے کہ صاحب تصنیف کی رحلت کے بعد ورثاء اس کی تصنیف کو منسوخ یا متروک کریں اور ان کا یہ فعل صاحب تصنیف کا فعل سمجھا جائے۔ یہ تو صحیح ہے کہ جائیداد کی وارث اولاد ہوتی ہے۔ لیکن اس کا جواز آج تک نہیں قائم ہوا کہ اولاد میں سے کوئی فرد والد کے ان فرمودات پر قلم کھینچ دے جو علم کی میراث ہوکر قرطاس وقلم کو منتقل ہوچکے ہیں۔ صرف دو تحریفیں ساری تاریخ تحریر میں پائی جاتی ہیں۔

ایک عیسائی علماء کی تحریف جس سے بائبل مجروح ہوئی ہے۔ دوسری مرزا بشیر الدین محمود کی تحریف کہ اپنے والد کی تحریروں کے عیب چھپانے کے لئے انہوں نے عجیب وغریب جسارتیں کی ہیں۔

علامہ اقبالؒ نے قادیانی نبوت اور قادیانی امت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ ان کے اسلامی فکر اور دینی شغف کی معراج ہے اور اس سے انکار کیسے کیا جاسکتا ہے کہ یہ ان کی زندگی کے آخری چند برسوں کا حاصل تھا۔

علامہ اقبالؒ نے عمر بھر کے غور فکر اور مطالعہ و مشاہدہ کے بعد قادیانی نبوت کا جس کمال علم سے محاسبہ کیا اسی کا نتیجہ ہے کہ اس امت کو انہوں نے نہ صرف ہندوستان کا غدار کہا۔ بلکہ اسلام کا غدار بھی لکھا اور اس کو اپنی بصیرت کا حاصل قرار دیا۔ (ملاحظہ ہو پنڈت جواہر لال نہرو کے نام علامہ اقبالؒ کا خط) جواب علامہ اقبالؒ کے ارشاد کا مرحمت فرمایئے۔ کوس آپ ایڈیٹر چٹان کو رہے ہیں۔ کیا موت کے بعد کسی شخص کی تحریریں ساقط ہو جاتی ہیں۔ ان کا حوالہ دینا اور اس بحث ونظر کی عمارت قائم کرنا غلط ہے؟ اگر یہ معیار ہے تو پھر آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریریں کیوں منسوخ نہیں کی ہیں؟ آج تک کیوں نقل ہو رہی ہیں یا چھاپی جارہی ہیں؟ سیدھا سادا سوال ہے کہ علامہ اقبال نے جو کچھ فرمایا اس کا جواب کیا ہے؟ آپ چونکہ مسلمانوں سے ڈرتے ہیں۔ اس لئے اقبال کا جواب نہیں دیتے۔ لیکن ایڈیٹر چٹان کے خلاف غرّا رہے ہیں۔ اصل سوال یہ ہے کہ:

۱...... علامہ اقبالؒ نے آپ کو مسلمانوں میں سے خارج کر دینے کا مطالبہ کیا یا نہیں؟

۲...... انہوں نے آپ کو یہودیت کا مثنیٰ قرار دیا۔

۳...... انہوں نے آپ کو اسلام اور ہندوستان کا غدار لکھا اور اس کی صحت پر اصرار کیا۔

۴...... انہوں نے آپ کو ایک سیاسی جماعت قرار دے کر مسلمانوں کی دینی وحدت میں نقب لگانے کا مجرم گردانا۔

۵...... انہوں نے آپ کو شاتم رسول قرار دیا۔

ان کا جواب دیجئے! یا فرمایئے کہ علامہ اقبالؒ نے ان مطالبات کو واپس لے لیا تھا۔ اس سے مراجعت کر لی تھی۔ کسی خط، کسی تحریر، کسی بیان میں اپنے ان خیالات پر نظر ثانی فرمائی تھی۔ اگر یہ نہیں ہے اور بلاشبہ نہیں ہے تو پھر ان کے خیالات پر ایڈیٹر چٹان کے خلاف سب وشتم کے معنی کیا ہیں؟

حد ہوگئی کہ ان سوالات کے جواب میں علامہ اقبالؒ کی ۱۹۱۰ء کی ایک تقریر کا حوالہ دیا جارہا ہے جب کبھی مرزائی علامہ اقبالؒ کے ارشادات سے عاجز اور محصور ہوتے ہیں اسی تحریر کو پیش کرتے ہیں۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ علامہ اقبالؒ نے اسٹریچی حال علی گڑھ میں جو خطبہ دیا تھا۔ اس

میں یہ الفاظ موجود تھے کہ: ''پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا۔ جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔''

اوّل تو اس میں مرزا قادیانی کی نبوت اور ان کے جانشینوں کی خلافت کا جواز نہیں۔ دوم یہ اس زمانے کی بات ہے جب مرزا غلام احمد قادیانی نے مناظر اسلام کی حیثیت سے جماعت سازی کی تھی اور ان کے باطنی دعاوی سامنے نہیں آ گئے تھے۔

اس زمانہ میں بہت سے لوگ ظاہری وجوہ سے ان کے معترف تھے۔ جب ان کی حقیقت کھلی اور مرزا بشیر الدین محمود نے خلافت کو ایک سیاسی کاروبار کی شکل دی تو ایک ایک ورق کھل گیا۔ نتیجتاً جو لوگ ایک عام شہرت کے باعث مرزا قادیانی کو مناظر و مبلغ خیال کرتے تھے۔ ظلی اور بروزی نبی کی اصلاحوں سے چوکنا ہوگئے اور ان پر وقت کے ساتھ ساتھ تمام حقیقتیں منکشف ہوگئیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے خلافتی جانشینوں کا مقام ومنشاء کیا ہے اور وہ مسلمانوں میں دینی ارتداد کی ایک سیاسی تحریک ہیں۔

یہ ایک شوخ چشمانہ استدلال ہے کہ ۱۹۱۰ء کی تحریر کو جواز بنالیا جائے اور ۱۹۳۳ء سے ۱۹۳۷ء تک کی تحریریں منسوخ قرار دی جائیں۔ آخری بات پہلی ہوتی ہے یا آخری؟ قرآن مجید میں کئی آیتیں ہیں۔ جنہیں بعد کی آیتوں نے منسوخ کیا۔ مثلاً حرمت شراب، حکم ہوا کہ نشہ کی حالت میں نماز پڑھو۔ پھر شراب حرام ہوگئی اور ہر حالت میں حرام ہوگئی۔ اب اگر یہ اصرار کیا جائے کہ شراب صرف نماز میں حرام ہے اور قرآن پاک میں لکھا ہے تو اس کو صرف قادیانی منطق ہی کہا جاسکتا ہے۔ ایک ہی چیز کے بارے میں کسی شخص کی آخری رائے ہی قطعی رائے ہوتی ہے۔

اسی طرح کا ایک اور اقتباس ۲۹ر ستمبر ۱۹۰۰ء کی تحریر سے لیا گیا ہے۔ یہ علامہ اقبالؒ کے ایک مضمون صوفی حضرت عبدالکریم جیلانی سے ماخوذ ہے۔ ہمارے سامنے وہ مضمون نہیں ہمیں یقین ہے کہ قادیانی حوالوں میں تلبیس کر جاتے ہیں۔ تاہم ایک لحظہ کے لئے ہم یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ علامہ اقبالؒ ہی کے الفاظ ہیں یعنی انہوں نے اس بحث میں ''مرزا غلام احمد کو جدید ہندی مسلمانوں کا اغلباً سب سے بڑا دینی مفکر لکھا ہے۔''

تو اس سے بھی یہ نتیجہ مرتب نہیں ہوتا کہ وہ مرزا غلام احمد کو مسیح موعود یا ظلی و بروزی نبی مانتے تھے۔ یہ تو ایک عمومی تأثر تھا جو اس وقت کے مباحث سے پیدا ہوگیا تھا۔ جب مرزا قادیانی مارآستیں نکلے یا اس وقت کی صورتحال سے ان کا دماغ خراب ہوگیا تو معترفین نے اپنی راہیں تبدیل کرلیں۔

لطف کی بات یہ ہے کہ جس زمانہ کی یہ تحریریں پیش کی جارہی ہیں اوّلاً توان تحریروں کو علامہ اقبالؒ نے اپنے فکری ونظری ارتقاء کے بعد لائق اعتناہی نہیں سمجھا۔ یہ ان کی ابتدائی تحریری مشقیں تھیں۔ جب ان کا اسلامی شعور اور دینی تبحر پختہ ہوگیا تو ان کے خیالات روشن ہوکر قوم کے لئے سنگ میل ہوگئے اور یہی افکار ونظریات ہیں جن کی صداقت پر انہیں حکیم الامت، شاعر مشرق اور ترجمان اسلام کہا جاتا ہے اور جس کی اساس پر ان کے حکیمانہ وجود کا شہرہ ہے۔

۱۸۹۹ء میں حضرت علامہ نے ایم اے کیا۔ ۱۹۰۰ء میں ان کی عمر صرف ۲۳ برس کی تھی۔ ۱۹۸۶ء تک وہ صرف ایک شاعر تھے اور ان کی فکر کا آغاز نہیں ہوا تھا۔ اس عہد کی تحریروں کے اقتباس تو قادیانی امت اپنی روایتی سچائی کے لئے بطور سند استعمال کرتی ہے۔ لیکن جس عمر میں وہ پختہ ہوکر مسلمانوں کی محبوب فکری متاع بن چکے اس عمر کی متاع فکر سے فرار غایت درجہ کی بوالعجی ہے۔ کوئی ساطر زاستدلال بھی اس کی تصدیق نہیں کرسکتا ہے؟

اقبال کبھی طالب علم بھی تھے تو کیا اس عمر کے اقوال کو حجت قرار دیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے مشق سخن کے ابتدائی دور میں بہت سے اشعار لکھے۔ جنہیں خیالات کی تبدیلی اور نظریات کی صحت کے بعد حذف کر دیا تو کیا اس کلام کو بھی ان کے مستند کلام پر فوقیت دے سکتے ہیں۔

مرزائیوں کی منطق عجیب وغریب ہے کہ ایک طرف تو انہیں اپنے ربانی مشن ہونے پر اصرار ہے۔ دوسری طرف وہ اپنی نبوت وخلافت کے جواز میں انہی لوگوں کی ابتدائی تحریریں لاتے ہیں۔ جو ان کے سب سے بڑے محاسب ہیں اور جن کے سن وشعور کی تحریروں نے ان کی عمارت کو بیخ وبن سے ہلا دیا ہے۔

اگر قادیانی نبوت اور اس کی خلافت کے سچا ہونے پر اصرار ہے تو اقبال کی انگلی تھام کر کھڑا ہونے کی کوشش بے معنی ہے۔ اس انگوٹھے کے متعلق فرمایئے جو اقبال نے آپ کی شہ رگ پر رکھا ہے۔

الفضل نے مولانا عبدالمجید سالک کے حوالے سے علامہ اقبالؒ کی مرزا غلام احمد اور حکیم نورالدین سے والہانہ محبت کا ذکر کیا اور لکھا ہے کہ حضرت علامہ نے طلاق کی شرعی حیثیت دریافت کرنے کے لئے مرزا جلال الدین (بارایٹ لا) کو مولوی حکیم نورالدین کے پاس قادیان بھیجا تھا۔

سالک صاحب نے یاران کہن میں ایک شوشہ مولانا ابوالکلام آزد کے متعلق بھی چھوڑا تھا۔ مولانا نے سختی سے ڈانٹا تو سالک صاحب کو تردید وتصیح کرنی پڑی۔ علامہ صاحب زندہ ہوتے تو

سالت صاحب علامہ اقبال کے واضح خیالات جانتے ہوئے اوّلاً کبھی یہ حوصلہ نہ کرتے۔ ثانیاً حوصلہ کرتے تو تردید کرنی پڑتی، ثالثاً حضرت علامہ کی زندگی میں انہوں نے کبھی یہ نہیں لکھا اور نہ کسی سے ذکر کیا۔ سالک صاحب کا یہ رویہ اکثر معمہ رہا کہ مختلف اکابر کے تذکرے میں مرزا قادیانی کو ضرور لاتے رہے۔ جس سے مرزا قادیانی کی صفائی یا بڑائی مقصود ہو۔ حالانکہ ان کے سوانح وافکار میں مرزا قادیانی کا ذکر انمل بے جوڑ ہے۔ ایک وجہ تو اس کی یہ ہے کہ مولانا سالک کے والد قادیانی تھے اور مسلمانوں نے انہیں اپنے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ سالک صاحب کے چھوٹے بھائی آج تک قادیانی ہیں۔ تیسرا سبب یہ ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود کے ساتھ مولانا عبدالمجید سالک کے تعلقات کا ایک خاص سانچہ تھا۔ خلیفہ صاحب اپنی تاریخ کا سروسامان بنانے کے لئے قلم سالک سے اس قسم کی روایتیں وضع کرالیتے تھے۔ اس کے باوجود قادیانی امت کی سنگدلی ملاحظہ ہو کہ مولانا سالک کے انتقال پر ان کے سگے چھوٹے بھائی نے ان کا جنازہ نہیں پڑھا تھا اور یہ تماشہ مسلم ٹاؤن کے قبرستان میں راقم الحروف نے اپنی آنکھوں دیکھا ہے۔ نبوت کی روایتیں ہمیشہ ثقہ راویوں سے چلتی ہیں۔ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو سالک صاحب کو ثقہ راوی سمجھتے ہیں؟ اس حد تک کہ جس حد تک ان کے متعلق تصدیقی پہلو نکلتا ہو۔ یا اس کے علاوہ دوسرے افکار وعقائد میں بھی آدمی کے ثقہ ہونے کا معیار ہمیشہ اس کی ساری زندگی کے اعمال واقوال ہوتے ہیں نہ کہ ان اعمال واقوال کا کوئی ایسا جزو جو حسب حال ہو۔

الفضل نے ۲۴؍جون کے زیر بحث اداریہ میں علامہ اقبالؒ کے متذکرہ حوالوں سے اپنی نبوت کا جواز پیدا کرنے کی احمقانہ جسارت کے بعد لکھا ہے۔ ہم علامہ اقبالؒ مرحوم کا بڑا احترام کرتے ہیں۔ اس لئے صرف اشارہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ ورنہ ؎

ہے کچھ ایسی ہی بات جو چپ ہوں
ورنہ کیا بات کر نہیں آتی

اور وہ اشارہ کیا ہے۔ چوہدری ظفر اللہ خان ایک خاص عہدہ پر نہ لئے جاتے تو یہ تحریریں بھی ہرگز وجود میں نہ آتیں۔ (الفضل ص۲، مورخہ ۲۴؍جون ۱۹۶۷ء)

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون! بغض سامنے آ گیا۔ اس سے بڑھ کر خودساختہ نبوت کی مداہنت اور خودکاشتہ خلافت کی خیانت اور کیا ہوسکتی ہے؟ بہرحال الفضل نے اعتراف کرلیا کہ اس کے دل میں کھوٹ ہے اور اس کا نام اس نے احترام رکھا ہے۔

ہم بھی جانتے ہیں کہ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔لیکن ذرا کھل کے بولئے۔ربانی مشن ہونے کا دعویٰ اور مصلحتوں کی مینا کاری؟اعتراف کیجئے کہ آپ کی جماعت اسرائیل کا عجمی پودا ہے اور آپ ربوہ کے تل ابیب میں بیٹھ کر مسلمانوں کی معنوی قوت پر اپنی حکومت قائم کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔علامہ اقبالؒ کے فرمودات کو آپ ذاتیات میں نہیں لاسکتے کہ انہیں چوہدری ظفر اللہ خان کے عہدہ خاص ہونے کا صدمہ تھا۔سوال تو وہ ہیں جو حضرت علامہ نے اپنے مقالات میں اٹھائے ہیں۔جوابات یہ نہیں جو آپ کے نہاں خانۂ دماغ سے نکلے ہیں؟

سوال یہ ہے کہ آپ کا مذہب برطانوی حکومت کے استعماری مقاصد کی پیداوار ہے یا نہیں؟آپ فرماتے ہیں کہ علامہ اقبال کو چوہدری ظفر اللہ خان کے خاص عہدے پر مقرر ہونے کا صدمہ تھا؟آخر فہم وفراست کی کون سی شکل ہے جو اس جواب کو صحیح قرار دے سکتی ہے؟ ٹامک ٹوئیاں مارنا چھوڑیئے اور اس کا جواب عنایت فرمایئے۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج ۲۰ ش ۲۷،مورخہ ۳ رجولائی ۱۹۶۷ء)

۱۱......کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

تاریخ احمدیت جلد دوم مؤلفہ دوست محمد شاہد۔(ادارۃ المصنفین ربوہ) کا صفحہ ۵۳تا ۶۴ ملاحظہ ہو۔اس کتاب کی چھ ضخیم جلدیں ہمارے پاس ہیں۔مزید جلدیں چھپی ہیں تو ہمارے پاس نہیں،محولہ بالا مضمون میں مرزا غلام احمد کی دوسری شادی کے حالات درج ہیں۔یہ قادیانی امت کی سرکاری تاریخ ہے۔اس کے بارے میں چوہدری ظفر اللہ خان نے لکھا ہے کہ:''دوسری جلد ختم کرنے پر میری طبیعت اس قدر متاثر تھی اور میرے دل پر اس قدر شدید احساس تھا کہ گویا میں حضرت مسیح موعود کی صحبت اقدس میں کئی گھنٹے متواتر گذار کر اٹھا ہوں۔''

مؤلف نے مرزا قادیانی کی شادی کے زیر عنوان لکھا ہے۔

ا...... دنیا میں اسلام کے عالمگیر نظام روحانی کے قیام اور امام عصر حاضر کے لائے ہوئے آسمانی انوار وبرکات کو جہاں بھر میں پھیلا دینے کے لئے ازل سے۔یہ مقدر تھا کہ ہندوستان کے صوفی مرتاض اور ولی کامل حضرت خواجہ محمد ناصر کی نسل سے ایک پاک خاتون مہدی موعود کی زوجیت میں آئے گی۔جس کے نتیجہ میں ایک نہایت مبارک اور مقدس خاندان کی بنیاد رکھی جائے گی۔

۲...... حضرت مرزا (غلام احمد) ایک عرصہ سے عملاً تجرد کی زندگی بسر کر رہے تھے اور مسلسل علمی مشاغل، شب بیداری کے باعث ضعف قلب، ذیابیطس اور دوران سر وغیرہ امراض سے طبیعت انتہاء درجہ کمزور ہو چکی تھی۔ عمر پچاس سال تک پہنچ رہی تھی۔ جو ملک کی اوسط عمر کے مطابق پیرانہ سالی میں شمار ہوتی ہے اور اقتصادی مشکلات اور اہل خاندان کی مخالفت الگ ایک مستقل مصیبت تھی۔

۳...... چونکہ خدائی منشاء میں نکاح ثانی کا ہونا ضروری تھا۔ اس لئے خود اللہ تعالیٰ نے غالباً ۱۸۸۱ء میں آپ کو نئی شادی کی تحریک فرمائی۔

۴...... اس خدائی بشارت کے تین سال بعد نومبر ۱۸۸۴ء میں حضرت میر ناصر نواب دہلوی کے ہاں آپ کی دوسری شادی ہوئی اور ان کی دختر نیک اختر نصرت جہاں بیگم ''خدیجہ'' بن کر آپ کے حرم میں داخل ہوئیں اور لاکھوں ''مؤمنوں'' کی روحانی ماں ہونے کی وجہ سے ''ام المؤمنین'' کا خطاب پایا۔

۵...... ان کی عمر سترہ اٹھارہ سال کی تھی اور حضرت کی عمر پچاس سال کے لگ بھگ...... تاریخ طے پا گئی تو آسمانی دولہا یعنی حضرت مسیح موعود دلی جانے کے لئے حافظ حامد علی اور لالہ ملاوامل کی معیت میں لدھیانہ سٹیشن پر وارد ہوئے...... حضرت میر صاحب نے رشتہ کا معاملہ اپنے خاندان بلکہ اپنی والدہ ماجدہ سے بھی مخفی رکھا۔ حضرت پہنچے تو انہیں بھی خبر ہو گئی اور وہ بھڑک اٹھے کہ ایک بوڑھے شخص اور پھر ایک پنجابی کو رشتہ دے دیا تھا۔

۶...... حضور دوسرے دن حضرت سیدۃ النساء ام المؤمنین نصرت جہاں بیگم کو ساتھ لے کر دہلی سے روانہ ہوئے اور قادیان تشریف لے آئے۔ حضرت مسیح موعود کی پہلی خوشدامن محترمہ چراغ بی بی کے سوا سب رشتہ دار شدید مخالف اور بالخصوص اس دوسری شادی پر طیش میں آئے ہوئے تھے۔ کنبہ سخت مخالف تھا۔

۷...... (بروایت اہلیہ محترمہ) ''جب ہم پہنچے، تنہائی کا عالم، بیگانہ وطن، دل کی عجیب حالت، روتے روتے میرا برا حال ہو گیا تھا۔ نہ کوئی اپنا تسلی دینے والا، نہ منہ دھلانے والا، نہ کھلانے پلانے والا، کنبہ نہ ناتہ، اکیلی حیرانی پریشانی میں آن کر اتری۔ کمرے میں ایک کھری چارپائی پڑی تھی۔ جس کی پائنتی پر ایک کپڑا پڑا تھا۔ اس پر تھکی ہاری جو پڑی تو صبح ہو گئی۔ مؤلف مرزا قادیانی کی اہلیہ کے ان الفاظ کو نقل کر کے لکھتا ہے۔

۸...... یہ اس زمانے کی ملکہ دو جہاں کا بستر عروسی تھا اور سسرال کے گھر میں پہلی رات تھی۔ خدا کی رحمت کے فرشتے پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ اے کھری چارپائی پر سونے والی پہلے دن کی دلہن، دیکھ تو سہی دو جہان کی نعمتیں ہوں گی اور تو ہوگی، بلکہ ایک دن تاج شاہی تیرے خادموں سے لگے ہوں گے۔

۹...... حضرت ام المؤمنین کے ذریعہ سے ایک مبارک نسل کا آغاز ہوا اور آپ کے بطن مبارک سے پانچ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔

۱۰...... حضرت ام المؤمنین کا بیان ہے کہ حضرت مسیح موعود کو اوائل ہی سے پہلی بیوی سے بے تعلقی سی تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ حضور کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی۔ نکاح ثانی کے بعد حضرت اقدس نے انہیں کہلا بھیجا۔ اب میں نے دوسری شادی کر لی ہے۔ اس لئے اب دو باتیں ہیں۔ یا تم مجھ سے طلاق لے لو، یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو۔ انہوں نے کہلا بھیجا۔ اب میں بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی۔ بس مجھے خرچ ملتا رہے۔ میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں۔

مؤلف نے اسی ضمن میں صفحہ ۵۹ پر لکھا ہے کہ: ''حضرت کے بعض قدیم اور مخلص رفقاء نے بھی آپ کی صحت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر اظہار افسوس کیا۔ چنانچہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے خط بھیجا کہ مجھے حکیم محمد شریف صاحب کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے۔ اگر یہ امر آپ کی روحانی قوت سے تعلق رکھتا ہے تو میں اعتراض نہیں کر سکتا۔ ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلاء پیش آوے۔''

یہ سب کچھ مؤلف کے اپنے الفاظ میں جوں کا توں نقل کیا گیا ہے۔ ہمیں اس سے کوئی تعرض نہیں کہ شادی کا کھڑاک کیونکر رچایا گیا اور کہاں ختم ہوگیا۔ مرزائی جانیں ان کا نبی جانے، یا ان کے مؤلف جانیں۔ ہمارا اعتراض ام المؤمنین کے الفاظ پر ہے کہ اس کا اطلاق صرف حضور سرورکائنات فداہ امی وابی کی ازواج پر ہوتا ہے۔ سیدۃ النساء کا لقب حضرت فاطمہ علیہا السلام کے لئے ہے۔ نصرت جہاں بیگم کو ان کے پاؤں کی خاک سے بھی نسبت نہیں۔ ہمارے نزدیک یہ شرمناک گستاخی ہے کہ مرزا قادیانی کی بیوی کو سیدۃ النساء کہا جائے یا خدیجہ۔

ملکہ دو جہاں کا لقب

ظالمانہ جسارت ہے۔ یہ لقب تو حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے لئے بھی استعمال

نہیں ہوا ہے۔ چہ جائیکہ مرزا غلام احمد کی اہلیہ، حکومت نے کبھی غور کیا؟ کیا سرکار کے محاسب محکمے صرف سیاسی اپوزیشن ہی پر نگاہ رکھنے کے لئے رہ گئے ہیں۔ ان کے نزدیک ذوالفقار علی بھٹو کا تعاقب، چوہدری محمد علی کا محاسبہ اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی نگرانی ہی فرائض ریاست کا سب سے بڑا حصہ ہے۔ ریاست، مملکت، صدر سب کا احترام درست لیکن اسلام، محمدؐ اور قرآن کل کائنات سے بڑے ہیں۔ ان کے لئے تعاقب، محاسبہ اور نگرانی میں غفلت کا جواز کیا ہے؟ پریس برانچ ان ہفوات کا بھی جائزہ لیا کرے؟ آخر وہ کون سی طاقت ہے جس نے اس دینی اپوزیشن کو بگٹٹ چھوڑ رکھا ہے۔

کسی عورت کو ملکہ دو جہاں کہنے کا مطلب ہے کہ وہ دارین کی ملکہ ہے۔ یعنی اس جہاں کی ملکہ اور اگلے جہاں کی بھی ملکہ۔ اس دنیا کی ملکہ جو عرش کی دنیا ہے۔ جہاں انبیاء ہیں۔ صدیقین ہیں، شہداء ہیں، صلحاء ہیں اور ان کی ملکہ کون؟ مرزا غلام احمد قادیانی کی اہلیہ؟ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون!

آخر اس دل آزاری کا جواز کیا ہے؟ اس کا نام دلجوئی ہے؟ کس کی دلجوئی قادیانی امت کی، حضور کی ازواج مقدسہ کا مقابلہ، فاطمہ علیہا السلام کا سامنا اور نام دلجوئی۔ یہ صریحاً دل آزاری ہے۔ جس کی اجازت دین، قانون اور اخلاق کے نزدیک جرم ہے۔ منیر انکوائری رپورٹ میں ان مقدس القابوں اور ان مقدس اصطلاحوں کے استعمال پر واضح کی نشاندہی موجود ہے۔ لیکن مرزائی دیدہ دلیری، شوخ چشمی، کور باطنی اور ہٹ دھرمی سے ان کے استعمال پر تلے ہوئے ہیں اور انہیں صرف اس لئے ٹوکا یا روکا نہیں جاتا کہ انہیں حکومت کے نزدیک قرب حاصل ہے اور جو لوگ انہیں ٹوکتے یا روکتے ہیں وہ سیاسی وجوہ کے باعث ارباب بست وکشاد کے عتاب کا شکار ہیں۔ جن کی ذمہ داری ہے۔ انہیں مشیت ایزدی کے اس اعلان کو ذہن میں رکھنا چاہئے۔ جس اعلان کو علامہ اقبالؒ نے ان لفظوں میں سمو دیا ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

مطالبہ نہیں استدعا ہے کہ ارباب اقتدار ان اصطلاحوں اور القابوں کی تقدیس کے لئے قانون نافذ کریں۔ جو سرور کائنات اور آپ کے خاندان کی میراث ومتاع ہیں۔ ان کا سرقہ ہر حال میں قابل مواخذہ ہے اور تاریخ احمدیت اپنے مندرجات کے لحاظ سے ضبط کئے جانے کے قابل ہے۔ (ہفت روزہ چٹان لاہور ج ۲۰، ش ۲۹، مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۶۷ء)

۱۲......قادیانیوں کا تعاقب اشد ضروری ہے

جہاں تک دینی محاذ کا تعلق ہے اس میں شک نہیں کہ ان کا محاسبہ ہر لحاظ سے ہو رہا ہے۔ لیکن ان سے سیاسی طور پر نپٹنے کے لئے ملک میں ایسی کوئی جماعت نہیں جو ان کے چہروں سے نقاب اٹھاتی رہے۔ مولانا ظفر علی خانؒ کے بعد کوئی طاقتور مدیر نہیں رہا کہ انہیں کھونٹے پر باندھ سکے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی وفات کے بعد کوئی خطیب نہیں رہا۔ جو مرزا غلام احمد قادیانی کی خانہ ساز نبوت اور ان کے جانشینوں کی خود ساختہ خلافت کا تعاقب کر سکے۔ اس صورتحال سے مرزائیوں نے خاصا فائدہ اٹھایا ہے۔ کوئی روزنامہ نہیں جو مرزائیوں کے فتنے کو سمجھتا ہو۔ تمام روزنامے اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ مرزائی غالباً مسلمانوں ہی کی ایک شاخ ہیں۔ لہٰذا ان کے معاملہ میں رواداری برت رہے ہیں۔

صحیح الخیال مسلمانوں کی ہر تنظیم میں مرزائیت کے خلاف جذبہ موجود ہے۔ یعنی اس کے سیاسی شعبدوں کی مذہبی روح کا احتساب جاری ہے۔ اس ضمن میں بہت سا لٹریچر نکل چکا ہے۔ الیاس برنی کی کتاب قادیانی مذہب نے اس تابوت میں میخ کا کام کیا ہے۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی کی تالیف قادیانیت بھی عربی و انگریزی میں منتقل ہو کر ان کے کفن میں ٹانکہ ثابت ہوئی ہے۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی فاضلانہ تصنیف نے بھی ان کی قلعی کھولی ہے۔ مولانا تاج محمود اپنے ہفتہ وار لولاک میں اس فرقہ ضالہ کے لئے سوہان روح بنے ہوئے ہیں۔ انہوں نے جیسا کہ چاہئے اس جماعت کے سیاسی عوارض پر گرفت کر رکھی ہے۔ اس کے علاوہ ملک بھر میں قادیانی جماعت کے عقائد و افکار پر تابڑ توڑ تنقید جاری ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ قادیانی فرقہ میں کوئی سا مسلمان بھی شامل نہیں ہو رہا؟ یعنی تبلیغی حیثیت سے قادیانی مذہب مفلوج ہو چکا ہے۔ اصل خطرہ ان کی سیاسی تگ و دو یا پھر عیاری و مکاری سے ہے۔ ایڈیٹر چٹان میں چنیوٹ کی تقریر میں اسی خطرہ سے علماء اور عوام کو آگاہ کیا تھا۔ مرزائیت سے خوفزدہ ہونے کی نہیں، مرزائیت کو خوفزدہ کرنے کی ضرورت ہے۔ یعنی ہم اس کے پیروؤں کو محسوس کرا دیں کہ وہ ایک اسلامی مملکت میں (جو رسول اللہ ﷺ کے صدقہ میں قائم ہوئی ہے) نہ تو اپنی جعلی نبوت کا کاروبار چلا سکتے ہیں اور نہ انہیں خواب میں بھی حکومت قائم کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ چوہدری ظفر اللہ خان کا سیاسی وجود ہمارے نزدیک سخت مشتبہ ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ چوہدری صاحب کی حرکات اعمال پر کڑی نگاہ رکھے۔ اسی قسم کے لوگ ''مجسم سی آئی اے'' ہوتے ہیں۔ انہیں پاکستان کی وجہ سے

عالمی جج کا جواعزاز ملا ہے۔ وہ اس لئے نہیں کہ ظفر اللہ خان قادیانی امت کے اکابر میں سے ہیں۔ ان کے متعلق یہ بات کاملاً وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ وہ ملک سے باہر پاکستان کے نہیں قادیانیت کے وفادار ہیں اور اس کے آثار ونتائج ہمارے لئے رسوائی کا باعث ہیں۔

جس خبر نے ہمیں چونکا دیا ہے وہ امسال قادیانی جماعت کا چوہدری ظفر اللہ خان کی قیادت میں حج ہے۔ اوّل تو قادیانی جماعت کی یہ جسارت معنی خیز ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت سے لے کر مرزا بشیر الدین محمود کی رحلت تک ان لوگوں نے حج بیت اللہ کو اپنے وظائف سے خارج رکھا اور نہ انہیں جرأت ہی ہوئی۔ اب ایکا ایکی یہ فیصلہ تعجب خیز ہے۔ یہ ''حج'' کس غیر ملکی طاقت کے ایما پر ہوا ہے؟ یا ان کی مہمات سیاسیہ کا حصہ ہے؟ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کو حجاز میں جو رسوخ حاصل ہے۔ اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم ان سے توقع کرتے ہیں کہ جلالتہ الملک اور ان کی حکومت کو اس فتنہ سے مطلع کریں۔ ادھر علماء کا فرض ہے کہ وہ شاہ فیصل کو قادیانی نبوت اور قادیانی خلافت کے ارتداد سے آگاہ کریں۔ اس ''عجمی اسرائیل'' کے پیروؤں کا حجاز میں جانا خالی از خطرہ نہیں ہے۔ معاصر عزیز ''لولاک'' (۱۲ر مئی ۱۹۶۷ء) کے اداریہ سے معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ کے مشہور روزنامہ الندوہ نے ۸ر اپریل ۱۹۶۷ء کے شمارے میں اس وفد حج کی سرگرمیوں کا نوٹس لیا ہے۔ الندوہ کی اطلاع کے مطابق اس وفد کے دو رکن جماعت کا لٹریچر تقسیم کرتے ہوئے گرفتار کر لئے گئے۔ دونوں اس وقت جیل میں ہیں اور چوہدری ظفر اللہ کی مساعی کے باوجود رہا نہیں ہوئے ہیں۔

کیا یہ گنبد خضریٰ کی توہین نہیں کہ نصاریٰ کے ایک مسیلمہ کی دعوت لے کر قادیانی خانہ کعبہ اور مدینۃ النبی تک پہنچیں۔ اس وقت ابوبکرؓ ہوتے تو کیا کرتے؟ ان کی روح پر کیا گزری ہوگی۔

شاہ فیصل کی خدمت اقدس میں استدعاء ہے کہ ان مجرموں سے رعایت نہ کریں۔ انہیں قرار واقعی سزا دیں اور وہی سزا دیں جو رسول اللہ کے مقابلہ میں نبوت قائم کرنے والوں کو ہو سکتی ہے۔ ہماری حکومت کا فرض ہے کہ آئندہ قادیانی جماعت کے افراد کو حج پر جانے کے لئے پاسپورٹ نہ دے۔ اس باب میں بھی مسلمان متفق ہیں۔ حتیٰ کہ غلام احمد پرویز بھی اس ایک مسئلہ میں علامہ اقبال کی متابعت کرتے ہوئے جمہور المسلمین کے ہمنوا ہیں۔

ہمارا خیال ہے کہ قادیانی جماعت کے سیاسی افکار واعمال کی بوقلمونیوں کا جائزہ لینے کے لئے ایک جماعت بنی چاہئے جس میں ہر عقیدہ وخیال کے مسلمان شریک ہوں اور وہ اس امر کا

سراغ لگاتے رہیں کہ قادیانی فتنہ اپنے مقاصد مشومہ کے لئے کہاں کہاں نقب لگا رہا ہے؟

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج ۲۰، ش ۲۱، مورخہ ۲۲ رمئی ۱۹۶۸ء)

۱۳......اسرائیل میں مرزائی مشن

جس سال انٹرنیشنل پریس انسٹیٹیوٹ کا اجلاس اسرائیل میں ہوا تھا۔ پاکستان کے ارکان نے صدر مملکت سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ اس اجلاس میں معمول کے مطابق شریک ہونا چاہتے ہیں۔ صدر نے جواباً کہا کہ ہمارے تو اسرائیل کے ساتھ تعلقات ہی نہیں ہیں۔ ایک ایڈیٹر نے کہا کہ اسرائیل کی مقامی کمیٹی کے ارکان سے ٹوکیو میں بات ہوئی تھی۔ انہوں نے استدعا کی کہ آپ لوگ بیت المقدس پہنچ جائیں۔ ہم وہاں سے اپنے طیاروں پر لے جائیں گے۔ صدر ایوب نے اتفاق نہ کیا۔ ایڈیٹر نے کہا کہ ہم لوگ عرب ملکوں کے پابند نہیں۔ جب کہ ان میں سے بعض ہندوستان کے معاملہ میں ہمارے ساتھ بھی نہیں ہیں۔ کیا ہمارا ہی فرض ہے کہ ہم ان کی خواہشوں کو ملحوظ رکھیں۔

صدر نے جواب دیا معاملہ یہی ہوتا تو مجھے عذر نہیں تھا۔ عرب ملکوں کی اس روش سے قطع نظر اصل مسئلہ دینی غیرت کا ہے۔ آپ لوگوں کو نہیں جانا چاہئے۔ چنانچہ صدر کی اس خواہش پر مقامی ارکان رہ گئے۔ بلکہ اس وقت انٹرنیشنل پریس ٹرسٹ کے تمام پاکستانی ارکان نے صدر مملکت کی اس غیرت مندانہ خواہش کو حاضر وغائب میں سراہا اور اپنے طور پر تسلیم کیا کہ انہیں یہ ارادہ ہی نہیں کرنا چاہئے تھا۔

مقام تعجب ہے کہ اسرائیل میں قادیانی جماعت کا مشن ہے اور وہاں کی حکومت نے اسے تمام سہولتیں مہیا کر رکھی ہیں۔ وہیں سے اس مشن کا لٹریچر عربی میں مطبوع ہو کر مختلف عرب ملکوں میں تقسیم ہوتا ہے۔

پاکستان کی حکومت کا فرض ہے کہ ربوہ کی خلافت سے دریافت کرے کہ یہ مشن وہاں کیونکر قائم ہوا۔ اس کو روپیہ کہاں سے ملتا ہے؟ اور کیا ان کے نزدیک عرب ممالک کے مسلمان واقعی مسلمان ہیں؟ اگر مسلمان ہیں تو تبلیغ کن لوگوں میں ہو رہی ہے اور اس تبلیغ کا مفہوم کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اسرائیل کی حکومت یہودیوں کو مسلمان بنانے کے لئے تو مشن کو کام کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔ لازماً اس مشن کے مقاصد سیاسی ہوں گے؟ قادیانی جماعت غیر عرب ملکوں کے لئے بھی اسرائیل کی حیثیت رکھتی ہے۔

کیا فرماتے ہیں خلیفہ ثالث کہ اسرائیل سے تصادم کی صورت میں ان کا مشن عرب ملکوں کی اسلامی حمیت کا ساتھ دے گا۔ یا اپنے پیدائشی عقیدے کے مطابق اسرائیل کا وفادار رہوگا۔ اسرائیل کے حکمرانوں کو لازماً اندازہ ہوگا کہ اس مشن سے کیا کام لیا جاسکتا ہے۔ ہم اپنے صوابدید کی بناء پر کہہ سکتے ہیں کہ قادیانی اسرائیل کے لئے وہی کریں گے جو برطانیہ کے لئے پہلی جنگ عظیم میں کرتے رہے ہیں۔ ان کے نزدیک ہر مسلمان جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانتا۔ خارج از اسلام ہے۔ اصل خرابی یہ ہے کہ قادیانی تمام سلامی ملکوں میں بحیثیت مسلمان داخل ہوتے ہیں۔ لیکن عقیدۃً انہیں نا مسلمان سمجھ کر جاسوسی کرتے اور ہر وہ کام کر گذرتے ہیں جو ان کی جماعت سے باہر کے مسلمانوں کی بربادی کا باعث ہو۔

اس وقت کہ اسرائیل سے عرب ملکوں کی ٹھن چکی ہے۔ لازماً یہی ہے کہ اسرائیل سے قادیانی مشن ختم کیا جائے اور وہ تمام افراد واپس بلا لئے جائیں جو وہاں کام کر رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ فرض حکومت انجادم دے گی یا قادیانی جماعت خود اپنے مشن کو واپس بلا لے گی۔ حیرت ہوتی ہے کہ حکومت پاکستان نے تو اسرائیل سے سفارتی تعلقات قائم نہیں کئے۔ لیکن قادیانی خلافت کا تبلیغی مشن اسرائیل میں برابر کام کر رہا ہے اور یہ اجازت نامہ اس کو نہ جانے کس نے عطاء کیا ہے۔

ارباب اختیار کو کم از کم اس بات کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ قادیانی مشن مختلف ممالک میں اسلام کا نام لے کر کرنل لارنس کے فرائض تو انجام نہیں دے رہے ہیں؟

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج ۲۰، ش ۲۲، مورخہ ۲۹ر مئی ۱۹۶۷ء)

۱۴...... کبابیر میں جشن مسرت

ایک خبر آئی ہے کہ حیفہ کے نزدیک قادیانیوں کا ایک گاؤں کبابیر نامی جبل الکرمل کی ایک پہاڑی پر واقع ہے۔ یہ گاؤں ابتداء سے ہی اسرائیلی علاقے میں ہے۔ اس گاؤں کے قادیانی باشندوں نے اسرائیل کی فتح اور عربوں کی عارضی شکست پر کبابیر میں جشن مسرت منایا اور چراغاں کیا۔ کیا یہ خبر ارباب حکومت کے کانوں تک پہنچی ہے اور کیا دنیائے اسلام کی سب سے بڑی حکومت پاکستان نے اس خبر۔ کے مالہ وماعلیہ پر غور کیا اور اس کی تصدیق کی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس خبر کی تصدیق کی جائے اور اگر یہ خبر سچ ہو تو اس کا ردعمل کیا ہوگا۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج ۲۰، ش ۳۱، مورخہ ۳۱ر جولائی ۱۹۶۷ء)

۱۵......انگلستان میں مرزائی مشن

ہم خدا اور رسول کے نام پر صدر مملکت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ دل ودماغ کے مسلمان آفیسر کو جو صحیح العقیدہ ہونے کے علاوہ ان کا معتمد ہو۔ اس امر کی تحقیق کے لئے مقرر کریں کہ:

۱...... قادیانی جماعت کا جو مشن انگلستان میں کام کر رہا ہے وہ مسلمانوں کو مرزائی بنا رہا ہے یا انگریزوں میں تبلیغ اسلام کے نام پر اپنے اغراض مشؤمہ کا کھڑاگ رچا کے بیٹھا ہے۔

۲...... ہماری مصدقہ معلومات کے مطابق صورتحال یہ ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان اپنے تبلیغی دستہ کی بہ نفس نفیس قیادت کر رہے ہیں اور تین سے چار لاکھ تک جو مسلمان انگلستان میں مقیم ہیں ان میں مرزائیت پھیلانے کے لئے شب وروز ایک کر رہے ہیں۔ اس مقصد کے لئے وہاں ایک مرکز اور اقامتی ہوٹل قائم کیا گیا ہے۔ جہاں نوواردوں جزرسوں اور کم آمدنی کے مسلمانوں کو رہائشی سہولت کے علاوہ سستی روٹی دی جاتی ہے۔ چوہدری ظفر اللہ خان ان لوگوں میں پھسکڑا مار کر بیٹھ جاتے اور تبلیغ مرزائیت کرتے ہیں۔ اکثر لوگ محدود، دینی واقفیت کے باعث ان کے دام میں پھنس جاتے ہیں۔ ان سے پوچھا جائے کہ اس مشن کا مقصد مسلمانوں کو مرزائی بنانا ہے یا عیسائیوں کو مسلمان؟ اس مشن پر آج تک کتنا سرمایہ خرچ ہوا اور اس کی بدولت کتنے انگریز مسلمان یا مرزائی ہوئے ہیں۔ صحیح اعداد سے حقیقت کھل جائے گی۔

۳...... مرزائی مشن کی اس جارحیت سے تنگ آ کر انگلستان میں مقیم مسلمانوں نے انٹرنیشنل تبلیغی اسلامی مشن قائم کیا ہے۔ ایک برطانوی نژاد مسلمان کرنل کا وہاں کے اخباروں میں بیان چھپا تھا کہ قادیانی مشن کی دعوت اسلام دوغلہ ہے اور یہ دوغلہ اسلام ہمیں اس لئے منظور نہیں کہ برٹش میوزیم سے جو سیاسی ریکارڈ ہم نے دیکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں برطانوی حکمرانوں نے مسئلہ جہاد کی تنسیخ اور مسلمانوں کی وحدت میں تفریق کے لئے مرزا غلام احمد اور اس کی سیاسی امت کو پیدا کیا تھا۔ ہم انگلستان کے باشندے اپنے ہی خود ساختہ سیاسی نبی پر کیونکر ایمان لا سکتے ہیں۔ جب کہ پاکستان اور ہندوستان سے ہماری حکومت کا دور لد چکا ہے۔ اس کے بعد تو اس نبی کو بھی لد جانا چاہئے تھا۔

۴...... مرزائیوں کے اس مشن نے مسلمانوں کے درمیان فتنے کی شکل اختیار کر لی ہے۔جس کا نتیجہ یہ ہے کہ برطانیہ میں مقیم مسلمانوں کو ارتداد کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ایک مشن پاکستان کے زرمبادلہ سے انگلستان میں تبلیغ اسلام کا مدعی ہو اور وہاں مسلمانوں کو مرزائی بنانے میں مشغول ہو۔ایک ایسا شرمناک بلکہ ہولناک فعل ہے کہ اس کا تدارک نہ کرنا بھی خسران عظیم کا باعث ہے۔ (ہفت روزہ چٹان لاہورج ۲۰،ش ۲۷،مورخہ ۳ رجولائی ۱۹۶۷ء)

۱۶......خلیفہ ثالث کا عزم یورپ

مرزائی امت کے تیسرے خلیفہ مرزا ناصر احمد ۶ رجولائی ۱۹۶۷ء کو اپنے راج بھون سے یورپ کے لئے روانہ ہو گئے۔حسن ظن بڑی اچھی چیز ہے۔لیکن سوال یہ ہے کہ انہیں اور ان کے ساتھ افراد کی ایک جماعت کو اس نازک مرحلہ میں سفر یورپ کی اجازت دی گئی ہے تو اس کے ساتھ یہ بھی غور کیا گیا ہے کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان بھی لندن میں ہیں۔ادھر پلاننگ کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین مسٹر ایم ایم احمد بھی چار ہفتے کے لئے سرکاری دورے پر چلے گئے ہیں۔مسٹر ایم ایم احمد بھی اس نبوت ہی کے فرزند ہیں۔ہماری گذارش اتنی ہے کہ اس امر کا ضرور خیال رکھا جائے کہ خلیفہ ثالث کی ملاقاتیں کس رخ پر چلتی ہیں۔وہ کن کن لوگوں سے ملتے،ان کے لئے کیا انتظام کئے جاتے اور ان کے سفر کی غایت کیا ہے۔آواز حقیر سہی،لیکن دردمندانہ ہے اور ملک وقوم کے مفاد کو ملحوظ رکھ کر عرض کیا گیا ہے۔ (ہفت روزہ چٹان لاہورج ۲۰،ش ۲۸،مورخہ ۱۰ رجولائی ۱۹۶۷ء)

۱۷......یہ راگنی بند کرو

ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن میں مرزائیل (اسرائیل کے شرعی وسیاسی ہم زلف) نے چھٹی مسجد ضرار تعمیر کی ہے۔اس سے پہلے پانچ مسجدیں ایک لندن میں ایک ہالینڈ میں، دو مغربی جرمنی میں اور ایک سوئٹزرلینڈ میں چل رہی ہیں۔ان کے نام خانوادۂ مرزائیل سے باہر کسی اور کے نام پر نہیں۔صرف انہی کے نام پر ہیں۔ڈنمارک کی مسجد کا نام مرزا غلام احمد کی بیوی نصرت جہاں کے نام پر رکھا گیا ہے۔مرزا ناصر احمد نے آج کل سیاسی مشن پر یورپ کا دورہ کر رہے ہیں۔اس کا افتتاح فرمایا ہے۔(الفضل ۲ رجولائی ج ۲۱ ص ۵۶ نمبر ۱۶۳) میں اس کی روداد شائع ہوئی ہے۔ہمیں اس روداد سے کوئی دلچسپی نہیں اور نہ کوئی اعتراض ہے۔البتہ ان الفاظ سے ہمارے دل ودماغ کوفت محسوس کرتے ہیں کہ:’’اس مسجد کا نام حضرت ام المؤمنین کے نام نامی پر مسجد نصرت جہاں رکھا گیا ہے۔‘‘ نصرت جہاں ام المؤمنین کیونکر ہو گئیں؟ پاکستان کے نو کروڑ

مسلمان بلکہ تمام دنیا کے مسلمان اس سے آگاہ نہیں بلکہ اس عورت کا نام بھی نہیں جانتے۔ امہات المؤمنین تو صرف رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں۔ نصرت جہاں کو تو امہات المؤمنین کی لونڈیوں کے غلاموں کی غلام زادیوں سے بھی دور کی نسبت نہیں ہے۔ جب ہم مانتے ہی نہیں تو الفضل خواہ مخواہ نصرت جہاں کو ہماری ماں کیوں بنا رہا ہے؟ خدا کے لئے اس گستاخی کو بند کیجئے اور خدا کے غضب سے ڈریئے۔ افسوس! روکنا اور ٹوکنا بھی خطا ہو گیا ہے۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج ۲۰، ش ۳۱، مورخہ ۳۱ر جولائی ۱۹۶۷ء)

۱۸...... مرزائی اور چٹان

مرزائیوں کی عادت مستمرہ ہے کہ مسلمانوں کے تعاقب سے بھاگتے وقت حکومت کی آڑ میں چلے جاتے اور ترپ کے پتوں کو لگا کر خود بی جمالو کی حیثیت سے تماشائی بن جاتے ہیں۔

آج کل ہمارے معاملے میں ان کا یہی شعار نمایاں ہو رہا ہے۔ ان کے تمام سرکاری ملازمین اپنی اپنی جگہ شست باندھ رہے ہیں۔ ہم ان سے غافل، حکومت کو یہ تأثر دیا جارہا ہے کہ ہم نے گویا فرقہ واریت کے ساز سے کوئی نغمہ اٹھایا ہے۔ اپنی جماعت سے یہ کہا جارہا ہے کہ چٹان ہی واحد آوازہ رہ گئی ہے۔ جس سے ہمیں گزند پہنچ سکتا ہے۔ لہٰذا جس طرح بھی ممکن ہو اس کو ختم کرانے کے لئے اعضائے حکومت کو آمادہ کیا جائے۔ چنانچہ ان کے مختلف چہرے مختلف دروازوں پر دستک دے رہے ہیں۔ ہماری معلومات کے مطابق چٹان کی شہ رگ پر چھری رکھوانے کے لئے الفضل نے اپنے اژدہوں کو متحرک کر دیا ہے۔

فرض کیجئے مرزائیت کی خوشنودی کے لئے چٹان کسی احتساب کا شکار ہو جاتا ہے اور الفضل کو بگٹٹ چھوڑ دیا جاتا ہے تو کیا یہ ملک وقوم کی خدمت ہوگی؟ قلم نہ رہا زبان سہی۔ مرزائیت نے یہ کیوں کر باور کر لیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے دینی احتساب سے محفوظ رہ سکتی ہے اور اس طرح اس کے سیاسی عزائم کو آب ودانہ مل سکتا ہے۔ ناممکن!

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج ۲۰، ش ۲۸، مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۹۶۷ء)

۱۹...... قادیانی ڈھولک اور......؟

قادیانی پریس، بالخصوص اس کا لاہوری لے پالک جس ننگے لہجہ میں ایڈیٹر چٹان کو گالیاں دے رہا ہے۔ ہمیں اس پر حیرت نہیں یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی خلقی سنت ہے۔ گذارش یہ ہے کہ مغربی پاکستان کی پریس برانچ ضرور پڑھا کرے۔

ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ جس وزیر کے پاس یہ محکمہ ہے وہ ہمارے بارے میں خوش رائے نہیں اور ہمیں بھی اس کے بارے میں حسن ظن نہیں۔ لیکن ہم اس محکمہ کے دوسرے تمام افسروں سے حسن ظن رکھتے ہوئے یہ عرض کرنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ لب ولہجہ کو نوٹ کرتے جائیں اور مذاق سلیم سے فیصلہ کریں کہ اس نبوت کی تحریر میں متانت ہے یا ہم ایسے حلقہ بگوشیاں ختم المرسلین کا لب ولہجہ شریفانہ ہے۔

ہم نے ہمیشہ محسوس کیا کہ جب ہمارا قلم ترکی بہ ترکی چلا ہے تو پھر خفتگان بیدار نے کروٹ لی ہے۔ یہ اصول غلط ہے کہ ہم مرزائیت کا علمی اور دینی محاسبہ کریں اور یہ لوگ ننگی گالیاں دیں اور جب ہم انہیں گالی ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں تو حکومت میں مرزائی اثرات ہمارے خلاف استعمال ہوں۔

مرزائیوں سے ہمارا کوئی شخصی یا جماعتی تنازعہ نہیں۔ ہماری گذارش یہ ہے کہ:

۱..... مرزائی اپنی مصنوعی نبوت کے کاروبار کو بند کریں۔ ورنہ مسلمانوں سے الگ ہو جائیں۔

۲..... مرزائی اسلام کی مقدس اصطلاحات کو استعمال نہ کریں۔ مثلاً اپنی عورتوں کو امہات المؤمنین یا سیدۃ النساء نہ لکھیں۔ اس سے ہمارا خون کھولتا ہے۔

۳..... مرزا غلام احمد کی دشنام آلود کتابیں ضبط کی جائیں۔

۴..... مرزائیوں کو تبلیغ اسلام کے نام پر کوئی زرمبادلہ نہ دیا جائے۔

۵..... ۲۵؍جون الفضل کے شمارے میں کسی قاضی محمد عبداللہ کے بیمار پڑنے کی خبر چھپی ہے۔ کہا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۳۱۳ صحابہ میں سے تھے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون! کیا یہ اسلام کی مقدس روایتوں اور اصطلاحوں پر ڈاکہ نہیں۔

۶..... ہمارا دعویٰ ہے کہ قادیانی امت ایک سیاسی جماعت ہے جو مقتدر اعلیٰ کی رائے کو سواد اعظم کے خلاف زہر آلود کرنا اپنا دھرم سمجھتی ہے۔

ہم ہر جگہ ثبوت دینے کو تیار ہیں۔ لیکن ہمیں طرح طرح کی گالیاں دی جارہی ہیں اور انہیں کوئی ٹوکتا نہیں۔ ہمیں قادیانی حکام کی لیپاپوتی معلوم ہے۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے چٹان مٹ جائے، شورش کاشمیری فنا ہو جائے۔ اس کی اولاد کو ختم کر دیا جائے۔ لیکن ہم رسول، اہل بیت اور صحابہ کے بارے میں ان کی بھونڈی نقلیں ایک لحظہ کے لئے بھی سہ نہیں سکتے۔ نزع تک یہی ہوگا۔ مرزائیوں کے تعاقب میں ظفر علی خانؒ، علامہ اقبالؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی روحیں زندہ جاوید ہیں۔ (ہفت روزہ چٹان لاہور ج ۲۰ ش ۲۷، مورخہ ۳؍جولائی ۱۹۶۷ء)

۲۰......اقبال کے بگلا بھگت

علامہ اقبالؒ نے عمر بھر شاہینوں کی آرزو کی اور نوجوانوں کو مرد کامل کے اوصاف پیدا کرنے کی دعوت دیتے رہے۔ انہیں عقاب اس لئے عزیز رہا کہ آزاد فضا میں اڑتا بلند پرواز ہوتا، مردہ شکار نہیں کھاتا، آشیاں نہیں بناتا اور پرندوں میں سب سے زیادہ غیرت مند ہے۔ لیکن اقبال کے نام پر جن لوگوں نے اکیڈمیاں بنالی ہیں ان میں بگلا بھگت زیادہ ہیں۔ بلکہ یوں کہئے کہ اقبال ان بگلا بھگتوں کے ہاتھ میں آ گیا ہے۔ ہمارے سامنے کراچی کی مجلس اقبال کا وہ مطبوعہ کتابچہ ہے جس میں تین چوتھائی اشتہارات باقی رطب ویابس ہے، یا پھر خاص دوستوں کا چرچا کرنے کے لئے اقبال کے ملفوظات دو تین پرانے خطوط اور ایک کتاب سے اقتباس اس میں ہے کیا؟ علامہ اقبال کھاتے کیا تھے؟ پہنتے کیا تھے؟ انہوں نے ساری زندگی میں تین دفعہ کوٹ پہنا۔ علی بخش ان کے لئے موٹا جھوٹا خرید لاتا تھا وغیرہ۔ علامہ اقبالؒ کے حقیقی دوستوں کا بیان ہے کہ اس کا نوے فیصد حصہ غلط ہے اور جن صاحب نے علامہ اقبالؒ کے کوٹ کی روایت بیان کی ہے وہ علامہ اقبالؒ کے ہاں جا ہی نہیں سکتے تھے۔ کبھی ایک آدھ پھیرا ڈالا ہو تو الگ بات ہے اور اگر یہ درست بھی ہو تو رطب ویابس پر روپیہ ضائع کرنے سے فائدہ۔ آرٹ پیپر کا بے ڈھنگا مصرف ہے۔ صحیح مصرف تو اقبال کے افکار کی ترویج واشاعت ہے۔ جس سے بگلا بھگت بھاگتے ہیں۔ کیا ان لوگوں کو علم ہے کہ مرزائی امت کی دونوں شاخیں علامہ اقبالؒ کے خلاف، یاوہ گوئی میں منہمک ہیں اور بگلا بھگت اپنے گریز وفرار سے ان کی تقویت کا باعث ہو رہے ہیں۔

لاہوری پارٹی کے ایک ماہنامہ ’’روح اسلام‘‘ نے مئی کے شمارے میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دفاع میں علامہ اقبال کے زمانہ طالب علمی کی ایک نظم شائع کی ہے۔ یہ نظم خود ساختہ ہی نہیں بلکہ پھسپھسی ہونے کے علاوہ لغو بھی ہے۔ اس قسم کے شوشے چھوڑنا مرزائیوں نے اپنا وظیفہ حیات بنالیا ہے۔ لیکن بگلا بھگت کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ کوئی صاحب دل اس پر روشنی ڈالیں گے کہ گریز وفرار اور اغراض اجتناب کی وجہ کیا ہے؟

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج۲۰، ش۲۲، مورخہ ۲۹ر مئی ۱۹۶۷ء)

۲۱......نقل کفر، کفر نباشد

احتساب محو خواب ہے۔ لہٰذا مرزائیل بگٹٹ ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے ترجمان ماہ نامہ خالد ربوہ کے شمارہ جولائی ۱۹۶۶ء میں مرزا غلام احمد کے ’’چشم وچراغ‘‘ اور خدام الاحمدیہ کے

صدر مرزا رفیع احمد کی ایک تقریر شائع ہوئی ہے۔ خبر یہ ہے۔ خالد ربوہ ۱۳؍ جولائی ۱۹۶۶ء

''ہمارا مقصد یہ ہے کہ بہت سے چھوٹے چھوٹے محمد پیدا کریں

دنیا کی نجات محمدیت میں ہی ہے۔

قائدین اضلاع سے محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کا خطاب''

نعوذ باللہ! اس گستاخی کے بعد کوئی حد گستاخی کی رہ جاتی ہے؟ صرف امتناع نظیر کی بحث پر آج تک علمائے بریلی نے حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی پر اپنی نیام خطابت سے تکفیر کی تلوار کھینچ رکھی ہے۔ حالانکہ واقعہ صرف اتنا تھا۔

مولانا قاسم نانوتوی سے دریافت کیا گیا کہ: ''اللہ تعالیٰ کو ہر باب میں قدرت کاملہ حاصل ہے۔'' فرمایا: ''بے شک۔'' پوچھا گیا: ''تو کیا اللہ تعالیٰ دوسرا محمدؐ پیدا کر سکتے ہیں؟''

جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ دوسرا محمدؐ پیدا کر سکتے ہیں۔ انہیں قدرت کاملہ حاصل ہے۔ لیکن اب وہ دوسرا محمدؐ پیدا نہیں کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر نبوت ختم کر دی اور ان کی ذات سلسلۂ انبیاء کی آخری حجت ہے۔''

بس، اس جواب پر آج تک، دیوبند کے اس عظیم وجود کو بریلی کے مکتب فکر نے قہر وغضب کا نشانہ بنا رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ محمد کی نظیر ہی پیدا نہیں کر سکتے۔ مولانا قاسم نانوتویؒ نے یہ کہا کیوں؟

چونکہ دیوبند اور اس کے بانی یہاں اجنبی ہیں۔ انہیں کوئی طاقت حاصل نہیں۔ اس لئے ان کے خلاف سیاسی قہر پیدا کیا گیا۔ مرزائیل طاقتور رہے۔ لہٰذا اس کے ترجمان ہر دینی قدغن سے آزاد ہیں۔ حوصلہ ملاحظہ ہو کر مرزائیل نے چھوٹے چھوٹے محمد پیدا کرنا اپنا مقصد قرار دیا ہے۔ اس خوفناک جسارت کا جواز اور اس خطرناک گستاخی کی حد؟ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون!

کیا مسئولین کو معلوم نہیں بقول اقبال ۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

مرزا رفیع احمد نے اس تقریر میں اپنے دادا ابا مرزا غلام احمد کے متعلق کہا ہے۔ آپ کو وہ مقام عطاء ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب انبیاء میں آپ کا بلند تر مقام ٹھہرا۔ دیکھا آپ نے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ محمد کے بعد اب دوسرا محمد نہیں ہو سکتا۔ لیکن قادیانی جماعت چھوٹے چھوٹے محمد پیدا کرے گی۔

تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو...... اور مرزا غلام احمد قادیانی سب انبیاء میں بلند تر؟ انا

للہ وانا الیہ راجعون !باغیوں سے رواداری کا سبق دینے والے اپنے گریبانوں میں جھانکیں۔وہ کس منہ سے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش ہوں گے؟

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج ۲۰ ش ۳۱، مورخہ ۳۱ر جولائی ۱۹۶۷ء)

۲۲......چکنی داڑھی منفی چہرے

الفضل کا لاہوری فرزند بے قابو ہوگیا ہے۔ ہر ہفتہ درثمین کے انداز میں گالیاں بکے جارہا ہے۔کوشش اس کی یہ ہے کہ ہم اسے منہ لگائیں اور وہ اپنی قیمت بڑھائے۔ قیمت لگ چکی ہے۔سرکاری اشتہار، مرزائی اداروں کی سرپرستی، پھر جہاں تہاں قادیانی بیٹھے ہیں اپنا صدقہ اور زکوٰۃ اس کو دے رہے ہیں۔ پرچہ مفت تقسیم ہورہا ہے۔افسروں، ججوں اور دوستوں کے ہاں حقے کی نے بنا ہوا ہے۔

غرض بوبک حجام کو جو چاہیے تھا مل گیا۔سکت کہاں؟ کہ بتاشوں کی طرح بٹتا رہے۔ خواہش یہ ہوگی کہ روٹیاں توڑتا رہے۔سو قسمت جاگ اٹھی ہے۔ہم اس کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اسے کچھ نہیں کہیں گے۔آموختہ دہراتا رہے۔جواب اس کو دیا جاتا ہے۔جس کی عزت یا حیثیت ہو۔ برأت پر سہرا پڑھنے سے کوئی شخص معزز نہیں ہوجاتا۔ ہماری طرف سے کھلی اجازت ہے۔ شوق سے بکتے رہیے۔ بلکہ ہنہنائیے۔ذرا زور سے ہنہنائیے۔آپ کے متنبی کی سنت ہے۔

جس شخص کی آنکھ کا پانی مرچکا ہو اس سے مختلف زبان کی توقع ہی عبث ہے۔اس طائفہ کا انحصار ہی دشنام ہے۔جس کی دم اٹھائی مادہ، جسے پایا ٹھگ، کھال اوڑی بال روکھے، کہے کون؟ کہ آج کے تھپے آج ہی نہیں جلا کرتے۔پیچوان کا دھواں ہے اڑنے دو۔اختر بختر کھول رکھا ہے۔ ہچکا عبدالسلام خورشید کے ہاتھ میں ہے۔ڈور کی چرخی مرزا بنو کے ہاتھ میں۔مرزا کدال پشت پر ہیں۔مرزا چڑیا کھونٹیوں میں پانی اتار رہے ہیں۔مرزا جھرجھری کی شہ پر وتادی اور سہ تادی تکلیں بڑھا رکھی ہیں۔غرض ہر چکی داڑھی ان کے ساتھ ہے۔

جی ہاں گڈی اڑانا مشکل نہیں۔مرزائی الفن ہمیشہ ہی کٹتی ہے۔ہم نے پیچ لڑایا تو اس کنکوے سے نہیں۔ مرزا رنگیلے اور مرزا رسیلے سے دو دو ہاتھ ہوں گے۔ یہ بیچارہ تو لنڈوری بن پنچھلا ہے۔زیادہ سے زیادہ اس کو ٹمپل روڈ کا ادھا کہہ لیجئے۔ادھر پیٹھا چھوڑا، ادھر ڈوریں زمین تک لٹک آئیں گی۔ بھلا کانے پتنگ میں بوتا کہاں کہ جھونک سنبھال سکے۔ہم طرح دے رہے ہیں۔لیکن یہ پرنالے کی طرح دھائیں دھائیں بہہ رہا ہے۔

ہذیان اس بری طرح اس کو چمٹا ہے کہ زبان لگا تار مغلظات اگلتی جارہی ہے۔ مثلاً ایک اس نے گالیوں کی بوچھاڑ لگادی ہے۔ یہاں تک کہ وہ تمام محاورے، اشارے، کنائے تحسین اور رمزیں اڑائی ہیں۔ جن کے بارے میں ایک ثقہ راوی کا خیال ہے کہ میر ناصر نواب دہلوی نے عقد کی شرینی میں ساتھ کردی تھیں۔ اس بازار کا خلجان عموماً اس بے سرے کو رہا ہے۔ حالانکہ جس ٹہنی کا یہ پتہ ہے اس کی جڑیں چاوڑی سے پھل پھول لائی تھیں۔ گالی دینا شیوہ شرفاء نہیں۔ نہ ہفوات بکنا ہی ادب وانشاء ہے۔ سوالات بنیادی تھے۔ جوابات استادی ہیں۔ چٹان نے آپ کی عزت وآبرو حملہ نہیں کیا۔ کوئی ایسی بات نہیں کہی جو محض گالی ہو۔ لیکن آپ کو دشنام کے سوا سوجھتا ہی نہیں۔ آپ نے لکھا ہے۔ ''کوئی چنڈی داس یا پربودھ آپ کو چار چھ ماہ کی خرچی دے کر ششکار دیتا تھا۔''

مسیح موعود کے اس انداز میں بھی جواب دیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ صحافت نہیں سخافت ہوگی۔ خرچی ہی کا شوق ہے تو ربوہ سے رجوع کیجئے اور مبشر اوّلاد سے پوچھ کر فرمائیے کہ مہدی موعود جب دوسری شادی کے لئے دہلی تشریف لے گئے تھے تو بحوالہ تاریخ احمدیت صفحہ ۵۶ سطر ۱۵ حافظ حامد علی اور لالہ ملاوامل کو ساتھ رکھا تھا۔ ان لالہ ملاوامل کا ایک نبی کی شادی سے کیا تعلق تھا؟ ملاوامل کے نام پر بھی غور کیجئے۔ معانی کی بہت سی گرہیں کھلتی جائیں گی۔ ہم سے نہ کہلوایئے ہم وہ زبان استعمال نہیں کرسکتے جو آپ کے سلطان القلم کی زبان ہے؟ البتہ یہ بات ضرور ذہن میں رکھئے کہ ۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

چنیوٹ میں ایڈیٹر چٹان کی تاریخی تقریر سے آپ کو قراقر اٹھا۔ آپ نے گالیاں دیں۔ ہم نے اغماض کیا۔ آپ نے ہمارے اغماض کو اپنے لئے حیا تین سمجھا اور غرّانے لگے۔ ہم نے پھر بھی منہ نہ لگایا۔ آپ نے ننگی گالیاں بکیں ہم نے معذور سمجھا کچھ نہ کہا۔

محسوس ہوتا ہے آپ شرفاء کی زبان ہی نہیں سمجھتے۔ اچھا صاحب! اور گالیاں دے لیجئے۔ جی بھر کر دیجئے۔ بہشتی مقبرے پر فاتحہ پڑھ کر آیئے۔ چشم ما روشن چشم ماشاد، لیکن ہم نے دہلی کے میر ٹوٹرو کا تانا بانا کھولا تو نہ صرف خرچی کا مفہوم آپ کے ذہن پر اچھی طرح نقش ہو جائے گا۔ بلکہ ربوہ کی اقلیدسی شکلیں بھی دانت نکوس دیں گی۔ خدا جانے آپ کس کھونٹے پر ناچ رہے ہیں؟ ضرور ناچئے اس کھونٹے پر! یہ کھونٹا آپ ہی کے لئے ہے۔ دہلی مرحوم کا محاورہ ہے۔

سیاں بھے کوتوال اب ڈر کاہے کا

لیکن جس نبوت یا خلافت کو آپ جیسے قلمکار (بروزن اداکار) مل جائیں اس کی ہڈیاں بھی چٹخنے لگتی ہیں۔ عزتیں برابر کی چیز ہیں۔ اپنی زبان، اپنے قلم، اپنے الفاظ، اپنی نگارش غرض ایک ایک چیز پر غور کر لیجئے۔ انسانوں کی طرح گفتگو کیجئے۔ ہم نے چھیڑا تو آقایان ولی نعمت سے شکایت نہ کیجئے گا۔ اس وقت تو آپ بے توا کا سونٹا بنے پھرتے ہیں۔ نہ بڑوں کا ادب نہ چھوٹوں کی لاج۔ ہم نے قلم اٹھایا تو پھر لیجئے اور ملائی کی طرح نرم زبان نہیں چلے گی۔ اصطبل میں بندھے رہئیے آپ کی کون سی چیز چھپی ہوئی ہے کہ آپ مور پنکھی ناچ پر اتر آئے ہیں۔

احرار کا نام وضو کر کے لیا کیجئے۔ آپ کو سالک صاحب کا درد بھی اٹھا ہے اور آپ نے ایک فرضی خط میں متلی فرمائی ہے۔ خورشید سلمہ کو بھی ہم مشورہ دے چکے ہیں۔ آپ سے بھی گذارش ہے کہ سالک صاحب کی نمائندگی نہ کیجئے۔ انہیں قبر میں آرام کرنے دیجئے۔ ہم نے سالک صاحب کا ذکر کیا تو اس لئے کہ شائد بیٹے کو غیرت ہو اور بات کے احترام میں ان کے دوستوں کا ذکر کرتے وقت ادب کو ملحوظ رکھے۔ بکنا ہے تو ہمارے خلاف بکئے۔ خوب بکئے، کھل کے بکئے۔ غصہ ایڈیٹر چٹان پر ہے گالیاں مولانا آزاد کو دے رہے ہو۔ مولانا حسین احمد پر زبان کھولنے سے توبہ کیجئے توبہ! ان مرحومین کا اس بحث سے کیا تعلق؟ مولانا آزاد وہی ہیں جن کے آستانہ پر آپ قادیان کے بہشتی مقبرے کی حفاظتی بھیک مانگنے دہلی گئے تھے۔ مولانا حسین احمد کی ہتک کر کے آپ کس کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ تحریک پاکستان کا ناجائز فائدہ نہ اٹھایئے۔ آپ کا اس سے کیا تعلق؟ کسی قادیانی کا نام لیجئے جو تحریک پاکستان میں شامل تھا۔ صف اوّل، صف ثانی یا صف ثالث کے لیڈروں میں تھا؟ زعیم تھا؟ کارکن تھا۔ لیگ کے ٹکٹ پر کسی اسمبلی کا ممبر منتخب ہوا؟ قادیانی لیگ کا نام لیں تو یوں محسوس ہوتا ہے ابولہب مسلمان ہو گیا ہے۔

الفضل کے لاہوری فرزند نے اپنے پر بودھ کا بھی ذکر کیا ہے۔ جناب والا منہ نہ کھلوائیے۔ بودھ گورداسپور کے حلقہ سے جس میں قادیان بھی ہے شروع سے صوبائی اسمبلی کے ممبر ہیں۔ آپ انہیں مسلسل ووٹ دیتے اور ان کی وزارتوں سے مستفید ہوتے رہے ہیں۔ آپ کا بہشتی مقبرہ ان کی طفیل بچا تھا۔ تفصیلات درکار ہیں؟

آپ کا یہی لہجہ رہا تو سب کچھ حاضر کر دیا جائے گا۔ اصل مطالبہ ہمارا آپ سے یہ ہے کہ ہمارے بزرگوں کے نام ادب سے لیجئے۔ ورنہ اس حقیقت سے آپ انکار نہیں کر سکتے کہ خود کاشتہ پودے کا ایک ایک فرد چھلنی ہے یا چھاج!

ربوہ والو! علامہ اقبالؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مولانا ظفر علی خانؒ کا نام ادب سے لو ادب سے! ورنہ بے پیندے کے بدھنو، تمہارے ٹھیکرے بھی ہو سکتے ہیں۔

حد ہے کہ جب کبھی ان سے سیدھا سادا سوال کیا جائے اس امت کا سارا کنبہ بدگوئی پر اتر آتا ہے؟ انہیں اپنی آبرو زیادہ عزیز ہے؟ اور کوئی شخص آبرو نہیں رکھتا؟ ہر ایک قلمکار کے خط وخال ہمیں معلوم ہیں۔ عبدالسلام خورشید آج اس تھیٹریکل کمپنی کا پلے بیک سنگر ہے۔ لحاظ اس وقت تک ہو سکتا ہے جب تک اس کلال کی زبان حدود میں ہو۔ اب اگر زبان بدرنگ ہو گئی ہے تو اس کی گراریاں درست کرنا ہمارا فرض ہے۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج ۲۰، ش ۲۹، مورخہ ۱۷ر جولائی ۱۹۶۷ء)

۲۳......سکاٹ لینڈ یارڈ کے گماشتے

کیا ہندوستان کی پاکستانی سرحد پر کسی مسلمان کو بھارتی شہری بن کر رہنے کی اجازت ہے؟ بالکل نہیں اور کبھی نہیں۔ سترہ روزہ جنگ میں بھارتی جارحیت کے جواب میں پاکستان کی فضائیہ نے جن ہوائی اڈوں کو نشانہ بنایا ان میں پٹھان کوٹ کا ہوائی اڈہ بھی تھا۔ جو قادیان سے ہم آغوش ہے۔ پھر وہاں قادیانی امت کے ۳۱۳ درویش کس طرح رہے؟ اور انہیں وہاں رہنے کی اجازت کیونکر ملی؟

آج تک ربوہ کی خلافت نے اس کی صراحت نہیں کی۔ اگر حکومت پاکستان کو مرزائی امت نے یہ تأثر دے رکھا ہے کہ ان کا وہاں رہنا پاکستان کے لئے مفید ہے تو معاف کیجئے ہندوستان کی حکومت اناڑی نہیں اور اگر ہندوستان کی حکومت انہیں اپنے لئے مفید سمجھتی ہے تو ربوہ کا دوغلہ نظام سیاسی نگرانی کا مستحق ہے۔

مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ لیکن قادیان میں ۳۱۳ مرزائیوں کا مستقل قیام اور ربوہ سے ان کا رابطہ جانبین میں سے کس کے لئے مفید ہے؟ اندریں حالات یہ بات اور بھی خطرناک ہو جاتی ہے کہ بھارت پاکستان کا دشمن نمبر ایک ہے۔ ایک دشمن ملک میں ایک سیاسی خلافت کے پیرووں کا قیام یا تو سیاسی کہہ مکرنی ہے یا پھر سیاسی معمہ جس کو اندریں حالات حل کرنا ازبس ضروری ہو گیا ہے۔

غور فرمایئے! بھارت ہماری کٹا چھنی اور شدید کٹا چھنی لیکن مرزائی مشن کو ہندوستان

میں قیام کی اجازت دولت مشترکہ کا فیضان ہے یا مرزا غلام احمد قادیانی کی خدمات کا صلہ اور چوہدری ظفراللہ خان کے رسوخ کا شعبدہ؟

عربوں کا اس وقت خونخوار دشمن کون سا ہے؟ اسرائیل۔ کسی اسلامی ملک نے دینی غیرت کے پیش نظر اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا اور نہ اسرائیل میں کوئی مسلمان رہ سکتا ہے۔ جن عربوں کی یہ سرزمین ہے۔ انہیں چن چن کر اس مقدس سرزمین سے نکالا جا رہا ہے۔ جرم ان کا یہ ہے کہ محمد عربی ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ لیکن قادیانی مشن ہے کہ اسرائیل میں قائم ہے کس غرض سے؟ جب پاکستان نے اسرائیل سے تعلق قائم نہیں کیے اس کا سفارتی مشن وہاں نہیں تو قادیانی مشن کس کی اجازت سے وہاں قائم ہے؟ اس کا مقصد کیا ہے؟ کن لوگوں میں تبلیغ کر رہا ہے؟ کیا ان یہودیوں کو دعوت دینے گیا ہے جو اپنی مملکت کو مستحکم کرنے کے لئے تمام عصبیتوں کے تحت وہاں اکھٹے ہیں۔

ایک دفعہ نہیں بار بار غور کیجئے قادیانی مشن کو ہندوستان میں کھلی چھٹی ہے۔ وہاں پاکستان کی شہ رگ پر بیٹھا ہے۔ ادھر اسرائیل میں ڈیرہ ڈالے ہوئے ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ پاکستان کے خلقی دشمن بھارت اور اسلام کے خلقی دشمن اسرائیل سے۔ قادیانی مشن کا عقد کس نے باندھا؟ ہماری معلومات کے مطابق اسرائیل میں قادیانی مشن صیہونیت کی دماغی تربیت حاصل کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ ورنہ اس کے علاوہ اور کون سی غایت ہوسکتی ہے۔ کیا یہودی مرزا غلام احمد کو نبی مان لیں گے۔ جنہوں نے مسیح علیہ السلام کو پھانسی پر کھنچوایا اور جس قوم کی فطرت میں اللہ کے حقیقی نبیوں کی نافرمانی لکھی گئی ہے۔ جس قوم کو نبیوں کا قاتل کہا گیا کیا وہ قوم مسیح کی برطانوی امت کے ایک ساختہ پرداختہ نبی کی پیرو ہوگی۔ ناممکن!

تو پھر ان عربوں کو مسلمان بنانے کے لئے یہ مشن قائم کیا گیا ہے جو محمد ﷺ کے حلقہ بگوش ہیں۔ عرب محمد ﷺ کو چھوڑ کر غلام احمد کے متبع بن جائیں گے۔ ناممکن!

ظاہر ہے کہ قادیانی امت اور اس کے مختلف مشن یا تو سکاٹ لینڈ یارڈ کے گماشتوں کی حیثیت سے مختلف ملکوں میں کام کر رہے ہیں یا پھر ''مصلح موعود'' کی تحریک پر ان کے دماغ میں اپنی ریاست قائم کرنے کا جو منصوبہ نامرادی کے مرحلے طے کر رہا ہے یہ مشن اس کے تحت اپنا راستہ ہموار کر رہے ہیں۔ حال ہی میں ایک قادیانی سول جج نے اپنے حلقہ احباب میں بیان کیا کہ نبوت کو طاقت بننے کے لئے مملکت کی ضرورت ہوتی ہے۔ فی الحال ہم یہ چاہتے ہیں کہ ویکن

کی طرح ربوہ قادیان کی خصوصیت قائم ہو جائے۔خلیفہ ثالث کی وہی حیثیت ہو جو ہز ہولی نس پوپ کی ہے۔ پوپ کے سفراء مختلف ملکوں میں ہیں۔ ہم اپنے مختلف الملکی مشزیوں کی یہی حیثیت چاہتے ہیں۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ افسوس ہے کہ حکومت ابھی تک اس جماعت کے سیاسی ارادوں کا جائزہ نہیں لے رہی۔ ہمیں اس کے وجوہ معلوم ہیں اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اس امت کے افراد، حکومت کو ان لوگوں سے کس طرح بدظن کرتے ہیں۔ جن کے ہاتھ ان کی شہ رگ پر ہیں اور جو اس سیاسی امت کے خدوخال کو اچھی طرح پہچانتے ہیں۔

ٹائن بی نے لکھا ہے کہ اسرائیلی اس وقت فتح کے نشہ میں ہیں۔ لیکن ان کا یہ نشہ جلد اتر جائے گا۔ پھر انہیں خمار ٹوٹتے ہی ابکائیاں آنی شروع ہو جائیں گی۔ تب وہ عربوں کے محاسبہ سے بچ نہیں سکتے ہیں۔

یہی حالت قادیانیوں کی ہے۔ بے شک انہیں اس وقت رسوخ حاصل ہے۔ انہوں نے ملک کی سیاسی فضاء سے فائدہ اٹھا کر اپنے بال و پر پھیلا رکھے اور شرلک ہومز کے جاسوسی کرداروں کی طرح کام کرتے ہیں۔ تاہم ان کا خمار دیرپا نہیں۔ پاکستان کو نہ ان کے متنبی کی ضرورت ہے نہ ان کی خلافت درکار ہے۔ نہ ان کے مصلح موعود کی مسخرگی پر ایمان لاسکتے ہیں اور نہ خلیفہ ناصر کی آڑانیں مطلوب ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ مرزائی اپنے خدا سے معافی مانگیں۔ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں جھک جائیں اور توبہ کریں کہ انہوں نے حضور سرور کائنات ﷺ کی ختم المرسلینی کے دامن پر مقراض رکھ کر خوفناک جسارت کی ہے۔ ورنہ یہ حقیقت نوٹ کرلیں کہ ان کی ریاست دوزخ کے سوا اور کہیں قائم نہیں ہوسکتی ہے۔

صدر مملکت نے عربوں کے لئے جو ریلیف فنڈ قائم کیا ہے۔ اس میں مرزائی امت نے بھی ۱۵ ہزار روپیہ بھیجا تھا۔ اس روپیہ کی رسید کے ساتھ صدر کی طرف سے ڈپٹی سیکرٹری مسٹر اے وحید نے جو خط لکھا ہے الفضل ۱۸ر جولائی ۱۹۶۷ء کے صفحہ اوّل پر شہ سرخی کے ساتھ چھپا ہے۔ اس خط کا اصل متن انگریزی میں ہے۔ اردو ترجمہ مرزائیوں نے کیا ہے۔ تیسرے پیرا کا ترجمہ ہے۔

ا...... صدر کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنی جماعت کے تمام اراکین کو تحریک فرمائی ہے کہ وہ اس فنڈ میں دل کھول کر حصہ لیں اور دعاؤں پر بھی زور دیں۔

ہمارا خیال ہے کہ یہ ترجمہ غلط ہے یا اس میں تحریف کی گئی ہے۔ صدر مملکت کبھی اس جماعت کے سرخیل کو حضرت امام لکھنا پسند نہیں کریں گے اور نہ انگریزی خطوط میں اس طرح حضرت لکھا جاتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ سٹینو سے غلطی ہوگئی ہو یا کسی قادیانی نے قلم سے فائدہ اٹھالیا ہو۔ (چٹان)

۲۴...... عجمی اسرائیل

کرہ ارضی کی ہر عنوان سے تذلیل ہے
قادیاں! مابین ہندوپاک اسرائیل ہے
میرا یہی لکھنا کہ ربوہ کی خلافت ہے فراڈ
خواجہ کونینؐ کے ارشاد کی تعمیل ہے
دم بریدہ ہفتگی، یک چشم گل اس کا مدیر
مصلح موعود کے الہام کی تکمیل ہے
اہلیہ مرزا غلام احمد کی ام المؤمنین
ہے کہاں قہر خدا؟ قہر خدا میں ڈھیل ہے
کیا تماشا پیمبر بن گیا عرضی نویس
گفتنی اجمال ہے نا گفتنی تفصیل ہے
کاسہ لیسی کا حصارہ، مخبری کا زہر ناب
ان سیاسی مغبچوں کے خون میں تحلیل ہے
قادیاں والو قیامت ہوں تمہارے واسطے
میرے رشحات قلم میں صور اسرافیل ہے
اپنی تحریر میں اسلام کے عنوان سے
شاعر مشرق نے جو لکھا ہے سنگ میل ہے
میں نے جو کچھ بھی لکھا ہے قادیان کے باب میں
پارۂ الہام ہے آوازۂ جبریل ہے

(شورش کاشمیری)

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج۲۰ ش۳۱، مورخہ ۳۱؍جولائی ۱۹۶۷ء)

(نوٹ) یہاں پر ''مرزائیل'' نامی کتاب ختم ہوگئی ہے۔ اس کے حوالہ جات کی تخریج کے لئے چٹان کی فائل ۱۹۶۷ء سے آغا شورش کاشمیریؒ کے جو رشحات قلم سے ملے وہ بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔ (مرتب)

۲۵...... ظفر علی خان اکادمی کا قیام

پاکستان میں اس امر کا نوٹس کبھی نہیں لیا گیا کہ ایوان حکومت سے امداد حاصل کرنے کے لئے یہاں معمولی افراد کو بھی، قومی ہیرو، ادبی راہنماء، علمی شہ دماغ اور فکری پیشوا بنایا جاتا ہے۔ لیکن جن لوگوں نے ملک وقوم کی واقعی خدمات سرانجام دی ہیں۔ جن سے دین وادب او[illegible] ونظر کو فائدہ پہنچا ہے وہ التزاماً ملک وقوم کے ذہن سے خارج کئے جارہے ہیں۔ ان کا تذکرہ[illegible]

ایسے لوگوں نے زبان وقلم کے نرغے میں لے لیا ہے۔ جن کا اپنا وجود مشتبہ ہے اور جو روایات وسیاسیات میں بلاخوف تردید، کرنل لارنس کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔

یہاں سب سے زیادہ مظلوم وہ شخصیتیں ہیں جن کی عمریں برطانوی سامراج کے خلاف جدوجہد میں گزریں۔ جن کے قلم سے حق کی اشاعت ہوئی۔ جن کا جہاد افراد وافکار باطلہ کے خلاف رہا۔ جنہوں نے دین حقہ کے چراغ روشن رکھے۔ ان کی جگہ کون لوگ آ گئے آتے؟ وہی لوگ جو اس جدوجہد کے زمانے میں پیدا ہی نہیں ہوتے تھے۔ جن کا قلم بازار میں فروخت ہوتا رہا۔ جن کی خدمات حکومت انگریزی کے حوالے تھیں۔ جنہوں نے تلبیس کے فرائض انجام دیئے جو کمیروں کی حیثیت سے سرکاری نگارخانوں میں کورنش بجالاتے رہے۔ یہ ایک قومی المیہ اور ملی سانحہ ہے یہ ایک ادبی حادثہ اور فکری استہزاء ہے۔

علامہ اقبالؒ کا تذکرہ کیا جارہا ہے تو ان کا معاملہ دوسرا ہے۔ انہیں تسلیم کئے بغیر ان کوتاہ کاروں کی ویرانی ختم ہی نہیں ہوتی۔ تاہم اقبال کو بھی نقب لگائی جارہی ہے۔ جو روپیہ سرکاری خزانے سے اقبال کے نام پر قائم شدہ اداروں کو ملتا ہے۔ اس کا مصرف صحیح نہیں ہورہا۔ کراچی کی مجلس اقبال میں ایک آدھ سے قطع نظر سرے سے کوئی عالم ہی نہیں۔ وہاں کسی شخص کی بصیرت پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔ لاہور کی بزم اقبال نے اقبال پر جو کچھ شائع کیا ہے وہ ننانوے فیصد ناقص ادھورا بدمزہ اور روح اقبال کے منافی ہے۔ مجلس اقبال کراچی، کے شائع کردہ لٹریچر کا بیشتر حصہ افسوسناک ہے۔ کسی مصنف مؤلف یا مرتب نے موضوع ومقصد کے علاوہ غور وفکر سے کام نہیں لیا۔ اقبال عمر بھر شاہینوں کو سبق دیتے رہے۔ لیکن ان کے افکار پر بگلا بھگت قابض ہو گئے ہیں۔ جو اقبال کے نام پر خود نمایاں ہونا چاہتے۔ یعنی اقبال کی آڑ میں اپنے آپ کو چمکانا چاہتے ہیں۔ ان کا محاسبہ کرنے والا کوئی نہیں۔ حکمران علمی محاسبہ کر نہیں سکتے۔ وہ ان کے کشکول میں روپیہ ڈال سکتے ہیں۔ محاسبہ صرف اہل علم کرسکتے ہیں اور وہ مدت سے علم کے اس مذبح میں خاموش ہیں۔

جو افسر بھی ریٹائرمنٹ کے قریب آتے اور اس کی توسیعی ملازمت کے دن پورے ہونے لگتے ہیں۔ وہ اس قسم کا کھڑاک رچا کر بزعم خویش دانشور مفکر بن بیٹھتا ہے۔ پھر انجمن ہائے ستائش باہمی کے ارکان اس کی شخصیت کو منفعتی تعریف وثناء کے سانچے میں ڈھالنے لگتے ہیں۔ علامہ اقبال کی اصل تعلیمات کے خلاف ایک زبردست تحریک باطنی طور پر شروع ہوچکی ہے۔ اس کا ایک مرکز تو کراچی کی مجلس اقبال ہے جس نے اقبال کے مصنوعی روح شناس پیدا کر کے بعض عجیب الخلقت لوگوں کے لئے رزق ومعیشت کا دروازہ کھول دیا ہے۔ افسوسناک پہلو یہ ہے کہ

مرزائیت اقبال کے دینی کارناموں کو پس پشت ڈلوا کر ان کے ذاتی پہلوؤں یا صرف شعری کارناموں کو باقی رکھنا چاہتی ہے اور وہ بھی بہ امر مجبوری۔ کیونکہ اس کے بغیر چارہ ہی نہیں۔ اقبال کے فکری آثار دین سے لگاؤ اور قادیانی عقائد کے تعاقب کو بالکل ہی سبوتاژ کیا جارہا ہے۔

اقبال، علی بخش نہیں کہ ہر سال اس کی نمائش کی جائے یا اقبال کے نام پر چند مسیلمہ جمع کر لئے جائیں اور کہا جائے کہ انہیں اقبال سے دوستانہ قرابت رہی ہے۔ اقبال کے نام پر سب سے بڑا حادثہ یہ ہے کہ ان کا بھتیجا اعجاز احمد مرزائی ہے۔ وہ اپنے چچا کا نہیں مرزا غلام احمد کا متبع ہے۔ ذرا اس سے گفتگو کر لیجئے۔ آپ محسوس کریں گے کہ وہ اقبال کے افکار کو کس حد تک تسلیم کرتا ہے۔ یہ گویا روح اقبال سے ایک زبردست انتقام لیا جارہا ہے۔

اقبال کے علاوہ اور کسی بھی ہم عصر فکری راہنما اور ادبی شخصیت کے افکار و نظریات اور اس کی خدمات یا کارناموں کا تذکرہ نہیں ہو رہا۔ بلکہ مرزائی اثر و رسوخ اس راستے میں سختی سے مزاحم ہے۔

ظفر علی خان اور زمیندار نے دین، ادب، صحافت، انشاء، سیاست اور قومی بیداری میں زبردست کام کیا ہے۔ اگر پنجاب مرحوم میں قدرت انہیں یہ فرض نہ سونپتی تو ممکن تھا کہ مغربی پاکستان کا بیشتر علاقہ سیاسی طور پر غیر متحرک رہتا اور قومی زبان سے وہ لگن پیدا نہ ہوتی جو آج اردو کو پنجاب میں حاصل ہے۔ لیکن مرزائی اثر و رسوخ نے پاکستان کی مختلف حکومتوں کو ادب و دین کی تاریخ سے ان کی ناواقفیت کے باعث ظفر علی خان کی طرف آنے ہی نہیں دیا اور نہ کوئی ادارہ یا مجلس قائم ہونے دی جو مولانا ظفر علی خان کے نام سے منسوب ہو۔ پچھلے دنوں مطالبہ کیا گیا کہ وزیر آباد میں جو کالج قائم ہو رہا ہے مولانا ظفر علی خان کے نام سے منسوب کیا جائے تو اس شہر کے ایک قادیانی نے ایک مؤقر روزنامہ میں اعتراض کیا کہ ان کی خدمات کیا ہیں؟ حالانکہ ان کی ان گنت خدمات کا یہ پہلو ہی عظیم ہے کہ وہ عمر بھر ایک خانہ ساز نبوت کا تعاقب کرتے رہے اور اس کی دینی مضرتوں کا سدباب کیا۔ مولانا اس پنجاب میں نہ ہوتے تو یہ ایک سیاسی ویرانہ، دینی مرگھٹ اور ادبی عزاخانہ ہوتا۔

ایک اور افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ مرزائیوں نے مولانا ظفر علی خان کی مہتمم بالشان خدمات کو سبوتاژ کرنے اور ان کی ذات میں مین میخ نکالنے کے لئے اپنے دو مہرے چھوڑ رکھے ہیں۔

٭ پاکستان بن جانے کے بعد قلم کے ان دو کمیروں نے مولانا ظفر علی خان کی سیرت کو

داغدار کرنے اور ان کی صورت کو برص آلود بنانے میں بڑی چابکدستی سے کام لیا ہے۔ اولاً عبدالسلام خورشید جو مرزائی امت کا گماشتہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کا یہ احساس ابھی تک اس کے ذہن سے نہیں نکلا کہ مولانا ظفر علی خان کی قادیان شکن تحریک ہی کا بالواسطہ اثر تھا کہ اس کے دادا کو مرزائی ہونے کے باعث مسلمانوں نے اپنے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیا تھا۔

خورشید ہر اس شخص کے خلاف جلی و خفی زہر چھوڑتا ہے جو مرزائی امت کا محاسب رہا ہے۔ ثانیاً، شیخ محمد اسماعیل پانی پتی جو مختلف دینی کتابوں کے تراجم مختلف ادبی کتابوں کی ترتیب اور مختلف مقالوں کی تسوید میں قادیانی عقرب کی حیثیت سے ڈنک مارجاتا ہے۔ مسلمان ناشروں کو اس کے عقربی اسلوب تحریر سے مطلع رہنا چاہئے۔ یہ ایک قلمی فتنہ ہے جو آئندہ مہلک ثابت ہوگا۔

چوہدری ظفر اللہ خان کا یہ سوال کہ ظفر علی خان کہاں ہے؟ یہ اجلاس اس کا جواب دینے کے لئے مدعو کیا گیا ہے۔ یہ تھے وہ خیالات جن کا اظہار ۲؍جون ۱۹۶۷ء کو مدیر چٹان نے شرکاء اجلاس سے کیا۔ انہوں نے مرزائیت کے جدید حوصلوں کا پس منظر بیان کرتے ہوئے چنیوٹ کی تقریر کے مختلف پہلو بہ صراحت بیان کئے اور مرزائیوں کے ان محاذوں کا ذکر کیا جو اس وقت وہ قائم کر چکے ہیں۔ چنانچہ تمام احباب، جوش و اعتقاد کے ساتھ اس امر پر متفق ہوگئے کہ مولانا کی خدمات جلیلہ کو نئی پود کے ذہن نشین کرانے اور ظفر اللہ خان کے سوال کا جواب دینے کے لئے ظفر علی خان اکادمی قائم کی جائے۔ جس کے مقاصد میں دو اہم پہلو یہ ہوں۔

اولاً، مولانا کے افکار و سوانح اور خدمات و مہمات کا تذکرہ و اشاعت، ثانیاً، مرزائیت کا شدید تعاقب، ظفر علی خان اکادمی اس سلسلہ میں لٹریچر شائع کرے گی۔ چنانچہ اس سال کے آخر تک چھ کتابیں شائع کرنے کا اہتمام ہو چکا ہے۔ سال رواں کے لئے مندرجہ ذیل عہدیداروں کا انتخاب کیا گیا۔

صدر...... ملک اسلم حیات ایڈووکیٹ

جنرل سیکرٹری...... آغا شورش کاشمیری

ارکان اکادمی

۱...... چوہدری عبدالحمید ایم، اے۔

۲...... ملک امجد حسین ایڈووکیٹ۔

۳...... سید انور حسین نفیس رقم۔

۴...... مولانا تاج محمود مدیر لولاک۔

۵...... خواجہ محمد صادق کاشمیری۔

۶...... مولانا منظور احمد مہتمم جامعہ عربیہ چنیوٹ۔

۷...... مولانا ضیاء قاسمی۔

۸...... مولانا عبدالرحمٰن جامعہ اشرفیہ لاہور۔

۹...... ماسٹر تاج الدین انصاری۔

۱۰...... خطیب اسلام مولانا مجاہد الحسینی۔

۱۱...... شیخ محمد بشیر لائل پور۔

۱۲...... مولانا حبیب اللہ مہتمم جامعہ رشیدیہ ساہیوال۔

۱۳...... مسٹر مختار احمد ایم اے۔

مزید ارکان کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔ اجلاس میں پچاس کے قریب ممتاز شخصیتیں شریک ہوئیں۔ جنہوں نے فتنہ مرزائیت کے مخفی ارادوں پر تشویش کا اظہار کیا۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج ۲۰ ش ۲۴، ۱۲ار جون ۱۹۶۷ء)

۲۶...... سات نکات

کبھی آپ نے اس پر غور کیا ہے کہ:

۱...... مرزائی کا چہرہ ختم نبوت سے بغاوت کے باعث منفی ہو جاتا اور اس کی رونق مر جاتی ہے۔

۲...... مرزائیوں میں کوئی شخص ایسا نہیں جس کے زہد و ورع کی شہرت ہو اور عامۃ الناس میں اس کی نیکی، دیانت، اخلاص، تقویٰ اور علم دین کے باعث رغبت اور کشش ہو۔

۳...... ان میں کوئی شخص محدث، مفسر، فقیہہ اور عالم نہیں اور نہ دین و ادب کی تاریخ میں ان کے فکر و نظر کا کوئی سرمایہ ہے۔

۴...... ان میں کوئی اچھا شاعر، کوئی اچھا ادیب کوئی اچھا مؤرخ اور کوئی اچھا صحافی آج تک پیدا ہی نہیں ہوا اور نہ آئندہ پیدا ہو سکتا ہے۔

۵...... مرزائی جس قومی مقدمہ میں وکیل ہو وہ ہمیشہ مر جاتا ہے۔ مثلاً چوہدری ظفر اللہ خان ہی کو لیجئے۔ باؤنڈری کمیشن کے سامنے رہ گیا۔ یو، این، او میں لمبی لمبی تقریریں کیں۔ نتیجہ ڈھاک کے تین پات، غرض قدرت نے اس سے استدلال کی تاثیر سلب کر رکھی ہے۔ ان کے جھرمٹ میں برکت ہی نہیں ہے۔

۶...... مرزائی سیاسی سازش ضرور کر سکتے ہیں۔ لیکن سیاسی علم سے خلقۃً محروم ہیں۔

۷...... کوئی مرزائی حافظ قرآن نہیں ہوسکتا۔ جس حافظ قرآن نے مرزائیت قبول کی اس کو نسیان ہوگیا۔ (ہفت روزہ چٹان لاہور ج۲۰،ش۳۰، مورخہ۲۴؍جولائی ۱۹۶۷ء)

۲۷...... ۳۱۳ قادیانی

مشرقی پنجاب میں کوئی شہر، کوئی قصبہ، کوئی علاقہ ایسا ہے؟ جہاں مسلمانوں کو ۳۱۳ کی تعداد میں رہنے کی اجازت ہو۔ کیا وجہ ہے کہ مرزائی امت کو قادیان میں ۳۱۳ کی تعداد میں اپنے اہل وعیال سمیت رہنے کی اجازت ہے؟

ایک طرف تو بھارتی سرکار کسی مسلمان کو پاکستان کی سرحد کے نزدیک رہنے کی اجازت نہیں دیتی۔ دوسری طرف مرزائی مسلمان کہلا کر مقبوضہ کشمیر اور بھارت کے ''دفاعی'' راستہ میں مقیم ہیں۔ یہ رعایت انہیں کس بنیاد پر حاصل ہوئی ہے۔؟ ظاہر ہے کہ بھارتی حکومت ہی انہیں یہ رعایت دے سکتی ہے۔ اس کی قیمت کیا ہے؟ معمولی سوال نہیں؟ کسی مرحلہ میں اہم دستاویز پاکستانی حکومت کے ہاتھ میں آئیں اور انشاء اللہ ضرور آئیں گی۔ تب یہ حقیقت منکشف ہوگی کہ اس مار آستین جماعت نے برطانوی آغوش میں پرورش پا کر ایک مہیب کردار ادا کیا ہے۔ الفضل کو شرم نہیں آتی کہ احرار کو نہرو کا ایجنٹ لکھتا ہے۔ لیکن اس کے نبی کی قبر صرف نہرو کی وجہ سے بچی رہی اور آج بھی نہرو کی بیٹی اس کی محافظ ہے۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج۲۰،ش۳۰، مورخہ۲۴؍جولائی ۱۹۶۷ء)

۲۸...... غلط آدمی کی یادگار کا خاتمہ

سنٹو کے توڑ دینے کی خبر استنبول کے جریدہ ''جمہوریت'' کے حوالے سے پاکستان کے اخباروں میں شائع ہوئی ہے۔ ہم اس خبر کا خوش دلی کے ساتھ خیر مقدم کرتے ہیں۔ اس تنظیم میں پاکستان کا شمول ہی غلط تھا۔ اس کی نقاب کشائی صدر مملکت نے بھی اپنی سوانح عمری میں کی ہے۔ پاکستان کو معلوم ہی نہیں تھا اور چوہدری ظفر اللہ خان دستخط کر آئے تھے۔ بہر حال اس کا خاتمہ ہوگیا۔ عملاً ہو چکا تھا، لفظاً ہو رہا ہے۔ الحمدللہ!

صحیح تاریخ ہمیشہ برسوں کی مسافت کے بعد لکھی جاتی ہے۔ وقت آئے گا جب مؤرخ لازماً اس کا فیصلہ کرے گا اور پاکستان کو احساس ہوگا کہ اس کی کارفرمائی کے نظام میں دو آدمیوں کا انتخاب اور شرکت غلط تھی۔ اوّلاً، چوہدری ظفر اللہ خان، ثانیاً، سکندر مرزا، چوہدری ظفر اللہ خان

عقیدۃ اور طبعتہً استعماری نظام کے مہرے رہے ہیں۔ وہ سامراج کو نفی کر کے سوچ ہی نہیں سکتے۔ وہ انگریزوں کے صحابی اور امریکنوں کے تابعی ہیں۔ جب تک ظفر اللہ خان وزیر خارجہ رہے۔ انہوں نے روس وچین سے دور رکھا۔ کچھ اور ملکوں کے معاملہ میں بھی ان کی خصوصیت آشکار ہو چکی ہے۔ پاکستان کا جمہوری نظام ان کی بدولت کچلا گیا۔ لوگوں کو مارشل لاء تک پہنچنا پڑا۔ ملک غلام محمد کا راستہ کھلا، پھر یہ دروازہ بند نہ ہوا۔ دوسرا شخص سکندر مرزا ہے جس نے پاکستان کی روح آزادی کو کچلا اور اس بری طرح کچلا کہ تمام ملک گویا ایک قبائلی علاقہ تھا اور وہ اس کا پولیٹیکل ایجنٹ۔

چوہدری ظفر اللہ ایسے کسی کارنامہ کو پیش نہیں کر سکتے جس پر پاکستان فخر کر سکتا ہو۔ خدا نے ان کے کام و وجود میں برکت ہی نہیں رکھی۔ جس مقدمہ میں پیش ہوئے ہار گئے۔ جس بحث کو لے کر اٹھے بے ثمر ثابت ہوئی۔ بحمد اللہ کہ ان کے عہد کا ایک ''شہ پارہ'' یعنی سٹو عنقریب داعی اجل کو لبیک کہہ رہا ہے۔ (ہفت روزہ چٹان لاہور ج ۲۰، ش ۴۰، مورخہ ۲ را کتوبر ۱۹۶۷ء)

۲۹......وحی کا نزول

حکومت نے منع کر رکھا ہے۔ ممانعت سر آنکھوں پر۔ مسئلہ دین کا ہے۔ لہٰذا حکومت کو توجہ دلانا ضروری ہو گیا ہے۔ اغماض اس لئے نہیں کیا جاسکتا کہ رسول اللہ ﷺ کی آبرو دامن گیر ہوتی ہے۔ مرزا ناصر احمد نے یورپ سے مراجعت کے بعد کہا ہے کہ: ''مجھے اس دورہ کے لئے خدا کی طرف سے وحی ہوئی تھی۔''

ہم کسی بحث میں پڑنا نہیں چاہتے۔ وحی کا مرجع نبی ہوتے ہیں اور اگر اس وحی سے کچھ اور مراد ہے۔ جیسا کہ ان کے ہاں تعبیرات کا طلسم خانہ ہے تو اس مختلف مفہوم سے ہم آگاہ نہیں۔ ہمارا روئے سخن اس خاص اصطلاح سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کے لئے مخصوص کی اور جس کا سلسلہ حضور ﷺ کی ختم المرسلینی کے بعد منقطع ہو چکا ہے۔ ان لوگوں کا شیوہ ہو چکا ہے۔ اصطلاحیں وہی استعمال کرتے ہیں جو حضور ﷺ کے منصب نبوت کے متاع اقدس ہیں۔ لیکن ٹوکا جائے تو پھر تعبیرات کی عصا اٹھا کر پائے استدلال کو سہارا دیتے ہیں۔

اور اگر وحی نبوت کے علاوہ کسی اور شکل میں بھی عام آدمی پر نازل ہوتی ہے تو اس طرز کی ایک وحی راقم پر بھی نازل ہوئی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حکومت سے گذارش کی جائے کہ وہ ان تمام اصطلاحوں، القابوں، خطابوں اور وارداتوں کے تقدس کی محافظت کے لئے ایک قانون

نافذ کرے۔ جن کی آبرو حضور سرور کائنات ﷺ کے ننگ وناموس کی میراث عظیم ہے۔ وما علینا الاالبلاغ! (ہفت روزہ چٹان لاہور ج ۲۰، ش ۴۰، مورخہ ۲؍اکتوبر ۱۹۶۷ء)

۳۰...... ربوہ والوں کا خفیہ نظام

بلاخوف تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ:

۱...... ربوہ کی خلافت نے اپنی امت کو اس امر کی ہدایت کی ہے کہ کوئی مرزائی گریجوئیٹ مرد ہو یا خاتون۔ اس کی منشاء کے بغیر خود کسی سرکاری یا غیرسرکاری ادارے میں ملازمت کے لئے درخواست نہیں دے سکتا۔ پہلے خلافت کا مقررہ بورڈ نوجوان یا خاتون مذکور کے مزاج وطبیعت کا جائزہ لے گا۔ پھر اس کے لئے ملازمت خود تجویز کرے گا۔

۲...... قادیانی خلافت کے خفیہ نظام نے اہل قلم کو اپنا رنگ دینے کے لئے بروایت کئی لاکھ کا بجٹ منظور کیا ہے۔ چنانچہ اس محاذ پر ان کی سرگرمیاں شروع ہوچکی ہیں۔ مثلاً:

الف...... ایک ایک قادیانی روزانہ اخباروں کے ادارۂ تحریر میں شامل کیا جارہا ہے۔ جن کا یہ کام ہوگا کہ:

☆...... اس اخبار کے جملہ امور بالخصوص مالیات پر نگاہ رکھے اور ربوہ کو مخبری کرے۔

☆...... قادیانی امت کے مخالفوں کی خبروں کو حتی الامکان سبوتاژ کرتا رہے۔

☆...... جن لوگوں کا ان سے اختلاف ہے یا ان کے محاسب ہیں۔ ان کے خلاف غیرقادیانی قلمکاروں سے مضمون لکھوائے اور ان مضامین کو نمایاں کرے۔

☆...... قادیانی جماعت بالخصوص خلیفہ ثالث کا پراپیگنڈا ہوتا رہے۔

ہماری مصدقہ اطلاع کے مطابق تقریباً سبھی روزناموں میں قادیانی داخل ہوگئے ہیں۔ اسی طرح اخباروں کے شعبہ نسواں میں بھی ان کی امت نے شمولیت اختیار کی ہے اور اخباری ملازمت کے بوتے پر تبلیغ کی جارہی ہے۔

ب...... لاہور میں شیخ محمد اسماعیل پانی پتی، جناب ثاقب زیروی، محترمہ وحیدہ نسیم اور مسٹر عبدالسلام خورشید اخباروں، رسالوں، کتابوں اور مشاعروں میں حسب ہدایت کام کر رہے ہیں۔

ایک روایت کے مطابق لاہور کا ادبی اور کتابی محاذ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی کے سپرد ہے۔ صحافتی محاذ عبدالسلام خورشید اور ثاقب زیروی کے، مشاعروں میں محترمہ وحیدہ نسیم شرکت فرماتی ہیں۔

۳...... ہمارے مشاہدے میں بھی یہ بات آچکی ہے کہ قادیانی عموماً شیزان کا مشروب پیتے ہیں۔ ہمارے ایک سرکاری دوست نے پچھلے دنوں اس کا تجزیہ بھی کیا ہے۔ان کے ایک قادیانی دوست ان سے ملنے آئے تو انہوں نے ملازم سے کہا، بینز لاؤ۔ قادیانی دوست نے روک دیا میں بینز نہیں پیوں گا۔اس میں جراثیم ہوتے ہیں۔ پلانا ہے تو شیزان منگوالیجئے۔ ہمارے دوست کا بیان ہے کہ تقریباً ہر قادیانی شیزان کے مشروب پر اصرار کرتا اور اپنے ملاقاتیوں کو پلاتا ہے۔ذرا اسی سے اندازہ کر لیجئے کہ ان کا معاشرتی ذہن کیا ہے۔

۴...... جہاں تہاں قادیانی افسر مامور ہوتا ہے تمام عملہ کو قادیانی اہل کاروں سے بھر دیتا ہے۔مثلاً ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ لاہور کے پلک آفس میں چوہدری بشیر احمد نے دو کام کئے۔عملہ میں قادیانی بھر دیئے یا پھر قادیانی اداروں کو بے شمار قرض دیئے۔ان دونوں باتوں کا احساس پلک کے بانی جنرل منیجر کو جو ایک ڈچ تھا۔آخر وقت تک رہا۔تحقیق فرمالیجئے غلط ہو تو ہم سزاوار، مقصود یہ ہے۔اس خفیہ نظام سے تمام مسلمان اور ہماری حکومت بے خبر نہ رہے۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج۲۰،ش۲۹،مورخہ ۱۷؍جولائی ۱۹۶۷ء)

۳۱......قادیانی امت اور فاطمہ جناح

روزنامہ الفضل ربوہ نے مادر ملت کی خبر رحلت آخری صفحہ پر دی ہے۔پہلے صفحہ پر خلیفہ ناصر کے فرنکفورٹ پہنچنے پر نمایاں کیا گیا۔حالانکہ یہ کوئی خاص خبر نہیں اور مادر ملت سے خلیفہ ناصر کو حقیر سی نسبت بھی نہیں ہے۔۱۲؍جولائی کے شمارے میں افتتاحیہ لکھا۔لیکن ان کے لئے دعائے مغفرت کی تحریک نہیں کی؟ اور نہ کسی قادیانی نے ان کا جنازہ پڑھا ہے۔سوال یہ ہے کہ مرزائی امت نے اپنی کسی مسجد یا مقام پر مادر ملت کے لئے اجتماع کیا؟ سب کا جواب نفی میں ہے؟ اس کے برعکس ٹکے ٹکے کے مرزائی کی موت پر الفضل مغفرت کی دعاؤں کا جھالا بنا ہوتا ہے۔افسوس!

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج۲۰،ش۲۹،مورخہ ۱۷؍جولائی ۱۹۶۷ء)

۳۲......عجمی اسرائیل اور پاکستان کی اقتصادیات

قادیانی امت نے بالکل اسرائیل کے سے انداز اختیار کر لئے ہیں۔خواندگان محترم کو معلوم ہے کہ:

۱...... امریکہ اور برطانیہ کی اقتصادیات و مالیات پر یہودیوں کا قبضہ ہے۔ان کے بعض بڑے جرائد بھی ان کے تصرف میں ہیں۔

۲...... جانسن نے اسرائیل کی مدد کی ہے تو اس کی وجہ امریکہ کا اسرائیلی سرمایہ اور اسی سرمائے کا امریکی عوام پر رسوخ ہے۔ ورنہ جانسن یا ولسن کو اپنے پیغمبر مسیح علیہ السلام کے قاتلوں سے کیا ہمدردی ہوسکتی ہے؟

۳...... جانسن نے جو کچھ کیا آئندہ صدارتی انتخاب میں اپنی کامیابی کے لئے امریکہ کی دولت مند صیہونیت کی خوشنودی کے لئے کیا ہے۔

پاکستان میں مرزائیت نے صیہونیت ہی کے راستہ پر چلنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان کے دل پر یہ بات نقش کالحجر ہو چکی ہے کہ مسلمان عوام ان کے مذہبی دھوکے میں نہیں پھنسیں گے۔ کیونکہ علامہ اقبالؒ، مولانا ظفر علی خانؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دوسرے اکابر نے ان کا یہ دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا ہے۔ امریکی اور برطانوی یہودیوں کی طرح اب ان کے سامنے ملک کی اقتصادی زندگی پر قبضہ کرنے کا خفیہ پلان ہے۔ صدر مملکت اور گورنر صوبہ تحقیق فرمائیں کہ:

۱...... ملک کے اقتصادی پلان میں کتنے پراجیکٹ (ملیں اور کارخانے) ان کے لئے منظور ہوئے ہیں۔

۲...... ہمارا دعویٰ ہے کہ جب تک چوہدری بشیر احمد پلک کے کرتا دھرتا رہے۔ انہوں نے دفتر میں تمام قادیانی بھرتی کئے اور ان کے عہد میں جتنے پراجیکٹ منظور ہوئے یا سفارش کئے گئے وہ تمام تر (شاید ہی کوئی دوسرا ہو) قادیانی امت کے فرزندوں کو ملے ہیں۔ یہ غلط ثابت ہو تو ہم گردن زدنی، ورنہ جائزہ لیا جائے کہ کروڑوں روپے کا سرمایہ اور کتنے پراجیکٹ ایک خاص امت کو کس طرح عطاء ہوئے ہیں۔ کیا پاکستان کی قومی دولت اس عجمی صیہونیت کی جاگیر ہے؟

۳...... اس امر کی بھی تحقیق کر لیجئے کہ قادیانی خلافت اپنا سرمایہ ان بنکوں میں جمع کراتی ہے جس کی انتظامیہ ان کے پیروؤں کی مقررہ تعداد کو ملازم رکھے۔ چنانچہ جن بنکوں نے ان سے سرمایہ محفوظ (Fixed Deposit) لے رکھا ہے۔ وہاں مقررہ تعداد کے مطابق قادیانی موجود ہیں۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج۲۰ش۲۹، مورخہ ۱۷ر جولائی ۱۹۶۷ء)

۳۴......قادیانیت

کیا ہندوستان کی پاکستانی سرحد پر کسی مسلمان کو بھارتی شہری بن کر رہنے کی اجازت ہے؟

بالکل نہیں اور کبھی نہیں۔ سترہ روزہ جنگ میں بھارتی جارحیت کے جواب میں پاکستان کی فضائیہ نے بھارت کے جن ہوائی اڈوں کونشانہ بنایاان میں پٹھان کوٹ کا ہوائی اڈہ بھی تھا۔ جو قادیان سے ہم آغوش ہے۔ پھر وہاں قادیانی امت کے ۳۱۳ درویش کس طرح رہے؟ اور انہیں وہاں رہنے کی اجازت کیوں کر ملی؟

آج تک ربوہ کی خلافت نے اس کی صراحت نہیں کی۔ اگر حکومت پاکستان کومرزائی امت نے یہ تاثر دے رکھا ہے کہ ان کا وہاں رہنا پاکستان کے لئے مفید ہے تو معاف کیجئے ہندوستان کی حکومت اناڑی نہیں اور اگر ہندوستان کی حکومت انہیں اپنے لئے مفید سمجھتی ہے تو ربوہ کا دوغلہ نظام سیاسی نگرانی کا مستحق ہے۔

مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ لیکن قادیان میں ۳۱۳ مرزائیوں کا مستقل قیام اور ربوہ سے ان کا رابطہ جانبین میں سے کس کے لئے مفید ہے؟ اندریں حالات یہ بات اور بھی خطرناک ہوجاتی ہے کہ بھارت پاکستان کا دشمن نمبر ایک ہے۔ ایک دشمن ملک میں ایک سیاسی خلافت کے پیروؤں کا قیام یا سیاسی کہہ مکرنی ہے یا پھر سیاسی معمہ جس کو اندریں حالات حل کرنا ازبس ضروری ہوگیا ہے۔

غور فرمایئے! بھارت سے ہماری کٹا چھنی اور شدید کٹا چھنی لیکن مرزائی مشن کو ہندوستان میں قیام کی اجازت دولت مشترکہ کا فیضان ہے یا مرزاغلام احمد قادیانی کی خدمات کا صلہ اور چوہدری ظفر اللہ خاں کے رسوخ کا شعبدہ؟

عربوں کا اس وقت خونخوار دشمن کون سا ہے؟

اسرائیل! کسی اسلامی ملک نے دینی غیرت کے پیش نظر اسرائیل کوتسلیم نہیں کیا اور نہ اسرائیل میں کوئی مسلمان رہ سکتا ہے۔ جن عربوں کی یہ سرزمین ہے انہیں چن چن کر اس مقدس سرزمین سے نکالا جارہا ہے۔ جرم ان کا یہ ہے کہ محمد عربی کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ لیکن قادیانی مشن ہے کہ اسرائیل میں قائم ہے۔ کس غرض سے؟ جب پاکستان نے اسرائیل سے تعلقات قائم نہیں کئے اس کا سفارتی مشن وہاں نہیں تو قادیانی مشن کس کی اجازت سے وہاں قائم ہے؟ اس کا مقصد کیا ہے؟ کن لوگوں میں تبلیغ کر رہا ہے؟ کیا ان یہودیوں کو دعوت دینے گیا ہے جو اپنی مملکت کو مستحکم کرنے کے لئے تمام عصبیتوں کے تحت وہاں اکٹھے ہیں۔

ایک دفعہ نہیں باربار غور کیجیے قادیانی مشن کو ہندوستان میں کھلی چھٹی ہے۔ وہاں

پاکستان کی شہ رگ پر بیٹھا ہے۔ ادھر اسرائیل میں ڈیرہ ڈالے ہوئے ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ پاکستان کے خلقی دشمن بھارت اور اسلام کے خلقی دشمن اسرائیل سے قادیانی مشن کا عقد کس نے باندھا؟ ہماری معلومات کے مطابق اسرائیل میں قادیانی مشن صیہونیت کی دماغی تربیت حاصل کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ ورنہ اس کے علاوہ اور کون سی غایت ہوسکتی ہے۔ کیا یہودی مرزا غلام احمد کو نبی مان لیں گے۔ جنہوں نے مسیح علیہ السلام کو پھانسی پر کھنچوانا چاہا اور جس قوم کی فطرت میں اللہ کے حقیقی نبیوں کی نافرمانی لکھی گئی ہے۔ جس قوم کو نبیوں کا قاتل کہا گیا۔ کیا وہ قوم مسیح کی برطانوی امت کے ایک ساختہ پرداختہ نبی کی پیرو ہوگی۔ ناممکن!

تو پھر ان عربوں کو مسلمان بنانے کے لئے یہ مشن قائم کیا گیا ہے جو محمد ﷺ کے حلقہ بگوش ہیں۔ عرب محمد کو چھوڑ کر غلام احمد کے متبع بن جائیں گے۔ ناممکن!

ظاہر ہے کہ قادیانی امت اور اس کے مختلف مشن یا تو سکاٹ لینڈ یارڈ کے گماشتوں کی حیثیت سے مختلف ملکوں میں کام کر رہے ہیں یا پھر ''مصلح موعود'' کی تحریک پر ان کے دماغ میں اپنی ریاست قائم کرنے کا جو منصوبہ نامرادی کے مرحلے طے کر رہا ہے۔ یہ مشن اس کے تحت اپنا راستہ ہموار کر رہے ہیں۔ حال ہی میں ایک قادیانی سول جج نے اپنے حلقہ احباب میں بیان کیا کہ نبوت کو طاقت بننے کے لئے مملکت کی ضرورت ہوتی ہے۔ فی الحال ہم یہ چاہتے ہیں کہ ویٹیکن کی طرح ربوہ یا قادیان کی خصوصیت قائم ہو جائے۔ خلیفہ ثالث کی وہی حیثیت ہو جو ہز ہولی نس پوپ کی ہے۔ پوپ کے سفراء مختلف ملکوں میں ہیں۔ ہم اپنے مختلف الملکی مشنریوں کی یہی حیثیت چاہتے ہیں۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ افسوس ہے کہ حکومت ابھی تک اس جماعت کے سیاسی ارادوں کا جائزہ نہیں لے رہی۔ ہمیں اس کے وجوہ معلوم ہیں اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اس امت کے افراد حکومت کو ان لوگوں سے کس طرح بدظن کرتے ہیں۔ جن کے ہاتھ ان کی شہ رگ پر ہیں اور جو اس سیاسی امت کے خدوخال کو اچھی طرح پہچانتے ہیں۔

ٹائن بی نے لکھا ہے کہ اسرائیلی اس وقت فتح کے نشہ میں ہیں۔ لیکن ان کا یہ نشہ جلد اتر جائے گا۔ پھر انہیں خمار ٹوٹتے ہی ابکائیاں آنی شروع ہو جائیں گی۔ تب وہ عربوں کے محاسبہ سے بچ نہیں سکتے ہیں۔

یہی حالت قادیانیوں کی ہے بے شک انہیں اس وقت رسوخ حاصل ہے۔ انہوں نے

ملک کی سیاسی فضا سے فائدہ اٹھا کر اپنے بال و پر پھیلا رکھے اور شرلک ہومز کے جاسوسی کرداروں کی طرح کام کرتے ہیں۔ تاہم ان کا خمار دیرپا نہیں۔ پاکستان کو نہ ان کے متنبی کی ضرورت ہے نہ ان کی خلافت درکار ہے نہ ان کے مصلح موعود کی مسخرگی پر ایمان لاسکتے ہیں اور نہ خلیفہ ناصر کی اڑانیں مطلوب ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ مرزائی اپنے خدا سے معافی مانگیں۔ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں جھک جائیں اور توبہ کریں کہ انہوں نے حضور سرور کائنات ﷺ کی ختم المرسلینی کے دامن پر مقراض رکھ کر خوفناک جسارت کی ہے؟ ورنہ یہ حقیقت نوٹ کرلیں کہ ان کی ریاست دوزخ کے سوا اور کہیں قائم نہیں ہوسکتی ہے۔

صدر مملکت نے عربوں کے لئے جو ریلیف فنڈ قائم کیا ہے اس میں مرزائی امت نے بھی ۱۵ہزار روپیہ بھیجا تھا۔ اس ... رسید کے ساتھ صدر کی طرف سے ڈپٹی سیکرٹری مسٹر اے وحید نے جو خط لکھا ہے وہ الفضل ۱۸ر جولائی کے صفحہ اوّل پر شہ سرخی کے ساتھ چھپا ہے۔ اس خط کا اصل متن انگریزی میں ہے۔ اردو ترجمہ مرزائیوں نے کیا ہے۔ تیسرے پیرا کا ترجمہ ہے۔

’’صدر کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنی جماعت کے تمام اراکین کو تحریک فرمائی ہے کہ وہ اس فنڈ میں دل کھول کر حصہ لیں اور دعاؤں پر بھی زور دیں۔‘‘
ہمارا خیال ہے کہ یہ ترجمہ غلط ہے۔ یا اس میں تحریف کی گئی ہے۔ صدر مملکت کبھی اس جماعت کے سرخیل کو حضرت امام لکھنا پسند نہیں کریں گے اور نہ انگریزی خطوط میں اس طرح حضرت لکھا جاتا ہے۔ یہ الگ بات ہے سٹینو سے غلطی ہوگئی ہو یا کسی قادیانی نے قلم سے فائدہ اٹھالیا ہو۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج۲۰، ش۳۰، مورخہ ۲۴ر جولائی ۱۹۶۷ء)

۳۴......قادیانی اور اسرائیل

ہمیں اچھی طرح یاد ہے اور ہم یہ بات پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ ایک زمانہ میں جب انٹرنیشنل پریس انسٹیٹیوٹ کا سالانہ اجلاس اسرائیل میں ہورہا تھا۔ پاکستان کے صحافی ارکان نے شمول کے لئے صدر ایوب سے درخواست کی تو انہوں نے کہا: ’’ہمارے ان کے ساتھ سفارتی تعلقات ہی نہیں ہیں۔‘‘ ارکان میں سے ایک نے کہا: ’’ہم صرف اس لئے جانا چاہتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ اسرائیل کیا ہے؟ اور اس نے اب تک اپنے پاؤں کیونکر جمائے ہیں۔‘‘

صدر نے کہا: ’’لیکن آپ لوگ کس طرح جائیں گے؟ اسرائیل کے اخبار نویسوں نے کہا ہے کہ آپ لوگ چلے آئیں۔ آپ کے لئے کوئی بندش نہیں ہوگی۔‘‘

صدر ایوب نے بلاتوقف فرمایا: ''نہیں یہ کوئی اچھی بات نہیں۔ جس ملک کے ساتھ ہمارے وابط نہیں اس کے حدود میں جانا غلط ہے۔ ہمیں اپنے عرب بھائیوں کے جذبات کا احترام کرنا چاہئے۔ اگر کوئی پاکستانی وہاں گیا تو غلط فہمی پیدا ہوگی۔''

یہ تھا صدر مملکت کا جواب جو آج تک ہمارے دل پر نقش ہے۔ سوال یہ ہے کہ قادیانی فرقے کے لوگ اسرائیل میں اپنا مشن کس طرح قائم کرکے بیٹھے ہیں۔ انہیں تبلیغ کے لئے روپیہ کہاں سے ملتا ہے؟ جس سرزمین کے لئے محمد عربی ﷺ کے ہم وطنوں یعنی عربوں کی وسعتیں تنگ ہوچکی ہیں۔ اس سرزمین میں غلام احمد کے پیروؤں کا مشن قائم کرنا اور ان کی آمدورفت رہنا کس اصل اور کس بنیاد پر روا ہے۔

گورنمنٹ ہماری آواز کو حقیر سمجھتی ہے؟ تو ہمیں اس کا اعتراف ہے لیکن سوال یہ ہے کہ جو مسئلہ زیر قلم ہے وہ حقیر ہے یا اہم؟ ہمارے نزدیک پاکستان کے لئے اہم ترین مسئلہ ہے۔ مرکزی حکومت کو قادیانی افسروں اور نام نہاد رواداری کے جھانسے میں نہ آنا چاہئے۔ اس بات کا کھوج لگانا چاہئے کہ:

۱...... مرزائیل اور اسرائیل کے باہمی تعلقات کیا ہیں۔

۲...... مؤخرالذکر نے اوّل الذکر کو کس بنیاد پر اپنا مشن قائم کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ جب کہ مسجد اقصیٰ تک اسرائیل کے ہاتھوں مجروح ہو رہی ہے؟

۳...... اس مشن کے لئے روپیہ کہاں سے آتا اور زرمبادلہ کیسے منتقل ہوتا ہے۔

۴...... کیا یہ صحیح ہے کہ پاکستان کے قادیانی لندن جاکر وہاں سے اسرائیل کا ویزا حاصل کرتے ہیں؟

خدا کے لئے اس کی تحقیق کیجئے ورنہ یہ فتنہ پاکستان کے لئے کئی عذابوں اور ابتلاؤں کا باعث ہوگا۔ (ہفت روزہ چٹان لاہور ج۲۰، ش۴۷، مورخہ ۲۰؍نومبر ۱۹۶۷ء)

۳۵...... ظفر اللہ خان کو منہ نہ لگایا جائے

ظفر اللہ خان پھر پاکستان میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ انہوں نے عادت کے مطابق مختلف کلبوں اور مختلف اداروں سے ملی بھگت کرکے اپنے دیا کھیانوں کا سلسلہ شروع کردیا ہے۔ جنوبی افریقہ کے مسلمانوں نے جس طرح ان کا استقبال کیا۔ پاکستان کے مسلمانوں میں، اجتماعی طور پر ان کے لئے جو نفرت ہے، وہ ڈھکی چھپی نہیں۔ افسوس ہے کہ بعض لوگ جو یو پی فکر

کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں۔ ظفر اللہ خان کی اس شہرت سے کہ وہ عالمی عدالت کے جج ہیں۔ ان کے خیالات سے مستفید ہونے کے لئے مختلف تقریبوں کا اہتمام کرتے اور ان کے لئے ذہنی میدان ہموار کرتے ہیں۔ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی ختم المرسلینی کی قادیانی توجیہہ پر مرزا غلام احمد کو نبی مانتا ہو اور جس کے متعلق یہ بات ثابت ہو چکی ہو کہ وہ عام مسلمانوں کے جنازے میں بھی شریک نہیں ہوتا اور روزمرہ کی زندگی میں قادیانی عناصر کی پشت پناہی کرتا ہے۔ اس کے لئے مسلمانوں کے دل و دماغ میں جگہ پیدا کرنے کی کوشش کرنا اور اس کی مساعی سے صرف نظر کرنا ہمارے نزدیک ہر لحاظ سے قابل افسوس ہے اور ہم یہی عرض کر سکتے ہیں کہ ایسے شخص کو مطلقاً منہ نہ لگایا جائے۔ کیا اس کے لئے قادیانی امت کا اپنا اجتماع ہی کافی نہیں ہے۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج ۲۰، ش ۵۱، مورخہ ۱۸؍دسمبر ۱۹۶۷ء)

۳۶...... مرزائیوں کی تاریخ نگاری

تاریخ احمدیت کے نام سے جماعت احمدیہ نے اپنی سرگرمیوں کو جو تاریخ لکھی ہے یہ اس سلسلے کی چھٹی جلد ہے اور اس کا متعلق تحریک حریت کشمیر میں اس جماعت کے رول سے ہے۔ تحریک کشمیر کے ابتدائی ایام میں کشمیر کمیٹی کے صدر کی حیثیت میں جماعت احمدیہ کے سابق امیر مرزا بشیر الدین محمود اور ان کے زیر اثر ان کی جماعت کے دیگر لوگوں نے خاصی دلچسپی لی ہے۔ چنانچہ ۲۵؍جولائی ۱۹۳۱ء کو برصغیر کے مسلم رہنماؤں نے شملہ اجلاس میں کشمیری مسلمانوں کی تحریک آزادی میں مدد دینے کے لئے ''آل انڈیا کشمیر کمیٹی'' کے نام سے ایک کمیٹی قائم کی۔

انگریزوں سے احمدیوں کے خصوصی روابط کے پیش نظر مرزا محمود قادیانی کو اس کمیٹی کا صدر مقرر کیا گیا۔ چنانچہ اس کتاب کے صفحہ ۴۶۴ میں لکھا ہے کہ علامہ اقبالؒ کا خیال تھا کہ مرزا محمود ولایت میں پروپیگنڈہ کرنے کے لئے علاوہ وائسرائے اور اس کے سیکرٹریوں سے ملاقات کر سکیں گے۔ ''تحریک کشمیر سے قادیانی جماعت کی یہ دلچسپی ۱۹۳۴ء تک جاری رہی۔ جب کشمیر کمیٹی کے اکثر ارکان کے مطالبہ پر مرزا محمود کو اس کمیٹی کی صدارت سے مستعفی ہونا پڑا۔ ان پر الزام لگایا تھا کہ وہ کشمیر کمیٹی اور اس کے فنڈز کو کشمیر میں اپنے مذہبی مقاصد کے لئے استعمال کر رہے تھے۔ تحریک پاکستان میں احمدیہ جماعت کا رول خاصا الجھا ہوا ہے۔ مشہور کشمیری مؤرخ پنڈت پریم ناتھ بزاز نے اپنی کتاب ''دی سٹرگل فار فریڈم ان کشمیر'' میں لکھا ہے کہ قادیانی کشمیر کمیٹی کو اپنے مذہبی مقاصد کے لئے استعمال کر رہے تھے۔''

بعض لوگوں کی رائے ہے کہ احمدی جماعت نے انگریزوں کے ایماء پر تحریک کشمیر میں حصہ لیا ہے۔ اس کی تصدیق اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ ہمیں میر پور کے بعض پرانے سیاسی کارکنوں نے بتایا کہ میر پور کی تحریک عدم ادائیگی مالیہ کو دبانے کے لئے جب ڈوگرہ حکومت کی درخواست پر انگریز فوج آئی تو انگریز فوجی آنکھ سے اشارہ کرتے ہوئے دیہاتیوں کو کہتے تھے کہ ''مالیہ مٹ ڈو'' (مالیہ مت دو) اس تحریک کو دبانے میں مدد دینے کے عوض انگریزوں نے ڈوگرہ حکمران سے گلگت کی علمبرداری حاصل کی۔ یہ بھی اتفاق ہے کہ انگریزوں کو گلگت ملتے ہی احمدی جماعت کی تحریک کشمیر میں دلچسپی ختم ہو کر رہ گئی۔ کشمیر میں سیاسی حلقوں کو مدت سے اس امر کا خدشہ تھا کہ احمدی اپنے مخصوص طریق کار کے مطابق تحریک حریت کشمیر کو بھی اپنے طور پر پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس کتاب کی صورت میں یہی خدشہ حقیقت کے روپ میں سامنے آیا ہے۔ اس کتاب میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے اور خودنمائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ممتاز کشمیری رہنماؤں کی توہین کی گئی ہے۔ مثلاً کتاب کے صفحہ ۴۸۹ پر مرزا محمود نے دعویٰ کیا ہے کہ: ''میں نے کہا شیخ محمد عبداللہ صاحب میں تو آپ کو کشمیر کی تحریک آزادی کا لیڈر مقرر کرتا ہوں۔''

اس طرح ممتاز کشمیری لیڈروں خاص کر شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ کے دورسمی خطوط اور رسیدوں کی فوٹوگراف بھی شائع کئے گئے جو وہ کشمیر کمیٹی کے صدر کی حیثیت میں مرزا محمود کو لکھتے رہے۔ یہ اس مالی امداد کی رسیدیں ہیں۔ جو کشمیر کمیٹی کے فنڈز سے تحریک کشمیر کے کارکنوں کو ملتی رہی ہیں۔ لیکن قادیانی حضرات کی درخانہ دیانتداری ملاحظہ ہو کہ اس امداد کو جماعت احمدیہ کی امداد ظاہر کر کے عام مسلمانوں کے دلوں میں کشمیر کی منظم لیڈر شپ کے بارے میں بدگمانی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور جہاں کشمیری لیڈروں کے رسمی خطوط کی فوٹوگراف کتاب میں موجود ہیں۔ وہاں شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ، رئیس الاحرار چوہدری غلام عباس اور میر واعظ مولوی یوسف شاہ کے ان بیانات کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ جن میں ان لیڈروں نے قادیانی جماعت کی سرگرمیوں سے لاتعلقی اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔ جن کا اعتراف خود مرزا محمود نے کشمیر میں اپنی جماعت کے آرگن ہفت روزہ ''اصلاح'' ۴ر جولائی ۱۹۴۶ء میں ان الفاظ میں کیا تھا۔

''خود کشمیری لیڈروں نے میرے متعلق یہ مشہور کر دیا تھا کہ ان کی (مرزا محمود) کی وجہ سے ہمیں اور کشمیریوں کو نقصان پہنچا ہے۔'' کتاب میں اس اہم تاریخی فیصلہ کا بھی کوئی ذکر نہیں

ہے۔ جب شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ کی موجودگی میں اور قائد کشمیر چوہدری غلام عباس کی صدارت میں مسلم کانفرنس نے قادیانیوں کو جماعت سے خارج کیا اور ۱۹۴۷ء تک اس پر عمل ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ نیشنل کانفرنس ایسی سکولر جماعت میں بھی شیر کشمیر نے کسی قادیانی کو گھسنے نہیں دیا۔

کتاب میں امیر جماعت احمدیہ کے اہم اور غیر اہم بیانات خطوط حتیٰ کہ نجی گفتگو کا بھی مکمل ریکارڈ موجود ہے۔ لیکن مرزا محمود کے اس طویل بیان کا ذکر سرسری ہے جو انہوں نے شیر کشمیر تحریک ''کشمیر چھوڑ دو'' کے خلاف اور ہری سنگھ کے حق میں جاری کیا تھا۔ جو ان کے آرگن ''اصلاح'' ۴ر جولائی ۱۹۴۶ء میں پورے دو صفحات پر شائع ہوا تھا۔ جس میں انہوں نے کہا تھا کہ میری تمام ہمدردیاں مہاراجہ بہادر کے ساتھ ہیں۔

کتاب میں یہ مضحکہ خیز دعویٰ بھی کیا گیا ہے کہ آزاد کشمیر حکومت کی بنیاد ۲۴ر اکتوبر ۱۹۴۷ء کو مرزا محمود نے رکھی ہے۔ کتاب میں واقعاتی طور پر بے شمار غلط بیانیاں کی گئی ہیں۔ جنکی تردید کے لئے اتنی بڑی کتاب کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر اس کے صفحہ ۶۰۳ پر لکھا ہے کہ مسلم کانفرنس کا چوتھا سالانہ اجلاس اکتوبر ۱۹۳۵ء میں بمقام سرینگر چوہدری غلام عباس خان صاحب کی صدارت میں ہوا تو اس کی مجلس استقبالیہ کے صدر احمدیہ جماعت کے ایک رکن خواجہ غلام نبی گلکار تھے۔

حالانکہ یہ تاریخی اجلاس اکتوبر میں نہیں ستمبر ۱۹۳۵ء میں ہوا ہے اور اس استقبالیہ کمیٹی کے صدر میر واعظ مولانا غلام نبی ہمدانی تھے۔ (ان کا چھپا ہوا خطبہ استقبالیہ ہمارے پاس موجود ہے) جو بخشی غلام محمد سیکرٹری مجلس استقبالیہ کے زیر اہتمام سرینگر سے شائع ہوا ہے۔

کتاب میں یہ بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ ۱۹۴۸ء میں مسلم کانفرنس کے خلاف جو جماعت انجمن مہاجرین کشمیر کے نام سے بنائی گئی تھی اس کے تمام اخراجات مرزا محمود برداشت کرتے رہے۔ حالانکہ مرزا محمود ان دنوں ایک اخباری بیان میں اس انجمن سے لاتعلقی کا اظہار کر چکے ہیں۔ لیکن کتاب میں فخر کے ساتھ درج ہے کہ: ''اس انجمن کے جملہ اخراجات کے کفیل حضور تھے۔''

کتاب کے آخر میں یہ دعویٰ درج ہے کہ کشمیر میں مسیح اوّل دفن ہیں اور وہاں ۸۰ ہزار احمدی آباد ہیں۔ قبر عیسیٰ کی داستان ان حضرات کی خود ساختہ ہے۔ جس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور ریاست میں احمدیوں کی تعداد چند ہزار سے زیادہ نہیں۔ جب تحریک حریت کے

ابتدائی دور میں تحریک کی وجہ سے مسلمانوں کو ملازمتیں ملیں تو احمدیوں نے اپنے مخصوص طور طریقوں سے کام لے کران ملازمین میں سے بعض کواحمدی بنایا۔

کتاب میں کشمیر کی تاریخ اور بالخصوص تحریک حریت کشمیر کی تاریخ کو بے دردی کے ساتھ مسخ کیا گیا ہے اور کشمیری رہنماؤں خاص طور پر شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ کے روشن کردار کو عام مسلمانوں کی نظروں میں مشکوک بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ تحریک حریت کا کوئی اہل قلم کارکن اس کا جواب لکھے۔خاص طور پر شیر کشمیر کے خطوط اور رسیدوں کی فوٹوگراف شائع کر کے مسلمانوں میں بدگمانیاں پیدا کرنے کی جو کوشش کی گئی ہے اس کا ازالہ ضروری ہے۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ آج قادیانی حضرات اپنے مخصوص مقاصد کے پیش نظر شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ کے ''ہمدرد'' اور ''یار و مددگار'' بنے ہوئے ہیں۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج ۲۱،ش ۷،مورخہ ۱۲رفروری ۱۹۶۸ء)

۳۷......قادیانی تعاقب جاری رہے

اصلاً تو ہم حکومت سے عرض کرنا چاہتے ہیں۔لیکن وہاں شنوائی نہیں۔اس لئے اس سے کہنا عبث ہے۔لیکن ملک کے تمام علماء اور جملہ وابستگان ختم نبوت سے یہ عرض کرنا ہمارا فرض ہے کہ خدا کے لئے قادیانی امت کی سرگرمیوں سے غافل نہ رہیں۔ یہ عجمی اسرائیل قائم کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ان کا حکومت کے دوائر میں بڑا رسوخ ہے۔ان کے قبضہ میں بڑی بڑی ملازمتیں ہیں۔ ان کے ہاتھ دور دور تک پہنچتے ہیں۔ خدا کرے ہمارا گمان غلط ہو۔لیکن بعض افسروں کی ایک جماعت اندر خانہ مرزائی ہو چکی اور تقیہ کر رہی ہے۔ہمیں خدشہ ہے کہ یہ لوگ کسی نازک مرحلے میں گل بھی کھلا سکتے ہیں۔خودکاشتہ پودے کی حیثیت سے ان کا بعض ایسے ملکوں نے ناتہ بندھا ہوا ہے جو استعمار کی یادگاریں ہیں اور جن کی معرفت پر انہیں یقین ہے کہ ان کا محافظ دستہ ثابت ہوسکتی ہے۔مرزائیوں کو معلوم ہو چکا ہے کہ اب ان کے لئے عوام میں کوئی جگہ نہیں۔ان کا عندیہ یہ ہے کہ لوگ طاقت کے سامنے جھکتے ہیں۔ مرزائی افسروں نے مسلمان حاکموں کو عوام الناس سے برگشتہ کر رکھا ہے۔ ملک کی اقتصادی زندگی پر قابض ہو کر وہ حکومت میں ایسا ہی رسوخ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا رسوخ کہ یہودیوں کو امریکہ کے صدارتی انتخاب اور برطانیہ کی قومی معیشت میں حاصل ہے۔

کاش ہم حکومت بتا سکتے کہ جس فتنہ پر علامہ اقبالؒ کی نگاہیں پہنچ گئی تھیں۔اس کے

خدوخال پر ان لوگوں کی نگاہیں کیوں نہیں اٹھتیں۔ جو علامہ اقبالؒ کی اس نظریاتی مملکت کے پشتیبان کہلا رہے ہیں۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ جب بھی ہم نے قادیانی فتنہ کی نشاندہی کی ہے ان کے ہاتھوں ہمیں سخت نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ ہر قادیانی افسر ہمارے خون کا پیاسا ہے اور اس کا ہمارے پاس ثبوت بھی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس شذرہ کے بعد قادیانی اپنے روایتی اسلوب میں ہم پر سب وشتم شروع کر دیں گے۔ لیکن سب وشتم سے یہ حقیقت نہیں بدل سکتی کہ قادیانی ہر لحاظ سے قومی محاسبہ کے مستحق ہیں۔ (ہفت روزہ چٹان لاہور ج۲۱ ش۱۲، مورخہ ۱۸؍ مارچ ۱۹۶۸ء)

۳۸..... مرزائیوں سے قطع تعلق ہے میرا دیں

ہم اس کے خلاف نہیں کہ مرزائی پاکستان کے شہری نہ رہیں۔ ایک اقلیت کے طور پر وہ پاکستان میں رہ سکتے اور اس سے متمتع ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہم اس سے متفق نہیں کہ وہ مسلمانوں میں رہیں۔ ان کا حال یہ ہو کہ دین میں مسلمانوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔ لیکن سیاسی طور پر ان میں رہنے پر مصر ہوں اور اس کا پس منظر یہ ہو کہ ایک اسلامی مملکت میں مسلمانوں کے حقوق حاصل کر کے اس کے نظم ونسق پر قابض ہوتے رہیں۔ حتیٰ کہ ان شعبوں میں اپنی تعداد مجرمانہ ذہنیت کے ساتھ بڑھاتے رہیں۔ جن پر کسی حکومت اور کسی مملکت کی بنیاد کا انحصار ہوتا ہے۔ ہم ان سے جو خطرہ محسوس کرتے ہیں وہ احساس ہمارے ایمان کا جزو ہے۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ مرزائی رسوخ ہمارے خلاف اعلیٰ سے ادنیٰ تک استعمال ہو رہا ہے۔ لیکن یہ بات ہم اس لئے کہنے سے رک نہیں سکتے کہ ہمارے جسم وجاں یا مال واولاد پر کیا گزرتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ موت ہے ہم ہر لحظہ ایک مسلمان کی طرح اس کا خیر مقدم کرنے کو تیار ہیں۔ مرزائی پریس ہمیں گالیاں دے لے۔ مرزائی افسر ہمیں نقصان پہنچاتے رہیں اور وہ لوگ جو ان کے سیاسی ہم زلف ہیں۔ ہماری زندگی اجیرن کرنے کے لئے جو چاہیں کریں۔ لیکن جب ہم حضورﷺ کے نام پر ماں باپ قربان کرنے کا زبان سے اعلان کرتے ہیں تو جان سے تصدیق کرنے میں کیا عذر ہے۔ ہماری ایک ہی خواہش ہے کہ اس جماعت کی نگرانی تیز کرو۔ اس کے ارادے ہمارے نزدیک اچھے نہیں۔ مرزائی پلان میں ہے کہ ملک کے اہم محکموں میں دخیل ہو کر اس سب سے بڑی اسلامی ریاست میں ایک ایسا اقتدار حاصل کریں۔ جیسا اقتدار یہودیوں کو امریکہ کے صدارتی انتخاب میں اور بینک آف انگلینڈ کے قومی سرمایہ میں حاصل ہے۔ آج نہیں سنو گے تو کل تجربہ ہمارے خطرے کی تصدیق کر دے گا۔ (ہفت روزہ چٹان لاہور ج۲۱ ش۱۳، مورخہ ۲۵؍ مارچ ۱۹۶۸ء)

۳۹......علامہ اقبالؒ کے ملفوظات

خطرۂ عظیم

''قادیانی تحریک نے مسلمانوں کے ملی استحکام کو بے حد نقصان پہنچایا ہے۔ اگر استیصال نہ کیا گیا تو آئندہ شدید نقصان پہنچے گا۔'' (روایت عبدالرشید طارق، مندرجہ ملفوظات)

سیاسی چال

''ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویے کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں تو پھر سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل رہنے کے لئے کیوں مضطرب ہیں؟'' (حرف اقبال)

الہام کی بنیاد

''مسلمانوں کے مذہبی تفکر کی تاریخ میں احمدیت کا وظیفہ ہندوستان کی موجودہ سیاسی غلامی کی تائید میں الہامی بنیاد فراہم کرنا تھا۔'' (حرف اقبال)

شہنشائیت کا جواز

''برطانوی شہنشائیت کے جواز میں احمدیت نے الہامی جواز پیدا کیا ہے۔''
(سٹیٹسمین کے نام خط)

ہندوستانی پیغمبر

''قادیانی جماعت کا مقصد پیغمبر عربؐ کی امت سے ہندوستانی پیغمبر کی امت تیار کرنا ہے۔'' (حرف اقبال)

مسیح موعود

''مسیح موعود کی اصطلاح اسلامی نہیں اجنبی ہے۔'' (حرف اقبال)

''قادیانی فرقہ کا وجود عالم اسلامی عقائد اسلام شرافت انبیاء خاتمیت محمد اور کاملیت قرآن کے لئے قطعاً مضر اور منافی ہے۔ تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ختم نبوت کے تمدنی پہلو پر کبھی غور نہیں کیا۔ مرزائی اسلام کے غدار ہیں۔''

اسرائیلی عناصر

''قادیانی تحریک کے ضمیر میں یہودیت کے عناصر ہیں۔'' (قادیانیت اور اسلام)

سیاسی فوائد

''قادیانی جماعت کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہوتا کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔'' (قادیانیت اور اسلام)

قادیانی فرقہ

''قادیانی فرقہ کا وجود عالم اسلامی، عقائد اسلام، شرافت انبیاء، خاتمیت محمدؐ اور کاملیت قرآن کے لئے قطعاً مضر اور منافی ہے۔'' (ملفوظات)

رواداری

''اس ضمن میں رواداری ایک مہمل اصطلاح ہے۔ اصل جماعت کو رواداری کی تلقین کی جائے اور باغی گروہ کو تبلیغ کی پوری اجازت ہو۔ خواہ وہ تبلیغ جھوٹ اور دشنام سے لبریز ہو۔ (اصولاً غلط ہے)'' (تلخیص)

حکومت کے نام

''اگر حکومت کے لئے یہ گروہ مفید ہے تو وہ اس کی خدمات کا صلہ دینے کی پوری طرح مجاز ہے۔ لیکن اس جماعت کے لئے اسے نظر انداز کرنا مشکل ہے۔ جس کا اجتماعی وجود اس کے باعث خطرہ میں ہے۔'' (حرف اقبال)

مذہب سے بغاوت

''اس قماش کے مذہبی مدعیوں کی حوصلہ افزائی کا ردعمل یہ ہوتا ہے کہ لوگ مذہب سے بیزار ہونے لگتے اور بالآخر مذہب کے اہم عنصر کو اپنی زندگی سے خارج کر دیتے ہیں۔'' (حرف اقبال)

تعلیم یافتہ مسلمان

''نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ختم نبوت کے تمدنی پہلو پر کبھی غور نہیں کیا۔ مغربیت کی ہوا نے حفظ نفس کے جذبے سے انہیں عاری کر دیا ہے۔ لیکن عام مسلمان جوان کے نزدیک ملا زدہ ہے۔ اس تحریک کے مقابلے میں حفظ نفس کا ثبوت دے رہا ہے۔'' (حرف اقبال)

قادیانی تحریک

''قادیانیت اسلام کی تیرہ سو سال کی علمی اور دینی ترقی کے منافی ہے۔'' (ملفوظات)

غدار

''مرزائی اسلام کے غدار ہیں۔'' (نہرو کے نام خط)

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج۲۱، ش۱۴، مورخہ یکم اپریل ۱۹۶۸ء)

فہرست ...... مرزائیل

خاتم النبیین لا نبی بعدی
مرزا غلام احمد سے مرزا ناصر احمد تک
قادیانی امت کے استعماری خدوخال
اسلام کے غدار
آغا شورش کاشمیریؒ

اسلام کے غدار

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

علامہ اقبالؒ بیسویں صدی میں براعظم پاک و ہند کے ایک عظیم فلسفی تھے۔انہوں نے اس براعظیم کو دو چیزیں دی ہیں۔

۱...... مشترکہ ہندوستان کو برطانوی غلامی کے خلاف انقلابی نوا، کہ ان کی شاعری میں غیر ملکی غلامی کے خلاف احتجاج بھی تھا اور اجتماعی جہد و جہد کی ایک دعوت بھی۔اردو شاعری نے ان کے رشحات قلم سے نئے بال و پر حاصل کئے۔

۲...... وہ ہندوستان میں اسلامی فکر کے اثباتی شاعر تھے۔ان کا فلسفہ قرآن کی دعوت اور پیغمبرﷺ کی سیرت پر تھا۔وہ ملت اسلامیہ کی عظمت رفتہ کو لوٹانے کے متمنی اور عصر حاضر کے مادی معاشرے میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے داعی تھے۔

پاکستان انہیں اپنے وجود کا مصور کہتا اور اپنی قومی زندگی کا سب سے بڑا ذہن تسلیم کرتا ہے۔ادھر ہندوستان انہیں اپنی ذہنی عظمتوں میں شمار کرتا ہے۔ہندوستان اور پاکستان میں شدید سیاسی فاصلہ کے باوجود دونوں مملکتوں نے پورا سال علامہ اقبالؒ کی پیدائش کے صد سالہ جشن کا اعلان کیا ہے۔پنڈت جواہر لال نہرو، مہاتما گاندھی کے بعد ہندوستان کے سب سے بڑے راہنما تھے۔ہندوستان آزاد ہوا تو وہ پہلے وزیر اعظم منتخب کئے گئے اور اپنی موت تک اسی عہدہ پر متمکن رہے۔انہوں نے اپنے بعض خطوط کے علاوہ اپنی کتاب ”تلاش ہند“ (DISCOVERY OF INDIA) میں اقبالؒ کی فکری سیادت کو زبردست خراج ادا کیا ہے۔اقبالؒ نے احمدیت (قادیانیت) کا محاسبہ کیا تو جواہر لال نے ان سے بحث چھیڑ دی اور احمدیت کو ملت اسلامیہ کا جزو قرار دے کر بالواسطہ اس کا دفاع کیا[۱]۔

---

[۱] مرزا غلام احمد کے پیروکار اپنے تئیں احمدی کہتے اور اپنے طائفہ کو جماعت احمدیہ کا نام دیتے ہیں۔چونکہ مرزا قادیانی کا مولد، مسکن اور مدفن قادیان ہے۔اس لئے مسلمان انہیں قادیانی کہتے یا مرزا غلام احمد کی حلقہ بگوشی کے باعث مرزائی لکھتے ہیں۔اس کتابچہ میں مرزائی اور قادیانی کے بجائے جہاں تہاں احمدی لکھا گیا ہے۔وہ پاکستان سے باہر کے ملکوں کو بتانے کے لئے، جہاں اسی نام سے وہ مشخص کئے جاتے ہیں۔

علامہ اقبالؒ نے اس کا مسکت جواب دیا۔ جواہر لال سپر انداز ہو گئے۔ علامہ اقبالؒ نے برطانوی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ احمدیت کی مفید خدمات کا صلہ دینے کی مجاز ہے۔ لیکن مسلمانوں کے لئے احمدیت کو نظر انداز کرنا خطرہ کا باعث ہے۔ اس طرح نہ صرف ملت اسلامیہ کی وحدت ختم ہوتی۔ بلکہ محمد عربی ﷺ کی امت کا بٹوارہ ہو کر تشتت وافتراق کی راہیں کھلتی ہیں اور ان کے بنیادی معتقدات کی عمارت منہدم ہو جاتی ہے۔

علامہ اقبالؒ اور پنڈت جواہر لال نہرو میں قلم کے تعلقات تھے۔ پنڈت جی نے حضرت علامہ سے احمدیت کے متعلق استفسار کیا تو اس کے جواب اور ان مضامین کے سلسلہ میں علامہ اقبالؒ نے پنڈت جی کو لکھا: ''اس سے متعلق میرے ذہن میں کوئی شک نہیں کہ احمدی، اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔'' (پنڈت جواہر لعل نہرو کے نام خط، بحوالہ فیضان اقبال ص ۴۵۱)

پنڈت جی نے اپنے نام، بڑے آدمیوں کے خطوط کا ایک مجموعہ (A Bunch of Old Letters) شائع کیا ہے۔ اس میں علامہ اقبالؒ کا محولہ بالا خط موجود ہے۔

احمدیت کیا ہے؟

مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار احمدی کہلاتے اور ان کے مسلک ومشرب کا عرف احمدیت ہے۔ مرزا کا خاندان سکھوں کے عہد اقتدار میں ان کی فوج میں ملازم تھا۔ (ملاحظہ ہو، سر لیپل گریفن کی تالیف...... ''رئیسان پنجاب'') ان کے دادا عطاء محمد اور عطاء محمد کا والد گل محمد، سکھوں کی طرف سے لڑتے رہے۔ عطاء محمد سردار فتح سنگھ اہلووالیہ کی چاکری میں بارہ سال بیگووال رہا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے عطاء محمد کی رحلت کے بعد، اس کے بیٹے غلام مرتضٰی (والد مرزا غلام احمد) کو واپس بلالیا۔ جدی جاگیر کا ایک حصہ عطاء کیا۔ غلام مرتضٰی مہاراجہ کی فوج میں داخل ہو گیا اور کشمیر کی سرحدوں کے علاوہ بعض دوسرے مقامات میں مسلمانوں کی سرکوبی پر مامور ہوا۔ غلام مرتضٰی نے سکھوں کی فوج میں بھرتی ہو کر ہری سنگھ نلوہ کے زیر قیادت پٹھانوں پر طورخم تک چڑھائی کی۔ وہ حضرت سید احمدؒ اور ان کی جماعت کو بالاکوٹ میں شہید کرنے والی سکھ فوج میں شامل تھا۔ انگریزوں نے پنجاب فتح کیا تو وہ اور اس کے بھائی ان کے ہو گئے اور سات سو روپے پنشن حاصل کی۔ مرزا غلام احمد کا بھائی مرزا غلام قادر ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کو مٹانے کے لئے جنرل نکلسن کی فوج میں تھا۔ اس نے ۴۶ نیوانفنٹری (سیالکوٹ) کے باغی نوجوانوں کو جنرل نکلسن کے ساتھ دردناک اذیتیں دے کر ہلاک کیا۔ جنرل نکلسن نے

علامہ اقبالؒ نے اس کا مسکت جواب دیا۔ جواہر لال سپر انداز ہو گئے۔ علامہ اقبالؒ نے برطانوی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ احمدیت کی مفید خدمات کا صلہ دینے کی مجاز ہے۔ لیکن مسلمانوں کے لئے احمدیت کو نظر انداز کرنا خطرہ کا باعث ہے۔ اس طرح نہ صرف ملت اسلامیہ کی وحدت ختم ہوتی۔ بلکہ محمد عربی ﷺ کی امت کا بٹوارہ ہو کر تشتت وافتراق کی راہیں کھلتی ہیں اور ان کے بنیادی معتقدات کی عمارت منہدم ہو جاتی ہے۔

علامہ اقبالؒ اور پنڈت جواہر لال نہرو میں قلم کے تعلقات تھے۔ پنڈت جی نے حضرت علامہ سے احمدیت کے متعلق استفسار کیا تو اس کے جواب اور ان مضامین کے سلسلہ میں علامہ اقبالؒ نے پنڈت جی کو لکھا: ''اس سے متعلق میرے ذہن میں کوئی شک نہیں کہ احمدی، اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔'' (پنڈت جواہر لعل نہرو کے نام خط، بحوالہ فیضان اقبال ص ۴۵۱)

پنڈت جی نے اپنے نام، بڑے آدمیوں کے خطوط کا ایک مجموعہ (A Bunch of Old Letters) شائع کیا ہے۔ اس میں علامہ اقبالؒ کا محولہ بالا خط موجود ہے۔

احمدیت کیا ہے؟

مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار احمدی کہلاتے اور ان کے مسلک ومشرب کا عرف احمدیت ہے۔ مرزا کا خاندان سکھوں کے عہد اقتدار میں ان کی فوج میں ملازم تھا۔ (ملاحظہ ہو، سرلیبل گریفن کی تالیف...... ''رئیسان پنجاب'') ان کے دادا عطاء محمد اور عطاء محمد کا والد گل محمد، سکھوں کی طرف سے لڑتے رہے۔ عطاء محمد سردار فتح سنگھ اہلووالیہ کی چاکری میں بارہ سال بیگووال رہا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے عطاء محمد کی رحلت کے بعد، اس کے بیٹے غلام مرتضٰی (والد مرزا غلام احمد) کو واپس بلالیا۔ جدی جاگیر کا ایک حصہ عطاء کیا۔ غلام مرتضٰی مہاراجہ کی فوج میں داخل ہو گیا اور کشمیر کی سرحدوں کے علاوہ بعض دوسرے مقامات میں مسلمانوں کی سرکوبی پر مامور ہوا۔ غلام مرتضٰی نے سکھوں کی فوج میں بھرتی ہو کر ہری سنگھ نلوہ کے زیر قیادت پٹھانوں پر طورخم تک چڑھائی کی۔ وہ حضرت سید احمدؒ اور ان کی جماعت کو بالاکوٹ میں شہید کرنے والی سکھ فوج میں شامل تھا۔ انگریزوں نے پنجاب فتح کیا تو وہ اور اس کے بھائی ان کے ہو گئے اور سات سو روپے پنشن حاصل کی۔ مرزا غلام احمد کا بھائی مرزا غلام قادر ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کو مٹانے کے لئے جنرل نکلسن کی فوج میں تھا۔ اس نے ۴۶ نیو انفنٹری (سیالکوٹ) کے باغی نوجوانوں کو جنرل نکلسن کے ساتھ دردناک اذیتیں دے کر ہلاک کیا۔ جنرل نکلسن نے

لکھا کہ قادیان کے تمام دوسرے خاندانوں سے یہ خاندان نمک حلال رہا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی ان گنت کتابوں میں انگریزوں سے اپنی غیر متزلزل وفاداری کا اعتراف کیا اور اس پر فخر و ناز کیا ہے اور خلاصہ اس کا خود مرزا قادیانی کے الفاظ میں یہ ہے کہ وفاداری کی ان کتابوں سے پچاس الماریاں بھرتی ہیں۔

احمدیت کا آغاز

مرزا غلام احمد ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے وقت ان کی عمر سولہ یا سترہ برس کی تھی۔ ابتداءً ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے دفتر میں قلیل تنخواہ پر محرری کی اور ۱۸۶۶ء سے ۱۸۶۸ء تک ملازم رہے۔ ۱۸۶۹ء کے شروع میں برطانوی ایڈیٹروں اور مسیحی راہنماؤں کا ایک وفد اس غرض سے ہندستان آیا کہ ہندوستانی عوام میں وفاداری کیونکر پیدا کی جاسکتی اور مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو سلب کر کے انہیں کیونکر رام کیا جاسکتا ہے۔ اس وفد نے ۱۸۷۰ء میں واپس جا کر دو رپورٹیں مرتب کیں۔ ان میں برطانوی سلطنت کا ہندوستان میں ورود (The Arrival of the British Empire ain India) کے مرتبین نے لکھا کہ: ''ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی راہنماؤں کی اندھا دھند پیروکار ہے۔ اگر اس وقت ہمیں ایسا کوئی آدمی مل جائے جو پاسٹا لک پرافٹ ''حواری نبی'' ہونے کا دعویٰ کرے تو اس شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر برطانوی مفادات کے لئے کام لیا جاسکتا ہے۔'' (تلخیصات)

مرزا قادیانی اس غرض سے نامزد کئے گئے۔ انہوں نے پہلے تو ایک مناظر کا روپ دھارا کہ پادریوں کے تابڑتوڑ حملوں سے مسلمان ناخوش تھے۔ گویا مرزا قادیانی مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے ابتداءً اس طرح نمودار ہوئے پھر ایک جماعت پیدا کر کے ۱۸۸۰ء میں ملہم من اللہ ہونے کا اعلان کیا۔ پھر اپنے مجدد ہونے کا ناد پھونکا۔ دسمبر ۱۸۸۸ء میں اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بیعت لینے کا حکم فرمایا ہے۔ ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کردیا اور اپنے ظلی نبی ہونے کا اصطلاح ایجاد فرمائی۔ نومبر ۱۹۰۴ء میں اپنے کرشن ہونے کا بیان داغا۔ اس دوران میں یہ کارنامہ بھی سرانجام دیا کہ آریہ سماج سے ٹکراؤ پیدا کیا۔ ہندوؤں سے متعلق عریاں باتیں لکھیں۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ سوامی دیانند کی ستیارتھ پرکاش کا آخری باب حضور سرور کائنات ﷺ کے خلاف دریدہ دہنی سے لکھا گیا اور یہ برعظیم کے مسلمانوں اور ہندوؤں کو ایک دوسرے سے لڑانے بھڑانے اور کٹانے کا برطانوی حربہ تھا۔

حرمت جہاد اور اطاعت برطانیہ

مرزا قادیانی نے اپنی نبوت کا آغاز ان دعاوی سے کیا کہ:

۱...... ’’میرے پانچ اصول ہیں۔ جن میں دو، حرمت جہاد اور اطاعت برطانیہ ہیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۹)

۲...... ’’میں نے مخالفت جہاد کو پھیلانے کے لئے عربی وفارسی کتابیں تالیف کیں اور وہ تمام عرب، شام، مصر، بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔‘‘ (تلخیص از تبلیغ رسالت ج۸، ص۶۲، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۴۰)

۳...... ’’میں نے ۲۲ برس سے اپنے ذمہ یہ فرض لے رکھا ہے کہ وہ تمام کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو۔ اسلامی ملکوں میں ضرور بھیج دیا کروں گا۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج۱۰ ص۲۶، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۴۳)

۴...... ’’میں سولہ برس سے متواتر ان تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض اور جہاد حرام ہے۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج۳ ص۱۹۷، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۱۲۸)

۵...... ’’مجھے مسیح ومہدی جان لینا ہی حکم جہاد کا انکار ہے۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج۷ ص۱۷، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۹)

یہ تھا باپ کا کلام۔ بیٹے کا ارشاد ہے کہ:

۶...... ’’حضرت مسیح موعود نے اپنی پاک تعلیم میں گورنمنٹ عالیہ کی اطاعت ووفاداری کو جزو مذہب قرار دے کر ان منافق مسلمانوں سے ہمیں علیحدہ کر دیا جو خونی مہدی کے انتظار میں ہیں کہ وہ عیسائی سلطنتوں کو مٹا کر ان نام کے مسلمانوں کو حکمران بنادے گا۔‘‘

(الفضل ج۴ نمبر۸۶، یکم رمئی ۱۹۱۷ء)

۷...... ’’ہمارے سر پر سلطنت برطانیہ کے بہت احسان ہیں۔ وہ مسلمان سخت جاہل سخت نادان اور سخت نالائق ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اس گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں تو ہم خدا کے بھی ناشکر گزار ہوں گے۔ خدا کا مسیح تو کہتا ہے کہ ہر مسلمان کو انگریزوں کی کامیابی کے لئے دعاء کرنی چاہئے۔ لیکن (جاہل، نادان اور نالائق مسلمان) کہتا ہے کہ انگریزوں کو شکست ہو تو زیادہ بہتر ہے۔‘‘ (الفضل ۵رجون ۱۹۴۰ء، خطبہ مرزا بشیر الدین محمود)

۸...... ’’بعض احمق سوال کرتے ہیں۔ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ یہ گورنمنٹ ہماری محسن ہے۔ اس کا شکرادا کرنا فرض اور واجب ہے۔ محسن کی بدخواہی ایک بدکار اور حرامی کا کام ہے۔‘‘ (الفضل ج ۲۷ نمبر ۲۰۹ ص ۱، ۱۲ ستمبر ۱۹۳۹ء)

۹...... ’’مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) فرماتے ہیں، میں مہدی ہوں، برطانوی حکومت میری تلوار ہے۔ ہمیں بغداد کی فتح سے کیوں خوشی نہ ہو؟ عراق، عرب، شام، ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔‘‘ (الفضل ج ۶ نمبر ۴۲، مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۱۰ء)

۱۰...... ’’ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے کبھی دریغ نہیں کیا۔‘‘ (تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۲۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۱)

پس منظر و پیش منظر

مرزا قادیانی ان دعاوی کو لے کر میدان میں آئے تو برعظیم میں برطانوی مصالح ومقاصد کا نقشہ یہ تھا کہ:

۱...... سارا ملک برطانوی اقتدار کے شکنجہ میں آچکا تھا۔ لیکن مسلمانوں کے دل ودماغ میں جہاد کا جو عقیدہ راسخ تھا انگریز اس کی ناقابل تسخیر سپرٹ سے پریشان تھے۔ مسٹر ڈبلیو، ڈبلیو ہنٹر کی تصنیف ’’ہمارے ہندوستانی مسلمان‘‘ ظاہر کرتی ہے کہ انگریز جہاد کی اس روح سے کیونکر ہراساں تھے۔ اس کے علاوہ وہ بہت سی برطانوی یادداشتیں، مسلمانوں کے جذبۂ جہاد سے انگریزوں کی سراسیمگی ظاہر کرتی ہیں۔

۲...... انگریز سب سے پہلے بنگال پر قابض ہوئے۔ وہ ۱۸۵۷ء سے کہیں پہلے بنگال کے مسلمانوں کو ان کی طویل مزاحمت کے بعد زیر کر چکے تھے۔ ان کے یمین ویسار کے علاقوں میں انگریزوں کے لئے کوئی خطرہ نہ تھا۔ وہاں بعض علماء کی طرف سے اس قسم کے فتوے چل رہے تھے اور محمڈن سوسائٹی کلکتہ نے بھی مکہ معظمہ کے بعض علماء سے اسی قسم کا فتویٰ حاصل کر کے شائع کیا تھا کہ ہندوستان دارالحرب نہیں۔ دارالاسلام ہے۔

۳...... برعظیم کے جن صوبوں میں مسلمان اقلیت میں تھے اور یہ صوبے بنگال سے ادھر صوبہ بہار سے شروع ہوکر دہلی تک تھے اور دہلی سے آگے پنجاب تھا۔ ان کی حد بندی اس طرح کی گئی کہ مسلمان وسط ہند کے تمام صوبوں میں عدداً اقلیت تھے۔ سلطنت اودھ کے مسلمانوں کو مغلوب کر لیا گیا اور دہلی کے مسلمان ملیامیٹ ہو چکے تھے۔ حتیٰ کہ آخری فرمانروا بہادر شاہ ظفر کو

قید کر کے رنگون میں جلاوطن کیا گیا اور قید رکھا گیا۔ اب مسئلہ شمال مغربی سرحدی علاقوں کے مسلمان اکثریت کا تھا۔ اس کے تمام علاقے افغانستان سے ملحق تھے اور ان میں جذبۂ جہاد غیر مختتم تھا۔ سرحد، بلوچستان اور سندھ میں انگریز حکمران ہو چکے تھے۔ لیکن مسلمانوں کے جہاد اور انگریزوں کے استعمار میں جھڑپیں جاری تھیں۔

۴...... جنگ امبیلہ (صوبہ سرحد) ۱۸۶۳ء میں ہوئی۔ اس کے مجاہدین و معاونین جو ہندوستان کو دارالحرب کہتے اور جہاد غزا کو فرض قرار دیتے تھے۔ انگریزوں کے لئے داخلی طور پر خطرہ تھے۔

۵...... انگریزوں نے ۱۸۶۴ء، ۱۸۶۵ء، ۱۸۷۰ء اور ۱۸۷۱ء میں پٹنہ، راج محل، مالوہ اور انبالہ میں ان علماء اور ان کے معاونین پر پانچ مقدمات قائم کئے جو ہندوستان میں برطانوی اقتدار کو اکھاڑ پھینکنے کے لئے جہاد کا مشن قائم کئے ہوئے تھے۔ انہیں موت، عمر قید اور ضبطی جائیداد کی سخت سزائیں دے کر پامال کیا گیا۔

۶...... افغانستان میں برطانوی اقتدار کی بیل منڈھے نہ چڑھی تو ۱۸۹۲ء میں سر مارٹیمر ڈیورنڈ نے افغانستان اور ہندوستان کے مابین طورخم کے ساتھ سرحدی لائن قائم کی۔ جو ڈیورنڈ لائن کہلاتی رہی اور اب بھی سرکاری کاغذوں میں اسی کا یہی نام چلا آ رہا ہے۔

۷...... پنجاب مسلمانوں کی اکثرت کا وسیع تر علاقہ تھا۔ انگریزوں نے ۱۸۵۷ء کی جدوجہد آزادی کو اس صوبہ ہی کے بل پر ختم کیا اور تجربہ سے اندازہ ہو گیا کہ اس کے لئے پنجاب کا سپاہی ایک عظیم فوجی متاع ہے۔ ہندوستان بھر میں پنجاب برطانوی عملداری کے لئے ریڑھ کی ہڈی تھا۔ یہاں کے مسلمان رؤساء نے انگریزوں کی توقعات سے کہیں زیادہ برطانوی عملداری کے لئے جاں سپاری اور وفاداری بشرط استواری کا ثبوت دیا تھا۔ پنجاب کی سرحدوں سے منسلک صوبوں میں روح جہاد قائم تھی اور وہ تمام تر پاکستان کے علاقے تھے۔ ان علاقوں سے ملحق افغانستان و ایران تھے۔ ان سے آگے دور دور تک اسلامی مملکتوں کا جال بچھا ہوا تھا۔ ادھر ان علاقوں کے شانوں پر روس تھا اور برطانوی عملداری روس کو اپنے لئے خطرہ سمجھتی تھی۔ پنجاب کو اپنے قبضہ میں رکھنے اور ان علاقوں سے روح جہاد ختم کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو برطانوی سرکار نے مبعوث کیا۔ برطانوی سرکار کو بزعم خویش یقین تھا کہ پنجاب ایک ملہم کی معرفت اپنے سانچہ میں ڈھالا جا سکتا اور گرد و پیش کے مسلمان اس طرح

زیر کئے جاسکتے ہیں۔ اگر ان علاقوں کے مسلمان زیر نہ ہوں تو اس ملہم کو پیدا کر کے علماء کا محاذ اس کی طرف پھیرا جاسکتا ہے اور اس طرح مسئلہ جہاد ٹل سکتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اس ضرورت ہی کی پیداوار تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے مسلمان عوام کو پادریوں کے خلاف بھڑکایا اور مسیحی عقائد پر رکیک حملے کئے تو پادریوں نے برطانوی سرکار سے شکایت کی کہ مرزا توہین مسیحیت کا مرتکب ہو رہا ہے۔ مرزا نے ملکہ وکٹوریہ کو خط لکھا کہ: ''مشنریوں سے مناظرہ کرتا ہوں تو مسلمانوں میں تنسیخ جہاد کا اعتبار بڑھتا ہے۔''

ایک دوسری جگہ لکھا کہ: ''میں نے عیسائی رسالہ نور افشاں کے جواب میں سختی کی تو اس کا مقصد یہ تھا کہ سریع الغضب مسلمانوں کے وحشیانہ جوش کو ٹھنڈا کیا جائے اور میں نے حکمت عملی سے وحشی مسلمانوں کے جوش کو ٹھنڈا کیا۔'' (تریاق القلوب ص ب، ج، خزائن ج ۱۵ ص ۴۹۰)

گویا مرزا قادیانی، پادریوں سے عیسائیت اور اسلام کے زیر عنوان جو مناظرے کرتے تھے وہ صرف اس غرض سے تھے کہ مسلمانوں کا ان پر اعتماد قائم ہو کہ وہ انگریزوں کے فرستادہ نہیں۔ بلکہ جہاد کی منسوخی کا اعلان ایک ملہم کی حیثیت سے خدا کی رضا پر کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی نے اپنے تئیں نبی منوانے کے لئے بے تحاشا گالی گلوچ کی۔ اس وقت تمام ہندوستان میں پنجاب ہی شاید سب سے ان پڑھ صوبہ تھا۔ اس کے باشندوں کو اس طرح مرعوب کیا کہ:

۱...... ''تمام مسلمانوں نے مجھے قبول کر لیا ہے۔ صرف کنجریوں اور بدکار عورتوں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا۔'' (آئینہ کمالات ص ۵۴۷، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۲...... ''جو شخص میرا مخالف ہے وہ مشرک اور جہنمی ہے۔''
(تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۲۷، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵)

۳...... ''جو شخص ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حرامزادوں کی یہی نشانی ہے۔'' (انوار اسلام ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۳۱، ۳۲)

۴...... ''ہمارے دشمن بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔'' (درثمین عربی ص ۲۹۴، نجم الہدیٰ ص ۱۰، خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

مرزا قادیانی ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو وفات پاگئے۔ ان کے جانشینوں حکیم نورالدین خلیفۂ اوّل (مئی ۱۹۰۸ء تا مارچ ۱۹۱۴ء) اور ثانیاً مرزا بشیر الدین خلیفہ ثانی (مارچ ۱۹۱۴ء تا ۱۹۶۵ء) نے احمدیت کو استعمار کی ایجنسی بنایا۔ اس ایجنسی نے پہلی جنگ عظیم میں انگریزوں کی بے نظیر

خدمات انجام دیں۔ عرب ریاستوں کو مسلمانوں کی وضع قطع اور مسلک ومشرب کا فریب دے کر ان کی قطع وبرید کا برطانوی مشن پورا کیا اور جاسوسی کرتے رہے۔ ادھر ہندوستان میں جاسوسی کے مرکزی وصوبائی محکموں سے متعلق رہے۔ مسلمانوں کو برطانیہ سے وفاداری کا سبق اس طرح پڑھایا کہ ان کے روحانی رشتے کی عالمی روح مفقود ہو جائے۔ پہلی جنگ عظیم میں بغداد کے سقوط پر چراغاں کیا۔ مدینہ ومکہ کے متعلق (حقیقت الرؤیا ص۴۶ مصنفہ بشیر الدین محمود) میں لکھا کہ ان کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہو گیا ہے۔

قادیان کے متعلق (الفضل ج ۱۲ نمبر ۱۷ ص ۱۰، مورخہ ۳ر جنوری ۱۹۲۵ء) میں لکھا کہ وہ تمام جہان کے لئے ام ہے۔ اس مقام مقدس سے دنیا کو ہر ایک فیض حاصل ہو سکتا ہے۔

(الفضل ۱۲ر ستمبر ۱۹۳۵ء) میں مرقوم ہے کہ: ’’ہم ان لوگوں سے متفق نہیں جو کہتے ہیں کہ کسی صورت میں بھی حرمین پر حملہ نہیں کیا جا سکتا۔ مدینہ پر بھی چڑھائی ہو سکتی ہے۔‘‘

اس سے پہلے ۱۱ر ستمبر ۱۹۳۲ء کے (الفضل) میں مرقوم تھا کہ: ’’قادیان میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔ قادیان کا سالانہ جلسہ ظلی حج ہے اور یہ نفل اب فرض بن گیا ہے۔‘‘

قادیانی جاسوس

مرزا غلام احمد قادیانی نے ملک سے باہر جہاد کی تنسیخ اور برطانیہ کی اطاعت سے متعلق بہ قول خود بے پناہ لٹریچر بھجوایا اور مسلمان ملکوں میں تقسیم کرایا۔ ان کا بیٹا بشیر الدین محمود خلیفۂ ثانی ایک شاطر انسان تھا۔ اس نے اپنے معتقدین کو انگریزوں کی جاسوسی کے لئے مقرر کیا۔ بعض جگہ مشن قائم کئے۔ بعض جگہ ملازمتیں دلوائیں اور بعض جگہ پہلی جنگ عظیم میں عرب ریاستوں کے احوال وآثار چوری کرنے کے لئے اپنے معتقدین بھیجے۔ مثلاً:

۱...... پہلی جنگ عظیم میں اپنے سالے ولی اللہ زین العابدین کو سلطنت عثمانیہ میں بھیجا۔ اس نے ترکوں کی پانچویں ڈویژن کے انچارج جمال پاشا کی معرفت ۱۹۱۷ء میں قدس یونیورسٹی دمشق میں دینیات کی لیکچررشپ حاصل کی۔ لیکن اس کا کام انگریزی فوجوں کے لئے جاسوسی کرنا تھا کہ وہ دمشق میں کیونکر داخل ہو سکتی ہیں۔ جونہی انگریزی فوجیں دمشق میں داخل ہوئیں وہ انگریزی کمانڈر کے حسب ہدایت مامور ہو گیا اور عربوں کو ترکوں سے بھڑانے کے فرائض انجام دیتا رہا۔ لیکن جب عراقی اس کے جاسوسی خدوخال سے آگاہ ہو گئے تو بھاگ کر قادیان آ گیا

اور ناظر امور عامہ ہو گیا۔

۲...... پہلی جنگ عظیم کے فوراً بعد مکہ مکرمہ میں احمدیہ مشن قائم کیا گیا۔ میر محمد سعید حیدر آبادی اس کا انچارج تھا اور کرنل ٹی۔ ڈبلیو، ای۔ لارنس (برطانوی محکمہ، جاسوسی کا اہم عہدیدار) کی ہدایت پر کام کرتا تھا۔ اس مشن کے ارکان نے، مکہ مکرمہ اور ترکی میں برطانوی مصالح کے مطابق تخریب کاری کا جال بچھایا۔ (الفضل ۳؍ ستمبر ۱۹۲۵ء ملاحظہ ہو) آخر ابن سعود اور مصطفیٰ کمال کے مستحکم ہونے پر مرزائی سب کچھ چھوڑ کر حجاز و ترکی سے فرار کر گئے۔ انہیں معلوم ہو چکا تھا کہ وہ گرفتار کئے جا رہے ہیں اور ان کے جرم کی سزا موت ہے۔

۳...... ترکی میں مصطفیٰ کمال کو قتل کرنے کے لئے مصطفیٰ صغیر نام کے جس نوجوان کو مامور کیا گیا اور مرزا معراج دین (سپرنٹنڈنٹ سی۔ آئی۔ ڈی) ایک تاجر کی حیثیت سے اس کے ساتھ منسلک کئے گئے۔ اس نوجوان (مصطفیٰ صغیر) کو مرزا بشیر الدین محمود نے ایک معتمد جاں نثار کی حیثیت سے مقرر و منتخب کیا اور برطانوی حکومت کے حوالے کیا تھا۔

۴...... پہلی جنگ عظیم میں برطانوی فوج کامیاب ہو کر عراق میں داخل ہوئی تو اس کے ساتھ ہندوستانی مسلمانوں کے روپ میں بہت سے احمدی تھے۔ ولی اللہ زین العابدین کا چھوٹا بھائی اور مرزا بشیر الدین محمود کا سالا میجر حبیب اللہ شاہ، جو انگریزی فوج میں ایک ڈاکٹر تھا۔ بغداد فتح ہونے پر برطانوی گورنر مقرر کیا گیا اور فوج کی لوٹ مچائی گئی۔ پھر وہ سبکدوش ہو کر واپس آ گیا۔ آخر ۱۹۲۴ء میں عراقی حکومت نے مرزائی عناصر کو ان کی غدارانہ سرگرمیوں کے باعث نکال دیا۔

۵...... شام میں جلال الدین شمس کو بھیجا گیا۔ اس کے سپرد فلسطین و شام کا مشن تھا۔ لیکن دسمبر ۱۹۲۷ء میں اس کی پراسرار سرگرمیوں کے باعث اس پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ وہ بچ گیا۔ لیکن بہت دیر تک زیر علاج رہا۔ شام میں استعماری گرفت ڈھیلی پڑ گئی تو جلال الدین شمس کو نکال دیا گیا اور وہ ۱۷؍ مارچ ۱۹۲۸ء کو حیفا آ گیا۔ اب برطانوی مصالح کا مرکز فلسطین تھا اور اس کو یہودی ریاست بنانے کے لئے، عربوں کی وحدت میں نقب لگانے والے ایسے ہی نام نہاد مسلمان درکار تھے جو مرزا بشیر الدین محمود نے مہیا کئے۔ فلسطین میں برطانیہ کی جاسوسی کا افسر اعلیٰ ایک یہودی تھا۔ احمدی مشن اس کے ماتحت تھا اور اس طرح یہودیت اور احمدیت کے گٹھ جوڑ کا آغاز ہوا۔

اس آغاز ہی نے اسرائیل قائم کرنے کی استعماری کوششوں کو پروان چڑھایا۔ آج احمدی ان بے نظیر خدمات ہی کے صلہ میں اسرائیل کی حکومت سے متمتع ہو رہے اور آج کل عرب ریاستوں کی بیخ کنی اور مخبری کر رہے ہیں۔ لائڈ جارج (وزیراعظم انگلستان) نے فلسطین میں احمدیوں کی خدمات کا اعتراف کیا اور وہ ان سے غایت درجہ مطمئن تھا۔ ۱۹۲۴ء میں مرزا بشیر الدین محمود فلسطین گیا اور اس نے اعلان کیا کہ یہودی اسی خطہ کے مالک ہو جائیں گے۔ (تاریخ احمدیت ج۶ص ۴۱۰) مرزا محمود نے فلسطین کے ہائی کمشنر سے ملاقات کی اور آئندہ خدمات کا نقشہ طے پایا۔ جلال الدین شمس کے ساتھ محمد المغربی الطرابلسی اور عبدالقادر عودہ صالح نام کے دو عربوں کو منسلک کیا گیا۔ اصلاً دونوں یہودی تھے اور استعماری مقاصد کے لئے انہیں مسلمان کیا گیا تھا۔

۶...... ہندوستان میں برطانوی حکومت نے روس سے ہمیشہ خطرہ محسوس کیا اور وسط ایشیاء میں اسلامی علاقوں کی معرفت اس خطرہ کے مفروضوں یا حقیقتوں کی نوعیت معلوم کرنے کے لئے مختلف وقتوں میں کئی جاسوسی وفد بھیجے۔ جو مختلف واسطوں سے روس جاتے رہے۔ ایک احمدی محمد امین خاں کو ۱۹۲۱ء میں مبلغ کے روپ میں روانہ کیا گیا۔ وہ ایران کے راستہ معلومات حاصل کرتا ہوا روس میں داخل ہوا۔ لیکن روسی حکومت نے پکڑ کے جیل میں ڈال دیا۔ آخر برطانوی مداخلت سے رہا ہوا۔ اس نے قادیان واپس آ کر مرزا بشیر الدین محمود سے مزید ہدایات لیں اور ایک دوسرے شخص ظہور حسین کو ساتھ لے کر لوٹ گیا۔

ظہور حسین بھی روسی پولیس کے ہاتھ آ گیا اور انگریزوں کے لئے جاسوسی کے الزام میں ماسکو وغیرہ کے قید خانہ میں دو سال رہا۔ بالآخر برطانوی سفیر مقیم ماسکو کی تگ و دو سے رہا ہوا۔ شہزادہ ویلز ہندوستان آیا تو مرزا بشیر الدین محمود نے وفاداریوں سے متعلق سپاسنامہ پیش کیا۔ اس میں بڑ ہانکی کہ حضرت مرزا غلام احمد کی پیش گوئی کے مطابق روس کی حکومت بالآخر احمدیوں کے ہاتھ میں ہوگی اور اللہ تعالیٰ احمدیت کو بخارا میں عنقریب پھیلا دے گا۔

۷...... پہلی جنگ عظیم کے بعد ۱۹۱۹ء میں انگریزوں اور افغانستان کے درمیان جنگ چھڑ گئی تو قادیانی ایک کمپنی کی شکل میں افغانستان کو انگریزوں کے زیر نگین لانے کے لئے مصروف ہو گئے۔ مرزا محمود کا چھوٹا بھائی چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں آنریری کا کام کرتا رہا۔

برطانوی حکومت اوّل تو افغانستان کو اپنے قبضہ میں لانا چاہتی تھی۔ جب افغانستان اس کی نوآبادی نہ بن سکا تو اپنی ریشہ دوانیوں کے لئے چن لیا، تاکہ افغانستان کمزور ہو۔ اس کام

کے لئے جو مہرے جاسوسی کے تخریبی فرائض انجام دے رہے تھے ان میں ایک شخص نعمت اللہ قادیانی بھی تھا۔ اس کو جولائی ۱۹۲۴ء میں گرفتار کر کے سنگسار کیا گیا۔ فروری ۱۹۲۵ء میں دو اور قادیانی ملا عبدالحلیم اور ملا نور علی اسی پاداش میں موت کے گھاٹ اتارے گئے۔

قادیانی امت کی برطانیہ سے اندھا دھند وفاداری اور مسلمان ملکوں میں انگریزوں کی خاطر جاسوسی کا ریکارڈ اتنا ضخیم ہے کہ اور کسی سرکاری جماعت کا ریکارڈ اس قدر شرمناک نہیں۔ اس سے فی الحقیقت کئی سو کتابوں کی ایک لائبریری قائم ہو سکتی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی امت کے دو شعار رہے ہیں:

۱...... ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت چھن جانے پر مرزا غلام احمد قادیانی جہاد کی منسوخی کے لئے ایک نبی بن کر سامنے آیا اور اس نے خدائی الہام کا جامہ پہنا کر اطاعت برطانیہ کو فرض قرار دیا۔ اس کی امت نے اس کی موت کے بعد ایک ایسے طائفہ کی حیثیت اختیار کر لی جو ہندوستان میں برطانوی استعمار کے انجن کی بھاپ تھا اور جس کے وجود سے مسلمانوں کی وحدت دولخت ہو کر کمزور پڑتی اور ختم ہوتی تھی۔

۲...... قادیانی امت نے اپنے پیغمبر کی سند لے کر تمام اسلامی ملکوں میں برطانوی استعمار کی خدمت گذاری اپنے اوپر فرض کر لی۔ وہ مسلمانوں کے روپ میں ان ممالک میں جاتے اور رہتے۔ لیکن عقیدۃً انہیں کافر سمجھ کر انہیں سبوتاژ کرتے۔ تمام اسلامی ملکوں کے مسلمان ان کے ظواہر سے دھوکا کھاتے۔ المختصر قادیانی امت کے افراد اسلامی مملکتوں میں برطانیہ کا ففتھ کالم تھے۔

علامہ اقبالؒ نے قادیانی امت کے عمیق مطالعہ کے فوراً ہی بعد ہندوستان کی برطانوی حکومت سے مطالبہ کیا کہ مرزائیوں کو مسلمانوں سے الگ کر دیا جائے۔ وہ محمد عربی کی امت میں نقب لگا کر ایک علیحدہ امت پیدا کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد خود کوئی امت پیدا نہ کر سکتے تھے۔ اگر وہ الگ امت پیدا کرتے تو اسلامی ملکوں میں انگریزی استعمار کے لئے مفید نہ ہوتے۔ انہوں نے اپنے پیرووں کی جمعیت کو اس طرح ڈھالا کہ وہ اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے۔ لیکن کام ان سے اس طرح لیا۔ گویا وہ مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ اور جماعت ہیں۔

علامہ اقبالؒ قادیانی امت کے الگ تھلگ عقائد، ان کی اسلام سے غداری اور برطانوی استعمار کی خدمت گذاری سے اس قدر بدظن ہو گئے کہ انہوں نے نہ صرف احمدیوں کو مسلمانوں سے الگ کر دینے کا مطالبہ انتہائی شدت سے کیا۔ بلکہ مسلمان اداروں سے انہیں

نکلوادیا۔ لاہور ہائی کورٹ کے ایک جج مرزا ظفر علی بھی حضرت علامہ کے مؤید ہوگئے اور اس طرح انگریزی خواندہ جماعت کی ایک بڑی تعداد میں بھی ان کی علیحدگی کا مطالبہ قائم ہوگیا۔

علامہ اقبالؒ نے فرمایا کہ:

۱...... قادیانی مسلمانوں میں صرف سیاسی فوائد کے حصول کی خاطر شامل ہیں۔ ورنہ وہ تمام عالم اسلام کو اپنے عقائد کی رو سے کافر قرار دیتے ہیں۔

۲...... وہ اسلام کی باغی جماعت ہے اور مسلمانوں کو اس مطالبہ کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو ان سے الگ کر دیا جائے۔

۳...... وہ مسلمانوں میں یہودیت کا ثنی ہیں۔

برعظیم کی آزادی تک قادیانی امت کی تاریخ میں ایک شوشہ یا ایک نقطہ بھی ایسا نہیں جس سے معلوم ہو کہ وہ اس برعظیم کی جدوجہد کی آزادی سے موافق تھے یا کبھی انہوں نے برطانیہ سے ہندوستان چھوڑ دینے کا مطالبہ کیا ہو۔ ان کی غیر مختتم کاسہ لیسی کے باوجود براعظم آزاد ہوگیا۔ ہندوستان آزاد ہوا۔ پاکستان قائم ہوا تو برطانیہ سے ان کی وابستگی کے لئے ہندوستان میں کوئی جگہ نہ تھی اور نہ وہاں رہ کر وہ مختلف محاذوں پر برطانیہ کے لئے ففتھ کالم ہوسکتے تھے۔ انہوں نے پاکستان کا رخ کیا۔ پنجاب میں آزادی سے کچھ عرصہ بعد تک سرفرانسس موڈی انگریز گورنر تھا۔ اس کے سامنے برطانوی استعمار کے مختلف پلان تھے۔ چنانچہ اسی کی معرفت ربوہ قادیانی امت کو ملا۔ یہ ان کے لئے اس طرح کا ایک نگر تھا۔ جس طرح امریکیوں نے پشاور سے کوہاٹ کی طرف بڈبیر کے مقام پر اپنا ایک عسکری مرکز قائم کیا تھا اور وہاں کسی پاکستانی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔

جن لوگوں نے مرزائیت کے تعاقب کی تحریک چلائی۔ ان میں زعمائے احرار مسلم لیگ میں شامل نہ تھے اور نہ پاکستان کو ہندوستان کے مسلمانوں کا سیاسی حل سمجھتے تھے۔ علامہ اقبالؒ پاکستان سے پہلے وفات پاگئے۔ مولانا ظفر علی خان گور کنارے تھے۔ مرزا بشیر الدین محمود کو خیال ہوا کہ ان کے مخالف جو متحرک اور اشجع ہیں۔ مسلم لیگ میں عدم شمول کے باعث اب پاکستان میں سر اٹھانے کے قابل نہیں رہے۔ مسلمانوں نے انہیں مسترد کر دیا ہے۔ اس مفروضہ پر اس نے پاکستان کو اپنی ریاست بنانے کی اندرونی مہم کا آغاز کیا۔ اس نے جنرل سر ڈگلس گریسی کے ایماء پر ''جہاد کشمیر'' کے نام پر ''فرقان بٹالین'' قائم کی۔ یہ اس شخص کا اقدام تھا۔ جس کے باپ مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد کو الہاماً منسوخ کیا تھا اور جو برطانوی عہد میں خود بھی منسوخی جہاد کا داعی تھا۔

مشرقی پاکستان کے پاکستان سے کٹ جانے کے بعد آج مغربی پاکستان میں بلوچستان عالمی طاقتوں کی بدولت ایک سیاسی مسئلہ ہے اور وہاں بیرونی، نگاہیں لگی ہوئی ہیں۔ انگریزوں نے برعظیم چھوڑنے سے پہلے بلوچستان کے موجودہ گورنر نواب آف قلات کو اپنے ڈھب پر لانا چاہا۔ کہ وہ بلوچستان کو نیپال کی طرح آزاد حیثیت دینا چاہتے ہیں۔ مسٹر ڈی۔ وائی فل (پولیٹیکل ایجنٹ کوئٹہ) نے نواب قلات کو ترغیب دی کہ انگریز برما اور لنکا کی طرح بلوچستان کو آزاد ریاست کا درجہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ ان دنوں بلوچستان کا ایجنٹ جنرل جیفرے تھا۔ وہ خود قلات گیا اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن کا پیغام دیا کہ وہ بلوچستان کو آزاد ریاست بنانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن قائداعظمؒ مطلع ہوگئے اور بیل منڈھے نہ چڑھی۔ آخر برطانوی حکومت کے ان سیاستدانوں نے مرزا محمود سے طویل ملاقات کر کے بلوچستان کا پلان ان کے حوالے کیا اور خود چلے گئے۔ مرزا محمود نے جولائی ۱۹۴۸ء میں کوئٹہ کا دورہ کیا اور بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے کا اعلان کیا۔ ان کا یہ خطبہ ۱۴ راگست ۱۹۴۸ء کے ''الفضل'' میں درج ہے۔

اگر ۱۹۵۳ء میں قادیانیت کے خلاف مجلس عمل کی تحریک نہ چلتی تو مِرزائی پاکستان میں استعماری سیاست کے حسب ہدایت اپنے قدم جما رہے تھے۔ اس تحریک نے تمام ملک کو چوکنا کر دیا۔ قادیانی تبلیغ ہمیشہ کے لئے رک گئی اور تمام مسلمان ان سے باخبر ہوگئے۔ لیکن سر ظفر اللہ خان نے وزیر خارجہ کی حیثیت سے بیرون پاکستان اپنی ساکھ قائم کر لی اور عالمی استعمار سے اس کی ضرورتوں کے تابع ناطہ قائم کر لیا۔ ادھر ملک استعماری اور نظریاتی طاقتوں کے محور میں چلا گیا۔ ادھر قادیانی استعماری طاقت کے مہرے ہوگئے۔

چین...... امریکہ اور روس دونوں کے لئے خطرہ یا پرابلم ہو چکا تھا۔ دونوں محسوس کرتے تھے کہ ہندوستان سوشلسٹ ہوگیا تو پھر ایشیاء اور افریقہ میں انہیں کوئی سا مقام یا رسوخ حاصل نہ ہوگا۔ کیونکہ اس طرح ایک ارب اور بیس کروڑ انسان سوشلسٹ ہو جاتے تھے۔ ان عالمی طاقتوں نے ہندستان کو ساتھ ملا کر چین کے خلاف محاذ بنانا چاہا۔ ہندوستان کا جواب یہ تھا کہ اس کے دو طرف مشرقی و مغربی پاکستان دشمن کی حیثیت سے موجود ہیں۔ جب تک وہ ہیں ہندوستان کا ایسے کسی محاذ میں شامل ہونا مشکل ہے۔ امریکہ اور روس نے صدر ایوب سے کہا کہ وہ ہندوستان سے مشترکہ دفاع کر لے۔ صدر ایوب نے مشکلات پیش کیں اور عذر کیا۔ اس پر دونوں طاقتیں

پاکستان اور ایوب خان کے خلاف ہوگئیں۔اس ناراضی کا نتیجہ ۱۹۶۵ء کی جنگ تھی۔ جو استعماری طاقتوں کے پاکستانی گماشتوں کی پخت و پز سے معرض وجود میں آئی۔ خدا نے پاکستانی فوج کے بازوؤں کو توانائی دے کر پاکستان کو بچالیا۔ ورنہ نقشہ مختلف ہوتا اور جانے کیا ظہور میں آتا۔

عالمی طاقتیں سمجھتی تھیں کہ مغربی پاکستان کے اعضاء فتح ہو گئے اور اس کی شکل بدل گئی تو مشرقی پاکستان کسی تردد کے بغیر خود بخود الگ ہو جائے گا۔لیکن قدرت کو منظور نہ تھا۔ پاکستان محفوظ ہوگیا۔لیکن اس کے ساتھ ہی عالمی طاقتوں کے ہتھے چڑھ گیا۔مشرقی پاکستان کبھی الگ نہ ہوتا۔لیکن عالمی طاقتوں کے جو ایجنٹ مغربی پاکستان میں حکومت کی مشینری کے بڑے بڑے عہدوں پر کام کر رہے تھے انہوں نے مشرقی پاکستان کو کاٹ دیا اور قادیانی اس منصوبہ کے سرخیل تھے۔مشرقی پاکستان میں مغربی پاکستان کے خلاف معاشی استحصال کا جو غصہ تھا اس کو سوا کرنے والا مرزا غلام احمد قادیانی کا پوتا، مرزا بشیر الدین کا بھتیجا اور داماد ایم۔ایم احمد تھا۔ جو ایوب خان کے زمانہ میں بیرونی پشت پناہی سے مالیات کا انچارج تھا اور آج ان استعماری خدمات کے صلہ میں عالمی بینک کا اہم عہدیدار ہے۔لطف یا ستم یہ کہ پاکستان میں ایٹمی توانائی کا سربراہ عبدالسلام بھی قادیانی ہے۔

ظفر اللہ خان، ایم۔ایم۔احمد اور عبدالسلام تینوں ہی پاکستان سے باہر لندن کی جلوہ گاہ میں رہتے اور واشنگٹن کے اشارۂ ابرو پر رقص کرتے ہیں۔ قادیانی ہائی کمانڈ نے ۱۹۷۱ء کے انتخابات میں پاکستان کے اسلامی ذہن کو اسرائیل کے روپے کی طاقت پر سبوتاژ کیا اور اس کے بعد سے ملک کے غیر اسلامی ذہن کی معرفت، پاکستان کی معاشی و عسکری زندگی پر قابض ہو رہے ہیں۔ یورپ کی نظریاتی و استعماری طاقتیں نہ تو اسلام کو بطور طاقت زندہ رکھنے کے حق میں ہیں اور نہ اس کی نشأۃ ثانیہ چاہتی ہیں۔ ہندوستان کی خوشنودی کے لئے پاکستان ان کی بندر بانٹ کے منصوبہ میں ہے۔ وہ اس کو بلقان اور عرب ریاستوں کی طرح چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم کرنا چاہتی ہیں۔ان کے سامنے مغربی پاکستان کا بٹوارہ ہے۔ وہ پختونستان، بلوچستان، سندھو دیش اور پنجاب کو الگ الگ ریاستیں بنانا چاہتی ہی۔ان کے ذہن میں بعض سیاسی روایتوں کے مطابق کراچی کا مستقبل سنگاپور اور ہانگ کانگ کی طرح ایک خودمختار ریاست کا ہے۔خدانخواستہ اس طرح تقسیم ہوگئی تو پنجاب ایک محصور SANDWITCH صوبہ ہو جائے گا۔جس طرح مشرقی

پاکستان کا غصہ، مغربی پاکستان میں صرف پنجاب کے خلاف تھا۔ اسی طرح پختونستان، بلوچستان اور سندھو دیش کو بھی پنجاب سے ناراضگی ہوگی۔ پنجاب تنہا رہ جائے گا تو عالمی طاقتیں سکھوں کو بھڑکا اور بڑھا کر مطالبہ کرادیں گی کہ مغربی پنجاب ان کے گوروؤں کا مولد، مسکن اور مرگھٹ ہے۔ لہٰذا ان کا اس علاقہ پر وہی حق ہے جو یہودیوں کا فلسطین و اسرائیل پر تھا اور انہیں وطن مل گیا۔ عالمی طاقتوں کے اشارے پر سکھ حملہ آور ہوں گے۔ اس کا نام شاید پولیس ایکشن ہو۔ جانبین میں لڑائی ہوگی۔ لیکن عالمی طاقتیں پلان کے مطابق مداخلت کر کے اس طرح لڑائی بند کرادیں گی کہ پاکستانی پنجاب، بھارتی پنجاب سے پیوست ہو کر سکھ، احمدی ریاست بن جائے گا۔ جس کا نقشہ اس طرح ہوگا کہ صوبہ کا صدر سکھ ہوگا۔ تو وزیراعلیٰ قادیانی، اگر وزیراعلیٰ سکھ ہوگا تو صدر قادیانی۔ اسی غرض سے استعماری طاقتیں قادیانی امت کی کھلم کھلا سرپرستی کر رہی ہیں۔

بعض مستند خبروں کے مطابق سر ظفر اللہ خان لندن میں بھارتی نمائندوں سے پخت و پز ہو کر چکے ہیں۔ قادیانی اس طرح اپنے نبی کا مدینہ (قادیان) حاصل کر پائیں گے۔ جو ان کا شروع دن سے مطمح نظر ہے اور سکھ اپنے بانی گورونانک کے مولد میں آجائیں گے۔ یہی دونوں کے اشتراک کا باعث ہوگا۔ قادیانی عالمی استعمار سے اپنی اس ریاست کا وعدہ لے چکے ہیں اور اس کے عوض عالمی استعمار کے گماشتہ کی حیثیت سے اسرائیل کی جڑیں مضبوط کرنے کے لئے وہ مسلمانوں کی صف میں رہ کر عرب ریاستوں کی بیخ کنی اور مخبری کے لئے افریقہ کی بعض ریاستوں میں مشن رچا کے بیٹھے ہیں اور حیفا (اسرائیل) میں حکومت یہود کے مشیر برائے اسلامی ممالک ہیں۔ وہ پاکستان میں حکمران جماعت کے ہاتھوں، سرحد و بلوچستان کی نمائندہ جماعت کو پٹوا کر پنجاب و سندھ میں اسلامی ذہن کے قتل عمد سے موعودہ استعماری صوبہ کی آبیاری کر رہے ہیں اور اس وقت استعماری طاقتوں کی معرفت اسرائیل اور ہندوستان کے آلہ کار ہیں اور یہ ہے ان کا سیاسی چہرہ جس سے ان کا داخلی وجود ظاہر ہوتا ہے۔

☆............☆

خاتم النبیین لا نبی بعدی
قادیانی، پاکستان میں استعماری گماشتے ہیں
عجمی اسرائیل
ایک انڈر گراؤنڈ خطرے کا تجزیہ
آغا شورش کاشمیریؒ

عجمی اسرائیل

پاکستان خطرے میں ہے۔ داخلی اعتبار سے بھی اور خارجی اعتبار سے بھی۔ یہ اس تأثر کا خلاصہ ہے جو پاکستان میں ہر کہ ومہ کی زبان پر ہے۔ حزب اقتدار اور حزب اختلاف بہ اختلاف الفاظ دونوں ہی اس کی نشاندہی کرتی ہیں۔ خود صدر مملکت (ذوالفقار علی بھٹو) نے بعض غیر ملکی جرائد کے وقائع نگاروں کو معنی خیز اشارات میں ان خطرات کا ذکر کیا اور ملک میں جتنی بھی سیاسی جماعتیں اپوزیشن سے منسوب ہیں۔ وہ کھلم کھلا ان خطرات کو بیان کرتی ہیں۔ ان میں اختلاف ہے تو خطرے کی نوعیت اور اس کے تعین کا، لیکن خطرے کے وجود اور امکان پر سب کا اتفاق ہے اور سبھی اس کو شدت سے محسوس کرتے ہیں۔

بظاہر داخلی اور خارجی دونوں خطرات ایک دوسرے سے الگ الگ اور آپس میں کٹے چھٹے ہوئے ہیں۔ لیکن صورتحال کی اندرونی فضا خارجی اثرات کے تحت اتنی مربوط ہے کہ الگ الگ مہرے بھی ایک ہی شطرنج کے مہرے نظر آرہے ہیں۔

خطرات کا یہ احساس جواب عوام کے دلوں میں اتر چکا ہے۔ اولاً معاہدہ تاشقند (۱۹۶۵ء) کے فوراً بعد ملک کے خواص کو خلوتیان راز کی معرفت معلوم ہوا تھا اور لوگ محسوس کرنے لگے تھے کہ پاکستان عالمی طاقتوں کی سیاسی خواہشوں کے نرغہ میں ہے۔ آخر مشرقی پاکستان کے (۱۹۷۱ء) الگ ہو کر بنگلہ دیش بن جانے سے سارا ملک بلکہ ساری دنیا باخبر ہوگئی کہ پاکستان عالمی طاقتوں کی سیاسی خواہشوں کا محور ہو چکا ہے اور اب پاکستان میں اضطراب وتشویش اور تشتت وانتشار کی جو لہریں دوڑ رہی ہیں وہ تمام تر عالمی طاقتوں کے اسی طرز عمل اور پاکستان کی اندرونی سیاست کے اسی اتار چڑھاؤ کا نتیجہ ہے۔

داخلی طور پر خطرہ کی نوعیت یہ ہے کہ برسر اقتدار پارٹی (پیپلز پارٹی) جو سرحد و بلوچستان میں صوبائی نمائندگی سے محروم ہے۔ اپنی مدمقابل سیاسی جماعت نیشنل عوامی پارٹی (نیپ) کو پاکستان کی مزید تقسیم کے عالمی پس منظر میں آلہ کار ٹھہراتی اور اس کی طاقت کو سبوتاژ کر کے سیاسی تصادم کے پہلو دار امکانات پیدا کر رہی ہے۔ ادھر اس الزام کی نیپ کے حلقے تردید کرتے ہیں۔ لیکن پروپیگنڈا مشینری (ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات وغیرہ) پیپلز پارٹی کے ہاتھ میں ہیں۔ اس لئے سندھ ایک حد تک اور پنجاب بڑی حد تک نیپ کو پیپلز پارٹی کے الفاظ میں پاکستان دشمن کہتے ہوئے جھجکتا نہیں۔ بلکہ ایسا کہنا اپنی حب الوطنی کا روزمرہ خیال کرتا ہے۔ پیپلز پارٹی کے شہ

دماغوں کا اصل نزلہ خان عبدالولی خان پر گرتا ہے۔ جن کا جرم تو یہ ہے کہ وہ صدر بھٹو کی مخالفت میں شروع دن سے ثابت قدم ہیں۔ لیکن ان کے خلاف فرد جرم یہ ہے کہ وہ خان عبدالغفار خان کے فرزند ہیں اور خان عبدالغفار خان سرحدی گاندھی ہیں اور آزادی کے آخری لمحہ تک انڈین نیشنل کانگریس کے زعماء میں سے تھے، وغیرہ۔

پاکستان پیپلز پارٹی اور نیشنل عوامی پارٹی کی مخاصمت کا نقطہ عروج یہ ہے کہ اوّل الذکر نے مرکزی اقتدار کے بل پر مؤخر الذکر کی سرحد و بلوچستان میں وزارتیں برخاست کر کے سرحد کو طالع آزماؤں کے سپرد کر دیا اور بلوچستان جو اس وقت عالمی سیاست کے نزدیک اپنے معدنی خزائن اور جغرافیائی سواحل کی وجہ سے غایت درجہ اہمیت کا علاقہ ہے۔ نواب محمد اکبر بگٹی کی گورنری کو سونپ دیا ہے۔ بگٹی پنجاب سے اس حد تک بیزار تھے کہ ان کے نزدیک بھارت کے ہاتھوں پنجاب کی شکست ہی میں مغربی پاکستان یا موجودہ پاکستان کی آزادی کا انحصار تھا اور وہ اپنے ان خیالات کو کبھی چھپاتے نہیں تھے۔

پنجاب و سرحد میں بہمہ وجوہ پیپلز پارٹی کی عوامی طاقت میں حیرت انگیز کمی ہوگئی ہے۔ اب اس کی طاقت کا نام صرف حکومت ہے۔ ایک دوسری حقیقت جو اس بحث میں قابل ذکر ہے وہ پڑھے لکھے طبقے بالخصوص اسلامی ذہن پر پیپلز پارٹی کے مخالف عناصر کا رسوخ ہے اور یہ رسوخ شروع دن سے ہے۔ صدر بھٹو کسی وجہ سے بھی اس ذہن اور اس طبقے کو کبھی متاثر نہیں کر سکے۔ یہ کہنا شاید غلط نہ ہو کہ پیپلز پارٹی اقتدار کے بعد اپنے سیاسی تلون اور واضح غلطیوں کے باعث مقبولیت عامہ کے اعتبار سے روز بروز ماند پڑ رہی ہے۔

ملک کی عمومی فطرت کے مطابق بعض خاص عناصر جو صرف اقتدار کے لئے جیتے اور اقتدار ہی کے رہتے ہیں۔ صدر بھٹو کو مختلف واسطوں سے شکست دینے کے خواہاں ہیں۔ ان کے سامنے حصول اقتدار کے لئے ہر نظریہ صحیح ہے۔ ویسے وہ کبھی کسی نظریہ کے نہیں رہے۔ ان کا نظریہ ان کی اپنی ذات ہے۔ اس بوقلمونی نے ملک میں عجیب و غریب صورت حالات پیدا کر دی ہے۔ ایک لحاظ سے ہم اس صورتحال کو ذہنی خانہ جنگی کا نام دے سکتے ہیں۔ بالفاظ دیگر اس صورتحال کو ہم ان الفاظ میں مختصر کر سکتے ہیں کہ جانبین اپنے اپنے دوائر میں ملک کے تشتت و انتشار کی پروا کئے بغیر (غیر ارادی طور پر ہی سہی) پاکستان کو ایک ایسے موڑ پر لے آئے ہیں جہاں پاکستان کی نظریاتی بنیادیں ٹوٹ رہیں اور اس کا سیاسی استحکام روز بروز کمزور پڑ رہا ہے۔ جس سے عالمی طاقتوں کی سیاسی خواہشوں کو آب و دانہ مل رہا ہے۔

خارجی خطرہ عوام محسوس کر رہی ہے اور خواص کو معلوم ہو چکا ہے۔ اس کا پس منظر مختصراً یہ ہے کہ:

۱...... بھارت نے برطانوی اقتدار کی رخصتی کے وقت پاکستان کو سیاستاً قبول کیا تھا۔ لیکن ذہناً کبھی قبول نہیں کیا۔

۲...... پاکستان کو مٹانے اور جھکانے کا خیال بھارت نے شروع دن سے ترک نہیں کیا۔ ابتداً پاکستان کے روپے کی روک، مہاجرین کا بے تحاشہ بوجھ، حیدرآباد کا سقوط، کشمیر پر قبضہ، لیاقت نہرو معاہدے سے انحراف، لیاقت علی کا قتل، ناظم الدین کی سبکدوشی، محمد علی بوگرہ کی درآمد، سکندر مرزا کی آئین کشی، ایوب خان کا مارشل لاء، ۱۹۶۵ء کی جنگ، ایوب خان کے اقتدار کا خاتمہ، مشرقی پاکستان کی برہمی، یحییٰ خان کا اقتدار اور ڈھاکہ کا سقوط۔

ان سب چیزوں میں بھارت برابر کا شریک رہا۔ کسی میں بلواسطہ اور کسی میں بلاواسطہ۔ مثلاً لیاقت علی کے سانحہ قتل میں ہندوستان شریک نہیں تھا مگر عالمی طاقتیں پاکستان کو جس نہج پر لانا چاہتی تھیں فی الجملہ ہندوستان کسی نہ کسی طرح ان منفی خواہشوں میں شریک تھا۔ بالفاظ دیگر پاکستان کے معاملہ میں عالمی طاقتوں کے سیاسی نقشے ہندوستان کی مشاورت سے تیار ہوتے رہے اور اب بھی ہندوستان ان نقشوں کے خاکے تیار کرنے میں جزواً یا سالماً حصہ دار ہے۔

۳...... عالم اشتراکیت میں روس اور چین کی آویزش سے امریکہ اور روس میں خود بخود ایک ذہنی سمجھوتہ (گو اس کی بنیاد میں دوستانہ خیر خواہی نہ تھی) ہو گیا۔ امریکہ کے لئے اطمینان کا پہلو یہ تھا کہ روس اور چین میں ٹھن جانے سے اشتراکیت مغرب سے عملاً دستکش ہو جاتی اور اپنی ایک ہم عقیدہ ریاست (چین) سے متصادم ہو کر نہ صرف متحدہ طاقت کی حیثیت سے تقسیم ہو جائے گی۔ بلکہ عالمی سیاست کا نقشہ ہی پلٹ جائے گا۔ روس نے غنیمت سمجھا کہ اس طرح وہ ایشیاء اور افریقہ میں اپنا اثر بڑھا سکے گا۔ عرب دنیا اس کی مٹھی میں ہو گی اور گرم پانی کے جن سمندروں اور کناروں کی اس کو تلاش ہے ان کا راستہ مل جائے گا۔ مرو (روس کی حد) سے لے کر بلوچستان میں جیونی تک ایران و افغانستان کی سرحدوں کے بیچوں بیچ زمین کی ایک پٹی اس کے ہاتھ آ جائے گی جو اقتصادی اعتبار سے ایک عالمی طاقت بننے کے لئے اشد ضروری ہے۔

چین اور ہندوستان کی آویزش جو اس عالمی تصادم ہی کا ایک پارٹ ہے روس اور امریکہ کی ان خواہشوں کے عین مطابق ہے۔ ہندوستان اشتراکی ہو جائے تو ۷۵ کروڑ چینیوں کے بعد ۵۰ کروڑ کا ملک سوشلزم کی گود میں چلا جاتا ہے۔ پھر سامراج کے لئے افریشیا میں کوئی جگہ نہیں

رہتی۔ چین کا طوفان اسی طرح روکا جاسکتا ہے کہ ہندوستان......اشتراکی نہ ہو اور چین سے ان کی ٹھنی رہے۔ تاکہ محاذ سیدھا عالمی طاقتوں کی طرف منتقل نہ ہو۔ ہندوستان نے روس اور امریکہ سے ہمیشہ یہی کہا کہ مضبوط ہندوستان چین کا مقابلہ اسی صورت میں کرسکتا ہے جب اس کے دوشانوں پر موجود پاکستان اس کے لئے خطرہ نہ ہو یا نہ رہے۔

یہ تھا پاکستان سے امریکہ کی دغا اور روس کی دخل اندازی کا نقطۂ آغاز۔ امریکہ نے فیلڈ مارشل ایوب خان کو مشترکہ دفاع پر زور دیا۔ لیکن تب عوام کی ذہنی فضاء اور بھارت سے مسلسل آویزش کے باعث ممکن نہ تھا۔ فیلڈ مارشل ایوب خان کے اس پر راضی (اس کی بعض دوسری تفصیلات بھی ہیں) نہ ہونے کا نتیجہ یہ نکلا کہ:

الف...... امریکہ کے رسوائے عالم ادارہ سی آئی اے نے پاکستان میں قدم جمانے شروع کئے۔ (اس کی محیر العقول تفصیلات ہیں۔ افسوس کہ اس مقالہ کا موضوع نہیں اور یوں بھی وہ تفصیلات ایک جامع کتاب کا مضمون ہیں)

ب...... سی آئی اے کے ایک سفارتی اہلکار نے سب سے پہلے فوج میں نقب لگانی چاہی۔ لیکن ایک بریگیڈیر سے جو اس اہلکار کا جگری دوست تھا جب ٹکا سا جواب پایا (راقم کی مصدقہ معلومات کے مطابق اس نے پینٹ کھول کر جواب عرض کیا) تو سی آئی اے نے سی ایس پی کے افسروں کو اپنے منصوبوں کی تکمیل کے لئے تلاش کیا۔

ج...... مرکزی انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل کو سی آئی اے کے اس اہلکار سے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ وہ مغربی پاکستان کے تمام تھانوں کی عوامی طاقت بندوقوں کی تعداد اور ان کے ساختہ سنین سے واقف تھا اور اسے ایک عوامی انقلاب کی شکل میں ان کی اجتماعی کارکردگی کا اندازہ تھا۔

د...... مرکزی انٹیلی جنس بیورو نے صدر ایوب کو پشاور میں ہاشم کی فائرنگ سے قبل از وقت آگاہ کردیا تھا کہ صورتحال اس طرح بنائی جارہی ہے۔ (ضروری نہیں کہ ہاشم بھی اس سے آگاہ ہو۔ راقم)

ر...... اس فائرنگ کے بعد راولپنڈی چھاؤنی سے دس پندرہ میل آگے (قصبہ کا نام یاد نہیں آرہا سرکاری رپورٹوں میں محفوظ ہوگا) پشاور تک مختلف دیہات کے لوگ بغاوت کے انداز میں سڑکوں پر آگئے۔ لیکن مسٹر الطاف گوہر یا مسٹر این اے رضوی کی کارروکنے کے سوا کوئی اجتماعی مظاہرہ کسی نتیجہ کے ساتھ نہ ہوسکا۔ خبر نذر احتساب ہوگئی۔

۳...... ۱۹۶۵ء کی جنگ میں بھارت کی محرومی نے عالمی طاقتوں کو پاکستان سے متعلق ایک دوسری سوچ اور اس کے عمل میں ڈال دیا۔ وہ سوچ اور عمل تھا۔

الف...... اگرتلہ سازش۔

ب...... چھ نکات۔

ج...... مشرقی پاکستان کی مغربی پاکستان سے علیحدگی کا منصوبہ اور تحریک۔

۴...... ۱۹۶۹ء کی عوامی تحریک صدر ایوب کی گول میز کانفرنس پر ختم ہوگئی اور ملک اس انقلاب کے ہاتھوں نکل گیا۔ جو عالمی طاقتوں کی اسکیم کے مطابق تھا۔ لیکن یحییٰ خان نے جو اس وقت کمانڈر انچیف تھا اپنے سیاسی رفقاء کی معرفت اس کانفرنس کے نتائج کا بھرکس نکال دیا۔ نتیجتاً مارشل لاء آ گیا۔

۵...... یحییٰ خان کیا تھا؟ یہ راز ابھی تک سربستہ ہے۔ لیکن اس کے برسر اقتدار آنے سے سی آئی اے سرگرم ہوگئی۔ مشرقی پاکستان کی سیاست تین حصوں میں بٹ گئی اور تین طاقتوں نے اپنی سیاست کی بساط وہاں بچھا دی۔ روس، امریکہ، چین۔ مولانا بھاشانی چین کے لئے مفید نہ ہو سکے۔ مجیب ابتداً امریکہ کے بال و پر لے کر چلا تھا۔ اب روس کی سیاست بھی اس کے ساتھ ہوگئی کہ وہ چین کا حریف تھا۔

مشرقی پاکستان کا مغربی پاکستان سے کٹ کے بنگلہ دیش ہونا محض شیخ مجیب الرحمان کے چھ نکات کا نتیجہ نہ تھا بلکہ مغربی پاکستان کے حکمران اور ان کے دست پناہ سیاستدان اس نتیجہ کے لئے خود زمین تیار کر رہے تھے اور وہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی ہی سے اپنے مقتدر اعلیٰ ہونے کے خواب کی تعبیر پا سکتے تھے اور وہی ہوا۔

جس نقاب پوش جماعت نے اس مہم میں عالمی استعمار کے بلاواسطہ مہرے کی حیثیت سے حصہ لیا اس کی تفصیلات ذرا طویل ہیں اور آگے چل کر ان کا بڑا حصہ بیان ہوگا۔ یاد رکھنے کی چیز یہ ہے کہ مشرقی پاکستان صرف اس لئے پاکستان سے الگ کرایا گیا اور علیحدہ کیا گیا کہ عالمی طاقتیں ہندوستان کی خواہش کو پروان چڑھا کر اپنا راستہ بنا رہی تھیں اور مغربی پاکستان کے حکمران و سیاست دان (جو بھی تھے یا ہیں) اپنے اقتدار کا راستہ صاف کر رہے تھے۔

۷...... سی آئی اے کسی ملک یا قوم میں اپنے مقاصد کے لئے کسی ایک کو آلہ کار یا گماشتہ نہیں بناتی۔ وہ بیک وقت کئی افراد سے کام لیتی اور وہ افراد ایک دوسرے سے متصادم ہوتے ہیں۔ انہیں بسا اوقات یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ وہ ایک ہی ایجنسی کے فرستادہ ہیں۔

۸...... مغربی پاکستان، صرف پاکستان ہوکر رہ گیا۔ تو معلوم ہوا کہ یہاں ایک جماعت یا ایک فرد کا مالک ومختار ہونا مشکل ہے۔ کئی چہرے اور بھی ہیں۔ اس بوقلمونی کا نتیجہ ہے کہ:

الف...... مغربی پاکستان عالمی طاقتوں کی متحارب خواہشوں کے نرغہ میں ہے۔

ب...... پختونستان، بلوچستان اور کسی پیمانہ پر سندھو دیش کا تصور آب ودانہ حاصل کرنے کی فکر میں ہیں۔

یہ وہ چیزیں ہیں جو حکمرانوں سے لے کر سیاست دانوں کے حلقے میں ہر روز گفتگو کے پیچ وخم میں زیر بحث آتی ہیں۔ ''ایسا ہوسکتا ہے یا ایسا کبھی ہوگا'' کی بحث سے قطع نظر جو چیز بھی ہے وہی خارجی خطرہ ہے اور اس کے بال وپر ملک کی سیاسی فضاء میں توانائی حاصل کر رہے ہیں۔

اس داخلی وخارجی خطرے نے پاکستان کے لئے موت وحیات کا سوال پیدا کر دیا ہے۔ حزب اقتدار، حزب اختلاف کے پیچھے پڑی ہوئی ہے کہ وہ اس کی طاقت چھیننا یا بانٹنا چاہتی ہے۔ ادھر حزب اختلاف نے حزب اقتدار کو چھاڑنا یا بچھاڑنا اپنا مطمع نظر بنالیا ہے۔ لیکن اصل خطرہ اور اس کے پس منظر پر کسی کی نگاہ نہیں اور اگر کسی کی نگاہ اس طرف جاتی ہے تو محاسبہ نہیں ہو رہا اور نہ کوئی اس خطرہ کے تعاقب کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔

اس معلوم حقیقت کے بعد کہ عالمی استعمار باقی ماندہ پاکستان کے حصے بخرے کرنے پر تلا ہوا ہے۔ سوال ہے وہ کون سی جماعت ہے جو اس سطح پر عالمی استعمار کی آلہ کار ہے۔ ظاہر ہے وہ کوئی ایسی جماعت ہوسکتی ہے جس کی تاریخی خصوصیت پر عالمی استعمار کو بھروسہ ہو اور وہ ہیں احمدی...... قادیانی۔

جب کبھی قادیانی امت کا احتساب کیا گیا گو اس احتساب کی عمر بہت تھوڑی ہے۔ لیکن خود قادیانی مذہب کی عمر بھی زیادہ نہیں۔ مرزا قادیانی نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر ۱۹۰۱ء میں اپنے نبی ہونے کا اعلان فرمایا۔ گویا ۱۹۷۴ء میں ان کی نبوت کے ۸۳ سال ہوتے ہیں تو اس امت نے اپنے اقلیت ہونے کی پناہ لی اور واویلا کیا کہ اسے سواد اعظم ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ ہندوستان میں برطانوی عملداری تک تو قادیانی اپنے لئے کوئی خطرہ محسوس نہ کرتے تھے۔ انہیں مرزا قادیانی کے الہام کی رو سے اپنے خودکاشتہ پودا ہونے کا احساس تھا اور وہ جانتے تھے کہ جس استعمار نے انہیں پیدا کیا وہی ان کا محافظ وپشتیبان ہے۔ پاکستان بنا تو وہ کوئی اہم اقلیت نہ تھے۔ اہم عنصر ضرور تھے۔ انہوں نے اولاً ہندوستان میں رہنے کی بہتری کوشش کی۔ ریڈکلف کو اپنا

الگ میمورنڈم دیا۔ سر ظفر اللہ خان نے پاکستان کی سرحدی ترجمانی کے علاوہ اس یادداشت کی ترجمانی کی۔ جب اس طرح بات نہ بنی تو وہ قادیان میں تین سو تیرہ درویشوں کو چھوڑ کر پاکستان آ گئے۔ پاکستان میں سر ظفر اللہ خان کی وزارت خارجہ ان کے لئے ایک سہارا ہو گئی۔ جن لوگوں کو سیاسی اقتدار منتقل ہوا تھا وہ قادیانیت کے مذہبی پہلو سے ناواقف تھے۔ ان کا خیال تھا کہ قادیانی ان کے لئے کسی خطرے کا باعث نہیں ہو سکتے۔ بلکہ حکومت سے وفاداری ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ جب پاکستان کی سیاست خواجہ ناظم الدین جیسے بزرگوں کے ہاتھ میں آ گئی اور ان کی کابینہ میں وہ لوگ شامل ہو گئے جو سیاسی نہ تھے۔ بلکہ برطانوی عملداری کے دنوں سے ملازم چلے آ رہے تھے تو قادیانیت اور محفوظ ہو گئی۔ ملک غلام محمد اور اسکندر مرزا نے اس کو مزید تحفظ دیا۔ وہ سمجھتے تھے کہ قادیانی پاکستان جیسے مذہبی ملک میں ایک ایسی اقلیت ہیں کہ ان کے خلاف کسی سازش یا منصوبہ میں شریک نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ان پر مفید ترین کے شخصی و حزبی تحفظ کا بار ڈالا جا سکتا اور سیاستہً اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اس کے برعکس عام مسلمانوں کا اجتماعی مزاج یہ تھا کہ وہ کسی حالت میں بھی مرزائیت کے ساتھ مصالحت کے لئے تیار نہ تھے۔ غرض پانچ سال کے اندر اندر ۱۹۵۳ء کی تحریک نے قادیانیت کو معنوی اعتبار سے تلپٹ کر دیا۔ مرزائی تبلیغ کے دروازے بند ہو گئے۔ وہ نقاب اتر گئی جو ان کے سیاسی منصوبوں پر مذہب کا پردہ بنی ہوئی تھی۔ بظاہر مرزا ناصر احمد نے ابھی (الفضل ۱۳ر مئی ۱۹۷۳ء) دعویٰ کیا ہے کہ وہ دنیا میں ایک کروڑ ہیں اور پاکستان میں چالیس لاکھ۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ مرزائی نہ ایک کروڑ ہیں نہ ۴۰ لاکھ۔ اگر وہ پاکستان میں اس قدر ہیں تو حکومت سے اپنی گنتی کرا لینے کا مطالبہ کیوں نہیں کرتے؟ اور مردم شماری سے گریزاں کیوں ہیں؟

قادیانی امت کا تعاقب پہلی جنگ ۱۸۔۱۹۱۴ء کے اختتام تک مذہبی محاذ پر حد درجہ محدود تھا۔ پھر ۱۹۳۲ء تک محاسبہ مذہبی حدود میں پھیلتا گیا۔ چودھری افضل حق علیہ الرحمتہ نے سب سے پہلے ان کی سیاسی روح کا جائزہ لیا۔ علامہ اقبالؒ نے (۱۹۳۵ء) پنڈت جواہر لال نہرو کے جواب میں مضمون لکھ کر مرزائیت کو اس طرح بے نقاب کیا کہ مسلمانوں میں سیاسی طور پر یہ ذہنی فضا پیدا ہو گئی کہ مرزائیوں سے دوستانہ ہاتھ بڑھانے والا اونچا طبقہ جس کی ذہنیت مغربی افکار کی آزادی سے مرعوب تھی۔ مرزائیت سے چوکنا ہو گیا اور مسلمانوں کے عمرانی، سیاسی، تہذیبی، تعلیمی ادارے بڑی حد تک ان کے لئے بند ہو گئے۔ اس کے بعد وہ مسلمانوں سے مخاطبت کا حوصلہ نہ رکھتے تھے۔ سر ظفر اللہ خان نے پاکستان بن جانے کے بعد خواجہ ناظم الدین

کی مرضی کے خلاف کراچی میں اپنے جلسہ عام کو خطاب کرنا چاہا۔لیکن عوامی احتجاج کی تاب نہ لاکرایک دم بھاگ گئے۔

قادیانی بحیثیت جماعت پاکستان آ کراپنے مستقبل کے بارے میں متذبذب تھے۔ لیکن مرزا البشیر الدین محمود (خلیفہ ثانی) اس غلط فہمی کا شکار ہوگئے کہ جوعناصر قادیانیت کے مخالف تھے چونکہ ان کی جماعت تحریک پاکستان میں شامل نہیں ہوئی۔لہٰذاوہ پاکستان کے عوام میں متروک ہو چکے ہیں۔اب اگر قادیانی اقتدار کی طرف قدم اٹھائیں یا تبلیغ کے لئے بڑھیں تو انہیں روکنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ بلوچستان کو احمدی صوبہ بنانے کا اعلان مرزا محمود کی اس غلط فہمی ہی کا نتیجہ تھا۔ لیکن مجلس تحفظ ختم نبوت کا مشترکہ محاذ کہہ لیجئے یا احرار ہی کے ذمہ لگا دیجئے۔ بہر حال ۱۹۵۳ء میں مرزائی چاروں شانے چت ہوکر رہ گئے۔تب سے ان کی حیثیت ایک ایسے طائفہ کی ہے جو بین الاقوامی بساط پر استعماری مہرے کی حیثیت سے کام کرتا اور پاکستان میں عالمی طاقتوں کے سامراجی مقاصد کی آبیاری کرتا ہے۔

قادیانی ہمیشہ سے یہ تاثر دیتے چلے آرہے ہیں کہ انہیں ملا قسم کے لوگ مذہب کے واسطے سے مارنا چاہتے اوران کی مٹھی بھراقلیت کی جان، مال اور آبرو کے دشمن ہیں۔اس تاثر کے عام دنیا بالخصوص مغربی دنیا میں پھیل جانے کی واحد وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں جولوگ ان کا محاسبہ کررہےاوران کے خطرہ کی گھنٹی بجاتے ہیں وہ اکثر و بیشتر نہ تو یورپ کی زبانوں سے واقف ہیں نہ ان ممالک میں ان کے تبلیغی مشن ہیں اور نہ ان کے پاس مغربی دنیا سے بات چیت کرنے کے لئے ظفر اللہ خان جیسی کوئی استعماری شخصیت ہےاور نہ انہوں نے کبھی مغرب کے لوگوں کو قادیانی مسئلہ سمجھانے کا سوچا ہے۔

پاکستان میں مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ جب تک کوئی خطرہ ان کے سر پر آ کر مسلط نہ ہوجائے وہ اس کا نوٹس نہیں لیتے۔ پھر اسلام کے نام پر جتنی عریاں گالی سیاسی حریف کو دی جاتی ہے خود اسلام کے حریف کو اس طرح جھاڑا نہیں جاتا۔ بلکہ سرے سے باز پرس ہی نہیں کی جاتی۔ الٹا یہ کہہ کر خاموشی اختیار کر لی جاتی اور خاموشی اختیار کرنے پر زور دیا جاتا ہے کہ فرقہ وارانہ مسئلہ ہے۔مرزائی امت کے شاطرین حد درجہ عیار ہیں۔کوئی شخص اس پر غور نہیں کرتا کہ جب قادیانی ایک مذہبی امت بن کراپنے سیاسی اقتدار کے لئے سعی وسازش کرتے ہیں تو وہ انہی بنیادوں پر اس امت کے افراد کو اپنے محاسبہ کا حق کیوں نہیں دیتے؟ جس امت میں نقب لگا کر انہوں نے اپنی

جماعت بنائی ہے۔ عجیب بات ہے کہ قادیانی امت کا مذہبی محاسبہ کیا جائے تو وہ سیاسی پناہ تلاش کرتے ہیں۔ سیاسی محاسبہ کریں تو وہ مذہبی اقلیت ہونے کا تحفظ چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ یہ مذاق ناروا ہے کہ ایک ایسی جماعت جو اس کے وجود کو قطع کر کے تیار ہوئی ہے وہ اصل وجود کو اپنے اعضاء و جوارح کی حفاظت کا حق دینا نہیں چاہتی اور جو عارضہ ان کو قادیانی سرطان کی شکل میں مار دینا چاہتا ہے اس کے علاج سے روکتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں سے اپنے الگ ہونے کا اعلان سب سے پہلے خود قادیانیوں نے کیا۔ مرزا غلام احمد کو نہ ماننے والے کافر قرار دیئے گئے۔ ان کے بچوں، عورتوں، معصوموں اور بوڑھوں کا جنازہ پڑھنے سے روک دیا گیا۔ انہیں زانیہ عورتوں کی اولاد، کتیوں کے بچے اور ولد الزنا تک کہا گیا۔ مسلمانوں نے تو اس سے بہت دیر بعد محاسبہ شروع کیا اور انہیں اپنے سے خارج قرار دیا۔ جب مرزائی خود مسلمانوں سے الگ امت کہلاتے ہیں تو پھر انہیں مسلمانوں میں شامل رہنے پر اس وقت اصرار کیوں ہوتا ہے۔ جب مسلمان ان کے الگ کر دینے کا مطالبہ کرتے اور انہیں اقلیت قرار دیتے ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ قادیانی مذہبی اور معاشرتی طور پر عقیدۃً مسلمانوں سے الگ رہتے۔ لیکن سیاستہً ان کا پنڈ نہیں چھوڑتے۔ اس کی واحد وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس طرح وہ مسلمانوں کے حقوق و مناصب پر ہاتھ صاف کرتے اور ان کی ریاست پر حکمران ہونا چاہتے ہیں یا پھر انہیں مٹا کر اپنا سیاسی نقشہ مرتب کرنے کی جدوجہد میں ہیں۔

ایک خطرناک صورتحال جو ہمارے ہاں پیدا ہو چکی ہے یہ ہے کہ ہمارے مغرب زدہ طبقے نے جس کے متعلق علامہ اقبالؒ نے سید سلیمان ندوی کو لکھا تھا کہ میں ڈکٹیٹر بن جاؤں تو سب سے پہلے اس طبقہ کو ہلاک کر دوں۔ ابھی تک نہ قادیانی مذہب کو سمجھنے کی ضرورت محسوس کی ہے کہ وہ خود مذہب سے بیگانہ ہو رہا ہے اور نہ وہ قادیانی امت کے سیاسی عزائم کی مضرتوں سے آگاہ ہے۔ وہ یہی سمجھتا ہے کہ ایک چھوٹی سی اقلیت کو مسلمانوں کے کٹ ملا تنگ کر رہے ہیں۔ وہ ان کی چگی داڑھی دیکھ کر اور ان کے تبلیغی اداروں کی روداد سن کر انہیں مسلمان سمجھتا ہے۔ کیونکہ اس کے اپنے ظاہری و باطنی وجود سے اسلام خارج ہو چکا ہے۔

ان لوگوں سے بجا طور پر سوال کیا جا سکتا ہے کہ مسلمان ایک وحدت کا نام ہیں اور یہ وحدت ختم نبوت کے تصور سے استوار ہوئی ہے۔ اگر کوئی اس وحدت کو توڑتا ہے اور ختم نبوت کی مرکزیت کو ظلی و بروزی کی آڑ میں اپنی طرف منتقل کرنا چاہتا ہے تو کیا اس کا وجود خطرناک نہیں۔

باغی کون ہے؟ وہ یا محاسب؟ کیا اپنی قومی سرحدوں کی حفاظت کرنا جرم ہے یا مذہبی جارحیت؟ بعض لوگ رواداری کا سبق دیتے ہیں۔ لیکن وہ رواداری کے معنی نہیں جانتے اگر رواداری کے معنی غیرت، حمیت، عقیدے، مسلک اور اپنے شخصی یا اجتماعی وجود سے دستبردار ہو جانے کے ہیں تو یہ معنی کہاں ہیں؟ اور کس تحریک داعی، پیغمبر اور نظام نے بتلائے ہیں۔ قادیانیوں کے باب میں مسلمانوں کا معاملہ ذاتی نہیں اجتماعی ہے اور اس کے عناصر اربعہ میں غیرت وحمیت، عقیدہ ومسلک شامل ہیں۔

مسلمانوں کا مطالبہ کیا ہے؟ صرف اتنا کہ قادیانی جب مسلمانوں سے الگ ہیں تو وہ مسلمانوں میں رہتے کیوں ہیں؟ ہمارا اعتراض ان کے پاکستان میں رہنے پر نہیں۔ مسلمانوں میں رہنے پر ہے۔ وہ پاکستان میں رہنا چاہتے ہیں تو شوق سے رہیں۔ پھر اس کا فیصلہ وہ خود ہی کر لیں کہ مسلمانوں کے مسلمات کا استعمال ان کی ظلی نبوت اور علیحدہ اقلیت کے حسب حال ہوگا یا نہیں؟ اس سے مسلمانوں کی دل آزاری تو نہیں ہوتی؟ یہ کہنا کہ پاکستان میں کوئی جماعت یا شخصیت ان کی جان، مال اور آبرو کی دشمن ہے اور انہیں معدوم کرنے کی دوڑ میں لگی ہوئی ہے۔ جیسا کہ آزاد کشمیر اسمبلی کی اس سفارش پر کہ مرزائی خارج از اسلام اور علیحدہ اقلیت ہیں۔ مرزا ناصر نے واویلا کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم سر ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں اور وقت آنے پر دنیا دیکھ لے گی کہ جان کیونکر دی جاتی ہے۔ یہ محض ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ قسم کی اڑان گھائی ہے۔ پاکستان میں کوئی شخص نہ ان کی جان کا دشمن ہے نہ مال اور نہ آبرو کا۔ اس قسم کی باتیں صرف کمینہ لوگ کرتے اور کمینہ لوگ اچھالتے ہیں۔ ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ قادیانی امت ہمارے مطالبہ سے قطع نظر خود اپنے پیغمبر اور خلیفہ کی ہدایت وروایت کے مطابق مسلمانوں سے الگ امت ہے تو پھر وہ سرکاری طور پر الگ کیوں نہیں ہو جاتی؟ اس طرح وہ محمد عربی ﷺ کی امت میں سے غلام احمد کی امت تیار کرنا چاہتی اور عالمی استعمار کے مہرے کی حیثیت سے مسلمانوں کی وحدت کو پاش پاش کر کے اپنے لئے ایک عجمی اسرائیل پیدا کرنے کی متمنی ہے۔

یہ غلط ہے کہ قادیانی مسئلہ (Sectarian) ہے۔ جیسا کہ پاکستان کی حکومتیں اس غلط فہمی کا شکار رہی ہیں اور اب تک یہی سمجھتی ہیں۔ قادیانی مسئلہ اپنی پیدائش سے اب تک (Political) ہے۔ افسوس کہ مسلمانوں نے اس کا نوٹس بہت دیر میں لیا اور اس کی وجہ بھی ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی سیادت جس مغرب زدہ اور اقتضائے اسلام سے معریٰ طبقے کے ہاتھ میں رہی

ہے اس نے استعمار کی ہر ضرورت کا ساتھ دیا اور دین سے ہر بغاوت کو نظر انداز کیا ہے اور اس کے ذہن کا پورا کارخانہ ابھی تک اسی نہج پر قائم ہے۔ اگر قادیانی مسئلہ صرف مذہب کا ہوتا تو علماء کا تعاقب کافی تھا۔ قادیانی مسئلہ سیاسی مسئلہ ہے۔ جس نے بتدریج ایک ایسی شکل اختیار کر لی ہے کہ وہ باطنیت، اخوان الصفا اور بہائیوں کی طرح اپنی زمین پیدا کرنے میں منہمک ہے۔ اس کے سامنے معتزلہ کی تاریخ ہے۔ قادیانی جانتے ہیں کس طرح معتزلہ نے اقتدار حاصل کیا اور کیونکر باطنیہ نے فاطمیہ سلطنت قائم کی۔ وہ ان سب کے تاریخی تجربوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے جدید سیاسی نہج پر اقتدار حاصل کرنا چاہتے اور اس زمانہ میں جب تک انسان عالمی ہو گیا اور سیاست بین الاقوامی ہو گئی ہے۔ ایک دوسرے پر انحصار کے تحت مغربی استعمار کی بدولت پاکستان کو عجمی اسرائیل میں منتقل کرنا چاہتے اور افریقہ میں جزیرۃ العرب کے خلاف قادیانی اسلام کا استعماری سیل (Cell) بنانا چاہتے ہیں۔ قادیانیوں کا سیاسی روپ اسی صورت میں معلوم ہو سکتا اور سمجھ میں آ سکتا ہے۔ جس صورت میں کہ ہم اس کے تاریخی ماخذ اور اس کی عمومی رفتار سے واقف ہوں۔

مرزا غلام احمد نے انگریزوں کی حمایت میں بہ قول خود پچاس الماریاں لکھیں اور ان کی وفاداری میں نہ صرف قرآن سے جہاد کو منسوخ کیا۔ بلکہ برطانیہ کے ہاتھوں اسلامی حکومتوں کی شکست و ریخت پر چراغاں کیا اور یہی قادیانی امت کی تخلیقی غایت تھی۔ اس غرض ہی سے قادیانی فرقہ وجود میں لایا گیا اور برطانوی استعمار نے گود میں لے کر جوان کیا۔

اس وقت میرے سامنے وہ کتاب نہیں، مصنف اور کتاب کا نام بھی یاد نہیں آ رہا۔ پاکستان کے ایک بڑے افسر عاریتاً لے گئے۔ پھر اپنی نظر بندی کے باعث میں ان سے کتاب واپس نہ لے سکا۔ اس کتاب میں احمدیت کی افریقہ میں تگ و دو کا جائزہ لیا گیا اور اس کے خط و خال بیان کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب میری یادداشت کے مطابق کیمبرج کے ایک پروفیسر نے لکھی اور اس میں بعض عجیب و غریب باتیں تحریر کی ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ پادریوں کی ایک نمائندہ جماعت نے برطانوی وزراء خارجہ سے شکایت کی کہ افریقہ میں مسیحیت کی تبلیغ کے راستہ میں قادیانی مزاحم ہوتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ ان قادیانیوں کے تمام مشن برطانوی مقبوضات ہی میں ہیں اور وزارت خارجہ ان کی محافظت کرتی ہے۔ وزارت خارجہ نے جواب دیا سلطنت کے مقاصد تبلیغ کے مقاصد سے مختلف ہیں۔ آپ ان کا مذہب کی صداقت سے مقابلہ کیجئے۔ سلطنت کی طاقت سے نہیں۔ امور سلطنت کے مضمرات مختلف ہیں۔ اس راز کی گرہ ایک برطانوی دستاویز ''دی

ارائیول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا'' (برطانوی سلطنت کا ہندوستان میں ورود) سے کھلتی ہے۔ ۱۸۶۹ء میں انگلینڈ سے برطانوی مدبروں اور مسیحی راہنماؤں کا ایک وفد اس بات کا جائزہ لینے کے لئے ہندوستان پہنچا کہ ہندوستانی باشندوں میں برطانوی سلطنت سے وفاداری کا بیج کیونکر بویا جاسکتا اور مسلمانوں کو رام کرنے کی صحیح ترکیب کیا ہوسکتی ہے؟ اس زمانہ میں جہاد کی رو مسلمانوں میں خون کی طرح دوڑ رہی تھی اور یہی انگریزوں کے لئے پریشانی کا سبب تھا۔ اس وفد نے ۱۸۷۰ء میں دو رپورٹیں پیش کیں۔ ایک سیاست دانوں نے ایک پادریوں نے جو محولہ نام کے ساتھ یکجا شائع کی گئیں۔ اس مشترکہ رپورٹ میں درج ہے کہ: ''ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی راہنماؤں کی اندھا دھند پیروکار ہے۔ اگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو اپاسٹالک پرافٹ (حواری نبی) ہونے کا دعویٰ کرے تو بہت سے لوگ اس کے گرد اکھٹے ہوجائیں گے۔ لیکن مسلمانوں میں سے ایسے کسی شخص کو ترغیب دینا مشکل نظر آتا ہے۔ یہ مسئلہ حل ہوجائے تو پھر ایسے شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں بہ طریق احسن پروان چڑھایا جاسکتا اور کام لیا جاسکتا ہے۔ اب کہ ہم پورے ہندوستان پر قابض ہیں تو ہمیں ہندوستانی عوام اور مسلمان جمہور کی داخلی بے چینی اور باہمی انتشار کو ہوا دینے کے لئے اسی قسم کے عمل کی ضرورت ہے۔''

مرزا غلام احمد اس برطانوی ضرورت ہی کی استعماری پیداوار تھے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اس استعماری پیداوار کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ''مرزا غلام احمد قادیانی نے درحقیقت اسلام کے علمی و دینی ذخیرہ میں کوئی ایسا اضافہ نہیں کیا۔ جس کے لئے اصلاح وتجدید کی تاریخ ان کی معترف اور مسلمانوں کی نسل جدید ان کی شکرگزار ہو۔ انہوں نے نہ کوئی دینی خدمت انجام دی۔ جس کا نفع دنیا کے سارے مسلمانوں کو پہنچے۔ نہ وقت کے جدید مسائل میں سے کسی مسئلہ کو حل کیا۔ نہ ان کی تحریک موجودہ انسانی تہذیب کے لئے سخت مشکلات اور موت وحیات کی کشمکش سے دوچار ہے۔ کوئی پیغام رکھتی نہ اس نے یورپ اور ہندوستان کے اندر تبلیغ واشاعت کا کوئی کارنامہ انجام دیا ہے۔ اس کی جدوجہد کا تمام تر میدان مسلمانوں کے اندر ہے اور اس کا نتیجہ ذہنی انتشار اور غیرضروری کشمکش ہے۔ جو اس نے اسلامی معاشرے میں پیدا کردی ہے۔ اسلام کی صحیح تعلیمات سے انحراف اور ان مخلصین ومجاہدین کی (جو ماضی قریب میں اس ملک میں پیدا ہوئے اور اسلام کے عروج اور مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لئے اپنا سب کچھ لٹا کر چلے گئے) ناقدری کی سزا خدا نے یہ دی۔ مسلمانوں پر ایک ذہنی طاعون کو مسلط

کر دیا اور ایک ایسے شخص کو ان کے درمیان کھڑا کر دیا جو امت میں فساد کا مستقل بیج بو گیا ہے۔''

(قادیانیت از ابوالحسن علی ندوی ص ۲۲۳، ۲۲۴)

مرزا غلام احمد قادیانی کی خصوصیت اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ اس نے:

۱...... مسلمانوں میں اپنی نبوت و مسیحیت کا ڈھونگ رچا کر انتشار، تقسیم، فساد پیدا کیا۔

۲...... جہاد کی قرانی تعلیم کو منسوخ کیا۔

۳...... ہندوستانی اقوام میں باہمی فساد کی نیو اٹھائی۔

۴...... دینی لٹریچر میں سب و شتم کی بنیاد رکھی۔

۵...... برطانوی حکومت کی نسلاً بعد نسلٍ وفاداری کو مذہبی عقیدہ کی الہامی سند مہیا کی۔

۶...... محمد عربی ﷺ کی امت میں سے اپنی امت پیدا کی۔ جس نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر جان کر مسلمانان عالم کے ابتلاء و مصائب سے لاتعلقی اختیار کی۔ حتیٰ کہ ان کی شکست و ریخت پر خوشیاں منائیں اور برطانوی فتح و نصرت کو انعامات ایزدی قرار دیا۔

ان کے فرزند مرزا محمود احمد (خلیفہ ثانی) نے قادیانی امت کو برطانوی خواہشوں کے محور و مرکز پر مستحکم کیا اور اسے ایک ایسی سیاسی تحریک بنا دیا جو برطانوی استعمار کی خدمت گذار اور اپنے حزبی اقتدار کی طلب گار ہو گئی۔ خلیفہ محمود رحلت کر گئے تو ان کے بیٹے خلیفہ ثالث مرزا ناصر دادا کے مشن اور آپ کے منصوبے کو ایسی شکل دی کہ آج وہ سب کچھ پاکستان کے لئے ایک سیاسی خطرہ بن چکا ہے۔

خوف طوالت کے پیش نظر ان تفصیلات کا ذکر بے سود ہو گا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے والد مرزا غلام مرتضیٰ نے ۱۸۵۷ء میں مسلمانان پنجاب کے خون سے ہولی کھیل کر انگریزی سرکار کی خوشنودی اور اعتماد حاصل کیا۔ ان کے بڑے بھائی مرزا غلام احمد نے مشہور سفاک جنرل نکلسن کی فوج میں شامل ہو کر ۴۶ نیو انفنٹری کے باغیوں کو تریمو گھاٹ پر بھون ڈالا۔ ان باغیوں کو صرف گولی ہی سے نہیں اڑایا بلکہ ان کا مثلہ کیا۔ انہیں درختوں سے باندھ کر اعضاء قطع کئے۔ انہیں چتاؤں میں ڈالا۔ ان پر ہاتھی پھرائے۔ ان کی ٹانگیں چیر کر رقص بسمل کا تماشا دیکھا۔ پس منظر کے طور پر یہ جان لینا ضروری ہے کہ مرزائی امت کا اصل کردار کیا رہا اور اس نے تبلیغ کی آڑ میں برطانوی ملوکیت کے لئے کہاں کہاں جاسوسی کے فرائض انجام دیئے۔ بالخصوص مسلمان ملکوں میں ان کے وفود کا مقصد کیا تھا؟ کیا وہ مسلمانوں کو مسلمان بنانے کے لئے جزیرۃ العرب، افغانستان اور ترکی میں گئے تھے اور اب تک اسی لئے افریقہ و اسرائیل میں موجود ہیں۔

اسرائیل عربوں کے قلب میں ناسور ہے۔تقریباً تمام مسلمان ریاستوں نے اس کا مقاطعہ کرر کھا ہے۔ پاکستانی مشن وہاں نہیں ۔لیکن قادیانی مشن وہاں ہے۔سوال ہے وہ کس پر تبلیغ کرتا ہے۔ مسلمانوں پر یا یہودیوں پر۔ آج جو چند مسلمان اسرائیل میں رہ گئے ہیں وہ قادیانی مشن کے استحصال کی زد میں ہیں۔غور کیجئے جس اسرائیل میں عیسائی مشن قائم نہیں ہوسکتا وہاں اسلام کے لئے قادیانی مشن لطیفہ نہیں تو کیا ہے؟ اس مشن سے جو کام لئے جارہے ہیں وہ ڈھکے چھپے نہیں ۔تمام عالم عربی میں اس کے خلاف احتجاج ہو چکا اور ہورہا ہے۔لیکن مشن جوں کا توں قائم ہے۔

۱...... اس مشن کی معرفت عرب ریاستوں کی جاسوسی ہوتی ہے۔اس مشن کی وساطت سے حجاز واردن کی فضائیہ کے پاکستانی افسروں سے جو بعض دفعہ قادیانی بھی ہوتے ہیں۔ وہاں کے راز حاصل کئے جاتے اور اسرائیل کو پہنچائے جاتے ہیں۔

۲...... اس مشن کی معرفت اسرائیل کے بچے کھچے مسلمان عربوں کو عرب ریاستوں کی جاسوسی کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔

۳...... اس مشن کی معرفت پاکستان کی اندرونی سیاست کے راز لئے جاتے اور اسلام دوستوں سے متعلق مطلوبہ خبریں حاصل کی جاتی ہیں۔

۴...... اس مشن کی معرفت پاکستان میں عالمی استعمار اور یہودی استحصال کی راہیں قائم کی جاتیں اور سیاسی نقشے درآمد ہوتے ہیں۔خود صدر بھٹو پاکستان میں تل ابیب کی سیاسی مداخلت اور صہیونی سرمایہ کی زمانۂ انتخاب میں آمد کا انکشاف کر چکے ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ تل ابیب کا سرمایہ پاکستان کے عام انتخابات میں مقامی مرزائیوں کی معرفت اسی مشن کی وساطت سے آیا تھا اور یحییٰ کے زمانہ میں اکثر وزراء نے خود راقم الحروف سے اس کی روایت کی تھی۔

۵...... پاکستان کو اس وقت جو خطرہ درپیش ہے اس میں قادیانی امت اور تل ابیب کا گٹھ جوڑ عالمی استعمار کی مخفی خواہشوں کو معرض وجود میں لانے کا ذریعہ بن چکا ہے۔

پاکستان میں اسلام کے خلاف ۱۹۷۰ء کے جنرل الیکشن میں جو سب سے بڑی ذہنی بغاوت ہوئی اس کے منتظم قادیانی تھے۔ جو اسرائیل کے حسب ہدایت کام کررہے تھے۔ یہ کوئی مفروضہ نہیں کھلی حقیقت ہے اور پیش آمدہ واقعات کا تسلسل اس کی تصدیق کرتا ہے۔ پھر یہ کوئی نئی چیز نہیں قادیانی امت شروع ہی سے اس قسم کے مشن قائم کرنے کی عادی ہے۔ مثلاً مرزا محمود نے

شاہ سعود اور شریف مکہ کی آویزش کے زمانہ (۱۹۲۱ء) میں اپنے ایک مرید میر محمد سعید حیدر آبادی کو مکہ بھیجا۔ وہاں اس نے اونے پونے راز اٹھائے اور آ گیا۔ اسی طرح ترکی میں دو قادیانی مصطفیٰ صغیر کی ٹیم کا رکن ہو کر گئے۔ ایک ثقہ روایت کے مطابق مصطفیٰ صغیر خود قادیانی تھا اور مصطفیٰ کمال کو قتل کرنے پر مامور ہوا تھا۔ لیکن قبل از اقدام پکڑا گیا اور موت کے گھاٹ اتارا گیا۔

مرزا محمود احمد کے سالے میجر حبیب اللہ شاہ فوج میں ڈاکٹر تھے۔ وہ پہلی جنگ عظیم میں بھرتی ہو کر عراق گئے۔ انگریزوں نے بغداد فتح کیا تو انہیں ابتداً گورنر نامزد کیا۔ ان کے بڑے بھائی ولی اللہ زین العابدین جو قادیان میں امور عامہ کے ناظر رہے۔ عراق میں قادیانی مشن کے انچارج تھے۔ لیکن فیصل نے ان کی سرگرمیوں سے آگاہ ہوتے ہی نکال دیا۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے وہاں ان کے ٹکے رہنے پر زور دیا۔ لیکن عراق گورنمنٹ نے ایک نہ مانی۔

غالباً ۱۹۲۶ء میں مولوی جلال الدین شمس کو شام بھیجا گیا۔ وہاں کے حریت پسندوں کو پتہ چلا تو قاتلانہ حملہ کیا۔ آخر تاج الدین الحسن کا بینہ نے شام بدر کر دیا۔ جلال الدین شمس فلسطین چلا گیا اور ۱۹۳۱ء تک برطانوی انتداب کی حفاظت میں عرب ملکوں میں عالمی استعمار کی خدمت بجالاتا رہا۔ جب تک برطانیہ ہندوستان میں حکمران رہا اس نے روس کو اپنے لئے خطرہ سمجھا۔ اس غرض سے مختلف لبادوں میں مختلف مشن، روس (وسط ایشیاء کے اسلامی ممالک) میں بھجوائے۔ بالخصوص ان علاقوں میں جو ہندوستان کی سرحد کے ساتھ آباد تھے اور روس کو وہاں اقتدار حاصل تھا۔ اس غرض سے پنڈت موہن لال، پنڈت من پھول، مولوی فیض محمد، بھائی دیوان سنگھ اور مولوی غلام ربانی کے سفر نامہ کی بعض جھلکیاں عام ہو چکی ہیں۔ مولانا محمد حسین آزاد کے نواسے آغا محمد باقر نے اپنے نانا کے سفر کو اسی نوعیت کی جاسوسی قرار دیا ہے۔ ادھر ۱۹۲۱ء میں مولوی محمد امین قادیانی ایران کے راستہ روس گئے۔ انہیں روس میں داخل ہوتے ہی پکڑ لیا گیا اور دو سال جیل میں رہے۔ لیکن واپس آنے کے کچھ عرصہ بعد مرزا محمود نے ایک اور نوجوان مولوی ظہور حسین کے ساتھ انہیں واپس بھجوا دیا۔ چونکہ پاسپورٹ نہیں تھے۔ اس لئے ایران کے راستہ داخل ہوئے۔ لیکن پکڑ لئے گئے۔ پہلے مولوی محمد امین لوٹے پھر مولوی ظہور حسین، قید و بند کے مرحلے گزار کر برطانوی سفیر کی مداخلت سے رہا ہوئے اور واپس آ گئے۔

افغانستان میں نعمت اللہ قادیانی کو جولائی ۱۹۲۴ء میں پکڑا گیا۔ اس پر جاسوسی اور ارتداد ثابت ہو گیا تو سنگسار کر دیا گیا۔ فروری ۱۹۲۵ء میں دو اور قادیانی ملا عبدالحلیم اور ملا نور علی کو

اسی جرم میں موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ افغانستان اور پاکستان میں تعلقات کی کشیدگی کا ایک سبب ابتداً سر ظفر اللہ خان تھے جو ان تین قادیانیوں کے قتل پر افغانی سفیر مقیم برطانیہ کو عذاب خداوندی کی وعید دے چکے اور تب سے افغانستان کے خلاف تھے۔ دوسری وجہ مرزا محمود خود تھے کہ وہ افغانستان کے لئے اور افغانستان ان کے لئے ناقابل قبول تھا۔ افغانستان کا ہر ابتلاء ان کے نزدیک ان کی بددعا کا مظہر تھا۔

برطانوی ہندوستان میں بھی مرزائی امت کا شعار تھا کہ ان کے جو افراد پولیس میں بھرتی ہوتے۔ وہ عموماً سی آئی ڈی میں چلے جاتے یا انگریز انہیں چن چن کر سی آئی ڈی میں لے لیتا۔ جہاں انہیں ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں پر کوئی سا ظلم توڑتے ہوئے رتی بھر حیا محسوس نہ ہوتی۔ بلکہ ہر ظلم کو اپنے فرائض کا حصہ سمجھتے۔

پنجاب میں سی آئی ڈی کا محکمہ برطانوی حکومت کے لئے ریڑھ کی ہڈی رہا۔ اس محکمہ کے کے میرزائی افسروں نے برطانوی استعمار کی جو خدمات انجام دیں وہ کوئی انگریز افسر بھی انجام نہ دے سکتا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ تقریباً ہر اسلامی ملک میں قادیانیوں کے خلاف حکومت اور عوام دونوں سطح پر ذہنی احتساب موجود ہے۔ لیکن جہاں قومی آزادی طاقت ور ہے اور ان کی آزادی عالمی استعمار کے رخنوں سے محفوظ ہے۔ وہاں قادیانی مشن نہ کبھی تھے نہ اب ہیں۔ مثلاً مصر، ترکی، افغانستان، شام، حجاز، عراق، شرق اردن وغیرہ میں قادیانی مشن نہیں۔ ایران ہمارا عزیز ہمسایہ ہے۔ اس کے ساتھ ہمارے روابط یکجائی کے ہیں۔ لیکن قادیانی ادھر کا رخ نہیں کرتے۔ کیا وہاں انجام نظر آتا ہے یا عالمی استعمار کو ضرورت نہیں؟

۱۹۵۳ء کی پاکستانی مزاحمت کے بعد بالعموم اور پچھلے تین سالوں میں بالخصوص قادیانی امت نے اپنے سیاسی ہتھکنڈے تبدیل کر لئے ہیں اور اب عالمی استعمار کی جاسوس امت کے طور پر افریشیائی ممالک سے خفیہ معلومات فراہم کر رہے ہیں۔ تل ابیب (حیفا) میں ان کا مشن گردوپیش کی عرب دنیا کے خلاف جاسوسی کا مرکز ہے۔ اس باب میں دمشق کے ایک مطبوعہ رسالہ القادینیہ سے ان کے سیاسی خط وخال اور استعماری فرائض ومناصب کی نشاندھی ہوتی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ: ’’کسی بھی عرب مسلمان ریاست میں ان کے لئے کوئی جگہ نہیں بلکہ ان کے وجود کی بدولت پاکستان کو عربوں میں ہدف بنایا جاتا ہے۔‘‘

ذیل کا واقعہ رسالہ میں مذکور ہے کہ: ”پہلی جنگ عظیم کے وقت انگریزوں نے ولی اللہ زین العابدین (مرزا محمود احمد کے سالے) کو سلطنت عثمانیہ میں بھیجا۔ وہاں پانچویں ڈویژن کے کمانڈر جمال پاشا کی معرفت قدس یونیورسٹی (۱۹۱۷ء) میں دینیات کا لیکچرار ہوگیا۔ لیکن جب انگریزی فوجیں دمشق میں دخل ہوئیں تو یہی ولی اللہ اپنا جامہ اتار کر انگریزی لشکر میں آ گیا اور عربوں کو ترکوں سے لڑانے بھڑانے کی مہم کا انچارج رہا۔ عراقی اس سے واقف ہوگئے تو بھاگ کر قادیان آ گیا اور ناظر امور عامہ بنایا گیا۔“

اب قادیانی امت کی استعماری تکنیک (Strategy) یہ ہے کہ وہ استعمار کے حسب منشاء پاکستان کی ضرب تقسیم میں حصہ لے کر سکھوں کے ساتھ پنجاب کو ایک علیحدہ قادیانی ریاست بنانا چاہتی ہے۔ اس غرض سے عالمی استعمار اس کی پشت پناہی کر رہا اور وہ اس کے لئے مختلف ملکوں میں جاسوسی کے فرائض انجام دے رہی ہے۔ اس کی جاسوسی کا جال وسیع ہوگیا ہے۔ اس غرض سے اس نے اسرائیل کے گردو پیش حجاز واردن میں فضائیہ وغیرہ کی تربیت کے لئے نہ صرف قادیانی پائلٹ بھجوائے ہیں۔ بلکہ ان ملکوں میں استعماری کاروبار جاری رکھنے کے لئے ہر سال ڈاکٹروں، انجینئروں اور نرسوں کی ایک بڑی کھیپ جارہی ہے۔ پاکستان میں کوشش کر کے ان بڑے ہسپتالوں میں میڈیکل سپرنٹنڈنٹ قادیانی لگوائے جارہے ہیں۔ جہاں ہر سال نرس لڑکیاں بھرتی کی جاتی ہیں۔ چنانچہ لاہور کے میو ہسپتال کا میڈیکل سپرنٹنڈنٹ جی این جنجوعہ قادیانی مقرر ہوا ہے۔ واضح رہے کہ میو ہسپتال لاہور، پشاور سے لے کر حیدرآباد تک نرسوں کا سب سے بڑا تربیتی مرکز ہے۔ اس پس منظر میں جنجوعہ کے لئے پوری قادیانی مشینری نے زور دے کر یہ جگہ حاصل کی ہے۔

ادھر یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ مرزائی پاکستان بننے پر خوش نہ تھے اور نہ پاکستان بننے کے حق میں تھے۔ مرزا محمود نے پاکستان بننے سے تین ماہ پہلے خطبہ دیا تھا۔ ملاحظہ ہو۔

(الفضل ۱۶/مئی ۱۹۴۷ء)

”ہندوستان کی تقسیم پر اگر ہم رضامند ہوئے ہیں تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ یہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائے۔“

۵/اگست ۱۹۴۷ء کے الفضل میں خلیفہ ثانی کی ایک دوسری تقریر درج ہے۔ فرماتے ہیں کہ: ”بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر وشکر ہو کر رہیں۔“

مرزا محمود نے قادیان میں رہنے کے بہتیرے جتن کئے۔ کوشش کی کہ پاپائے روم کے مقدس شہر ویٹیکن کا مقام قادیان کو مل جائے۔ لیکن جب کوئی سی بیل منڈھے نہ چڑھی تو ایک انگریز کرنل کی رپورٹ پر حواس باختہ ہو کر کیپٹن عطاء اللہ کی معیت میں بھاگ کر لاہور آ گئے۔ میجر جنرل نذیر احمد آپ کے ہم زلف تھے۔ ان کے ساتھ جیپ میں سوار ہو کر نکلنے کا پروگرام تھا۔ لیکن سکھوں کی مار دھاڑ کے خوف سے قبل از وقت نکل آئے اور چوری چھپے جان بچائی۔ یہاں پہنچ کر مرزا محمود نے قادیان میں مراجعت کے رویاء اور خواب بیان کرنا شروع کئے اور یہ پروگرام بنایا کہ:

۱...... تقسیم کی مخالف قوتوں سے گٹھ جوڑ کر کے قادیان کسی نہ کسی طرح حاصل کیا جائے۔

۲...... کشمیر کے کسی حصے پر اقتدار حاصل کیا جائے۔

۳...... پاکستان کے کسی علاقے کو قادیانی صوبہ میں تبدیل کیا جائے۔

بظاہر یہ تین مختلف اور شاید ایک نازک حد تک متخالف ''محاذ'' تھے۔ لیکن اصلاً حصول اقتدار کا ایک مربوط سلسلہ تھا جو مرزا محمود کے نہاں خانہ دماغ میں پرورش پا رہا تھا۔

جسٹس منیر نے ۱۹۵۳ء کے واقعات سے متعلق مسلمانوں سے مرزائیوں کی نزاع پر جو رپورٹ لکھی ہے اس کے ص ۱۹۶ پر درج ہے کہ: ''۱۹۴۵ء سے لے کر ۱۹۴۷ء کے آغاز تک احمدیوں کی بعض تحریروں سے منکشف ہوتا ہے کہ وہ برطانیہ کا جانشین بننے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ وہ نہ تو ایک ہندو دنیاوی حکومت یعنی ہندوستان کو اپنے لئے پسند کرتے تھے اور نہ پاکستان کو منتخب کر سکتے تھے۔''

(الفضل ۲۵؍دسمبر ۱۹۳۲ء) ملاحظہ ہو، خلیفہ صاحب فرماتے ہیں کہ: ''ملکی سیاست میں خلیفہ وقت سے بہتر اور کوئی راہنمائی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اس کے شامل حال ہوتی ہے۔''

۴؍جون ۱۹۴۰ء کے الفضل میں ہے کہ: ''نہیں معلوم کب خدا کی طرف سے ہمیں دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔''

یہ اس وقت مرزائی امت کے خیالات تھے جب ہٹلر نے برطانیہ کو ہلا ڈالا تھا اور مرزائی و سکھ دونوں پنجاب پر قبضہ کرنے کی تیاری میں تھے۔ اس ضمن میں ماسٹر تارا سنگھ کا مضمون ہفتہ وار اکالی سے مختلف جرائد میں نقل ہو چکا ہے۔ ماسٹر جی نے لکھا تھا کہ برطانیہ نے ہندوستان چھوڑا تو سکھ ریاستوں بالخصوص مہاراجہ، پٹیالہ کی مدد سے پنجاب میں ہم نے اتنی تیاری کر لی ہے کہ اس کے جانشین ہو سکیں اور سکھوں کا یہ صوبہ سکھوں کی عملداری میں ہو۔

اس سے پہلے ۱۴ر فروری ۱۹۲۲ء کے الفضل میں خلیفہ صاحب کی تقریر ہے۔ ''ہم احمدی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔''

مزید ملاحظہ ہو۔ ''اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے تمہارے راستے سے یہ کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے۔'' (الفضل ۸ر جولائی ۱۹۳۵ء)

مرزائیوں نے اپنی جماعت کے ۸۳ برس میں مسلمانوں کے کسی ابتلاء، کسی تحریک، کسی افتاد اور کسی مصیبت میں کبھی حصہ نہیں لیا۔ ہمیشہ مسلمانوں سے الگ تھلگ اور انگریزوں کی مرضی کے تابع رہے۔ لیکن ریاست کشمیر کے مسلمانوں کی ہمدردی کے نام پر انہوں نے جولائی ۱۹۳۱ء میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا کھڑاگ رچایا اور آج تک صرف کشمیر ہی کا ذکر چھیڑتے ہیں۔ کیا مسلمانوں کے مصائب کشمیر کے سوا اور کسی خطہ میں نہ تھے۔ کیا صرف کشمیر کے مسلمان ہی مسلمانان عالم میں ہمدردی کے مستحق تھے اور کیا ریاست کشمیر کی آزادی ہی عالم اسلام کی ویرانیوں کا مسئلہ اوّل ہے؟ اگر قادیانی کشمیر کے معاملہ میں اسلام اور مسلمانوں کی خاطر مخلص ہوتے تو اس کا اعتراف نہ کرنا بخل ہوتا۔ بلکہ شقاوت کے مصداق۔ لیکن معاملہ دوسرا تھا۔ مرزائی کشمیری مسلمانوں کی سادہ فطرت سے واقف تھے کہ وہ مذہبی سٹہ بازوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ادھر قادیان اور جموں متصل علاقے تھے۔ ادھر مرزائی جس قادیانی ریاست کا خواب دیکھتے تھے اس کی تعبیر کے لئے جموں وکشمیر حسب حال تھے۔

پاکستان نے اپنی آزادی کے تیسرے مہینے اکتوبر ۱۹۴۷ء میں کشمیر کا مطالبہ کیا تو اس جنگ میں قادیانی امت فی الفور کود پڑی۔ اس نے فرقان بٹالین کے نام سے ایک پلاٹون تیار کی جو سیالکوٹ کے نزدیک جموں کے محاذ پر واقع گاؤں معراجکے میں متعین کی گئی۔ اس نے وہاں کیا خدمات انجام دیں؟ اس کے تذکرہ وافشاء کا محل نہیں۔ لیکن اس وقت پاکستان کے کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس گریسی تھے۔ جن کے متعلق معلوم ہو چکا ہے کہ وہ پاکستان کی فوج کو کشمیر میں استعمال کرنے کے خلاف تھے اور نہ شخصی طور پر کشمیر کی لڑائی کے حق میں تھے۔ بلکہ ان کی معرفت بعض معلومات ہندوستان کے کمانڈر انچیف جنرل سر اکن لیک تک پہنچتی گئیں۔ قائداعظم اس وقت سرطان کے مرض میں مبتلا تھے۔ جب انہیں یہ معلوم ہوا تو ان کا مرض شدید ہو گیا۔

کسی کمانڈر انچیف نے کسی ''آزاد ادارے'' کی ایسی بٹالین پر کبھی صاد نہیں کیا جیسا کہ فرقان بٹالین تھی، فرقان بٹالین کو یہ شرف بخشا گیا کہ جنرل گریسی نے بطور کمانڈر انچیف تحسین وستائش کا خط وپیغام لکھا جو تاریخ احمدیت جلد ششم مولفہ دوست محمد شاہد کے ص ۷۔۶۴ پر موجود ہے۔

بات معمولی ہے لیکن عجیب ہے کہ کشمیر کے محاذوں کی جنگ میں قادیان سے ملحق سرحدات کی کمان ہمیشہ مرزائی جرنیلوں کے ہاتھ میں رہی ہے۔ چونکہ یہ ایک فوجی عمل ہے۔ لہٰذا اس کا ذکر مناسب نہیں۔ لیکن سوال ہے کہ فرقان بٹالین ہو یا اس کے بعد ۱۹۶۵ء کی جنگ جو کشمیر سے شروع کی گئی کہ وہاں چھمب اور جوڑیاں کا محاذ پٹھانکوٹ اور قادیان کی طرف تھا۔ ابتداً ان محاذوں کی کمان جنرل اختر ملک اور بریگیڈیر عبدالعلی ملک کے ہاتھ میں تھی جو سگے بھائی ہونے کے علاوہ قادیانی العقیدہ تھے۔ جنرل اختر ملک ترکی میں وفات پا گئے۔ ان کی نعش وہاں سے ربوہ لائی گئی۔ جہاں بہشتی مقبرے سے باہر ہمیشہ کی نیند سو رہے ہیں۔ پنجاب میں پانچویں اور چھٹی جماعت کی تاریخ وجغرافیہ کے نصاب میں ۱۹۶۵ء کی جنگ کا ہیرو جنرل اختر ملک اور بریگیڈیر عبدالعلی کو بتایا گیا اور اوّل الذکر کی سہ رنگی تصویر شامل کی گئی ہے۔

ایک دوسری تصویر جنرل ابرار حسین کی بھی ہے۔ لیکن ۱۹۶۵ء کی جنگ کو اس طرح محدود کرنا اور صرف جنرل اختر حسین ملک یا بریگیڈیر عبدالعلی کا ذکر کرنا مرزائی امت کا پنجاب میں نئی پود کو ذہناً اپنی طرف منتقل کرنے کا ہتھکنڈا ہے۔ عزیز بھٹی وغیرہ کو نظر انداز کر کے اور اس وقت کے آتش بجانوں کے سر سے گزر کے جنرل اختر ملک کو قومی ہیرو بنانا اور بڑھانا قادیانی سیاست کی شوخی ہے۔ جو حصول اقتدار کی آئندہ کوششوں میں رنگ وروغن کا کام دے گی۔

بات سے بات نکلتی ہے۔ جنرل اختر ملک کے تذکرے کی رعایت سے اس ضمن کی دو باتیں حافظہ میں اور تازہ ہو گئیں۔

۱...... نواب کالا باغ نے ۱۹۶۵ء کی جنگ کے واقعات پر گفتگو کرتے ہوئے راقم سے بیان کیا کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں اللہ تعالیٰ نے ہماری محافظت کی ورنہ صورتحال کے پامال ہونے کا احتمال تھا۔

نواب صاحب نے فرمایا: مرزائی پاکستان میں حصول اقتدار سے مایوس ہو کر قادیانؔ پہنچنے کے لئے مضطرب ہیں۔ وہ بھارت سے مل کر یا بھارت سے لڑ کر ہر صورت میں قادیان چاہتے ہیں اور اس غرض سے پاکستان کو بازی پر لگانے سے بھی نہیں چوکتے۔ ایک دن میرے ہاں جنرل اختر حسین ملک آئے اور میرے ملٹری سیکرٹری کرنل محمد شریف سے کہا کہ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے پس وپیش کی اور اپنے سیکرٹری سے کہا کہ میں نے جنرل ملک سے اگر ملاقات کی تو صدر ایوب جو مجھ سے پہلے ہی بدظن ہو چکے ہیں اور بدظن ہوں گے اور یہ حسن اتفاق ہے کہ میں بھی اعوان ہوں۔ جنرل ملک بھی اعوان ہے اور تم (ملٹری سیکرٹری) بھی اعوان ہو۔ صدر ایوب کے کان

میں الطاف حسین (ڈان) نے بات ڈال رکھی ہے کہ اس سے کسی امریکن نے کہا ہے کہ نواب کالا باغ ایوب خان کے خلاف اندر خانہ خود صدر بننے کی سازش کر رہا ہے۔

اس وقت تو جنرل ملک لوٹ گئے۔ لیکن چند دن بعد نتھیا گلی میں ملاقات کا موقع پیدا کر لیا۔ کہنے لگے: ''میں صدر ایوب کو آمادہ کروں کہ یہ وقت کشمیر پر چڑھائی کرنے کے لئے بہترین ہے۔ یقین ہے کہ ہم کشمیر حاصل کر پائیں گے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ بیٹھے بٹھائے جنرل کو یہ کیا سوجھی؟ بہر حال میں نے عذر کر دیا کہ میں نہ تو فوجی ایکسپرٹ ہوں نہ مجھے جنگ کے مبادیات کا علم ہے۔ آپ خود ان سے تذکرہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ صدر نہیں مانتا۔ وہ کہتا ہے کہ اس لڑائی کے جلد بعد بھارت براہ راست پاکستان کی بین الاقوامی سرحدوں پر حملہ کر دے گا۔''

میں نے کہا: صدر مجھ سے پہلے ہی بدگمان ہے۔ وہ لازماً خیال کرے گا کہ اعوان اس کے خلاف کوئی سازش کر رہے ہیں۔ جنرل اختر ملک مجھ سے جواب پا کر چلے گئے۔ اس اثناء میں سی آئی ڈی کی معرفت مجھے ایک دستی اشتہار ملا جو آزاد کشمیر میں کثرت سے تقسیم کیا گیا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ: ''ریاست جموں و کشمیر انشاء اللہ آزاد ہوگی اور اس کی فتح و نصرت احمدیت کے ہاتھوں ہوگی۔'' (پیش گوئی مصلح موعود)

اور میرے لئے یہ ناقابل فہم نہ تھا کہ جنرل اختر ملک اس پیش گوئی کو سچا بنانے کے لئے دوڑ دھوپ کر رہے تھے۔ راقم نے نواب کالا باغ کی یہ گفتگو محترم مجید نظامی ایڈیٹر نوائے وقت کو بیان کی تو انہوں نے تائید کی کہ ان سے بھی نواب صاحب یہی روایت کر چکے ہیں۔

۲...... ڈاکٹر جاوید اقبال سے ذکر آیا تو حیران ہوئے۔ فرمایا کہ: اس جولائی میں سر ظفر اللہ خان نے مجھے امریکہ میں کہا تھا کہ میں صدر ایوب کو پیغام دوں کہ یہ وقت کشمیر پر چڑھائی کے لئے موزوں ہے۔ پاکستانی فوج ضرور کامیاب ہوگی۔ جہاں تک ہندوستان کے ہاتھوں بین الاقوامی سرحد کے آلودہ ہونے کا تعلق ہے۔ ایسی کوئی چیز نہ ہوگی۔ میں نے صدر ایوب سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا مجھ سے کہہ دیا ہے اور کسی سے نہ کہنا۔

صدر ایوب کو سر ظفر اللہ خان نے پیغام دے کر اور جنرل اختر ملک کو خود حاضر ہو کر علاوہ دوسرے زعماء کے یقین دلایا تھا کہ کشمیر پر حملہ کرنے سے بھارت اور پاکستان میں براہ راست جنگ نہ ہوگی۔ لیکن پاکستانی فوجیں جب کشمیر کی طرف بڑھنے لگیں تو پاکستان کی بین الاقوامی سرحدیں ایکا ایکی بھارتی فوج کے حملہ کا شکار ہو گئیں۔ واقعہ یہ ہے کہ پاکستان کو ہندوستان کے تابع

کرنے اور اس کی جغرافیائی ہیئت کو نئی صورت دینے کے لئے عالمی استعمار کا جو منصوبہ تھا اس کو پروان چڑھانے کے لئے پاکستان کے بعض پراسرار لیکن مخفی و معلوم ہاتھ بھی تھے۔ قدرت نے استعماری منصوبہ خاک میں ملا دیا۔ منصوبہ یہ تھا کہ مغربی پاکستان میں پنجاب کو بالواسطہ یا بلاواسطہ شکست ہو تو پاکستان کا عسکری بازو ٹوٹ جائے گا اور مشرقی پاکستان نتیجتاً الگ ہو جائے گا۔ پنجاب کی پسپائی کے بعد سرحد، بلوچستان اور سندھ بلقان ریاستوں یا عرب ریاستوں کی طرح چھوٹی چھوٹی ریاستیں بن جائیں گی۔

کشمیر اور احمدیت کے بارے میں اس سے پہلے یہ بات سطور بالا میں رہ گئی ہے کہ قادیانی امت نے تحریک کشمیر و قبل از آزادی اور جنگ کشمیر (بعد از آزادی) میں صرف اس لئے حصہ لیا کہ مرزا بشیر الدین محمود جس قادیانی ریاست کا خواب دیکھتے تھے ان کی نگاہ میں کشمیر ہر لحاظ سے موزوں تھا۔ جماعت احمدیہ کی کشمیر سے دلچسپی کا سبب دوست محمد شاہد نے (تاریخ احمدیت ج ۶ ص ۴۴۵ تا ۴۷۹) میں مرزا محمود کی روایت سے لکھا ہے کہ:

۱...... وہاں تقریباً اسی (۸۰) ہزار احمدی ہیں۔

۲...... وہاں مسیح اوّل دفن ہیں اور مسیح ثانی (غلام احمد) کے پیروؤں کی بڑی جماعت آباد ہے۔

۳...... جس ملک میں دو مسیحیوں کا دخل ہو اس ملک کی فرمانروائی کا حق احمدیوں کو پہنچتا ہے۔

۴...... مہاراجہ رنجیت سنگھ نے نواب امام الدین کو گورنر بنا کر کشمیر بھیجا تھا تو ان کے ساتھ مرزا غلام احمد کے والد بطور مددگار گئے تھے۔

۵...... حکیم نور الدین خلیفہ اوّل مرزا محمود کے استاد اور خسر شاہی حکیم کے طور پر کشمیر میں ملازم رہے تھے۔

ان نکات ہی کو ملحوظ رکھا جائے تو ظاہر ہے کہ قادیانی امت کی کشمیر سے ہمدردی کسی عام انسانی مسئلہ یا عام مسلمانوں کی ہمدردی کے جذبہ سے نہیں تھی، نہ ہے۔ بلکہ وہ اپنے شخصی تعلق اور حزبی مفاد کے لئے پورے پاکستان اور تمام مسلمانوں کو استعمال کرتے رہے ہیں۔

بلوچستان کو احمدی ریاست بنانے کا خواب پراگندہ ہو گیا۔ (اس کے لئے ہم شاہ ایران کے بھی شکر گذار ہیں) ادھر کشمیر سے متعلق ۱۹۴۸ء، ۱۹۶۵ء کی دونوں مہمیں بے نتیجہ رہیں۔ ادھر ۱۹۶۵ء کے بعد برّاعظیم سے متعلق عالمی استعمار نے کانٹا بدلا۔ قادیانی امت کا اس کے ساتھ بدلنا ایسا ہی تھا جیسے انجن مڑتے ہی گاڑی مڑ جاتی ہے۔ اب پاکستان کو ملیامیٹ کرنے کی استعماری کوششوں میں سے ایک کوشش یہ تھی کہ:

۱...... مشرقی پاکستان کو الگ کیا جائے۔ قادیانی عقلاء نے وہ سب کچھ کیا جو اس کے لئے ضروری تھا۔ انہوں نے مشرقی پاکستان کے لئے شکایات کو جنم دیا۔ پھر پروان چڑھایا۔ ایم ایم احمد نے حکومت پاکستان کے فنانس سیکرٹری مالی مشیر اور منصوبہ بندی کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین کی حیثیت سے بنگالیوں کو اتنا بے بس اور بیزار کر دیا کہ وہ علیحدگی کی تحریک میں ڈھل گئی۔ مشرقی پاکستان کے مصیبت زدگان کو سرکاری امداد سے محروم رکھا گیا اور اس کے مسئول ایم ایم احمد تھے۔

۲...... جب تک مشرقی پاکستان علیحدہ نہ ہو۔ قادیانیوں کے لئے پاکستان میں اقتدار کا سوال خارج از بحث تھا۔ کیونکہ اکثریت مشرقی پاکستان کی تھی اور شیخ مجیب الرحمان، قادیانی امت کی ان حرکات کو بھانپ کر ان سے باخبر ہوگئے تھے۔ وہ ایم ایم احمد کی حرکات پر پبلک میں بیان دے چکے اور ان کی فوری علیحدگی کے خواہاں تھے۔ اس بیان کے فوراً بعد چوہدری ظفر اللہ خان ان سے ملنے ڈھاکہ گئے۔ دوسرے یا تیسرے دن تخلیہ میں ملاقات ہوئی اور آخر وہی ہوا جو مرزائی امت کے ظفر اللہ خان یا ایم ایم احمد سے ٹکراؤ کا نتیجہ ہوسکتا تھا کہ ایم ایم احمد کو علیحدہ کرنے سے پہلے مجیب الرحمان پاکستان سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ ہوگئے۔

۳...... اب مرزائی تمام تجربوں کو حسب مرادنہ پاکر پاکستان میں عالمی استعمار کا آخری ناٹک کھیل رہے ہیں۔ انہوں نے امریکہ کے یہودیوں کی طرح ملک کی مالیات (بینکنگ، انشورنس اور انڈسٹری) میں اس قسم کا اقتدار حاصل کر لیا ہے کہ انہیں ان کے پس منظر، پیش منظر اور تہہ منظر سے خارج نہیں کیا جاسکتا۔ اب ان کے اقتدار کی راہ میں یہ چیزیں معاون ہوسکتی ہیں اور یہ کہنا جرم نہ ہوگا کہ پاکستان کی فضائیہ اپنے چیف سے لے کر آئندہ جانشینوں کی ایک کڑی تک ان کے ہاتھ میں ہے۔ اسی طرح بری فوج کے دونوں کور کمانڈر (جنرل عبدالعلی اور جنرل عبدالحمید) ان کے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک ڈار بندھی ہوئی ہے۔

۴...... ملک کی بعض اہم آسامیاں قادیانی لے رہے ہیں۔ مثلاً پنجاب میں ٹیکسٹ بک بورڈ کا چیئرمین غالب احمد قادیانی ہے۔ پنجاب اور بہاولپور کے علاقہ کی انشورنس کارپوریشن کا جنرل منیجر جنجوعہ قادیانی ہے۔ لاہور میو ہسپتال کا میڈیکل سپرنٹنڈنٹ قادیانی ہے۔ غرض ایسے کئی ادارے قادیانی امت کے ہاتھ میں ہیں۔ جہاں اس کے افراد کی بڑی سے بڑی اکثریت معاشی طور پر پرورش پاسکتی اور سیاسی طور پر اقتدار کی راہیں ہموار کرتی ہے۔

۵...... ابھی تک پریس قادیانی امت کے ہاتھ میں نہیں آسکا۔ لیکن وزارت اطلاعات ونشریات کی معرفت پریس کو مہر بلب کر دیا گیا ہے اور ملک کے بیشتر ورکنگ جرنلسٹوں میں کرپشن کی نیو رکھ دی گئی ہے۔ جس کی بدولت قادیانیت کے پیچ وخم کا مسئلہ خارج از احتساب ہو چکا ہے۔

۶...... ملک کے بعض اہل قلم اور اہل صحافت کو بالواسطہ وبلاواسطہ مختلف شکلوں میں معاوضہ دے کر اس قسم کے مضمون لکھوائے جارہے ہیں۔ جس سے قادیانی امت کے مخالفین ضعیف ہوتے جائیں اور اس انتشار وافتراق کو ہوا ملتی رہے جو ان کے آئندہ اقتدار کی ضروری اساس ہے۔

۷...... سرحد وبلوچستان کی علیحدگی سے متعلق بالکل انہی خطوط پر قادیانی امت اقدام وکلام کا انبار لگارہی ہے۔ جن خطوط پر شیخ مجیب الرحمان کو رگید اجارہا تھا۔ مرزائی امت بظاہر پیپلز پارٹی کے ساتھ ہے۔ لیکن اس کے مختلف نوجوان مختلف پارٹیوں میں حسب ہدایت شامل ہیں۔ پنجاب نیشنل عوامی پارٹی میں ایک ایسا احمدی نوجوان شریک ہے جس کا بھائی بڑے دنوں سے کراچی کا ڈپٹی کمشنر ہے اور باپ مرزا غلام احمد کا صحابی ایک زمانہ میں پبلک کا قانونی مشیر تھا۔ قادیانی امت کا طرز عمل یہ ہے کہ مذمت کے روپ میں سرحد وبلوچستان کی سیاسی فضا کو اتنا مسموم کر دیا جائے کہ علیحدگی کا مطالبہ حقیقت بن جائے۔ جب عالمی استعمار کی خواہش کے مطابق پاکستان جو کبھی مغربی پاکستان تھا کئی ریاستوں مثلاً پختونستان، بلوچستان اور سندھو دیش وغیرہ میں تقسیم ہو تو پنجاب میں حکمران طاقت، یا سکھوں کے ساتھ مشترکہ طاقت کی سربراہی ان کے ہاتھ میں ہو۔

مرزائی سیاست کا نقشہ یہ ہے کہ عالمی استعمار اس پاکستان کو ضرب وتقسیم سے تین چار ریاستوں میں بانٹنے کا ارادہ کر چکا ہے۔ پختونستان بنے گا، بلوچستان بنے گا۔ سندھو دیش بنے گا۔ ان کے اضلاع میں تھوڑا بہت ردوبدل ہوگا۔ ہوسکتا ہے سندھ کا کچھ علاقہ بھارتی راجستھان کو چلا جائے۔ پختونستان میں پنجاب کے ایک دو اضلاع آجائیں۔ بلوچستان سندھ کے ایک دو اضلاع لے جائے اور پنجاب میں ڈیرہ غازیخان کے ضلع پر اس کی نگاہ ہو۔ لیکن جتنی جلدی یہ ہو قادیانی اپنے لئے اتنا ہی مفید سمجھتے تھے۔ قادیانی امت کی اس مہرہ بازی کا حاصل کلام یہ ہے کہ اپنے اس بلقانی مقدر کے بعد پاکستان ختم ہو جائے گا تو سکھ استعماری شہ اور بھارتی تعاون سے

پنجاب پر اپنے اس استحقاق کا دعویٰ کریں گے کہ وہ ان کے گوروں کی نگری ہونے کے باعث ان کا ہے۔ جس طرح یہود نے فلسطین کو اپنے پیغمبروں کے مولد ومسکن ومرقد ہونے کی بناء پر حاصل کیا اور اسرائیل بنا ڈالا۔ اسی طرح پنجاب سکھوں کے لئے ہوگا۔ بعض معلوم وجوہ کے باعث پنجاب اس وقت پختونستان، سندھو دیش اور بلوچستان کی نار نی میں گھرا ہوگا۔ مرزائی امت گروں کی نگری کے طالبین سے معانقہ کر کے اپنے ''مدینتہ النبی'' قادیان کی مراجعت پر خوش ہوگی۔ تب عالمی استعمار کی مداخلت سے ایک نیا پنجاب پیدا ہوگا۔ جو سکھ احمدی ریاست ہوگا اور جس کا پاکستانی وجود ختم ہو جائے گا۔

پاکستان کا اصل خطرہ یہ ہے اور پنجاب اس خوفناک سانحہ کی زد میں ہے۔ نہ جانے حزب اقتدار اور حزب اختلاف اس بارے میں کیوں غور نہیں کرتیں۔ اس سیاسی مسئلہ کا اس وقت تعاقب نہ کیا گیا اور ایک پولیٹکل خطرہ کے طور پر اس کا محاسبہ نہ کیا گیا تو کیا پاکستان کی آنکھ اس وقت کھلے گی جب طوفان سر سے گذر چکا ہوگا اور پاکستان کی تاریخ استعماری انقلاب کے ہاتھوں الٹ چکی ہوگی۔ تب مؤرخ یہ لکھیں گے کہ ان علاقوں میں ایک ایسی قوم رہتی تھی جس نے اپنے مسلمان ہونے کی بنیاد پر براعظیم ہندوستان سے کٹ کے ایک علیحدہ ملک پاکستان بنوایا تھا۔ لیکن اس پر تیسری یا چوتھی دہائی بھی نہ گذری تھی کہ اپنی مجرمانہ غفلتوں اور احمقانہ سرکشیوں سے اس ملک کو خود مٹا ڈالا اور اب وہ ملک وقوم ماضی کی ایک طربناک یاد کا المناک تتمہ ہیں۔

- ...... اگر حکومت کے لئے یہ گروہ مفید ہے تو وہ اس کی خدمات کا صلہ دینے کی پوری طرح مجاز ہے۔ لیکن اس جماعت کے لئے اسے نظر انداز کرنا مشکل ہے۔ جس کا اجتماعی وجود اس کے باعث خطرہ میں ہے۔
- ...... مسیح موعود کی اصطلاح اسلامی نہیں اجنبی ہے۔ دور اوّل کے تاریخی اور مذہبی ادب میں یہ اصطلاح کہیں نہیں ملتی۔
- ...... بروز، حلول، ظل وغیرہ کی اصطلاحیں اسلامی ایران میں مؤبدانہ اثر کے تحت ملحدانہ تحریکوں کی پیداوار ہیں۔ ان کے واضعین نے اپنے ملحدانہ خیالات کو چھپانے کے لئے انہیں وضع کیا تھا۔
- ...... مرزا غلام احمد قادیانی اپنے عقائد کی اساس پر کوئی علیحدہ امت تیار نہیں کر سکتے تھے۔ انہوں نے محمد عربیؐ کی امت میں نقب لگا کر قادیانی امت پیدا کی جو کھلم کھلا الحاد کی اساس پر قائم ہے۔ (اقبالؒ)

قادیانیت

قادیانی اسلام کے غدار ہیں
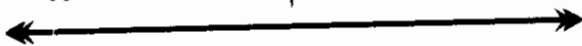
آغا شورش کاشمیری

قادیانیت از فیضان اقبال

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

ختم نبوت

''ختم نبوت اسلام کا ایک نہایت اہم اور بنیادی تصور ہے۔ اسلام میں نبوت چونکہ اپنے معراج کمال کو پہنچ گئی۔ لہٰذا اس کا خاتمہ ضروری ہوگیا۔ اسلام نے خوب سمجھ لیا تھا کہ انسان سہاروں پر زندگی بسر نہیں کرسکتا۔ اس کے شعور ذات کی تکمیل ہوگی تو یونہی کہ وہ خود اپنے وسائل سے کام لینا سیکھے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اگر دینی پیشوائی کو تسلیم نہیں کیا یا موروثی بادشاہت کو جائز نہیں رکھا یا بار بار عقل اور تجربے پر زور دیا یا عالم فطرت اور عالم تاریخ کو علم انسانی کا سرچشمہ ٹھہرایا تو اس لئے کہ ان سب کے اندر یہی نکتہ مضمر ہے۔ یہ سب تصورات خاتمیت ہی کے مختلف پہلو ہیں...... ہم نے ختم نبوت کو مان لیا تو گویا یہ عقیدہ بھی مان لیا کہ اب کسی شخص کو اس دعویٰ کا حق نہیں پہنچتا کہ اس کے علم کا تعلق چونکہ کسی مافوق سرچشمہ سے ہے۔ لہٰذا ہمیں اس کی اطاعت لازم ہوتی ہے۔ خاتمیت کا تصور ایک طرح کی نفسیاتی قوت ہے۔ جس سے اس قسم کے دعوؤں کا قلع قمع ہوجاتا ہے۔''
(پانچواں خطبہ تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ ص۱۹۳ تا ۱۹۵)

ختم نبوت

''اور باتوں کے علاوہ ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ روحانی زندگی میں جس کے انکار کی سزا جہنم ہے۔ ذاتی سند ختم ہوچکی ہے۔''
(لائٹ کے جواب میں)

ختم نبوت کا تخیل

''انسانیت کی تمدنی تاریخ میں غالباً ختم نبوت کا تخیل سب سے انوکھا ہے۔ اس کا صحیح اندازہ مغرب اور ایشیاء کے مؤبدانہ تمدن کی تاریخ کے مطالعہ سے ہوسکتا ہے۔ مؤبدانہ تمدن میں زرتشتی یہودی، نصرانی اور صابی تمام مذاہب شامل ہیں۔''
(قادیانیت اور اسلام بجواب نہرو)

اسلام کا غدار

''دینیاتی نقطہ نظر سے اس نظریہ کو یوں بیان کرسکتے ہیں کہ اسلام کی اجتماعی اور سیاسی

تنظیم میں محمد ﷺ کے بعد کسی ایسے الہام کا امکان ہی نہیں جس سے انکار کفر کو مستلزم ہو۔ جو شخص ایسے الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ اسلام سے غداری کرتا ہے۔" (ایضاً)

قادیانیت کا مقابلہ

"علمائے ہند نے قادیانیت کو ایک دینی تحریک تصور کیا اور دینیاتی حربوں سے اس کا مقابلہ کرنے نکل آئے۔ میرا خیال ہے کہ اس تحریک کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ طریقہ موزوں نہیں۔ ۱۷۹۹ء سے ہندوستان میں اسلامی دینیات کی جو تاریخ رہی ہے اس کی روشنی میں احمدیت کے اصل محرکات کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ دنیائے اسلام کی تاریخ میں ۱۷۹۹ء کا سال بے حد اہم ہے۔ اسی سال ٹیپو کو شکست ہوئی۔ اسی سال جنگ نورینو ہوئی۔ جس میں ترکی کا بیڑا تباہ ہو گیا اور ایشیاء میں اسلام کا انحطاط انتہاء کو پہنچ گیا۔" (بجواب نہرو)

شہنشاہیت کے پیدا کردہ مسائل

"اسلام میں خلافت کا تصور ایک مذہبی ادارے کو مستلزم ہے۔ ہندوستانی مسلمان اور وہ مسلمان جو ترکی سلطنت سے باہر ہیں۔ ترکی خلافت سے کیا تعلق رکھتے ہیں؟ ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟ اسلام میں نظریہ جہاد کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟ اولی الامر سے مراد کیا ہے؟ مہدی کی آمد سے متعلقہ احادیث کی معنوی نوعیت کیا ہے؟ یہ اور اس قبیل کے دوسرے سوالات جو بعد میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق بداہتہً مسلمانان ہندوستان سے تھا۔ مغربی شہنشاہیت کو جو اس وقت اسلامی دنیا پر تسلط حاصل کر رہی تھی۔ ان سوالات سے گہری دلچسپی تھی۔ ان سوالات سے جو مناقشات پیدا ہوئے وہ اسلامی ہند کی تاریخ کا ایک باب ہیں۔ یہ حکایت دراز ہے اور ایک طاقتور قلم کی منتظر۔" (قادیانیت اور اسلام)

قادیانیت

"مسلمان عوام کو صرف ایک چیز قطعی طور پر متاثر کر سکتی ہے اور وہ ربانی سند ہے۔ احمدیت نے اس الہامی بنیاد کو فراہم کیا اور اس طرح جیسا کہ اس کا دعویٰ ہے۔ برطانوی شہنشاہیت کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ جو اس نے سرانجام دی ہے۔" (ایضاً)

استدلال اور سند

''جوممالک تمدن کی ابتدائی منزلوں میں ہوں وہاں استدلال سے زیادہ سند کا اثر ہوتا ہے۔ پنجاب میں مبہم دینیاتی عقائد کا فرسودہ جال اس سادہ لوح دہقان کو آسانی سے مسخر کر لیتا ہے۔ جو صدیوں سے ظلم و ستم کا شکار ہیں۔ مسلمانوں کے مذہبی تفکر کی تاریخ میں احمدیت کا وظیفہ ہندوستان کی موجودہ سیاسی غلامی کی تائید میں الہامی بنیاد فراہم کرنا ہے۔'' (بجواب نہرو)

قادیانی

فرمایا: ''قادیانی تحریک نے مسلمانوں کے ملی استحکام کو بے حد نقصان پہنچایا ہے۔ اگر استیصال نہ کیا گیا تو آئندہ شدید نقصان پہنچے گا۔'' (عبدالرشید طارق ملفوظات)

احمدیت کے اداکار

''تمام ایکٹر جنہوں نے احمدیت کے ڈرامے میں حصہ لیا ہے وہ زوال اور انحطاط کے ہاتھوں میں محض سادہ لوح کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے۔'' (بجواب نہرو)

سیاسی چال

''ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں تو پھر سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل ہونے کے لئے کیوں مضطرب ہیں؟''

علیحدگی کا مطالبہ

''ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گذرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔ کیونکہ ابھی وہ (قادیانی) اس قابل نہیں کہ چوتھی جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کی برائے نام اکثریت کو ضرب پہنچا سکے۔'' (اسٹیسمین کے نام خط، مورخہ ۱۰رجون ۱۹۳۵ء)

یکرنگی

''پنڈت نہرو اور قادیانی دونوں مختلف وجوہ کی بناء پر مسلمانان ہند کے مذہبی اور سیاسی استحکام کو پسند نہیں کرتے ہیں۔'' (پنڈت جواہر لعل کے مضامین مطبوعہ ماڈرن ریویو کا جواب)

ہندوستانی پیغمبر

''قادیانی جماعت کا مقصد پیغمبر عرب کی امت سے ہندوستانی پیغمبر کی امت تیار کرنا ہے۔'' (پنڈت جواہر لعل کے مضامین مطبوعہ ماڈرن ریویو کا جواب)

رواداری

''الحاد کمزوری اور رواداری بسا اوقات خودکشی کے مترادف ہو جاتے ہیں۔ بہ قول گبن رواداری ایک فلسفی کی ہوتی ہے۔ جس کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر صحیح ہیں۔ ایک رواداری مؤرخ کی ہے جس کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر غلط ہیں۔ ایک رواداری مدبر کی ہے جس کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر مفید ہیں۔ ایک رواداری ایسے شخص کی ہے جو ہر قسم کے فکر و عمل سے بے تعلق ہوتا ہے۔ ایک رواداری کمزور آدمی کی ہے جو محض کمزوری کی وجہ سے ہر قسم کی ذلت اپنی محبوب اشیاء و اشخاص کے متعلق سہتا ہے۔''

(پنڈت جواہر لعل کے مضامین مطبوعہ ماڈرن ریویو کا جواب)

عجمی اصطلاحیں

''اسلامی ایران میں مؤبدانہ اثر کے تحت ملحدانہ تحریکیں اٹھیں۔ انہوں نے بروز، حلول، ظل وغیرہ اصطلاحات وضع کیں تا کہ تناسخ کے تصور کو چھپا سکیں۔ ان اصطلاحات کا وضع کرنا اس لئے بھی لازم تھا کہ مسلمانوں کے قلوب کو ناگوار نہ ہو۔''

''مسیح موعود کی اصطلاح بھی اسلامی نہیں، اجنبی ہے۔ یہ اصطلاح ہمیں دور اوّل کے تاریخی اور مذہبی ادب میں نہیں ملتی۔'' (ایضاً)

قادیانیت اور بہائیت

''بہائیت، قادیانیت سے کہیں زیادہ مخلص ہے۔ کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باغی ہے۔ لیکن مؤخر الذکر (قادیانیت) اسلام کی چند نہایت اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی ہے۔ لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے۔''

''اس کے ضمیر میں یہودیت کے عناصر ہیں۔ گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف راجع ہے۔'' (قادیانیت اور اسلام)

قادیانیت

''قادیانیوں کے لئے صرف دو ہی راہیں ہیں۔ یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں اور الگ ہو جائیں یا ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اصل اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کر لیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہوتا کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔'' (ایضاً)

مرزا غلام احمد قادیانی

آخر عمر میں قریباً ہر صحبت میں مرزا غلام احمد قادیانی کا ذکر آ جاتا تھا۔ ایک دفعہ فرمایا: ''سلطان ٹیپو کے جہاد حریت سے انگریزوں نے اندازہ کیا کہ مسئلہ جہاد ان کی حکومت کے لئے ایک مستقل خطرہ ہے۔ جب تک شریعت اسلام سے اس مسئلہ کو خارج نہ کیا جائے۔ ان کا مستقبل محفوظ نہیں۔ چنانچہ مختلف ممالک کے علماء کو آلۂ کار بنانا شروع کیا۔ اسی طرح ہندوستانی علماء سے بھی فتاویٰ حاصل کئے۔ لیکن تنسیخ جہاد کے لئے ان علماء کو ناکافی سمجھ کر ایک جدید نبوت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جس کا بنیادی مؤقف ہی یہ ہو کہ اقوام اسلامیہ میں تنسیخ جہاد کی تبلیغ کی جائے۔ احمدیت کا حقیقی سبب اسی ضرورت کا احساس تھا۔'' ایک روز فرمایا: ''ایسے فتاویٰ کی نقول تلاش کرو، ممکن ہے مولوی ثناء اللہ امرتسری سے ان کا سراغ مل جائے۔'' مولوی صاحب سے ذکر آیا تو انہوں نے سرسید کے کتب خانہ علی گڑھ کی طرف راہنمائی کی۔ حضرت علامہ نے سید ریاست علی ندوی کو لکھا اور اس کام کے لئے آمادہ کیا۔ فرمایا: ''قرآن کے بعد نبوت و وحی کا دعویٰ تمام انبیائے کرام کی توہین ہے۔ یہ ایک ایسا جرم ہے جو کبھی معاف نہیں کیا جا سکتا۔ ختمیت کی دیوار میں سوراخ

کرنا تمام نظام دینیات کو درہم برہم کر دینے کے مترادف ہے۔قادیانی فرقہ کا وجود عالم اسلامی، عقائد اسلام، شرافت انبیاء، خاتمیت محمد ﷺ اور کاملیت قرآن کے لئے قطعاً مضر و منافی ہے۔‘‘
(عرشی ملفوظات)

سٹے باز

’’ہندوستان میں کوئی مذہبی سٹے باز اپنی اغراض کی خاطر ایک نئی جماعت کھڑی کر سکتا ہے۔‘‘ (بجواب نہرو)

غلط رواداری

’’کسی قوم کی وحدت خطرے میں ہو تو اس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ معاندانہ قوتوں کے خلاف اپنی مدافعت کرے۔(اس ضمن میں رواداری ایک مہمل اصطلاح ہے) اصل جماعت کو رواداری کی تلقین کی جائے اور باغی گروہ کو تبلیغ کی پوری اجازت ہو۔خواہ وہ تبلیغ جھوٹ اور دشنام سے لبریز ہو؟‘‘ (قادیانیت اور اسلام بجواب نہرو)

اجتماعی خطرہ

’’اگر حکومت کے لئے یہ گروہ مفید ہے تو وہ اس کی خدمات کا صلہ دینے کی پوری طرح مجاز ہے۔لیکن اس جماعت کے لئے اسے نظر انداز کرنا مشکل ہے۔جس کا اجتماعی وجود اس کے باعث خطرہ میں ہے۔‘‘ (ایضاً)

دوسرے فرقے

’’مسلمانوں کے دوسرے فرقے کوئی الگ بنیاد قائم نہیں کرتے۔وہ بنیادی مسئلوں میں متفق ہیں۔ایک دوسرے پر الحاد کا فتویٰ جڑنے کے باوجود وہ اساسات پر ایک رائے ہیں۔‘‘ (ایضاً)

مذہب سے بیزاری

’’(اس قماش کے) مذہبی مدعیوں کی حوصلہ افزائی کا ردعمل یہ ہوتا ہے کہ لوگ مذہب سے بیزار ہونے لگتے اور بالآخر مذہب کے اہم عنصر کو اپنی زندگی سے خارج کر دیتے ہیں۔‘‘ (ایضاً)

علیحدہ جماعت

''حکومت کے لئے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرے۔ یہ قادیانیوں کی پالیسی کے بھی عین مطابق ہوگا۔ مسلمان ان سے ویسی ہی رواداری برتیں گے۔ جیسا کہ باقی مذاہب کے معاملہ میں اختیار کرتے ہیں۔''
(ایضاً)

نام نہاد تعلیم یافتہ

''نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ختم نبوت کے تمدنی پہلو پر کبھی غور نہیں کیا۔ مغربیت کے ہوا نے انہیں حفظ نفس کے جذبہ سے عاری کر دیا ہے۔ لیکن عام مسلمان جوان کے نزدیک ملا زدہ ہے۔ اس تحریک کے مقابلہ میں حفظ نفس کا ثبوت دے رہا ہے۔''
(ایضاً)

قادیانی

''یہ تحریک (قادیانی) اسلام کے ضوابط کو برقرار رکھتی ہے۔ لیکن اس قوت ارادی کو فنا کر دیتی ہے۔ جس کو اسلام مضبوط کرنا چاہتا ہے۔''
(بجواب نہرو)

مذہبی سرحدوں کی حفاظت

''رواداری کی تلقین کرنے والے اس شخص پر عدم رواداری کا الزام لگانے میں غلطی کرتے ہیں۔ جو اپنے مذہب کی سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے۔''
(ایضاً)

افتراق

''اسلام ایسی کسی تحریک کے ساتھ ہمدردی نہیں رکھتا جو اس کی موجودہ وحدت کے لئے خطرہ اور مستقبل میں انسانی سوسائٹی کے لئے مزید افتراق کا باعث ہو۔''
(ایضاً)

خطرہ

''مسلمان ان تحریکوں کے معاملہ میں زیادہ حساس ہیں جو ان کی وحدت کے لئے خطرناک ہوں۔ چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو۔ لیکن اپنی بنائ نبوت پر رکھے اور اس کے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو بزعم خود کافر قرار دے۔ مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے ایک خطرہ تصور کرتے ہیں۔ اسلامی وحدت ختم نبوت ہی سے استوار ہوتی ہے۔''
(ایضاً)

رواداری

''کمزور آدمی کی روادای اخلاقی قدروں سے معرا ہوتی ہے۔'' (پنڈت نہرو کے جواب میں)

اسلامی ریاست کا فرض

''جب کوئی شخص ایسے ملحدانہ نظریوں کو رواج دیتا ہے جس سے نظام اجتماعی خطرہ میں پڑ جاتا ہے تو ایک آزاد اسلامی ریاست پر اس کا انسداد لازم ہو جاتا ہے۔'' (پنڈت نہرو کے جواب میں)

لفظ کفر کا استعمال

''لفظ کفر کے غیر محتاط استعمال کو آج کل کے مسلمان جو مسلمانوں کے دینیاتی مناقشات کی تاریخ سے بالکل ناواقف ہیں۔ ملت اسلامیہ کے اجتماعی وسیاسی انتشار کی علامت تصور کرتے ہیں۔ یہ ایک بالکل غلط تصور ہے۔ اسلامی دنیا کی تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ فروعی مسائل کے اختلاف میں ایک دوسرے پر الحاد کا الزام لگانا انتشار کا باعث ہونے کی بجائے دینیاتی تفکر کو متحد کرنے کا ذریعہ بن گیا ہے۔'' (پنڈت نہرو کے جواب میں)

محی الدین ابن عربی

''اگر شیخ محی الدین ابن عربی کو اپنے کشف میں نظر آ جاتا کہ صوفیانہ نفسیات کی آڑ میں کوئی ہندوستانی ختم نبوت سے انکار کر دے گا تو یقیناً وہ علمائے ہند سے پہلے مسلمانان عالم کو ایسے غدار اسلام سے متنبہ کر دیتے۔'' (بجواب نہرو)

کٹھ پتلیاں

''ان لوگوں کی قوت ارادی پر ذرا غور کرو، جنہیں الہام کی بنیاد پر تلقین کی جاتی ہے کہ اپنے سیاسی ماحول کو اٹل سمجھو۔ پس میرے خیال میں وہ تمام ایکٹر جنہوں نے احمدیت کے ڈرامہ میں حصہ لیا ہے۔ زوال اور انحطاط کے ہاتھوں میں محض سادہ لوح کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے۔ ایران میں بھی اس قسم کا ایک ڈرامہ کھیلا گیا تھا۔ لیکن اس سے نہ تو وہ سیاسی اور مذہبی الجھاؤ پیدا ہوئے جو احمدیت نے اسلام کے لئے ہندوستان میں پیدا کئے ہیں اور نہ ان کا امکان تھا۔'' (بجواب نہرو)

بروز کا مسئلہ

''جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ بروز کا مسئلہ عجمی مسلمانوں کی ایجاد ہے اور اصل اس کی

آرین ہے۔ میری رائے میں اس مسئلہ کی تاریخی تحقیق قادیانیت کا خاتمہ کرنے کے لئے کافی ہے۔" (پروفیسر الیاس برنی کے نام)

قادیانی

"علامہ موسیٰ جاراللہ نے اس مصرع کی وضاحت چاہی۔

این زجج بیگانہ کرد آں از جہاد

فرمایا: "بہاء اللہ ایرانی اور غلام احمد قادیانی۔"

مرزا غلام احمد قادیانی کے مخترع مذہب، اس کے اسباب وعلل اور نتائج بد کی تفصیل بیان کی۔ اسی سال قادیانیت کے متعلق پہلا بیان دیا۔ پیر کا دن تھا اور مئی کی چھ تاریخ۔"

(عبدالرشید طارق ملفوظات)

ختم نبوت

"ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھ میں ہر دو اجزاء نبوت کے موجود ہیں۔ یعنی یہ کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کاذب ہے اور واجب القتل۔ مسیلمہ کذاب کو اسی بناء پر قتل کیا گیا تھا۔

علامہ اقبال کا خط بنام نذیر نیازی۔"

(مطبوعہ طلوع اسلام اکتوبر ۱۹۳۵ء، ماخوذ از انوار اقبال، مرتبہ بشیر احمد ڈار، ص ۴۵، ۴۶، اصل عکس)

قادیانی

"خضر تمیمی اور غلام مصطفیٰ تبسم حاضر ہوئے۔ علامہ نے آں ز ایران بود وایں ہندی نژاد...... کی شرح کرتے ہوئے غلام احمد قادیانی کا ذکر کیا اور فرمایا: اس کی شخصیت نفسیاتی مطالعہ کے لئے بہت موزوں ہے۔ عرض کیا آپ سے بڑھ کر کون تجزیہ نفسی کرسکتا ہے۔

فرمایا: خرابی صحت مانع ہے۔ کوئی نوجوان آمادہ ہو تو میں راہنمائی کرسکتا ہوں۔ پھر ان نقصانات کو گنوایا جو قادیانیت کو صحیح تسلیم کرنے کی صورت میں برداشت کرنے پڑے۔

فرمایا: قادیانیت اسلام کی تیرہ سو سال کی علمی اور دینی ترقی کے منافی ہے۔" (ملفوظات)

ختم نبوت

"فرمایا: "الیوم اکملت لکم دینکم" کے بعد اجرائے نبوت کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ قادیانی اسلاف کی تحریروں کو محرف کر دیتے ہیں۔" (خضر تمیمی ملفوظات)

قادیانیت

''قادیانی نظریہ ایک جدید نبوت کے اختراع سے قادیانی افکار کو ایک ایسی راہ پر ڈال دیتا ہے کہ اس سے نبوت محمد یہ کے کامل واکمل ہونے کے انکار کی راہ کھلتی ہے۔'' (مولانا مدنی کے جواب میں)

وطنیت وقادیانیت

''بظاہر نظریہ وطنیت سیاسی نظریہ ہے اور انکار خاتمیت الہیات کا مسئلہ ہے۔ لیکن ان دونوں میں ایک گہرا معنوی تعلق ہے۔ جس کی توضیح اس وقت ہوگی جب کوئی دقیق النظر مسلمان مؤرخ، ہندی مسلمانوں بالخصوص ان کے بعض، بہ ظاہر مستعد فرقوں کے دینی افکار کی تاریخ مرتب کرے گا۔'' (مولانا حسین احمد مدنی کے جواب میں، ۹/مارچ ۱۹۳۸ء)

قادیانیت

''قادیانیوں کی تفریق کی پالیسی کے پیش نظر جو انہوں نے مذہبی اور معاشرتی معاملات میں ایک نئی نبوت کا اعلان کر کے اختیار کی ہے۔ خود حکومت کا فرض ہے کہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے بنیادی اختلافات کا لحاظ رکھتے ہوئے آئینی قدم اٹھائے۔ (یعنی مسلمانوں سے انہیں الگ کر دے) اور اس کا انتظار نہ کرے کہ مسلمان کب مطالبہ کرتے ہیں۔''

(اسٹیٹسمین کے نام خط، مطبوعہ ۱۰/جون ۱۹۳۵ء)

اسلام کے غدار

لاہور

۲۱/جون ۱۹۳۵ء

میرے محترم پنڈت جواہر لعل

آپ کے خط کا جو مجھے کل ملا۔ بہت بہت شکریہ! جب میں نے آپ کے مقالات کا جواب لکھا تب مجھے اس بات کا یقین تھا کہ احمدیوں کی سیاسی روش کا آپ کو کوئی اندازہ نہیں ہے۔ دراصل جس خیال نے خاص طور پر مجھے آپ کے مقالات کا جواب لکھنے پر آمادہ کیا وہ یہ تھا کہ میں

دکھاؤں، علی الخصوص آپ کو کہ مسلمانوں کی یہ وفاداری کیونکر پیدا ہوئی اور بالآخر کیونکر اس نے اپنے لئے احمدیت میں ایک الہامی بنیاد پائی۔ جب میرا مقالہ شائع ہو چکا تب بڑی حیرت واستعجاب کے ساتھ مجھے یہ معلوم ہوا کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کو بھی ان تاریخی اسباب کا کوئی تصور نہیں ہے۔ جنھوں نے احمدیت کی تعلیمات کو ایک خاص قالب میں ڈھالا۔ مزید برآں پنجاب اور دوسری جگہوں میں آپ کے مقالات پڑھ کر آپ کے مسلمان عقیدت مند خاصے پریشان ہوئے۔ ان کو یہ خیال گزرا کہ احمدی تحریک سے آپ کو ہمدردی ہے اور یہ اس سبب سے ہوا کہ آپ کے مقالات نے احمدیوں میں مسرت وانبساط کی ایک لہر سے دوڑا دی۔ آپ کی نسبت اس غلط فہمی کے پھیلانے کا ذمہ دار بڑی حد تک احمدی پریس تھا۔ بہرحال مجھے خوشی ہے کہ میرا تاثر غلط ثابت ہوا۔ مجھ کو خود ''دینیات'' سے کچھ زیادہ دلچسپی نہیں ہے۔ مگر احمدیوں سے خود انہی کے دائرہ فکر میں نپٹنے کی غرض سے مجھے بھی ''دینیات'' سے کسی قدر جی بہلانا پڑا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے یہ مقالہ اسلام اور ہندوستان کے ساتھ بہترین نیتوں اور نیک ترین ارادوں میں ڈوب کر لکھا۔ میں اس باب میں کوئی شک وشبہ اپنے دل میں نہیں رکھتا کہ یہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔

لاہور میں آپ سے ملنے کا جو موقعہ میں نے کھویا، اس کا سخت افسوس ہے۔ میں ان دنوں بہت بیمار تھا اور اپنے کمرے سے باہر نہیں جاسکتا تھا۔ مسلسل اور پیہم علالت کے سبب میں عملاً عزلت گزیں ہوں اور تنہائی کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔ آپ مجھے ضرور مطلع فرمائیں کہ آپ پھر کب پنجاب تشریف لا رہے ہیں۔ شہری آزادیوں کی انجمن کے بارے میں آپ کی جو تجویز ہے۔ اس سے متعلق میرا خط آپ کو ملا یا نہیں؟ چونکہ آپ اپنے خط میں اس خط کی رسید نہیں لکھتے۔ اس لئے مجھے اندیشہ ہو رہا ہے کہ یہ خط آپ کو ملا ہی نہیں۔

آپ کا مخلص!

محمد اقبال

(مندرجہ بالا خط مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی کی کتاب ''کچھ پرانے خط'' حصہ اوّل، مرتبہ جواہر لعل نہرو، مترجمہ عبدالمجید الحریری ایم۔اے، ایل ایل بی ص ۲۹۳ سے نقل کیا گیا)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں
مباہلہ
پاکٹ بک
عبدالکریم مباہلہؒ

مباہلہ پاکٹ بک

قادیانیت کی تردید کے لئے حبیبی حربہ

(مولانا عبدالکریم صاحب مولوی فاضل آف مباہلہ)

خصوصیت

اس پاکٹ بک کے مطالعہ سے آپ پر بخوبی واضح ہو جائے گا کہ ہمارا مقصد اس کی اشاعت سے صرف یہ ہے کہ ہر مسلمان تھوڑے وقت میں نہ صرف قادیانیت کی حقیقت سے واقف بلکہ دندان شکن جواب دینے کے قابل ہوکر ایک کامیاب مبلغ بن جائے اس مقصد کے لئے کم از کم حجم میں زیادہ سے زیادہ معلومات بہم پہنچا کر بفضلہ تعالیٰ دریا کو کوزہ میں بند کیا گیا ہے۔ انشاءاللہ یہ پاکٹ بک آپ کو بے شمار کتابوں کے مطالعہ سے بے نیاز کر دے گی مباہلہ بک ڈپو کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کوئی تجارتی صیغہ نہیں بلکہ اس کی کتابوں کی تمام آمدنی دینی مقاصد پر ہی صرف کی جاتی ہے۔ اس لئے ہماری کتب کی اشاعت اسلام کی حقیقی خدمت ہے۔

(مینجر مباہلہ بک ڈپو امرت سر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

دیباچہ

بفضلہ تعالیٰ ''مباہلہ'' عرصہ پانچ سال سے قادیانیت کی تردید اور حفاظت دین کا فرض بخوبی سرانجام دے رہا ہے اس عرصہ میں ہمدردان ملت کی طرف سے ہمیشہ یہ مطالبہ کیا گیا کہ ہم ایک ایسی عام فہم اور مختصر پاکٹ بک تیار کریں جس کے مطالعہ کے بعد ایک معمولی اردو پڑھا لکھا شخص بھی ایک قادیانی کو لاجواب کر سکے اور اس پاکٹ بک کی موجودگی اسے مختلف بے شمار کتابوں کی ورق گردانی سے بے نیاز کر دے۔ ہمدردان قوم کی اس ضروری فرمائش کے پورا کرنے کا ہمیں ہمیشہ خیال رہا۔ مگر کل امر مرھون باوقاتہ ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ آج سے پہلے ہم اس خدمت سے عہدہ برآ نہ ہو سکے جس کی وجہ وہ واقعات ہیں۔ جو ہمیں قادیانی خلیفہ کے ہاتھوں پیش آئے جتنا عرصہ قادیان میں رہے ہر روز ایک نئی مصیبت کا سامنا ہوتا تھا بالآخر خلیفہ قادیان نے ہمیں قادیان سے نکال دیا۔ صرف قادیان سے ہمیں نکالنے پر اکتفاء نہ کی گئی بلکہ اس

نے ہمیں نیست ونابود کرنے کے لئے اپنی تمام قوت صرف کردی چنانچہ بٹالہ کا حادثہ قتل' قادیان میں ہمارے مکانات کا نذر آتش کیا جانا اور مقدمہ مباہلہ وغیرہ جملہ واقعات سے تمام اسلامی دنیا واقف ہے۔ بہرکیف ہم اپنی مجبوریوں کی وجہ سے احباب کرام کے مطالبہ کو پورا نہ کرسکے۔

خداوند ذوالجلال والاکرام کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے دشمن کے بدارادوں سے ہم کو محفوظ رکھا اور آج ہم اس کے فضل واحسان سے برادران اسلام کی خدمت میں یہ تحفہ پیش کرنے کی توفیق پارہے ہیں۔

پاکٹ بک کے ہدیہ ناظرین کرنے سے پہلے اپنے چند ایک خیالات کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں تاکہ ناظرین اس مختصر کتاب سے کماحقہ فائدہ اٹھا سکیں میرے خیالات قیاس پر مبنی نہیں بلکہ تجربہ کی بناء پر ہیں۔ کیونکہ رقم الحروف خود عرصہ ۱۶' ۱۷ برس قادیانیت کا شکار رہ چکا ہے معمولی قادیانی نہیں بلکہ آنریری (بلاتنخواہ) مبلغ ہوتے ہوئے میں قادیانیت کی تبلیغ کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا مگر خداوند کریم کے فضل واحسان نے قادیانیت کی حقیقت کو مجھ پر آشکارا کر دیا اور اس گروہ کے اندرونی حالات نے مجھے اس نتیجہ پر پہنچایا کہ یہ کوئی مذہبی جماعت نہیں بلکہ تجارتی کمپنی ہے۔ اس لحاظ سے مجھے یہ حق پہنچتا ہے کہ میں اپنے خیالات کا اظہار کروں اور ناظرین سے درخواست کروں کہ وہ میرے تجربہ سے فائدہ اٹھائیں۔

۱...... قادیانی کمپنی نے وفات مسیح علیہ السلام اور امکان نبوت کے مسئلہ کو صرف اور صرف اس لئے اپنے معتقدات میں شامل کر رکھا ہے تاکہ دنیا انہیں ایک مذہبی گروہ خیال کرے۔ قادیانی کمپنی کو خوب معلوم ہے کہ اس اختلاف کے موجد وہ خود نہیں بلکہ بہاء اللہ ایرانی یا ہمارے زمانہ کے چند نئی روشنی کے پروردہ لوگ ہیں۔ یہی وہ اشخاص ہیں جن کے خیالات کی روشنی میں قادیانی کمپنی نے اپنا مذہب یا بالفاظ دیگر کاروبار شروع کیا۔ ان مسائل پر قادیانی کمپنی نے اس لئے حد سے زیادہ زور دیا تاکہ دنیا یہی سمجھے کہ ان خیالات کی موجد یہی کمپنی ہے اور اہل اسلام اور قادیانیوں کا اختلاف ایک مذہبی اختلاف ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ پبلک یہ اندازہ ہی نہ کرسکے گی کہ یہ گروہ کوئی تجارتی گروہ ہے۔

قادیانی کمپنی کو اپنا کاروبار شروع کرنے کی جرأت اس بات سے ہوئی کہ انہوں نے ہندوستان کی حالت کا مطالعہ کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ اس ملک کے باشندوں کی یہ ذہنیت ہے کہ وہ ایک اشتہاری عامل کے گرویدہ ہوجاتے ہیں اور متعدد جھوٹے پیران کے مال ومتاع پر ڈاکہ

ڈالنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو کیا یہ کوئی مشکل کام ہے کہ ایک دو باتوں کو بناء اختلاف قرار قرار دے کر مذہب کے پردہ میں کاروبار شروع کر دیا جائے۔

قادیانی کمپنی نے اپنی جگہ یہ سمجھ لیا کہ جھگڑے میں ہمیشہ فائدہ ہوتا ہے ان مسائل پر کچھ من گھڑت دلیلیں ہم دیں گے۔ مقابل اہل اسلام کے علماء ان کا رد کریں گے عوام الناس میں سے بعض ہماری بات کو تسلیم کر لیں گے بعض علماء اہل اسلام کی اس طریق سے آہستہ آہستہ ہماری پیری مریدی بھی چل نکلے گی۔

۲...... قادیانی کمپنی نے ایک یہ چیز بھی اپنے لئے مفید خیال کی کہ ان ہر دو مسائل پر جب کبھی گفتگو ہوگی تو اس میں صرفی نحوی لغوی منطقیانہ فلسفیانہ غرضیکہ ہر قسم کی علمی بحث ہوگی عوام الناس جو اس بحث کو سنیں گے وہ ان علوم سے بے بہرہ ہوں گے وہ کیا اندازہ کریں گے کہ درست بات کون کہہ رہا ہے بس جھگڑا ہوگا جو تیز و طرار چالاک و ہوشیار ہوگا پبلک اس سے متاثر ہو گی پبلک کیا سمجھے کہ از روئے علوم اسلامیہ کون صحیح بات کہہ رہا ہے۔ اس جھگڑے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حاضرین میں سے کوئی ایک آدھ ہماری طرف ہو جائے گا اور باقی ہمارے مخالف رہیں گے بہر کیف سودا مہنگا نہ ہوگا اگر اس زمانہ میں دہریت پھیل سکتی ہے اور لوگ خدا کے بھی منکر ہو سکتے ہیں تو کیا قادیانیت کا پرچار نہیں ہو سکتا۔

۳...... مذکورہ بالا امر کی وضاحت اس مثال سے ہو سکتی ہے کہ وفات مسیح علیہ السلام یا امکان نبوت پر ایک قادیانی اور مسلمان عالم میں مناظرہ ہو۔ مناظرہ میں قرآن کریم اور احادیث کی رو سے بحث ہوگی۔ صرفی' نحوی باتیں بھی ہوں گی۔ دونوں طرف کے مناظر اپنے اپنے دلائل پیش کریں گے۔ سامعین کون ہوں گے وہ لوگ جو عربی علوم سے تہی دست ہیں۔ اب معزز ناظرین خیال فرمائیں کہ مناظرہ اس لئے کیا جاتا ہے لوگ فیصلہ کر سکیں کہ حق و صداقت کس طرف ہے۔ لیکن غور فرمایئے کہ دونوں مناظروں کا مباحثہ وہ لوگ سن رہے ہیں۔ جو خود ان علوم کے ناموں سے بھی نا آشنا ہیں۔ جن کی رو سے بحث کی جارہی ہے۔ چاہئے تو یہ کہ مناظرہ سننے والے وہ لوگ ہوں۔ جو دونوں مناظروں سے بھی زیادہ علم رکھتے ہوں۔ جو یہ فیصلہ دے سکیں کہ کون درست کہہ رہا ہے۔ مگر تعجب ہے کہ مناظرہ کی منصف وہ پبلک بن جاتی ہے جو خود ان علوم سے قطعی ناواقف ہے۔

کیا اس امر سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ مروجہ سکولوں کی دسویں جماعت کا امتحان وہی

لے سکتا ہے:۔ جوخود انٹرنس پاس ہو۔ اسی طرح ایف۔ اے کا امتحان وہ لے سکتا ہے جوخود بی اے ہو، بی اے کا امتحان وہ لے سکتا ہے جوخود ایم اے ہو، جب دنیاوی معاملات میں دنیا کا طرز عمل یہ ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم دینی معاملات میں خود منصف بن بیٹھیں اور یہ خیال کرلیں کہ دینی مباحث کا فیصلہ ہم کر سکتے ہیں۔

۴...... میرا یہ مطلب نہیں کہ ہر جگہ کے لوگ اس بات کا خیال نہیں کرتے اور مناظرہ کروا کر خود منصف بن جاتے ہیں۔ کیونکہ بہت سے مقامات ہیں جہاں قادیانیوں نے اپنا داؤ چلانا چاہا۔ مگر وہاں کے لوگوں نے یہ کہا کہ ہم مناظرہ کا فیصلہ نہیں کر سکتے یہ مشکل ہے کہ ہم پہلے ان علوم کو حاصل کریں جن کی رو سے مناظرہ ہوگا اور پھر تمہارا مناظرہ سنیں۔ یہ وہ زمانہ نہیں کہ ہر شخص علوم دینیہ سے واقفیت حاصل کرنا ضروری خیال کرتا ہے اس لئے بہتر صورت یہ ہے کہ ایک ثالث مقرر کرو۔ جو غیر جانبدار ہو اور اس قابل ہو کہ تم دونوں کے بیانات کا موازنہ کر کے فیصلہ صادر کر سکے۔ چنانچہ اس جواب پر قادیانی بھاگ اٹھے۔ کیونکہ ان کا مقصود طلب حق تو ہوتا نہیں۔ اگر یہ ہو تو وہ فوراً ثالث مان لیا کریں۔ مگر ان کو اپنے دلائل کی حقیقت معلوم ہے اس لئے ثالث کبھی نہ مانیں گے بلکہ وہ تو جھگڑا چاہتے ہیں۔ تاکہ جھگڑے میں اپنے فائدہ کی کوئی راہ اختیار کر سکیں۔

۵...... اگر کسی جگہ ثالث مقرر کرنے کے لئے قادیانیوں سے کہا جائے۔ تو ان کے مناظر تقدس آمیز لہجہ میں کہا کرتے ہیں کہ اگر ان مسائل میں کسی عالم کو ثالث بنانے کی ضرورت ہے۔ تو معاذ اللہ یہ اسلام پر ایک خطرناک حملہ ہے۔ گویا قرآن وحدیث کے علوم اس قدر مشکل ہیں کہ تم لوگ ان کو سمجھ بھی نہیں سکتے اور دو مناظروں کی گفتگو سن کر فیصلہ نہیں کر سکتے۔ خداوند کریم نے قرآن کریم کو نہایت آسان بنایا ہے تا کہ ہر شخص بآسانی سمجھ سکے پس کسی ثالث کی ضرورت نہیں۔ اگر تم ثالث کا مطالبہ کرو گے تو بالفاظ دیگر قرآن پاک پر ایک حملہ کرو گے۔ گویا یہ ایسی کتاب ہے کہ اسے سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔

اس سوال کا جواب اس مناظر کو یہ دینا چاہئے:۔

۱...... جناب من! اگر آپ کا قول درست تسلیم کیا جائے تو آپ کو کیا ضرورت تھی کہ دس سال کے لمبے عرصہ میں مولوی فاضل بنتے۔ مناظرہ کرنے کی مشق کے لئے دو تین سال صرف کرتے آخر آپ اتنے سال قادیان میں ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد مناظرہ کے لئے تشریف لائے ہیں۔ تو کیا یہ قرآن پاک یا اسلام پر خطرناک حملہ نہیں کہ آپ نے اپنے عمل سے یہ

ثابت کیا کہ ان علوم کو سمجھنے یا ان مسائل پر گفتگو کرنے کے لئے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ آپ کو تیاری میں گزارنا پڑا۔ لطف تب تھا جب آں جناب بھی ہماری طرح ان باتوں سے بے بہرہ ہوتے اور پھر گفتگو کرتے۔ آپ کے عمل نے ہی ثابت کر دیا کہ ان مسائل پر گفتگو کرنے کے لئے قابلیت کی ضرورت ہے۔ اگر آپ کو بحث کرنے کے لئے ان علوم کی ضررت ہے۔ تو ہمیں فیصلہ کرنے کے لئے ان چیزوں کی ضرورت کیوں نہیں۔

۲...... آپ کے تقدس آمیز وعظ کے چکمہ میں ہم نہیں آسکتے۔ اگر کسی مریض کے علاج کے لئے ڈاکٹر بننے کی ضرورت ہے اور باقاعدہ تعلیم حاصل کرنی ضروری ہے۔ اگر مصنف بننے کے لئے علم ادب کی ضرورت ہے۔ اگر انسان کو اپنی روزی پیدا کرنے کے لئے کسی صنعت و حرفت کا سیکھنا ضروری ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ علوم دینیہ میں دخل دینے کے لئے کسی علم کی احتیاج کا اظہار کیا جائے۔ اگر ہم ان علوم سے ناواقف ہیں تو فیصلہ کا آسان طریقہ یہ ہے ایک ثالث کا تقرر ہو جو خود عالم ہو اور بہترین فیصلہ دے سکے۔

۳...... اگر تم بغیر ثالث گفتگو کرنا چاہتے ہو تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ بشرطیکہ تم ایسے موضوع پر بحث کرو جس میں کسی علم کی ضرورت لاحق نہ ہو اور صرف اردو کا جاننا کافی ہو۔ مثلاً مسئلہ صداقت مرزا کا موضوع ہے۔ مرزا قادیانی کی اکثر کتب اردو میں ہیں ہم میں سے ہر شخص اس زبان کو سمجھتا ہے۔ اس موضوع پر مناظرہ کرو اور فیصلہ بالکل آسان ہوگا۔ آخر تم خود بھی تو یہی کہتے ہو کہ وفات مسیح علیہ السلام اور امکان نبوت کے مسائل مرزا قادیانی نے پیش کر کے اہل اسلام کو ایک خطرناک جہالت سے نکالنا چاہا ہے پس مرزا کی صداقت پر بحث کرلو۔ اگر وہ سچا ثابت ہو گیا تو اس میں یہ بات بھی آگئی کہ وہ ان مسائل میں بھی سچا ہے یا نہیں آپ کے پیغمبر یعنی مرزا قادیانی کا یہ فتویٰ موجود ہے۔

۱...... ''ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا'' (چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱)

اس فتوے کی رو سے ہماری بات تم کو تسلیم کرنی پڑے گی کہ صداقت مرزا پر بحث کافی ہے۔

۴...... وفات مسیح علیہ السلام یا امکان نبوت کے مسائل پر تم کو بحث کرنے کی ضرورت صرف اس وجہ سے ہے کہ تم مرزا کی صداقت کو واضح کرو۔ وفات مسیح علیہ السلام ثابت کرتے ہو اس لئے کہ مرزا مثیل مسیح علیہ السلام بن سکے۔ امکان نبوت ثابت کرتے ہو اس لئے

کہ مرزا نبی یا پیغمبر بن سکے۔ آخر یہ ساری تکلیف صداقت مرزا کو منوانے کے لئے تو ہے۔ پس جو چیز تم نے ان مسائل کے بعد پیش کرنی ہے کیوں پہلے ہی اس امر پر بحث نہیں کرتے۔ جو تمہارا اصل مقصود ہے۔ ناک کو ہاتھ لگانا ہے تو سیدھے لگاؤ۔ چکر ڈال کر ہاتھ لگانے سے کیا فائدہ؟ اگر تم صداقت مرزا ثابت کرنے میں کامیاب ہو گئے تو تمہاری ہر بات سچی۔ ورنہ سب جھوٹ۔

۵...... اگر تم یہ کہو کہ صداقت مرزا کے سلسلہ میں بھی بعض معیار پیش ہوں گے جن میں پھر علوم کی واقفیت ضروری ہوگی۔ تو ہم یہ اقرار کرتے ہیں کہ مناظرہ میں صرف اردو اقوال پیش ہوں گے۔ اگر کوئی مرزا کی عربی عبارت ہوگی تو خود مرزا کا اردو ترجمہ پیش کریں گے ہمیں عربی الفاظ سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ ہمارا مقصود تو صرف یہ ہے کہ ایسے طریق سے بحث ہو کہ حاضرین اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اردو عبارت میں کیا جھگڑا۔ ہر شخص اردو عبارت کو دیکھ کر فیصلہ صادر کر سکے گا اور ہمیں کسی ثالث کی ضرورت نہ ہوگی اور نہ کسی علم سے واقفیت کی احتیاج۔

پس یہ وہ طریق ہے جس سے ہر شخص قادیانیوں سے گفتگو کر سکے گا۔ مگر آپ دیکھیں گے کہ قادیانی اس بات سے کیونکر بھاگتے ہیں۔

۶...... اس پاکٹ بک کی تیاری میں اس امر کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ اس میں وہی باتیں درج ہوں جو عام فہم[1] ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ کتب مرزا تردید مرزا کے لئے کافی ہیں۔ پس اس تجارتی کمپنی کے جال سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کی جیب میں یہ پاکٹ بک ہر وقت موجود رہے اور جب کبھی کوئی قادیانی اپنا جال بچھانے کا ارادہ کرے تو یہ پاکٹ بک مسلمانوں کے لئے ایک مفید حربہ ثابت ہو۔

۷...... اس پاکٹ بک میں مضمون نویسی کو دخل نہیں دیا گیا۔ صرف حوالہ جات ہیں جس مدعا کے لئے کوئی حوالہ درج کیا گیا ہے۔ اس کا اختصار اً ذکر کر دیا گیا ہے۔

۸...... حوالہ جات پوری احتیاط سے درج کئے گئے ہیں۔ تاکہ کسی قسم کی دقت نہ ہو کیونکہ میں اس مشکل سے واقف ہوں کہ پبلک ایک مصنف کے حوالہ پر اعتماد کرتی ہے اور بعض اوقات وہ حوالہ اس جگہ نہیں ملتا جہاں بتایا جاتا ہے اس لئے یہ امر باعث دقت ہوتا ہے۔ اس لئے میں نے اس بارہ میں پوری احتیاط کی ہے اور ہر حوالہ خود دیکھ لیا ہے۔ مگر تاہم احتیاطاً عرض کرتا ہوں کہ میری یا کاتب کی غلطی سے اگر کسی وقت کسی دوست کو کوئی حوالہ نہ ملے تو وہ مایوس نہ ہوں۔

---

[1] اگر کسی جگہ ضرورۃً مرزا کی کوئی عربی عبارت نقل کی گئی ہے تو اس صورت میں یا تو اسی کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے یا ترجمہ ایسا ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

بلکہ پہلے دیکھیں کہ اس کتاب کا پہلا اڈیشن ہے یا دوسرا بعض اوقات صرف ایڈیشنوں کی وجہ سے حوالہ نہیں ملتا۔ ایسی صورت میں دونوں ایڈیشنوں کے صفحات دیکھنے چاہئیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مثلاً ص ۳۱۲ دیا گیا ہے۔ پریس یا کتابت کی وجہ سے بجائے ۳ کے ۲ بن جائے اور ۲۱۲ پڑھا جائے تو ایسی صورت میں ۳۱۲۔۳۱۳ گویا اس صفحہ کے نمبر کی طرز کے صفحات دیکھنے چاہئیں اس سلسلہ میں ایک ضروری گزارش یہ ہے کہ اگر کسی دوست کو کوئی ایسی غلطی نظر آئے تو مجھے ضرور مطلع کریں تاکہ تیسرے ایڈیشن میں وہ غلطی نہ رہے۔

۹...... قادیانیوں سے گفتگو کرتے وقت ہمیشہ یہ خیال رہے کہ قادیانی کبھی ایک بات پر نہ ٹھہرے گا۔ ہمیشہ ایک بات کو چھوڑ کر دوسری طرف رخ کرے گا اور بحث کو اس جگہ لے جائے گا جہاں جھگڑا ہو، اور گفتگو بغیر نتیجہ رہ جائے۔ پس ہمیشہ گفتگو کرتے وقت یہ مدنظر رکھئے کہ جو چیز آپ پیش کریں آخر وقت تک اس بات کو دہراتے جائیں۔ اس سے جواب کا مطالبہ کیجئے اور ہر وقت یہ پیش نظر رہنا چاہئے کہ گفتگو مختصر ہو اور ایک وقت میں ایک ہی بات ہو۔

۱۰...... میری دعا ہے کہ مسلمان میری اس حقیر خدمت سے فائدہ اٹھائیں اور خاکسار کے حق میں دعا فرمائیں کہ میرا مولا مجھے اہل اسلام کی اس خدمت کی توفیق عطا فرمائے کہ میں مسلمانوں کو قادیانی کمپنی سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتا رہوں کہ یہی چیز میرے گناہ کی تلافی ہو جائے۔ ناظرین سے میری یہ استدعا ہے کہ وہ اس پاکٹ بک سے کماحقہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ میری معروضات کو اگر پیش نظر رکھا گیا تو انشاء اللہ العزیز ہر مسلمان قادیانیوں پر غالب رہے گا۔

جہاں مجھے یہ امید ہے کہ یہ پاکٹ بک میرے بھائیوں کے لئے نہایت مفید ہوگی وہاں یہ بھی خیال ہے کہ قادیانی ہوشیار و چالاک پارٹی ہے موقعہ کے مناسب حال چل چلنا ان کا دستور العمل ہے جونہی ان کو معلوم ہوگا کہ ہمارا مدمقابل مسلمان ہمیں دندان شکن جواب دے گا وہاں فوراً بحث سے گریز کریں گے اور یہ تقریر شروع کردیں گے کہ اسلام مصائب میں گھرا ہوا ہے۔ مناظروں کو چھوڑ دو آپس میں متحد ہوکر اسلام کی ترقی کی کوشش سکرو ہمارے خلیفہ نے اسلام کے درد سے متاثر ہوکر یہ حکم دے رکھا ہے۔

۲...... ”میں ان کو نصیحت کرتا ہوں اور وہ یہ کہ اب تک ہماری جماعت سے ایک غلطی ہوئی ہے۔ میں نے بارہا اس سے روکا بھی ہے مگر اس جماعت نے جو اخلاص میں بے نظیر

ہے۔تاحال اس پر عمل نہیں کیا اور وہ یہ کہ مباحث کو ترک کرو۔ میرے نزدیک وہ شکست ہزار درجہ بہتر ہے جو لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہو بہ نسبت اس فتح کے جو لوگوں کو حق سے دور کرے۔ پس ایک دفعہ پھر جب کہ ہمارے مبلغ تبلیغ کے لئے جارہے ہیں۔انہیں اور دوسروں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ مباحثات کو چھوڑ دیں اور ایسا طرز اختیار کریں۔جس سے دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور خدا تعالیٰ سے خشیت ظاہر ہو۔" (الفضل ۱۱ جولائی ۱۹۲۵ء ص ۴)

اس حکم کی رو سے ہم مناظرہ یا بحث نہیں چاہتے پس قادیانیوں کے ہر ہتھکنڈا کو سمجھئے اور اسے کہئے کہ اگر اسلام کا فی الواقعہ درد ہے تو دیہات میں تمہارے آدمی روزانہ بحث و مناظرہ کیوں کرتے ہیں۔اس لئے کہ وہاں لاعلمی ہے اور وہاں کے لوگ تمہیں اپنا شکار نظر آتے ہیں تمہاری یہ چال صرف "صداقت مرزا" کی بحث سے فرار اختیار کرنے کے لئے ہے۔رہا تمہارے خلیفہ کا حکم سو تمہاری دورنگیاں ہم خوب جانتے ہیں خلیفہ قادیان کا مذکورہ بالا حکم تم نے پیش کیا مگر اسی اخبار کے ص ۵ پر اس کا یہ قول بھی موجود ہے جس سے صاف عیاں ہے کہ اس کا اصل مقصود کیا ہے؟

۳...... "مگر ساتھ ہی یہ خیال رکھنا چاہئے کہ وہ مبلغ کی حیثیت سے نہیں جا رہے ہیں بلکہ مدبر کی حیثیت سے جارہے ہیں ان کا کام یہ دیکھنا ہے کہ اس ملک میں کس طرح تبلیغ کرنی چاہئے۔"

اگر اسلام کا درد ہے تو آؤ سیدھی طرح مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے سے تحریری توبہ نامہ لکھ دو۔ بہر کیف میں برادران اسلام سے یہ کہوں گا کہ وہ بھی کسی امر پر بحث کرنے سے پہلے دشمن کی چال سمجھا کریں اگر قادیانی خود مناظرہ کا میدان گرم کرنے کی کوشش کرے تو آپ یہی حوالہ پیش کر کے دیارفت کیا کریں کہ تمہارے خلیفہ کا تو حکم ہے کہ مناظرہ نہ کرو تم کیوں ایسا کرتے ہو اگر وہ خود ہی یہ معلوم کر کے کہ میرا مد مقابل دندان شکن جواب دے گا مناظرہ سے فرار اختیار کرے اور اسلام کے درد کا اظہار کرنا شروع کرے۔تو آپ ان کے ساتھیوں کا حال بیان کریں جو عموماً قادیانی اخبار میں درج ہوتا ہے کہ فلاں جگہ مناظرہ ہوا فلاں جگہ بحث ہوئی اور دریافت کریں کہ وہاں مناظرے کیوں ہوتے ہیں صاف بات کیوں نہیں کہتے کہ تم مرزا کی کتابوں کے حوالہ جات سے گھبراتے ہو۔ ہاں اگر کوئی ناواقف حال مل جائے تو مناظرہ کی ڈینگ مارتے ہو۔اسی مقصد کے لئے اس پاکٹ بک میں ان کی دورنگیوں کا علیحدہ باب لکھا گیا ہے۔ایسے موقع پر اس موضوع پر گفتگو ہوا کرے کہ حضرت ہم آپ کی چالوں سے واقف ہیں۔وقت وقت کی چال چلنا آپ کا شیوہ ہے۔

بھر رنگے کہ خواھی جامہ مے پوش
من انداز قدت رامے شناسم

تم کوئی گفتگو کرو تمہارا آخری نقطہ مرزا کی تبلیغ ہوگی۔ پس آؤ اسی موضوع پر گفتگو کر کے قصہ ختم کریں۔ بعض اوقات قادیانی مناظرہ سے انکار کیا کرتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر ان کی رگ جوش مارا کرتی ہے اور مناظرہ کے لئے گفتگو شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے موقعہ پر جب سوال کیا جائے کہ اب کیوں بحث کرتے ہو تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ بحث نہیں تبادلہ خیالات ہے۔ غرضیکہ یہ لوگ منٹ منٹ کے بعد اپنا رنگ بدلا کرتے ہیں۔ پس پوری ہوشیاری سے پہلے ان کی چال دیکھا کریں اور پھر گفتگو شروع کیا کریں۔ مناظرہ سے روکنے کا جو حوالہ اوپر درج کیا گیا ہے۔ اس میں بھی ایک داؤ موجود ہے مناظرہ سے روکا ہے تو ساتھ ہی ایسا طرز اختیار کرنے کے الفاظ کہہ کر اصل معاملہ سمجھا دیا ہے۔

بالآخر ہر مسلمان سے میری درخواست ہے کہ راقم الحروف کے حق میں بارگاہ ایزدی میں دعا فرمایئے کہ وہ ذات پاک میری اس ناچیز خدمت کو میرے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بنائے اور مسلمانوں کے لئے اس تحفہ کو مفید بنائے۔ خادم اسلام!......عبدالکریم آف مباہلہ

ضروری نوٹ

۱...... اس پاکٹ بک میں جن کتب کے حوالہ جات ہیں وہ تمام قادیانی کمپنی کی ہیں۔

۲...... جو کتب مرزا غلام احمد کی تصنیف کردہ ہیں وہاں کتاب کے نیچے علامت 'م' دی گئی ہے۔

۳...... جو کتب مرزا محمود خلیفہ قادیان کی ہیں وہاں علامت خ دی گئی ہے۔

۴...... ''الحکم'' قادیانیوں کا اخبار ہے۔ جو مرزا غلام احمد کے وقت شائع ہوتا تھا۔ اس میں مرزا کے اعلانات وتقاریر شائع ہوا کرتی تھیں۔

۵...... الفضل خلیفہ قادیان نے جاری کر رکھا ہے جس میں اس کے خطبات تقاریر اور دیگر مضامین شائع ہوتے ہیں۔

۶...... ہم نے تمام تر حوالہ جات مرزا قادیانی یا خلیفہ کی کتب واخبارات سے لئے ہیں تاکہ ہر حوالہ قادیانیوں پر حجت ہو۔ اگر شاذ و نادر کوئی حوالہ مرزا کے کسی مرید کی کتاب یا اخبار کے ایڈیٹر یا مضمون نگار کا ہو تو یاد رکھنا چاہئے کہ کسی مرید کا قول بھی خود مرزا قادیانی یا خلیفہ کی طرف منسوب ہوگا کیونکہ مرید، ان کو واجب الاطاعت امام مانتے ہیں جب مرید کے مضمون کی مرزا یا

خلیفہ (جس کے وقت کا مضمون ہو) تردید نہ کرے تو وہ مضمون مصدقہ سمجھا جائے گا۔

۷...... ہر حوالہ پر ترتیب وار نمبر دیا گیا ہے تاکہ اگر اسی حوالہ کی دوسری جگہ ضرورت ہو تو سارا حوالہ نقل نہ کرنا پڑے بلکہ صرف نمبر دینا کافی ہو۔

۸...... بعض کتب یا اخبارات ایسی ہیں جو مرزا قادیانی یا خلیفہ قادیانی کی تصنیف کردہ تو نہیں ہیں مگر ان میں اقوال ان کے درج ہیں ایسی کتب یا اخبارات کے ناموں کے نیچے علامت و اس صورت میں دی گئی جب کہ وہ قول مرزا کا ہو اور علامت ن بصورت قول خلیفہ قادیان۔

مذہب کے پردہ میں تجارت

میرے ذاتی تجربہ اور تحقیقات کا خلاصہ یہ ہے کہ قادیانی گروہ کوئی مذہبی جماعت نہیں بلکہ ایک تجارتی کمپنی ہے جس نے مذہب اور روحانیت کو اپنا سرمایہ تجارت بنا رکھا ہے۔ بعض لوگ ان کے کلام و وعظ اور تحریروں سے یہ چیز باآسانی معلوم کر سکتا ہے کہ وہ اپنی ہر بات کو تقدس آمیز لہجہ میں پیش کرنے کے عادی ہیں اور اس امر کی پوری کوشش کی جاتی ہے کہ وہ خود کو ایک باخدا گروہ ظاہر کریں مگر ایک محقق بنظر غور حالات و واقعات پر غور کرے گا تو اس پر اس حقیقت کا انکشاف ہو جائے گا کہ اس کمپنی نے مذہب کی اوڑھنی اوڑھ کر تقدس و روحانیت کے پردہ میں ایک جال بچھا رکھا ہے۔ پبلک پر اپنا اثر ڈالنے کے لئے قرآن کریم کا درس بھی ہے (جس کا مقصود من گھڑت تاویلات سے اپنے پیغمبر کی صداقت بیان کرنا ہوتی ہے) بعض اوقات بوقت ضرورت سرور کائنات ﷺ کی سیرت بھی بیان کی جاتی ہے تقدس سے بھرپور وعظ بھی ہوتے ہیں غرضیکہ دینداری کی پوری نمائش ہوتی ہے لیکن اندرونی حالات و خیالات کی پڑتال کی جائے تو ایک اور ہی سین نظر آتا ہے۔ اس پاکٹ بک کے جملہ مضامین و حوالہ جات آپ اس نقطہ نگاہ سے دیکھئے کہ کیا یہ گروہ ایک مقدس جماعت ہے۔ یا یہ تمام کاروبار تجارتی اغراض پر مبنی ہے۔ مثلاً اس پاکٹ بک میں ان کے عقائد کا ذکر ہوگا ان عقائد کی موجودگی میں اگر کوئی قادیانی آپ کے سامنے اتحاد اتحاد کی رٹ لگانی شروع کرے اور دردمندانہ الفاظ سے آپ کو متاثر کرنے کی کوشش کرے تو آپ نے ان عقائد کو پیش کر کے مطالبہ کرنا ہوگا کہ تمہارے فتنہ انگیز عقائد کی موجودگی میں تمہارا یہ وعظ محض گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا ہے جس طرح دوکاندار ہر گاہک کے مناسب حال گفتگو کرتا ہے اسی طرح تم اپنے عقائد کی رو سے اپنی جماعت کو تو مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے انتہائی کوشش صرف کرنے پر زور دیتے ہو اور دن رات انہیں تلقین کرتے ہو کہ ہمارا فرض ہے کہ

مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتاریں اور یہ ثابت کر دیں کہ پہلا مسیح تو خود سولی پر چڑھنے کے لئے آیا تھا مگر یہ مسیح مخالفین کو سولی پر چڑھانے کیلئے آیا ہے مگر مسلمانوں سے جب کلام کرتے ہو تو اتحاد اتحاد کی رٹ لگانا شروع کر دیتے ہو۔ اگر یہ دو کاندارانہ اصول نہیں تو اور کیا ہے؟

اسی طرح مثلاً اس پاکٹ بک میں وہ تمام گالیاں درج کی گئی ہیں۔ جو مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں دیں قادیانی کہیں گے کہ یہ عیسائیوں کے یسوع مسیح کے متعلق ہیں اس کے جواب میں آپ مرزا قادیانی کا وہ قول پیش کریں گے جس میں وہ ملکہ معظمہ کو ایک درخواست بھیجتا ہوا خود کو یسوع کی روح بتاتا ہے۔ ہر دو امور کا مقابلہ کر کے آپ ثابت کریں گے کہ قادیانیوں کا مقصود صرف مطلب براری ہے مسلمانوں کو خوش کرنا ہوا تو کہہ دیا کہ ہم عیسائیوں کے مخالف ہیں۔ ان کو ساکت کرنے کے لئے اور اسلام کی حفاظت کے لئے ان کے یسوع مسیح کو گالیاں دی گئی ہیں۔ تم جانتے ہو کہ یہ لوگ کس بے باکی سے اسلام پر اعتراض کرتے ہیں ان کا علاج ہی یہی ہے۔ اگر عیسائیوں سے واسطہ پڑے ان سے کوئی مطلب ہو تو مرزا قادیانی یسوع مسیح کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں حتیٰ کہ اپنی نسبت یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ یسوع کی روح مجھ میں موجود ہے اور میں یسوع کے نام پر دنیا میں آیا ہوں اگر یہ وقت وقت کی باتیں نہیں تو اور کیا ہیں؟

غرضیکہ اس پاکٹ بک کے ہر حصہ کو مطالعہ فرمانے کے بعد آپ یہ ثابت کرنے کے قابل ہوں گے کہ قادیانی کمپنی کوئی مذہبی جماعت نہیں۔ ان کے کوئی خاص عقائد نہیں بلکہ مقصد تجارت ہے۔ اپنے فائدہ کے لئے جس چیز کو مفید سمجھا جاتا ہے اس کو بیان کر دیا جاتا ہے خواہ وہ پہلی باتوں کے صریح مخالف و متناقض ہی کیوں نہ ہو۔ قادیانی کمپنی کے اس طرز عمل کی تائید خود ان کے الفاظ میں سنئے۔

خلیفہ قادیان ”نصائح مبلغین“ کے ص ۲۰ پر اپنے مبلغوں کو ہدایات دیتا ہوا لکھتا ہے۔

۴...... ”مبلغ کا فرض ہے کہ ایسا طریق اختیار نہ کرے کہ کوئی قوم اسے اپنا دشمن سمجھے۔ اگر یہ کسی ہندوؤں کے شہر میں جاتا ہے تو یہ نہ ہو کہ وہ سمجھیں کہ ہمارا کوئی دشمن آیا ہے بلکہ وہ یہ سمجھیں کہ ہمارا پنڈت ہے۔ اگر عیسائیوں کے ہاں جائے تو سمجھیں کہ ہمارا پادری ہے وہ اس (مبلغ) کے جانے پر ناراض نہ ہوں بلکہ خوش ہوں اگر یہ اپنے اندر ایسا رنگ پیدا کرے تو پھر غیر احمدی کبھی تمہارے شہر میں جانے پر کسی مولوی کو نہ بلائیں گے نہ ہندو کسی پنڈت کو اور نہ عیسائی کسی پادری کو۔ بلکہ وہ تمہارے ساتھ محبت سے پیش آئیں گے۔“ (نصائح مبلغین ص ۲۰)

ان الفاظ سے قادیانی خلیفہ کا مطلب صاف اور واضح ہے۔ صریح الفاظ میں وقت وقت کی راگنی الاپنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ عجیب تر یہ کہ ایک طرف اس درجہ نرمی اور ملاطفت کی تعلیم اور دوسری طرف ہندو اور عیسائیوں کو بے نقط گالیاں دی گئی ہیں وجہ صرف یہ کہ ان گالیوں سے مقصود مسلمانوں کو اپنی کارگزاری دکھا کر ان کی جیبوں کو خالی کرنا ہے۔ غرضیکہ اس کمپنی کا مذہب ''بامسلماں الله الله، بابرهمن رام رام'' کا مصداق ہے۔ جس کا انہوں نے خود بھی اقرار کیا ہے۔

باب اوّل

قادیانی عقائد...... اتحاد واتفاق کا وعظ

قادیانی جب کبھی نو تعلیم یافتہ یا ان اشخاص سے جو قادیانیوں کے عقائد سے ناواقف ہوتے ہیں ملتے ہیں تو انہی کے مذاق کے مطابق گفتگو شروع کرتے ہیں ان کے وعظ کا ملخص یہ ہوتا ہے کہ اسلام چاروں طرف سے مصائب میں گھرا ہوا ہے۔ مسلمانوں پر تنزل وادبار کا دور دورہ ہے۔ ان حالات میں جو لوگ باہمی تکفیر بازی کا مشغلہ اختیار کرتے ہیں۔ دراصل وہی اسلام کے جانی دشمن ہیں آج وقت یہ ہے کہ آپس کے اختلاف کو بالائے طاق رکھا جائے۔ آپس میں کوئی جھگڑا نہ کیا جائے۔ ہر شخص جو لا الـه الا الـله محمد رسول الله کا قائل ہے۔ خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو ایک دوسرے سے متحد ہو کر غیروں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو جائے تنگ خیالی کو دور کر دیا جائے غرضیکہ ایسی تقریریں کریں گے جو ایک ناواقف حال پر یہی اثر ڈالے کہ یہ قادیانی اسلام اور مسلمانوں کے مصائب سے پوری پوری ہمدردی رکھتے ہیں اور انہیں ان کی تکالیف کا اس قدر احساس ہے کہ شاید رات کی نیند بھی ان پر حرام ہو چکی ہے۔

چونکہ قادیانیوں کا یہ ہتھکنڈا آج کل عام ہے کیونکہ ان کے خیال میں کالجوں کے تعلیم یافتہ لوگ مذہب سے ناواقف ہوتے ہیں۔ وہ اپنے ہی مذہب سے واقف نہیں تو ان کو قادیانیوں کے عقائد کا کیا علم ہوگا۔ اس لئے قادیانی ان کی مجالس میں اور مسائل کو چھوڑتے ہوئے یہی حربہ اختیار کرتے ہیں جس سے ان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ مسلمان طالب علموں یا دوسرے ناواقف حال اصحاب کو متاثر کر کے علمائے اسلام سے متنفر کیا جائے اور ان کے ذہن نشین کیا جائے کہ فساد کے بانی یہی ''مولوی'' ہیں جن کا مشغلہ باہمی تکفیر بازی ہے جب اس نفرت دلانے میں کامیابی ہوگی اور یہ

لوگ اپنے علماء کے مواعظ حسنہ سے مستفید ہی نہ ہوں گے تو ان کو آہستہ آہستہ اپنے رنگ پر لایا جائے گا اور قادیانیت کے پرچار میں بہت زیادہ آسانیاں ہو جائیں گی۔

چونکہ قادیانی آج کل زیادہ تر اس حربہ کو استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے ان کے عقائد کو نقل کر کے دکھایا جائے کہ اصل حقیقت کیا ہے تکفیر بازی کس کا مشغلہ ہے۔ لا اله الا الله محمد رسول الله پڑھنے والوں کو کون دائرہ اسلام سے خارج بناتا ہے۔ مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنا کون حرام سمجھتا ہے۔ مسلمانوں سے رشتہ و ناطہ ناجائز اور ان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک پڑھنا کون حرام بتاتا ہے۔ ان کے ان عقائد کی روشنی میں ہر شخص سمجھ سکے گا کہ ان کا اتحاد کا وعظ کیا حقیقت رکھتا ہے۔ ان کا ہمدردانہ لیکچر دراصل شاطرانہ چال ہوتی ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ آج اتحاد کا کوئی دشمن ہے تو قادیانی، مسلمانوں کی مصائب پر خوشی منانے والا کوئی ہے تو قادیانی، مسلمانوں کو آپس میں لڑائی کرانے کی کوشش کرنے والا اگر کوئی ہے تو قادیانی مسلمانوں کے خلاف اگر ایک کینہ توز جماعت پیدا کر رہا ہے تو قادیانی۔

ان عقائد کو قادیانیوں کے سامنے رکھیئے اور مطالبہ کیجئے کہ کیا یہی آپ کے عقائد ہیں؟ بغیر کسی ایچا پیچی اور اگر مگر کے صاف الفاظ میں بتاؤ کیا یہ تمہارے عقائد نہیں؟ اور کیا تم اس وقت تک ان پر قائم نہیں اگر یہی درست ہے تو تمہیں مسلمانوں سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے اور تم اتحاد کے حامی کیونکر ہو سکتے ہو تمہاری لفظی ہمدردی اگر محض مکر و فریب نہیں تو اور کیا ہے؟

مسلمانوں سے قطع تعلق

۵...... "تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا۔"

(حاشیہ اربعین ص ۲۸ نمبر ۳، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۷)

۶...... "غیر احمدیوں سے دینی امور میں الگ رہو۔" (نہج المصلی ص ۳۸۲)

تمام اہل اسلام کافر اور دائرہ اسلام سے خارج

۷...... "سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔" (آئینہ صداقت باب اوّل ص ۳۵)

مسلمانوں کی اقتداء میں نماز حرام

۸...... "خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ایک جماعت تیار کرے پھر جان بوجھ کر ان لوگوں میں گھسنا جس سے وہ الگ کرنا چاہتا ہے منشاء الٰہی کی مخالفت ہے۔ میں تم کو بتاکید منع کرتا

ہوں کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔" (الحکم ۷ فروری ۱۹۰۳ء ملفوظات ج ۵ ص ۳۸، ۳۹)

۹...... "یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر و مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔"

(حاشیہ اربعین نمبر ۳ ص ۲۸، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۷)

کسی مسلمان کے پیچھے نماز جائز نہیں

۱۰...... "ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ وہ خدائے تعالیٰ کے ایک نبی (مرزا غلام احمد) کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔" (انوار خلافت ص ۹۰)

جائز نہیں! جائز نہیں!! جائز نہیں!!!

۱۱...... "باہر سے لوگ بار بار پوچھتے ہیں میں کہتا ہوں کہ تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے۔ اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں! جائز نہیں!! جائز نہیں۔" (انوار خلافت ص ۸۹)

مسلمانوں سے رشتہ و ناطہ حرام

خلیفہ قادیان لکھتا ہے کہ میرے باپ سے۔

۱۲...... "ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی بٹھائے رکھو۔ لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دیدی۔ تو حضرت خلیفہ اوّل نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔" (انوار خلافت ص ۹۴)

مسلمانوں سے رشتہ و ناطہ جائز نہیں

۱۳...... "غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اور علاوہ اس کے کہ وہ نکاح جائز ہی نہیں۔ لڑکیاں چونکہ طبعاً کمزور ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ جس گھر میں بیاہی جاتی ہیں اس کے خیالات و اعتقادات کو اختیار کر لیتی ہیں اور اس اپنے دین کو تباہ کر لیتی ہیں۔"

(برکات خلافت ص ۷۳)

۱۴...... "حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو

لڑکی نہ دے۔"
(برکات خلافت ص ۷۵)

۱۵...... "جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے۔ جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو۔ مگر تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو۔"
(ملائکۃ اللہ ص ۴۶)

مسلمانوں کی نماز جنازہ ناجائز مرزا قادیان کا اپنے فوت شدہ بیٹے سے سلوک خلیفہ قادیان اپنے باپ کے متعلق روایت کرتا ہے۔

۱۶...... "آپ کا ایک بیٹا فوت ہو گیا۔ جو آپ کی زبانی طور پر تصدیق کرتا تھا جب وہ مرا تو مجھے یاد ہے آپ ٹہلتے جاتے اور فرماتے کہ اس نے کبھی شرارت نہیں کی تھی بلکہ میرا فرمانبردار ہی رہا۔ ایک دفعہ میں بیمار ہوا اور شدت مرض میں مجھے غش آ گیا جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ میرے پاس کھڑا نہایت درد سے رو رہا ہے اور یہ بھی فرماتے کہ یہ میری بڑی عزت کرتا تھا لیکن آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا حالانکہ وہ اتنا فرمانبردار تھا کہ بعض احمدی بھی اتنے نہ ہوں گے محمدی بیگم کے متعلق جب جھگڑا ہوا تو اس کی بیوی اور اس کے رشتہ دار بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ حضرت صاحب نے ان کو فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ اس نے طلاق لکھ کر حضرت صاحب کو بھیج دی کہ آپ کی جس طرح مرضی ہے اسی طرح کریں باوجود اس کے جب وہ مرا تو آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔"
(انوار خلافت ص ۹۱)

فرمانبردار بیٹے سے جس گروہ کے بانی کا یہ سلوک ہو۔ ایسے گروہ کی مسلمانوں سے جیسی ہمدردی ہو سکتی ہے اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے یہی خلیفہ قادیان از خود ایک سوال پیدا کر کے اس کا جواب دیتا ہے۔

۱۷...... "غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا) کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود علیہ السلام (مرزا ملعون) کا مکفر نہیں میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا؟
(انوار خلافت ص ۹۳)

کسی مسلمان کا جنازہ مت پڑھو

۱۸...... "قرآن شریف سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص جو بظاہر اسلام لے آیا

ہے لیکن یقینی طور پر اس کے دل کا کفر معلوم ہو گیا ہے تو اس کا بھی جنازہ جائز نہیں (نہ معلوم یہ حکم کہاں ہے) پھر غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔'' (انوار خلافت ص۹۲)

شعائر اللہ کی ہتک

تیرہ سو سال گزر چکے مگر اس قدر عرصہ میں شعائر اسلامی کی ہتک اور انتہائی توہین کی کوئی شخص جرأت نہیں کر سکا۔ مکہ و مدینہ کی فضیلت مسلمہ چیز ہے۔ قرآن پاک نے صاف الفاظ میں ان مقامات کی عزت و حرمت بیان فرمائی۔ مسلمانوں کی ان مقامات سے انتہائی محبت کا آج بھی یہ حال ہے کہ اطراف و اکناف عالم سے سینکڑوں نہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں فرزندان توحید، ان شعائر اسلامی کی زیارت اور فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے جاتے ہیں۔ کیونکہ خداوند کریم نے حج کو ایک صاحب توفیق پر فرض قرار دیا ہے اور صاف ارشاد فرمایا ہے کہ حج میں بے شمار برکتیں ہیں۔ مگر قادیانی کمپنی کا سرگروہ اپنے خیالات کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے۔

۱۹...... ''قادیان تمام دنیا کی بستیوں کی ام (ماں) ہے پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔'' (حقیقت الرویا ص۴۶)

سالانہ جلسہ دراصل قادیانیوں کا حج ہے

خلیفہ قادیان لکھتا ہے کہ:

۲۰...... ''ہمارا سالانہ جلسہ ایک قسم کا ظلی حج ہے۔''

(الفضل قادیان ج ۲۰ نمبر ۶۶ ص ۵ یکم دسمبر ۱۹۳۲ء)

اب حج کا مقام صرف قادیان ہے

۲۱...... ''ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام (حج) کے لئے مقرر کیا ہے۔'' (ملخص از برکات خلافت ص۵)

مسلمانوں سے انتہائی دشمنی کے ثبوت میں حسب ذیل حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے۔

مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارنا

۲۲...... ''انتقام لینے کا زمانہ...... اب زمانہ بدل گیا ہے۔ دیکھو پہلے جو مسیح آیا تھا اسے دشمنوں نے صلیب پر چڑھایا مگر اب مسیح اس لئے آیا کہ اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ

اتارے...... حضرت مسیح موعود نے مجھے یوسف قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں مجھے یہ نام دینے کی کیا صرورت تھی یہی کہ پہلے یوسف کی جو ہتک کی گئی ہے اس کا میرے ذریعہ ازالہ کر دیا جائے۔ پس وہ تو ایسا یوسف تھا جسے بھائیوں نے گھر سے نکالا تھا۔ مگر اس یوسف نے اپنے دشمن بھائیوں کو گھر سے نکال دے گا...... پس میرا مقابلہ آسان نہیں۔" (عرفان الٰہی ص۹۳، ۹۴)

مخالفین کو سولی پر لٹکانا

۲۳...... "خدا تعالیٰ نے آپ (مرزا غلام احمد) کا نام عیسیٰ رکھا ہے۔ تاکہ پہلے عیسیٰ کو تو یہودیوں نے سولی پر لٹکایا تھا مگر آپ زمانہ کے یہودی صفت لوگوں کو سولی پر لٹکائیں۔"

(تقدیر الٰہی ص۲۹)

وہ نوتعلیم یافتہ اور قادیانیت کی حقیقت سے ناواقف مسلمان جو قادیانیوں کے پراپیگنڈا سے متاثر ہو کر ان کے مصنوعی کارناموں کو بنظر استحسان دیکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ یا وہ مسلمان اخبارات جو اپنی مخصوص اغراض کے لئے قادیانیوں کا پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ ان کے متعلق خلیفہ قادیان کا حسب ذیل ارشاد سنئے اور اندازہ کیجئے کہ جس گروہ کا یہ خیال ہو کہ جب تک ایک شخص بکلی قادیانی نہ ہو جائے اس کا اعتبار نہ کیا جائے بلکہ ساری دنیا کو اپنا دشمن یقین کرنے کی تاکید کرے۔ ایسے گروہ کی مسلمان سے ہمدردی کی کیونکر توقع کی جاسکتی ہے۔

۲۴...... "ساری دنیا ہماری دشمن ہے بعض لوگ (مسلمان) جب ان کو ہم سے مطلب ہوتا ہے تو ہمیں شاباش کہتے ہیں جس سے بعض احمدی یہ خیال کر لیتے ہیں کہ وہ ہمارے دوست ہیں حالانکہ جب تک ایک شخص خواہ وہ ہم سے کتنی ہمدردی کرنے والا ہو پورے طور پر احمدی نہیں ہو جاتا وہ ہمارا دشمن ہے ہماری بھلائی کی صرف ایک صورت ہے۔ وہ یہ کہ تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھیں۔ تاکہ ان پر غالب آنے کی کوشش کریں۔ شکاری (قادیانی) کو کبھی غافل نہ ہونا چاہئے اور اس امر کا برابر خیال رکھنا چاہئے کہ شکار (مسلمان) بھاگ نہ جائے یا ہم پر ہی حملہ نہ کر دے۔" (تقریر خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل ۲۵؍اپریل ۱۹۳۰ء)

۲۵...... "تم اس وقت تک امن میں نہیں ہو سکتے۔ جب تک تمہاری اپنی بادشاہت نہ ہو۔ ہمارے لئے امن کی ایک ہی صورت ہے دنیا پر غالب آجائیں۔"

(خطبہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل ۲۵؍اپریل ۱۹۳۰ء)

ان عقائد کی موجودگی میں قادیانیوں کو کیا حق ہے کہ وہ اتحاد و اتفاق

کاڈھونگ۔ رچا کر اپنی مخصوص اغراض اور اپنی تبلیغ کا راستہ صاف کرنے کی کوشش کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی سعی کریں۔ اس چیز کو اور زیادہ صاف واضح کرنے کے لئے ہم خلیفہ قادیان کے دو اقوال نقل کرتے ہیں۔

۲۶...... ''میں نفاق کی صلح ہرگز پسند نہیں کرتا۔ ہاں جو صاف دل ہو کر اور اپنی غلطی چھوڑ کر صلح کے لئے آگے بڑھے ہیں اس سے زیادہ اس کی طرف بڑھونگا''

(برکات خلافت ۲۷)

۲۷...... ''صلح اس وقت ہو سکتی ہے جب کہ یا تو جو لینا ہو لے لیا جائے اور جو دینا ہو دے دیا جائے۔ کیونکہ یہ مخالف کی مخالف سے صلح ہے۔ بھائی بھائی کی صلح نہیں۔ اور یا پھر وہ زہر جو پھیلایا گیا ہو اس کا ازالہ کر دیا جائے۔'' (عرفان الٰہی ۸۴)

ہر دو حوالہ جات اس امر کے ثبوت کے لئے کافی ہیں کہ خود خلیفہ قادیان کے نزدیک صلح کا بہترین اصول کیا ہے۔ ان اقوال کی وضاحت کے لئے اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ صلح کے یہ اصول خلیفہ قادیان نے کیوں بیان کئے۔ مرزائی جماعت دو پارٹیوں میں منقسم ہے (پارٹیاں تو بہت ہیں اور ان میں کئی انبیاء بھی پیدا ہو چکے ہیں۔ مگر قابل ذکر یہی دو ہیں) ایک قادیانی ایک لاہوری۔ لاہوری جماعت نے ایک مرتبہ اس خواہش کا اظہار کیا کہ معمولی اختلاف سے قطع نظر کرتے ہوئے ہمیں آپس میں متحد ہونا چاہئے۔ یہ بات تھی بھی معقول۔ کیونکہ لاہوری جماعت مرزا کی تمام کتب پر ایمان رکھتی ہے۔ اس کے تمام دعاوی کو تسلیم کرتی ہے اسے مسیح موعود اور مہدی موعود قرار دیتی ہے۔ ظاہر ہے کہ صرف مسئلہ نبوت کو چھوڑ کر باقی تمام امور میں ایک جماعت کا متحد ہونا صلح کے راستہ کو کس قدر قریب کرنے کا موجب ہو سکتا ہے مگر خلیفہ قادیان ان لوگوں کی صلح کو مخالف کی مخالف سے صلح بتاتا ہوا یہ شرط عائد کرتا ہے کہ صلح بھی ہو سکتی ہے۔ جبکہ جو لینا ہو لے لیا جائے اور جو دینا ہو دے دیا جائے۔ یعنی وہ زہر جو پھیلایا گیا ہو اسے دور کیا جائے۔ پھر کیا یہ امر موجب حیرت نہیں کہ جب قادیانی اس جماعت سے جو مرزا کو مسیح موعود مانتی ہے صلح کے لئے اس وقت تک تیار نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے پھیلائے ہوئے زہر کو دور نہ کرے۔ تو کیا مسلمان ہی ایسے سادے رہ گئے ہیں جو قادیانی کمپنی سے یہ مطالبہ نہ کریں کہ ہماری تم سے صلح اسی صورت میں ممکن ہے جب کہ تم اس زہر کو دور کرو جو تم اپنے اقوال واعمال سے پھیلا چکے ہو۔ ایک طرف تم مسلمانوں سے بائیکاٹ کی تلقین کرتے جاؤ۔ انہیں دائرہ اسلام سے خارج بتاؤ ان کا یا ان

کے معصوم بچہ تک کا جنازہ حرام سمجھو لیکن ساتھ ساتھ اتحاد کی بھی دعوت دیئے جاؤ۔ ہم تمہارے ہی اقوال کو دہراتے ہوئے تمہیں یہ جواب دینے کا حق رکھتے ہیں کہ ہمارا تمہارا اتحاد خواہ وہ کسی معاملہ میں ہو اس وقت تک ناممکن ہے۔ جب تک تم علانیہ اپنے ان شائع کردہ اعتقادات کو واپس لینے کا اعلان نہ کردو۔ ورنہ ہمیں یہ کہنے کا حق ہے کہ اتحاد و اتفاق کا وعظ محض ایک چال ہے جو مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے چلی جارہی ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

بعض ناواقف لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہمیں قادیانیوں کے عقائد سے کوئی واسطہ نہیں۔ ان کے خیالات سے ہمیں کوئی تعلق نہیں۔ ہمارا یہ اخلاقی فرض ہے کہ ہم اچھی بات کو اچھی کہیں۔ اگر قادیانی ایک اچھا کام کرتے ہیں۔ تو ہم اسے اچھا کہیں اگر وہ ایک نیک کام کی دعوت دیں تو ہمیں اس میں شریک ہونا چاہئے۔ مثلاً قادیانی سیرۃ النبی ﷺ کا جلسہ کرتے ہیں تو ہمیں اس نیک کام میں شامل ہونا چاہئے۔ اس خیال کی تردید میں ہم اپنی طرف سے نہیں بلکہ خود خلیفہ قادیان کا وہ جواب نقل کرتے ہیں۔ جو اس نے اس موقعہ پر جب کہ اس کے سامنے لاہوری جماعت سے صلح کے سوال پر اس کے ایک مرید نے اسی قسم کے شبہ کے جواب میں دیا۔ اور یہ جواب اس شبہ کے ازالہ کے لئے اس قدر کافی ووافی ہے کہ اس کی موجودگی میں کسی اور جواب کی ضرورت نہیں۔ سنئے خلیفہ قادیان ارشاد فرماتے ہیں۔

۲۸...... ''یہ ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت معاویہؓ کی صبح کی نماز رہ گئی۔ اس پر وہ اٹھ کر اتنا روئے کہ روتے روتے شام ہوگئی۔ اور اس گریہ وزاری کی حالت میں سو گئے۔ صبح ابھی اذان بھی نہ ہوئی تھی کہ انہوں نے رؤیا میں دیکھا ایک آدمی کہہ رہا ہے اٹھو نماز پڑھو۔ آپ نے دریافت کیا۔ تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ابلیس ہوں۔ آپ نے کہا تم اور نماز کے لئے جگاؤ۔ ابلیس نے جواب دیا۔ کل مجھ سے غلطی ہوگئی۔ جو میں نے تم کو سلائے رکھا۔ جس پر تم اس قدر روئے کہ خدا نے کہا کہ اسے ستر نمازوں کا ثواب دو آج میں اسی لئے جگانے آیا ہوں کہ تمہیں ایک نماز کا ثواب ملے ستر کا نہ ملے تو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ چیز اچھی نظر آتی ہے۔ وہ حقیقت اپنے اندر برائی کا بیج رکھتی ہے۔'' (عرفان الٰہی ج ص ۸۳)

دیکھئے! خلیفہ قادیان کس صفائی سے اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ نماز جیسے نیک کام کے لئے شیطان کا حضرت معاویہؓ کو جگانا نیک عمل شمار نہیں ہوسکتا۔

اس حوالہ کی موجودگی میں ہر مسلمان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قادیانیوں سے ان کی منافقانہ دعوت اتحاد کا یہ قطعی جواب دے سکے کہ تمہارا یہ اتحاد کا وعظ اور سیرت جلسوں وغیرہ میں شرکت کی دعوت اپنی اغراض مخصوصہ کے لئے ہے۔ ورنہ مسلمانوں سے تمہیں قطعاً کوئی ہمدردی نہیں۔ اور نہ ہو سکتی ہے۔ کیونکہ تمہارے عقائد تمہیں مجبور کرتے ہیں کہ تمام مسلمانوں سے دشمنی رکھو۔ اگر تمہارے قلب میں صفائی ہے تو آؤ اپنی نیک نیتی کا ثبوت یوں دو کہ اپنے ان تمام تفرقہ انگیز اور اتحاد شکن عقائد سے بیزاری کا اعلان کردو۔

باب دوم

آنحضرت ﷺ کی توہین

چونکہ قادیانی کمپنی کو معلوم ہے کہ مسلمان اپنے پیارے رسول اکرم ﷺ کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ اور ان کی کوئی تبلیغ قطعاً مؤثر نہیں ہو سکتی۔ جب تک وہ مسلمانوں کو یہ یقین نہ دلائیں کہ انہیں سردار دو جہاں ﷺ پر ایمان ہے۔ اس لئے قادیانی کمپنی اپنی غیر معمولی لفاظی سے مسلمانوں پر یہ اثر ڈالنے کی کوشش کرتی رہتی ہے کہ انہیں بھی سرور کائنات ﷺ پر ایمان ہے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے سیرت النبی کے جلسوں کا بھی ڈھونگ رچایا تھا۔ مگر مسلمان بھی حقیقت الامر سے واقف ہیں۔ قادیانی کمپنی کی تحریرات ان کے سامنے ہیں۔ جن کی موجودگی میں اس امر کو باور کرنے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی کہ قادیانی کمپنی کو آقائے دو جہاں پر ذرہ بھر بھی ایمان ہے۔ ہمارا یہ دعوےٰ ہے کہ قادیانی کمپنی کا مقصد مذہب کے پردہ میں تجارت کرنا ہے۔ جس کے حصول کے لئے وہ ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈال رہے ہیں۔ لیکن یہ جانتے ہوئے کہ مسلمانوں سے اپنے نئے معتقدات کا یکدم منوانا مشکل ہے...... وہ نہایت گہری چالوں سے اپنے دلی اعتقادات کی اشاعت کر رہے ہیں۔ ذیل کے حوالہ جات اس بات کا بیّن ثبوت ہوں گے کہ قادیانی کمپنی کا مقصد وحید مسلمانوں کے دلوں سے آقائے نامدار کی عزت کو کم کرنا اور اپنے مرزا کی نبوت کا پرچار کرنا ہے۔ اور ان کی دلی خواہش ہے کہ (معاذ اللہ) مسلمان اپنے پیارے رسول سے منہ موڑ کر قادیانی نبوت کا رُخ کریں۔ اور اس چیز کو اپنے لئے سرمایہ نجات سمجھیں۔ قبل اس کے کہ ہم قادیان کمپنی کے دلی معتقدات کو خود ان کے الفاظ میں نقل کریں ہم ایک شبہ کا ازالہ

بھی ضروری سمجھتے ہیں۔قادیانی اپنے مرزا کے بعض ان اقوال کو پیش کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کیا کرتے ہیں جن میں مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ سے محبت کا اظہار کیا ہے۔ یہ درست ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی بعض کتب میں سردار دو جہاں ﷺ سے عشق و محبت کا اظہار کیا ہے۔ مگر اس کی وجہ یہ نہیں کہ اسے فی الواقعہ کوئی محبت ہے کوئی ذرّہ بھر بھی تعلق ہے۔ بلکہ اس کا سبب صرف اور صرف یہ ہے کہ ناواقف حال مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں لانے کا ذریعہ ہی یہ سمجھا گیا ہے کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق کا اظہار کیا جائے۔ احباب کرام کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب کبھی قادیانی مرزا کا کوئی قول ایسا پیش کریں۔ جس میں آنحضور ﷺ سے محبت کا اظہار کیا گیا ہو تو فوراً ذیل کے اقوال پیش کر کے یہ مطالبہ کرنا چاہئے کہ ان اقوال کی کیا تشریح ہے جن میں آنحضرت ﷺ کی توہین کی گئی ہے۔ اگر ہم یہ تسلیم بھی کر لیں کہ جو اقوال مرزائی پیش کر رہے ہو ان میں فی الواقعہ آنحضور ﷺ سے محبت کا اظہار ہے تب بھی اس کے بالمقابل حسب ذیل اقوال کی موجودگی میں تمہیں اس چیز کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ اور کچھ نہیں تو دورنگی ضرور ہے۔ بیانات میں تضاد ہے پھر تم ہی بتاؤ کہ ہم اس شخص کے کسی قول کو قابل اعتنا کیوں سمجھیں جس کے بیانات میں زمین و آسمان کا فرق موجود ہو۔ یہ جواب اس صورت میں ہے جبکہ ہم مرزا کے ان اقوال کو صحیح فرض کر لیں جن میں آقائے نامدارؐ سے محبت کا اظہار کیا گیا ہے۔ ورنہ ہمارا اصل مقصود یہ ثابت کرنا ہوگا کہ مرزا قادیانی کا مقصد وحید آہستہ آہستہ ترتیب وار اپنے نئے مذہب کی اشاعت کے لئے اپنے معتقدات کی اشاعت ہے۔ مرزا نے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ تسلیم کیا۔ اور ۱۲ سال تک اسی عقیدہ پر قائم رہا۔ جب اس نے مریدوں کی ایک معمولی تعداد پیدا کر لی۔ تو وفات مسیح کا پرچار شروع کر دیا۔ مگر اس خوف سے کہ مسلمان بدک نہ جائیں آنحضرت ﷺ سے انتہائی عشق کا اظہار شروع کر دیا۔ (قادیانی جو اقوال مرزا، آنحضرت ﷺ کے عشق و محبت کے ثبوت میں پیش کیا کرتے ہیں وہ عموماً اسی زمانہ کے ہیں) اور صاف الفاظ میں کہا گیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت بند ہے۔ نبوت کا دعویٰ آنحضرت ﷺ سے دشمنی کا مترادف ہے۔ آنحضور کے بعد مدعی نبوت کافر ہے۔ چند سال اسی چیز کا اعلان ہوتا رہا۔ اور آخر کار ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اس مضمون پر ایک علیحدہ باب میں آئندہ مستقل بحث ہوگی۔ غرضیکہ حسب ذیل اقوال سے ہم واقعات کی روشنی میں یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ مرزا کے وہ اقوال جن میں آنحضرت ﷺ سے محبت کا اظہار کیا گیا کچھ وقعت نہیں رکھتے

کیونکہ جس کے دل میں سردار دو جہاں ﷺ کی ذرہ بھر بھی محبت موجود ہو۔ وہ اپنی زبان یا قلم سے ان خیالات کا اظہار نہیں کر سکتا۔ جو ہمارے پیش کردہ حوالہ جات میں بیان کئے گئے ہیں۔

اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے ہم پہلے موجودہ قادیانی خلیفہ (جو مرزا قادیانی کا بیٹا ہے) کے اقوال درج کرتے ہیں۔ جو اپنے باپ کے دلی خیالات کی ترجمانی کما حقہ کر رہا ہے۔ کیونکہ باپ تو اپنی تبلیغ کے لئے زمین کو ہموار کرنے کا ہی فرض سرانجام دیتا رہا۔ قادیانی خلیفہ کے نزدیک اب وہ کام ہو چکا ہے اس لئے وہ جن خیالات کی اشاعت کر رہا ہے وہی اب قابل توجہ چیز ہے۔

رسول عربی ﷺ کی (نعوذ باللہ) روح موجود نہیں

۲۹...... ''دنیا میں نماز تھی مگر نماز کی روح نہ تھی۔ دنیا میں روزہ تھا مگر روزہ کی روح نہیں تھی۔ دنیا میں زکوٰۃ تھی مگر زکوٰۃ کی روح نہ تھی دنیا میں حج تھا مگر حج کی روح نہ تھی دنیا میں اسلام تھا مگر اسلام کی روح نہ تھی۔ دنیا میں قرآن تھا مگر قرآن کی روح نہ تھی اور اگر حقیقت پر غور کرو محمد ﷺ بھی موجود تھے مگر محمد ﷺ کی روح موجود نہ تھی۔''

(خطبہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل ج ۱۷ نمبر ۷۰ ص ۹ کالم ۱، ۱۱/ مارچ ۱۹۳۰ء)

مرزا قادیانی (معاذ اللہ) سردار دو جہاں سے افضل ہے

۳۰...... ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے۔'' (قادیانی ریویو بابت ماہ مئی ۱۹۲۹ء) مذکورہ بالا ہر دو حوالہ جات کسی تشریح وتوضیح کے محتاج نہیں، جس طریق سے آنحضرت ﷺ کی ذہنی استعداد کی کمی اور مرزا کی فضیلت کا اظہار کیا گیا وہ آپ حضرات کے سامنے ہے۔ آنحضور ﷺ کی روح کی عدم موجودگی بیان کر کے جس توہین کا ارتکاب کیا گیا ہے وہ بھی اس کمپنی کا حصہ ہے۔

اب ذیل کے دو حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے اور اندازہ کیجئے کہ اس کمپنی کے دلوں میں آنحضور ﷺ کی کس درجہ محبت موجود ہے۔

۳۱...... ''آپ کی طاقت کا یہ حال تھا کہ آپ نے باوجود عمر کے انحطاط کے سن کہولت میں متعدد شادیاں کیں حتیٰ کہ آخری عمر میں آپ کے ازواج مطہرات کی تعداد نو تک پہنچ گئی۔ مگر اس سے بھی بڑھ کر حیران کن یہ بات ہے کہ حدیثوں میں آتا ہے بعض مرتبہ آپ ایک ہی

رات میں اپنی ساری بیویوں کے پاس سے ہو آتے تھے پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ آپ مشک وعنبر یا مقویات ومحرکات کا استعمال نہیں کرتے تھے۔''

(الفضل خاتم النبیین نمبر ج ۱۸ نمبر ۵۰ ص ۴۶ مورخہ ۲۵ / اکتوبر ۱۹۳۰ء)

اس حوالہ کے الفاظ پر غور فرمایئے۔ آہ! قادیانی کمپنی اپنے اخبار کا خاتم النبیین نمبر شائع کرتی ہے اور مسلمانوں کو یہ دھوکہ دینے کی کوشش کرتی ہے کہ انہیں آنحضرت ﷺ سے محبت ہے۔ اس نمبر کا نام ایسا رکھا جاتا ہے جو مسلمان بآسانی دھوکہ کھا سکیں۔ مگر اس میں آنحضور ﷺ کے فضائل بیان کرنے کے بہانہ وہ ناپاک حملہ کیا جاتا ہے۔ جو ایک ہندو یا عیسائی بھی نہیں کرسکتا۔ آنحضور علیہ السلام کی جسمانی قوت بیان کرنے کے بہانہ کیا بات کہی گئی ہے۔ اس پر غور فرمایئے۔

دوستی کے پردہ میں انتہائی دشمنی اسی چیز کا نام ہے مسلمان تو اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ آپ کا ہر لمحہ حیات مخلوق خدا کے لئے اسوہ حسنہ ہے اور آپ نے مخلوق خدا کے سب حقوق باحسن وجوہ پورے کئے۔ آپ نے اپنی ازواج کے حقوق ادا کئے مگر قادیانی کمپنی اس کی پورے زور سے تردید کرتی ہوئی یہ کہتی ہے کہ آنحضور ﷺ نے (معاذ اللہ) یہ غلط فرمایا ہے کہ انہوں نے اپنی ازواج کے حقوق برابر ادا کئے اور حضورؐ کا سلوک اپنی ہر بیوی سے یکساں تھا اور حضورؐ باری باری ہر بیوی کے ہاں رہتے تھے۔

ان واقعات کو بیان کرنے کا اصل منشاء کیا ہے اور قادیانی کمپنی کن گمراہ کن خیالات کو پھیلانا چاہتی ہے اور اپنے کن ناپاک افعال پر پردہ ڈالنے کے لئے ان باتوں کی اشاعت کرتی ہے۔ یہ ایک علیحدہ طویل باب ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں۔ بہرکیف اس قول میں جس توہین کا ارتکاب کیا گیا ہے اسے ملاحظہ فرمایئے۔ دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمایئے:

۲۳...... ''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔''

(ڈائری خلیفہ قادیان مطبوعہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۵ ص ۵ کالم ۳، ۱۷/ جولائی ۱۹۲۲ء)

اس حوالہ میں جس خیال کا اظہار کیا گیا ہے وہ بالکل عیاں ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ یہ خیال پیدا کیا جائے کہ آنحضرت ﷺ سے بھی کوئی شخص بڑھ سکتا ہے۔ جب یہ خیال پیدا ہو جائے گا۔ تو یہ عقیدہ بآسانی منوایا جاسکتا ہے کہ مرزا قادیانی (معاذ اللہ) آنحضرت سے بڑھ کر ہے اور اس کا درجہ ومرتبہ آنحضورؐ سے زیادہ ہے اور سنیئے کہ کن الفاظ میں مرزا کو آنحضرت ﷺ کے برابر بتایا گیا ہے۔

۳۳...... ''ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا۔ بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۱۳)

کیا ان حوالہ جات کی موجودگی میں کوئی قادیانی یہ کہہ سکتا ہے کہ ان کے دلوں میں آنحضرت ﷺ کی ذرہ بھر بھی محبت موجود ہے، اور سنیئے۔

۳۴...... ''میرا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود اس قدر رسول کریم کے نقش قدم پر چلے کہ وہی ہو گئے لیکن کیا شاگرد اور استاد کا ایک مرتبہ ہو سکتا ہے گو شاگرد علم کے لحاظ سے استاد کے برابر بھی ہو جائے...... ہاں یہ بھی کہتے ہیں کہ جو کچھ رسول کریم کے ذریعہ سے ظاہر ہوا وہی مسیح موعود نے بھی دکھایا۔ اس لحاظ سے برابر بھی کہا جا سکتا ہے۔'' (ذکر الٰہی ص ۱۹)

آپ نے دیکھا کہ کس طریق سے برابری کا دعویٰ کیا جا رہا ہے اور اپنی جھوٹی محبت کے اظہار کے لئے ''شاگردی'' کا لفظ استعمال کر کے ایک گنجائش پیدا کی گئی ہے۔ مگر معاً بعد برابری کا دعویٰ بھی موجود ہے۔ ''شاگردی'' کا لفظ استعمال کر کے گمراہ کن خیالات کی اشاعت کی ایک مثال ملاحظہ فرمایئے۔

۳۵...... ''آنحضرت ﷺ کے شاگردوں میں سے علاوہ بہت سے محدثوں کے ایک نے نبوت کا درجہ پایا اور نہ صرف یہ کہ نبی بنا بلکہ مطاع کے کمالات کو ظلی طور پر حاصل کر کے بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا۔'' (حقیقت النبوۃ ص ۲۵۷)

دیکھئے! ''شاگردی'' کے لفظ سے ''بعض اولوالعزم نبیوں'' سے بھی آگے نکل جانے کے خیال کو کس رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ سے محبت کے اظہار کے پردہ میں کیونکر انبیاء علیہم السلام کی توہین کی گئی ہے۔

کیا ان حوالہ جات کی موجودگی میں کوئی عقل مند یہ باور کر سکتا ہے کہ قادیانی گروہ کے دلوں میں آنحضرت ﷺ کی محبت کا کوئی ذرہ موجود ہے۔ کیا اس کمپنی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ مسلمانوں کو سیرت جلسوں میں شمولیت کی دعوت دیں اور اپنے اخبار کا خاتم النبیین نمبر شائع کریں۔

قادیانی خلیفہ کے اقوال کے بعد اب ہم ذیل میں مرزا قادیانی کا ایک میموریل درج کرتے ہیں جس کا ایک ایک لفظ بغور ملاحظہ فرمایئے۔

بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر بالقابہ

''یہ میموریل اس غرض سے بھیجا ہے کہ ایک کتاب امہات المومنین نام ڈاکٹر احمد

شاہ صاحب عیسائی کی طرف سے مطبع آر پی مشن پریس گوجرانوالہ میں چھپ کر ماہ اپریل ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تھی...... چونکہ اس کتاب میں ہمارے نبی کریم ﷺ کی نسبت سخت الفاظ استعمال کیے ہیں جن کو کوئی مسلمان سن کر رنج سے رک نہیں سکتا اس لئے لاہور کی انجمن حمایت اسلام نے اس بارہ میں حضور گورنمنٹ میں میموریل روانہ کیا۔ تا گورنمنٹ ایسی تحریر کی نسبت جس طرح مناسب چاہے کارروائی کرلے یا اور جس طرح چاہے کوئی تدبیر امن عمل میں لائے۔ مگر میں بمعہ اپنی جماعت کثیر اور معہ دیگر معزز مسلمانوں کے اس میموریل کا سخت مخالف ہوں۔ اور ہم سب لوگ اس بات کا افسوس کرتے ہیں کہ کیوں اس انجمن کے ممبروں نے محض شتاب کاری سے یہ کارروائی کی۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ کتاب امہات المومنین کے مؤلف نے نہایت دل دکھانے والے الفاظ سے کام لیا ہے اور زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ باوجود ایسی سختی اور بدگوئی کے اپنے اعتراضات میں اسلام کی معتبر کتابوں کا حوالہ بھی نہیں دے سکا۔ مگر ہمیں ہرگز نہیں چاہئے کہ بجائے اس کے کہ ایک خطا کار کو نرمی اور آہستگی سے سمجھا دیں اور معقولیت کے ساتھ اس کتاب کا جواب لکھیں یہ حیلہ سوچیں کہ گورنمنٹ اس کتاب کو شائع ہونے سے روک لے۔ تا اس طرح پر ہم فتح پالیں۔ کیونکہ یہ فتح واقعی فتح نہیں ہے بلکہ ایسے حیلوں کی طرف دوڑنا ہمارے عجز و درماندگی کی نشانی ہوگی اور ایک طور سے ہم جبر سے منہ بند کرنے والے ٹھہریں گے اور گو گورنمنٹ اس کتاب کو جلادے تلف کرے کچھ کرے مگر ہم ہمیشہ کے لئے اس الزام کے نیچے آجائیں گے کہ عاجز آکر گورنمنٹ کی حکومت سے چارہ جوئی چاہی اور وہ کام لیا جو مغلوب الغضب اور جواب سے عاجز آجانے والے لوگ کیا کرتے ہیں...... مذہبی آزادی کا دروازہ کسی حد تک کھلا رہنا ضروری ہے تا مذہبی علوم اور معارف میں لوگ ترقی کریں اور چونکہ اس عالم کے بعد ایک اور عالم بھی ہے جس کے لئے ابھی سے سامان چاہئے ہر ایک حق رکھتا ہے کہ نیک نیتی کے ساتھ ہر ایک مذہب پر بحث کرے اور اس طرح اپنے تئیں اور نیز بنی نوع کو نجات اخروی کے متعلق جہاں تک سمجھ سکتا ہے اپنی عقل کے مطابق فائدہ پہنچائے لہٰذا گورنمنٹ عالیہ میں اس وقت ہماری یہ التماس ہے کہ جو انجمن حمایت اسلام لاہور نے میموریل گورنمنٹ میں اس بارہ میں روانہ کیا ہے وہ ہمارے مشورہ اور اجازت سے نہیں لکھا گیا۔ بلکہ چند شتاب کاروں نے جلدی سے یہ جرأت کی ہے۔ جو درحقیقت قابل اعتراض ہے۔ ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ ہم تو جواب نہ دیں اور گورنمنٹ ہمارے لئے عیسائی صاحبوں سے کوئی باز پرس کرے یا ان کتابوں کو تلف کرے جب ہماری طرف سے آہستگی اور نرمی کے ساتھ اس کتاب کا رد

شائع ہوگا تو خود وہ کتاب اپنی قبولیت اور وقعت سے گر جائے گی اور اس طرح پر وہ خود تلف ہو جائے گی۔ اس لئے ہم باادب ملتمس ہیں کہ اس میموریل کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائے۔ کیونکہ اگر ہم گورنمنٹ عالیہ سے یہ فائدہ اٹھاویں کہ وہ کتابیں تلف کی جائیں یا اور کوئی انتظام ہو۔ تو اس کے ساتھ ایک نقصان بھی ہمیں اٹھانا پڑتا ہے کہ ہم اس صورت میں دین اسلام کو ایک عاجز اور فرو ماندہ دین قرار دیں گے کہ جو معقولیت سے حملہ کرنے والوں کا جواب نہیں دے سکتا اور نیز یہ ایک بڑا نقصان ہوگا کہ اکثر لوگوں کے نزدیک یہ امر مکروہ اور نامناسب سمجھا جائے گا کہ ہم گورنمنٹ کے ذریعہ سے اپنے انصاف کو پہنچ کر پھر بھی اس کتاب کا رد لکھنا بھی شروع کردیں اور درحالت نہ لکھنے جواب کے اس کے فضول اعتراض ناواقفوں کی نظر میں فیصلہ ناطق کی طرح سمجھے جائیں گے اور خیال کیا جائے گا کہ ہماری طاقت میں یہی تھا جو ہم نے کرلیا سو اس سے ہماری دینی عزت کو اس سے بھی زیادہ ضرر پہنچتا ہے جو مخالف نے گالیوں سے پہنچانا چاہا ہے اور ظاہر ہے کہ جس کتاب کو ہم نے عمداً تلف کرایا یا کیا پھر اسی کو مخاطب ٹھہرا کر اپنی کتاب کے ذریعہ سے پھر شائع کرنا نہایت نا معقول اور بے ہودہ طریق ہوگا اور ہم گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم دردناک دل سے ان تمام گندے اور سخت الفاظ پر صبر کرتے ہیں جو مصنف امہات المومنین نے استعمال کئے ہیں اور ہم اس مولف اور اس کے گروہ کو ہرگز کسی قانونی مواخذہ کا نشانہ بنانا نہیں چاہتے کہ یہ امر ان لوگوں سے بہت ہی بعید ہے کہ جو واقعی نوع انسان کی ہمدردی اور اصلاح کے جوش کا دعویٰ رکھتے ہیں...... یہ طریق کہ ہم گورنمنٹ کی مدد سے یا نعوذ باللہ خود اشتعال ظاہر کریں۔ ہرگز ہمارے اصل مقصد کو مفید نہیں ہے۔ یہ دنیاوی جنگ و جدل کے نمونے ہیں اور سچے مسلمان اسلامی طریقوں کے عارف ہرگز اس کو پسند نہیں کرتے کیونکہ ان سے وہ نتائج جو ہدایت بنی نوع کے لئے مفید ہیں پیدا نہیں ہوسکتے......اور دوسرے پیرایہ میں اپنے مذہب کی کمزوری کا اعتراف ہے۔'' (الراقم مرزا غلام احمد' قادیان ضلع گورداسپور مورخہ ۴ رمئی ۱۸۹۸ء، تبلیغ رسالت ص ۳۶' ۳۷' ۳۸' ۳۹، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۰ تا ۴۴)

اس میموریل کا ملخص یہ ہے کہ عیسائیوں کی طرف سے ایک کتاب امہات المومنین شائع ہوئی یہ کتاب کیسی تھی اس میں آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات پر کیسے حملے تھے۔ اس کا صحیح اندازہ تو انہیں اصحاب کو ہوسکتا ہے جن کو اس کتاب کے مطالعہ کا موقعہ ملا ہے مگر اس کا کسی قدر اندازہ کرنے کے لئے صرف اس کا نام ہی کافی ہے۔ بہر کیف اس کتاب کو مسلمانوں نے اس درجہ

قابل اعتراض سمجھا کہ انہوں نے حکومت سے اس کتاب کی ضبطی کا مطالبہ کیا مسلمانوں کے اس فیصلہ کے خلاف مرزا قادیانی پروٹسٹ کرتا ہے اور یہی نہیں کہ اس احتجاج کو اپنے تک محدود رکھتا ہے۔ بلکہ گورنر پنجاب کو میموریل بھیجتا ہے اور مسلمانوں کے اس مطالبہ کو شتاب کاری قرار دیتا ہے۔ الفاظ دہرانے کی ضرورت نہیں مرزا قادیانی کے منشاء کو صاف ظاہر کرتے ہیں کہ وہ آنحضرت ﷺ اور آنحضور ﷺ کی ازواج مطہراتؓ پر انتہائی ناپاک جملوں سے بھرپور کتاب کی ضبطی کی بجائے اس کی اشاعت پر مصر ہے۔

اندازہ فرمایئے کہ آج تک کسی مذہب کے پیرو نے اپنے رہنما مقتداء اور رہبر کی محبت کا یہ ثبوت دیا ہے کہ وہ اس کے خلاف گندی گالیوں کی اس طریق سے تائید کرے اور اپنے پیارے رہنما کو ناپاک گالیوں سے بچانے کیلئے جائز ذرائع اختیار نہ کرے۔ ہم اس جگہ اس بحث کو چھوڑتے ہیں کہ قادیانی کمپنی کا اصل کام ہی غیر مسلموں کو گالیاں دیکر اسلام اور مسلمانوں کو گالیاں دلانا اور پھر مسلمانوں کو اشتعال دلا کر ان کی جیبوں کو خالی کرنا ہے کیونکہ اس بحث کا تعلق ہمارے اس موضوع سے نہیں۔ ہمارا منشا تو اس جگہ آنحضرت ﷺ سے قادیانی کمپنی کے دعویٰ عشق کو پرکھنا ہے۔ کتاب امہات المومنین کی ضبطی کے میموریل کے خلاف مرزا قادیانی کا میموریل آپ نے ملاحظہ فرمالیا اب بیٹے کا وعظ سنئے خلیفہ قادیان قتل راجپال کے واقعہ پر اظہار خیال فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

۳۷...... ”قتل راجپال محض مذہبی دیوانگی کا نتیجہ ہے۔ جو لوگ قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں وہ بھی مجرم ہیں اور جو ان کی پیٹھ ٹھونکتا ہے وہ بھی قانون کا دشمن ہے۔ جو لیڈر ان کی پیٹھ ٹھونکتے ہیں وہ خود مجرم ہیں۔ قاتل وڈاکو ہیں جو لوگ توہین انبیاء کی وجہ سے قتل کریں ایسے لوگوں سے برأت کا اظہار کرنا چاہئے اور ان کو دبانا چاہئے یہ کہنا کہ محمد رسول اللہ کی عزت کے لئے قتل کرنا جائز ہے۔ نادانی ہے انبیاء کی عزت کی حفاظت قانون شکنی سے نہیں ہوسکتی۔“

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۸۲ ص ۷،۸، ۱۹ راپریل ۱۹۲۹ء)

اسی پرچہ میں آپ اپنے انتہائی تقدس کا اظہار کرتے ہوئے علم الدین کو دوزخی بتاتے ہیں۔ (اس چیز کو یاد رکھئے آئندہ حوالہ جات سے مقابلہ میں کام آئے گی)

۳۸...... ”اس (علم الدین) کا سب سے بڑا خیر خواہ وہی ہوسکتا ہے جو اس کے پاس جائے اور اسے سمجھائے کہ دنیاوی سزا تو تمہیں ملے گی ہی لیکن قبل اس کے کہ وہ ملے تمہیں

چاہئے خدا سے صلح کرلو...... توبہ کرو گریہ زاری کرو خدا کے حضور گڑگڑاؤ یہ احساس ہے جو اگر اس کے اندر پیدا ہو جائے تو وہ خدا کی سزا سے بچ سکتا ہے اور اصل سزا وہی ہے۔"

(الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۸۲ ص ۸ کالم ۳، ۱۹ را پریل ۱۹۲۹ء)

ہماری اس وقت بحث نفس فعل پر نہیں' بلکہ ہمیں قادیانی کمپنی کی دورنگی بتانا ہے۔ اس جگہ یہ وعظ یہ تقدس' مگر اس کے بعد کے حوالہ جات بتائیں گے کہ خلیفہ قادیان اپنی عزت کی حفاظت کے لئے کیا کرتا ہے اور ایک قاتل کو بہشتی بناتا ہے بہرکیف باپ نے مسلمانوں کے میموریل کی مخالفت کی اور اس کتاب کی ضبطی کے مطالبہ کو شتاب کاری بتایا بیٹے نے میاں علم الدین کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا۔ آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔ یہ تو تصویر کا ایک رخ ہوا اب دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیے۔

خلیفہ قادیان اور...... مباہلہ

اخبار "مباہلہ" دسمبر ۱۹۲۸ء میں قادیان سے شائع ہوا۔ قادیانی کمپنی اور اسکے لیڈر کے اندرونی رازوں کو طشت از بام کرنا شروع کیا اور قادیانیوں کے مسلمہ اصول "مباہلہ" (خداوند کریم کے حضور دو فریقوں کا بالمقابل بددعا کرنا) کے مطابق خلیفہ قادیان سے یہ مطالبہ کیا کہ اگر مباہلہ کے بیان کردہ حقائق درست نہیں تو آؤ میدان مباہلہ میں نکلو اور اپنی روحانیت کا ثبوت دینے کے لئے خداوند کریم سے فیصلہ کی دعا کرو۔

قادیانی کمپنی نے مباہلہ کے مضامین کو خلیفہ قادیانی کی توہین بتایا جب ماہ جون ۱۹۲۹ء کا پرچہ شائع ہوا تو قادیانی خلیفہ اور اس کے حواریوں نے اشتعال ظاہر کر کے مباہلہ پر دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کروایا۔ اس کے بعد جب جنوری فروری ۱۹۳۰ء کا پرچہ شائع ہوا۔ تو خلیفہ قادیان کی خوش قسمتی سے قادیان میں تھانہ قائم ہو چکا تھا اور خلیفہ قادیان کو اپنے دلی ارمان پورے کرنے کا موقعہ مل گیا۔ دن دہاڑی انہیں نہایت بے دردی سے پیٹا گیا کارکنان مباہلہ کے قتل کی سازش ہوئی بروقت اطلاع ہونے پر انہوں نے اپنا مکان چھوڑ دیا۔ مگر قادیان سے نہ نکلے آخر کار انسپکٹر پولیس نے دھوکہ دیا کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے انہیں گورداسپور بلایا ہے جب یہ لوگ گورداسپور گئے تو انہیں بتایا گیا کہ اب تم قادیان نہیں جاسکتے اگر تم جاؤ گے تو پولیس تمہاری جانوں کی حفاظت کا ذمہ نہیں لے سکتی۔

جب قادیانیوں کو یہ علم ہوا کہ اب یہ لوگ قادیان نہیں آسکتے تو انہوں نے کارکنان مباہلہ کے مکانات نذر آتش کر دیئے۔ پولیس نے کارکنان مباہلہ پر مقدمہ دائر کر دیا جو دو سال زیر

سماعت رہا۔ انہی دنوں قتل کی واردات بھی ہوئی ایک کرایہ دار قاتل مہیا کر کے حاجی محمد حسین صاحب شہید کو قتل کروایا گیا۔ مجھ پر قاتلانہ وار ہوا۔ قصہ مختصر یہ کہ قادیانی کمپنی نے مباہلہ کے مضامین کو خلیفہ قادیان کی ہتک اور توہین قرار دیا۔ دیکھنا یہ ہے کہ کیا اس توہین پر قادیانی خلیفہ نے خاموشی اختیار کی؟ اس کے لئے ہم ذیل میں خلیفہ قادیان کے وہ اقوال جو اس نے خود اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمائے۔ یا اپنے آرگن الفضل سے لکھوائے درج کرتے ہیں۔ ان اقوال کو ملاحظہ فرمایئے اور اندازہ کیجئے کہ قادیانیوں کے نزدیک آنحضرت ﷺ کا مرتبہ زیادہ ہے یا خلیفہ قادیان کا، عشق رسول کے دعویٰ کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے یہی چیز کافی ہوگی۔

۳۵...... ’’یہ سوال (مباہلہ والوں کا خاتمہ۔ ناقل) ایک فرد (خلیفہ) کا سوال نہیں بلکہ جماعت کی عزت اور خلافت کے درجے کے وقار کا سوال ہے۔ پس یا تو جماعت اپنے اس حق کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے اس تذلیل پر خوش ہو جائے۔ یا پھر تیار ہو جائے کہ خواہ کوئی قربانی (قتل وغیرہ) کرنی پڑے۔ اس حق کو لے کر رہے گی۔ اگر گورنمنٹ اس موقعہ پر خاموش رہے گی۔ تو ہم مجبور ہوں گے کہ یہ سمجھ لیں کہ چونکہ ایسے موقعہ پر لوگ تلوار بھی اٹھا لیتے ہیں۔ آغا خانیوں سے بعض لوگ باغی ہوگئے۔ تو سخت خونریزی ہوئی باغیوں کو جان سے مار دیا جاتا اور ہر مرنے والے کے سینے سے ایک خط ملتا جس میں لکھا ہوتا کہ یہ ہے بغاوت کا نتیجہ اسی طرح بوہروں میں بھی فسادات ہوئے۔‘‘ یہ الفاظ خلیفہ قادیان کے ہیں۔ (الفضل ج ۱۷ نمبر ۷۹ ص ۷ کالم ۱، ۱۱؍اپریل ۱۹۳۰ء)

’’اگر ضرورت محسوس کی تو ہمارا چھوٹا بڑا جوان مرد عورت جو کر سکیں گے اس سے دریغ نہ کریں گے۔ اگر جماعت سوسائٹی میں باوقار رہنا چاہتی ہے تو اس سوال (مباہلہ کی سرکوبی ناقل) کو ہر ایک جماعت کو خود اپنے ہاتھ میں لینا چاہئے۔ ہماری جماعت ہر قربانی کر کے اپنا حق (عزت خلیفہ، ناقل) لے کر رہے گی۔ میری ہتک جماعت کی ہتک ہے۔ اس لئے اس کا حق تھا کہ وہ بولتی ایک مرتبہ جوشیلے احمدیوں نے ایک کانسٹیبل کا مقابلہ کیا میں نے اس وقت کہا کہ بہت ٹھیک کیا۔ بلکہ اس کو اتنا مارنا چاہئے تھا کہ وہ معافی مانگتا۔‘‘

(ملخص الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۷۹ ص ۳، ۷، ۸، ۱۱؍اپریل ۱۹۳۰ء)

’’دنیا میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ خدا اور اس کے فرستادوں پر صدق دل سے ایمان لانے والوں نے ان کے اور ان کے جانشینوں اور متعلقین کے پسینہ کی جگہ خون بہانا اور ان کی عزت و حرمت کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دینا سعادت دارین نہ سمجھا ہو۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۸۰ ص ۳ کالم ۲، ۱۵؍اپریل ۱۹۳۰ء)

''جماعت احمدیہ کا ہر فرد جہاں یہ اقرار کرتا ہے کہ آپ کی تعلیم کے مقابلہ میں ساری دنیا کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ وہاں یہ بھی عہد کرتا ہے کہ آپ کی حرمت اور تقدس کے لئے اپنی جان بھی دینا پڑے گی تو دریغ نہیں کرے گا...... اگر دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی ظالم اور جفا جو طاقت بھی اس کے عہد کا امتحان لینا چاہے گی تو احمدی کہلانے والا کوئی انسان بھی اس سے منہ نہ موڑے گا اور مردانہ وار خوف وخطر کے سمندر کو عبور کر جائے گا خواہ اسے اپنے خون میں سے تیر کر جانا پڑے خواہ غازی بن کر سلامتی کے کنارے پہنچنے کی سعادت حاصل ہو۔ ہمارے اندر غیرت کا وہ مادہ موجود ہے جو ذلت کے مقابلہ میں موت کو ترجیح دیتا ہے۔اب معاملہ (مباہلہ) آب از سر گزشت والا ہو گیا۔'' (الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۸۰ ص ۳، ۱۱ کالم ۳، ۱۵/اپریل ۱۹۳۰ء)

۴۰...... ''احمدی جماعت اپنے اندر پوری پوری غیرت رکھتی ہے۔اب نتائج کی ذمہ دار حکومت ہوگی۔ ہم اپنی حفاظت خود کریں گے۔ہم ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔''

(الفضل قادیان ج ۱۷ ش ۸۰، مورخہ ۱۵/اپریل ۱۹۳۰ء ص ۷)

''ہم ایسے قانون کی روح کو کچل دیں گے جو ہماری عزت کی حفاظت نہیں کرتا (ایضاً)۔''

''ہم ناپاک اور گندی آوازیں زیادہ دیر تک نہیں سن سکتے۔ہم اپنی حفاظت آپ کریں گے۔ جو شخص اپنی حفاظت آپ نہیں کر سکتا۔ وہ زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا۔تم اپنے دلوں سے خوف دور کرو اور اگر قانون ہماری حفاظت نہ کر سکا تو ہم خود کریں گے اور اس ہاتھ اور زبان کو روک دیں گے۔ جو ہماری عزت پر حملہ کرتا ہے۔'' (الفضل ج ۱۷ نمبر ۸۷ ص ۱۳، ۱۴ مورخہ ۸/اپریل ۱۹۳۰ء)

۴۱...... ''جو قوم سید عبداللطیف نعمت اللہ خاں جیسے بہادر شہید پیدا کر سکتی ہے۔ وہ کبھی اپنی بے عزتی برداشت نہ کرے گی اور اپنے مقدس امام کی خفیف سے خفیف ہتک برداشت نہ کرے گی اور جان و مال تک قربان کر دے گی۔ بدامنی خونریزی کی ذمہ دار حکومت ہوگی۔ اگر کوئی ناگوار حادثہ رونما ہوا۔اس کی ذمہ داری بھی حکومت پر ہوگی۔''

(الفضل ج ۱۷ نمبر ۸۷ ص ۲ مورخہ ۸/اپریل ۱۹۳۰ء)

ان تحریروں میں کس درجہ اشتعال ہے اور اپنے مریدوں کو غیرت دلانے کے لئے کیا کچھ کہا گیا ہے۔ اس کے ثبوت میں بغیر کسی حاشیہ آرائی کے ان کی یہ تحریریں' ہی کافی ہیں۔ ہمیں اس سے بحث نہیں کہ اس اشتعال انگیزی کا کیا نتیجہ ہوا اور اس اشتعال انگیزی پر حکومت نے خلیفہ

قادیان سے کوئی نوٹس نہ لیا۔ ہمارا مقصود صرف یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اور حضور کی ازواج مطہرات پر ناپاک حملوں سے بھرپور کتاب شائع ہوتی ہے تو مسلمانوں کے میموریل کی بھی مخالفت ہوتی ہے مگر خلیفہ قادیان کی بقول قادیانی کمپنی ہتک ہوتی ہے تو خونریزی کا حکم اور قتل کی واردات بھی کروائی جاتی ہے۔

دوسری چیز قابل غور یہ ہے کہ قتل راجپال پر میاں علم الدین کو صلواتیں سنائی جاتی ہیں۔ مگر جب قادیانی قاتل مجھے قتل کرنے کیلئے آتا ہے اور دھوکہ دیکر قاتلانہ وار کرتا ہے اور حاجی محمد حسین شہید کو خنجر سے شہید کر دیتا ہے تو خلیفہ قادیان کیا کرتا ہے۔ اس کے لئے حسب ذیل قول ملاحظہ فرمایئے۔

۴۲...... ''ہر ایک احمدی جسے موجودہ فتن (مباہلہ) کا احساس ہو ۲۸ اپریل سے ہر پیر کے دن چالیس روز تک روزہ رکھے اس سارے عرصہ میں خصوصیت سے دعائیں کی جائیں اور خدائے قادر کے حضور ایسے خضوع و خشوع سے ناصیہ فرسائی کرنی چاہئے کہ اس کا فضل و کرم جوش میں آ جائے روحانی جماعتوں کی کامیابی کی اصل بنیاد مجاہدوں پر ہی ہوتی ہے اور یہ پہلا مجاہدہ ہے۔'' (الفضل ۲۵/اپریل ۱۹۳۰ء)

نیز قاتل کا فوٹو شائع کر کے بتعداد کثیر مریدوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ خلیفہ قادیان کے آرگن الفضل ۵ جولائی ۱۹۳۰ء میں بطور ضمیمہ بھی شائع ہوا قاتل کو مجاہد کا خطاب دیا جاتا ہے اور اسکے جیل سے آئے ہوئے پیغام شائع ہوتے ہیں۔ (الفضل ۹/مئی ۱۹۳۰ء)

دعاؤں کی تاکید آپ نے ملاحظہ فرمالی۔ قادیانی قاتل کو بچانے کیلئے ہزار ہا روپیہ خرچ کرنے کے باوجود جب اسے پھانسی ہوئی تو اس کی لاش کو بہشتی مقبرہ میں دفن کر کے اسے بہشتی ثابت کیا گیا۔ اس کے جنازہ کا اہتمام ہوا ہر زن و مرد کو اس کے چہرہ کی زیارت کروائی گئی۔ خلیفہ قادیان نے اسے کندھا دیا ہمیں اس سے بحث نہیں کہ بہشتی مقبرہ میں دفن ہونا اس کے بہشتی ہونے کا ثبوت ہے یا نہیں یا یہ کہ بہشتی مقبرہ کیا بلا ہے اور قاتل کا پھانسی چڑھنا خلیفہ قادیان کی دعاؤں مریدوں کے روزوں قادیانی خلیفہ کی روحانیت اور قبولیت دعا کا درخشاں ثبوت ہیں۔ ہمارا مقصود صرف یہ ہے کہ ہم یہ بتائیں کہ قادیانی کمپنی مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں لانے کے لئے عشق رسول کا دعویٰ کیا کرتی ہے۔ اپنے اخبار کے خاتم النبیین نمبر شائع کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتی ہے اس لئے ہم نے مسلمانوں کو ان کے فریب سے بچانے کے لئے اور اپنے دین کی

حفاظت کے لئے یہ ثابت کرنا ہے کہ یہ کمپنی دعویٰ عشق رسول ﷺ میں جھوٹی ہے۔ ان کا قول وفعل متضاد ہے آپ نے دیکھ لیا کہ قادیانی خلیفہ کی ہتک پر تو اس درجہ اشتعال انگیزی، پولیس سے اخبار پر مقدمہ چلانا۔ مگر آنحضرت ﷺ کی توہین ہو تو کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب ضبط نہ ہونی چاہئے اور ایسا مطالبہ کرنے والے شتاب کار ہیں۔ میاں غازی علم الدین اپنے جذبات پر قابو نہ پاتا ہوا ایک فعل کا ارتکاب کرتا ہے تو اسے گالیاں دی جاتی ہیں مگر اپنی عزت کے لئے ایک کرایہ دار قاتل مل جاتا ہے تو اس کے لئے دعائیں روزے اور بالآخر بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جاتا ہے۔

اس قدر حوالہ جات اس امر کے ثبوت کے لئے کافی ہیں کہ قادیانی کمپنی کو سردار دو جہاں ﷺ سے کس قدر محبت ہے۔ اب ہم مرزا قادیانی کے وہ اقوال درج کرتے ہیں جن میں اس نے آنحضرت ﷺ کی برابری یا اپنی شان کی بلندی ظاہر کر کے حضور ﷺ کی توہین کا ارتکاب کیا ہے۔

۴۳...... منم مسیح زماں و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد که مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص۱۳، خزائن ج۱۵ ص۱۳۴)

۴۴...... آدمم نیز احمد مختار
در برم جامه همه ابرار
آنچه داد است هر نبی راجام
دا د آں جام رامرا بتمام

(درثمین فارسی ص۱۷۱، نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

ترجمہ...... میں آدم ہوں نیز احمد مختار ہوں۔ میں تمام نبیوں کے لباس میں ہوں۔ خدا نے جو پیالے ہر نبی کو دیئے ہیں۔ ان تمام پیالوں کا مجموعہ مجھے دیدیا ہے۔

۴۵...... انبیاء گرچه بوده اند بسے
من بعرفاں نه کمترم زکسے

(درثمین فارسی ص۱۷۲، نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

۴۶...... زنده شد هر نبی بآمدنم
هر رسولے نهاں به پیرهنم

(درثمین فارسی ص۱۷۳، نزول المسیح ص۱۰۰، خزائن ج۱۸ ص۴۷۸)

۴۷...... روضہ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ وبار

(درثمین اردو ص۸۴، براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۱۳، خزائن ج۲۱ ص۱۴۴)

۴۸...... خسف القمر المنیروان لی غسا
القمران المشرقان انتکر

(اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ۱۹ ص۱۸۳)

اس (آنحضرت ﷺ) کے لئے چاند کا خسوف ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا۔

۴۹...... تمام دنیا پر کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔

(حقیقت الوحی ص۸۹، خزائن ج۲۲ ص۹۲)

۵۰...... ''ان قدمی هذه علی منارة ختم علیها کل رفعة''

(خطبہ الہامیہ ص۷۰، خزائن ج۱۶ ص۷۰)

ترجمہ...... میرا قدم اس منارے پر ہے جہاں تمام بلندیاں ختم ہیں۔

۵۱...... ''لولاك لما خلقت الافلاك''

(حقیقت الوحی ص۹۹، خزائن ج۲۲ ص۱۰۲)

ترجمہ...... اگر تو (مرزا) نہ ہوتا تو زمین وآسمان کو پیدا نہ کرتا۔

۵۲...... ''وما ارسلناك الا رحمة للعالمین''

(انجام آتھم ص۷۸، خزائن ج۱۱ ص۷۸)

(اے مرزا) ہم نے تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تجھے تمام انبیاء کے لئے رحمت بنائیں۔

۵۳...... ''دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے میں آدم ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں اسحاق ہوں میں یعقوب ہوں میں اسماعیل ہوں میں موسیٰ ہوں داؤد ہوں میں عیسیٰ ابن مریم ہوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اس کتاب میں سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا۔ یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں۔''

(حقیقت الوحی ص۸۴،۸۵، خزائن ج۲۲ ص۵۲۱)

۵۴...... مرزا کا الہام ہے۔ ''محمد مفلح'' جس کی تشریح ان الفاظ میں کی گئی ہے۔
حضرت مسیح موعود (مرزا) نے فرمایا کہ آج اللہ تعالیٰ نے میرا ایک اور نام رکھا ہے جو پہلے کبھی سنا بھی نہیں تھوڑی سی غنودگی ہوئی اور یہ الہام ہوا۔'' (البشریٰ ج۲ص۹۹، تذکرہ ص۷۸

حضرت امام حسینؓ کی توہین

اب ذیل کے حوالہ جات ملاحظہ فرمایئے اور اندازہ کیجئے کہ جسے آنحضرت ﷺ سے محبت ہو وہ حضور علیہ السلام کے نواسوں کی توہین کا ارتکاب کرسکتا ہے۔؟

۵۵...... شتان ما بینی و بین حسینکم
فانی اؤ یدکل آن وانصر
وما حسین فاذکرو ادشت کربلا
الی ھذہ الایام تبکون فانظروا

(اعجاز احمدی ص۲۹، خزائن ج۱۹ص۱۸۱)

ترجمہ...... مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے ہر وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔ مگر حسین تم دشت کربلا یاد کرلو۔ اب تک روتے ہو۔ پس سوچ لو۔

۵۶...... انی قتیل الحب لکن حسینکم
قتیل العدیٰ فالفرق اجلی واظھر

(اعجاز احمدی ص۸۱، خزائن ج۱۹ص۱۹۳)

ترجمہ...... میں محبت کا کشتہ ہوں۔ مگر تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق بیّن اور ظاہر ہے۔

۵۷...... ''اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں سے ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔''

(دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ص۲۳۳)

۵۸...... کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(درثمین فارسی ص۱۷۱، نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

فارسی شعر کی تاویل قادیانی یہ کیا کرتے ہیں کہ مرزا کی مراد یہ ہے کہ اسے اتنی تکالیف ہیں کہ گویا وہ حسینؓ کی تکالیف کے برابر ہیں۔ اس سے مقصود توہین نہیں۔ مگر اس تاویل کی کوئی

حقیقت نہیں رہتی جب اس سے پہلے حوالہ جات کو پیش کیا جائے۔ اگر ان حوالہ جات سے صریح ...ن ثابت ہے تو اس حوالہ سے بھی مرزا کا یہی مقصود ہے۔ کیونکہ ان تمام اقوال کا وہی قائل ہے۔ ...با تکالیف کا معاملہ سو وہ ہمیشہ حکومت کو ظل اللہ سمجھتا رہا اس امر کا اقراری رہا کہ حکومت برطانیہ کے زیر سایہ اسے کوئی تکلیف نہیں ملاحظہ ہو حوالہ نمبر ۲۰۰ (ہمیں اس وقت اس امر پر بحث نہیں کہ حکومت کے متعلق یہ باتیں محض منافقانہ تھیں اور مقصود اپنا کام نکالنا تھا یہ ایک الگ باب ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں)

حضرت ابوبکرؓ کی توہین کے لئے بھی ایک حوالہ درج کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی اس درجہ توہین کا ارتکاب کرے اسے آنحضور ﷺ سے کیا محبت ہو سکتی ہے۔

۵۹...... ''میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر صدیق کے درجہ پر ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر کیا وہ تو بعض انبیاء سے بھی بہتر ہے۔'' (اشتہار معیار الاخیار ص ۱۱، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۸)

باب سوم

حضرت مسیح کی توہین

بقول مرزا کسی نبی کی توہین کفر ہے۔

۶۰...... ''اسلام میں کسی نبی کی بھی تحقیر کرنا کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔'' (چشمہ معرفت ص ۱۸ خزائن ج ۲۳ ص ۳۹۰)

توہین حضرت مسیح علیہ السلام کے ثبوت میں جب کبھی مرزا قادیانی کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں تو قادیانی اس بات کی آڑ لیا کرتے ہیں کہ یہ تمام گالیاں یسوع کو دی گئی ہیں جس کا قرآن پاک میں کوئی ذکر نہیں مرزا نے بھی اس اعتراض پر کہ اس نے حضرت عیسیٰؑ کی توہین کی ہے یہ عذر کیا ہے۔

۶۱...... ''خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن کریم میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۹، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳)

اس کے جواب میں مندرجہ ذیل حوالہ جات اس امر کا کافی دوافی ثبوت ہیں کہ یہ عذر محض مسلمانوں کے اعتراض سے بچنے کے لئے ہے ورنہ درحقیقت مرزا قادیانی کے نزدیک یسوع جیمس یوز آسف اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی وجود کے مختلف نام ہیں۔

۶۲...... ''جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔'' (توضیح مرام ص۳، خزائن ج۳ ص۵۲)

۶۳...... ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام یسوع اور جیزس یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں۔'' (راز حقیقت ص۱۹، خزائن ج۱۴ ص۱۷۱)

''آج تک انہی خیالات سے وہ لوگ (شریر یہودی) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کو جو یسوع ہے یسو بولتے ہیں۔ یعنی بغیر عین کے اور یہ ایک ایسا گندہ لفظ ہے جس کا ترجمہ کرنا ادب سے دور ہے (کیا کہنے آپ کے ادب کے) اور میرے دل میں گزرتا ہے کہ قران شریف نے جو حضرت مسیح علیہ السلام کا نام عیسیٰ رکھا وہ اسی مصلحت سے ہے کہ یسوع کے نام کو یہودیوں نے بگاڑ دیا تھا۔'' (اخبار الحکم ج۶ نمبر ۲۶ ص۱۶' کالم۳، ۲۴ر جولائی ۱۹۰۲ء)

۶۴...... ''لیکن جب چھ سات مہینہ کا حمل نمایاں ہو گیا۔ تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا نکاح یوسف نام ایک نجار سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔''

(چشمہ مسیحی ص۲۶، خزائن ج۲۰ ص۳۵۵، ۳۵۶)

۶۵...... ''یہ اعتقاد رکھنا پڑتا ہے کہ جیسا کہ ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جس کو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کر کے خدا کا مقرب بنا۔''

(چشمہ مسیحی ص۵۹، ۵۰، خزائن ج۲۰ ص۳۸۱، ۳۸۲)

۶۶...... ''اب دوسرا مذہب یعنی عیسائی باقی ہے جس کے حامی نہایت زور وشور سے اپنے خدا کو جس کا نام انہوں نے یسوع مسیح رکھا ہوا ہے بڑے مبالغہ سے سچا خدا سمجھتے ہیں اور عیسائیوں کے خدا کا حلیہ یہ ہے کہ وہ ایک اسرائیلی آدمی مریم بنت یعقوب کا بیٹا ہے۔''

(ست بچن ص۱۵۹، خزائن ج۱۰ ص۲۸۳)

۶۷...... ''بزرگوں نے بہت اصرار کر کے بسرعت تمام مریم کا اس (یوسف نجار)

سے نکاح کرادیا اور مریم کو ہیکل سے رخصت کر دیا تا خدا کے مقدس گھر پر نکتہ چینیاں نہ ہوں۔ کچھ تھوڑے دنوں کے بعد ہی وہ لڑکا پیدا ہو گیا۔ جس کا نام یسوع رکھا گیا۔''

(اخبار الحکم ج ۶ نمبر ۲۶ ص ۱۶ کالم ۳، ۲۴ر جولائی ۱۹۰۲ء)

۶۸...... ''یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں۔ یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔''

(کشتی نوح ص ۱۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸ کا حاشیہ)

اس جگہ ناظرین کے تفنن طبع کے لئے جناب مرزا کے خود یسوع بننے کا ذکر بھی ضروری ہے اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ یسوع کو ہی گالیاں دی ہیں اور یسوع سے مراد حضرت عیسیٰ نہیں۔ تب بھی حسب ذیل حوالہ جات کی موجودگی میں ماننا پڑے گا کہ خود مرزا یسوع بنا اب قادیانی بتائیں گے کہ اگر گالیاں یسوع کو دی گئی ہیں تو ان کا مصداق بقول مرزا کون ہوا مرزا کی کتاب تحفہ قیصریہ کی عبارتیں ملاحظہ فرمایئے۔

۶۹...... ''یہ عریضہ مبارکبادی اس شخص کی طرف سے ہے جو یسوع مسیح کے نام پر طرح طرح کی بدعتوں سے دنیا کو چھڑانے کے لئے آیا ہے۔'' (تحفہ قیصریہ ص ۱، خزائن ج ۱۲ ص ۲۵۳)

''چونکہ اس نے مجھے یسوع کے رنگ میں پیدا کیا تھا اور توارد طبع کے لحاظ سے یسوع کی روح میرے اندر رکھی تھی اس لئے ضرور تھا کہ گم گشتہ ریاست میں بھی مجھے یسوع مسیح کے ساتھ مشابہت ہوتی۔'' (تحفہ قیصریہ ص ۲۰، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۲)

''اس نے مجھے اس بات پر بھی اطلاع دی ہے کہ درحقیقت یسوع مسیح خدا کے نہایت پیارے اور نیک بندوں میں سے ہیں۔'' (تحفہ قیصریہ ص ۲۰، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۲)

''حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارا اور تثلیث اور ابنیت ہے ایسے متنفر پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افتراء جو ان پر کیا گیا ہے وہ یہی ہے۔''

(تحفہ قیصریہ ص ۲۱، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۳)

''میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔'' (تحفہ قیصریہ ص ۲۱، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۴)

''حضرت یسوع مسیح کی طرف سے ایک سچے سفیر کی حیثیت میں کھڑا ہوں۔''

(تحفہ قیصریہ ص ۲، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۴)

''جس قدر عیسائیوں کو حضرت یسوع مسیح سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے وہی دعویٰ مسلمانوں کو بھی ہے۔ گویا آنجناب کا وجود عیسائیوں اور مسلمانوں میں ایک مشترکہ جائیداد کی طرح ہے۔'' (تحفہ قیصریہ ص۲۴، خزائن ج۱۲ ص۲۷۴)

آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ ملکہ معظمہ کی منافقانہ خوشامد میں آنجناب کیونکر خود یسوع بن گئے اور یہ قطعاً بھول گئے کہ میں مسلمانوں سے یہ کہہ چکا ہوں کہ یسوع کا قرآن شریف میں کوئی ذکر نہیں گویا اس کو گالیاں دینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس سے ہمارا کوئی تعلق ہی نہیں۔ اب اس سے زیادہ پرلطف حوالہ سنئے۔

۷۰...... ''ہماری قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے نکلا ہے وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کئے ہیں افسوس اگر پادری صاحبان تہذیب اور خداترسی سے کام لیں اور ہمارے نبی ﷺ کو گالیاں نہ دیں۔ تو دوسری طرف مسلمانوں کی طرف سے بھی ان سے بیس حصے زیادہ ادب کا خیال رہے۔'' (مقدمہ چشمہ مسیحی ص ج کا حاشیہ، خزائن ج۲۰ ص۳۳۶) آپ اس جگہ تسلیم کرتے ہیں کہ تمام گالیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہی دی گئی ہیں مگر وہ ہیں الزامی رنگ میں لیکن آپ کو ہنسی آئے گی جب آپ ذیل کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں گے۔

۷۱...... ''مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی پادری ہمارے نبی ﷺ کو گالی دے تو ایک مسلمان اس کے عوض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے''۔ (رسالہ حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست تریاق القلوب ص۳۰، خزائن ج۱۵ ص۴۹۱) آپ نے دیکھا کہ کس درجہ نیکی و پارسائی کا اظہار ہے آپ فرما رہے ہیں کہ الزامی رنگ میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین جائز نہیں۔ اب اگر ہم خود مرزا کے اقوال سے حضرت علیہ السلام کی توہین ثابت کردیں۔ تو مرزا کے اپنے قول (مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا) کے مطابق مرزا مسلمان ثابت ہوگا یا کیا؟۔

اب وہ حوالہ جات ملاحظہ فرمایئے جن میں حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین کی گئی ہے۔

شرابی ہونے کا الزام

۷۲...... ''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔ (کشتی نوح ص۶۶، خزائن ج۱۹ ص۷۱ حاشیہ واخبار الحکم ج۶ نمبر۳۷، مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۲ء ص۳ حاشیہ)

۷۳...... ''اگر میں ذیابیطیس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح علیہ السلام تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔''
(نسیم دعوت ص ۶۹، خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۵)

بدزبانی و بداخلاقی کا الزام

۷۴...... ''انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اس پر بددعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھلایا اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو مگر خود اس قدر بدزبانی میں بڑھ گئے۔ یہ یہودی بزرگوں کو ولدالحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور برے برے نام رکھے اخلاقی معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلی آپ اخلاق کریمہ دکھانے پس کیا ایسی تعلیم ناقص جس پر انہوں نے آپ بھی عمل نہ کیا خداتعالیٰ کی طرف سے ہوسکتی ہے؟۔''
(چشمہ مسیحی ص ۱۱، خزائن ج ۲۱ ص ۳۴۶)

کیرکٹر پر خطرناک حملہ

۷۵...... ''جس شخص کے نمونہ کو دیکھ کر پرہیزگاری میں لوگوں نے ترقی کرنا تھا جبکہ وہی (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) شراب کا مرتکب ہوا پھر ان بے جا حرکات میں اوروں کا کیا گناہ ہے اور جس حالت میں مسیحی لوگ یقیناً جانتے ہیں کہ ہمارا رہبر اور ہادی شراب پینے کا شائق تھا۔ بلکہ عشاء ربانی سے اس (مسیح) نے شراب خواری کو دین کی جز ٹھہرادیا۔ تو اس صورت میں کسی دوسرے کی تقریر سے ان پر کیا اثر پڑسکتا ہے۔'' (الحکم ج ۶ نمبر ۲۶ ص ۱۲ کالم ۱، ۲۴؍ جولائی ۱۹۰۲ء)

۷۶...... ''میرے نزدیک اس شخص سے بڑھ کر کوئی خطرناک حالت میں نہیں ہے جو ایک طرف تو شراب پیتا ہے جو شہوتوں کو ابھارتی اور جوش دیتی ہے اور دوسری طرف اس کی کوئی بیوی نہیں ہے جس سے وہ ان متحرک شدہ شہوتوں کو محل پر استعمال کرسکے۔''
(الحکم ج ۶ نمبر ۲۶ ص ۱۲، ۱۳ کالم ۳، ۱، ۲۴؍ جولائی ۱۹۰۲ء)

معصوم کامل ماننے سے انکار

''میں نے خوب غور کر کے دیکھا ہے اور جہاں تک فکر کام کرسکتی ہے خوب سوچا ہے میرے نزدیک جبکہ مسیح شراب سے پرہیز رکھنے والا نہیں تھا اور کوئی اس کی بیوی بھی نہیں تھی تو گو میں جانتا ہوں کہ خدا نے اس کو بھی بری کام سے بچایا لیکن میں کیا کروں میرا تجربہ اس بات کو نہیں مانتا کہ وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) عصمت میں ایسا کامل ہوسکے جیسا کہ وہ دوسرا شخص کہ جو نہ

شراب پیتا ہے یا ورنہ حلال وجہ کی عورتوں سے اس کو کچھ کمی ہے۔''

(الحکم ج۶ نمبر ۲۶ ص ۱۳ کالم ۱، ۲۴ رجولائی ۱۹۰۲ء)

۷۷...... ''جس مذہب کی بناء شراب پر ہو اس میں تقویٰ کیونکر ہو؟ عشاء ربانی جو عیسائی مذہب کی ایک بڑی اصل ہے۔ اس میں شراب کا ہونا لازمی امر ہے پھر اس کے جاننے والے کہاں اجتناب کر سکتے ہیں پھر جبکہ خداوند یسوع کا نمونہ یہی ہو شراب چھوڑنے کی ایک صورت ہے کہ جیل خانوں کے ذریعہ اصلاح کی جائے ایک اور تعجب کی بات ہے کہ مسیح کا مرشد یحییٰ شراب نہیں پیتا تھا پھر انہوں نے (حضرت مسیح) نے کیوں شروع کی۔''

(الحکم ج۶ نمبر ۳۹ ص ۱۲ کالم ۲، ۳، ۳۱ راکتوبر ۱۹۰۲ء)

عیسائیوں کی بدکاریوں کا منبع حضرت مسیح ہیں

۷۸...... ''اب اس تمام تقریر سے ظاہر ہے کہ عیسائی قوم میں شراب نے بڑی بڑی خرابیاں پیدا کی ہیں اور بڑی بڑی مجرمانہ حرکات ظہور میں آئی ہیں لیکن ان تمام گناہوں کا منبع اور مبداء مسیح کی تعلیم اور اس کے اپنے حالات ہیں۔'' (الحکم ج۶ نمبر ۲۵ ص ۱۶ کالم ۳، ۱۷ رجولائی ۱۹۰۲ء)

اب (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴، ۵، ۶، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸ تا ۲۹۱) کی عبارتیں ملاحظہ ہوں۔

شرارت‘ مکاری اور جھوٹ کا الزام

۷۹...... ''پس اس نادان اسرائیلی (یعنی حضرت یسوع مسیح) نے ان معمولی باتوں کا پیش گوئی کیوں نام رکھا۔ محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے اور جب معجزہ مانگا گیا تو یسوع صاحب فرماتے ہیں کہ حرام کار اور بدکار لوگ مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں۔ ان کو کوئی معجزہ دکھایا نہیں جائے گا۔ دیکھو یسوع کو کیسی سوجھی اور کیسی پیش بندی کی اب کوئی حرام کار اور بدکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا کہ ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ میں ایک ایسا ورد بتا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی رات میں خدا نظر آ جائے گا۔ بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک وظیفچی کو یہی کہنا پڑتا تھا کہ ہاں صاحب نظر آ گیا سو یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیں اپنا پیچھا چھوڑانے کے لئے کیسا داؤ کھیلا۔ یہی آپ کا طریق تھا ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت شجاعت آزمانے کے لئے سوال کیا کہ اے استاد قیصر کو خراج دینا روا ہے یا نہیں؟ آپ کو یہ سوال سنتے ہی اپنی جان کی پڑ گئی کہ کہیں باغی کہلا کر پکڑا نہ جاؤں۔'' (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۴، ۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸، ۲۸۹)

اسی کتاب میں چند سطروں کے بعد مرزا قادیانی کس شان معصومیت سے لکھتے ہیں۔

۸۰...... ''ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کس قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵، خزائن ج۱۱ص۲۸۹)

چوری اور دماغی خلل کا الزام

۸۱...... ''نہایت شرم کی بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا میری تعلیم ہے لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں آپ نے یہ حرکت اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں لیکن آپ کی اس بے جا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔ آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا استاد کی شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہرحال آپ علمی و عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے چلے گئے آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو۔ شاید خدا تعالیٰ شفاء بخشے عیسائیوں نے آپ کے بہت سے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔''

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۶، خزائن ج۱۱ص۲۹۰)

اس (کتاب ص۷ حاشیہ، خزائن ج۱۱ص۲۹۱) پر لکھتے ہیں۔

۸۳...... ''آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر و فریب کے اور کچھ نہیں تھا پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں

دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگادے یا زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔'' (حاشیہ ضمیمہ انجام ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

اب چند حوالہ جات وہ بھی ملاحظہ ہوں جن میں آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح علیہ السلام کے مقابلہ کے بہانہ گالیاں دی گئی ہیں۔

مسیح علیہ السلام کو ''نامراد'' قرار دینا

۸۳...... ''ہم جو کچھ کر رہے ہیں آنحضرت ﷺ کی عزت کے لئے کر رہے ہیں۔ (دریں چہ شک؟) ہم تو اسلام کے مزدور ہیں میرا نام جو غلام احمد رکھا میرے والدین کو کیا خبر تھی کہ اس میں کیا راز ہے اور یہ جو خدا تعالیٰ فرمایا کہ مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہے۔ اس میں یہی سر تھا کہ آنحضرت ﷺ کی شان بزرگ دکھائی جائے وہ مسیح' موسیٰ کا مسیح' حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مسیح تھا اور یہ (مرزا) حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا مسیح وہ عیسیٰ بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے اور ایک محدود وقت کے لئے یہ مسیح (مرزا) اس عظیم الشان نبی ﷺ کا ہے۔ جوانی رسول الله الیکم جمیعا کا مصداق ہے۔ پہلا مسیح واقعات اور عیسائیوں کے مسلمات کے لحاظ سے نامراد گیا۔ اس لئے ان کو ماننا پڑا کہ مسیح کا دوسرا نزول جلالی ہوگا۔''

(اخبار الحکم ج ۶ نمبر ۱۶ ص ۸ کالم ۲، ۳۰/اپریل ۱۹۰۲ء)

حضرت مسیح کو ناکام بدقسمت اور اخلاق سے عاری قرار دینا

۸۴...... ''انصاف اور ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے مقابلہ میں مسیح کو بالکل ناکامیاب ماننا پڑتا ہے۔ کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جس قسم کا موقعہ ملا ہے مسیح کو نہیں ملا ہے اور یہ ان (حضرت مسیح علیہ السلام) کی بدقسمتی ہے یہی وجہ ہے کہ مسیح کو کامل نمونہ ہم کہہ نہیں سکتے انسان کے ایمان کی تکمیل کے دو پہلو ہوتے ہیں اوّل یہ دیکھنا چاہئے کہ جب وہ مصائب کا تختہ مشق ہو اس وقت خدا تعالیٰ سے وہ کیسا تعلق رکھتا ہے کیا وہ صدق' اخلاص' استقلال اور سچی وفاداری کے ساتھ ان مصائب پر بھی انشراح صدر سے اللہ تعالیٰ کی رضا کو تسلیم کرتا اور اس کی حمد وستائش کرتا ہے یا شکوہ وشکایت کرتا ہے اور دوسرے جب اس کو عروج حاصل ہو اور اقبال و فروغ ملے کیا اس اقتدار اور اقبال کی حالت میں وہ خدا تعالیٰ کو بھول جاتا ہے اور اس کی حالت میں کوئی قابل اعتراض تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے یا اسی طرح خدا سے تعلق رکھتا ہے اور اس کی حمد وستائش کرتا ہے اور اپنے دشمنوں کو عفو کرتا ہے اور ان پر احسان کرکے اپنی عالی ظرفی اور بلند حوصلگی کا

ثبوت دیتا ہے مثلاً ایک شخص کو کسی نے سخت مارا ہے۔ اگر وہ اس پر قادر ہی نہیں ہوا کہ اس کو سزا دے سکے اور اپنا انتقام لے پھر بھی وہ کہے کہ میں نے اس کو کچھ بھی نہیں کہا تو یہ بات اخلاق میں داخل نہیں ہوسکتی اور اس کا نام بردباری اور تحمل نہیں رکھ سکتے۔ کیونکہ اسے قدرت ہی حاصل نہیں ہوئی۔ بلکہ ایسی حالت ہے کہ گالی کے صدمہ سے بھی رو پڑے۔ یہ تو ستر بی بی از بے چاری کا معاملہ ہے اس کو اخلاق اور بردباری سے کیا تعلق ہے۔ مسیح کے اخلاق کا نمونہ اسی قسم کا ہے اگر انہیں کوئی اقتداری قوت ملتی اور اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کی توفیق نہیں ہوئی (ھکذا فی الاصل) پھر اگر وہ اپنے دشمنوں سے پیار کرتے اور ان کی خطائیں بخش دیتے تو بے شک ہم تسلیم کر لیتے کہ ہاں انہوں نے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھایا لیکن جب یہ موقع ہی ان کو نہیں ملا تو پھر انہیں اخلاق کا نمونہ ٹھہرانا صریح بے حیائی ہے۔'' (الحکم ج ۶ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء ص ۳، ۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین میں مرزا کے حسب ذیل اشعار بھی ملاحظہ فرمائیے۔

۸۵...... ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو...... اس سے بہتر غلام احمد

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

۸۶...... اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تابہ نہد پابمنبرم

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

باب چہارم

کذبات مرزا

ہم لکھ چکے ہیں کہ قادیانی کمپنی ایک تجارتی کمپنی ہے۔ جس کا سرمایہ پروپیگنڈا ہے ابتداء سے قادیانی کمپنی اپنی تعداد کے متعلق بالکل غلط پراپیگنڈا میں منہمک رہی ہے۔ ان دنوں بھی ان کا یہی پراپیگنڈا ہوتا ہے کہ ہماری تعداد لاکھوں کی ہے لیکن اگر سوال کیا جائے کہ لاکھوں مرید کہاں آباد ہیں؟ تو حقیقت صرف یہ نظر آئے گی کہ بمبئی و مدراس کے علاقہ میں کہا جائے گا کہ لاکھوں کی تعداد پنجاب میں ہے اور پنجاب میں کہا جائے گا کہ لاکھوں کی تعداد بمبئی و مدراس میں ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ تمام پروپیگنڈا فرضی ہوتا ہے جس سے مقصود حکومت اور پبلک پر رعب ڈالنا ہے۔ اپنی جماعت کی تعداد کے متعلق مرزا قادیانی کا پروپیگنڈا ملاحظہ فرمائیے۔ ذیل کی

عبارتیں غور سے دیکھئے۔ ۱۸۹۵ء میں مریدوں کی تعداد ۴ ہزار لکھی جاتی ہے اور وہ بھی ایسی پختہ کہ مریدوں کے دستخط موجود ہیں۔

۸۷...... ''اور یہ بھی سراسر جھوٹ کہ ہماری جماعت کے صرف ۱۵ آدمی ہیں بلکہ کئی ہزار آدمی اہل علم اور عقل آدمی ہیں...... اگر ہم پندرہ سے سوگنا زیادہ پیش کر دیں تو کیا آتھم صاحب سے قسم دلا دیں گے یا نہیں...... کیا ہزار یا دو ہزار یا تین ہزار یا چار ہزار آدمی کے دستخط پر ان کا پندرہ کا دعویٰ باطل جائے گا۔'' (تبلیغ رسالت ج ۴ ص ۶۸، ۶۹، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۰۳)

اب سنیئے۔ ۱۸۹۶ء میں مریدوں کی تعداد ۸ ہزار ہو جاتی ہے گویا ایک سال میں ۴ ہزار مریدوں کا اضافہ ہوتا ہے۔

۸۸...... ''تیسرا وہ امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا وہ قبولیت ہے جو مباہلہ کے بعد دنیا میں کھل گئی۔ مباہلہ سے پہلے میرے ساتھ تین چار سو آدمی ہوں گے اب آٹھ ہزار سے کچھ زیادہ وہ لوگ ہیں جو اس راہ میں جاں فشاں ہیں اور جس طرح اچھی زمین کی کھیتی جلد از جلد نشوونما پکڑتی ہے اور بڑھتی ہے ایسا ہی فوق العادت طور پر اس جماعت کی ترقی ہو رہی ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۰)

آپ نے ملاحظہ فرما لیا کہ ۱۸۹۵ء میں ۴ ہزار اور ۱۸۹۶ء میں ۸ ہزار کی تعداد بیان کی جاتی ہے۔ اب خدا کی قدرت دیکھئے کہ ۱۸۹۸ء میں انکم ٹیکس کا معاملہ پیش آ گیا یعنی مرزا قادیانی کو انکم ٹیکس معاف کرانے کی فکر ہوئی چنانچہ معاملہ کی تفتیش کرنے والے تحصیلدار کے سامنے مریدوں کی فہرست بھی پیش کرنی پڑی اس سارے قصہ کا ذکر مرزا قادیانی اپنی کتاب ضرورت الامام میں کرتا ہے۔ ذیل کا حوالہ اسی کتاب کا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے کہ ۱۹۹۸ء میں مریدوں کی کل تعداد ۳۱۸ ثابت ہوتی ہے۔

چنانچہ اس کل کارروائی کا یہ نتیجہ ہوا کہ کچھ عرصہ سے ایک متعدد اشخاص کا گروہ جن کی فہرست بحروف انگریزی منسلک ہذا ہے اس کو اپنا سرگروہ ماننے لگ گیا ہے اور بطور ایک فرقہ کے قائم ہو گیا ہے اس فرقہ میں حسب فہرست منسلکہ ہذا ۳۱۸ آدمی ہیں جس میں بلا شبہ بعض اشخاص جن کی تعداد زیادہ نہیں معزز اور صاحب علم ہیں مرزا غلام احمد کا گروہ جب کچھ بڑھ نکلا تو اس نے اپنی کتب فتح اسلام توضیح مرام میں اپنے اغراض کے پورا کرنے کے لئے اپنے پیروؤں سے چندہ کی درخواست کی اور ان میں پانچ مدات کا ذکر کیا جن کے لئے چندہ کی ضرورت ہے چونکہ مرزا غلام احمد پر اس کے مریدوں کا اعتقاد ہو گیا رفتہ رفتہ انہوں نے چندہ بھیجنا شروع کیا اور اپنے خطوں

میں بعض دفعہ تو تخصیص کردی کہ ان کا چندہ ان پانچ مدوں میں سے فلاں مد پر لگایا جائے اور بعض دفعہ مرزا غلام احمد کی رائے پر چھوڑ دیا کہ جس مد میں وہ ضروری خیال کریں صرف کریں۔ چنانچہ حسب بیان مرزا غلام احمد عذر دار اور بروئے شہادت گواہان چندہ کے روپیہ کا حال اس طرح ہوتا ہے۔" (ضرورت امام ص۴۳،۴۴، ستمبر ۱۸۹۸ء، خزائن ج ۱۳ ص ۵۱۳،۵۱۴،۵۱۵)

اب فیصلہ ناظرین پر ہے کہ ۳۱۸ اور ۸ ہزار میں کچھ فرق ہے یا نہیں ایک نبی کے لئے تو یہ نادر موقعہ تھا کہ سرکاری افسر تحقیقات کے لئے آتا ہے۔ ۸ ہزار کی فہرست پیش کر کے اس سے تصدیق کرواتا تا کہ اس کو پروپیگنڈا کا موقعہ ملتا کہ دیکھو میرے مرید ۸ ہزار سے بھی زیادہ ہیں۔ کیونکہ ۸ ہزار تو ۱۸۹۶ء میں تھے اور ۱۸۹۸ء میں ۱۶ ہزار کی تعداد ہونی چاہئے تھی۔ مگر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تعداد صرف ۳۱۸ ثابت ہوتی ہے۔ یہ ہے قادیانی پراپیگنڈا کا نمونہ یہ تو ۱۸۹۸ء کی بات ہے ۱۹۳۲ء ۱۹۳۳ء میں ہم بارہا چیلنج کر چکے ہیں کہ قادیانی کمپنی اپنی تعداد دس لاکھ بلکہ اس سے زیادہ بتاتی ہے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ صرف ایک لاکھ ہی ثابت کر دیں مگر ہمیشہ ہی صدائے برنخواست والا معاملہ ہوا ہے۔

کذب نمبر۲

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ اس کو ۵ مدات میں خرچ کرنے کے لئے سالانہ اوسطاً ۴ ہزار روپیہ مریدوں سے وصول ہوتا ہے۔ یہ خیال رہے کہ مرزا نے یہ بات ۱۸۹۸ء میں ارشاد فرمائی ہے:

۹۰...... مرزا غلام احمد نے اپنے حلفی بیان میں لکھا ہے کہ "اس کو تعلقہ داری زمین و باغ کی آمدنی ہے تعلقہ داری کو سالانہ تخمیناً بیاسی روپے دس آنے زمین کی تخمیناً تین سو روپیہ سالانہ باغ کی دو سو روپیہ چار سو روپیہ اور حد پانچ صدر روپیہ کی آمدنی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کو کسی قسم کی اور آمدنی نہیں ہے اور مرزا غلام احمد نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کو تخمیناً پانچ ہزار دو سو روپیہ سالانہ مریدوں سے اس سال پہنچا ہے۔ ورنہ اوسط آمدنی قریباً چار ہزار روپیہ کی ہوتی ہے وہ پانچ مدوں میں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ خرچ ہوتی ہے اور اس کے ذاتی خرچہ میں نہیں آتی۔ خرچہ اور آمدنی کا حساب باضابطہ کوئی نہیں ہے۔" (ضرورت امام ص۴۵، خزائن ج ۱۳ ص ۵۱۶)

۹۱...... "اوّل مہمان خانہ۔ دوم مسافر۔ یتیم۔ بیوہ۔ سوم مدرسہ چہارم سالانہ اور دیگر جلسہ جات پنجم خط و کتابت مذہبی۔" (ضرورت الامام ص۴۴، خزائن ج ۱۳ ص ۵۱۵)

یہ قصہ تو ۱۸۹۸ء کا ہوا۔ مگر آپ ۱۸۹۶ء میں کیا ارشاد فرماتے ہیں وہ بھی سنئے۔

۹۲..... ’’اور جسمانی نعمتیں جو مباہلہ کے بعد میرے پر وارد ہوئیں وہ مالی فتوحات ہیں جو اس درویش خانہ کے لئے خدا تعالیٰ نے کھول دیں مباہلہ کے روز سے آج تک ۱۵ ہزار روپیہ کے قریب فتوح غیب کا روپیہ آیا۔ جو اس سلسلہ کے ربانی مصارف میں خرچ ہوا جس کو شک ہو وہ ڈاک خانہ کی کتابوں کو دیکھ لے اور دوسرے ثبوت ہم سے لے لے اور رجوع خلائق کا اس قدر مجمع بڑھ گیا کہ بجائے اس کے کہ ہمارے لنگر میں ساٹھ یا ستر روپیہ ماہوار کا خرچہ ہوتا اب اوسط خرچہ کبھی پانچ سو کبھی چھ سو روپیہ ماہوار تک ہو گیا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۲)

آپ نے سن لیا کہ صرف لنگر خانہ جو پانچ مدوں میں سے صرف ایک مد ہے اس پر ۵۰۰ یا ۶۰۰ روپیہ کا ماہوار خرچ بتاتے ہیں۔ اگر ۵۰۰ روپیہ ہی مانا جائے اور ۶۰۰ کے الفاظ کو نظر انداز کر دیا جائے تو سالانہ خرچ صرف لنگر خانہ کا ۶ ہزار روپیہ ہوا اگر ۱۸۹۶ء میں ۶ ہزار سالانہ کا خرچ ہوتا ہے تو ۱۸۹۸ء میں تو یقیناً ۱۲ ہزار کا خرچ ہو گیا ہوگا کیونکہ مذکورہ بالا حوالہ جات کی رو سے ہر سال ۴ ہزار زیادہ ہو جاتے ہیں جب مریدوں کی تعداد بڑھی تو لنگر خانہ کا خرچ لازماً زیادہ ہوا۔ اگر اس بات کو بھی نظر انداز کر دیا جائے تو بہر کیف بقول مرزا ۶ ہزار سالانہ کا خرچ ہے۔ اب قادیانیوں سے سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی تحصیلدار کے سامنے جہاں مریدوں کی تعداد ۳۱۸ سے زیادہ پیش نہیں کر سکتا۔ وہاں کل آمدنی سالانہ ۴ ہزار بتاتا ہے جو ۵ مدات پر خرچ ہوتی ہے جن مدات میں خط و کتابت کی مد بھی ہے جس میں سب سے زیادہ روپیہ صرف ہوتا تھا کیونکہ مرزا کا دن رات کا کام ہی یہی تھا باقی مدات مدرسہ وغیرہ میں بھی ضرور کچھ نہ کچھ خرچ ہوتا ہوگا نتیجہ یہ نکلا کہ صرف لنگر خانہ کا خرچ چھ ہزار کم از کم ہوتا ہے آمدنی چار ہزار سالانہ کی ہے باقی خرچ لنگر خانہ کا کہاں سے آیا اور باقی مدات کا خرچ کس جگہ سے۔ اگر کہو کہ مرزا قادیانی اپنی آمدنی سے خرچ کرتا تھا تو حوالہ نمبر ۹۰ میں مرزا اپنی کل آمدنی زیادہ سے زیادہ ۸ سو روپیہ سالانہ بتاتا ہے۔ اگر ۸ سو بھی لنگر خانہ میں جانا مان لو تو تسلیم کرو کہ خود مرزا اور اس کا خاندان بھوکا رہتا تھا بہر حال اس صورت میں بھی ۴ ہزار ۸ صد روپیہ ہوا اور پھر وہی سوال پیدا ہوا کہ لنگر خانہ کا ۶ ہزار پورا نہیں ہوتا۔ چہ جائیکہ باقی مدات کے مصارف کا ذکر کیا جائے قادیانیوں کے لئے دو ہی راہیں ہیں یا تو یہ کہہ دیں کہ انکم ٹیکس سے بچنے کے لئے یہ حیلے کئے گئے تھے ورنہ آمدنی بہت زیادہ تھی یا یہ کہہ دیں کہ یہ سفید جھوٹ ہیں اور قادیانی پراپیگنڈے اسی قسم کے ہوتے ہیں۔

تیسرا جھوٹ

مرزا قادیانی حوالہ نمبر ۹۰ میں جو ستمبر ۱۸۹۸ء کا ہے یہ تسلیم کرتا ہے کہ اس کی زیادہ سے

زیادہ آمدنی ۸سوروپیہ سالانہ ہے مگر ذیل کی رجسٹری جو جون ۱۸۹۸ء میں کروائی گئی اور اپنی تمام زمین اپنی زوجہ کے پاس رہن رکھ کر ۴ ہزار روپیہ کا زیور اور ایک ہزار نقد وصول کیا اور معیاد رہن ۳۰ سال رکھی تھی اور صاف الفاظ میں لکھا گیا کہ اب تمام آمدنی میری زوجہ کی ہوگی اگر یہ رجسٹری کوئی حیلہ نہ تھا تو بتایا جائے کہ اس رجسٹری کے بعد مرزا کو کیا حق تھا کہ وہ اپنی اس رہن کردہ زمینوں کی آمدنی کو اپنی آمدنی بتائے۔

رجسٹری ملاحظہ فرمانے سے پہلے اس تحصیلدار کی گواہی کا مطالعہ ضروری ہے جو مرزا کے انکم ٹیکس کے معاملہ کی تفتیش کے لئے قادیان گیا۔ اس پر اس نبی کے بیانات کا جو اثر پڑا وہ خود مرزا کے الفاظ میں سنیئے اور دیکھئے کہ ایک سرکاری افسر مرزا قادیانی کی ان حرکات (جائیداد وغیرہ رہن رکھوانے) کو کس نظر سے دیکھتا ہے۔

۹۳...... ''کمترین کی رائے ناقص میں اگر مرزا غلام احمد کی ذاتی آمدنی صرف تعلقہ داری باغ کی قرار دی جائے جیسا کہ شہادت سے عیاں ہوا ہے اور جس قدر آمدنی مرزا قادیانی کو مریدوں سے ہوتی ہے اس کو خیرات کا روپیہ قرار دیا جائے جیسا کہ گواہان نے بالعموم بیان کیا ہے تو مرزا غلام احمد پر موجودہ انکم ٹیکس بحال نہیں رہ سکتا لیکن جب دوسری طرف یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد ایک معزز اور بھاری خاندان سے ہے اور اس کے آباؤ اجداد رئیس ہیں اور ان کی آمدنی معقول رہی ہے اور مرزا غلام احمد خود ملازم رہا ہے اور آسودہ حال رہا ہے تو ضرور گمان گزرتا ہے کہ مرزا غلام احمد ایک مالدار شخص ہے اور قابل ٹیکس ہے مرزا قادیانی کے اپنے بیان کے مطابق حال ہی میں اس نے اپنا باغ اپنی زوجہ کے پاس گروی رکھ کر اس سے ۴ ہزار کا زیور اور ایک ہزار روپیہ نقد وصول پایا ہے۔'' (ضرورۃ امام، خزائن ج ۱۳ ص ۵۱۷)

نقل رجسٹری

۹۴...... ''منکہ مرزا غلام احمد خلف غلام مرتضیٰ مرحوم قوم مغل ساکن رئیس قادیان تحصیل بٹالہ کا ہوں موازی ۱۴' ۶۴ کنال اراضی نمبری خسرہ ۳۰۴/۱۷۰۳/۲۲۴۷/۲۱ ۱۷ اقصبہ کا کھاتہ نمبر ۱۷۰ معاملہ عمل جمعبندی ۹۶، ۱۸۹۷ء واقعہ قصبہ قادیان مذکور موجود ہے۔ ۶۴ کنال منظورہ میں سے موازی ص ۵۲ کنال اراضی نمبری خسرہ نہری ۳۰۴/۱۷۰۳/۲۲۴ مذکورہ میں باغ لگایا ہوا ہے اور درختان آم و کھٹہ و مٹھا و شہتوت وغیرہ اس میں لگے ہوئے پھلے ہوئے ہیں اور موازی ۱۲ کنال اراضی منظورہ چاہی ہے اور بلا شراکت الغیر مالک و قابض ہوں سو اب مظہر نے برضاء رغبت بدرستی ہوش وحواس خمسہ اپنی کل موازی ۶۴ کنال اراضی مذکورہ کو معہ درختان ثمرہ وغیرہ موجودہ باغ

اراضی زرعی ونصف حصہ کھورل و دیگر حقوق داخلی وخارجی متعلقہ اس کے بعوض مبلغ پانچ ہزار روپیہ سکہ رائجہ نصف جن کے ۲۵۰۰ ہوتے ہیں بدست مسمات نصرت جہاں بیگم زوجہ خود رہن وگروی کر دی ہے اور روپیہ میں بہ تفصیل ذیل زیورات ونوٹ کرنسی نقد مرتہنہ سے لیا ہے کڑے کلاں طلائی قیمتی ۷۵۰ روپیہ کڑے خورد طلائی قیمتی ۲۵۰ ڈنڈیاں ۱۴ عدد بالیاں ۲ عدد نسبی یل طلائی ۲ عدد بالی گھنگر ووالی طلائی ۲ عدد کل قیمت ۶۰۰ روپیہ کنگن طلائی قیمتی ۲۲۰ روپیہ بند طلائی قیمتی ۵۰۰ روپیہ کنٹھ طلائی قیمتی ۲۱۵ روپیہ جھلیاں جوڑ طلائی قیمتی ۳۰۰ روپیہ پونچیاں طلائی بڑی قیمتی چار عدد ۱۵۰ روپیہ جوجس اور مونگے چار عدد قیمتی ۱۵۰ روپیہ چنا کلاں ۳ عدد طلائی قیمتی مال روپیہ چاند طلائی قیمتی ۵۰ روپیہ بالیاں جڑاؤ دار سات ہیں قیمت ۱۵۰ نتھ طلائی قیمتی ۴۰ ٹکہ طلائی خورد قیمتی ۲۰ روپیہ حمائل قیمتی ۲۵ روپیہ پونچیاں خورد طلائی ۲۲ روپیہ بڑی طلا قیمتی ۴۰ ٹیپ جڑاؤ طلائی قیمتی ۷۰ روپیہ کرنسی نوٹ نمبری ۱۵۹۰۰ ای ۲۹ لاہور کلکتہ قیمتی ۱۰۰۰ اقرار یہ کہ عرصہ ۳۰ سال (میعاد ملاحظہ ہو) تک فک الرہن مرہونہ نہیں کراؤں گا بعد ۳۰ سال مذکور کے ایک سال میں جب چاہوں زر رہن دوں تب فک الرہن کرالوں ورنہ بعد انقضائے معیاد بالا یعنی ۳۱ سال میں مرہونہ بالا ان ہی روپوں پر بیع بالوفا ہو جائے گا اور مجھے دعویٰ ملکیت نہیں رہے گا قبضہ اس کا آج سے کرادیا ہے۔ داخل خارج کرا دوں گا اور منافع مرہونہ بالا کی قائمی رہن تک مرتہنہ مستحق ہے اور معاملہ فصل خریف ۱۹۵۵ء سے مرتہنہ دیگی اور پیداوار لیگی جو ثمرہ اس وقت باغ میں ہے۔ اس کی بھی مرتہنہ مستحق ہے اور بصورت ظہور تنازعہ کے میں ذمہ دار ہوں اور سطر ۳ میں نصف و مبلغ و رقم ۲۰۰ کے آگے رقم ۲۰۰ کو قلم زن کر کے ۵۰۰ لکھا ہے جو صحیح ہے اور جو درخت خشک ہوں وہ بھی مرتہنہ کا حق ہوگا اور درختان غیر ثمرہ خشک شدہ کو واسطے ہر ضرورت آلات کشاورزی کے استعمال کر سکتی ہے۔ بنا براں رہن نامہ لکھ دیا ہے کہ سند رہے۔ المرقوم ۲۵ جون ۱۸۹۸ء بقلم قاضی فیض احمد ۹۴۹ العبد:۔ مرزا غلام احمد بقلم خود مقبلا ولد حکیم کرم الدین صاحب بقلم خود۔ گواہ شد نبی بخش نمبر دار بقلم خود بٹالہ حال قادیان۔

حسب درخواست جناب مرزا غلام احمد خلف مرزا غلام مرتضی مرحوم آج واقعہ ۲۵ جون ۱۸۹۸ء یوم شنبہ وقت ۷ بجے بمقام قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور آیا اور یہ دستاویز صاحب موصوف نے بغرض رجسٹری پیش کی۔ العبد مرزا غلام احمد راہن۔ مرزا غلام احمد بقلم خود ۲۵ جون ۱۸۹۸ء دستخط احمد بخش رجسٹرار جناب مرزا غلام احمد خلف مرزا غلام مرتضی رئیس ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور جس کو میں بذات خود جانتا ہوں تکمیل دستاویز کا اقبال کیا وصول پائے مبلغ ۵۰۰۰ روپے کے منجملہ ۱۰۰۰ روپیہ کا نوٹ اور زیورات مندرجہ ہذا روبرو معرفت میر ناصر نواب والد مرتہنہ

لیا۔ سطر ۹ میں مبلغ ۲۵۰ کی قلم زن کر کے بجائے اس کے پانچ صد لکھا ہے از جانب مرتہنہ ناصر نواب حاضر ہے۔ العبد مرزا غلام احمد راہن مرزا غلام احمد بقلم خود ۲۵ جون ۱۸۹۸ء دستخط احمد بخش سب رجسٹرار دستاویز نمبر ۱۲۷۸ میں نمبر ایک بعد ۳۶ بیغہ نمبر ۲۶۷ و ۲۶۸۔ آج تاریخ ۲۷ جون ۱۸۹۸ یوم دوشنبہ رجسٹری ہوئی۔ دستخط احمد بخش سب رجسٹرار۔ کلمہ (فضل رحمانی ۱۳۲ تا ۱۳۴) اس رجسٹری کو اس جگہ جس مقصد کے لئے درج کیا گیا ہے وہ آپ کے سامنے ہیں اس کے علاوہ بھی اس رجسٹری میں لا انتہاء معارف وحقائق ہیں جو بعد میں کسی جگہ درج ہوں گے۔ ایک لطیفہ قابل غور یہ ہے کہ تعجب ہے ان لوگوں پر جو مرزا قادیانی کا اعتبار کر کے اپنی نجات کا انحصار اس پر سمجھتے ہیں مگر اس کی اپنے خاندان میں یہ عزت ہے کہ اس کی بیوی (جس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی رشتہ نہیں ہوتا) صرف ۵ ہزار روپیہ کے لئے اعتبار نہیں کرتی اور باقاعدہ رجسٹری کرواتی ہے۔ فیا للعجب! ان مریدوں پر جو بلا وجہ اپنے ایمانوں کو ضائع کرتے ہیں۔

چوتھا جھوٹ

مرزا قادیانی ارشاد فرماتے ہیں:

۹۵۔ ''خدا تعالیٰ نے ہزاروں آدمیوں کو اس طرف رجوع دے دیا چنانچہ وہ لوگ ہزار ہا روپے کے ساتھ مدد کرتے ہیں۔ اگر پچاس ہزار روپیہ کی بھی ضرورت ہو تو بلا توقف حاضر ہو جائیں مالوں اور جانوں کو فدا کر رہے ہیں صد ہا لوگ آتے جاتے اور ایک جماعت کثیر جمع رہتی ہے۔ چنانچہ بعض وقت سو سے زیادہ آدمی بعض اوقات دو دو سو جمع ہوتے ہیں''۔

(انوار الاسلام ص ۴۰، خزائن ج ۹ ص ۴۰)

کس قدر صاف الفاظ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ۵۰ ہزار کی ضرورت پڑے تو فوراً مل سکتا ہے۔ مگر ۵ ہزار روپیہ تمام جائیداد رہن رکھ کر وصول کیا اور سنیئے رہن کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے کہ یہ روپیہ ایک دینی ضرورت کے لئے لیا تھا۔

۹۶۔ ''(الف) حضرت والدہ صاحبہ نے خاکسار سے بیان کیا کہ اس تقسیم کے کچھ عرصہ بعد حضرت صاحب کو دینی غرض کے لئے کچھ روپے کی ضرورت پیش آئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تم مجھے اپنا زیور دے دو میں تم کو اپنا باغ رہن دیدیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے سب رجسٹرار کو قادیان میں بلوا کر باقاعدہ رہن نامہ میرے نام کرا دیا اور پھر اندر آ کر مجھ سے فرمایا میں نے رہن کے لئے تیس سال کی میعاد لکھ دی ہے کہ اس عرصہ کے اندر یہ رہن فک نہ کروایا جائیگا۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۲۸۱، روایت نمبر ۲۹۴)

میعاد پر غور فرمایئے رہا مرزا کا زیور فروخت کر کے اپنی ضرورت پوری کرنا یہ کسی تحریر سے ثابت نہیں۔ بلکہ نبی بخش صاحب گواہ رجسٹری اب تک زندہ ہیں ان کا بیان ہے کہ رجسٹری کی قانونی رسم ادا کرنے کے بعد خود انہوں نے سارا زیور مرزا کی اہلیہ کو واپس دے دیا۔ سوال یہ ہے کہ اگر ۵۰ ہزار فوراً مل سکتا تھا تو ۵ ہزار قرض لینے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر کہا جائے کہ بعض اوقات فوری ضرورت پڑ جاتی ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ ۳۰ سال کی میعاد رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ اللہ اللہ کیا شان نبوت ہے طرفہ تو یہ ہے کہ آپ کا یہ ارشاد ۱۸۹۳ء کا ہے اور آپ زمین رہن رکھتے ہیں ۱۸۹۸ء میں اگر ۱۸۹۳ء میں فتوحات مالی کی یہ حالت تھی کہ پچاس ہزار فی الفور مل سکتا تھا تو ۱۸۹۸ء میں تو مریدوں کی تعداد اتنی ہوگئی ہوگی کہ ایک لاکھ روپیہ فی الفور مل سکے بتایئے ان تحریات کی موجودگی میں کوئی عقلمند تسلیم کر سکتا ہے کہ مرزا کو ۵ ہزار کے لئے ساری زمین رہن رکھنی پڑی۔

قادیانیوں سے سوال کرو کہ کیا تمہارے پراپیگنڈے کی یہی حقیقت ہے کہ تمہارے سلطان القلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ۵۰ ہزار فوراً مل سکتا ہے مگر در پردہ حالت یہ ہے کہ ۵ ہزار نہیں مل سکتا جب تک کہ ساری جائید اد رہن نہ رکھ دی جائے۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار!**

پانچواں جھوٹ

مرزا قادیانی حوالہ نمبر ۹۰ میں تسلیم کرتا ہے کہ اس کو زیادہ سے زیادہ ۸ سو روپیہ سالانہ کی آمدنی ہے اوّل تو وہ آمدنی جون ۱۸۹۸ء میں اس کی زوجہ کی ہوگئی۔ لیکن اگر اس رجسٹری کو صرف ایک حیلہ تسلیم کر لیا جائے جس کی تشریح آئندہ کسی جگہ آئے گی اور یہ بھی مان لیا جائے کہ اس آٹھ سو میں سے ایک پائی بھی کسی دینی کام میں نہ جاتی تھی تو بھی ماہوار آمدنی ۶۶ روپیہ ۸ ہوئی۔ مرزا کہتا ہے کہ مریدوں کے روپیہ سے ایک پائی وہ اپنی ذات پر صرف نہیں کرتا۔ اب ہر عقل مند اندازہ کرے۔ کہ اس قدر ماہوار رقم میں دو بیویوں والے شخص (اگر کہا جائے کہ ایک کو طلاق دی تھی تو یاد رکھا جائے کہ طلاق کا واقعہ بعد کا ہے اس وقت طلاق نہ تھی کیونکہ طلاق اس رجسٹری کے بعد دی جانی تھی۔ تبھی تو رجسٹری کروائی تھی جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا) اور کئی بال بچوں کے والد کا گزارہ کیونکر ہو سکتا ہے اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ گزراہ ہو سکتا ہے تو آئندہ باب میں جو حوالہ جات درج ہیں ان کو زیر نظر رکھتے ہوئے کیونکہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ اس قدر روپیہ ماہواری اخراجات اور مشک وغیرہ اور ریشمی پارچات اور ایک دائم المریض کے علاج معالجہ کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ دائم المریض ہونے کا اقرار ملاحظہ فرمایئے:

۹۶...... ہمیشہ سر درد دوران سر کمی خواب تشنج۔ دل کی بیماری دورے کے ساتھ آتی

ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ پیشاب آتا ہے اور اس کثرت سے پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔ (ضمیمہ اربعین ص۴، خزائن ج ۱۷ ص۴۷۰، ۴۷۱) اب قادیانیوں سے سوال کیا جائے کہ خدا لگتی کہنا ۶۶ روپیہ ۸ ماہوار میں اس قدر اخراجات پورے ہو سکتے ہیں؟ اگر یہ نہ مانو تو تسلیم کرو کہ مرزا نے یہ غلط کہا کہ مریدوں کا روپیہ اس کے مصرف میں نہیں آیا۔

چھٹا جھوٹ

ذیل کے ہر دو حوالہ جات ملاحظہ فرما کر یہ جھوٹ معلوم کیجئے کہ مرزا قادیانی ایک طرف تو مانتا ہے کہ اس نے قرآن شریف ونحو وغیرہ علوم استاد سے سیکھے مگر دوسری طرف کہتا ہے کہ سب علوم خدا کی طرف سے ہیں۔

۹۷...... بچپن کے زمانے میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سال کا تھا۔ تو ایک فارسی معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر قریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے۔ جن کا نام فضل احمد تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا ان کا نام گل علی شاہ تھا ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں''۔ (حاشیہ کتاب البریہ ص۱۶۱ تا ۱۶۳ خزائن ج ۱۳ ص۱۷۹ تا ۱۸۱) علم کسی استاد سے نہیں پڑھا تھا۔ مگر حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ مکتبوں میں بیٹھے تھے اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی سے تمام توریت پڑھی تھی۔ غرض اس لحاظ سے کہ ہمارے نبی ﷺ نے کس استاد سے نہیں پڑھا خدا آپ ہی استاد ہوا اور پہلے پہل خدا نے ہی آپ کو اقراء کہا یعنی پڑھ اور کسی نے نہیں کہا اس لئے آپ نے خاص خدا کے زیر تربیت تمام دینی ہدایت پائی اور دوسرے نبیوں کے دینی معلومات انسانوں کے ذریعہ سے بھی حاصل ہوئے سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کریگا اور قرآن اور حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا

ہوں کہ میرا حال یہی ہے۔کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔" (ایام الصلح ص ۱۴۷، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۳، ۳۹۴)

کثرت مطالعہ کے متعلق ذیل کا حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

۹۹...... "آپ (مرزا قادیانی) کو خدا تعالیٰ نے کتابوں کے دیکھنے کا اس قدر شوق اور شغل دیا ہوا تھا کہ مطالعہ کے وقت گویا دنیا میں ہی نہ ہوتے تھے۔آپ کی عادت شروع سے ایسی ہی تھی کہ اکثر مطالعہ ٹہل کر کرتے تھے۔اور ایسے محو ہو کر کثرت سے ٹہلتے تھے کہ جس زمین پر ٹہلتے تھے دب دب کر باقی زمین سے متمیز اور بہت نیچی ہو جاتی" (سوانح عمری مرزا ملحقہ براہین احمدیہ ص ۶۳)

اب فیصلہ کیجئے کہ جو شخص فضل الٰہی، فضل احمد، گل علی شاہ تین اساتذہ سے تعلیم حاصل کرے پھر مطالعہ کا یہ عالم ہو کہ زمین ٹہلتے ٹہلتے دب جائے پھر دعویٰ یہ کیا جائے۔

۱۰۰...... "اس لئے ظاہر ہے کہ ظاہر ہونے والا آدم کی طرح ظاہر ہو جس کا استاد اور مرشد صرف خدا ہو۔" (اربعین ج ۲ ص ۱۳، خزائن ج ۱۷ ص ۳۵۹، ۳۶۰)

۱۰۱...... "مہدی کے لئے ضروری ہے کہ آدم وقت ہو اور اس کے وقت میں دنیا بکلی بگڑ گئی ہو اور نوع انسان میں سے اس کا دین کے علوم میں کوئی استاد اور مرشد نہ ہو بلکہ اس لیاقت کا آدمی کوئی موجود ہی نہ ہو۔" (اربعین ج ۲ ص ۱۳، خزائن ج ۱۷ ص ۳۶۰)

۱۰۲...... "مہدی کے مفہوم میں یہ معنی ماخوذ ہیں کہ وہ کسی انسان کا علم دین میں شاگرد یا مرید نہ ہو۔" (اربعین ج ۲ ص ۱۲، خزائن ج ۱۷ ص ۳۵۹)

۱۰۳...... "حالت فاسدہ زمانہ کی یہی چاہتی ہے کہ ایسے گندہ زمانہ میں جو امام آخر الزمان آئے وہ خدا سے مہدی ہو اور دینی امور میں کسی کا شاگرد نہ ہو اور نہ کسی کا مرید ہو اور عام علوم و معارف خدا سے پانے والا ہو نہ علم دین میں کسی کا شاگرد ہو اور نہ امور فقہ میں کسی کا مرید۔"

(اربعین نمبر ۲ ص ۱۲، خزائن ج ۱۷ ص ۳۵۹)

ساتواں جھوٹ

مرزا قادیانی حکومت کو خوش کرنے اور احسان جتانے کے لئے لکھتا ہے۔

۱۰۴...... "میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔"

(کتاب تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کا مقصد یہ ہے کہ جس قدر کتب اور اشتہارات شائع کئے ہیں ان کی ایک ایک کاپی جمع کی جائے تو پچاس الماریاں بھر جائیں کیونکہ الفاظ یہ ہیں اس قدر لکھی ہیں کتابیں لکھنے کا مفہوم یہی ہوسکتا ہے کہ جس قدر کتابیں تصنیف کی ہیں یہ نہیں کہ جس قدر مطبع سے تیار ہوکر آئی ہوں لیکن اگر یہی خیال کیا جائے کہ مقصد یہ ہے کہ وہ تمام تعداد جمع کی جائے جو ساری کتابیں تیار ہونے کے بعد ہوتی ہے تب بھی یہ غلط ہے کہ ساری کتابوں کا مجموعہ ۵۰ الماریاں ہوسکتی ہیں مرزا کی ہر کتاب ۵۰۰ زیادہ سے زیادہ ۱۰۰۰ شائع ہوئی ہے جن میں سے کثیر حصہ ان کتابوں کا ہے جن کا حجم بالکل تھوڑا ہے جو صرف تعداد بڑھانے کیلئے شائع کی گئیں۔ بقول قادیانیوں کے مرزا کی کل تصنیفات ۸۰ کے قریب ہیں ظاہر ہے کہ اگر تمام تصانیف، جملہ اشتہارات بھی مجموعی رنگ میں جمع کئے جائیں تب بھی پچاس الماریاں تو کجا دس الماریاں بھی نہیں بھر سکتیں۔ اگر یہ صریح غلط بیانی نہیں تو اور کیا ہے؟

آٹھواں جھوٹ

مرزا قادیانی اپنے دعویٰ مسیحیت کے لئے راستہ صاف کرنے کی غرض سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر تلاش کرنے میں بہت مصروف ہے۔ ذیل کا حوالہ ملاحظہ فرمائیے کہ کس قدر زور سے لکھا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلاد شام میں ہے۔

۱۰۵...... ”اور لطف تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے اور ہم نے زیادہ صفائی کے لئے اس جگہ حاشیہ میں اخویم جسمی فی اللہ سید مولوی السید طرابلسی کی شہادت درج کرتے ہیں اور وہ طرابلس بلاد شام کے رہنے والے ہیں اور انہی کی حدود میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ اگر کہو کہ وہ قبر جعلی ہے تو اس جعل کا ثبوت دینا چاہئے اور ثابت کرنا چاہئے کہ کس وقت یہ جعل بنایا گیا اور اس صورت میں دوسرے انبیاء کی قبروں کی نسبت بھی تسلی نہ رہے گی اور امان اٹھ جاؤں گا اور کہنا پڑے گا کہ وہ تمام قبریں جعلی ہوں گی۔“

(اتمام الحجہ ص ۱۸، ۱۹، خزائن ج ۸ ص ۲۹۶، ۲۹۷)

یہ تو شام میں قبر کی موجودگی کا دعویٰ ہوا اب دوسرا حوالہ سنئے۔

۱۰۶...... ”آپ نے سرینگر میں وفات پائی اور آپ کا مزار مقدس سری نگر محلہ خان یار میں موجود ہے۔“ (کشف الغطاء ص ۱۴، خزائن ج ۱۴ ص ۱۹۵) اختلاف بیان کی داد دیجئے۔

نواں جھوٹ

مرزا قادیانی نے اپنے کاروبار کی بنیاد براہین احمدیہ سے اٹھائی، پہلی جلد انعامی اشتہار

ہے۔دوسری جلدیں اس کے فوائد کا ذکر ہے چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

۱۰۷...... ’’یہ کتاب تین سو محکم اور قوی دلائل حقیقت اسلام اور اصول اسلام پر مشتمل ہے۔دیکھنے سے صداقت اس دین متین کی ہر ایک طالب حق پر ظاہر ہوگی۔بجز اس شخص کے کہ بالکل اندھا اور تعصب کی سخت تاریکی میں مبتلا ہو۔‘‘(براہین احمدیہ مقدمہ ص۱۳۶،خزائن ج۱ ص۱۲۹)غرض ضروری بحالت مجبوری کے عنوان سے جو کچھ جلد دوم کے اوّل دو ورقوں میں لکھا گیا ہے اس میں مصنف کا یہ مقولہ درج ہے کہ۔

۱۰۸...... ’’ہم نے صدہا طرح کا فتور اور فساد دیکھ کر کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا تھا اور کتاب موصوف میں تین سو مضبوط اور عملی عقلی دلیل سے صداقت اسلام کو فی الحقیقت آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن دکھلایا گیا۔‘‘ (براہین احمدیہ جلد دوم ص ب،خزائن ج۱ص۶۲)

حوالہ مذکور صفحہ د میں لکھا ہے کہ:

۱۰۹...... اسی مطلب کو کامل طور پر پورا کرنے کے لئے پہلے کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا ہے اور اس کتاب میں ایسی دھوم دھام سے حقانیت اسلام کا ثبوت دیا ہے کہ جس سے ہمیشہ کے مجادلات کا خاتمہ فتح عظیم کے ساتھ ہو جائے گا......اگر ہم ان صدہا دقائق اور حقائق کو نہ لکھتے کہ جو کتاب کا حجم بڑھ جانے کا موجب ہیں۔تو پھر خود کتاب کی تالیف غیر مفید ہوتی۔

(براہین ص اص د،خزائن ج۱ص۶۹،۷۰)

یہ حوالہ جات ہی اس امر کے ثبوت کے لئے کافی ہیں کہ کتاب براہین احمدیہ کا مسودہ تیار ہوگیا تھا اگر کسر تھی تو نو ہزار روپیہ کی جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔

۱۱۰...... کتاب براہین احمدیہ کی تیاری پر نو ہزار روپیہ خرچ آتا ہے۔

(براہین احمدیہ ج۲ص ج،خزائن ج۱ص۶۳)

شاید کوئی کہے کہ مسودہ تیار کرنے کا ارادہ تھا،تیار نہ تھا۔تو ذیل کا حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۱۱...... ’’مسودہ اس کتاب کا خدا کے فضل اور کرم سے تھوڑے ہی دنوں میں اور ایک قلیل بلکہ اقل مدت میں جو عادت سے باہر تھی تیار ہوگیا۔‘‘

(ج۲ص۹۳براہین احمد،خزائن ج۱ص۸۳)

اب کوئی وجہ نہیں کہ یہ کہا جاسکے کہ مسودہ تیار نہ تھا۔اب سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی تسلیم کرتا ہے کہ اس کو ایسے مرید ہاتھ لگ گئے جو دینی اغراض کے لئے اگر ۵۰ ہزار کی ضرورت پڑے تو فی الفور مہیا ہو جاتے۔ملاحظہ ہو حوالہ نمبر ۹۵‘ روپیہ بھی موجود ہے مسودہ بھی تیار ہے اور ہے بھی

ایسے دلائل پر مشتمل کہ ہمیشہ کے جنگ وجدال کا خاتمہ ہو جائے پھر وہ مسودہ کیوں شائع نہ ہوا؟ اور براہین کی ۲۵ جلدیں ان لوگوں کو کیوں نہ دی گئیں جن سے اس کی پیشگی قیمت وصول کر لی گئی تھی۔

ہمارا سوال صرف یہ ہے کہ یہ جھوٹ ہے کہ تین سو دلائل پر مشتمل مسودہ تیار تھا اگر یہ صحیح ہے کہ مسودہ موجود تھا تو آج بھی اس کی گدی کے وارثوں کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ کسی مقام کے دس یا بیس انصاف پسند لوگوں کے سامنے وہ غیر مطبوعہ مسودہ جو تین سو دلائل پر مشتمل ہے جس سے ہمیشہ کے جھگڑوں کا خاتمہ ہو جانا تھا پیش کر کے اعلان کروا دیں کہ مسودہ فی الواقعہ تیار تھا۔ صرف روپیہ نہ ہونے سے شائع نہ ہوا یا کوئی اور وجہ لاحق ہوگئی مگر شرط یہ ہے کہ مسودہ مرزا قادیانی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہو اگر ایسا کوئی غیر مطبوعہ مسودہ پیش نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ آج تک نہیں کیا جا سکا۔ تو بتاؤ کہ یہ جھوٹ اور غلط بیانی نہیں کہ یہ مسودہ تیار ہو چکا ہے کیا انبیاء کی یہی شان ہوتی ہے؟

دسواں جھوٹ

مرزا قادیانی نے ایک اقرار نامہ ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کی عدالت میں لکھا۔ جس کی رو سے اسے عذابی پیشگوئیوں کے شائع کرنے سے روکا گیا۔ جب پبلک نے اس قادیانی نبی کی اس حرکت پر یہ اعتراض کیا کہ اچھا نبی ہے جو خدا کے الہام کو ایک ڈپٹی کمشنر کے حکم پر مقدم نہیں سمجھتا۔ تو آپ نے فوراً ارشاد فرمایا۔

۱۱۲...... ''بعض ہمارے مخالف جن کو افتراء اور جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ لوگوں کے پاس کہتے ہیں کہ صاحب ڈپٹی کمشنر نے آئندہ پیشین گوئیاں کرنے سے منع کر دیا ہے۔ خاص کر ڈرانے والی پیشین گوئیوں سے سخت ممانعت کی ہے سو واضح رہے کہ یہ باتیں سراسر جھوٹی ہیں۔ ہم کو کوئی ممانعت نہیں ہوئی اور عذابی پیشین گوئیوں میں جس طریق کو ہم نے اختیار کیا ہے یعنی رضامندی لینے کے بعد پیشینگوئی کرنا اس طریق پر عدالت اور قانون کا کوئی اعتراض نہیں''۔ (کتاب البریہ ص۱۰ حاشیہ خزائن ج ۱۳ص ۱۰) کس قدر صاف الفاظ میں فرماتے ہیں ہم کو کوئی ممانعت نہیں ہوئی اور یہ باتیں سراسر جھوٹی ہیں۔ مگر اصل مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ کے فیصلہ کو ملاحظہ فرمائیے:

۱۱۳...... نقل فیصلہ مسٹر جے ایم ڈوئی صاحب بہادر آئی سی ایس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور بمقدمہ غلام احمد ساکن قادیان۔ نمبر مقدمہ ۳۱\۱ سرکار قیصر ہند مستغیث بنام مرزا غلام احمد ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور.......... ملزم!

(ملزم الزام زیر دفعہ ۱۰۷، ضابطہ فوجداری تاریخ مرجوعہ ۱۵ر دسمبر ۱۸۹۹ء)

حکم

ہم نے دو اقرار نامہ جات کا مسودہ مشتمل بر چھ دفعات تیار کیا ہے۔ جس کو مرزا غلام احمد قادیانی اور مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے خوشی سے منظور کرلیا ہے۔ ان اقرار نامات کی نظر سے یہ مناسب ہے کہ کارروائی حال مسدود کی جائے۔ لہذا ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو رہا کرتے ہیں (قادیانی اپنی خوش فہمی سے مرزا قادیانی کی اس رہائی کو بھی معجزہ قرار دیا کرتے ہیں۔ مگر ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ رہائی کی شرائط سزایابی سے بھی بدتر ہیں جس کیلئے قادیانی نبوت مستحق مبارک باد ہے) کہ مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی کے برخلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے۔ دستخط جے ایم ڈوئی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء۔

نقل اقرار نامہ مرزا غلام احمد قادیانی بمقدمہ فوجداری۔ اجلاس مسٹر جے ایم ڈوئی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور مرجوعہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء فیصلہ ۲۵ فروری ۱۸۹۹ء نمبر بستہ قادیان نمبر مقدمہ ۳/۱ سرکار دولت مند بنام مرزا غلام احمد ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور ملزم۔ الزام زیر دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری۔

اقرار نامہ

میں مرزا غلام احمد قایانی بحضور خداوند تعالیٰ باقرار صالح اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ:

۱...... میں ایسی پیشین گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنے ہوں۔ یا ایسے معنی خیال کئے جاسکیں کہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی وغیرہ) ذلت پہنچے گی۔ یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

۲...... میں خدا کے پاس ایسی اپیل (فریاد درخواست) کرنے سے بھی اجتناب کروں گا کہ وہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی وغیرہ) ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الٰہی ہے یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

۳...... میں کسی چیز کو الہام بتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہونگا جس کا یہ منشاء ہو یا ایسا نشان رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی) ذلت اُٹھائے گا یا مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

۴...... میں اس امر سے بھی باز رہوں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا پیرو کے ساتھ مباحثہ کرنے میں کوئی دشنام آمیز فقرہ یا دلآزار لفظ استعمال کروں یا کوئی

ایسی تحریر یا تصویر شائع کروں جس سے ان کو درد پہنچے۔ میں اقرار کرتا ہوں۔ ان کی ذات کی نسبت یا ان کے کسی دوست اور پیرو کی نسبت کوئی لفظ مثل دجال۔ کافر' کاذب۔ بطالوی نہیں لکھوں گا (بطالوی کے ہجے بٹالوی کئے جانے چاہئیں جب یہ لفظ بطالوی کر کے لکھا جاتا ہے تو اس کا اطلاق باطل پر ہوتا ہے) میں ان کی پرائیویٹ زندگی یا ان کے خاندانی تعلقات کی نسبت کچھ شائع نہیں کروں گا۔ جس سے ان کو تکلیف پہنچنے کا عقلاً احتمال ہو۔

۵...... میں اس بات سے بھی پرہیز کروں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو اس امر کے مقابلہ کے لئے بلاؤں کہ وہ خدا کے پاس مباہلہ کی درخواست کریں۔ تاکہ وہ ظاہر کرے کہ فلاں مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔ نہ میں۔ ان کو یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو کسی شخص کی نسبت کوئی پیشین گوئی کرنے کے لئے بلاؤں گا۔

۶...... جہاں تک میرے احاطہ طاقت میں ہے۔ میں تمام اشخاص کو جن پر میرا کچھ اثر یا اختیار ہے۔ ترغیب دونگا کہ وہ بھی بجائے خود اسی طریق پر عمل کریں جس طریق پر کاربند ہونے کا میں نے دفعہ نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ و نمبر ۴ و نمبر ۵ و نمبر ۶ میں اقرار کیا ہے۔

العبد گواہ شد!

مرزا غلام احمد بقلم خود خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی دستخط جے ایم ڈوئی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ۔ ۲۴ر فروری ۱۸۹۹ء یہ ہے عدالت کا فیصلہ اور مرزا قادیانی کا اپنا اقرار نامہ جس پر وہ عدالت میں دستخط کرتا ہے۔ اس فیصلہ اور بیان کی موجودگی میں یہ اعلان کرنا کہ اسے کوئی ممانعت نہیں ہوئی۔ کیا یہ مخالفین کا افتراء اور جھوٹ ہے؟ اس پر لطف یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

۱۱۴...... ''اور ہر ایک پیشین گوئی سے اجتناب ہوگا۔ جو امن عامہ اور اغراض گورنمنٹ کے مخالف ہو۔ یا کسی شخص کی ذلت یا موت پر مشتمل ہو''۔ (اربعین نمبر ۳ ص ۱ حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۳۴۳) اب ملاحظہ فرمایئے کہ ڈپٹی کمشنر کا فیصلہ خود مرزا یوں درج کرتا ہے۔

۱۱۵...... ''لیکن ہم اس موقع پر مرزا غلام احمد کو بذریعہ تحریری نوٹس کے جس کو انہوں نے خود پڑھ لیا ہے اور اس پر دستخط کر دئے ہیں۔ باضابطہ طور سے متنبہ کرتے ہیں کہ ان مطبوعہ دستاویزات سے جو شہادت پیش ہوئی ہے۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے اشتعال اور غصہ دلانے والے رسالے شائع کئے ہیں۔ جن سے ان لوگوں کی ایذا متصور ہے جن کی مذہبی خیالات اس کے مذہبی خیالات سے مختلف ہیں۔'' (کتاب البریہ ص ۲۶۱، خزائن ج ۱۳ ص ۳۰۱) اور سنئے اسی کتاب میں

جس میں ممانعت سے انکار ہے۔مرزا لکھتا ہے۔

۱۱۲...... ’’اور جیسا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے مقدمہ کے فیصلے پر مجھے ہدایت کی ہے کہ آئندہ اشتعال کو روکنے کے لئے مباحثات میں نرم اور مناسب الفاظ کو استعمال کیا جائے۔ میں اس پر کار بند رہنا چاہتا ہوں اور اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنے مریدوں کو جو پنجاب اور ہندوستان کے مختلف مقامات پر سکونت رکھتے ہوں نہایت تاکید سے سمجھاتا ہوں کہ وہ بھی اپنے مباحثات میں اس طرز کے کار بند رہیں اور ہر ایک سخت اور فتنہ انگیز لفظ سے پرہیز کریں اور جیسا کہ میں نے پہلے اس سے شرائط بیعت کی دفعہ چہارم میں بتایا ہے کہ سرکار انگریزی کی سچی خیر خواہی اور بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی کریں اور اشتعال دینے والے طریقوں سے اجتناب رکھیں اور پرہیزگار اور صالح اور بے شر انسان بن کر پاک زندگی کا نمونہ دکھائیں اور اگر کوئی ان میں سے ان وصیتوں پر کار بند نہ ہو۔ یا بے جا جوش اور وحشیانہ حرکت اور بدزبانی سے کام لے تو اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ ان صورتوں میں ہماری جماعت کے سلسلہ سے باہر متصور ہوگا اور مجھ سے اس کا کوئی تعلق باقی نہ رہے گا۔‘‘ (کتاب البریہ ص۱۳، خزائن ج۱۳ ص۱۳)

یہ فیصلہ ناظرین کریں کہ ڈرانے والی پیش گوئیوں کے شائع کرنے کی ممانعت ہوئی تھی یا نہیں۔ ان حوالہ جات کے مطالعہ کے بعد ناظرین بآسانی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ یہ سراسر جھوٹی باتیں ہیں یا سچی باتیں۔ یہ ہیں بطور نمونہ مرزا قادیانی کے دس جھوٹ جو ہم نے اس پاکٹ بک میں درج کئے ہیں یہ مضمون تو اس قدر طویل ہے کہ اس کے لئے اس کتاب کے صفحات کافی نہیں ہو سکتے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی کسی تصنیف کا بھی مطالعہ کیا جائے۔ تو وہی تصنیف اس بات کی رہبری کے لئے کافی ہوگی کہ اس میں ضرورت سے زیادہ غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔

اب ان دس جھوٹوں کے بعد مرزا جی کا فیصلہ سن لیجئے

۱۱۷...... ’’ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱)

قادیانی نبی کی درویشانہ زندگی

مرزا قادیانی نے جس طریق اور جس ترتیب سے اپنے دعاوی کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ وہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب اس باب کا مطالعہ آپ کی معلومات میں مزید اضافہ کا موجب ہوگا۔ مرزا قادیانی نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں جو کام سرانجام دیا وہ اس امر کا بیّن ثبوت ہوگا کہ مرزا قادیانی کا اپنے تمام کاروبار سے اصل مقصد کیا تھا۔

مرزا نے اپنی وفات سے اڑھائی سال قبل ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء کو ایک ٹریکٹ ''الوصیۃ'' نامی شائع کیا جس میں بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھی اور مریدوں کے ڈرانے اور خوف دلانے والے بہت سے الہامات درج کر دئے بطور نمونہ ایک الہام ملاحظہ فرمائیے:۔

۱۱۸...... ''اور آئندہ زلزلہ کی نسبت جو ایک سخت زلزلہ ہوگا مجھے خبر دی اور فرمایا پھر بہار آئی۔ خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ اس لئے ایک شدید زلزلہ کا آنا ضروری ہے۔ لیکن راست باز اس سے امن میں ہیں۔ سو راستباز بنو! اور تقویٰ اختیار کرو آج خدا سے ڈرو تا کہ اس دن کے ڈر سے امن میں رہو۔ ضرور ہے کہ آسمان کچھ دکھاوے اور زمین کچھ ظاہر کرے۔ لیکن خدا سے ڈرنے والے بچائے جائیں گے۔'' (الوصیت ص ۴، خزائن ج ۲۰ ص ۳۰۳)

ہمیں اس وقت اس سے تو بحث نہیں کہ ہمیں نبی بھی وہ ملا جو بجائے خوشخبری دینے کے ساری عمر آفتوں اور مصیبتوں کی خبر دیتا رہا۔ کیونکہ اس باب میں ایک دوسری بحث مطلوب ہے چونکہ مرزا کا ہر کام الہام پر مبنی ہوتا تھا۔ اس لئے بہشتی مقبرہ کی بنیاد بھی الہام پر ہونی ضروری تھی۔ چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

۱۱۹...... ''ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر مجھے ایک جگہ ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں''۔ (الوصیت ص ۱۷، خزائن ج ۲۰ ص ۳۱۶)

مرزا قادیانی کی یہ رؤیا بھی نہایت عمدہ ہے غور فرمائیں کہ پہلی قبر کی جگہ اور ہے اور چاندی کی قبر اور ہے اور بہشتی مقبرہ ایک تیسری جگہ ہے۔ اگر فرشتہ سچ کہتا ہے تو پہلی قبر کو بھی مرزا کی بتاتا ہے اور جلدی ہی دوسری قبر کو اور معاً بعد بہشتی مقبرہ کی جگہ دکھاتا ہے غرضیکہ تینوں جگہیں مختلف ہیں چونکہ ہمیں رؤیا پر بحث نہیں کرنا اس لئے ہم اس چیز کو بھی چھوڑتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو رؤیا میں بھی چاندی ہی دکھائی دی۔ جو ظاہر کرتا ہے کہ مرزا قادیانی کے ذہن میں بہشتی مقبرہ بناتے وقت کیا چیز تھی۔ بہرکیف آپ بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھتے ہیں اور مریدوں کو مزید اطمینان کے لئے فرماتے ہیں:۔

۱۲۰...... ''اور چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ بہشتی مقبرہ ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیھا کل رحمۃ یعنی ہر ایک

قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے۔" (الوصیت ص ۱۶، خزائن ج ۲۰ ص ۳۱۸)

بہشتی مقبرہ کے متعلق آپ نے الہامات سن لئے۔ اب اس کام کی ابتداء ملاحظہ فرمایئے۔

۱۲۱...... "اس لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کے لئے تجویز کی۔"

(الوصیت ص ۱۶، خزائن ج ۲۰ ص ۳۱۶)

۱۲۲...... "اس قبرستان کی زمین موجود بطرز چندہ میں نے اپنی طرف سے دی ہے۔ لیکن اس احاطہ کی تکمیل کے لئے کسی قدر اور زمین خریدی جائے گی۔ جس کی قیمت اندازاً ہزار روپیہ ہوگا اور اس کے خوشنما کرنے کے لئے کچھ درخت لگائے جائیں گیا ور ایک نواں لگایا جائیگا اور اس قبرستان کے شمالی طرف بہت پانی ٹھیرا رہتا ہے جو گزرگاہ ہے اس لے وہاں ایک پل تیار کیا جائیگا اور ان متفرق مصارف کے لئے دو ہزار روپیہ درکار ہوگا سو کل یہ تین ہزار روپیہ ہوا جو اس تمام کام کی تکمیل کے لئے خرچ ہوگا۔ سو پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے۔

(الوصیت ص ۱۷، ۱۸، خزائن ج ۲۰ ص ۳۱۸)

اس حوالہ سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ بہشتی مقبرہ کے کاروبار میں بطور سرمایہ مرزا قادیانی نے ایک ہزار روپیہ دیا۔ یہ بحث ہم نہیں کرتے کہ یہ زمین تو بیوی کے پاس رہن کردی تھی جس کی میعاد ۳۰ سال تھی۔ جو مرزا کی وفات تک ختم نہ ہوئی اس لئے اپنی ملکیت سے زمین دینا کیا معنے رکھتا ہے نہ ہی ہمیں اس بحث کی ضرورت ہے کہ مرزا قادیانی کو اپنے یا اپنی بیوی کے باغ کی طرف جانے کے لئے پل کی ضرورت تھی۔ اس حوالہ کو تو ہم نے اس جگہ صرف اس لئے پیش کیا ہے کہ اس کاروبار میں ایک ہزار روپیہ کی زمین دی اب دوسری شرط کا خلاصہ سنئے۔

۱۲۳...... "دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو اپنی جائیداد کے دسویں حصہ یا اس سے زیادہ کی وصیت کردے۔"

(الوصیت ص ۱۸، خزائن ج ۲۰ ص ۳۱۹)

ابتدائی تین ہزار روپیہ کے مصارف بھی بہشتی ادا کریں اور دسویں حصہ کی وصیت بھی کریں۔ اب مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ فرماتے جایئے اور آخری نتیجہ قادیانی نبی کی درویشانہ زندگی بھی ذہن میں رکھئے۔

۱۲۴...... ’’تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہوا اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔‘‘ (الوصیت ص۱۹، خزائن ج ۲۰ ص ۳۲۰)

اس کتاب کے (ص ۲۰، خزائن ج ۲۰ ص ۳۲۰) پر زیر عنوان ہدایت یہ درج ہے کہ ’’وصیت موت سے پہلے لکھ کر قادیان بھیجی جائے۔ اگر کوئی شخص دور دراز جگہ فوت ہو جائے۔ تو اس کی میت صندوق میں رکھ کر قادیان پہنچائی جائے۔‘‘ اس ہدایت کے یہ معنی ہیں کہ یہ بہشتی مقبرہ کا کام قادیان میں محدود نہ رہے۔ بلکہ تمام علاقوں میں شروع ہو جائے اس کتاب کے صفحہ زیر عنوان ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیۃ میں مختلف شرطیں درج ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:۔

۱۲۵...... ’’وصیت کے اقرار نامہ پر دو گواہوں کے دستخط ہوں دو اخبار میں اس کا اعلان ہو۔ قانونی اور شرعی لحاظ سے وصیت درست ہو۔ بچے اس میں دفن نہ ہوں گے۔ اگر کوئی مرید طاعون سے مر جائے تو دو برس تک میت امانت رہے اور ۲ برس کے بعد ایسے موسم میں میت قادیان لائی جائے۔ جبکہ اس جگہ اور قادیان میں بھی طاعون نہ ہو۔ اگر کوئی مرید سمندر میں غرق ہو جائے تو بہشتی مقبرہ میں اس کے نام کا کتبہ لگا دیا جائے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے ہیں۔‘‘ (الوصیت ص ۲۵، ۲۶، خزائن ج ۲۰ ص ۳۲۳، ۳۲۴)

الفاظ ملاحظہ فرمائیے۔ طاعون سے خوف اور غرق ہونے والے کا روپیہ ہاتھ سے نہ جائے۔ بلکہ قادیان ہی آئے اور سنئے:۔

۱۲۶...... ’’یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے۔‘‘ (الوصیت ص ۲۸، خزائن ج ۲۰ ص ۳۲۶) ایک اور لطیف بات سنئے:

۱۲۷...... ’’اگر کوئی وصیت کرنے والا مجذوم ہو تو ایسا شخص اس قبرستان میں دفن نہ ہوگا۔ لیکن اگر وہ وصیت پر قائم ہے یعنی روپیہ ادا کرتا ہے تو اس کو وہی درجہ ملے گا جو دفن ہونے والے کو۔‘‘ (الوصیت ص ۲۸، خزائن ج ۲۰ ص ۳۲۶)

معزز ناظرین! دیکھا کیا عمدہ شرط ہے خدا کے نزدیک تو مجذوم ہو یا طاعون زدہ سب ایک درجہ رکھتے ہیں بشرطیکہ وہ نیک ہوں لیکن یہ بہشتی مقبرہ مجذوموں سے نفرت کرتا ہے مگر باوجود اس کے روپیہ کے بھی وصول کرنے کی کوشش قابل دید ہے۔

یہ شرائط تو آپ نے سن لیں خلاصہ یہ ہے کہ اپنی جائیداد کا ایک حصہ جو دسویں حصہ سے کم نہ ہو زیادہ بیشک ہو قادیان کی نذر کیا جائے وصیت کرنے والا نیک متقی پرہیزگار ہو مرزا قادیانی نے اس کاروبار پر ایک ہزار روپیہ کی زمین بھی دیدی جس کی قیمت مرزا نے ہزار روپیہ بتائی جو نہیں

معلوم تھی کتنے کی مرزا نے یہ سرمایہ لگایا اور اس سے فائدہ کیا تھا۔ ہمارے لفظوں میں نہیں اسی کتاب میں درج شدہ آخری شرط ملاحظہ فرمائیں جو ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل رہے۔

۱۲۸...... ''(بیسویں شرط) میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ان کو ان شرائط کی پابندی لازمی ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔'' (الوصیت ص ۲۶، خزائن ج ۲۰ ص ۳۲۷)

۱...... یہ استثناء کیوں رکھا؟ سنئے اگر مرزا کا خاندان مریدوں کی طرح کم از کم ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت کرتا تو بہت ساری جائیداد ختم ہو جاتی اس لئے مرزا قادیانی نے اپنا اور اہل وعیال کا استثناء رکھ لیا ہے مرید سو حساب لگا لیجئے کہ ایک خاندان اگر دس ہزار کی جائیداد رکھتا ہے اور اس خاندان کے تمام افراد بیس نفوس ہوں ہر ایک اگر اپنی اپنی وصیت کر دے تو کتنے عرصہ میں ان کی ساری جائیداد قادیان کی نذر ہو جائے گی آہ! ہمیں نبی بھی ملا تو وہ کہ زندگی میں بھی نہ چھوڑے اور بعد الموت بھی ہماری اس سے نجات نہ ہو۔

۲...... اس بیسویں شرط میں ان شرائط کے الفاظ ہیں یعنی اپنا اور اہل وعیال کا استثناء صرف اس شرط سے نہیں کہ وہ مال وجائیداد نہ دیں بلکہ ان تمام شرائط سے ہے جن کا ذکر اوپر آچکا ہے جن میں ایک شرط یہ ہے کہ متوفی متقی پرہیزگار ہو۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ اولاد کے لئے نیک ہونا کیوں شرط نہیں مریدوں کے لئے تو نیکی شرط ہے مگر مرزا اور اس کی اولاد کے لئے یہ شرط کیوں نہیں؟ کیا خدا کے ہاں صرف اس کی یہی نیکی کافی ہے کہ وہ مرزا کے خاندان سے ہے اور اس کے لئے دنیا کی سب برائیاں سب گناہ معاف ہیں۔

۳...... مرزا کا دعویٰ ہے کہ وہ تمام نبیوں کا مظہر ہے اور تمام انبیاء کے نام اسے دئے گئے کیا کسی نبی نے اس درجہ علم غیب کا دعویٰ کیا کہ وہ اس قسم کا بہشتی مقبرہ کھول دے۔

۴...... نیکی وعبادت کا علم تو ظاہری افعال سے نہیں ہو سکتا بہشتی مقبرہ کے لئے شرط نیکی رکھی گئی ہے۔ کیا ثبوت ہے اس امر کا کہ مرزا یا اس کے کارکنوں کو اس درجہ علم غیب ہے کہ وہ انسان کی نیت کا علم رکھتے ہیں اور اس کی نیکی کا فتویٰ دے سکتے ہیں۔

۵...... جو زمین مرزا قادیانی نے بہشتی مقبرہ کے لئے مقرر کی تھی وہ تو ختم ہو چکی ہے اب بہشتی مقبرہ کو اور وسیع کیا گیا ہے اور آئندہ بھی اور ملحقہ زمین خرید کر بہشتی مقبرہ وسیع کیا جاتا رہے گا اس امر کی کیا گارنٹی ہے کہ اب جو زمین خریدی جا رہی ہے وہ بھی مریدوں کو جنتی بنائے گی۔

۶...... اس امر کی کیا گارنٹی ہے کہ مرزا کے بعد جو لوگ جنت کے سرٹیفکیٹ جاری

کریں گے۔ان کو بھی علم غیب کا وہ درجہ حاصل ہے جو مرزا کو حاصل تھا اس امر کی کوئی حد بندی تو ہے نہیں کہ اتنے سالوں تک اس کمپنی میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو جنت کا سرٹیفکیٹ جاری کر سکتے ہیں۔

۷...... بہشتی مقبرہ سے متصل ایک مسلمان (جو مرزا کا مخالف تھا) کی زمین تھی اس نے اپنے وارثوں کو کہہ دیا کہ وہ اس کی قبر اس زمین میں عین اس جگہ بنائیں جہاں بہشتی مقبرہ کی حد ملتی ہے جب وہ فوت ہوا تو اس کی ہدایت کے مطابق قبر وہاں بنائی گئی کچھ عرصہ بعد اس کی زمین بہشتی مقبرہ کو وسیع کرنے کے لئے خرید لی گئی اور اس کی قبر بھی بہشتی مقبرہ میں آگئی کیا قادیانی بتا سکتے ہیں کہ وہ شخص جنتی ہے یا دوزخی کیونکہ وہ تو مرزائی نہ تھا مگر مدفون ہے بہشتی مقبرہ میں؟۔

۸...... راقم الحروف بھی ۱۸ سال قادیانی رہا اور بہشتی مقبرہ کا سرٹیفکیٹ (جو مقدمہ مباہلہ میں شامل مسل کر دیا گیا تھا) حاصل کیا تھا اب مجھے قادیانی جنت میں جگہ تو نہ ملے گی مگر یہ بتاؤ کہ تمہارے علم غیب کا یہی حال ہے کہ تمہیں سرٹیفکیٹ جاری کرتے وقت اس بات کا بھی علم نہ تھا۔ میں قادیانیت کو چھوڑ کر مسلمان ہو جاؤں گا۔اگر علم غیب کا یہی حال ہے تو تمہارے سرٹیفکیٹوں پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟

۹...... اگر بہشتی مقبرہ جنتیوں کا مجموعہ ہے۔تو بچوں کو شامل کیوں نہیں کیا جاتا۔کیا اس کا باعث صرف یہ نہیں کہ تم سمجھتے یہ ہو کہ چند گز زمین بچوں کو بلا قیمت دینے سے خسارہ پڑتا ہے۔

۱۰...... اگر یہ بہشتی مقبرہ محض تجارتی کاروبار نہیں۔تو کیا وجہ ہے کہ مریدوں کے لئے تو یہاں تک سختی ہے کہ ایک مرید کا روپیہ اگر قادیان والوں کو وصول ہو چکا ہے اور وہ سمندر میں غرق ہو جاتا ہے تو اس روپیہ میں اس کا بھائی بہشتی مقبرہ میں دفن نہیں ہو سکتا۔لیکن اپنے گھر کے لئے یہ حال ہے کہ مرزا اپنا ایک ہزار دے کر تو بہشت کا وارث ہو گیا اگر اس کی اولاد کے لئے بھی یہی روپیہ کفارہ ہو گیا کیا کوئی مثال ایسی ملتی ہے کہ گزشتہ انبیاء علیہم السلام نے اپنی امت کو وہ حکم دیا ہو جس کے لئے وہ خود یا ان کا خاندان تیار نہ ہو حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا بھی عذاب سے بچنے کی شرائط سے مستثنےٰ نہ رہ سکا تو مرزا میں کونسی خصوصیت تھی کہ اس کی اولاد مستثنیٰ رکھی گئی؟۔

صاحبان! آپ نے دیکھا ایک ہزار کے سرمایہ سے کیسا کام ایجاد کیا کہ اولاد مالا مال ہو گئی اب لوگوں کی جائیدادیں ہیں اور مرزا کی اولاد، مرزا کی جائیداد کا اندازہ تو حوالہ نمبر ۹ سے ہو چکا ہے ماہوار آمدنی کا ذکر بھی اسی حوالہ میں آ چکا ہے اگر اس بات کو چھوڑ بھی دیا جائے کہ مرزا نے یہ ساری جائیداد گروی رکھ دی تھی جو فک نہیں کروائی گئی اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ ساری چیزیں انکم

ٹیکس سے بچنے کے لئے تھیں تب بھی یہ ثابت ہے کہ کل جائیداد کتنی تھی اور ماہوار آمدنی کس قدر لیکن موجودہ جائیداد کتنی ہے۔اس کے لئے ذیل کا ایک نوٹس شاہد ہے کہ ۱-۱/۳ لاکھ کی زمین مرزا کے لڑکوں نے ۱۹۲۰ء میں خرید کی (۱۹۲۰ء کے بعد کی پیدا کردہ جائیدادیں علیحدہ ہیں)

نقل نوٹس

۱۲۹...... "مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۹ء بخدمت جناب مرزا محمود احمد صاحب قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ جناب من! بمقدمہ مرزا اعظم بیگ بنام مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ومرزا بشیر احمد صاحب ومرزا شریف احمد صاحب حسب ہدایت مرزا اعظم بیگ ولد مرزا اکرم بیگ معرفت مرزا عبدالعزیز کوچہ حسین شاہ لاہور میں آپ کو مفصلہ ذیل نوٹس دیتا ہوں۔

۱...... بروئے بیعنامہ مؤرخہ ۲۱ر جون ۱۹۲۰ء رجسٹری شدہ مورخہ ۵ر جولائی ۱۹۲۰ء مرزا اکرم بیگ ولد مرزا افضل بیگ وخاتون سردار بیگم صاحبہ بیوہ مرزا افضل بیگ ساکنان قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور نے کل جائیداد غیر منقولہ از قسم سکنی واراضیات زرعی وغیر زرعی ہر قسم اندرون وبیرون سرخ لیکر واقعہ موضع قادیان معہ حصہ شاملات دیہہ وحقوق داخلی وخارجی متعلقہ جائیداد مذکور آپ کے وجناب مرزا بشیر احمد ومرزا شریف احمد صاحبان کے حق میں بیع کردی اور زر قیمت مبلغ ایک لاکھ اڑتالیس ہزار روپیہ بیعنامہ میں درج کیا گیا ہے۔

۲...... کہ مرزا اعظم بیگ پسر مرزا اکرم بیگ ہے۔اور بوقت بیع یعنی ۲۱ر جون ۱۹۲۰ء کو نابالغ تھا۔اور وہ یکم جولائی ۱۹۱۰ء کو پیدا ہوا تھا۔اور یکم جولائی ۱۹۲۸ء کو بالغ ہوا تھا۔اور اپنے ماموں مرزا عبدالعزیز صاحب کے ہاں پرورش اور تعلیم پاتا رہا۔

۳...... کہ جائیداد مبیعہ مندرجہ فقرہ (نمبر۱) جدی جائیداد مذکور ہے اور خاتون سردار بیگم صاحبہ کو کوئی حق نسبت جائیداد مذکور حاصل نہ تھا۔جو قابل بیع ہوتا۔

۴...... اور مرزا اکرم بیگ کو بلاضرورت جائز جائیداد مبیعہ مذکورہ کو بیع کرنے کا حق حاصل نہ تھا۔

۵...... جائیداد مذکورہ بلاضرورت جائز فروخت ہوئی۔

۶...... کہ ادائیگی زر بدل کے بارہ میں سردست مرزا اعظم بیگ کو کوئی ثبوت حاصل نہیں ہوا۔

۷...... مرزا اعظم بیگ جائیداد مبیعہ مذکورہ واپس لینے کا مستحق ہے۔اور اس غرض کے لئے آپ کو نوٹس دیا جاتا ہے کہ آپ جائیداد مبیعہ مذکور مرزا اعظم بیگ کو واپس کر دیں۔

۸...... اگر آپ نے جائیداد مذکورہ واپس نہ کی تو بعد از انقضائے ایک ماہ قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔ اور آپ خرچہ مقدمہ کے ذمہ دار ہوں گے۔

۹...... میں نے نوٹس ہذا کی ایک ایک نقل جناب مرزا بشیر و شریف صاحبان کو بذریعہ رجسٹری بھیج دی ہے۔

۱۰...... یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ آئندہ تعمیرات و انتقالات نسبت جائیداد مذکورہ بند کر دیئے جائیں۔ چنانچہ نوٹس دہندہ کی طرف سے ضلع گورداسپور کی ایک عدالت میں مقدمہ بھی دائر ہوا۔

یہ نوٹس آپ نے دیکھا اب سنئے اس جائداد کے علاوہ قادیان میں مرزا کا ہر ایک لڑکا جو جائیداد بنا رہا ہے۔ جتنی کوٹھیاں بنا رہا ہے وہ ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ رہا نقد روپیہ اس سے ہمیں بحث نہیں۔ ہم صرف موجودہ جائیداد کو لیتے ہیں۔ تو صاف نظر آتا ہے کہ ایک ہزار کے سرمایہ سے لاکھوں پیدا کرنے والی تجارت صرف یہی بہشتی مقبرہ ہے۔ بتایئے کہ قادیانی نبی کی درویشانہ زندگی آپ نے کیسی ملاحظہ فرمائی۔

دوسرا نمونہ

مرزا کی ایک شادی بچپن میں ہوئی۔

۱۳۰...... "بسم اللہ الرحمن الرحیم! خاکسار عرض کرتا ہے کہ بڑی بیوی سے حضرت مسیح موعود کے ۲ لڑکے پیدا ہوئے۔ ان میں مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد۔ حضرت صاحب ابھی گویا بچے ہی تھے کہ مرزا سلطان احمد ہو گئے تھے۔"

(سیرت المہدی ص ۵۲ حصہ ۱)

اس پہلی بیوی کے بعد آپ نے دوسری شادی کی اور پہلی بیوی سے جو سلوک کیا وہ سنیئے۔

۱۳۶...... "بسم اللہ الرحمن الرحیم! بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے حضرت مسیح موعود کی اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو عام طور پر لوگ بھجے دی ماں کہا کرتے تھے (شاہی خاندانوں میں ایسے ہی نام ہوا کرتے ہیں) بے تعلقی سی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور اس کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھی (خدا کی قدرت پنجابی نبی اپنی بیوی کو بھی اپنے رنگ میں رنگین نہ کر سکا) اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔ ہاں آپ اخراجات باقاعدہ دیا کرتے تھے (دیکھئے حسن نمبر ۱۵ روپیہ تنخواہ سے) والدہ صاحبہ (مرزا کی دوسری

بیوی) نے فرمایا کہ میری شادی کے بعد (پہلے اس لئے کچھ نرمی تھی کہ بدنامی نہ ہو اور دوسرا رشتہ ملنے میں رکاوٹ نہ ہو اب دیکھئے کیا ہوتا ہے) حضرت صاحب (مرزا قادیانی) نے انہیں کہلا بھیجا کہ آج تک تو جس طرح ہوتا رہا سو ہوتا رہا (ماہوار تنخواہ بخشی جاتی رہی) اب میں نے دوسری شادی کر لی ہے اس لئے اب دونوں بیویوں میں برابر نہیں رکھوں گا۔ تو گناہ گار ہونگا (اب گناہ کا خیال آ گیا ماشاء اللہ) اس میں اب دو باتیں ہیں۔ یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو میں تمہیں خرچ دئے جاؤں گا۔ (خرچ کون دیگا۔ یہ تو ایک چال ہے۔ آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے) انہوں نے کہلا بھیجا (کرتی بھی بیچاری کیا دو بچوں کی ماں اب طلاق لیکر کیا کرے گی) میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں (بیچاری کی شرافت ملاحظہ ہو۔ مگر نبی کا حال دیکھئے اب طلاق دینے کے بہانے کی تلاش ہوگی اور بہانہ بھی وہی ہوگا جس کو مذہبی رنگ دیا جائیگا) والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ پھر ایسا ہی ہوتا رہا حتیٰ کہ پھر محمدی بیگم کا سوال اٹھا اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے (رشتہ دار تو نبی کی نبوت سے واقف تھے ورنہ مخالفت کیوں کرتے) محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کرا دیا اور فضل احمد کی والدہ نے ان سے قطع نہ کیا بلکہ ان کے ساتھ رہی (اس کا قصور کیا جب مرزا اس سے قطع تعلق کر چکا تھا مباشرت ترک کر چکا تھا اب اس پر شکوہ کیسا) تب حضرت صاحب نے ان کو طلاق دیدی۔ خاکسار عرض کرتا ہے (اب بیٹا اپنا حق ادا کرتا ہے اور اس دھبہ کو یوں دور کرتا ہے) کہ حضرت صاحب کا یہ طلاق دینا آپ کے اس اشتہار کے مطابق تھا۔ جو آپ نے ۲ مئی ۱۹۸۱ء کو شائع کیا اور جس کی سرخی تھی اشتہار نصرت دین وقطع تعلق از اقارب مخالف دیں۔ اس میں آپ نے بیان فرمایا تھا کہ اگر مرزا سلطان احمد اور ان کی والدہ اس امر میں (محمدی بیگم کے نکاح میں ایک نہ شد دو شد نہ صرف بیوی اس معاملہ میں مخالف تھی۔ بلکہ بیٹا بھی باپ کا مخالف تھا۔ اللہ اللہ نبی کی شان ہو تو ایسی ہو۔ بیٹا بھی باپ کا معتقد نہیں) مخالفانہ کوشش سے الگ نہ ہو گئے تو پھر آپ کی طرف سے مرزا سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہو گیا اور ان کی والدہ کو آپ کی طرف سے طلاق ہوگی والدہ صاحب فرماتی تھیں کہ فضل احمد نے اس وقت اپنے آپ کو عاق ہونے سے بچا لیا (مرتا کیا نہ کرتا نبی کے عذاب سے بچنے کے لئے بچارے نے کوئی ہتھکنڈا کھیلا ہوگا مگر بالآخر وہ بھی عاق کر دیا گیا تھا) (سیرت المہدی ص ۳۳، ۳۴ ا ب حوالہ نمبر ۹۴ و نمبر ۹۳) پھر ملاحظہ فرمائیے اور نتیجہ نکالئے کہ جائیداد کا گروی کرنا اپنی پہلی بیوی کو جائیداد سے محروم کرنے کے لئے تھا یا نہیں۔ کیا انبیاء انہیں اخلاق کے مالک ہوتے ہیں؟

تیسرا نمونہ

حوالہ نمبر ۹۴ پھر ملاحظہ فرمایئے اور دیکھئے کہ انکم ٹیکس سے بچنے کے لئے جائیداد کو گروی دکھانا قادیانی نبی کا کیسا کمال ہے ایک تیر سے دو شکار اس کے ساتھ ہی ذیل کے دو حوالہ جات بھی دیکھئے کہ اب مرید کیونکر اس نبی کی سادگی کا اظہار کرتے ہیں۔

۱۳۲...... ''ایک دفعہ کوئی شخص آپ (مرزا) کے لئے گرگابی لے آیا آپ نے پہن لی مگر اس کے اُلٹے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں لگتا تھا کسی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے۔ ان (انگریزوں) کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں (مگر دوسری طرف دعوے ہے کہ میں نے بچاس الماریاں ان کی تعریف میں بھر دی ہیں اور ان کے احسانات بے شمار ہیں دو رنگی ہو تو ایسی ہو) والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کے لئے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کے لئے نشان لگا دیئے تھے مگر باوجود اس کے آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے۔'' (روایت مرزا بشیر فرزند مرزا مندرجہ سیرت المہدی ص ۶۷ حصہ اوّل)

۱۳۳...... ''بسم الله الرحمن الرحیم ! بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب (مرزا) کو ایک جیبی گھڑی تحفہ دیا۔ حضرت صاحب اس کو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے زنجیر نہیں لگاتے تھے اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ رکھ ہندسے گنتے جاتے تھے۔ (تا کہ بھول نہ جائیں) گھڑی دیکھتے ہی وقت نہ پہچان سکتے تھے میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اس طرح شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۸۰)

ان حوالہ جات کا خلاصہ یہ ہے کہ جوتی پہننی نہیں آتی گھڑی دیکھنی نہیں آتی مقصود اظہار کمال سادگی ہے مگر دوسری طرف انکم ٹیکس سے بچنے اور پہلی بیوی اور اس کے بچوں کو جائیداد سے محروم کرنے کے لئے جائیداد ۳۰ سال کے لئے گروی رکھی جاتی ہے اور ظاہر یہ کیا جاتا ہے کہ ایک دینی ضرورت سے یہ زمین رہن رکھی گئی ملاحظہ ہو حوالہ نمبر ۹۶ نیز ایک طرف کہا جاتا ہے ایسے مرید ہاتھ لگ گئے ہیں کہ ۵۰ ہزار کی ضرورت ہو تو فوراً پوری ہو جائے کیا یہ کام ہوشیار آدمی کے ہیں یا اس شخص کے کہ جسے گھڑی بھی دیکھنی نہ آتی ہو۔

چوتھا نمونہ

گھڑی دیکھنی نہیں آتی جوتا پہننا نہیں آتا مگر دعا کروانے کوئی آ گے تو ایک لاکھ کا مطالبہ

کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

۱۳۴...... ''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ پٹیالہ میں خلیفہ محمد حسین صاحب وزیر پٹیالہ کے مصاحبوں اور ملاقاتیوں میں ایک مولوی عبدالعزیز صاحب ہوتے تھے ان کا ایک دوست تھا۔ جو بڑا امیر کبیر اور صاحب جائیداد اور لاکھوں روپیہ کا مالک تھا مگر اس کے کوئی لڑکا نہ تھا۔ جو اس کا وارث ہوتا اس نے مولوی عبداللہ صاحب سے کہا کہ مرزا قادیانی سے میرے لئے دعا کراؤ کہ میرے لڑکا ہو جائے مولوی عبدالعزیز صاحب نے مجھے بلا کر کہا کہ ہم تمہیں کرایہ دیتے ہیں تم قادیان جاؤ اور مرزا قادیانی سے اس بارہ میں خاص طور پر دعا کے لئے کہو۔ چنانچہ میں قادیان آیا اور حضرت صاحب سے سارا ماجرا عرض کر کے دعا کے لے کہا۔ آپ نے اس کے جواب میں ایک تقریر فرمائی جس میں دعاء کا فلسفہ بیان فرمایا اور فرمایا کہ محض رسمی طور پر دعاء کے لئے ہاتھ اٹھا دینے سے دعاء نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے ایک خاص قلبی کیفیت کا پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے جب آدمی کسی کے لئے دعاء کرتا ہے۔ تو اس شخص کے ساتھ کوئی ایسا گہرا تعلق اور رابطہ ہو کہ اس کی خاطر دل میں ایک خاص درد پیدا ہو جائے۔ جو دعا کے لئے ضروری ہے اور یا اس شخص نے کوئی ایسی دینی خدمت کی ہو کہ جس پر دل سے اس کے لئے دعاء نکلے۔ مگر یہاں نہ تو ہم اس شخص کو جانتے ہیں اور نہ اس نے کوئی دینی خدمت کی ہے کہ اس کے لئے ہمارا دل پگھلے پس آپ جا کر اسے یہ کہیں وہ اسلام کی خدمت کے لئے ایک لاکھ روپیہ دے یا دینے کا وعدہ کرے پھر ہم اس کے لئے دعاء کریں گے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ پھر اللہ اسے ضرور لڑکا دیگا۔ میاں عبداللہ کہتے ہیں میں نے جا کر یہی جواب دیدیا مگر وہ خاموش ہو گئے اور آخر وہ لا ولد ہی مر گیا اور اس کی جائیداد اس کے دور نزدیک رشتہ داروں میں کئی جھگڑوں اور مقدموں کے بعد تقسیم ہوئی۔''

(سیرت المہدی ص ۲۳۸، ۲۳۹ جلد مصنفہ بشیر احمد پسر مرزا قادیانی)

جوتا پہننا نہیں آتا گھڑی دیکھنی نہیں۔ مگر ذیل کا پر لطف حوالہ ملاحظہ فرمایئے۔

۱۳۵...... ''بسم اللہ الرحمن الرحیم! بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ مدت کی بات ہے جب میاں ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی پہلی بیوی فوت ہو گئی اور ان کو دوسری بیوی کی تلاش ہوئی۔ تو ایک دفعہ حضرت نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں ان کو میں لاتا ہوں آپ ان کو دیکھ لیں پھر ان سے جو آپ کو پسند ہو اس سے آپ کی شادی کر دی جائے چنانچہ حضرت صاحب گئے اور دونوں لڑکیوں کو بلا کر کمرے کے باہر کھڑا کر دیا اور پھر اندر آ کر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں۔ آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں۔ چنانچہ میاں ظفر احمد

صاحب نے ان کو دیکھ لیا اور پھر حضرت صاحب نے ان کو رخصت کر دیا اور اس کے بعد میاں ظفر احمد صاحب سے پوچھنے لگے کہ اب بتاؤ تمہیں کونسی لڑکی پسند ہے وہ نام تو کسی کا جانتے نہ تھے اس لئے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے وہ اچھی ہے۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے میری رائے لی میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو دیکھا نہیں پھر آپ خود فرمانے لگے کہ میرے خیال میں تو دوسری لڑکی بہتر ہے جس کا منہ گول ہے۔ پھر فرمایا جس شخص کا چہرہ لمبا ہوتا ہے وہ بیماری وغیرہ کے بعد عموماً بدنما ہو جاتا ہے لیکن گول چہرہ کی خوبصورتی قائم رہتی ہے میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ اس وقت حضرت صاحب اور میاں ظفر احمد صاحب اور میرے سوا اور کوئی شخص وہاں نہ تھا اور نیز یہ کہ حضرت صاحب ان لڑکیوں کو کسی احسن طریق سے وہاں لائے تھے اور پھر ان کو مناسب طریق پر رخصت کر دیا جس سے ان کو کچھ معلوم نہ ہوا مگر ان میں کسی کے ساتھ میاں ظفر احمد کا رشتہ نہ ہوا۔ یہ مدت کی بات ہے۔'' (سیرت المہدی ص ۲۵۹ حصہ ۱)

کیا ان حوالہ جات سے یہ ثابت نہیں کہ سادگی کے قصے جعلی ہیں ورنہ مرزا کی ہوشیاری سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اجی جو شخص بہشتی مقبرہ کا کام چلا جائے۔ اس کی ہوشیاری سے کون انکاری ہو سکتا ہے۔

پانچواں نمونہ

یوں تو مرزا کو انبیاء سے افضل بتایا جاتا ہے آنحضرت ﷺ سے برابری کا دعوی ہے مگر واقعات کی روشنی میں حقیقت کو معلوم کیجئے۔ مرزا کی جائیداد اور سالانہ آمدنی کا حال تو آپ حوالہ نمبر ۹۰ میں معلوم کر چکے ہیں۔ مگر اب آپ کے اخراجات کا حال سنئے مرزا کے ایک مرید نے ایک ٹریکٹ بعنوان ''خطوط امام بنام غلام'' شائع کیا۔ اس میں مرزا کے چند خطوط اس نے درج کئے ہیں تا کہ مریدوں کو معلوم ہو کہ مشک وعنبر وغیرہ اشیاء کے لئے مرزا قادیانی صرف اسی پر اعتبار کرتے تھے۔ اس قادیانی کا مقصود تو اپنی تجارت ہے۔ مگر آپ حضرات ان حوالہ جات کو اس نظر سے دیکھئے کہ کہاں وہ سالانہ آمدنی جو آپ نے حوالہ نمبر ۹۰ میں ملاحظہ فرمائی اور کہاں یہ اخراجات۔ کیا ان اخراجات کو ماہواری آمدنی پورا کر سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اسی حوالہ نمبر ۹۰ کے یہ الفاظ کہ مریدوں کا روپیہ اس کے ذاتی مصرف میں نہیں آتا یا درکھیئے اگر یہ درست ہے تو روپیہ آتا کہاں سے تھا؟

۱۳۶...... الف...... پہلی مشک ختم ہو چکی ہے اس لئے پچاس روپے بذریعہ منی آرڈر آپ کی خدمت میں ارسال ہیں۔ آپ دو تولہ مشک خالص دو شیشیوں میں علیحدہ علیحدہ یعنی

تولہ تولہ ارسال فرمائیں۔
(خطوط امام بنام غلام ص ۲و۳)

ب...... آپ بیشک ایک تولہ مشک بقیمت ۳۶ روپے خرید کر کے بذریعہ وی پی بھیج دیں ضرور بھیج دیں۔
(ص ۴)

ج...... ایک تولہ مشک عمدہ جس میں چھچھڑا نہ ہو اور اوّل درجہ کی خوشبودار ہو اگر شرطی ہو تو بہتر ورنہ اپنی ذمہ داری پر بھیج دیں۔
(ص ۵)

ح...... آپ براہ مہربانی ایک تولہ مشک خالص جس میں ریشہ اور جھلی اور صوف نہ ہوں اور تازہ و خوشبودار ہو بذریعہ ویلو پے ایبل پارسل ارسال فرمائیں کیونکہ پہلی مشک ختم ہو چکی ہے۔
(ص ۶)

خ...... پہلی مشک جو لاہور سے آپ نے بھیجی تھی۔ وہ اب نہیں رہی آپ جاتے ہی ایک تولہ مشک خالص جس میں چھچھڑا نہ ہو اور بخوبی جیسا کہ چاہئے خوشبودار ہو ضرور ویلو پے ایبل کرا کر بھیج دیں۔ جس قدر قیمت ہو مضائقہ نہیں (مال مفت دل بے رحم) مگر مشک اعلیٰ درجہ کی ہو چھچھڑا نہ ہو اور جیسا کہ عمدہ اور تازہ مشک میں تیز خوشبو ہوتی ہے وہ اس میں ہو۔
(ص ۶)

د...... مشک خالص عمدہ جس میں چھچھڑا نہ ہو ایک تولہ ۲۷ روپے کی...... آپ ساتھ لائیں۔
(ص ۶)

مفرح عنبری

اور سنئے! میں اپنے مولا کریم کے فضل سے اس کو بھی اپنے لئے بے اندازہ فخر و برکت کا موجب سمجھتا ہوں کہ حضور (مرزا آنجہانی) اس ناچیز کی تیار کردہ مفرح عنبری کا بھی استعمال فرماتے تھے۔

شاندار خیمے

’’وحی الٰہی کی بنا پر مکان ہمارا خطرناک ہے۔ اس لئے آج ۲۶۰ روپے خیمہ خریدنے کے لئے بھیجتا ہوں۔ چاہئے کہ آپ اور دوسرے چند دوستداروں کے ساتھ جو تجربہ کار ہوں بہت عمدہ خیمہ معہ قناتوں اور دوسرے سامانوں کے بہت جلد روانہ فرمائیں اور کسی کو بیچنے والوں میں سے یہ خیال پیدا نہ ہو کہ کسی نواب صاحب نے یہ خیمہ خریدنا ہے کیونکہ یہ لوگ نوابوں سے دو چند سہ چند مول لیتے ہیں۔
(خطوط امام ص ۴)

یہ ہے قادیانی نبی کی درویشانہ زندگی کے چند نمونے جو درج کئے گئے ہیں یہی اس نبی کی زندگی کا درخشاں پہلو عیاں کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اب غور فرمایئے کہ یہی شخص

آنحضرت ﷺ کی برابری میں کھڑا کیا جاتا ہے آنحضرت ﷺ کی زندگی ہم پیش کریں تو شائد قادیانی اعتبار نہ کریں اس لئے ان کے ہی الفاظ درج کرتا ہوں جو انہوں نے مسلمانوں کو یہ بتانے کے لئے لکھ دیئے کہ مسلمان یہ خیال کریں کہ انہیں بھی آنحضرت ﷺ سے کوئی تعلق ہے۔ گو اپنی سیاسی اغراض کو پورا کرنے کے لئے اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ الفاظ لکھے گئے ہیں۔ مگر ہم الزامی رنگ میں قادیانیوں کے یہی الفاظ نقل کر کے مطالبہ کر سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی برابری کرنے والو ہمارے پیغمبر ﷺ اور اپنے نبی کا مقابلہ کر کے عبرت پکڑو۔

۱۳۷...... آنحضرت ﷺ کے پاس ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے آپ حجرے میں تشریف رکھتے تھے۔ حضرت عمرؓ اجازت لے کر اندر گئے۔ تو دیکھا کہ ایک کھجور کی چٹائی بچھی ہوئی ہے جس پر لیٹنے سے پہلوؤں مبارک پر ان پتوں کے نشان ہو گئے ہیں حضرت عمرؓ نے گھر کی جائیداد کی طرف نگاہ کی تو صرف ایک تلوار ایک گوشہ میں لٹکتی ہوئی نظر آئی یہ دیکھ کر ان کے آنسو جاری ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے رونے کی وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ خیال آیا ہے قیصر و کسریٰ جو کافر ہیں ان کے لئے کس قدر تنعم ہے اور آپ کے لئے کچھ بھی نہیں فرمایا میرے لئے دنیا کا اسی قدر حصہ کافی ہے کہ جس سے میں حرکت و سکون کر سکوں۔

(منقول از اخبار الفضل قادیان خاتم النبیین نمبر مورخہ ۶ رنومبر ۱۹۳۲ء ص ۷ کالم ۳)

حضور علیہ السلام کے اہل بیت کی حالت

۱۳۸...... الف...... آپ چاہتے تو اپنی بیویوں کو سونے چاندی کے زیورات سے لاد دیتے اور اپنے رہنے کے لئے اعلیٰ درجہ کے محلات (قادیان کی طرح) بنوا لیتے۔ اپنے گھروں کو قیمتی اسباب سے آراستہ رکھتے لیکن آپؐ نے باوجود استطاعت اور باوجود عرب کے سب سے بڑے بادشاہ اور سردار ہونے کے فقیری کو امیری پر ترجیح دی۔ دنیا کا مال و دولت جمع کرنا اور اپنے گھروں میں رکھنا اپنے درجہ اور مقام کی ہتک خیال فرمایا۔ (اخبار مذکور ص ۴۰ کالم ۱، ۶ رنومبر ۱۹۳۲ء)

ب...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آل محمد ﷺ (یعنی رسول کریم کی بیویوں اور بیٹی) کے گھر میں اس وقت تک کہ آپؐ نے اس جہان سے انتقال فرمایا کسی نے متواتر تین دن تک پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا۔ (اخبار مذکور ص ۴۰ کالم ۲، ۶ رنومبر ۱۹۳۲ء)

فحش کلامی

یوں تو مرزا قادیانی کی کوئی تصنیف بھی آپ لے لیں۔ اس میں اخلاق فاضلہ کے وہ

نمونے آپ کو ملیں گے۔ جو کسی اور شخص کی تصنیف میں آپ کو ملنے مشکل ہونگے تاہم بطور نمونہ آنجناب کے مقدس کلام سے چند حوالہ جات نقل کرنے ضروری ہیں۔ تاکہ ناظرین اس نبی (مرزا قادیانی) کے اخلاق فاضلہ کا اندازہ فرمائیں۔

قادیانیوں کو یہ شوق تو ہر وقت دامنگیر رہتا ہے کہ وہ اپنے نبی کو تمام انبیاء کا مظہر ثابت کریں۔ مگر اس طرف کبھی توجہ نہیں دیتے کہ مرزا کے اخلاق بھی اس امر کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں کہ وہ تمام انبیاء کا مظہر ہے؟۔

کیا اس فحش کلامی کا ارتکاب دنیا کے کسی معمولی سے معمولی ریفارمر کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے۔ اگر نہیں تو مرزا کو انبیاء کا مظہر بتانا قادیانیوں کی خوش فہمی نہیں تو کیا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین کے باب میں مرزا کی جو خوش بیانی ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں اس باب میں ہم اس کا اعادہ نہ کریں گے بلکہ اس کے علاوہ بطور نمونہ آنجناب کے ارشادات عالیہ پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے اور خوش کلامی کی داد دیجئے۔

۱۳۹...... ’’کل مسلم...... یقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریة البغایا ‘‘ یعنی ’’تمام مسلم لوگ مجھ کو مانتے ہیں مگر زنا کار عورتوں کی ذریت (اولاد) نہیں مانتی‘‘

(آئینہ کمالات ص ۵۴۷، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۱۴۰...... ’’ان العدا صارو اخنازیر الفلا ونساء هم من دو نهن الاکلب ‘‘یعنی ہمارے دشمن جنگلوں کے سور ہو گئے ہیں اور ان کی عورتیں کتوں سے بدتر ہیں۔

(نجم الہدیٰ ص ۱۰، خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

لدھیانہ کے ایک واجب العزت بزرگ موحد دیندار پرہیزگار مولوی سعد اللہ نو مسلم جو اسلام کی خاطر اپنی قوم اور قومی تعلقات سب چھوڑ کر اسلام میں آئے۔ اتفاق حسنہ یا شومئی قسمت سے مرزا کے مصدق نہ تھے اتنے جرم پر مرزا نے ان کو مخاطب کر کے یوں لکھا۔

۱۴۱...... ’’اذیتنی خبثا فلست بصادق ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء‘‘ تو نے (اے سعد اللہ) مجھے تکلیف دی ہے اے زانیہ کے بیٹے اگر تو ذلت سے نہ مرے تو میں جھوٹا۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۵، خزائن ج ۲۲ ص ۴۴۶)

اور سنئے! مرزا اپنی پیش گوئی پر ایمان نہ لانے والے تمام مسلمانوں کو ولد الحرام اور حرام زادے قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے۔

۱۴۲...... ’’اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف شرارت اور عناد کی راہ سے

بکواس کریگااوراپنی شرارت سے بار بار کہے گا (کہ پادری آتھم کے زندہ رہنے سے مرزا قادیانی) پیش گوئی غلط اور عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم اور حیا کو کام میں نہیں لائیگا اور بغیر اس کے کہ ہمارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئیگا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔ پس حلال زادہ بننے کے لئے واجب یہ تھا کہ اگر وہ مجھے جھوٹا جانتا ہے اور عیسائیوں کو غالب اور فتح یاب قرار دیتا ہے تو میری اس حجت کو واقعی طور پر رفع کرے جو میں نے پیش کی ہے ورنہ حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے۔''

(انوارالاسلام ص۳۰،خزائن ج۹ص ۳۱، ۳۲)

۱۴۳...... ''اے بدذات فرقہ مولویان تم کب تک حق کو چھپاؤ گے کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے اے ظالم مولویو تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلادیا۔'' (انجام آتھم ص ۲۱،خزائن ج۱۱ص ۲۱)

۱۴۴...... بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۸،خزائن ج۱۱ص ۳۰۲ حاشیہ)

۱۴۵...... مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے؟ ہرگز نہیں کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھارہے ہیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۵،خزائن ۱۱ص ۳۰۹)

۱۴۶...... ہمارے دعوی پر آسمان نے گواہی دی مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے منکر ہیں خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ ''علیهم نعال لعن الله الف الف مرّة'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶،خزائن ج۱۱ص ۳۳۰)

۱۴۷...... اے بدذات خبیث دشمن۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۰،خزائن ج۱۱ص ۳۳۴)

اس جگہ فرعون سے مراد شیخ محمد حسین بٹالوی اور ہامان سے مراد نومسلم سعداللہ ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۶،خزائن ج۱۱ص ۳۴۰)

۱۴۸...... نہ معلوم کہ یہ جاہل اور وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم اور حیا سے کام نہیں لیتا۔ ''مخالف مولویوں کا منہ کالا کیا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ۵۸،خزائن ج۱۱ص ۳۴۲)

آپ نے مرزا کے اخلاق کا نمونہ تو ملاحظہ فرمالیا۔ اب تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھئے کہ آپ اس امر کی تصدیق کرسکیں کہ یہ فرقہ کوئی مذہبی گروہ نہیں بلکہ تجارتی کمپنی ہے جس کا کام نت وقت کا راگ الاپنا ہے۔ مرزا لکھتا ہے۔

۱۴۹...... لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں مومن لعان نہیں ہوتا۔

(ازالہ اوہام ص۶۶۰،خزائن ج ص۴۵۶)

اس ارشاد عالی کو ذرا حوالہ نمبر ۱۴۰ کے مقابلہ میں رکھ کر دیکھئے اور سنئے:۔

۱۵۰...... کس کو گالی مت دو گو وہ گالیاں دیتا ہوں۔

(کشتی نوح ص۱۱،خزائن ج۱۹ص۱۱)

۱۵۱...... چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تاکہ ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرا بھی متحمل نہ ہو سکے۔'' (ضرورۃ الامام ص۸،خزائن ج۱۳ص۴۷۸)

الہامات اور خوابیں

ذیل میں مرزا قادیانی کے چند الہامات بطور نمونہ درج کرتے ہیں۔ جو اپنی خوبیوں اور معارف وحقائق کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہیں قادیانی ان خوابوں کی تاویلات بیان کیا کرتے ہیں۔اس لئے یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ ان تمام الہامات رؤیا اور خوابوں پر ہمارا اعتراض یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنی آمد کے مقاصد یہ بیان کرتے ہیں۔

۱۵۲...... میرے آنے کے دو مقصد ہیں۔مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں......اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا (مسیح) نظر نہ آوے دنیا اس کو بالکل بھول جائے۔خدائے واحد کی عبادت ہو۔

(ملفوظات ج۸ص۱۴۸،الحکم ۱۷رجولائی ۱۹۰۵ء)

سوال یہ ہے کہ اس قسم کے الہامات رؤیا اور خوابوں سے مرزا کی تصانیف بھرپور ہیں یہ بتاؤ کہ مذکورہ بالا دو مقاصد کو کیا فائدہ ہوا اور نیز مرزا لکھتا ہے:۔

۱۵۳...... عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ تم نظر اٹھا کر دیکھو گے کہ کوئی ہندو دکھائی دے مگر ان پڑھے لکھوں میں سے ایک ہندو بھی تمہیں دکھائی نہ دے گا۔

(ازالہ اوہام ص۳۴،خزائن ج۳ص۱۱۹)

کتنے ہندو ہیں جنہوں نے ان الہامات وغیرہ سے فائدہ اٹھا کر قادیانیت کو قبول کیا اور اگر کوئی فائدہ نہیں ہوا تو یہ تسلیم کرو کہ تمہارے نبی نے جس قدر صفحات اس کام کے لئے صرف کئے

وہ ایک فضول کام تھا کیا نبیوں کی شان یہی ہے کہ اپنا وقت یوں ضائع کریں۔

دلچسپ خوابیں...... ٹیچی ٹیچی کا ورود

۱۵۴...... ”ایک دفعہ مارچ ۱۹۰۵ء کے مہینے میں بوجہ قلت آمدنی لنگر خانہ کے مصارف میں بہت دقت ہوئی۔ کیونکہ کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی اور اس کے مقابلہ پر روپیہ کی آمدنی کم اس لئے دعا کی گئی ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں میں نے کہا آخر کچھ نام تو ہوگا اس نے کہا میرا نام ٹیچی' ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت کام آنے والا۔“

(حقیقت الوحی ص ۳۳۲، خزائن ج ۲۲ ص ۳۴۵، ۳۴۶)

الفاظ قابل غور ہیں کہ مرزا باوجود ہر روز الہام ہونے کے فرشتہ بھی نہیں پہچان سکتا اور فرشتہ نے جھوٹ بھی بولا۔

۵۰ مردوں کی طاقت

۱۵۵...... ایک ابتلاء مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سی امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اس لئے میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اس لئے میری اس شادی (مرزا اپنی نئی شادی کا ذکر کر رہا ہے) پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا غرض اس ابتلا کے وقت میں نے جناب الٰہی میں دعا کی اور مجھے اس نے رفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعہ دوائیں بتلائیں اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے (خیال رہے کہ دو افرشتہ نے کشف میں ہی کھلادی) چنانچہ وہ دوا میں نے تیار کی میں اس زمانہ میں اپنی کمزوری کی وجہ سے ایک بچہ کی طرح تھا اور پھر اپنے تئیں (بعد کھانے دوا کے) خداداد طاقت میں پچاس مرد کے قائم مقام دیکھا۔“ (تریاق القلوب ص ۳۵، ۳۶، خزائن ج ۱۵ ص ۲۰۳، ۲۰۴)

عمر بڑھانے کیلئے کشتی

۱۵۶...... ایک روز کشفی حالت میں ایک بزرگ صاحب کی قبر پر دعا مانگ رہا تھا وہ بزرگ ہر ایک دعا پر آمین کہتے جاتے تھے اس وقت خیال ہوا کہ اپنی عمر بھی بڑھالوں تب میں نے دعا کی کہ میری عمر ۱۵ سال اور بڑھ جائے اس پر بزرگ نے آمین نہ کہی تب اس صاحب بزرگ سے کشتم کشتا ہوا تب اس مردے نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں آمین کہتا ہوں اس پر میں نے اس کو

چھوڑ دیا اور دعا مانگی کہ میری عمر ۱۵ سال اور بڑھ جائے تب اس بزرگ نے آمین کہی۔

(تذکرہ ص ۴۹۷، الحکم ج ۷، نمبر ۴۶، ۴۷ ص ۱۵، ۱۷۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۳ء)

کالی کالی چیز

۱۵۷...... ''فرمایا (مرزا نے) کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی۔ لیکن اب افاقہ ہے میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی اور آسمان تک چلی گئی پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۷، روایت نمبر ۱۹)

خدا بننا

۱۵۸...... (ترجمہ عربی عبارت) میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہ اللہ ہوں میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں اور نہ میرا ارادہ باقی رہا اور نہ خیال...... اسی حال میں (جبکہ میں بعینہ خدا تھا) میں نے کہا کہ ایک نیا نظام نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں پس میں نے پہلے آسمان اور زمین اجمالی شکل میں بنائے جن میں کوئی تفریق اور ترتیب نہ تھی اور میں اپنے آپ کو اس وقت ایسا پاتا تھا کہ میں ایسا کرنے پر قادر ہوں پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا'' انا زینا السماء الدنیا بمصابیح ''پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے پس میں نے آدم کو بنایا اور ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا اور اس طرح سے میں خالق ہو گیا۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴، ۵۶۵، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

خدا سے دستخط کروانا

۱۵۹...... ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیش گوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کی قلم سے اس پر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیئے اور میرے پر اس وقت نہایت رقت کا عالم تھا اس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا بلا توقف اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دیئے اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت میاں عبداللہ سنوری مسجد کے حجرے میں میرے پیر دبا رہا تھا کہ اس کے روبرو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اس کی ٹوپی پر بھی گرے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا

ایک ہی وقت تھا ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا۔ ایک آدمی اس راز کو نہیں سمجھے گا اور شک کریگا کیونکہ اس کو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا مگر جس کو روحانی امور کا علم ہو وہ اس میں شک نہیں کرسکتا اسی طرح خدا نیست سے ہست کرسکتا ہے غرض میں نے یہ سارا قصہ میاں عبداللہ کو سنایا اور اس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے عبداللہ جو ایک روایت کا گواہ ہے اس پر بہت اثر ہوا اور اس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جواب تک اس کے پاس موجود ہے۔''

(حقیقت الوحی ص ۲۵۵، خزائن ج ۲۲ ص ۲۶۷)

خدا کی عدالت میں پیشی

۱۶۰..... میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں ہوں میں منتظر ہوں کہ میرا مقدمہ بھی ہے اتنے میں جواب ملا ''اصبر سنفرغ لا یا مرزا '' کہ اے مرزا صبر کر ہم عنقریب فارغ ہوتے ہیں پھر میں ایک دفعہ کیا دیکھتا ہوں کہ میں کچہری میں گیا ہوں تو اللہ تعالیٰ ایک حاکم کی صورت پر کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور ایک طرف ایک سرشتہ دار ہے کہ ہاتھ میں ایک مسل لئے ہوئے پیش کر رہا ہے حاکم نے مسل اٹھا کر کہا کہ مرزا حاضر ہے تو میں نے باریک نظر سے دیکھا کہ ایک کرسی اس کے ایک طرف خالی پڑی ہوئی معلوم ہوئی اس نے مجھے کہا کہ اس پر بیٹھو اور اس نے مسل ہاتھ میں لی ہوئی ہے اتنے میں بیدار ہوگیا۔

(تذکرہ ص ۱۲۹، البدر ج ۲ نمبر ۳۶، ۱۹۰۳ء، مکاشفات ص ۲۸، ۲۹)

خدا کا بیٹا ہونا

۱۶۱..... ''انت منی بمنزلة ولدی '' اے مرزا تو میرے نزدیک بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

''انت منی بمنزلة اولا دی'' تو مجھ سے بمنزلہ میری اولاد کے ہے۔

(البشریٰ ج ۲ ص ۶۵، تذکرہ ص ۳۹۹)

بمرتبہ توحید

۱۶۲..... ''انت منی منزلة توحیدی وتفریدی '' میرے نزدیک بمنزلہ میری توحید وتفرید ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

مشتبہ اور نامکمل الہامات

۱۶۳..... ''ایلی ایلی لما سبقتانی ایلی اوس'' (تشریح از مرزا) آخری

فقرہ اس الہام کا یعنی ایلی اوس بباعث سرعت ورود (نزول) مشتبہ رہا اور نہ اس کے کچھ معنی کھلے ہیں۔''واللہ اعلم بالصواب'' (تذکرہ ص۹۱، البشریٰ ج۱ص۳۶)

۲...... ''پریشن عمر براطوس یا پلا طوس''(تشریح از مرزا) آخری لفظ براطوس ہے یا پلاطوس بباعث سرعت الہام دریافت نہیں اور عمر عربی لفظ ہے اس جگہ براطوس اور پریشن کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں۔
(تذکرہ ص۱۱۵، البشریٰ جلد۱ص۵۱)

نتیجہ خلاف مراد ہوا یا نکلا

۳...... حضرت صاحب خود فرماتے ہیں کہ آخر کا لفظ ٹھیک یاد نہیں رہا اور یہ بھی پختہ پتہ نہیں کہ یہ الہام کس کے حق میں ہے۔ (تذکرہ ص۴۳۷، البشریٰ ج۲ص۷۴،۷۵)

۴...... ''ینادی منادمن السماء''حضرت اقدس(مرزا) نے فرمایا کہ اس کے ساتھ ایک اور عجیب اور مبشر فقرہ تھا وہ یاد نہیں رہا۔ (تذکرہ ص۴۴۶، البشریٰ ج۲ص۷۶)

۵...... ویبـــقیك (ترجمہ الہامی) تا بدیر تر خواہد داشت حضرت اقدس مرزا (مرزا) نے فرمایا کہ ۱۸فروری۱۹۰۳ء کو یکا یک ایک مرض کا دورہ ہوگیا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوگئے اسی حالت میں ایک الہام ہوا جس کا صرف ایک حصہ یاد رہا چونکہ بہت تیزی کے ساتھ ہوا جیسے بجلی کوندتی ہے اس لے باقی حصہ محفوظ نہ رہا۔ (تذکرہ ص۴۶۳ البشریٰ ج۲ص۸۰)

۶...... یہ بات آسمان پر قرار پاچکی ہے تبدیل ہونے والی نہیں (فرمایا کہ آج صبح جب میں نماز کے بعد ذرا لیٹ گیا تو الہام ہوا مگر افسوس ہے کہ ایک حصہ اس کا یاد نہ رہا ایک پہلے عربی کا فقرہ تھا اور اس کے بعد اس کا ترجمہ اردو میں تھا وہ اردو فقرہ یاد ہے اور عربی فقرہ کچھ اسے سے مشابہ تھا تعہد وتمکن فی السماء مگر وہ اصل فقرہ بھول گیا اور اس نسیان میں بھی کچھ منشائے الٰہی ہوتا ہے۔ (تذکرہ ص۴۶۹ البشریٰ ج۲ص۸۱)

بلا نازل یا حادث

''فرمایا کہ یہ الفاظ الہام ہوئے ہیں مگر معلوم نہیں کس کی طرف اشارہ ہے یاد نہیں رہا کہ یا کے آگے کیا تھا۔ (تذکرہ ص۴۷۲، البشریٰ ج۲ص۸۲)

۸...... سلیم حامداً مستبشراً سلامتی والاحمد کرنے الابشارت دیا گیا۔ تشریح کچھ حصہ اس الہام کا یاد نہیں رہا۔ (تذکرہ ص۴۷۶، البشریٰ ج۲ص۸۲)

۹...... ایک عربی الہام تھا الفاظ مجھے یاد نہیں تھے حاصل مطلب یہی کہ مکذبوں کو

نشان دکھایا جائے گا۔ (تذکرہ ص۵۳۰، البشریٰ ج۲ص۹۴)

۱۰..... ایک دم میں دم رخصت ہوا فرمایا آج رات مجھے ایک مندرجہ بالا الہام ہوا اس کے پورے الفاظ یاد نہیں رہے اور جس قدر یاد رہا وہ یقینی ہے مگر معلوم نہیں کہ کس کے حق میں ہے لیکن خطرناک ہے الہام ایک موزوں عبارت میں ہے مگر ایک لفظ درمیان میں بھول گیا ہے۔

(تذکرہ ص۶۶۶، البشریٰ ج۲ص۱۱۷)

تین بکرے ذبح کئے جائیں گے

۱۱..... فرمایا کہ ہم نے ظاہر پر عمل کر کے آج تین بکرے ذبح کرادیئے ہیں۔

(تذکرہ ص۵۸۹، البشریٰ ج۲ص۱۰۵)

۱۲..... عورت کی چال''ایلی ایلی لما سبقتانی بریت''یہ خیال گزرتا ہے کہ کوئی شخص زنانہ طور سے چھپا کر کوئی مکر کرے مگر یہ صرف اجتہادی رائے ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس کے کیا معنی ہیں۔ (تذکرہ ص۵۹۷، البشریٰ ج۲ص۱۰۷)

۱۳..... ''انا نبشرك بغلام حليم نافلة لك''تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جو تیرے لئے نافلہ ہوگا فرمایا کہ چند روز ہوئے یہ الہام ہوا ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔

(تذکرہ ص۶۰۷، البشریٰ ج۲ص۱۱۰)

راز کھل گیا

۱۴..... ''الذین اعتد وانکم فی السبت''نوٹ از مرزا ساتھ کا فقرہ بھول گیا ہے۔والله اعلم! (تذکرہ ص۷۱۲، البشریٰ ج۲ص۱۲۹)

۱۵..... الہام کے الفاظ یاد نہیں رہے اور معنی یہیں کہ فلاں کو پکڑا اور فلاں کو چھوڑ دے یہ فرشتوں کو حکم الٰہی ہے۔ (تذکرہ ص۷۱۳، البشریٰ ج۲ص۱۲۹)

۱۶..... آثار صحت (تذکرہ ص۴۷۱، البشریٰ ج۲ص۸۲) تشریح از مرزا۔تصریح بالکل نہیں کہ یہ الہام کس کے متعلق ہے۔

گول مول الہامات

۱۶..... ''فرمین'' معقول آدمی۔ (تذکرہ ص۴۸۴، البشریٰ ج۲ص۸۴)

۱۷..... ہماری قسمت......ایت وار...... (تذکرہ ص۵۲۰، البشریٰ ج۲ص۹۲)

۱۸..... چودھری رستم علی...... (تذکرہ ص۵۳۲، البشریٰ ج۲ص۹۴)

۱۹...... قل مالک حیلۃ...... (تذکرہ ص۵۴۳،البشریٰ ج۲ص۹۶)

۲۰...... مضر صحت...... (تذکرہ ص۵۵۴،البشریٰ ج۲ص۹۹)

۲۱...... دو شہتیر ٹوٹ گئے...... (تذکرہ ص۵۶۶،البشریٰ ج۲ص۱۰۰)

۲۲...... رہا گوسفندان عالی جناب...... (تذکرہ ص۵۷۰،البشریٰ ج۲ص۱۰۱)

۲۳...... آب زندگی...... (تذکرہ ص۵۷۳،البشریٰ ج۲ص۱۰۲)

۲۴...... زندگیوں کا خاتمہ...... (تذکرہ ص۵۷۷،البشریٰ ج۲ص۱۰۳)

۲۵...... لائف (ترجمہ) زندگی...... (تذکرہ ص۵۹۳،البشریٰ ج۲ص۱۰۶)

۲۶...... ۲۵ فروری کے بعد جانا ہوگا...... (تذکرہ ص۵۹۳،البشریٰ ج۲ص۱۰۶)

۲۷...... بشیر الدولہ...... (تذکرہ ص۵۹۸،البشریٰ ج۲ص۱۰۷)

۲۸...... ایک دانہ کس کس نے کھانا...... (تذکرہ ص۵۹۵،البشریٰ ج۲ص۱۰۷)

۲۹...... دو چار ماہ...... (تذکرہ ص۶۱۹،البشریٰ ج۲ص۱۱۵)

۳۰...... خیر...... (تذکرہ ص۶۷۳،البشریٰ ج۲ص۱۱۹)

۳۱...... مبارک...... (تذکرہ ص۶۸۳،البشریٰ ج۲ص۱۲۲)

۳۲...... بادشاہ آیا...... (تذکرہ ص۶۹۱،البشریٰ ج۲ص۱۲۳)

۳۳...... روشن نشان...... (تذکرہ ص۶۹۲،البشریٰ ج۲ص۱۲۳)

۳۴...... ایک اور خوشخبری...... (تذکرہ ص۶۹۵،البشریٰ ج۲ص۱۲۴)

۳۵...... ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہ رہے گا...(تذکرہ ص۶۹۶،البشریٰ ج۲ص۱۲۴)

۳۶...... تحفۃ الملوک...... (تذکرہ ص۶۹۹،البشریٰ ج۲ص۱۲۵)

۳۷...... لاہور میں ایک بےشرم ہے...... (تذکرہ ص۷۰۴،البشریٰ ج۲ص۱۲۶)

خلیفہ قادیان کی دلچسپ خوابیں

مرزا قادیان کی خوابیں اور الہامات تو آپ نے سن لئے اب بیٹے کی خوابیں بھی ملاحظہ فرمایئے:

۱۶۵...... میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص خلافت پر اعتراض کرتا ہے میں اسے کہتا ہوں اگر تم سچے اعتراض تلاش کر کے بھی میری ذات پر کرو گے تو خدا کی تم پر لعنت ہوگی اور تم تباہ ہو جاؤ گے (ارشاد خلیفہ قادیان منقول از اخبار الفضل مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۲۸ء وتفسیر سورہ نور ص۴۳۷)اس خواب کی تائید میں حسب ذیل حوالہ بھی یاد رکھنا چاہئے جس میں آپ

فرماتے ہیں کہ غلطی کو غلطی کہنا بھی جرم ہے۔

۱۶۶...... خدا کا رسول غلطی کر سکتا ہے اور ہزار فیصلوں میں سے ایک فیصلہ اس کا نا درست ہوسکتا ہے تو میرے لئے ہزار میں سو کا غلط ہونا ممکن ہے لیکن باوجود اس کے اگر کوئی یہ کہتا پھرے کہ اس نے (خلیفہ قادیان) فلاں فیصلہ غلط کیا یا فلاں غلطی کی، چاہے وہ غلطی ہو پھر بھی اسے خدا تعالیٰ پکڑیگا۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ خلیفہ قادیان منقول از الفضل ج ۱۵ نمبر ۳۷ ص ۶، مورخہ ۴ر نومبر ۱۹۲۷ء)

(فیصلہ کی غلطی تو ہوئی مگر غلطی کو غلطی قرار دینے پر مواخذہ کیونکر ہوگا) یہ ذکر کر دینا ضروری ہے کہ خلیفہ قادیان نے یہ وعظ اس وقت کیا جب خلیفہ کی ذات پر بھیانک الزامات عائد کئے گئے۔

کمانڈر انچیف بننا

قریباً تین سال کا عرصہ ہوا۔ جو میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں اور حافظ روشن علی صاحب ایک جگہ بیٹھے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھے گورنمنٹ برطانیہ نے افواج کا کمانڈر انچیف مقرر فرمایا ہے اور میں سر او مور کرے سابق کمانڈر انچیف افواج ہند کے بعد مقرر ہوا ہوں اور ان کی طرف سے حافظ صاحب مجھے عہدہ کا چارج دے رہے ہیں۔ (برکات خلافت ص ۴۵)

خدا عورت کی شکل میں

۱۶۷...... ''کچھ دن ہوئے ہیں ایک ایسی بات پیش آئی کہ جس کا کوئی علاج میری سمجھ میں نہ آتا تھا اس وقت میں نے کہا کہ ہر چیز کا علاج خدا تعالیٰ ہی ہے اسی سے اسکا علاج پوچھنا چاہئے۔ اس وقت میں نے دعا کی اور وہ ایسی حالت تھی کہ میں نفل پڑھ کے زمین پر لیٹ گیا اور جیسے بچہ ماں باپ سے ناز کرتا ہے اسی طرح میں نے کہا اے خدا میں چار پائی پر نہیں زمین پر ہی سوؤں گا اس وقت مجھے یہ بھی خیال آیا کہ حضرت خلیفہ اوّل نے مجھے کہا ہوا ہے کہ تمہارا معدہ خراب ہے اور زمین پر سونے سے معدہ اور زیادہ خراب ہو جائے گا لیکن میں نے کہا آج تو میں زمین پر ہی سوؤں گا یہ بات ہر ایک انسان نہیں کہہ سکتا بلکہ خاص ہی حالت ہوتی ہے کوئی چھ سات دن ہی کی بات ہے جب میں زمین پر سو گیا تو دیکھا کہ خدا کی نصرت اور مدد کی صفت جوش میں آئی اور عورت کی شکل میں متمثل ہو کر زمین پر اتری ایک عورت تھی اسکو اس نے سوئی دی اور کہا اسے مار اور کہو کہ چار پائی پر سو، میں نے اس عورت سے سوئی چھین لی اس پر اس نے سوئی خود پکڑ لی۔ مگر جب اس نے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا تو زور سے سوئی گھٹنے تک لا کر چھوڑ دیا اور کہا دیکھ محمود میں تجھے مارتی

نہیں جا اٹھکر سور ہو یا نماز پڑھ میں اسی وقت کود کر چار پائی پر چلا گیا اور جا کر سو رہا۔"

(ملائکۃ اللہ ص ۶۹، ۷۰، مصنفہ خلیفہ قادیان)

قادیانی مذہب کی تعمیر

الٰہی مذہب اور مصنوعی کاروبار میں فرق یہ ہوتا ہے کہ جو مذہب اللہ پاک کی طرف سے ہوتا ہے اس میں کسی دنیاوی چال کا دخل نہیں ہوتا۔ اگر آنحضرت ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو آپ نے مشرکین سے یہ نہیں کہا کہ ہم تمہارے بتوں کی تعریف کرتے ہیں اور ان کی پوجا میں شریک ہوتے ہیں۔ پھر چند سال بعد یہ نہیں فرمایا کہ اب میں تمہارے بڑے بتوں کو تو پوجونگا مگر باقی سب بتوں کو چھوتا ہوں اور بالا آخر فرمایا ہو کہ سب بتوں کو ترک کرو اور صرف ایک خدا کی عبادت کرو غرضیکہ آنحضو ﷺ نے مشرکین سے کسی قسم کے تصنع سے کام نہیں لیا۔ نہ ہی ان کو ساتھ ملانے کے لئے ان کے خیالات سے اتفاق کا اظہار فرمایا بلکہ جو خدا کا حکم تھا صاف صاف الفاظ میں مخالفین کو سنا دیا آپ نے فرمایا:"لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں یہ نہیں کہ آپؐ نے خیال فرمایا ہو کہ مشرکین اس اعلان اور صداقت سے یکدم بدک جائیں گے اس لئے آہستہ آہستہ ان کے خیالات کی تردید کرنی چاہئے بلکہ آپؐ نے خداوند کریم کی امداد پر بھروسہ رکھتے ہوئے جو مولا پاک کا حکم تھا من وعن سنا دیا۔

مصنوعی مذہب کا یہ خاصہ ہوتا ہے کہ اس میں پبلک کے جذبات کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ حالات کے مطابق کام کیا جاتا ہے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے قسم قسم کی چالیں اختیار کرنی پڑتی ہیں۔ اب ذیل میں قادیانی مذہب کی تعمیر کا حال خود قادیانی الفاظ میں سنئے اور فیصلے کیجئے کہ یہ انسانی کاروبار ہے یا خدا تعالیٰ کی طرف سے۔

سرکاری ملازمت

مرزا قادیانی نے شہر سیالکوٹ کی کچہری میں ایک قلیل تنخواہ پر ملازمت کی۔

۱۶۸...... بسم اللہ الرحمن الرحیم! بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دیکر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا۔ پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا حضرت مسیح موعود اس شرم سے گھر واپس نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لئے آپ سیالکوٹ شہر

میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے اور کچھ عرصہ تک وہاں ملازمت پر رہے۔
(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۴۳ روایت نمبر ۴۹)

اس حوالہ سے صاف معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نے کچہری میں ملازمت کی اور یہ بات ظاہر ہے کہ مرزا کے والدین یہ خواہش رکھتے تھے کہ ان کا فرزند ملازمت کرے ان دنوں اس عہدہ کی (جو مرزا قادیانی کو ملا) تنخواہ بھی پندرہ روپے ہوتی تھی۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جس گھر میں کام ہو۔ جو خود رئیس ہو اسے پندرہ بیس روپیہ کی ملازمت کی کیا ضرورت ہوتی ہے بہر کیف مرزا نے ملازمت کی اور وہاں مختاری کا امتحان دیا مگر فیل ہو گئے اس طرف سے بددل ہو کر آپ نے کیا کیا براہین احمدیہ کی تصنیف کا خیال پیدا ہوا چنانچہ مرزا لکھتا ہے۔

۱۶۹...... جب میری عمر بیس سال کی ہوئی تو میرے دل میں نصرت اسلام کی محبت اور عیسائیوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کی رغبت ڈالی گئی۔ (آئینہ کمالات ص ۵۴۷، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

اس مذہبی شوق کے اظہار کے بعد براہین احمدیہ کا کام شروع ہوا اور مخالفین کو سخت الفاظ میں خطاب کیا۔

۱۷۰...... ''اور سخت اور الفاظ استعمال کرنے میں ایک یہ بھی حکمت ہے کہ خفتہ دل اس سے بیدار ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں کے لئے جو مداہنہ کو پسند کرتے ہیں ایک تحریک ہو جاتی ہے مثلاً ہندوؤں کی قوم ایک ایسی قوم ہے کہ اکثر ان میں سے ایسی عادت رکھتے ہیں کہ اگر ان کو اپنی طرف سے چھیڑا نہ جائے تو وہ مداہنہ کے طور پر تمام عمر دوست بن کر دینی امور میں ہاں سے ہاں ملاتے رہتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو ہمارے نبی کریم ﷺ کی تعریف و توصیف اور اس دین کے اولیاء کی مدح ثنا کرنے لگتے ہیں لیکن دل ان کے نہایت درجہ کے سیاہ اور سچائی سے دور ہوتے ہیں اور ان کے روبرو سچائی کو اس کی پوری حرارت اور تلخی کے ساتھ ظاہر کرنا اس نتیجہ خیر کا منتج ہوتا ہے کہ اسی وقت ان کا مداہنہ دور ہو جاتا ہے اور بالجہر یعنی واشگاف اور اعلانیہ اپنے کفر اور کینہ کو بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں گویا ان کی دق کی بیماری محرقہ کی طرف انتقال کر جاتی ہے سو یہ تحریک جو طبیعتوں میں سخت جوش پیدا کر دیتی ہے۔ اگرچہ ایک نادان کی نظر میں سخت اعتراض کے لائق ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۲۹، ۳۰، خزائن ج ۳ ص ۱۱۷، ۱۱۸)

جب خود سخت کلامی کی تو لامحالہ بالمقابل بھی یہی طرز کلام اختیار کر گیا۔ اس حوالہ سے یہ بات صاف طور پر ثابت ہے کہ اسلام کے خلاف جس قدر گندی کتابیں شائع ہوئی ہیں ان کا محرک یہی مسیح موعود (مرزا قادیانی) تھا جب مخالفین گالیاں دیتے تو آپ انہی گالیوں کو نقل کر کے

مسلمانوں کواشتعال دلاکر چندہ طلب فرماتے۔ براہین احمدیہ لکھی تو اس میں ابتدائی صفحات پر اس کتاب کے مجیب کو جلی حروف میں دس ہزار روپیہ کے انعام دینے کا وعدہ دیا ظاہر ہے کہ جو شخص قرآن کریم کے معارف بیان کرنے کا وعدہ دیکر دس ہزار کا چیلنج دیتا ہے اس کو قرآنی معارف میں کس قدر دسترس ہوگی؟ مرزا کے زوردار الفاظ سنئے۔

۱۷۱...... ''ان سب صورتوں میں بشرطیکہ تین منصف مقبولہ فریقین بالاتفاق یہ رائے ظاہر کردیں کہ ایفائے شرط جیسا کہ چاہئے تھا ظہور میں آگیا میں مشتہر ایسے مجیب کو بلا عذرے وحیلتے اپنی جائیداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض ودخل دیدوں گا۔''

(براہین م حصہ اوّل ص ۲۴، ۲۵، ۲۶، خزائن ج ۱ص ۲۷، ۲۸)

یہ حوالہ اس امر کے ثبوت کے لئے بھی یاد رکھئے کہ مناظرہ یا مقابلہ میں مرزا منصف کی شرط لگاتا ہے قرآنی معارف کے دعوے کا ایک اور حوالہ سنئے۔

۱۷۲...... ''مجھے خدا نے قرآن کا علم دیا ہے اور زبان عرب کے محاورات کے سمجھنے کے لئے وہ فہم عطا کیا ہے کہ میں بلا فخر کہتا ہوں کہ اس ملک میں کسی دوسرے کو وہ فہم عطا نہیں ہوا (کشف الغطاء ص ۲۳، خزائن ج ۱۴ص ۲۰۸) یہ بحث کسی دوسری جگہ آچکی ہے کہ مرزا نے یہ دس ہزاری چیلنج والی کتاب شائع ہی نہیں کی اور ابتدائی امور پر ہی چار جلدیں لکھ کر اس کھیل کو ختم کردیا اور اصل چیز شائع ہی نہ کرسکا بہرکیف اس جگہ ہمیں صرف مرزا کا معارف قرآنی بیان کرنے کا دعویٰ بتانا مقصود ہے اب سنئے قرآن کریم کی تفسیر اور حقانیت اسلام کے پرزور دعاوی کرنے والا شخص اپنی اس کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ تسلیم کرتا ہوا لکھتا ہے۔

۱۷۳...... ''جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع اقطار اور آفاق میں پھیل جائے گا۔''

(حاشیہ براہین احمدیہ ص ۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج ۱ص ۵۹۳)

۱۷۴...... ''حضرت مسیح جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کردیں گے اور کج وناردست کا نام ونشان نہ رہے گا۔'' (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۵۰۵، ۵۰۶ حاشیہ، خزائن ج ۱ص ۶۰۱، ۶۰۲) اپنی ایک دوسری کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

۱۷۵...... ''پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا (یا عمداً غافل رہا) کہ خدا نے مجھے بڑی شد ومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے

اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر قائم رہا۔‘‘ (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

غرضیکہ مرزا اس امر کا قائل تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں کس لئے؟ صرف اس لئے کہ ابتداء میں ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اظہار مسلمانوں کو متنفر کردے گا دس بارہ سال کے عرصہ میں اشتہاری پراپیگنڈا سے جب چند لوگ مرزا کے ہم خیال ہوگئے تو فوراً اپنا راستہ صاف دیکھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا وعظ شروع ہوگیا مگر ساتھ ہی خیال ہوا کہ جو لوگ اس کی خدمت اسلامی کے قائل ہوگئے ہیں وہ یہ تبدیلی دیکھ کر بدک نہ جائیں اس لئے ایک طرف اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اظہار کیا گیا تو ساتھ ہی پورے زور سے آنحضرت ﷺ کی محبت کا اظہار شروع ہوگیا اور صاف الفاظ میں کہا گیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت بند ہے آپ خاتم الانبیاءؐ ہیں آپ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا کافر ہے چنانچہ مرزا نے کہا۔

۱۷۶...... ’’میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔‘‘ (آسمانی فیصلہ ۳، خزائن ۴ ص ۳۱۳)

۱۷۷...... ’’آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبیؐ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے اور کوئی نبی نہیں آئیگا نیا ہو یا پرانا۔‘‘ (نشان آسمانی ص ۳۰، خزائن ج ۴ ص ۳۹۰)

۱۷۸...... میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر، بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ ختم المرسلین ﷺ کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کافر وکاذب جانتا ہوں۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۰، اشتہار مورخہ ۲؍اکتوبر ۱۸۹۱ء)

۱۷۹...... ’’خاتم الانبیاء کی عظمت دکھانے کے لئے اگر کوئی نبی آتا تو خاتم الانبیاء کی شان عظیم میں رخنہ پڑتا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۶۴۷، ۶۴۸، خزائن ج ۳ ص ۴۴۹، ۴۵۰)

۱۸۰...... محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی جائز نہیں دوسری جائز ہے مگر میرا اپنا یہ مذہب ہے کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے۔

(الحکم ۱۷؍اپریل ۱۹۰۳ء، ملفوظات ج ۵ حاشیہ ص ۳۵۱، ۳۵۲)

''ھست اوخیر الرسل خیر الانام'' ''ھر نبوت رابر وشداختتام''

(سراج منیر ص۹۳، خزائن ج۱۲ ص۹۵)

۱۸۱...... ''میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں تاکہ دین مصطفےٰ کی تجدید کروں اور اس نے مجھے صدی کے سر پر بھیجا۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۸۳، خزائن ج۵ ص۳۸۳)

بطور نمونہ ان چند حوالہ جات پر اکتفا کی جاتی ہے یہ تحریریں اس امر کا ثبوت ہیں کہ مرزا نے اپنا بچاؤ اسی میں سمجھا کہ مدعی نبوت کو کافر و دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائے چنانچہ اس سلسلہ میں آنحضرتﷺ کی مدح میں نظم و نثر پر زور دیا کس لئے تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے عقیدہ سے لوگ بدک نہ جائیں بلکہ ان کے دماغ کو اس طرف لگا دیا جائے کہ یہ شخص آنحضرتﷺ کا ایک ادنیٰ خادم ہے اسے نبی بننے کا قطعاً خیال نہیں یہ تو آنحضرتﷺ کے بعد مدعی نبوت کو کافر سمجھتا ہے چنانچہ یہ تدبیر کارگر ہوئی جو چند مرید ہاتھ لگ گئے تھے وہ مرزا قادیانی کو آنحضرت کا عاشق جان کر کے اس کا ساتھ دیتے رہے مرزا قادیانی نے یہ تدبیر صرف اس لئے کی کہ وہ جانتا تھا کہ جو مسلمان اس کے حلقہ میں شامل ہو گئے ہیں ان کے دلوں سے آنحضرتﷺ کی محبت نکالنا آسان نہیں بہتر یہی ہے کہ ان کے خیال کو آہستہ آہستہ نکالا جائے چند سال یہی حال رہا آخر ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعوے کر دیا دعویٰ نبوت کا اعلان کرتے ہوئے جو توجیہ کی گئی ہے وہ قابل دید ہے سنئے۔

۱۸۲...... ''جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کہہ کر پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص۶،۷، خزائن ج۱۸ ص۲۱۰،۲۱۱)

یہ تو ہمیں بحث نہیں کہ پیشتر ازیں کن معنوں میں انکار تھا کیونکہ گزشتہ حوالہ جات بالکل صاف ہیں اور کسی تاویل کی گنجائش نہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ کس عجیب و غریب طریق

سے نبوت کے دعویٰ کی ابتداء کی گئی ہے۔ مگر ابھی ساتھ ساتھ آنحضرت ﷺ سے باطنی فیوض کا ذکر موجود ہے۔

پیشتر اس کے کہ ہم دعویٰ نبوت کے اور حوالہ جات پیش کریں اس حوالہ مذکور کے متعلق ایک اور حوالہ درج کرتے ہیں۔ جس میں مرزا اقراری ہے کہ پہلے نبوت کا انکار تھا۔ اور واقعی عقیدۂ انکار تھا۔ مگر خدا کی وحی نے اس عقیدہ سے ہٹایا۔ مگر مذکورہ بالا حوالہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ فلاں معنی سے انکار تھا اور ان معنوں سے اقرار تھا گویا تبدیلی عقیدہ نہیں ہوئی۔

۱۸۳...... ’’اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔‘‘

(حقیقت الوحی ص ۱۴۹، ۱۵۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳، ۱۵۴)

یہ حوالہ اس امر کا ثبوت ہے کہ عقیدہ میں تبدیلی ہوئی۔ مگر سابقہ حوالہ میں مرزا نے یہ ظاہر کیا ہے کہ نبوت کا انکار فلاں معنی سے تھا۔ اور اقرار فلاں معنی سے گویا تبدیلی عقیدہ ہوئی ہی نہیں۔ اب دعویٰ نبوت کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے۔

۱۸۴...... ’’میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

۱۸۵...... ’’سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا‘‘

(دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

دیکھئے! اب آہستہ آہستہ آنحضرت ﷺ سے فیض کے الفاظ کا استعمال بھی کم ہوتا جائے گا۔ کیونکہ یہ باتیں تو صرف مریدوں کو قابو میں رکھنے کے لئے ہیں ورنہ اصل مقصود تو یہی ہے کہ کچھ عرصہ بعد برابری اور پھر برتری کا دعویٰ ہوگا، سنئے۔

۱۸۶...... ’’غرض اس حصہ وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے

گزر چکے ہیں۔ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔"

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶، ۴۰۷)

۱۸۷..... "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔"

(بدر ۵ر مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)

۱۸۸..... "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔"

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

۱۸۹..... "اگر غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو بتاؤ کس نام سے اسے پکارا جائے۔اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت میں اظہار غیب کے نہیں ہیں۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۹)

اس حوالہ کے مقابلہ میں حوالہ نمبر ۱۸۱ پھر دیکھئے:

۱۹۰..... "ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر ونہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہ ہی صاحب شریعت ہوگیا۔پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اگر یہ کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:"ان هذا لفی الصحف الا ولی صحف ابراهیم و موسی "یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہیں رہتی۔" (اربعین ج ۴ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵، ۴۳۶)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ باشریعت نبی ہونے کا بھی دعوی ہے۔غرضیکہ ایک مجوزہ اسکیم کے مطابق مرید پیدا کئے گئے یا یہ کہ جوں جوں کام ترقی کرتا گیا آپ جناب بھی قدم بڑھاتے گئے یہ تمام کام ایک اسکیم کے مطابق کیا گیا۔اس کا اقرار مرزا قادیان کا بیٹا خلیفہ قادیان نہایت لطیف پیرایہ میں یوں کرتا ہے۔

۱۹۱..... "اگر آپ کو یک لخت مسیح کی وفات اور اپنی نبوت کا اعلان کرنے کا حکم

ہوتا تو آپ کی جماعت کیلئے سخت مشکلات کا سامنا ہوتا، پس اللہ تعالیٰ نے پہلے آپ سے براہین احمدیہ لکھوائی اور گو اس میں آپ کو مسیح قرار دیا لیکن انکشاف تامہ نہ کیا تا کہ آپ کو عظیم الشان کام کے لئے تیار فرمائے جس پر آپ کو مقرر فرمانا تھا اور مسیح (ایک نبی کا احترام ملاحظہ ہو) کی وفات پر پردہ اس لئے ڈالے رکھا کہ اگر حضرت مسیح موعود کو اس وقت اعلان کر دیتے لیکن اللہ تعالیٰ اپنی سنت قدیم کے ماتحت چاہتا تھا کہ سب کام ترتیب وار ہوں (اللہ تعالیٰ چاہتا تھا یا مرزا) پس اپنی مسیح موعود کو بھی اصلی بات سے ناواقف رکھا۔ اس طرح آپ کو براہین کے زمانہ میں ہی نبی قرار دیا لیکن اس پر بھی ایک پردہ خفا ڈالے رکھا دونوں باتیں براہین احمدیہ کے زمانہ میں ظاہر تو اس لئے کیں تا کہ یہ نہ ثابت ہو کہ کوئی منصوبہ ہے اور پوشیدہ اس لئے رکھی کہ متلاشیان صداقت پر حد سے زیادہ بوجھ نہ پڑ جائے پھر دس سال بعد وفات مسیح کے مسئلہ پر سے پردہ اٹھا دیا لیکن مسئلہ نبوت پر ایک پردہ پڑا رہا تا کہ جماعت اپنے اندر ایک مضبوطی پیدا کر لے حتیٰ کہ ۱۹۰۱ء میں اس پردہ کو بھی اٹھا دیا اور حقیقت کھل گئی اور صداقت ظاہر ہو گئی۔" یا منصوبہ ظاہر ہو گیا یہ فیصلہ ناظرین کریں گے۔

(حقیقت النبوۃ ص ۱۴۴، ۱۴۵)

خلیفہ قادیان ان چیزوں کو خدا کی حکمت بتاتا ہے کیونکہ خود اس کے دل میں یہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ حالات پر غور و فکر کرنے والا انسان اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ تمام کاروبار ایک اسکیم کے مطابق چلایا گیا ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ قرآن کریم کے معارف کا حامل حقانیت اسلام پر دس ہزار چیلنج دینے والا انسان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ نہ سمجھ سکا حالانکہ بقول قادیانی کمپنی قرآن کریم کی تیس آیات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہے قرآن کریم کے معارف سمجھنے والا ۱۳۰۰ سال کے بعد صرف ایک شخص پیدا ہونے والا قرآن کریم سے یہ نہ سمجھ سکا کہ نبوت جاری ہے اور اس کا دروازہ بند کرنا اسلام کی ہتک ہے غرضیکہ ان حقائق کو زیر نظر رکھتے ہوئے خلیفہ قادیان اس سوال کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر ہمارے نزدیک وہ اس اسکیم کی تائید کرتا ہے۔ جو ہم نے واقعات سے اخذ کی ہے۔ بہر کیف یہ بات خدا تعالیٰ کی حکمت تھی یا ایک مجوزہ اسکیم دونوں باتوں کا فیصلہ واقعات سے ہو سکتا ہے، واقعات ہم نے صاف الفاظ میں بیان کر دئے ہیں جس سے نتیجہ اخذ کرنا ہر عقل مند کے لئے نہایت آسان ہے۔

اس اسکیم کی تائید اس امر سے بھی ہو سکتی ہے کہ اس اسکیم پر کاربند ہونے کے بعد اور یہ محسوس کرنے کے بعد کہ اب مرید اسلام اور مسلمانوں سے دور ہو چکے ہیں ان کے دلوں میں مرزا کی محبت پیدا ہو گئی ہے۔ ان عقائد کا اظہار کیا گیا جو ہم پہلے باب میں بیان کر چکے ہیں یعنی

آنحضرت ﷺ سے افضلیت یا برابری کا دعویٰ۔ مسلمانوں کو کافر دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا مسلمانوں سے رشتے ناطے ناجائز مسلمانوں اور ان کے معصوم بچوں کا جنازہ حرام مسلمانوں کے پیچھے نماز ناجائز وغیرہ ذالک۔

یہ عقائد اس وقت پھیلائے گئے جب دیکھا کہ مرید اس درجہ قابو آ گئے ہیں کہ وہ اب بھاگ نہیں سکتے۔ اب ان واقعات سے فیصلہ کیجئے کہ یہ مذہب خدا کی طرف سے ہے یا ایک انسانی کاروبار۔

سیاسی چالیں

قادیانی کمپنی نے اپنے ابتدائی ایام میں خصوصاً خود کو خالص مذہبی گروہ ظاہر کیا۔ یہ حکومت کی نظروں سے بچنے کے لئے تھا یا دنیا پر تقدس کے اظہار کے لئے ہمیں اس سے بحث نہیں ہمارا مقصود اس جگہ اس کمپنی کی دورنگی بتانا ہے اس باب کے مطالعہ سے یہ چیز عیاں ہو جائے گی کہ اس کمپنی کی دورنگی اس امر کی بین دلیل ہے کہ یہ کوئی مذہبی جماعت نہیں بلکہ ایک تجارتی کمپنی ہے جس کا کام وقت وقت کا راگ الاپنا ہے۔

ذیل کے حوالہ جات ملاحظہ فرمایئے اور دیکھئے کہ قادیانی جماعت کا لیڈر اپنی جماعت کو سیاست سے علیحدہ رہنے کی تاکید کرتا ہوا کس قدر تقدس' دینداری اور پرہیزگاری کا اظہار کرتا ہے خلیفہ قادیان اپنی جماعت کے ایک اعتراض کو یوں بیان کرتا ہے۔

۱۹۲...... "ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ سٹرائکوں سے نفع حاصل ہوتا ہے اور حقوق مل جاتے ہیں پھر یہ بھی ہے کہ جائز ایجی ٹیشن کو گورنمنٹ بھی ناپسند نہیں کرتی تو پھر کیا وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ کو سیاست سے روکا جاتا ہے اور حضرت مسیح موعود نے کیوں روکا ہے۔"

(برکات خلافت ص ۵۴)

اس سوال کا جواب خلیفہ قادیان نے ۱۸ صفحات پر دیا ہے اور پورے زور سے اپنے مریدوں کو سیاست میں دخل دینے سے روکا ہے ہم اس طویل جواب کے چند اقتباسات اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ جن سے یہ ظاہر ہوگا کہ قادیانی خلیفہ کے نزدیک سیاست میں دخل ایک زہر ہے اور اس میں قادیانی جماعت کی ہلاکت ہے حتیٰ کہ جائز حقوق کے مطالبہ کو بھی ناجائز بتایا ہے مذکورہ بالا کتاب برکات خلافت کے حسب ذیل اقتباسات ملاحظہ فرمایئے۔

۱۹۳...... "حضرت مسیح موعود (مراد مرزا قادیانی) فرماتے ہیں کہ گورنمنٹ ایک حد

تک سیاسی امور کی طرف توجہ رکھنے کی اجازت دیتی ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اس کام کا انجام خراب ہوگا اس لئے میں اپنی جماعت کو اس کی اجازت نہیں دیتا۔" (برکات خلافت ص۵۶)

۱۹۴...... "غرضیکہ گو صوبہ کے ایک بڑے اور ذمہ دار حاکم نے اس بات پر زور بھی دیا کہ مسلم لیگ سے نقصان نہیں ہوگا لیکن حضرت صاحب (مرزا قادیانی) نے یہی جواب دیا کہ اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔" (برکات خلافت ص۵۷)

۱۹۵...... "اسی طرح سیاست کا خون جس کسی کے منہ کو لگ جاتا ہے پھر وہ اسے نہیں چھوڑ سکتا اور وہ اس کے اندر ہی گھستا جاتا ہے۔" (برکات خلافت ص۵۹)

۱۹۶...... "آج کل اسلام پر جو نازک وقت آیا ہوا ہے اس سے پہلے اس پر کبھی نہیں آیا اس لئے اس وقت اسلام کو جتنے بھی ہاتھ کام کے لئے مل جائیں اور جس قدر بھی سپاہی اسلام کی حفاظت کے لئے مل جائیں اتنے ہی کم ہیں اس لئے آج مسلمانوں کے لئے سیاست کی طرف متوجہ ہونا ایک زہر ہے جسے کھا کر ان کا بچنا محال بلکہ ناممکن ہے۔" (برکات خلافت ص۵۹)

۱۹۷...... "حضرت مسیح موعود نے یہ پسند نہ کیا کہ جو تھوڑے سے آدمی ان کے ساتھ شامل ہیں ان کو بھی آپ سیاست میں دخل دینے کی اجازت دے کر اپنے ہاتھ سے کھو دیں۔"

(برکات خلافت ص۶۱)

۱۹۸...... "سیاست میں پڑ کر چھوٹی قوم بڑی میں جذب ہو جاتی ہیں۔"

(برکات خلافت ص۶۲)

۱۹۹...... "سیاست کا کوئی مذہب نہیں۔" (برکات خلافت ص۶۳)

خلیفہ قادیان سیاست سے علیحدہ رہنے کی ایک وجہ یہ بھی فرماتے ہیں:

۲۰۰...... "احسان کا بدلہ ہونا چاہئے۔ احسان بھی تو دنیا میں کوئی چیز ہے۔ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ تلخی اور مرارت جو سکھوں کے عہد میں ہم نے اٹھائی تھی گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ آ کر ہم سب بھول گئے۔" (برکات خلافت ص۶۳)

گویا اصل وجہ کا یوں اظہار کیا ہے کہ حکومت نے ہم کو آرام پہنچایا ہے اس لئے ہم خوش ہیں اور اپنے حقوق طلب کرنا بھی گناہ سمجھتے ہیں یا یوں سمجھئے کہ حکومت کی ذرہ بھر ناراضگی لیکر اپنی کمپنی کا خاتمہ ہونے کا خوف دامنگیر ہے بہرحال سیاست سے بچنے کا وعظ سنتے جایئے۔

۲۰۱...... "نادان ہے وہ انسان جو اس وقت سیاست کی کش مکش کو دیکھ کر اور پھر اسلام کی حالت کو معلوم کر کے سیاست کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔" (برکات خلافت ص۶۰، ۶۱)

۲۰۲...... ''اگر کوئی یہ کہے کہ ہمیں سیاست کے چھوڑنے کی وجہ سے نقصان اٹھانا پڑتا ہے ہم تحصیلدار ڈپٹی اور دیگر سرکاری عہدے حاصل نہیں کر سکتے تو وہ سمجھ لے کہ اس کے چھوڑنے سے خدا ملتا ہے اور نہ چھوڑنے سے دنیا پس اگر تمہیں خدا پیارا ہے تو سیاست کو چھوڑ دو۔''

(برکات خلافت ص ۶۱)

۲۰۳...... ''ہماری اپنی تو یہ حالت ہے کہ کوئی دشمن ہمیں تنگ کرتا ہے تکلیفیں دیتا ہے دکھ پہنچاتا ہے تو ہم کو گورنمنٹ کے سپاہی ہی اس سے بچاتے ہیں تو سیاست کی وجہ سے ہمیشہ وہی قوم کامیاب ہوتی ہے جس کا جتھا ہو۔'' (برکات خلافت ص ۶۱)

دلی خیالات کا بھی اظہار ہو گیا اسلام کا درد و ورد محض بہانہ ہے اصل چیز یہی ہے اور سنئے۔

''اگر ہم یہ تھوڑے سے آدمی بھی سیاست میں لگ جائیں تو اور کون ہوگا جو اسلام کی خدمت کرے گا ان لوگوں کو جانے دو جو سیاست میں پڑتے ہیں اور تم دین اسلام کی خدمت میں لگے رہو۔'' (برکات خلافت ص ۶۹)

''اسلام کی موجودہ ضروریات چاہتی ہیں کہ ہماری جماعت سیاسی معاملات سے ایسی الگ رہے کہ جس حد تک گورنمنٹ اپنی رعایا کو سیاسی معاملات میں دلچسپی رکھنے کی اجازت بھی دیتی ہے وہ سیاست میں اس قدر بھی دخل نہ دے۔'' (برکات خلافت ص ۷۱)

حضرات! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اسلام کی خدمت کا رونا روتے ہوئے قادیانی خلیفہ (جس نے اپنے باپ کے اقوال بھی نقل کئے ہیں) نے کیونکہ جماعت کو سیاست میں کسی قسم کا دخل دینے سے منع کیا ہے اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمایئے اور یہ بات ذہن میں رکھئے کہ ہمیں اس سے بحث نہیں کہ سیاست اچھی چیز ہے یا بُری اس میں دخل دینا تباہی و بربادی ہے یا فائدہ بخش بلکہ ہمارا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ یہ جماعت قطعاً قطعاً مذہبی جماعت نہیں اس گروہ کی بنیاد تجارتی اغراض پر ہے جن کے حصول کے لئے مذہب کو آڑ بنایا گیا ہے ان کی دورنگی اس امر کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔

جس کتاب سے یہ اقتباسات نقل کئے ہیں وہ ۱۹۱۴ء کی ہے اس وقت ضرورت تھی کہ اس قسم کا وعظ کر کے اپنے تقدس کا اظہار کیا جائے مگر اس کے چند ہی سال بعد کیا ہوتا ہے اس کا اندازہ واقعات سے فرمایئے۔

دنیا کا کوئی معاملہ ہو جاپان سے متعلق ہو یا چین سے امریکہ کا معاملہ ہو یا افریقہ کا

افغانستان کا ہو یا ترکستان کا' یہ گروہ اس میں دخل دینا ضروری سمجھتا ہے۔

ہمارا سوال صرف یہ ہے کہ کیا اب اسلام کو سپاہیوں کی ضرورت نہیں رہی کیا اسلام کی خدمت کا کام ختم ہوگیا آخر آج کونسے وجوہ ہیں جن کی بنا پر تم سیاسیات میں دخل دے رہے ہو کیا اس کا باعث صرف یہ نہیں کہ تم ہر جگہ تفرقہ انگیزی کے ذریعہ اپنا فرض سرانجام دے رہے ہو مثلاً افغانستان کا معاملہ لیجئے امان اللہ خاں سابق شاہ افغانستان کے خلاف اس کے ملک میں بغاوت ہوئی بغاوت کرانے میں قادیانیوں کا دخل تھا یا نہیں اسے رہنے دیجئے صرف یہ دیکھئے کہ آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

جب شاہ کابل برسرِ اقتدار تھے

۲۰۶...... ''جس بات کا خطرہ تھا وہ ہو کر رہی یعنی کابل کے ملاں فتنہ وفساد پھیلانے سے باز نہ آئے اور انہوں نے ایک حصہ ملک میں بدامنی و بغاوت کرا ہی دی...... سمجھ میں نہیں آتا وہ لوگ جو دینی علوم کے ماہر اور مسلمانوں کے مذہبی رہنما ہونے کے مدعی بنتے ہیں وہ اپنی ملکی حکومت کے خلاف بغاوت پھیلانا کیونکر جائز قرار دے لیتے ہیں...... ان کی یہ حرکت کسی بھی عقلمند آدمی کے نزدیک قابل معافی نہیں ہو سکتی اور حکومت کابل نے ان کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اس میں کوئی انہیں قابل ہمدردی نہیں قرار دے سکتا۔''

(الفضل ج ۱۶ نمبر ۴۶ ص ۳ کالم ۱، ۲، ۳، ۱۱ر دسمبر ۱۹۲۸ء)

۲۰۷...... ہز میجسٹی شاہ کابل کو اپنے ملک میں اصلاحات جاری کرنے پر سب سے بڑی مشکلات اور رکاوٹیں ان لوگوں کی طرف سے پیش آرہی ہیں جو پیر و ملاں کہلاتے اور بلاوجہ وبلا استحقاق عوام کو اپنے پھندے میں پھنسائے ہوئے ہیں...... خدا تعالیٰ شاہ کابل کو جھوٹے اور بناوٹی پیروں کے رسوخ کو پورے طور پر مٹانے کی توفیق دے...... ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہندوستان کے علماء کا وہ طبقہ جن کے دماغوں میں بوسیدہ خیالات بھرے ہوئے ہیں شاہ کابل کی اصلی تجاویز کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

(الفضل ج ۱۶ نمبر ۳۷ ص ۴، ۶ر نومبر ۱۹۲۸ء)

آپ نے امان اللہ خان کی تائید میں زوردار الفاظ سن لئے اب بچہ سقہ کی تعریف بھی سنئے جونہیں اس گروہ نے دیکھا کہ بچہ سقہ غالب رہتا نظر آتا ہے تو یہ ارشاد ہوا:۔

جب باغی کامیاب ہوتے نظر آئے

۲۰۸...... ''سابق شاہ کابل امان اللہ خاں یورپ کی سیاحت سے کچھ ایسے متاثر

ہوئے کہ انہوں نے نہ صرف خود یورپ کی ہر بات میں تقلید کرنا اپنے لئے باعث فخر سمجھا بلکہ اپنی ملکہ کو بھی مغربی رنگ میں رنگ دیا ملکہ نے نقاب تو جہاز پر سوار ہوتے ہی اتار دیا تھا۔ لیکن یورپ پہنچ کر وہاں ایسے ایسے زنانہ فیشن اختیار کئے جو مغربی شرفاء کی خواتین میں سے بھی شاید ہی کوئی پسند کرتی ہوں آخر امان اللہ خاں جب سیاحت ختم کر کے اپنے ملک میں پہنچے تو مغربی تہذیب و تمدن سے اس درجہ مسحور ہو چکے تھے کہ انہوں نے اپنے ملک میں مغربی معاشرت جاری کرنے کے لئے جبر سے کام لینا شروع کر دیا۔" (الفضل ۲۵/جولائی ۱۹۳۰ء)

یہی وہ مغربی تہذیب تھی جس کو چند روز پہلے آسمانی گزٹ اصلی تجاویز قرار دے کر علماء کو کوس رہا تھا۔

۲۰۹...... "ہمارے حضرت امام ایداللہ تعالی (موسیو بشیر) نے پہلے ہی (بطور پیش گوئی) بتا دیا تھا کہ افغانستان کا اختیار کردہ راستہ ترقی کا نہیں بلکہ ترقی کے لئے اسلام کی ضرورت ہے۔" (الفضل ۲۵/جولائی ۱۹۲۸ء)

۲۱۰...... "اب جبکہ دست قدرت نے امان اللہ خان کو ہر لحاظ سے تہی دست کر دیا مناسب یہی ہے کہ ان کا ذکر اگر عبرت کے طور پر کرنا پڑے تو انہی الفاظ میں کیا جائے جو ان کی حالت کے مطابق ہوں ورنہ ایک بچہ سقہ کے خوف سے بھاگ آنے والے کو اگر غازی اور شہریار غازی کہا جائے تو یہ اس کی توقیر نہیں ہوگی بلکہ اس کے ساتھ تمسخر ہوگا۔ لیکن سرزمین ہند جہاں لوگ بیٹھے بٹھائے غازی بن جاتے ہیں وہاں جنگ سے بھاگا ہوا کیوں غازی نہ کہلائے۔

غازی امان اللہ خان کا وجود جس قدر افغانستان کے لئے مفید سمجھا گیا تھا۔ خدا کی شان اتنا ہی نقصان رساں اور تباہی خیز ثابت ہوا ہے۔" (الفضل ۵/جولائی ۱۹۲۹ء)

ہر دو قسم کے اقوال آپ نے ملاحظہ فرمائے اب غور فرمایئے کہ اسلام کی خدمت کی اب ضرورت ختم ہوگئی تھی جو انہوں نے سیاست میں دخل دیا اور سنئے کانگرس کا زور ہوا تو خلیفہ قادیان اسی حکومت کے خلاف جس کے بے شمار احسانات بقول خلیفہ قادیان مرزا کے خاندان پر ہیں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

"حضرت مرزا قادیانی تے وہ کام تو کر دیا ہے جو آنے والے مسیح کے لئے مقرر تھا اب آنے والے کے لئے کوئی اور باقی نہیں اور اس لئے کسی اور کے آنے کی ضرورت بھی باقی نہیں رہی یہ بات بالکل عقل کے خلاف ہے کہ کسی کے لئے خدا تعالی نے کوئی کام مقرر کیا ہو اور اسے دوسرا

آکر کر جائے عیسائیت میں بھی تنزل کے آثار شروع ہو چکے ہیں اور عیسائیوں کا غلبہ مٹ رہا ہے آج سے پچاس سال قبل کسی کو یہ خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ انگریز کبھی ہندوستان کو حقوق دیں گے لیکن اب وہ آہستہ آہستہ دے رہے ہیں۔ پھر ان کی تجارتی طاقت بھی ٹوٹ رہی ہے کوئی زمانہ تھا کہ انگریز کہتے تھے ہم یورپ کی دو بڑی سے بڑی طاقتوں سے دوگنا بحری بیڑا رکھیں گے۔ اس زمانہ میں حضرت مرزا قادیانی نے پیش گوئی فرمائی۔

سلطنت برطانیہ تا ہشت سال
بعد ازاں آثار ضعف واختلال

اس کے کچھ عرصہ بعد ملکہ وکٹوریہ فوت ہوئیں تو اس سلطنت میں آثار ضعف شروع ہو گئے ہندوستان میں جو رو آج نظر آ رہی ہے یہ دراصل جنگ ٹرانسوال کے زمانہ میں ہی شروع ہو گئی تھی اس وقت ہندوستانیوں نے خیال کیا کہ اگر یہ تیس لاکھ انسان انگریزوں کو تنگ کر سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں کر سکتے چنانچہ اسی وقت سے یہ کشمکش شروع ہوئی اور پھر روز بروز ضعف زیادہ ہی ہوتا چلا گیا اب عیسائیت کھڑی رہ نہیں سکتی۔ حضرت مرزا قادیانی نے مسیح کو مار دیا اور اس طرح اسلام کو عیسائیت کے غلبہ سے بچا لیا بلکہ اناجیل سے وفات مسیح ثابت کر کے باقی دنیا کو بھی عیسائیت کے غلبہ سے محفوظ کر دیا ہے۔" (الفضل ج ۱۷، ۷/مارچ ۱۹۳۰ء ص ۱۴)

اور سنئے:

۲۱۲...... ہندوستانی غیر محدود زمانہ تک غیر ملکی حکومت گوارا نہیں کر سکتا اب ہندوستان خاموش نہیں بیٹھ سکتا۔ (الفضل ۲۶، ۲۹/جون ۱۹۳۰ء)

"سائمن کمیشن اس غرض کے لئے مقرر کیا گیا تھا کہ دیکھا جائے مزید اختیارات کس حد تک دیئے جا سکتے ہیں ادھر ہندوستان میں اس حد تک بیداری تعلیم آزادی کا احساس پیدا ہو چکا ہے اور دوسرے ممالک اس طرح آزاد ہو رہے ہیں کہ اب ہندوستانی خاموش نہیں بیٹھ سکتے اور یہ ممکن ہی نہیں کہ دنیا کی آبادی کا ۱/۴ حصہ غیر محدود اور غیر معین عرصہ تک ایک غیر ملکی حکومت کی اطاعت گوارا کر سکے اگر یہ مطالبہ منظور نہ کیا گیا تو آج نہیں تو کل اور کل نہیں تو پرسوں ملک عقلمندی مصلحت اور دور اندیشی کے تمام قوانین توڑنے کے لئے کھڑا ہو جائیگا اور خواہ اسے خودکشی کہا جائے اور خواہ اس کا نام تباہی و بربادی رکھا جائے ملک اس کے لئے آمادہ ہو جائیگا۔"

(الفضل ۹ مئی ۱۹۳۰ء)

۲۱۴...... ''میں نے پہلے ہی لکھا تھا کہ جس وقت سے ملک میں حکومت خود اختیاری کا سوال پیدا ہوا ہے حکومت ہمیشہ زبردست کا ساتھ دینے کی کوشش کرتی ہے کیونکہ کوئی خواہ کتنا بھی دیانت دار ہو اگر اس میں دیانتداری اور روحانیت نہیں تو وہ قومی مفاد کے مقابلہ میں دیانت کی کوئی زیادہ پرواہ نہیں کرتا جس کے اخلاق کیسے بھی ہوں وہ جہاں بھی قومی سوال پیدا ہوگا انہیں خیر باد کہہ دیگا اسی لئے میں نے پہلے بھی کئی بار کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ جوں جوں ہندوستان میں حکومت خود اختیاری کا سوال زور پکڑتا جائیگا انگریز زبردست کی طرف جھکتے جائیں گے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں زبردست کی حمایت کے بغیر ہم یہاں نہیں رہ سکتے۔ آئر لینڈ میں دیکھ لو کیا ہوا جن لوگوں نے اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر حکومت کا ساتھ دیا حکومت نے جب دیکھا کہ ملک میں مخالفت بڑھ گئی ہے تو اس نے ان جانبازوں کا ساتھ چھوڑ دیا اور ایسے ایسے قوانین پاس کر دیئے جنہیں ان بہادروں نے اپنی حق تلفی سمجھا وہ لوگ ان کے ہم مذہب ہم قوم اور وفادار تھے لیکن ان تعلقات کے ہوتے ہوئے جب زبردست کے مقابلہ میں ان کی پرواہ نہ کی گئی تو صرف وفاداروں کو جو نہ ان کے ہم مذہب ہیں اور نہ ہم قوم ساتھ چھوڑ دینا کونسی اچنبے کی بات ہے۔'' (خطبہ میاں محمود)

(الفضل ج ۱۷ نمبر ۳۰ ص ۶، ۱۱/ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

مذکورہ بالا اقوال تو اس وقت کے ہیں جب کانگرس زوروں پر تھی مگر جونہی چند دن بعد کانگرس قادیانیوں کے خیال میں ناکام دکھائی دی تو خلیفہ قادیان ارشاد فرماتے ہیں۔

۲۱۵...... ''ہندوستان کے سے غریب ملک میں یہ اور اسی قسم کی دوسری تحریکیں جو لاکھوں آدمیوں کو قوت لایموت مہیا کرنے سے باز رکھ رہی ہیں جس قدر تباہی اور بدامنی پیدا کر سکتی ہیں وہ ظاہر ہے اور حالات جس حد تک نازک ہو چکے ہیں وہ خود کانگرسیوں سے بھی پوشیدہ نہیں لیکن باوجود اس کے وہ اصلاح حال کی طرف متوجہ ہوتے نظر نہیں آتے غرض وہ وقت آئیگا اور ضرور آئے گا جب کہ کانگرسیوں کو اپنی غلط روی کا احساس پورے طور پر ہوگا اور وہ اپنے کیئے پر پچھتانے کے لئے مجبور ہوں گے لیکن اگر سوائے نقصان کے اور کچھ نظر نہ آتا تو ہوشمندی کا تقاضا یہی ہے کہ قدم روک لئے جائیں اور وہ روش اختیار کی جائے جس پر چلنے سے منزل مقصود پہنچنے کی توقع کی جاسکے۔''

(الفضل ص ۳، ۶/ ستمبر ۱۹۳۰ء)

اور سنئے کانگرس پر نکتہ چینی کرتے ہوئے آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

۲۱۶...... ''پس میں جماعت کو پورے زور سے نصیحت کرتا [illegible]

تحریکات کی خبر گیری کریں اور وقتاً فوقتاً مجھے اطلاعات بھیجتے رہیں (تاکہ یہی اطلاعات حکومت کو بھیج کر اپنا احسان جتایا جائے کہ دیکھو ہم سی آئی ڈی کا کام سرانجام دیتے ہیں)۔"

(الفضل ۷رجولائی ۱۹۳۲ء)

آگے لکھتے ہیں کہ:

۲۱۷...... "میں نے ایک اسکیم میں تجویز کی ہے جس کے ماتحت پچیس سال تک کے تمام نوجوانوں کو منظم کیا جائے گا لیکن علاوہ اس تنظیم کے ہماری جماعت کے ہر فرد کو حکومت کی اس معاملہ میں مدد کرنی چاہئے۔ اگر حکومت کی مدد کرو گے تو حکومت مضبوط ہوگی (مگر یہ بتاؤ کہ تمہارے مرزا کی پیش گوئی جو حکومت کی تباہی کے لئے کی گئی ہے کیونکر پوری ہوگی کیا یہ باتیں تم دل سے کہہ رہے ہو۔) (خطبہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل ۷رجولائی ۱۹۳۲ء)

سوال یہ ہے کہ اب اپنی جماعت کے نوجوانوں کو حکومت کی امداد کے لئے تیار کرنا کیا معنی رکھتا ہے کیا ہندوستان مسلمان ہوگیا خاص قادیان کی کہو کہ وہاں ہندو سکھ عیسائی باقی نہیں رہے کیا اسلام کو آج سپاہیوں کی ضرورت نہیں رہی اسلام کا وہ درد جو ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوا تھا کہاں گیا کیا اسلام کی خدمت کا کام ختم ہو چکا جواب اس سے فارغ ہو کر خدا کو ملنے کی بجائے اب دنیا یعنی سیاست کے پیچھے پڑے ہو۔

ہمیں اس وقت اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ قادیانی فوج تیار ہو کر کیا کرے گی جو لوگ قادیان میں مذبح کو نہ بچا سکے وہ کیا کریں گے۔ یہ صرف لفظی طور پر حکومت کے خوش کرنے کے لئے فوج کی تیاری کا اعلان کیا ہے سمجھا یہ کہ حکومت کو امداد کی ضرورت تو ہوگی نہیں لفظی ہمدردی میں کیا حرج ہے کیونکہ ہمارا مقصود تو اس وقت خود قادیانی خلیفہ کے اقوال سے ان کی دورنگی ظاہر کرنے سے یہ ثابت کرنا ہے کہ یہ کمپنی کوئی مذہبی جماعت نہیں بلکہ ایک تجارتی کمپنی ہے جس نے مذہب کی اوڑھنی اوڑھ رکھی ہے۔

قادیانی کمپنی کا موجود طرز عمل ملاحظہ فرمایئے کشمیر میں فتنہ انگیزی معاملات کشمیر میں دخل درمعقولات کشمیر کمیٹی کا ڈھونگ مسلم لیگ کی صدارت ایک قادیانی کا گول میز کانفرنس میں جانے کے لئے انتہائی کوشش کر کے کونسلوں میں جانا۔ قادیانی ان معاملات میں کیوں منہمک ہیں یا مسلمانوں کے معاملات میں دخل دے کر قادیانیوں کا کیا حشر ہوتا ہے اس وقت اس چیز پر ہماری بحث نہیں ہمارا سوال تو صرف یہ ہے کہ کیا اسلام کی خدمت کا کام سرانجام پا چکا جواب سیاسیات میں دخل دے رہے ہو اور تمہارا یہ اعلان کہاں گیا۔

''اگر ہم تھوڑے سے آدمی بھی سیاست میں لگ جائیں تو کون ہوگا جو اسلام کی خدمت کرے گا۔ اگر تمہیں خدا پیارا ہے تو سیاست کو چھوڑ دو''

پس یا تو مانو کہ اب تمہیں خدا پیارا نہیں یا اس بات کا اقرار کرو کہ بقول خود سیاست کا کوئی مذہب نہیں ہوتا تم دراصل ہو ہی سیاسی گروہ جس کا کوئی مذہب نہیں۔

دعوت مباہلہ

خلیفہ قادیانی خود کو خدا کا مقرب ظاہر کرتا ہوا پبلک کو اپنی مریدی کی دعوت دیتا رہتا ہے۔ جس کی بناء پر ہر شخص کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اس کی لائف، اخلاق چال چلن کو پرکھے بدیں وجہ میں نے اور ان تمام اشخاص نے جن پر خلیفہ قادیان کے اندرونی حالات کا راز طشت از بام ہوگیا۔ خلیفہ مذکور کو ماہ اکتوبر ۱۹۲۷ء میں چیلنج دیا کہ وہ اپنی ذات پر عائد ہونے والے الزامات کے خلاف میدان مباہلہ میں آئے۔ (مباہلہ نام ہے دو افراد یا جماعتوں کا ایک دوسرے کے خلاف یہ بددعا کرنا کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو) اب بھی یہ چیلنج بدستور قائم ہے (اسی چیز کی یادگار کے طور راس پاکٹ بک کا نام مباہلہ پاکٹ بک رکھا گیا ہے) خلیفہ قادیان نے اس دعوت مباہلہ سے بدیں الفاظ انکار کر دیا۔

۲۱۸...... ''مجھے کامل یقین ہے اور ایک اور ایک دو کی طرح یقین ہے کہ ایسے امور کے متعلق مباہلہ کا مطالبہ کرنا یا ایسے مطالبہ کو منظور کرنا ہرگز درست نہیں بلکہ شریعت کی ہتک ہے۔ پس الفاظ قرآن کریم، فتویٰ رسول، عمل خلفائے رسول، اجماع امت کے بعد جو شخص ایک نیا طریق اختیار کرتا ہے اس کی نفسانیت اور شریعت کی بے حرمتی کی وجہ سے میں اس کا تابع نہیں ہو سکتا''۔ (مکتوب خلیفہ قادیان مندرجہ جواب مباہلہ نمبر ا ص ۲) خلیفہ قادیان کے ارشاد گرامی کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کا فتوے سنئے اور خیال فرمایئے کہ نفسانیت اور شریعت کی بے حرمتی کا الزام کس پر عائد ہوتا ہے اور الفاظ قرآن کریم، فتویٰ رسول، اجماع امت سے خلیفہ قایان زیادہ واقف ہے یا مرزا غلام احمد؟۔

۲۱۹...... ''سو واضح رہے کہ صرف دو صورت میں مباہلہ جائز ہے۔ ۱...... اوّل اس کافر کے ساتھ جو یہ دعویٰ رکھتا ہو جو مجھے یقیناً معلوم ہے کہ اسلام حق پر نہیں اور جو کچھ غیر اللہ کی نسبت خدائی کی صفتیں میں مانتا ہوں وہ یقینی امر ہے یہ تمام خبر تحقیقات طلب ہے۔ ۲...... دوم اس ظالم کے ساتھ جو ایک بیجا تہمت کسی پر لگا کر اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے مثلاً ایک مستورہ (عورت) کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ عورت زانیہ ہے کیونکہ بچشم خود اس کو زنا کرتے دیکھا ہے یا

مثلاً ایک شخص کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شراب خوار ہے کیونکہ میں نے بچشم خود اس کو شراب پیتے دیکھا ہے سو اس حالت میں بھی مباہلہ جائز ہے کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہیں بلکہ ایک شخص اپنے یقین اور رویت پر بنا رکھ کر ایک مومن بھائی کو ذلت پہنچانا چاہتا ہے جیسے مولوی اسماعیل صاحب نے کیا تھا اور کہا تھا کہ یہ میرے ایک دوست کی چشم دید بات ہے کہ مرزا غلام احمد یعنی یہ عاجز پوشیدہ طور پر آلات نجوم اپنے پاس رکھتا ہے اور انہی کے ذریعہ سے کچھ کچھ آئندہ کی خبریں معلوم کر کے لوگوں کو کہہ دیتا ہے کہ الہام ہوا ہے سو مولوی اسماعیل صاحب نے کسی اجتہادی مسئلہ میں اختلاف نہیں کیا تھا بلکہ اس عاجز کی دیانت اور صدق پر ایک تہمت لگائی تھی جس کی اپنے ایک دوست کی رویت پر بنا رکھی تھی لیکن اگر بنا صرف اجتہاد پر ہو اور اجتہادی طور پر کوئی شخص کسی مومن کو کافر کہے یا ملحد نام رکھے تو یہ کوئی تہمت نہیں۔ بلکہ جہاں تک اس کی سمجھ اور علم تھا اس کے موافق اس نے فتویٰ دیا ہے غرض مباہلہ صرف ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔"

(مکتوبات احمدیہ ج ۶ حصہ اوّل ص ۱۰۹، ۱۱۰ حاشیہ، الحکم ۶ نمبر ۱۱ ص ۷، ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء)

مرزا غلام احمد نے ایک دوسری جگہ اسی عبارت کی ان الفاظ میں توضیح کی ہے اور اس جگہ استدلال بھی قرآن کریم کی آیت مباہلہ سے کیا ہے۔

۲۲۰...... "اس کے جواب میں میاں عبدالحق صاحب اپنے دوسرے اشتہار میں اس عاجز کو یہ لکھتے ہیں کہ اگر مباہلہ مسلمانوں سے بوجہ اختلافات جزویہ جائز نہیں تو پھر تم نے مولوی اسماعیل سے فتح اسلام میں کیوں مباہلہ کی درخواست کی سو انہیں سمجھنا چاہئے کہ وہ درخواست کسی جزئی اختلاف کی بنا پر نہیں بلکہ اس افتراء کا جواب ہے جو انہوں نے عمداً کیا اور کہا کہ میرا ایک دوست جس کی بات پر مجھے بکلی اعتماد ہے۔ دو مہینے تک قادیان میں مرزا غلام احمد کے مکان پر رہ کر بچشم خود دیکھ آیا ہے کہ ان کے پاس آلات نجوم ہیں اور انہیں کے ذریعہ سے وہ آئندہ کی خبریں بتاتے ہیں اور ان کا نام الہام رکھ لیتے ہیں۔ اب دیکھنا چاہئے کہ اس صورت کی جزئی اختلاف سے کیا تعلق ہے۔ بلکہ یہ تو اس قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اس کو بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے یا بچشم خود شراب پیتے دیکھا ہے۔ اگر میں اس بے بنیاد اختراع کیلئے مباہلہ کی درخواست نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔"

(تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۴۳، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۱۳)

اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

خودکاشتہ پودا

عبدالکریم مباہلہ

بسم الله الرحمن الرحیم!

خودکاشتہ پودا

مولانا عبدالکریم مباہلہ

ختم نبوت اسلام کا ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ سردار دو عالم ﷺ کی بعثت مبارکہ سے قبل ہر قوم اور ہر علاقہ کے لئے علیحدہ علیحدہ انبیاء مبعوث ہوتے رہے۔ تا آنکہ اللہ عزوجل نے مخلوق کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے آخری کتاب اور آخری نبی کا ظہور فرمایا۔ کتاب وہ نازل فرمائی جس کے بعد تاقیامت کسی قانون کسی ہدایت کی ضرورت نہ رہے۔ نبی وہ مبعوث فرمایا۔ جس کا نور ہمیشہ انسانی قلوب کو منور کرتا رہے۔

خداوند کریم کی اس نعمت کی بدولت مذہب اسلام کو مرکزیت جیسی دولت نصیب ہوئی جو اور کہیں موجود نہیں۔ اسلام کی اس مرکزیت کا یہ نتیجہ ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان خواہ دنیا کے کسی خطہ میں آباد ہو۔ ایک مرکز پر جمع ہے۔

دشمنان اسلام وقتاً فوقتاً اسلام کی اس مرکزیت کو توڑنے کی موہوم کوشش کرتے رہے۔ مگر اسلام جیسی پاک رحمت کو بھیجنے والے مولا نے ہمیشہ اسلام کی حفاظت فرمائی۔ اس زمانہ میں بھی اسلام کے شیرازہ کو بکھیرنے اور مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج اور کافر قرار دینے والا ایک گروہ پیدا ہوا ہے۔ جو دراصل مذہب کے پردہ میں ایک تجارتی کمپنی ہے۔ یہ گروہ بھی یہ موہوم امید رکھتا ہے کہ خدانخواستہ اسلام کی مرکزیت کو برباد کردے اور مرزا غلام احمد قادیانی یا دوسرے قادیانی انبیاء کی نبوت کا پرچار کر کے مسلمانوں کے شیرازہ کو بکھیر دے۔

لاکھ لاکھ درود وسلام ہو۔ دنیا کے اس محسن اعظمؐ پر جس نے تیرہ سو سال قبل ہی اس قسم کے فتنوں کی خبر دے دی تھی۔ تاکہ امت اس قسم کے دجالوں کا شکار نہ ہو۔

فی زمانہ حضور سرکار دو عالم ﷺ کی سیرت بیان کرنے حضور ﷺ کا یوم میلاد منانے کا حقیقی مقصد یہ ہے کہ ہم حضور ﷺ کی عزت وناموس کی حفاظت کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور اس فتنہ کا انسداد کر کے خداوند کریم کی رضاء کے طالب ہوں۔ ہمیں تو تعجب ہے کہ قادیانی کس منہ سے

دنیا کے سامنے قادیانی نبوت کو پیش کر سکتے ہیں۔ جبکہ خود قادیانی نبوت کی تحریرات اس کے بطلان پر شاہد ہیں۔ اس سارے جھگڑے کے فیصلہ کے لئے صرف یہ دیکھنا کافی ہے کہ قادیانی مذہب کس کا تیار کردہ یا پیدا کردہ ہے اور اس پودا کا کاشتکار کون ہے؟۔ اس بات کا فیصلہ ہمارے قلم سے نہیں۔ بلکہ خود مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریرات سے کیجئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کا خاندان ہمیشہ حکومت برطانیہ کو اپنی وفاداری کا یقین دلاتا رہا۔ اس وفاداری کا یقین دلانے کے لئے ذمہ دار حکّام کو وقتاً فوقتاً چٹھیاں بھی لکھی جاتی رہیں۔ جن کے جواب میں حکام وقت نے جس قدر خطوط لکھے۔ وہ مرزا قادیانی نے اپنی مختلف کتابوں میں درج کئے ہیں۔ اس جگہ ہم بطور نمونہ صوبہ پنجاب کے ایک حاکم اعلیٰ مسٹر ولسن کا ایک خط درج ذیل کرتے ہیں۔

خدمات فراموش نہ ہوں گی، مناسب موقعوں پر غور ہوگا

''آپ بہر نہج تسلی رکھیں کہ سرکار انگریزی آپ کے حقوق اور آپ کی خاندانی خدمات کو ہرگز فراموش نہیں کرے گی اور مناسب موقعوں پر آپ کے حقوق اور خدمات پر غور اور توجہ کی جائے گی۔'' (تبلیغ رسالت ج۷ ص۹، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۰)

مرزا قادیانی اور اس کا خاندان ہمیشہ اپنی خاندانی خدمات کی یاد دہانی میں مصروف رہتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کے خاندان سے ایک سرکاری حاکم اعلیٰ کا وعدہ کیسے پورا ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ کوئی ریاست علاقہ یا جاگیر بخشی گئی؟۔ آخر وعدہ پورا ہوا تو کیونکر؟۔ کیونکر مرزا قادیانی کی وفاداری بغیر ایفائے وعدہ قائم نہ رہ سکتی تھی۔ اس کی وفاداری اور اسلام دشمنی کا حال خود اس کی زبانی سنیئے۔

راز کا مشورہ پولٹیکل خیر خواہی

''چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں۔ جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولٹیکل خیر خواہی کی نیت سے اس مبارک

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
حقیقت
مرزائیت
عبدالکریم مباہلہؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

حقیقت مرزائیت

مولانا عبدالکریم مباہلہ

عام فہم لٹریچر

دوستوں کے مشورہ سے یہ ضرورت محسوس کی گئی ہے کہ تردید مرزائیت کے لئے عام فہم لٹریچر درکار ہے۔ جس میں کسی عملی بحث کی الجھن نہ ہو، تاکہ نوتعلیم یافتہ اور معمولی پڑھے لکھے دوست بھی ہماری کتب سے کما حقہ' فائدہ اٹھا سکیں۔

ہمارے زمانہ میں مذہبی واقفیت بہت کم ہے۔ اسی بل بوتے پر بعض اشخاص کو دنیا کی اصلاح کا جھوٹا دعویٰ کرنے کی جرأت پیدا ہو جاتی ہے۔ اندریں حالات ضروری ہے کہ اس زمانہ کے خطرناک فتنہ کے حالات خود ان کے لٹریچر سے پبلک تک پہنچائے جائیں۔

میری دلی دعا ہے اور برادران اسلام سے بھی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ کریم اس کتاب کو مفید ثابت فرمائے۔ اس کتاب کا خود مطالعہ فرمایئے اور دوسروں تک پہنچایئے۔ اللہ کریم اس کا اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔ (مصنف)

تمہید

برادران اسلام سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ کچھ عرصہ سے ہمارے صوبہ پنجاب میں ایک گروہ پیدا ہوا ہے جو مذہبی رنگ میں رنگین ہو کر پبلک کو اپنے بلند آہنگ دعادی سے مرعوب کرتا ہوا اپنی مریدی کی دعوت دے رہا ہے۔ جس کو عرف عام میں ''قادیانی'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اسلام میں یہ کوئی نیا فتنہ نہیں بلکہ تاریخ اسلام اس امر پر شاہد ہے کہ اس قسم کے فتنے وقتاً فوقتاً پیدا ہوتے رہے۔ مگر ہمیشہ ہی اسلام تمام فتنوں پر غالب رہا۔ زمانہ مذہبی آزادی کا ہے قوانین مروجہ چوری، ڈاکہ، قتل وغیرہ جرائم پر تو گرفت کرتے ہیں۔ مگر ایسا کوئی قانون نہیں جس کی پناہ لے کر اس قسم کے مدعیان نبوت سے پبلک اپنی اخروی دولت (ایمان) کے ساتھ ساتھ اپنے گاڑھے پسینہ کی کمائی کو بھی محفوظ رکھ سکے۔

ایک پیسہ کی شیشی چرانے والا مجرم عدالت سے سزا پا سکتا ہے ایک حقیر چیز کی چوری پر پولیس مجرم کا چالان کر سکتی ہے مگر اس چیز کی کھلی اجازت ہے کہ کوئی شخص ''مذہبی لباس'' پہن کر نہ

صرف پبلک کے متاع ایمان کو چھین لے بلکہ مخلوق خدا کی دولت بھی سمیٹ لے۔

ایک تانگہ ڈرائیور' موٹر ڈرائیور کے لئے لائسنس حاصل کرنا ضروری ہے اور حکومت کا فرض ہے کہ ڈرائیوروں پر اپنا کنٹرول رکھے۔ کیونکہ اس طرف سے غفلت ممکن ہے کہ پبلک کے نقصان کا باعث ہو، مبادا کوئی اناڑی موٹر چلاتا ہوا کسی غریب کی جان لے لے۔ سنکھیا اور تمام قسموں کی زہروں کا لائسنس ضروری ہے تاکہ ان زہریلی اشیاء کا استعمال غیر محل پر نہ ہو اور کوئی سادہ لوح غلطی سے یا کوئی مغلوب الغضب اپنے جوش غضب میں اپنی خودکشی کا سامان بہم نہ پہنچا لے۔ رعایا کے جھگڑوں کا فیصلہ کرنے اور پولیس کے چالانوں پر قانونی کارروائی کرنے کا اہم فرض جن افراد کے سپرد کیا جاتا ہے ان کے لئے ایک ''امتحان'' مقرر ہے جس کا پاس کرنا ضروری ہے۔ حکومت اس معاملہ میں اس قدر محتاط ہے کہ سخت سزاؤں کا اختیار ہر کس و ناکس کو نہیں دیتی بلکہ اس کے لئے ''خاص لیاقت'' کا معیار پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ فی زمانہ آپریشن ایک نازک کام ہے بعض آپریشن تو نہایت خطرناک ہوتے ہیں گویا ایک مریض کی زندگی اور موت کا سوال ہوتا ہے۔ حکومت کا قانون یقیناً اس شخص پر گرفت کرتا ہے جو اس کام سے قطعی ناواقف ہو اور کسی مریض کی موت کا باعث بن جائے۔ میڈیکل سکولوں میں طلباء کو علاوہ تعلیم کے ٹریننگ دی جاتی ہے۔ لائق ڈاکٹروں کی موجودگی میں وہ آپریشن کرتے ہیں اور ایک مجوزہ کورس کے ختم کرنے پر ان کو آپریشن کی اجازت دی جاتی ہے۔

وکلاء کے لئے بھی ایک امتحان مقرر ہے جس میں کامیاب ہونے کے بعد وکالت کا لائسنس دیا جاتا ہے تاکہ ہر شخص عدالت کا وقت ضائع نہ کرے۔ غرضیکہ حکومت کے ہر شعبہ میں رعایا کی جان و مال کی حفاظت کے لئے ایک قانون موجود ہے جس پر نظام حکومت قائم ہے البتہ اگر لائسنس نہیں اگر کوئی رکاوٹ نہیں اگر کوئی قانون نہیں تو اس شخص کے لئے نہیں جو ''مذہب کے پردہ میں تجارت'' کرنا چاہے ہر شخص کے لئے آزادی ہے کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرے، الہام کا دعویٰ کرے، خدا سے ملاقات کے قصے بیان کرے، تمام مخالفین کی ہلاکت اور موت کی پیشگوئیاں کرے، طاعون کے لئے دن رات دعائیں کرے، خلافت کا دعویٰ کرتا ہوا قاتل مہیا کرے، ان کو بہشتی مقبرہ میں جگہ دے، مخالفین کے مکانات مسمار کرے، تمام دنیا کو للکارے۔ اشتعال انگیزی دشنام دہی غرضیکہ ہر قسم کی ایذا رسانی اور ملک میں بدامنی پھیلانا اس کا روزمرہ کا شغل ہو۔ تمام دنیا کی بادشاہت کے وعدے دلا دلا کر مریدوں کی جیبوں کو خالی کر دے۔ غیر ممالک میں تبلیغ کے پردہ میں مریدوں کے علاوہ مسلمانوں کے مال و دولت سے اپنے خزانہ کو بھرنے کی فکر اسے دامنگیر

ہو۔ مریدوں کو حکم دے کہ ایک وقت کا کھانا نہ کھاؤ بجائے گوشت کے دال کھاؤ اعلیٰ لباس مت پہنو لیکن اس کے اپنے تنعم اور اسراف کی نظیر پیرس بھی پیش کرنے سے قاصر ہو۔

اس قسم کے فتنوں کے مقابلہ میں اگر رعایا اور پبلک کے لئے کوئی حق ہے تو صرف یہ کہ ان کی تردید کر کے مخلوق خدا کو ان کے دام تزویر سے بچایا جائے۔

یہ امر واقعہ ہے کہ ''قادیانی فتنہ'' نے تدریجاً اپنے عقائد کی اشاعت کی ہے۔ ابتداء حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر زندہ تسلیم کیا گیا اور مدعی نبوت کو کافر و کاذب بتایا گیا۔ چند سال کے بعد اجراء نبوت کے دلائل پیش ہونے لگے۔ اور نبوت کا دعویٰ ہو گیا لیکن احتیاطاً کہا گیا کہ غیر تشریعی نبوت جاری ہے مگر ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ شریعت کا یہ مفہوم بیان ہونے لگا کہ شریعت نام ہے چند اوامر و نواہی کا جو قادیانی نبی کے الہامات میں موجود ہیں۔ ابتدأ کہا گیا کہ یہ گروہ حکومت کا سچا وفادار ہے۔ سیاسیات سے اسے کوئی تعلق ہے بلکہ اس گروہ کے نزدیک سیاست ایک زہر ہے مگر ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ اب یہ گروہ خالص سیاسی گروہ بنتا دکھائی دیتا ہے۔ غرضیکہ ۵۰ سال کے اندر اندر اس فرقہ نے گرگٹ کی طرح مختلف رنگ تبدیل کئے ہیں۔ چونکہ یہ گروہ اپنی کامیابی مذہبی لباس میں سمجھتا ہے اور اس کو برقرار رکھنا چاہتا ہے اس لئے اس پراپیگنڈا پر انتہائی زور دیا جاتا ہے کہ یہ ''آسمانی سلسلہ'' ہے۔ جو آسمانی بادشاہت لے کر آیا ہے اس کا مقصد روحانیت اور تقدس، تقوی اور طہارت پیدا کرنا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ واقعات کی روشنی میں اس حقیقت کا انکشاف کیا جائے کہ یہ گروہ ایک تجارتی کمپنی ہے۔ جس نے مذہب کی اوڑھنی اوڑھ کر تقدس آمیز تحریر و تقریر کو اپنی دکان کا سرمایہ بنا رکھا ہے۔

چونکہ فی زمانہ نو تعلیم یافتہ اصحاب دینی تعلیم کی طرف بہت کم توجہ کرتے ہیں۔ اور ان کو اپنے مذہب سے واقفیت نہیں ہوتی اس لئے قادیانی کمپنی نے اپنا زیادہ تر رُخ اس طبقہ کی طرف رکھا ہے۔ اور مختلف طریقوں سے اپنے دام تزویر میں لانے کے لئے کوشاں ہے۔

پہلا قدم: ان کا پہلا قدم یہ ہوتا ہے کہ اس طبقہ میں تبلیغ کرتے وقت یہ گروہ اپنی رونی صورت بنا کر اتحاد، اتحاد کی رٹ لگانی شروع کر دیتا ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کی حالت پر آنسو بہائیگا۔ جونہی اسے معلوم ہوگا کہ میرا حربہ کارگر ہو رہا ہے تو فوراً اپنے درد و اضطراب کا حال یوں بیان کریگا کہ گویا اسے اسلام کی مصیبت میں رات کی نیند بھی حرام ہو چکی ہے قادیانیوں کا یہ وعظ سننے سے تعلق رکھا کرتا ہے۔ ایک ناواقف حال پر تو یہی اثر پڑتا ہے کہ یہی سچے مسلمان ہیں جو دین کی حفاظت کے لئے کمر بستہ ہیں۔

دوسرا قدم: اس قدر اثر ڈالنے کے بعد دوسرا قدم یہ ہوگا کہ مسلمانوں کی حالت نہایت خستہ ہو رہی ہے۔ ہر فرقہ دوسرے پر کفر کا فتوی لگا رہا ہے اور اس طریق سے افتراق وتشتت پیدا کر کے اسلام کو کمزور کیا جاتا ہے یہ تو وقت ہے کہ تمام قوتیں جمع کر کے کفر کا مقابلہ کیا جائے خدا ان مولویوں کو سمجھے جنہوں نے باہمی تکفیر بازی سے اسلام کو تباہ کر دیا ہے۔

تیسرا قدم: یہ ہوگا کہ عیسائیوں اور آریوں کے خلاف مرزا غلام احمد کا شائع کردہ لٹریچر پیش کر کے اپنی اسلام دوستی کا ثبوت بہم پہنچایا جائے گا۔

چوتھا قدم: یہ ہوگا کہ مرزا کے تمام دعاوی کو نہایت نرم لباس میں ایک ناواقف کے سامنے پیش کیا جائے گا تاکہ وہ بدک نہ جائے۔

اسلام دوستی کا شکار

وہ بیچارا اس چیز میں کچھ حرج نہیں سمجھتا کہ اسلام کے ایک سچے خادم کے نرم دعاوی پر مہر تصدیق ثابت کر دے۔ کیونکہ اس سے کہا یہ جاتا ہے کہ مرزا جیسے ہزاروں اشخاص اسلام میں پیدا ہو چکے ہیں جن کو اپنے اپنے وقت کا مجدد کہا جا سکتا ہے۔ وہ شکار خیال کرتا ہے کہ مرزا کا کوئی دعوی انوکھا نہیں یہ بھی گذشتہ اولیاء کی طرح ایک ولی ہے۔

پانچواں قدم: علماء کرام اور مسلمانوں کے خلاف پوری طرح نفرت بٹھانے کے بعد یہ ہوتا ہے کہ نبوت، مسیحیت۔ مہدویت کے دعاوی کو بھی ایچا پیچی اور مختلف تاویلوں کے ساتھ ایسے نرم طریق سے بیان کیا جاتا ہے کہ نیا شکار اس پر بھی چنداں اظہار تعجب نہیں کرتا۔

چھٹا قدم: بیعت کا ہوتا ہے اور اس چیز کو اس رنگ میں پیش کیا جاتا ہے کہ یہ بیعت ایک عہد ہے جو خدمت اسلام کے لئے کیا جاتا ہے۔ خدا کی مدد ''جماعت'' کے ساتھ ہوتی ہے وہ غریب بیعت میں بھی کچھ حرج نہیں سمجھتا۔ اور چند ہی دن میں اس کو اس چیز کے لئے بھی تیار کر لیا جاتا ہے۔

ساتواں قدم: جونہی قادیانی گزٹ میں اس غریب کا اعلان شائع ہوتا ہے اس کے شہر کے وہ تمام افراد جو مرزائیت کی حقیقت سے واقف ہوتے ہیں قادیانیت کی مخالفت کرتے ہیں کوئی ہمدردی سے کوئی طبعی جذبہ سے قادیانی اپنے شکار کو یہ کہہ کر تسلی دیتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی جماعتوں کے لئے مخالفت کے سمندر کو عبور کرنا مقدر ہے۔ غرضیکہ اس کو مسلمانوں سے اتنی نفرت دلائی جاتی ہے کہ وہ پختہ قادیانی بن جاتا ہے۔

آٹھواں قدم: جب اس کے اندر ضد پیدا ہو جاتی ہے تو اس کو قادیانی دلائل

سکھائے جاتے ہیں۔اب وہ نیا شکار خود کو ایک نبی کا روحانی فرزند سمجھتا ہوا ہر ایک سے جھگڑا کرتا نظر آتا ہے۔

نواں قدم: جھگڑا کرتے کرتے اس کی طبیعت میں ضد پیدا ہو جاتی ہے۔اگر کبھی اس کو مرزائیت میں کچھ خامیاں نظر بھی آتی ہیں تو اس کی تاویل سوچتا ہے ادھر قادیانی اس کو روحانیت کا سبق دیتے ہوئے اس کو اس وہم میں مبتلا کر دیتے ہیں کہ وہ عنقریب ملہم بن جائے گا نیز اس کی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے قادیانی گزٹ میں اسی تعریف کے پل باندھ دیئے جاتے ہیں اور وہ غریب اسلام دوستی کے عقیدہ میں پھنسنے والا ہمیشہ کے لئے قادیانیوں کے ہاتھ بک جاتا ہے۔

دسواں قدم: اس عرصہ میں اس کی طبیعت میں کافی ضد پیدا ہو جاتی ہے۔حسن اتفاق سے کبھی اس کے رشتہ داروں میں کسی کی وفات بھی ہو جاتی ہے بس قادیانی اسے اس وقت بتائیں گے کہ ان کافر مسلمانوں کا جنازہ حرام ہے۔ یہ وہ وقت ہوگا جبکہ اس کے تمام رشتے منقطع ہو جائیں گے اور وہ اپنے باپ بیٹوں کو بھی (اگر وہ مسلمان ہیں) دائرہ اسلام سے خارج کافر گردانے گا۔اگر اس کی طبیعت میں کسی وقت کچھ پشیمانی محسوس بھی ہو تو وہ صرف اس شرم سے خاموش رہے گا کہ میں پڑھا لکھا شخص مرزائیت کا شکار ہوا۔اب میں دوبارہ توبہ کا اعلان کروں تو بے علم طبقہ مجھ پر ہنسی اڑائیگا بہتر ہے جہاں ہوں وہیں رہوں غرضیکہ وہ بالآخر اس روحانی جماعت کا ممبر بنے رہنے میں ہی سعادت دارین سمجھتا ہے۔

اس کتاب کی ضرورت

اس قسم کا شکار ہونے والے اصحاب میں سے بعض خداترس اپنی غلطی کا اعتراف کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے بلکہ وہ توبہ کو ہی اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ایسے دوستوں کے تائب ہونے پر ہمیں بارہا ان بیماریوں کا علم ہوا ہے جن کا شکار ہو کر نوتعلیم یافتہ طبقہ قادیانیت کا شکار ہو جاتا ہے پس میرے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا کہ میں قادیانی فتنہ کے ہتھکنڈوں سے پبلک کو آگاہ کروں اور بتاؤں کہ اسلام اور مرزائیت دو متضاد چیزیں ہیں اور کہ تکفیر بازی کا الزام مسلمانوں پر نہیں بلکہ خود قادیانی جماعت اس کی بانی مبانی ہے اور یہ بھی بتاؤں کہ یہ تجارتی کمپنی اسلام کی خدمت نہیں بلکہ ایک نئے مذہب کی بنیاد کھڑی کر کے ایک جتھہ پیدا کر رہی ہے اور بادشاہت کے خواب دیکھتی ہوئی۔ ہندو' مسلمان' عیسائیوں کے لئے وبال جان بن کر ہر قوم خصوصاً مسلمانوں کو کمزور کرنے پر تلی ہوئی ہے۔

بارگاہ رب العزت میں میری یہ دعا ہے کہ وہ ذات پاک میری اس ناچیز تصنیف کو جہاں مسلمانوں کے لئے مفید بنائے وہاں قادیانیت کا شکار ہو جانے والے بھائیوں کی رہبری کا سامان پیدا کرے کہ ہدایت دینا اس ذات قدوس کے قبضہ میں ہے۔

اسلام کا ادنی خادم!

عبدالکریم مباہلہ

قادیانی حکمت عملی کے نمونے اور انکے تبلیغی طریقے

یہ حقیقت ہے کہ قادیانی لٹریچر کا کما حقہ مطالعہ کرنے والا کبھی قادیانیت کا شکار نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس لٹریچر میں تردید قادیانیت کے لئے کافی ووافی مواد موجود ہے اور کوئی عقلمند انسان ان تحریروں میں صریح اختلاف وتضاد دیکھنے کے بعد قادیانی مذہب قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوسکتا۔ ہم تمہیداً یہ ذکر کر چکے ہیں کہ قادیانی کمپنی نو تعلیم یافتہ طبقہ کو عموماً اپنا شکار بنانے میں کوشاں رہتی ہے جس سے مقصود عوام الناس پر یہ اثر ڈالنا ہوتا ہے کہ تعلیم یافتہ اشخاص اگر قادیانیت کو قبول کرتے ہیں تو قادیانی ازم میں ضرور کچھ سچائی ہوگی چنانچہ ناظرین نے بارہا قادیانیوں کو یہ دلیل پیش کرتے دیکھا ہوگا کہ اگر قادیانیت ایک باطل چیز ہے تو کیا جن بی اے اور ایم اے گریجویٹوں نے قادیانیت کو قبول کیا ہے وہ تمام کے تمام بے وقوف ہیں؟ نہیں نہیں وہ نہایت روشن دماغ اور اعلی ڈگری یافتہ ہیں۔ ان کا ''قادیانی'' ہو جانا اس امر کی زبردست دلیل ہے کہ یہ مذہب سچا ہے۔

اس دلیل کی حقیقت

قادیانیوں کی اس دلیل کی مثال اس اشتہاری حکیم کی ہے جو اپنے لمبے چوڑے اشتہارات میں بی اے اور ایم اے یا عہدیداراں کے سارٹیفکیٹ پیش کر کے اپنی دوائی کی شہرت چاہتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ میری دوائی مفید نہیں مگر وہ پروپیگنڈا کے زور سے اس کے زود اثر ہونے کا یقین دلاتا ہے سارٹیفکیٹ اس کو کیوں میسر آجاتے ہیں۔ سنئے! مریض کی حالت ایک مجنون کی ہوتی ہے۔ وہ ہر حکیم ڈاکٹر کے دروازہ پر سرگرداں پھرتا ہے چند دن کسی کا علاج کیا پھر دوسری جگہ چند دن بعد تیسری جگہ غرضیکہ ہر روز وہ دوائی تبدیل کرتا ہے اتفاقاً اس کی نظر اشتہار پر پڑ جاتی ہے وہ دوائی کا وی۔ پی طلب کرتا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ گذشتہ دوائی اپنا اثر کر کے مرض کو دور کر چکی ہوتی ہے اور وہ مریض اشتہاری دوا کو استعمال کرنے کے بعد صحت کو محسوس کرتا ہوا یہی یقین کرتا ہے کہ اشتہاری دوا نے ہی اثر کیا ہے بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مرض اپنی مدت

پوری کر چکی ہوتی ہے لیکن مریض یہی سمجھتا ہے کہ اشتہاری دوا نے فوراً اثر دکھایا ہے۔ وہ اس خوشی میں ایک سارٹیفکیٹ ارسال کر دیا جاتا ہے اور اشہاری حکیم صاحب ایک دن میں ''مرض غائب'' کا عنوان دے کر اشتہار شائع کر دیتے ہیں۔

بعینہ یہی حال بعض تعلیم یافتہ اصحاب کا ہوتا ہے۔ ان کی نیک نیتی حق جوئی میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا مگر اسلام کی خدمت کی سچی تڑپ کے راستہ میں ایک غلط طریق پر گامزن ہو جاتے ہیں اور یہ تجربہ شدہ بات ہے کہ ٹھوکر کھانے والا انسان شاذ و نادر ہی اپنی غلطی کو محسوس کرنے کی توفیق پایا کرتا ہے۔

غلطی کی ابتداء صرف اس امر سے ہوتی ہے کہ نو تعلیم یافتہ دوست یہ نہیں سوچتے کہ وہ مذہبی تحقیقات میں مذہبی معلومات کے یقیناً یقیناً محتاج ہیں۔ اگر انہیں کالج کا پروفیسر بننے یا کوئی اور عہدہ حاصل کرنے کے لئے اپنی عمر کا بیشتر حصہ صرف کرنا پڑتا ہے تو کیا مذہب ہی وہ چیز ہے جس پر چند منٹوں میں عبور کیا جاسکے۔

تعلیم یافتہ اصحاب کی کالج لائف نے اس قدر فرصت نہیں دی ہوتی جو وہ مذہبی معلومات حاصل کریں مگر چونکہ فطرتاً اسلام کی خدمت کا جذبہ ہوتا ہے اس لئے وہ خواہش یہ رکھتے ہیں کہ چند دن کے مطالعہ سے ہی وہ فیصلہ کرسکیں کہ انہیں کیا راہ اختیار کرنی چاہئے۔

علماء کرام کی درویشانہ زندگی

مذہبی معلومات کا ایک ذریعہ علماء کرام کی مجالس میں شرکت ہوسکتا ہے۔ مگر ہمارے تعلیم یافتہ دوست اس سے بھی محروم رہتے ہیں۔ کیونکہ ان کی خواہش تو یہ ہے کہ جس طرح انہوں نے لباس۔ رہائش۔ تعلیم میں ترقی کی ہے ویسے ہی علماء کرام کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں، ہیٹ پہنیں، انگریزی تہذیب سیکھیں، انگریزی میں گفتگو کرسکیں۔ ان کے دفاتر ہوں جو میز کرسیوں سے سجے ہوئے ہوں۔ ہمارے دوستوں کو یہ بھول گیا ہے کہ اسلام اسی قسم کے درویشوں نے ہی ہم تک پہنچایا اور یہ ضروری نہیں کہ وہ بھی نئی تہذیب کی ہی تقلید کریں اور ایک وقت آنے والا ہے کہ خود ہمارے نو تعلیم یافتہ دوست سادگی میں ہی راحت سمجھیں گے ہمیں یہ بھی کہنے کا حق حاصل ہے کہ اگر ہمارے نو تعلیم یافتہ دوستوں کے نزدیک علماء کی یہ طرز دقیانوسی ہے اور انہیں یہ پسند نہیں تو کیا اسلام نام ہے ان علماء کا؟ اسلام تو نام ہے اس دین کا جو حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں لائے جو ہمارے پاس قرآن پاک کی شکل میں محفوظ ہے جس کا یہ عظیم الشان معجزہ رہتی دنیا تک عقل مندوں کو مشعل ہدایت کا کام دے گا کہ اس کے ایک ایک حرف زیر و

زبر کی خداوند قدوس نے حفاظت کی ہے کیونکہ یہ کامل واکمل کتاب آخری کتاب اور آخری ہدایت تھی۔ اگر ہمارے دلوں میں اسلام کی خدمت کی سچی تڑپ ہے تو اس کے یہ معنی تو نہیں کہ ادھر ادھر بھٹکتے پھریں اور کسی کے جال میں پھنس جائیں بلکہ ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم خود اسلام کی خدمت کریں اور قرآن پاک کے کامل واکمل ہونے پر دلی یقین رکھتے ہوئے اس کو اپنی ہدایت کے لئے کافی سمجھیں۔ میں عرض یہ کر رہا تھا کہ جس طرح ایک مریض شفایاب تو قدرت کے ہاتھوں ہوتا ہے مگر غلطی سے سمجھتا یہ ہے کہ اشتہاری حکیم کی زود اثر دوائی نے صحت بخشی ہے اسی طرح ایک ناواقف حال مرزائیت کا شکار ہونیوالے کے دل میں اسلام کی خدمت کا سچا جذبہ تو فطرتی ہوتا ہے مگر وہ سمجھتا یہ ہے کہ قادیانی مذہب نے اس کے دل میں یہ جذبہ پیدا کیا ہے آخر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی اسلامی خدمت صرف یہ رہ جاتی ہے کہ وہ اپنی جان و مال پیر پرستی اور انسان پرستی کی نذر کر دے۔ اور آہستہ آہستہ حقیقی اسلام کی جگہ اسلام سے متضاد مذہب کا پیرو ہو جاتا ہے۔ مزید براں دیکھنا یہ ہے کہ ایک گریجویٹ کا فتوی مذہبی امور میں کیونکر اثر انداز اور قطعی ہو سکتا ہے کیا ہندو اور عیسائی اقوام میں گریجویٹ موجود نہیں؟۔ اگر وہ گریجویٹ اعلی ڈگری یافتہ نئی روشنی سے منور ہوتے ہوئے ہندو یا عیسائی رہتے ہیں تو اس کے یہ معنے ہونے چاہئیں کہ ہندو اور عیسائی بمقابلہ اسلام سچے ہیں۔ کیونکہ فیصلہ جواب ہم نے نئی روشنی کے اختیار میں سمجھ لیا۔

یہاں تک تو ہم نے اس معاملہ میں اصولی رنگ میں بحث کی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی قطعاً غلط ہے کہ گریجویٹ قادیانیت کو بکثرت قبول کر رہے ہیں۔ ہاں یہ درست ہے کہ قادیانی پروپیگنڈا کے زور سے یہ اثر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ گویا ہزاروں نوجوان قادیانیت کو قبول کر رہے ہیں۔ جس طرح وہ اشتہاری حکیم ایک بی اے کے سرٹیفکیٹ کو تمام دنیا کے اخباروں میں شائع کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ اس کو ہزاروں گریجویٹوں کے سرٹیفکیٹ موصول ہو چکے ہیں بعینہ اسی طرح قادیانی کسی ایک آدھ کے قادیانیت کا شکار ہو جانے پر آسمان کو سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے (معاذ اللہ) کہ اس قسم کے لوگوں کی تعداد انگلیوں پر شمار کی جا سکتی ہے۔ جو غلطی سے قادیانیت کا شکار ہو گئے ہیں۔ اور بفضل خدا تعالی ہمارا گریجوایٹ طبقہ بھی مذہبی ناواقفیت کے باوجود قادیانی کمپنی کے جال سے محفوظ رہا ہے اور یہ کرشمہ ہے۔ سرور کونین فخر موجودات سید الاولین والآخرین کی روحانی طاقت کا جو آج تک بندگان خدا کی رہبری کر رہی ہے اور رہتی دنیا تک کرے گی۔ اس میں ہماری کسی ذاتی لیاقت کو دخل نہیں۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ گزشتہ ۱۳۰۰ سال میں مختلف فتنوں نے اسلام کے نونہالوں کو اپنے دام تزویر میں لانے کے لئے

قسم قسم کے جال پھینکے اور ضلالت وگمراہی کے گڑھے کھودے تو ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ہماری حقیقی رہنما وہ ذات پاک ہے جس نے ہماری ہدایت کے لئے حضرت محمد مصطفی ﷺ کو خاتم النبین کر کے بھیجا جن کی قوت قدسی سے ہر سچا طالب حق مستفید ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا جس سورج کی کرنوں سے ہم روشنی پا رہے ہیں اور پائیں گے۔

ختم نبوت

یہ وہ اسلام کا مایہ ناز مسئلہ ہے جس پر اسلام اور مسلمانوں کا انحصار ہے۔ ابتداء آفرینش سے ہر قوم اور ہر زمانہ کے لئے علیحدہ علیحدہ انبیاء مبعوث ہوتے رہے۔ مختلف اوقات میں مختلف صحائف نازل ہوئے۔ تاآنکہ خالق حقیقی نے دنیا کو ایک مرکز پر جمع کرنے کیلئے حضور خاتم النبیین کو مبعوث فرمایا اور کتاب وہ نازل کی جو رہتی دنیا تک کامل واکمل قرار دی۔ ایسی کامل کہ اس کے بعد تا قیامت کسی کتاب کی ضرورت نہ ہوگی۔ یہ مالک حقیقی کی اپنی مخلوق پر انتہائی شفقت ورحمت تھی جو انہیں آئندہ مزید پریشانی سے نجات دلائی اور انہیں وہ روشنی عطا کی جس کے بعد کسی اور نور کی ضرورت نہ رہے اور اس کے بندوں کو روزمرہ کی تحقیقات سے مخلصی نصیب ہوئی۔

تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ قرآن پاک کے نزول مبارک کے بعد دنیا کی تمام سلطنتیں تمام حکومتیں اس الہی قانون کے آگے جھکنے پر مجبور ہوئیں۔ اگر کسی حکومت نے اس الہی قانون کو پس پشت ڈالتے ہوئے نہایت محنت وکاوش سے اپنی سلطنت کے لئے قوانین مرتب کئے تو حالات اور تجربہ نے جلد ہی ان کو مجبور کر دیا کہ وہ اس قانون الہی کی پناہ لیں خداوند قدوس کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس ذات رحیم وکریم نے ہم پر رحم وکرم فرماتے ہوئے ایسی کامل واکمل کتاب عطا فرمائی جس کے بعد کسی اور کتاب کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔

اس عظیم الشان کتاب کے نزول کے لئے ذات باری نے سردار دو جہان ﷺ کی ذات مبارک کو چنا اور اپنی وحی برحق کے ذریعے اپنے مخلوق کو یہ پیغام دیا کہ میرا یہ نبی، آخری نبی ہے جس کے بعد کسی نبوت کی ضرورت نہ ہوگی اور ایسا ہونا ضروری تھا کیونکہ جب ذات باری نے اپنی کامل واکمل کتاب اس لئے عطا فرمائی کہ اس کے بندوں کو آئندہ الہی راستہ کی تلاش میں سرگردان نہ پھرنا پڑے۔ اسی طرح ہماری ہدایت اور رہبری کے لئے نبی بھی وہ مبعوث فرمایا جو حقیقی معنوں میں آخری نبی ہو اگر یہ صورت نہ ہوتی اور مخلوق خدا کے لئے قران پاک کامل واکمل کتاب ثابت نہ ہوتی اور نبوت کا دروازہ بھی کھلا رہتا تو ہر نبی گو قران کریم میں لفظی تغیر وتبدل کی جرأت تو کرتا مگر اپنی نبوت کے بل بوتے پر اپنی من گھڑت تادیلات کا جال ضرور بچھا سکتا اور اس کے جو

نتائج ممکن ہو سکتے ہیں وہ محتاج بیان نہیں اختلاف کا وہ دروازہ کھل جاتا ہے جس کی نظیر فی زمانہ قادیانی نبوت ہے۔ حالانکہ آسمانی رحمت کا منشاء تو مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع کرنا ہے اس نکتہ کو سمجھنے کے لئے ذرا ۱۳۰۰ سال کے بعد ہمارے زمانہ میں پیدا ہونے والی نبوت پر غور فرمائیے۔ قادیانی مذہب نے اجراء نبوت کو جائز قرار دیا دن رات کے پروپگنڈا نے جن چند افراد کو اس جال کا شکار بنا دیا ہے ان کا حال ملاحظہ ہو ابھی اس نبوت کو جاری ہوئے صرف پینتس ۳۵ برس ہوئے ہیں (کیونکہ مرزا نے دعویٰ نبوت ۱۹۰۱ء میں کیا تھا) مگر اس مہر نبوت کے توڑنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج قادیانیوں میں متعدد انبیاء پیدا ہو چکے ہیں۔ دو نبی تو خاص قادیان میں دعویٰ کر چکے ہیں۔ بیرونجات کی تعداد تو بہت زیادہ بڑھ رہی ہے۔ نتیجہ کیا ہوگا کہ قادیانی نبوت کا جوش فیضان مختلف شہروں میں ایک ایک نبی پیدا کرے گا اور ہر نبی کچھ نہ کچھ نئے اختیارات لیکر آئے گا۔ لازماً اختلاف و افتراق کا وہ منظر جو اجراء نبوت ماننے کے نتیجہ میں ضروری ہے سامنے آئے گا جس کا تصور کرنا بھی امت کے لئے وبال ہوگا۔ اس صورت میں کیا یہ سوال نہ ہوگا کہ کیا آخری کتاب اور آخری نبی کا یہی مقصود تھا کہ امت کو ہزاروں فرقوں میں منقسم کر کے تباہ و برباد کر دیا جائے؟

ہم علمی مباحث میں کیوں جائیں جبکہ ادنیٰ غور و فکر سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اگر اب بھی ہزاروں نبی پیدا ہو سکتے ہیں اور امت نے اسی طریق پر منقسم ہو جانا ہے تو پھر اسلام کی فضیلت باقی ادیان پر کیا ہوئی کہ یہ سلسلہ تو پہلے بھی قائم تھا۔ ممکن ہے قادیانی دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہوئے یہ کہیں کہ اجراء نبوت سے افتراق و تشتت لازم نہیں آئے گا کیونکہ امت کے تمام انبیاء حضرت نبی کریم ﷺ کی غلامی میں رہتے ہوئے ایک ہی مرکز پر مجتمع رہیں گے۔ اس لئے ہم یہ واضح کر دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ نبوت کا اجراء مانتے ہوئے جب ہم نے اس دروازہ کو کھول دیا تو اس امر کی گارنٹی کون دے سکتا ہے کہ وہ نبی ضرور حضور ﷺ کی غلامی کا دم بھرتا رہے گا کیا اس سیلاب کا یہ نتیجہ نہ ہوگا کہ کچھ عرصہ بعد پیدا ہونے والے نبی اس غلامی سے بھی آزاد ہو جائیں گے۔

آمدن باجازت رفتن بارادت

جب نبوت کی اجازت مل گئی تو انبیاء مختار ہوں گے کہ جو راہ چاہیں اختیار کریں۔ آئندہ کا حال تو چھوڑیئے ہم اپنے زمانہ کی اس قادیانی نبوت کو دیکھتے ہیں کہ ابتداءً حضور خاتم النبیین ﷺ کی غلامی کا ڈھونڈ را پیٹتے پیٹتے چند ہی سال بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اپنی فضیلت کا اظہار شروع ہو گیا جس کا مفصل ذکر آئندہ کسی باب میں آئے گا۔ اگر ہمارے زمانہ کی نبوت نے یہ کرشمہ دکھایا تو آئندہ نبوتوں سے خدا کی پناہ۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

قادیانی کہا کرتے ہیں کہ اجراء نبوت کا نہ ماننا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین ہے۔ وہ بی اے یا ایم اے بھی لائق کہا جا سکتا ہے؟۔ جس کی شاگردی سے اور کوئی بی اے یا ایم اے نہ بن سکے۔ اس دلیل کو وہ مختلف طریقوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انتہائی محبت کا اظہار کرتے ہوئے بیان کیا کرتے مگر یہ دلیل ایک ملمع سازی سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔ حضور سے ان کی محبت کی حقیقت تو آئندہ کسی باب میں واضح ہو جائے گی مگر اس جگہ صرف یہ جواب دینا کافی ہے کہ اگر فضیلت کا یہی معیار ہے تو تم یہ بتاؤ کہ کیا قران کریم کی فضیلت اس دلیل پر منحصر نہیں وہ کتاب کامل و اکمل کیسے ہو سکتی ہے جس کی پیروی جس کی اتباع سے انسان اس درجہ کو حاصل نہ کر سکے کہ اس جیسی اور کتاب اس پر نازل ہو کیا اس صورت تم قران کریم کی اکملیت سے بھی انکاری ہو جاؤ گے۔ ہمارا خیال ہے کہ قادیانی کمپنی ابھی خود کو اتنی کامیاب خیال نہیں کرتی کہ یہ مسئلہ بھی ایجاد کر دے کہ قران کریم کی فضیلت کا معیار بھی یہی ہے کہ اس کی پیروی سے اور قرآن نازل ہو سکیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس عقیدہ کی اشاعت تمام مسلمانوں کو یکدم متنفر کر دے گی اور ان کے مرید بھی ابھی اس درجہ راسخ نہیں ہوئے کہ قرآن کریم سے انحرف کا مسئلہ ان سے منوایا جا سکے قادیانی کمپنی تو تدریجاً اپنے عقائد کا اظہار کر رہی ہے اور حقیقی منشاء یہ ہے کہ اپنا نیا مذہب قائم کیا جائے اگر قادیانی دلیل کو مانا جائے تو لازماً یہ بھی معاذ اللہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ خدا کی خدائی اس میں ہے کہ اس کے احکام کی بجا آوری سے ایک انسان خدا بن جائے ورنہ وہ خدا ہی کیا لائق ٹھہرا جس کی اتباع سے انسان خدا بھی بن سکے۔

مجھے ناظرین کرام کو بتانا یہ ہے کہ مسئلہ ختم نبوت سے انکار حقیقتاً اسلام سے انکار ہے اور ذات باری کی اس نعمت کی ناشکری ہے جو اس نے حضور ﷺ کی بعثت کے ساتھ اپنی مخلوق پر فرمائی۔ حج بیت اللہ، نماز با جماعت کے احکام اس نعمت کی تشریح ہیں کہ حضور کی بعثت کا مقصد امت کو ایک مرکز پر جمع کرنا ہے واللہ اگر نبوت کا اجراء جائز ہوتا تو آج قادیانی نبوت کی مثال سے ہی دیکھ لیا جائے کہ اس ایک نبوت نے ہی جن افراد پر اپنا جادو چلایا وہ مسلمانوں سے کس قدر دور جا پڑے؟۔ مرکز اسلام سے ان کی دوری ملاحظہ ہو کہ وہ مسلمانوں کے کسی کام میں شریک ہو ہی نہیں سکتے وہ مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہوئے ان پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں اس فتویٰ میں یہاں تک ترقی کر گئے ہیں کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جس نے مرزا کا نام بھی نہیں سنا وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج، مسلمان بچہ کا جنازہ حرام، مسلمان امام کی اقتداء میں نماز حرام۔ بتایئے یہ افتراق

یہ تشتت کس چیز کا نتیجہ ہے؟۔ اللہ اللہ دعویٰ نبوت کا، دعویٰ اسلام سے ہمدردی کا، دعویٰ اشاعت اسلام کا، دعویٰ آسمانی سلسلہ ہونے کا، دعویٰ حضور کی غلامی کا اور فتویٰ کفر لگایا جائے۔ اس امت پر جو اپنی نجات کا انحصار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر رکھے غیروں میں تبلیغ اسلام غیر ممالک میں اسلامی مشن کے قیام کا پروپیگنڈہ لیکن حال یہ کہ غیروں کو اسلام میں داخل کرنا تو کجا؟ جو حضور ﷺ کے غلام موجود ہیں ان کو ہی کافر دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر اسلام کو غیروں کی نظر میں ذلیل کرنے کی ناپاک کوشش کی جاتی ہے۔ کیا ان حالات میں ہم غیروں پر اسلام کی اس فضیلت کا ذکر کریں کہ اس کے کامل واکمل مذہب ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ اس نے نبوت کا ایسا دروازہ کھول دیا کہ غیروں کو اس مذہب میں شامل کرنا تو درکنار خود اسلام کے عاشقوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جاتا ہے۔

میرے پیارے نوتعلیم یافتہ بھائیو! بے شک یہ فضل ایزدی ہے کہ اس نے حبیب پاک ﷺ کے طفیل ہمیں اس قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھا ہے مگر چونکہ کسی بھائی کے غلطی کا شکار ہو جانے کا امکان ہے اس لئے مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ میں اس قادیانی فتنہ کے تبلیغی طریقوں کا ذکر کرتا ہوا حقیقت کو آشکارا کروں۔ ان ہتھکنڈوں سے خود واقفیت پیدا کریں اور دوسروں تک اس کتاب کو پہنچا کر خدمت اسلام میں حصہ لیں اگر قادیانی باطل کی اشاعت کو ثواب خیال کرتے ہیں تو ہمیں سچائی کی اشاعت میں غفلت کا ارتکاب نہ کرنا چاہئے۔ غلطی خوردہ قادیانیوں کو بھی تبلیغ کرنا ہمارا فرض ہے جن قادیانیوں کے متعلق آپ کو علم ہو کہ ان میں ضد و تعصب نہیں ان کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرنا بھی کار ثواب ہے۔

قادیانی کمپنی کا مقصد تو مریدوں کو اپنے قابو میں رکھنے سے جلب زر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ مسلمانوں سے مکمل بائیکاٹ کرنے والے عقائد کو مریدوں کے ذہن نشین کراتے ہیں حتی کہ مخالفین کی کتابوں کے مطالعہ کی ممانعت کر رکھی ہے کہ مبادا مرید مسلمانوں کے پختہ دلائل سے متاثر ہو کر مریدی سے بھاگ نہ جائیں۔ ملاحظہ ہو مرزا محمود کا حسب ذیل اعلان۔

”ہر شخص اس بات کا اہل نہیں ہوتا کہ وہ مخالف کی کتب کا مطالعہ کرے کیونکہ جب تک کوئی شخص اپنی کتب سے واقف نہیں اگر مخالف کی کتب کا مطالعہ کرے گا تو خطرہ ہے کہ ابتلاء میں پڑے۔“ (حقیقۃ الامر ص ۵)

اب قادیانی کمپنی کے ایجاد کردہ تبلیغی طریقے اور اس کی حکمت عملیاں سنیئے پھر ان کے عقائد کا مطالعہ فرمانے کے بعد نتیجہ معلوم کیجئے کہ قادیانی فتنہ نے کس مقصد کے لئے جنم لیا ہے اور

کہ قادیانیت اور اسلام دو متضاد چیزیں ہیں جو ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں اور کہ یہ کمپنی محض ایک تجارتی کمپنی ہے جس نے اپنا کاروبار مذہبی لباس میں شروع کر رکھا ہے۔

باب اوّل

الزام تکفیر بازی

قادیانی کمپنی جب نو تعلیم یافتہ طبقہ یا دوسرے ناواقف حال اشخاص کو اپنا شکار بنانے کا ارادہ کرتی ہے تو ان کا سب سے بڑا ہتھیار الزام تکفیر بازی ہوتا ہے رونی صورت بنا کر درد بھری آواز میں اسلام اور مسلمانوں کی حالت زار کا نقشہ کھینچا جائے گا۔ اور اس تمام تر حالت کا ذمہ دار علماء کی تکفیر بازی قرار دی جائے گی۔ ناواقف حال یہ سمجھتا ہے کہ فی الواقعہ اسلام کے سچے ہمدرد یہی ہیں۔ جو مسلمانوں کو اتحاد کی دعوت دیتے ہیں اور کسی پر کفر کا فتویٰ لگا کر اسلام کو نقصان پہنچانا نہیں چاہتے۔ حالانکہ صورت حال بالکل الٹ ہے۔ ان کی اسلام دوستی کا مشاہدہ کرنے کے لئے اس باب کا بغور مطالعہ فرمایئے اور پھر اندازہ کیجئے کہ تکفیر بازی' مسلمانوں کا استخفاف، مسلمانوں سے قطع تعلق، شعائر اسلامی کی ہتک کا مرتکب کون ہے؟۔ اس باب کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہو گا کہ آج اتحاد کا کوئی دشمن ہے تو قادیانی، مسلمانوں کی مصیبت پر خوشی منانے والا ہے تو قادیانی مسلمانوں کو غیروں کی نظروں میں ذلیل کرانے کی موہوم کوشش کرنے والا ہے تو قادیانی' مسلمانوں کے خلاف اگر کوئی کینہ توز جماعت ہے تو قادیانی۔

کیا ان عقائد کی موجودگی میں قادیانی تکفیر بازی کا الزام مسلمانوں کو دے سکتے ہیں؟ کیا ان عقائد کی روشنی میں یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ قادیانی کسی معاملہ میں بھی مسلمانوں سے اتحاد کر سکتے ہیں؟ قبل اس کے ہم ان عقائد کو نقل کریں ہم قادیانی کمپنی کا اصل الاصول پیش کرتے ہیں۔ جس سے قادیانی ذہنیت کا بآسانی اندازہ کیا جا سکے گا۔

ہمیں تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھنا چاہئے

''ساری دنیا ہماری دشمن ہے۔ بعض لوگ (مسلمان) جب ان کو ہم سے مطلب ہوتا ہے تو ہمیں شاباش کہتے ہیں۔ جس سے بعض احمدی یہ خیال کر لیتے ہیں کہ وہ ہمارے دوست ہیں۔ حالانکہ جب تک ایک شخص خواہ وہ ہم سے کتنی ہمدردی کرنے والا ہو۔ پورے طور پر احمدی نہیں ہو جاتا وہ ہمارا دشمن ہے۔ ہماری بھلائی کی صرف ایک صورت ہے۔ وہ یہ کہ تمام دنیا کو اپنا

دشمن سمجھیں تا کہ ان پر غالب آنے کی کوشش کریں۔ شکاری (قادیانی) کو کبھی غافل نہ ہونا چاہئے اور اس امر کا برابر خیال رکھنا چاہئے کہ شکار (مسلمان) بھاگ نہ جائے۔ یا ہم پر ہی حملہ نہ کر دے۔" (تقریر خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

"تم اس وقت تک امن میں نہیں ہو سکتے۔ جب تک تمہاری اپنی بادشاہت نہ ہو۔ ہمارے لئے امن کی ایک ہی صورت ہے کہ دنیا پر غالب آ جائیں۔"

(خطبہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

مسلمانوں سے قطع تعلق

"یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے اوّل تو خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ ریا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور ان لوگوں کو ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔" (قول مرزا غلام احمد مندرجہ تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۸ ص ۳۱۱ بابت ماہ اگست ۱۹۱۱ء)

بعض قادیانی یہ معلوم کر کے ہمارا مخاطب ہمارے عقائد سے خوب واقف ہے یہ چال اختیار کیا کرتے ہیں کہ اگر وطنی معاملات میں ہندوؤں اور عیسائیوں سے اتحاد ہو سکتا ہے تو کیا ہم سے اتحاد نہیں ہو سکتا جبکہ ہمارا آپ کا اختلاف بالکل معمولی ہے کم از کم سیاسی یا تعلیمی معاملات میں تو ہم متحد ہو سکتے ہیں زمانہ متقاضی ہے کہ ہمیں اسلام کی خدمت کے لئے ضرور متحد ہو جانا چاہئے۔ اوّل تو مذکورہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں ہماری طرف سے یہ جواب کافی ہے کہ جب آپ تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں اور جب تک کوئی شخص پورے طور پر قادیانی نہیں ہو جاتا آپ اس سے غافل نہیں ہو سکتے اور اصل مقصد اپنی بادشاہت قائم کرنا ہے تو پھر دعوت اتحاد صرف نمائشی ہے لیکن ہم اس معاملہ پر مزید روشنی ڈالنے کے لئے ایک پر لطف حوالہ پیش کرتے ہیں۔

علی گڑھ یونیورسٹی کیلئے مرزا کا ایک روپیہ دینے سے انکار

"کیا غیر احمدیوں کے ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمل درآمد کسی پر مخفی ہے۔ آپ اپنی ساری زندگی میں نہ غیروں کی کسی انجمن کے ممبر ہو سکے اور نہ ان میں سے کسی کو اپنی انجمن کا ممبر بنایا اور نہ کبھی ان کو چندہ دیا اور نہ کبھی ان سے چندہ مانگا۔ (چندہ لینا تو ہم ثابت کریں گے کہ مسلمانوں سے ایک لاکھ روپیہ چندہ لینے کی اسکیم تیار ہوئی ہاں یہ درست ہے کہ دیا کبھی کسی کو ایک کوڑی نہیں) حتیٰ کہ ایک دفعہ علی گڑھ میں قرآن مجید کی اشاعت کی غرض سے ایک

انجمن بنائی گئی اور وہاں کے جناب سیکرٹری صاحب نے ایک خاص خط بھیجا کہ چونکہ آپ لوگ خادم اور ماہر قرآن مجید ہیں لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ ہماری اس انجمن میں آپ صاحبان میں سے بھی شریک ہوں مگر باوجود جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی کوشش کے حضور (مرزا) نے انکار ہی فرمایا۔ پھر سرسید صاحب کے چندہ مدرسہ مانگنے کا واقعہ تو مشہور ہی ہے یہاں تک کہ وہ ایک روپیہ بھی مانگتے رہے لیکن حضور نے شرکت سے انکار ہی فرمایا حالانکہ خود مدرسہ انگریزی جاری کیا ہوا تھا۔'' (کشف الاختلاف مصنفہ مشہور قادیانی سرور شاہ ص۴۲)

معزز ناظرین! آپ نے قادیانی ''دعوت اتحاد'' کا منظر ملاحظہ فرمالیا۔ قادیانیوں کے مخالف نہیں بلکہ ان کو خادم دین خادم قرآن کریم خیال کرنے والے مسلمان سیکرٹری کی التماس پر مرزا غلام احمد نے قران مجید کی خدمت کرنے والی انجمن کی ممبری سے انکار کر دیا۔

سرسید مرحوم جنہوں نے کوئی تبلیغی مدرسہ قائم کرنے کے لئے نہیں مسلمانوں کے مناظر یا مبلغ تیار کرنے کیلئے نہیں بلکہ ایک تعلیمی درسگاہ کیلئے صرف ایک روپیہ کی حقیر رقم مرزا سے طلب کی لطف یہ کہ مدرسہ بھی انگریزی تعلیم کا، کون انگریز جس کی تائید میں پچاس الماریاں لکھنے کا ڈنکا بجایا جاتا ہے لیکن حقیقت کیا ہے کہ انگریزی جاری کردہ تعلیم کو رائج کرنے والے مدرسہ کے لئے ایک روپیہ نہیں دیا جاتا۔

اس حوالہ کا آخری فقرہ مکرر ملاحظہ فرمائیے۔'' حالانکہ خود مدرسہ انگریزی جاری کیا ہوا تھا'' یعنی اس روایت کا راوی مرید ثابت یہ کر رہا ہے کہ انگریزی مدرسہ کے آپ مخالف نہ تھے کیونکہ خود بھی انگریزی مدرسہ جاری کیا ہوا تھا۔ لیکن اس کے باوجود جو ایک روپیہ چندہ دینے سے انکار کیا تھا تو اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ کسی مسلمان یا کسی اسلامی انسٹیٹیوٹ سے کسی قسم کا اتحاد حتی کہ ایک روپیہ کی امداد دینا گوارا نہ کرتے تھے۔

مسلم لیگ جیسی جماعت میں شمولیت سے انکار

''ایک دفعہ صوبہ کے ایک بڑے افسر سے حضرت صاحب (مرزا غلام احمد) ملنے کے تشریف لے گئے ان دنوں گورنمنٹ کا یہ خیال تھا کہ مسلم لیگ سے گورنمنٹ کو فائدہ پہنچے گا۔ صاحب بہادر نے کہا مرزا صاحب! مسلم لیگ کوئی بری چیز نہیں بلکہ بہت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا بری کیوں نہیں ایک دن یہ بھی بڑھتے بڑھتے بڑھ جائے گی۔ صاحب بہادر نے کہا مرزا صاحب شاید آپ نے کانگریس کا خیال کیا ہوگا۔ لیگ کا حال کانگریس کی طرح نہیں کیونکہ کسی کام کی جیسی بنیاد رکھی جاتی ہے ویسا اس کا نتیجہ نکلتا ہے کانگرس کی بنیاد چونکہ خراب رکھی گئی تھی اس لئے وہ مضر

ثابت ہوئی لیکن مسلم لیگ کے تو ایسے قواعد بنائے گئے ہیں کہ اس میں باغیانہ عنصر پیدا ہی نہیں ہو سکتا...... (اس کے بعد مرزا محمود کہتا ہے) چنانچہ واقعات نے ثابت کر دیا کہ اب مسلم لیگ بھی سیلف گورنمنٹ کے حصول کی طرف جھک رہی ہے...... گو دکھاوے کے لئے لفظوں میں کچھ فرق ہے۔ غرضیکہ گو صوبہ کے ایک بڑے اور ذمہ دار حاکم نے اس بات پر زور بھی دیا کہ مسلم لیگ سے نقصان نہیں ہوگا لیکن حضرت صاحب (مرزا) نے یہی جواب دیا کہ اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔''

(برکات خلاف مصنفہ مرزا محمود صفحہ ۵۶ و ۵۷)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مسلم لیگ جیسی جماعت (دور حاضرہ میں جس کی قادیانیت نوازی نے تمام مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کر رکھا ہے) میں شمولیت سے مرزا قادیانی انکاری ہے حتیٰ کہ کسی مرید کو اس کا ممبر بننے کی اجازت دینا پسند نہیں۔ اس جگہ شاید کسی دوست کو یہ خیال ہو کہ مسلم لیگ تو قادیانیوں یا قادیانیت نوازوں کی جماعت ہے اس میں شرکت سے ممانعت کیا معنی؟ سو واضح رہے کہ یہ قصہ قادیانی مذہب کے ابتدائی ایام کا ہے اور مرزا محمود کا یہ وعظ بھی ۱۹۱۴ء کا ہے۔ ان دنوں اس کمپنی کی حکمت عملی سیاست سے علیحدگی کا اعلان تھی۔

جس طرح انہوں نے اپنے اعتقادات کا اظہار تدریجاً کیا ہے ابتداً صرف آریوں اور عیسائیوں کی تردید میں لٹریچر شائع کیا جب کچھ لوگ قابو میں آ گئے تو پھر دعویٰ مجددیت، چند دن بعد دعویٰ محدثیت ذرا اور کامیابی ہوئی تو دعویٰ مسیحیت انتہا یہ کہ نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اسی طرح سیاسی معاملات میں یہ ایک چال تھی حکومت کی نظروں سے بچنے کے لئے وفاداری وفاداری کی رٹ لگائی' سیاست سے کلیۃً علیحدگی اختیار کی۔ خالص مذہبی جماعت بن کر دکھایا اور آج سیاست میں بھی دخل ہے۔ حکومت کو بھی آنکھیں دکھائی جا رہی ہیں کہیں کشمیر کی صدارت ہے کہیں مسلم لیگ میں شمولیت کا شوق چونکہ یہ مضمون ایک مستقل مضمون ہے اس لئے ہم اس قصہ کو یہیں ختم کرتے ہیں اس جگہ صرف ایک شبہ کا ازالہ کرنا تھا جو مذکور بالا حوالہ کے مطالبہ کے بعد پیدا ہوتا تھا۔

اس جگہ اتنا اور ذکر کر دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ ابتداً مسلمانوں سے اس قدر بائیکاٹ حتیٰ کہ ان کی ایک درس گاہ کے لئے ایک روپیہ چندہ نہ دینا۔ قرآن کریم کی اشاعت کرنے والی انجمن میں شرکت سے انکار اور آج یہ قصہ کہ اتحاد اتحاد کی رٹ لگاتے ہوئے قادیانیوں کے گلے خشک ہو رہے ہیں آخر اس کا سبب کیا ہے؟ سنئے! قادیانی کمپنی کو یہ خیال تھا کہ ابتداً ضروری ہے کہ مریدوں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف انتہائی نفرت و کینہ پیدا کیا جائے اس لئے مسلمانوں سے قطع تعلق کی تلقین کرتے ہوئے ایسے عقائد کی اشاعت کی گئی جن سے ان کے دلوں میں یہ چیز

ثابت ہوئی لیکن مسلم لیگ کے تو ایسے قواعد بنائے گئے ہیں کہ اس میں باغیانہ عنصر پیدا ہی نہیں ہو سکتا...... (اس کے بعد مرزا محمود کہتا ہے) چنانچہ واقعات نے ثابت کر دیا کہ اب مسلم لیگ بھی سیلف گورنمنٹ کے حصول کی طرف جھک رہی ہے...... گو دکھاوے کے لئے لفظوں میں کچھ فرق ہے۔ غرضیکہ گو صوبہ کے ایک بڑے اور ذمہ دار حاکم نے اس بات پر زور بھی دیا کہ مسلم لیگ سے نقصان نہیں ہوگا لیکن حضرت صاحب (مرزا) نے یہی جواب دیا کہ اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔''

(برکات خلاف مصنفہ مرزا محمود صفحہ ۵۶ و ۵۷)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مسلم لیگ جیسی جماعت (دور حاضرہ میں جس کی قادیانیت نوازی نے تمام مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کر رکھا ہے) میں شمولیت سے مرزا قادیانی انکاری ہے حتی کہ کسی مرید کو اس کا ممبر بننے کی اجازت دینا پسند نہیں۔ اس جگہ شاید کسی دوست کو یہ خیال ہو کہ مسلم لیگ تو قادیانیوں یا قادیانیت نوازوں کی جماعت ہے اس میں شرکت سے ممانعت کیا معنی؟ سو واضح رہے کہ یہ قصہ قادیانی مذہب کے ابتدائی ایام کا ہے اور مرزا محمود کا یہ وعظ بھی ۱۹۱۴ء کا ہے۔ ان دنوں اس کمپنی کی حکمت عملی سیاست سے علیحدگی کا اعلان تھی۔

جس طرح انہوں نے اپنے اعتقادات کا اظہار تدریجاً کیا ہے ابتداً صرف آریوں اور عیسائیوں کی تردید میں لٹریچر شائع کیا جب کچھ لوگ قابو میں آ گئے تو پھر دعویٰ مجددیت، چند دن بعد دعویٰ محدثیت ذرا اور کامیابی ہوئی تو دعویٰ مسیحیت انتہا یہ کہ نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اسی طرح سیاسی معاملات میں یہ ایک چال تھی حکومت کی نظروں سے بچنے کے لئے وفاداری وفاداری کی رٹ لگائی' سیاست سے کلیۃً علیحدگی اختیار کی۔ خالص مذہبی جماعت بن کر دکھایا اور آج سیاست میں بھی دخل ہے۔ حکومت کو بھی آنکھیں دکھائی جا رہی ہیں کہیں کشمیر کی صدارت ہے کہیں مسلم لیگ میں شمولیت کا شوق چونکہ یہ مضمون ایک مستقل مضمون ہے اس لئے ہم اس قصہ کو یہیں ختم کرتے ہیں اس جگہ صرف ایک شبہ کا ازالہ کرنا تھا جو مذکور بالا حوالہ کے مطالبہ کے بعد پیدا ہوتا تھا۔

اس جگہ اتنا اور ذکر کر دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ ابتداً مسلمانوں سے اس قدر بائیکاٹ حتی کہ ان کی ایک درس گاہ کے لئے ایک روپیہ چندہ نہ دینا۔ قرآن کریم کی اشاعت کرنے والی انجمن میں شرکت سے انکار اور آج یہ قصہ کہ اتحاد اتحاد کی رٹ لگاتے ہوئے قادیانیوں کے گلے خشک ہو رہے ہیں آخر اس کا سبب کیا ہے؟ سنئے! قادیانی کمپنی کو یہ خیال تھا کہ ابتداً ضروری ہے کہ مریدوں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف انتہائی نفرت و کینہ پیدا کیا جائے اس لئے مسلمانوں سے قطع تعلق کی تلقین کرتے ہوئے ایسے عقائد کی اشاعت کی گئی جن سے ان کے دلوں میں یہ چیز

راسخ ہو جائے کہ مسلمانوں سے کسی بھی معاملہ میں موالات ایک کبیرہ گناہ ہے۔ وجہ صرف یہ تھی کہ قادیانی کمپنی نے یہ سمجھا کہ اگر یہ چند ایک مرید بھی دوسرے مسلمانوں سے اتحاد کریں گے ان کے نیک کاموں میں دلچسپی لیں گے تو ضروری ہے کہ خیرات و چندہ کی کوئی پائی مسلمانوں کی کسی انجمن میں بھی چلی جائے اور اس طرح قادیانی بیت المال کو خسارہ ہو گا بدیں وجہ قادیانی کمپنی نے مریدوں کو مسلمانوں سے متنفر کیا۔

اب ایک عرصہ دراز کے بعد قادیانی کمپنی یہ سمجھتی ہے کہ ہمارے مرید پختہ ہو چکے ہیں۔ ان کے دلوں میں مسلمانوں سے نفرت دلانے والے عقائد راسخ ہو چکے ہیں۔ ان کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف کافی کینہ پیدا ہو چکا ہے اب اگر ان کو یہ سمجھا کر کہ مسلمانوں سے محبت کر کے روپیہ وصول کر لاؤ مسلمانوں سے ملنے کی اجازت دی جائے گی۔ تو کوئی خسارہ نہیں، ہمارا کوئی پیسہ مسلمانوں کی کسی انجمن کو نہیں جائے گا۔ بلکہ ان کی جیبیں ہی خالی کی جائیں گی۔ اگر کسی ضرورت کی وجہ سے کسی انجمن کو یا کسی شخص کو مرزا محمود کوئی رقم دے گا بھی تو اس سے سینکڑوں گنا زیادہ رقم وصول کرنے کی اسکیم تیار کرنے کے بعد اور اس عطیہ کا مقصد صرف ایک مثال قائم کر کے مسلمانوں کا دل لبھانا ہوتا ہے و بس۔ ورنہ کہاں کی ہمدردی کہاں کی اسلام دوستی۔ چنانچہ کشمیر کمیٹی کے سلسلہ میں یہی ہوا کہ قادیان سے چند وظائف بعض کشمیریوں کے لئے مقرر ہوئے ادھر ان کشمیریوں کو وظیفہ کے احسان سے قادیانیت کا شکار کیا گیا ادھر مسلمانوں سے یہ کہہ کر کہ قادیانی جماعت نے چندہ مانگنا شروع کیا کہ ہم غریب کشمیریوں کی امداد کر رہے ہیں۔ آخر چند ہی دنوں میں حقیقت کا انکشاف ہوا تو قادیانیت نواز لوگوں نے بھی کانوں پر ہاتھ دھرے اور مرزا محمود کو صدارت سے علیحدہ کر دیا۔ آنجناب کی جگہ علامہ سر محمد اقبال صدر تجویز ہوئے تو فوراً قادیانیوں نے کام سے ہی انکار کر دیا اور اس طرح ان کی اسلام دوستی کا راز طشت از بام ہو گیا۔ میں ذکر یہ کر رہا تھا کہ جب قادیانیوں کو یہ علم ہو کہ ہمارا مخاطب ہمارے عقائد سے واقف ہے تو وہ یہ رنگ اختیار کیا کرتے ہیں کہ اگر بعض معاملات میں ہندو عیسائیوں سے تعاون ہو سکتا ہے تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ ہمارے نیک کاموں میں ہمارا ساتھ دیں۔

مذکورہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں آپ کو علم ہو گیا ہو گا کہ قادیانی مسلمانوں کی خالص تعلیمی درسگاہ کے لئے ایک روپیہ چندہ دینا بھی گوارا نہیں کرتے۔ قرآن کریم کی اشاعت کرنے والی انجمن کی ممبری قبول نہیں کرتے۔ باوجود انگریز افسر کی ہدایت کے مسلم لیگ کی شرکت سے انکار ہے۔ اتحاد کی دعوت دینے والے قادیانیوں سے کہنا یہ چاہئے کہ مذکورہ بالا امور میں عدم

شرکت کی جو وجہ تمہارے دلوں میں ہے وہی چیز ہمیں آپ سے اتحاد میں روک رہی ہے۔

ایک اور دلچسپ قصہ سنئے

مرزائی جماعت دو حصوں میں منقسم ہے دونوں میں معمولی اختلاف ہے ایک کا مرکز لاہور دوسری کا قادیان ہے دونوں ہی مرزا کو مسیح موعود مانتی ہیں لاہوری جماعت نے مرزا محمود کو مشورہ دیا کہ ہمیں آپس میں اشاعت مرزائیت کے لئے ایک دوسرے سے اتحاد کرنا چاہئے۔ مسلمانوں کے اختلاف کی نسبت سے ہمارا تمہارا اختلاف بالکل معمولی ہے۔ بات بھی معقول تھی مگر مرزا محمود کے ساتھ پر لطف جواب دیتا ہے۔

''یہ ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت معاویہؓ کی صبح کی نماز رہ گئی۔ اس پر وہ اٹھ کر اتنا روئے کہ شام تک روتے رہے اور اس حالت میں رات کو سو گئے۔ صبح ابھی اذان بھی نہ ہوئی تھی کہ انہوں نے رویا میں دیکھا کہ ایک آدمی کہہ رہا ہے اٹھ نماز پڑھ انہوں نے پوچھا تو کون ہے۔ اس نے کہا میں ابلیس ہوں۔ انہوں نے کہا تو کیوں جگانے آیا ہے۔ اس نے کہا کل مجھ سے غلطی ہوگئی۔ سلائے رکھا جس پر تم اس قدر روئے کہ خدا نے کہا کہ اسے ستر نمازوں کا ثواب دو۔ آج میں اس لئے جگانے آیا ہوں کہ تمہیں ایک ہی نماز کا ثواب ملے ستر کا نہ ملے تو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو چیز اچھی نظر آتی ہے وہ درحقیقت اپنے اندر برائی کا بیج رکھتی ہے۔''

(عرفان الٰہی ص ۸۳)

اس کے بعد صلح کے لئے شرط کیا پیش کرتا ہے۔ وہ بھی سنئے۔

''میں نفاق کی صلح ہرگز پسند نہیں کرتا۔ ہاں جو صاف دل ہوکر اور اپنی غلطی چھوڑ کر صلح کے لئے آگے بڑھے اس سے زیادہ اس کی طرف بڑھوں گا۔'' (برکات خلاف ص ۲۷)

''صلح اس وقت ہوسکتی ہے جب کہ یا تو جو لینا ہو لے لیا جائے اور جو دنیا ہو دے دیا جائے کیونکہ یہ مخالف سے صلح ہے بھائی بھائی کی صلح نہیں اور یا پھر وہ زہر جو پھیلایا گیا ہو اس کا ازالہ کر دیا جائے۔'' (عرفان الٰہی ص ۸۴)

اب ہمارا سوال قادیانیوں سے یہ ہے کہ اگر تم اپنے بھائیوں سے یعنی لاہوری مرزائیوں سے صلح نہیں کر سکتے، اتحاد نہیں کر سکتے، ان کے افعال کو شیطان کے افعال سے نسبت دیتے، ہو تو کیا مسلمان ہی اتنے سادہ لوح رہ گئے ہیں کہ وہ تمہارے جال میں آ جائیں؟ اور تم سے یہ سوال نہ کریں کہ کبھی تمہارے بعض کام اپنی ظاہری شکل میں اچھے تو نظر آتے ہیں مگر تم خود، ؟،

تسلیم کرتے ہو کہ مذکورہ بالا حوالہ میں جناب مرزا محمود کا ارشاد یہ ہے کہ حضرت معاویہؓ کو نماز کے لئے جگانے والا ابلیس تھا۔ نماز ایک نیک کام ہے اس کی تحریک کرنا بھی کار ثواب ہے مگر تم کہتے ہو کہ یہ شیطانی فعل تھا کیا ہم تمہارے مشورہ پر بھی عمل نہ کریں۔

قادیانی اتحاد کا امتحان لینے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ناظرین قادیانیوں سے یہ مطالبہ کریں کہ اگر تمہاری دعوت اتحاد سچائی پر مبنی ہے تو کیا تم اتنی جرأت اور اسلام دوستی کا ثبوت دے سکتے ہو کہ اپنے تفرقہ انگیز عقائد سے توبہ کا اعلان کر دو۔ اب قادیانی عقائد کا مطالعہ کیجئے اور اندازہ فرمائیے کہ کیا ان عقائد کی معتقد جماعت اتحاد کی دعوت دینے میں سچی ہو سکتی ہے؟

مسلمانوں سے قطع تعلق

''تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا۔''

(اربعین نمبر ۳ ص ۲۸ حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۷)

''غیر احمدیوں سے دینی امور میں الگ رہو۔'' (نہج المصلی ص ۳۸۲)

تمام اہل اسلام کافر اور دائرہ اسلام سے خارج

''سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔'' (آئینہ صداقت ص ۳۵)

مسلمانوں کی اقتداء میں نماز حرام

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ایک جماعت تیار کرے پھر جان بوجھ کر ان لوگوں میں گھسنا جس سے وہ الگ کرنا چاہتا ہے۔ منشاء الٰہی کی مخالفت ہے میں تم کو بتاکید منع کرتا ہوں کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔'' (الحکم فروری ۱۹۰۳، ملفوظات ج ۵ ص ۳۹ '۳۸)

''یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر و مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔'' (حاشیہ اربعین نمبر ۳ ص ۲۸ حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۷)

کسی مسلمان کے پیچھے نماز جائز نہیں

''ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ وہ خدائے تعالیٰ کے ایک نبی (مرزا غلام احمد) کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔'' (انوار خلافت ص ۹۰)

جائز نہیں! جائز نہیں!! جائز نہیں!!!

''باہر سے لوگ بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے۔ اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں۔ جائز نہیں' جائز نہیں۔''

(انوار خلافت ص۸۹)

مسلمانوں سے رشتہ و ناطہ حرام

خلیفہ قادیان لکھتا ہے کہ میرے باپ سے۔ ''ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی بٹھائے رکھو لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دیدی۔ تو حضرت خلیفہ اوّل نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا۔ اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔'' (انوار خلافت ص۹۴)

مسلمانوں سے رشتہ و ناطہ جائز نہیں

''غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے۔ اور علاوہ اس کے کہ وہ نکاح جائز ہی نہیں۔ لڑکیاں چونکہ طبعاً کمزور ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ جس گھر میں بیاہی جاتی ہیں اس کے خیالات و اعتقادات کو اختیار کر لیتی ہیں اور اس طرح اپنے دین کو تباہ کر لیتی ہیں۔''

(برکات خلافت ص۷۳)

''حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو لڑکی نہ دے۔''

(برکات خلافت ص۷۵)

''جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے۔ جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو۔ مگر اس معاملہ میں تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو۔'' (ملائکۃ اللہ ص۴۶)

مسلمانوں کی نماز جنازہ ناجائز

مرزا بشیر قادیانی اپنے باپ کے متعلق روایت کرتا ہے۔ آپ کا ایک بیٹا فوت ہو گیا۔ جو آپ کی زبانی طور پر تصدیق کرتا تھا۔ جب وہ مرا تو مجھے یاد ہے آپ ٹہلتے جاتے اور فرماتے کہ اس نے کبھی شرارت نہیں کی تھی بلکہ میرا فرمانبردار ہی رہا۔ ایک دفعہ میں سخت بیمار ہوا۔ اور شدت

مرض میں مجھے غش آ گیا جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ میرے پاس کھڑا نہایت درد سے رو رہا ہے اور یہ بھی فرماتے کہ یہ میری بڑی عزت کیا کرتا تھا لیکن آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا حالانکہ وہ اتنا فرمانبردار تھا کہ بعض احمدی بھی اتنے نہ ہوں گے محمدی بیگم کے متعلق جب جھگڑا ہوا تو اس کی بیوی اور اس کے رشتہ دار بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے حضرت صاحب نے ان کو فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ اس نے طلاق لکھ کر حضرت صاحب کو بھیج دی کہ آپ کی جس طرح مرضی ہے اسی طرح کریں باوجود اس کے جب وہ مرا تو آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ (انوار خلافت ص ۹۱) ''غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعود علیہ السلام کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔'' (حوالہ مذکور)

کسی مسلمان کا جنازہ مت پڑھو

''قرآن شریف سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص جو بظاہر اسلام لے آیا ہے لیکن یقینی طور پر اس کے دل کا کفر معلوم ہو گیا ہے تو اس کا بھی جنازہ جائز نہیں (نہ معلوم یہ حکم کہاں ہے) پھر غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔'' (انوار خلافت ص ۹۲)

شعائر اللہ کی ہتک

''قادیان تمام دنیا کی بستیوں کی ام (ماں) قرار دیا پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔''

(حقیقت الرؤیا ص ۴۶ ایڈیشن اول)

سالانہ جلسہ دراصل قادیانیوں کا حج ہے

خلیفہ قادیان لکھتا ہے۔ ''ہمارا سالانہ جلسہ ایک قسم کا ظلی حج ہے۔''

(الفضل قادیان ج ۲۰ نمبر ۶۶ ص ۵، یکم دسمبر ۱۹۳۲ء)

اب حج کا مقام صرف قادیان ہے

''ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام (حج) کے لئے مقرر کیا ہے۔'' (ملخص از برکات خلافت ص ۵)

مخالفین کوموت کے گھاٹ اتارنا

''انتقام لینے کا زمانہ اب زمانہ بدل گیا ہے۔دیکھو پہلے جو مسیح آیا تھا اسے دشمنوں نے صلیب پر چڑھایا۔مگراب مسیح اس لئے آیا کہ اپنے مخالفین کوموت کے گھاٹ اتارے......حضرت مسیح موعود نے مجھے یوسف قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں مجھے کام دینے کی کیا ضرورت تھی۔ یہی کہ پہلے یوسف کی جو ہتک کی گئی ہے۔اس کا میرے ذریعہ ازالہ کرایا جائے۔ پس وہ تو ایسا یوسف تھا جسے بھائیوں نے گھر سے نکالا تھا۔مگر یہ ایسا یوسف ہے جو اپنے دشمن بھائیوں کوگھر سے نکال دے گیا......پس میرا مقابلہ آسان نہیں۔'' (عرفان الٰہی ص ۹۴)

مخالفین کوسولی پرلٹکانا

''خدا تعالیٰ نے آپ (مرزا غلام احمد) کا نام عیسیٰ رکھا ہے تا کہ پہلے عیسیٰ کوتو یہودیوں نے سولی پرلٹکایا تھامگر آپ اس زمانہ کے یہودی صفت لوگوں کوسولی پرلٹکائیں۔''
(تقدیرالٰہی ص۲۹)

باب دوم

اسلامی خدمات

نوتعلیم یافتہ اور ناواقف حال احباب کواپنی طرف مائل کرنے کے لئے قادیانی اپنی اسلامی خدمات کی فہرست بھی پیش کرتے ہیں جن میں اوّل نمبر غیر ممالک میں تبلیغی مشن کے قیام کا ہوتا ہے۔اس سلسلہ میں قادیانیوں کا لیکچر نہایت عجیب ہوتا ہے بس ایسا نقشہ کھینچتے ہیں کہ گویا عنقریب سارا انگلستان' مسلمان ہوجائے گا۔(مریدوں میں یہ بیان ہوگا کہ قادیانی ہوجائے گا) مسلمانوں میں بیٹھ کر مسلمان ہوجائے گا کے الفاظ ہی استعمال کیا کرتے ہیں ایک ناواقف حال مسلمان اس اسلامی خدمت سے بے حد متاثر ہوتا ہوا خیال کرتا ہے کہ بھئی اگر کوئی جماعت اسلام کی سچی خادم ہے تو یہ اللہ اللہ لندن میں مسجد تعمیر کردی وہاں انگریزوں کومسلمان کیا جارہا ہے۔خواہ کچھ ہی ہوان کواس کام میں مدد دینا کارثواب ہے لیکن حقیقت کیا ہے مختصر الفاظ میں یہ کہ دور کے ڈھول سہانے جس طرح قادیانی اپنی تعداد لاکھوں کی بتایا کرتے ہیں اور اگر مدارس میں لیکچر دے رہے ہوں تو یہ لاکھوں کی تعداد پنجاب میں بیان کی جاتی ہے اور اگر پنجاب میں لیکچر دیں تو یہ تعداد یوپی اور سی پی میں بتائی جاتی ہے اسی طرح جلب زر کے لئے یہ مشن قائم کررکھے ہیں۔غیر ممالک

میں ہوتا کیا ہے ہماری زبان سے نہیں خود قادیانیوں کی زبان سنئے ۔ لندن میں پچیس سال سے مشن قائم ہے اور پچیس سال کے بعد کام کی جو رپورٹ پیش کی گئی ہے خواہ وہ چندہ کی اپیل کی ضرورت کی بناء پر ہی کی گئی ہے۔ مگر مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے ہی کافی ہے۔

ہمارا کام کم وبیش سطحی ہے

''میری ناقص رائے میں مغرب میں رسوخ حاصل کرنے کے لئے لٹریری پہلو پر زور دینا اشد ضروری ہے۔ یہاں کے لوگ تعلیم یافتہ ہیں برطانوی پریس نہ صرف دنیا میں سب سے زیادہ بااثر بلکہ سب سے زیادہ ترقی یافتہ پریس ہے۔ اس کا معیار غیر معمولی طور پر بلند ہے اور برطانوی لوگوں کو ایسی سہولتیں میسر ہیں جن کا ہم خیال تک نہیں کر سکتے ...... یہاں ہر مضمون کے ماہرین موجود ہیں جنہوں نے کسی خاص مسئلہ کی چھان بین میں اپنی عمریں صرف کر دی ہیں اور یہاں پبلک میں جو مسائل زیر بحث ہوں ان کے متعلق تمام ماہرین کے علم اور تجربہ کی رو سے ان پر فوراً روشنی پڑ سکتی ہے۔ اس کے برعکس ہمارے لئے یہ قریباً ناممکن ہے کہ تحریراً یا تقریراً یہاں کے لوگوں کے لئے کوئی قابل غور چیز پیش کر سکیں ہماری یہاں کوئی لائبریری نہیں ہے اور کسی لائبریری میں کسی بات کی تحقیق کے لئے جانے پر دو تین گھنٹے کا سفر کرنا پڑتا ہے۔ پھر ہمارے پاس کوئی چیز شائع کرنے کے لئے قطعاً کوئی فنڈ نہیں مناسب اور موزوں لٹریچر پیدا کئے بغیر اور عصر حاضرہ کے اہم مسائل کا گہرا مطالعہ کئے بغیر میری ناقص رائے میں اس جگہ ہمارا کام کم وبیش سطحی ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ دوسری مصروفتیں جو وقتی ضروریات کے لحاظ سے کم اہمیت نہیں رکھتیں کسی لٹریری کام کرنے یا مطالعہ کرنے کے لئے فرصت نہیں ہونے دیتیں چہ جائیکہ کوئی ایسا کام کیا جائے جو مغربی دنیا کو اپیل کر سکے۔ رپورٹ لندن مشن الفضل۔''

(قادیان ج ۲۱ ص ۵ نمبر ۱۴۰ کالم نمبر ۲، ۱۔ ۲۴ مئی ۱۹۳۴ء)

دوسری مصروفیات کے الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں۔ یہ اہم مصروفتیں کیا ہیں؟ قادیانی خلیفہ مرزا محمود کی ہدایات کے مطابق ارکان حکومت سے ملاقاتیں۔ عرضداشتیں اپنی منافقانہ خدمات کا رونا مقصود کیا؟ صرف یہ کہ ہندوستان میں مسلمانوں کو قادیانیت کے مقابلہ میں نیچا دکھایا جائے کسی سرکاری دفتر سے کسی چٹھی کا رسمی جواب آ گیا بس پھر کیا ہے پانچوں گھی میں قادیانی مبلغ مقیم لندن کا یہی سب سے بڑا کارنامہ ہوگا کہ وزیر ہند کے دفتر سے چٹھی کا جواب آ گیا ہے تاکہ اس پروپیگنڈا سے کئی لوگوں کو مرعوب کریں۔ قادیانی فوراً یہ شور ڈالتے نظر آئیں گے کہ وزیر ہند ہمارا مداح ہے۔ وزیر ہند نے ہمیں خط لکھا وزیر ہند ہمیں خندہ پیشانی سے ملے۔ حالانکہ

دنیا جانتی ہے کہ انگریزی حکومت میں ہر شخص ہر افسر کو بے تکلف درخواست بھیج سکتا ہے۔ ملاقات کر سکتا ہے مگر یہ قادیانی ہیں کہ آسمان سر پر اٹھائیں گے، اور سنئے۔

ووکنگ مشن کی حقیقت

''مجھے معلوم نہیں یہ غلط خیال ہندوستان میں کس طرح پھیل گیا کہ ووکنگ کی مسجد لاہور میں احمدیوں کی تعمیر کردہ ہے۔ یہ مسجد سرکار بھوپال کے روپیہ سے تعمیر ہوئی تھی اور مسجد کے ساتھ رہائشی مکان سرسالار جنگ (حیدرآباد) کی یادگار ہے اور دونوں کی تعمیر ڈاکٹر لائٹز کے اہتمام میں ہوئی تھی ڈاکٹر لائٹز ایک جرمن عالم تھے۔ جن کو اسلام سے بہت انس تھا اور بعض کا خیال ہے کہ وہ دل سے مسلمان تھے ہندوستان میں سررشتہ تعلیم میں کام کرتے تھے۔ پہلے انسپکٹر آف اسکولز اور پھر کچھ عرصہ کے لئے پنجاب یونیورسٹی کے رجسٹرار رہے تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ ولایت میں ہندوستان کا ایک نشان بھی قائم کر دیا جائے چنانچہ انہوں نے ایک اورنٹیل انسٹی ٹیوٹ کی بنیاد رکھی۔ ایک طرف مسجد تھی اور اس کے ساتھ ہندوؤں کے لئے ایک مندر بنوا دیا گیا ڈاکٹر صاحب کی وفات کے بعد ان کے بیٹے نے مندر کا حصہ فروخت کر دیا لیکن مسجد کا حصہ سید امیر علی مرحوم کے طفیل محفوظ رہ گیا اور سید امیر علی نے ہی خواجہ کمال الدین صاحب کو مسجد میں آباد کیا۔'' (فضل کریم خان صاحب درانی بی اے لاہوری مشنری کا مضمون مغرب میں تبلیغ اسلام مندرجہ رسالہ حقیقت اسلام بابت جنوری ۱۹۲۴ء)

اخلاقی موت' خلاف بیانی اور چالاکی

''انہیں ایام میں خواجہ (کمال الدین) صاحب کو ایک پرانے مسلمان لارد ہیڈ لے مل گئے۔ وہ قریباً چالیس سال سے مسلمان تھے مگر بوجہ مسلمانوں کی مجلس نہ ملنے کے اظہار اسلام کے طریق سے ناواقف تھے۔ خواجہ صاحب کے ملنے پر انہوں نے اسلام کا اظہار کیا اور بتایا کہ وہ چالیس سال سے مسلمان ہیں۔ خواجہ صاحب نے فوراً تمام دنیا میں شور مچا دیا کہ ان کی کوششوں سے ایک لارڈ مسلمان ہو گیا ہے۔ اس خبر کا شائع ہونا تھا کہ خواجہ صاحب ایک بت بن گئے اور چاروں طرف سے ان کی خدمات کا اعتراف ہونے لگا۔ مگر وہ لوگ جن کو معلوم تھا کہ لارڈ ہیڈ لے چالیس سال سے مسلمان ہے اس خبر پر نہایت حیران تھے کہ خواجہ صاحب صداقت کو اس حد تک کیوں چھوڑ بیٹھے ہیں مگر خواجہ صاحب کے مدنظر صرف اپنے مشن کی کامیابی تھی۔ جائز یا ناجائز ذرائع سے وہ اپنے مشن کو کامیاب بنانے کی فکر میں تھے...... بعض لوگ ان کی ان خیالی کامیابیوں کو دیکھ کر یقین

کرنے لگے تھے کہ یہ الٰہی تائید بتارہی ہے کہ خواجہ صاحب حق پر ہیں حالانکہ یہ تائید الٰہی نہ تھی بلکہ خواجہ صاحب کی اخلاقی موت تھی اور جب تک سلسلہ احمدیہ باقی رہے گا...... خواجہ صاحب کی یہ خلاف بیانی اور چالاکی بھی دنیا کو یاد رہے گی اور وہ اسے دیکھ دیکھ کر انگشت بدنداں ہوتے رہیں گے۔" (آئینہ صداقت ص ۱۵۸ مصنفہ مرزا محمود)

اوّل الذکر حوالہ خود لاہوری جماعت کے مشنری کا ہے دوسری گواہی مرزا محمود خلیفہ قادیان کی ہے۔ خواجہ کمال الدین خاص قادیان سے بھیجے گئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے جانشین اوّل کے زمانہ میں گئے۔ ان کے لندن جانے پر قادیان سے بھی آواز آرہی تھی کہ خواجہ صاحب خاص تبلیغ اسلام کے لئے گئے ہیں ان کے کارنامے بھی بیان کئے جاتے تھے۔ چند سال بعد مرزا محمود اور خواجہ کمال الدین کا اختلاف ہوگیا۔ اس اختلاف کے نتیجہ میں مسلمانوں کو یہ فائدہ ہوا کہ غیر ممالک میں تبلیغی مشنوں کی حقیقت طشت از بام ہوگئی۔ بالفرض اگر یہ اختلاف رونما نہ ہوتا تو یہی خلیفہ قادیان خواجہ کمال الدین کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان نظر آتے اور اسلام کی عظیم الشان فتح کے عنوان سے قادیانی اخبارات کے کالم سیاہ نظر آتے بہر کیف ہمارا مدعا ثابت ہے۔ مرزائی مشن کی حقیقت خود مرزا محمود نے بیان کردی۔

لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

لندن مشن کے سربستہ راز

حقیقت یہ ہے کہ دوکنگ مشن میں سوائے کھانے پینے اور کھیلنے کودنے کے کام ہی کچھ نہ تھا بڑے اہم افکار تھے حسابات کے دو پونڈ تفریح پر خرچ کر آئے ہیں۔ ان کو کس مد میں ڈالیں چلو ڈال دو ڈاک کے خرچ میں بارہ پونڈ کا سوٹ بنوالیا ہے اس کو کس مد میں ڈالیں چلو ڈال دو خاطر تواضع میں یہ مباحث روزمرہ کے معمول تھے۔

"ٹرینڈاڈ کا ایک مسلمان سوداگر سیر کے لئے انگلستان گیا اور دوکنگ مسجد میں قیام کیا۔ کوئی دو ہفتے وہاں ٹھہرے ہوں گے۔ واپسی پر میں نے ان سے حالات پوچھے۔ کہنے لگے دوکنگ مشن بے حد دولت مند معلوم ہوتا ہے کھانا بے حد ضائع ہوتا ہے جو کھانا میرے کنبے کے لئے (بہت دولت مند تاجر تھے اور کنبہ بڑا تھا) دو وقت کے لئے کافی ہو۔ وہ ایک وقت زائد بچتا ہے اور پھینک دیا جاتا ہے۔ میں ایک اتوار کے دن وہاں (دوکنگ) بھی جا نکلا تاکہ دیکھوں کہ اب مشن کی کیا حالت ہے دوکنگ مشن ۱۹۲۵ء سے مسٹر عبدالمجید کے چارج میں ہے۔ اور وہ اب بھی مسجد کے امام ہیں۔ میں پہنچا تو مسٹر عبدالمجید کا لیکچر جاری تھا پہلے تو ان کی صورت دیکھ کر تعجب ہوا۔

مجھ سے کوئی تین چار برس چھوٹے ہیں اب جو دیکھا تو ایک معمر بزرگ نظر آئے۔ ایسے نحیف کہ نقاہت کے باعث جھکے جاتے تھے۔ میں حیران تھا کہ انگلستان کی آب و ہوا میں جہاں سوکھے بھی ہرے ہو جاتے ہیں ان کو کیا بنی۔ آپ مجرد ہیں اس وقت ان کی عمر چالیس برس کے قریب پہنچ رہی ہوگی لیکن شادی ابھی تک نہیں کی۔ میں بھی ان کا لیکچر سننے بیٹھ گیا۔ حاضرین کا شمار کیا۔ حضرت واعظ اور میرے سمیت سولہ آدمی تھے۔ دو انگریز مرد اور دو انگریز عورتیں تھیں۔ باقی سب ہمارے ہندوستانی یا ہندوستان سے گئے ہوئے جنوبی افریقہ کے رہنے والے تھے۔ انگریز نہایت رذیل طبقہ کے تھے۔ ان میں سے ایک ان کا نوکر تھا عورتیں کمترین طبقہ کی معلوم ہوتی تھیں۔ بہت بوڑھی تھیں اور لیکچر کے دوران میں بڑے آرام سے سو رہی تھیں۔ چوتھا انگریز اپنے ایک ہندوستانی دوست کے ساتھ اخبار بینی میں مصروف تھا امام صاحب سہج سہج بولنے والے آدمی ہیں۔ ایک ایک منٹ کے بعد ایک ایک لفظ ان کے منہ سے نکلتا تھا اور آواز ایسی تھی گویا کسی عمیق لحد سے آ رہی ہے۔'' (فضل کریم خان صاحب درانی بی۔اے کا مضمون مغرب میں تبلیغ اسلام مندرجہ رسالہ حقیقت اسلام لاہور بابت جنوری ۱۹۳۴ء)

جرمن قادیانی اداروں کی حالت

معزز ناظرین! یہ ہے غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کی حقیقت اس سلسلہ میں نامناسب نہ ہوگا اگر ان کے جرمن مشن کے متعلق وہاں کے اخبارات کی چند ایک آراء بطور نمونہ ہدیہ ناظرین کی جائیں۔

جرمینا: جماعت اسلامیہ برلن کے علاوہ برلن میں مسلمانوں (قادیانیوں) کی ایک اور انجمن ہے جو اپنے خاص سیاسی وجوہ سے آج تک یہاں قطعی ترقی نہیں کر سکی۔ اس کو اتنا بھی نصیب نہیں ہوا کہ وہ معمولی تعداد بھی جرمنوں کی مسلمان کر سکے۔ حالانکہ پروپیگنڈہ ہوتا ہے کہ سو سے اوپر مسلمان ہو چکے ہیں۔

ڈرٹاک: ہر (قادیانی) مسجد کو لیکچر کے بعد مشرقی قہوہ خانہ بنا دیا جاتا ہے۔ چائے نوشی ہوتی ہے اور دل لگی مذاق پر خاتمہ بس یہ ہے تبلیغ اسلام۔

سٹر السنڈ رٹیکبلاٹ سٹر السنڈ: عبداللہ (قادیانی) انتہائی مبالغہ سے کام لیتے ہیں اور مشن کی کامیابی کو بہت بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔ البتہ مسجد کا مکان ضرور ایک ہرجائی کی عشرت گاہ کی طرح سجا ہے مسجد بھی ایک نمائش گاہ یا عجائب گھر ہے جس کو ہر آدمی ۵۰فش تقریباً ۶ (آنہ) فی کس دیکر دیکھ سکتا ہے اور بس۔

لیپز گرانیڈ پوسٹ لیزگ: احمدیہ جماعت سے تعلق رکھنے والے گنتی کے وہی لوگ ہیں جو اس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور چند اس کے علاوہ بھی ہیں جو چائے پانی کی کشش سے پہنچ جاتے ہیں نہ کہ سونو مسلم، صرف چند مسلمان ہوئے ہیں۔ جن میں خاص طور پر عورتیں ہیں۔

مارکیشر ایڈلر برلن: مسجد قہوہ خانہ بنی ہوئی ہے۔ ایک بڑا اسیلون کا کام دیتی ہے جس میں قہوہ اڑتا ہے۔ اور ہندوستان کے متعلق گفتگو کا موقعہ ملتا ہے۔

برسیشے مارکیشے زیٹنگ ایلبر فیلڈے: عبداللہ دستار نہیں باندھتے اکثر اعلیٰ درجہ کے ایونگ ڈرس میں تشریف لاتے ہیں۔ سال نو روپر دل خوش کرتے ہیں اور اپنے ساتھ ایک عجیب وغریب بلکہ عجوبہ روزگار دم چلا لگا رکھا ہے جو اکثر مذہب تبدیل کرتا رہتا ہے۔ یہ صاحب ڈاکٹر حمید مارکس ہیں کچھ کمیونسٹ ہندوستانیوں کی بھی در پردہ آمد ورفت ہے۔ اسی وجہ سے ساری کشش فوت ہو جاتی ہے۔ برلن کی مسجد اور مشن تبلیغ کا مرکز نہیں بلکہ ہندوستانی سرمایہ سے ایک پر منفعت تجارت ہے؟

ایک پر منفعت تجارت

مذکورہ بالا آراء میں سے آخری رائے میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہاں کے اخبارات بھی اس نتیجہ تک پہنچ چکے ہیں کہ یہ غیر ممالک کے مشن ایک پر منفعت تجارت ہے۔

کیا ہندوستان میں انگریزوں کو تبلیغ نہیں ہو سکتی؟ یہ ایک سوال ہے جو غیر ممالک میں قادیانی مشن کے راز کو آشکارا کرنے کے لئے کافی ہے۔ کسی دور دراز سفر کی ضرورت نہیں خود انگریز ہندوستان میں موجود ہیں سارے شہروں کا چکر لگانے کی ضرورت نہیں ایام گرما میں سرد مقامات پر قادیانی اپنے مبلغ بھیج دیں گے تمام اعلیٰ افسران کو بآسانی تبلیغ ہو سکتی ہے پھر ہم دیکھیں گے کہ کتنے ان کی تبلیغ سے متاثر ہوتے ہیں اور کتنی کامیابی ہوتی ہے۔ مگر قادیانی ہیں کہ یہ صورت اختیار ہی نہ کریں گے کیوں؟ صرف اس لئے کہ وہ اپنی تبلیغ کی حقیقت اور اس کے نتیجہ سے واقف ہیں۔

غیر ممالک کی تبلیغ میں تو یہ راز پوشیدہ رکھا جا سکتا ہے کہ وہاں کیا کامیابی ہو رہی ہے جو جھوٹی سچی رپورٹ دل میں آئی شائع کر دی کون صورت حالات کی تحقیقات کے لئے دور دراز کا سفر کر کے جائے ادھر ہندوستان میں ان رپورٹوں کی اشاعت کے ساتھ ہی چندہ کی اپیل ہو جاتی ہے جو سادہ لوح قابو آ جاتے ہیں وہ بیچارے یہ سمجھ کر اپنے گاڑھے پسینہ کی کمائی ان کے سپرد کر دیتے ہیں کہ غیر ممالک میں تبلیغ کے اخراجات بہت ہیں۔

دوسرا سوال قادیانیوں سے یہ ہونا چاہئے کہ کیا ہندوستان میں ہندوستانیوں کو تبلیغ کا کام ختم ہو گیا۔ کیا اس زمانہ کے قادیانی ریفارمر کے تمام فرائض جو اس ملک سے متعلق تھے ختم ہو گئے۔ کیا تمام قومیں ایک مرکز پر جمع ہو گئیں۔ کیا عیسیٰ پرستی کے ستون ٹوٹ گئے؟ (قادیانی مرزا کا دعویٰ ہے کہ تمام قومیں اس کے ہاتھ پر جمع ہوں گی ملاحظہ ہو۔ (چشمہ معرفت خزائن ج ۲۳ ص ۹۰ ص ۸۲) عیسیٰ پرستی کے ستون کو گرانا آپ کا فرض منصبی ہوگا۔ (ملاحظہ ہو، اخبار الحکم ۶ جولائی ۱۹۰۶ء مکتوبات احمدیہ ج ۶ ص ۱۶۲) دوسرے شہروں کا قصہ تو چھوڑو خاص قادیان کی کہو وہاں کے ہندو، عیسائی، سکھ مسلمان اب تک تم سے زیر نہیں ہو سکے۔ باوجودیکہ ان پر تمہاری طرف سے انتہائی تشدد کیا جاتا ہے مگر باوجود اس مظالم کے ابھی تک انہوں نے تمہاری مریدی کو اپنے گلے کا ہار نہیں بنایا۔

سچی اور مصنوعی نبوت میں فرق

معزز ناظرین! حقیقت یہ ہے کہ سچی اور مصنوعی نبوت میں یہی فرق ہے کہ مصنوعی نبوت کی اشاعت کے لئے حیلوں سے کام لیا جاتا ہے اور سچی نبوت خود بخود پھیلتی ہے۔ سچی نبوت کو پھیلانے کے لئے سفر کی ضرورت نہیں پڑتی وہ ایک نور ہوتا ہے جو خود بخود منور کئے جاتا ہے۔ اپنے اور بیگانے سبھی اس نور سے روشنی پاتے ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ اس نبی کے قصبہ یا شہر کے لوگ اس سے محروم رہیں بلکہ حقیقی نبوت کی سچائی کی یہی بڑی دلیل ہوتی ہے کہ خود اس کے جاننے پہچاننے والے اس کی تصدیق کرتے ہیں اور اس نبی کے بچپن تک کے حالات سے واقفیت رکھنے والے اس کی گواہی دیتے ہیں مگر مصنوعی نبوت کا حال الٹا ہوتا ہے وہ اپنے قرب و جوار کو متاثر نہیں کر سکتی وہ اپنے عزیزوں رشتہ داروں اور اپنے شہر کے باشندوں میں نہیں پھیلائی جا سکتی۔ اس لئے ضرورت ہوتی ہے کہ دور دور جگہوں پر اس نبوت کے قصے بیان کر کے لوگوں کو اپنے قابو میں لانے کی کوشش کی جائے۔

اس کی مثال یوں سمجھئے کہ لائق اور تجربہ کار حکیم کو ضرورت نہیں ہوتی کہ اپنے شہر کو چھوڑ کر دوسری جگہ اپنی پریکٹس کرے وہ اپنے شہر میں ہی معزز ہوتا ہے اس کا خاندان اس کے رشتہ دار اس شہر کے باشندے سبھی اس کی لیاقت کے قائل ہوتے ہیں۔ ضرورت مند دور دراز کا سفر کر کے فوراً اس کے در دولت پر حاضر ہوتے ہیں مگر ناتجربہ کار حکیموں کا حال آپ نے دیکھا ہی ہوگا۔ وہ دوسرے شہروں میں جا کر بڑے بڑے سائن بورڈ لگا کر اشتہار بازی کر کے غرضیکہ ہزاروں جتن کر کے اپنی حکمت کا چرچا کرتے ہیں اور اپنے کاروبار کے لئے وہ جگہ تجویز کرتے ہیں جہاں اس

کے اپنے شہر کے لوگوں کی آمد و رفت ہی نہ ہو، تا کہ کوئی واقف حال ان کی حکمت کے راز کو طشت از بام نہ کر دے۔

غیر ممالک میں قادیانی مشن کی حقیقت بھی یہی ہے۔ اس کا مقصود سوائے جلب زر کے اور کچھ نہیں یہ ہندوستانی مسلمانوں سے روپیہ کھینچنے کا مجرب نسخہ ہے جو قادیانی کمپنی نے بڑے غور و خوض کے بعد تجویز کیا ہے۔ ان تبلیغی مشنوں کا ایک اور راز بھی معلوم کیجئے۔

قادیانی نبوت کے خاندان اور قادیانی کمپنی کے حصہ داروں نے سوچا یہ کہ انہیں آئندہ اپنے بچوں کو تعلیم دینے کے لئے غیر ممالک میں بھیجنے کی بھی ضرورت ہو گی۔ وہاں کے ہوسٹلوں کے اخراجات بہت زیادہ ہوتے ہیں بہتر یہ ہے کہ وہاں مذہب کے نام پر اپنا ہیڈ کوارٹر ہو اس طریق سے خرچ میں بے حد کفایت ہو گی اور اس سلسلہ میں یہ بھی گنجائش ہو گی کہ بعض قادیانیوں کو جنہوں نے اپنی ضرورت کے لئے ان ممالک میں پہنچنا ہی ہے وہ قوم کے سر پر سوار ہو کر کیوں نہ جائیں۔ وہاں وہ اپنی تعلیم حاصل کریں یا کاروبار کریں۔ اخراجات قومی چندہ سے وصول کریں اور تکلیف صرف یہ کریں کہ ایک پندرہ روزہ یا ماہواری رپورٹ ارسال کر دیں جس کا آسان طریق یہ ہے کہ وہاں ایک ٹی (دعوت چائے) پارٹی دے کر چند لوگوں کو جمع کیا جائے خوب خاطر مدارت کی جائے اور اس اجتماع کا فوٹو لے کر قادیان بھیج دیا جائے۔ قادیانی خلیفہ فوراً اس کا بلاک تیار کر کے شائع کر دے اور یہ کہتے ہوئے چندہ کی اپیل بھی کر دے کہ امریکہ میں ہمارے مشن کی کامیابی کا منظر ملاحظہ ہو کتنے لوگ ہیں جو ہماری تبلیغ سننے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ وہاں کے ایک اجتماع کا فوٹو ملاحظہ ہو۔ اب اس قسم کی رپورٹ مسلمانوں میں پہنچتی ہے اوّل تو کہاں امریکہ کہاں ہندوستان واقعات کی تحقیق ہی نہیں ہو سکتی خصوصاً جبکہ اس معاملہ میں خصوصاً جب کہ اس معاملہ میں احتیاط یہ ہے کہ ہدوستان میں شائع کردہ اپلیں رپورٹیں دوسرے ممالک میں نہ پہنچیں لیکن اگر کبھی حسن اتفاق سے واقف حال مسلمان امریکہ میں رہتا ہوا قادیانیوں کے ہندوستان میں جاری کردہ پروپیگنڈہ کو سن پائے تو وہ اس وجہ سے خاموش رہتا ہے کہ ان کا راز طشت از بام کرنے میں اسلام کی ہتک ہے۔ دنیا یہ خیال کرے گی کہ اسلام کی تبلیغ کرنے والے اسی قسم کے لوگ ہوتے ہیں اور وہ بیچارا یہ خیال ہی نہیں کرتا کہ اس کی اس خاموشی سے ہندوستان میں کتنے مسلمانوں کی جیبیں خالی ہو رہی ہیں۔

غیر ممالک میں قادیانی تبلیغی جلسوں کی رپورٹ کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے قادیانیوں سے یہ سوال کرنا چاہئے کہ جلسہ میں شرکت کرنے والے کون لوگ تھے؟ ان کی پوزیشن

معلوم ہوتے ہی آپ کو جلسہ کی حقیقت معلوم ہوجائے گی۔ قادیانی کارکنوں کی رپورٹیں کیسی ہوتی ہیں اس کے لئے لاہوری جماعت کی گواہی ملاحظہ فرمائیے۔ جو ایک قادیانی مبلغ کی غلط رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے لاہوری جماعت کے اخبار پیغام صلح نے حسب ذیل الفاظ میں دی ہے۔

”یہ تو مجھے تسلیم ہے کہ (قادیانی مبلغ) مولوی صاحب کو حق ہے کہ جو اناپ شناپ چاہیں الفضل میں خلیفۃ المسیح کی اطلاع کے لئے بطور رپورٹ درج کراتے رہیں آخر سرکار سے تنخواہ پاتے ہیں کچھ تو حق نمک ادا کرنا چاہئے لیکن اس قدر بھی ضمیر کو مردہ نہیں کر دینا چاہئے جس سے کبھی بھی حق بات کا اظہار نہ ہوسکے...... جب میں مولوی صاحب کا یہ بیان پڑھتا ہوں تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی اور ایسا محسوس کرتا ہوں کہ صداقت و دیانت کا وجود دنیا سے اٹھ گیا ہے جب یہ بزعم خود صداقت و دیانت کے علمبردار اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے صداقت و دیانت کا خون کر دیتے ہیں تو بڑی بڑی باتوں کے لئے کچھ بھی کر گزریں تھوڑا ہے۔“

(پیغام صلح ج ۲۲ نمبر ۳۰ ص ۲ کالم نمبر ۳۔ ۱۵ مئی ۱۹۳۴ء)

میں سمجھتا ہوں کہ مذکورہ بالا سطور قادیانیوں کے لندن مشن، جرمن مشن، امریکہ مشن کی حقیقت آشکارا کرنے کے لئے کافی ہوں گی۔ البتہ اس سلسلہ میں اس سوال کا جواب دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آخر جن لوگوں کے مرزائیت قبول کرنے کا اعلان قادیانی اخبار کیا کرتے ہیں ان کی کیا حقیقت ہے؟ اس سوال کا کسی قدر جواب تو مذکورہ بالا حوالہ جات میں ہوچکا ہے کہ کسی انگریز نے اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کر کے اسلام قبول کیا۔ ادھر قادیانیوں نے ان سے راہ ربط پیدا کر لیا اور ہندوستان میں یہ شور برپا ہوگیا کہ ہماری تبلیغ سے ایک انگریز مسلمان ہوگیا ہے۔

ناظرین کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ کسی معزز شخص کے قبول اسلام کے مواقع بھی کسی ملک میں روز مرہ نہیں ہوتے بلکہ شاذ نادر لیکن قادیانی اس قسم کے ایک واقعہ...... کو بھی دس سال تک اپنے پروپیگنڈا کے لئے کافی سمجھتے ہیں ہماری بیان کردہ حقیقت کی صداقت معلوم کرنے کے لئے قادیانیوں سے دریافت کرنا چاہئے کہ عرصہ پچیس سال سے تمہارا مشن انگلستان میں قائم ہے۔ اس عرصہ دراز میں جس قدر انگریزوں نے تمہاری مریدی میں آنا قبول کیا ہے ان کی فہرست معہ مفصل پتہ پیش کرو۔ اس کا جو جواب آپ کو ملے گا وہ حقیقت کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے کافی ہوگا۔ اس سلسلہ گفتگو میں اس بات پر زور دیجئے کہ ہم فہرست معہ مکمل پتہ چاہتے ہیں اس قسم کی فہرست نہیں جیسی الفضل، نو مبایعین (قادیانی گدی کے نئے مریدین) کا عنوان دے کر شائع کیا کرتا ہے جس کا طرز یہ ہوتا ہے۔

غلام محمد صاحب	ضلع سیالکوٹ
نواب دین صاحب	ضلع سیالکوٹ
غلام قادر صاحب	ضلع سیالکوٹ
رحمت بی بی	ضلع لاہور
کرم بی بی	ضلع لاہور

کیونکہ اس قسم کی فہرست کا کیا ہے ہر ماہ سینکڑوں اشخاص پر مشتمل فہرست شائع کی جا سکتی ہے۔ مثلاً ضلع سیالکوٹ ایک وسیع علاقہ ہے کیا معلوم کس گاؤں کس قصبہ اس کے کس محلّہ کا یہ شخص باشندہ ہے۔ کیا عمر ہے کیا پیشہ غرضیکہ کچھ معلوم نہیں کون ہے کون نہیں۔

پس آپ فہرست کا مطالبہ کریں گے اور ساتھ ہی پچیس سال کے اخراجات کی میزان دریافت کریں گے تو غیر ممالک میں قادیانی مشن کی اصلیت واضح ہو جائے گی کہ کتنے خرچ سے کیا کام ہوا ہے اور آئندہ کس قدر کام کی توقع ہے۔

ایک دلچسپ حقیقت

دراصل قصہ یہ ہے کہ خواہ کوئی ملک کتنا ہی امیر کیوں نہ ہو اس میں مفلس و نادار ضرور ہوتے ہیں۔ انگلستان ہو یا امریکہ وہاں ہمارے ملک کی نسبت بہت زیادہ خوشحالی ہے۔ گداگری قانوناً ممنوع ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ وہاں کوئی بھی مفلس نہیں کیا وہاں چوری اور ڈاکہ کی وارداتیں نہیں ہوتیں؟۔ ہاں یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ وہاں جرائم کا ارتکاب اعلیٰ طریق اور اعلیٰ پیمانہ پر ہوتا ہے بہت زیادہ ہوشیاری سے کام کیا جاتا ہے۔ اگر ان ممالک میں محنتی اور باکار لوگوں کی کثرت ہے اور وہ اس قدر منہمک ہیں انہیں کسی سے بات کرنے کی بھی فرصت نہیں چہ جائیکہ وہ کسی قادیانی کی تبلیغ (جو اگر مگر اور مختلف اقسام کی تاویلات پر مبنی ہوتی ہے) کو سن سکیں۔ ان کے اخراجات ہی اس قدر زیادہ ہیں جو وہ بغیر انتہائی جدوجہد کے پورے نہیں کر سکتے جہاں کے اخلاق یہ ہیں کہ بغیر ضرورت گفتگو کرنا ناپسند کیا جاتا ہے تو اس کے یہ معنی ہر گز نہیں کہ وہاں کوئی بھی سست کاہل مفلس موجود نہیں۔ یقیناً وہاں یہ دوسری قسم کا گروہ موجود ہے پس یہ وہ طبقہ ہے جو ادھر ادھر اس قسم کے اداروں کی تلاش میں پھرتا رہتا ہے۔ لندن کی گلیوں اور بازاروں کا چکر لگاتے لگاتے انہوں نے قادیانی مشن کا بورڈ دیکھا اور مہذبانہ انداز میں قادیانی دفتر میں تشریف لے گئے۔ چند دن قیام کیا۔ خاطر و مدارت ہوئی۔ آخر قادیانی مبلغ صاحب اپنا مدعا یہ بھی عرض کر دیتے ہیں کہ حضرت! ہم تو ایک جماعت کے مبلغ ہیں۔ ہر ماہ ہماری رپورٹ جانی ضروری ہے۔

اگر آپ کو علم نہ ہو تو یہ بیعت کا فارم ہے آپ اس پر دستخط کر دیجئے۔ یہ ہماری کارگزاری شمار ہو گی وہ معزز مہمان اس درخواست کے قبول کرنے میں کچھ حرج نہیں سمجھتا جبکہ اس کے لئے یہ دائیں ہاتھ کا کرتب ہے کہ وہ ہر ہفتہ اپنا نام تبدیل کرلے وہ بیعت کے فارم پر دستخط کرتا ہے۔ قادیانی مبلغ اس کا نام درج رجسٹر کر لیتا ہے اور ہندوستان میں لندن سے آنے والی ڈاک میں یہ رپورٹ پہنچ جاتی ہے کہ فلاں معزز انگریز سلسلہ عالیہ میں داخل ہو گیا ہے۔ اب ہندوستان میں کون جانے کہ کون انگریز مسلمان ہوا ہے اور کون نہیں؟ سال بھر میں کبھی ٹی پارٹی کی دعوت دے کہ اس قسم کے لوگوں کو جمع کر لیا جاتا ہے۔ کسی ایک آدھ معزز شخص کی بھی دعوت میں شرکت کے لئے خوشامد کی جاتی ہے۔ چند غیر ممالک میں رہنے والے ہندوستانیوں سے وطنی محبت کا واسطہ دے کر تشریف لانے کی استدعا کی جاتی ہے اور اس طرح پندرہ بیس اشخاص کا اجتماع ہو جاتا ہے فوٹو لیا جاتا ہے جو ہندوستان میں حاشیہ آرائی اور مبالغہ آمیزی کے ساتھ شائع کر کے اپنی کامیابی کا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے معزز ناظرین! حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ عرصہ میں اگر کسی معزز یورپین نے اسلام قبول کیا ہے تو اپنے مطالعہ اور فطرتی جذبہ سے جو خدائے تعالیٰ نے ان کو ودیعت کیا ورنہ قادیانیوں کی تبلیغ اور نمونہ ان کے لئے ہرگز جاذب نہ ہوا نہ ہو گا۔ ہاں پروپیگنڈا ضرور ایسی چیز ہے جس سے بسا اوقات بعض ناواقف حال متاثر ہو جاتے ہیں۔ ہمارے اس بیان کی تائید ناظرین کو اس امر سے بھی ہو گی کہ جن انگریزوں کے متعلق قادیانی یہ مشہور کیا کرتے تھے کہ وہ ان کے مرید ہیں اگر انہیں کبھی ہندوستان آنے کا اتفاق ہوا تو مسلمانوں کے استفسار پر فوراً انہوں نے اعلان کر دیا کہ انہیں مرزائیت سے کوئی تعلق نہیں۔

قادیانیوں کی اسلامی خدمات کی حقیقت

قادیانی اپنی جن اسلامی خدمات کا پروپیگنڈہ کیا کرتے ہیں ان کی اصلیت تو آپ نے معلوم کر لی اس ضمن میں ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم ان کی بعض اسلامی خدمات کی فہرست پیش کریں تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ کمپنی اسلام کے پردہ میں اپنے مقاصد کے پیش نظر کن خدمات کو سرانجام دے رہی ہے۔

اسلامی حکومتوں اور امت مسلمہ کا استخفاف

قادیانیوں کی سب سے بڑی خدمت اسلامی حکومتوں کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا کرنا اور مسلمانوں کی تحقیر اور استخفاف ہے۔ جس کا مقصد سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ اسلام اور

مسلمانوں کو غیروں کی نظروں میں ذلیل کیا جائے۔ یوں تو ان کا تمام لٹریچر اس قسم کی تحریروں سے بھرپور ہے لیکن اس جگہ ہم بطور نمونہ مرزا محمود کی تحفۃ الملوک سے چند سطور نقل کرتے ہیں۔

''مگر اس کے مقابلہ میں آج اسلام کی کیا حالت ہے ملک پر ملک مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکلا جا رہا ہے نہیں بلکہ سب ملک وہ اپنے ہاتھوں سے دے چکے ہیں اور ایک ایک کر کے سب ممالک ان کے ہاتھ سے چھینے جا چکے ہیں۔'' (صفحہ ۱۰) اگر پچھلی صدی کی اسلامی جنگوں کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو بجائے ظاہری بواعث کے زیادہ تر پوشیدہ بواعث ہی نکلیں گے (کہیں وہ پوشیدہ باعث آپ ہی کا وجود تو نہیں؟) کہ جو اسلامی حکومتوں کی شکستوں کا باعث ہوئے بہت کثرت سے ایسے معرکے ہوئے ہیں کہ ہر طرح اسلامی لشکر کامیاب و مظفر رہا لیکن انجام کار کوئی ایسی بات پیش آ گئی (آپ کی دعا یا حکمت عملی یا اسلامی حکومتوں سے آپ کی غداری کے سوا اور کیا چیز پیش آ سکتی ہے؟) کہ آخری میدان دشمن کے ہاتھ رہا...... اس وقت اوّل تو کوئی ایسی اسلامی سلطنت رہی ہی نہیں (رہتی کیونکر قادیانی نبی کا ظہور جو ہو چکا ہے جس کی آمد کے ساتھ اسلام کی شوکت وابستہ تھی) کہ جسے حقیقی معنوں میں سلطنت کہا جا سکے۔ اگر کوئی ہے تو وہ بجائے مسلمانوں کے سکھ کے باعث ہونے کے ان کے لئے دکھ کا باعث ہو رہی ہے عام طور پر حکومتیں لوگوں کے سکھ کا باعث ہوتی ہیں اور بادشاہ کے ہم مذہب اس حکومت کو اپنے مذہب کے لئے ایک پشت پناہ سمجھتے ہیں لیکن اسلامی حکومتیں بجائے مسلمانوں کے آرام کا ذریعہ ہونے کے ان کے لئے دکھ کا باعث ہو گئی ہیں اور آئے دن ایسے مصائب میں مبتلا رہتی ہیں کہ ان کے ساتھ کل دنیا کے مسلمان بھی انگاروں پر لوٹتے ہیں۔ پس (اسلامی) حکومتیں سکھ تو کیا پہنچا سکتی ہیں ان کے ذریعہ مسلمانوں کا ہمیشہ کے لئے غم والم سے پالا پڑ گیا ہے۔'' (تحفۃ الملوک ص ۱۴ و ۱۵)

''وہ (مسلمان) روز بروز گرتے ہی چلے جاتے ہیں اور اس بات کے ثبوت کے لئے حکومت کے جیل خانے کافی شہادت دیتے ہیں (بے شک آپ کی طرف سے بھیجے ہوئے قاتل بھی جیل خانوں کی زینت بن چکے ہیں بلکہ پھانسی پا چکے ہیں) کس قدر دل کو دکھ پہنچانے والا بلکہ دل کو خون کر دینے والا وہ نظارہ ہوتا ہے جب کوئی مسلمان جیل خانوں کی سیر کرتا ہے (پھانسی چڑھنے والے مرزائی نے تو دل کو خون نہ کیا ہوگا کیونکہ وہ بیچارا آپ کے خاندان سے نہ تھا پھانسی لٹکا تو وہ غریب آپ کا کیا گیا) کیونکہ سب جیل خانے مسلمانوں سے بھرے پڑے ہیں (ان میں تبلیغ کا کوئی انتظام نہیں اور تبلیغ ہو رہی ہے لندن و امریکہ میں) اور ان کی اخلاقی حالت بجائے دوسری قوموں سے اعلیٰ ہونے کے بہت ادنیٰ ہے اور وہ اسلامی آبادی کے تناسب سے بہت زیادہ

قید خانوں میں نظر آتے ہیں۔ ان کے گناہ بھی کوئی معمول نہیں ہوتے گندے سے گندے اور بد سے بد اعمال کے بدلہ وہ سزائیں بھگت رہے ہیں۔ چوریاں، ڈاکے زناء بالجبر، آوارگی، قتل، غداری خیانت مجرمانہ، دھوکہ دہی، ٹھگی' استحصال بالجبر' جعلسازی وہ کونسا گناہ ہے جس کے مسلمان مرتکب نہیں۔ (اللہ اللہ کس قدر جسارت وجرأت ہے کہ مسلمانوں کے جرائم کی فہرست شائع کی جا رہی ہے لیکن اگر کوئی مسلمان قادیان کے جرائم کی یہی فہرست سنائے تو الفضل کے کالم کے کالم سیاہ ہونے شروع ہو جائیں اور حکومت سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ اس شخص پر مقدمہ چلنا چاہئے۔ اس پر دفعہ ۱۵۳ عائد ہوتی ہے) اور یہ تو وہ جرائم ہیں جن پر گورنمنٹ کی طرف سے مواخذہ ہوتا ہے ورنہ اور ایسے بہت سے گناہ ہیں کہ جن کے ذکر سے بھی بدن کے رونگٹھے کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن مسلمان ان کے مرتکب ہو رہے ہیں حتیٰ کہ بعض موقعہ پر محرکات کی حرمت کا بھی خیال نہیں رکھا جاتا (سبحان اللہ مسلمانوں پر یہ ریمارک قادیان سے دیا جا رہا ہے) دین سے وہ بے پروائی ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں امراء عیاشی (غالباً مسلمانوں کے مشک وغیرہ کے زیادہ استعمال سے یہ الزام دیا گیا ہے) اور دنیا طلبی (جس کا قادیان میں نام ونشان نہیں) میں مشغول ہیں۔ صوفیاء گانے اور قوالی سننے میں مصروف ہیں علماء جھوٹے فتوے دیتے ہیں۔'' (غالباً قادیانیوں کے نزدیک یہ الفاظ تو ملک معظم کی رعایا کی دو جماعتوں میں نفرت پیدا نہیں کرتے)

(تحفۃ الملوک ص ۱۷ و ۱۸)

''جس قدر فاحشہ عورتیں مسلمانوں سے ہیں جو عصمت فروشی پر فخر محسوس کرتی ہیں غیر قوموں میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ (نظیر نہیں ملتی؟ آپ کے نبی صاحب عیسائیوں کے متعلق حسب ذیل ریمارک دیتے ہیں۔'' گندی سیاہ بدکاری اور ملک کا ملک رنڈیوں کا چکلہ بن جاتا ء ہائیڈ پارکوں میں ہزاروں ہزار کا روشنی میں کتوں اور کتیوں کی طرح اوپر تلے ہونا...... یہ کس بات کا نتیجہ ہے۔ (مکتوبات احمدیہ جلد ۳ ص ۲۸) (اور آریوں کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ ان کی کتاب آریہ دھرم میں ملاحظہ فرمایئے ہم تو نقل بھی نہیں کر سکتے۔ باری باری سب قوموں کے متعلق قادیان کا یہی فتویٰ ہے۔) پس یہ حالت ایسی نہیں جسے دیکھ کر ایک دردمند دل بے اختیار نہ ہو جائے۔ نام ہی اسلام کا رہ گیا ہے ورنہ کام کے لحاظ سے تو اسلام کا کچھ باقی نہیں رہا۔ (یہ سب قادیانی جماعت کی برکت ہے۔ اس مقدس مذہب کو آئے ہوئے۔ ۵۰ سال ہو گئے مگر حالت وہی ہے۔ رہی تبلیغ سو وہ امریکہ میں ہو رہی ہے۔ بیماری پنجاب میں اور علاج امریکہ میں ہو رہا ہے درد کا نتیجہ ہزاروں میلوں پر پیدا ہو رہا ہے۔ حالانکہ دوسری قوموں میں بقول مرزا محمود یہ بیماریاں کم ہیں۔ فاعتبروا یا

اولی الابصار۔غور کرو کہیں یہ رونا مسلمانوں کو غیروں میں ذلیل کرنے کے لئے تو نہیں؟)

(تحفۃ الملوک ص۱۸،۱۹)

سلطان روم پر نظر عنایت

''ہمیں اس گورنمنٹ کے آنے سے وہ دینی فائدہ پہنچا کہ سلطان روم کے کارناموں میں اس کی تلاش عبث ہے۔''

(اشتہار مرزا قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت جلد۶ ص۶۹،مجموعہ اشتہارات ج۲ص۳۷۰)

ناظرین نے ملاحظہ فرمایا کہ حکومت برطانیہ کی منافقانہ وفاداری کی آڑ میں ایک اسلامی حکومت کی کیونکر تخفیف کی گئی ہے؟۔

مکہ ومدینہ ودیگر اسلامی مقامات پر شفقت

''میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں لہٰذا وہ اس الہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال وشوکت میں تیرے وجود اور تیری دعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سبب ہیں۔کیونکہ جدھر تیرا منہ ادھر خدا کا منہ ہے۔''

(اشتہار مرزا قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت جلد۶ ص۶۹،مجموعہ اشتہارات ج۲ص۳۷۰)

سقوط بغداد کے موقعہ پر قادیان میں چراغاں کیا جانا اور فاتح کو مبارک باد کے تار دینا اس گروہ کی خدمات اسلامی کا ایک منظر تھا۔ بہادر ترکوں کو سور اور بندر کا خطاب بھی اسی گروہ نے عطا فرمایا تھا۔ مذکورہ بالا حوالہ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ قادیانی نبی حکومت برطانیہ کی فتوحات کے لئے دعائیں کرتا ہے جس کے نتیجہ میں الہام بھی ہو جاتا ہے۔ظاہر ہے کہ فتوحات کے لئے دعا کا منشاء یہی تھا کہ یہ تمام ممالک مسلمانوں کے قبضہ میں نہ رہیں۔ یہ ہے اس گروہ کی حقیقی خدمت اسلام۔

میرے نوتعلیم یافتہ دوستو: دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ انسان جس گھر میں پیدا ہوتا ہے اس کی تعظیم وتکریم اس کا انسانی فرض ہوتا ہے مگر یہ گروہ جس کا نام لے لے کر لوگوں کو اپنے دام تزویر میں لانے کے لئے دن رات کوشاں رہتا ہے۔اسی مبارک وجود کی امت کی تباہی کے لئے دعائیں اور ان کے خلاف ہی نفرت وحقارت پیدا کر رہا ہے۔ یہ ایک علیحدہ مستقل مضمون ہے کہ مرزا قادیانی یا اس کا گروہ حکومت برطانیہ کا وفادار ہے یا نہیں اور کہ اس منافقانہ وفاداری کا منشاء صرف حکومت کو غافل کرنا تھا ورنہ اس گروہ کا مقصد صرف اور صرف مذہب کے پردہ میں اپنا

کاروبار چلاتا ہے اس مضمون پر آپ ہماری کسی دوسری کتاب کو ملاحظہ فرمائیں گے جس میں بدلائل ثابت کیا جائے گا کہ یہ گروہ جہاں تمام دنیا کا دشمن ہے وہاں حکومت برطانیہ بھی اس کے عتاب اور نظر شفقت سے محفوظ نہیں رہی اس حکومت کے خلاف بھی ان کے دلوں میں یہ کینہ ہے کہ اس نے ان کے کچھ دیہات چھین لئے تھے اور ان کو نان ونفقہ تک کا محتاج کر دیا تھا آخر مقابلہ کی طاقت نہ پاتے ہوئے حکومت سے بدلہ لینے کے لئے مذہب کے پردہ میں ایک جتھ کی تیاری شروع ہو گئی اس گروہ کی حکومت برطانیہ سے لفظی وفاداری صرف یہ معنی رکھتی ہے کہ حکومت اس گروہ کی خفیہ کارروائیوں پر کوئی توجہ نہ دے اور یہ لوگ اس وفاداری وفاداری کی رٹ سے اپنا کام کئے جائیں وفاداری کا اندازہ اس امر سے کیجئے کہ مرزا قادیانی نے حکومت برطانیہ کے متعلق حسب ذیل پیشین گوئی کر رکھی ہے جو اس کے بیٹے مرزا محمود نے بیان کی ہے۔

سلطنت برطانیہ تا ہشت سال
زاں بعد ضعف و فساد و اختلال

(تذکرہ ص ۷۶۶)

دوسری اسلامی خدمت

قادیانی گروہ کی دوسری اسلامی خدمت ملک میں فتنہ وفساد پیدا کرنا ہے۔ مذہبی مناظروں کی طرح ڈال کر میدان کارزار گرم کرنے کی ہر دم فکر دامنگیر رہتی ہے۔ کہیں آریوں کو مناظرہ کا چیلنج ہے تو کہیں عیسائیوں کو ان مناظروں کا مقصود دوسری اقوام کو مشتعل کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا چنانچہ آریوں اور عیسائیوں میں سے جن چند اشخاص نے اسلام کے متعلق دریدہ ذہنی کی جسارت کی ہے وہ حقیقتاً اسی گروہ کی مہربانی کا نتیجہ ہے۔

معزز ناظرین! آج سے پچاس سال پہلے یعنی قادیانی فتنہ کے ظہور سے پہلے ہندوستان کی مختلف اقوام میں جو محبت و پیار تھا اس کا آج نام ونشان بھی موجود نہیں۔ مسلمانوں پر قادیانی کمپنی کی خاص نظر عنایت ہے ان کو مناظرہ یا مجادلہ کی دلدل میں کھینچنے کے لئے ہر وقت کوشش کی جاتی ہے ان مناظروں اور جھگڑوں کا کیا نتیجہ ہوتا ہے وہ ہر مقام کے انصاف پسند اصحاب کے سامنے ہے۔ بسا اوقات فساد کی نوبت پہنچتی ہے جس کے بانی مبانی یہی قادیانی ہوتے ہیں جو اپنے مذہب سے اعتراض دور کرنے کے لئے فوراً ہر قوم کے پیشوا پر اعتراض جڑ دیا کرتے ہیں اور دشنام دہی تو ان کا خاصہ ہے ہی۔

دیکھنے کی بات یہ ہے کہ ہمارا دین کامل، کلام الٰہی خاتم الکتب اور آخری صحیفہ آسمانی،

ہمارا نبی کامل و اکمل ۔ کیا معاذ اللہ اس دین میں ہمیں کوئی شک وشبہ ہے؟ جو کسی سے مناظرہ کریں۔ مناظرہ (اگر وہ اپنی صحیح شکل میں ہو) کے معنی تو تحقیق حق ہو سکتا ہے جب ہمیں اپنے مذہب کی سچائی پر حق الیقین ہے تو تحقیقات کے کیا معنی؟

کیا ہم مناظرہ اس گروہ سے کریں جس کے مذہب کا یہ حال ہے کہ ہر دس سال کے بعد اس میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے کبھی حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر زندہ موجود ہونے کا اقرار ہے ایک دو سال نہیں بارہ سال یہی عقیدہ رہا (ملاحظہ ہو اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) پھر وفات مسیح کے دلائل شروع ہوئے اور اپنے متعلق یہ اشتہار کہ صرف مجدد ہونے کا دعویٰ ہے ذرا اور عرصہ گزرا تو مسیحیت کا دعویٰ مگر نبوت سے انکار، چند سال اور گزرے تو نبوت کا دعویٰ جس مذہب پر اس کے بانی کے اعتقاد کا یہ حال ہو اس کے متعلق تحقیق کرنا اگر تضیع اوقات نہیں تو اور کیا ہے؟

قادیانیوں نے تو قادیان میں اپنے طلباء کو شاطرانہ چالیں' طراری' چالاکی' ہوشیاری کی تعلیم دینے کا خاص اہتمام کر رکھا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ یوں تو ہماری بات کوئی سنتا نہیں عوام الناس کو مشتعل کر دو کہ لاؤ اپنے مولوی کو ہم سے مناظرہ کر لو سچ جھوٹ سامنے آ جائے گا۔ عوام الناس بھی اس چکر میں آ جاتے ہیں اور یہ سوچتے نہیں کہ دو مولوی تو صرفی۔ نحوی' لغوی بحث کریں گے۔ ہماری سمجھ میں کیا آئے گا۔ اس مناظرہ کا فائدہ تو ان کو ہو سکتا ہے جو ان دونوں مولویوں سے بھی زیادہ علم رکھتا ہو۔ قادیانی یہ سمجھتے ہیں کہ جھگڑا ہو گا شاید کوئی کم سمجھ ہمارے مبلغ کے تیز بولنے سے ہی متاثر ہو جائے۔ طبیعتیں مختلف ہیں اذہان مختلف ہمارا کوئی نہ کوئی شکار پیدا ہی ہو جائے گا۔

اگر ہندوستان میں یہ حالت موجود ہے کہ بازاروں میں لیکچر دے کر ادویات فروخت ہو سکتی ہیں اور کئی سادہ لوح اس جال کا شکار ہو جاتے ہیں تو کیا یہ کاروبار فیل ہو جائے گا جس پر بظاہر مذہبی رنگ بھی موجود ہے (ہماری کتاب مباہلہ پاکٹ بک میں اس امر پر مفصل بحث موجود ہے کہ قادیانیوں کا مناظرہ سے کیا مقصود ہوتا ہے اور اگر ان سے مناظرہ کیا جائے تو کس طریق سے شرائط کیا ہونی چاہئیں) میں یہ عرض کر رہا تھا کہ قادیانی گروہ نے مناظرہ کو اپنی تشہیر اور فتنہ وفساد پیدا کرنے کا ایک ذریعہ سمجھا ہوا ہے۔ ادھر بعض تو اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے اور بعض مفید پیشہ سمجھ کر میدان مناظرہ میں آ جاتے ہیں اور نتیجہ جو ہوا یا ہو رہا ہے اور ہو گا وہ دنیا کے سامنے ہے۔

فتنہ وفساد پیدا کرنا قادیانی گروہ کا اولین فرض دکھائی دے رہا ہے۔ دوسرے کو گالی دیں گے اور امن امن کا شور برپا کر دیں گے تا کہ امن پسندی کا شور گالی پر غالب آ جائے جس سے بعض اوقات سادہ لوح یہی خیال کرنے لگتے ہیں کہ یہ امن پسند ہیں اور ان کے ذہن اس گالی اور دشنام

دہی کو بھلا دیتے ہیں قصہ مختصر یہ ہے کہ قادیانی گروہ کا بڑا ہتھیار دیا سلائی دکھا کر خود خاموش ہو جانا ہوتا ہے جس کسی قصبہ یا شہر میں چار پانچ قادیانی بھی موجود ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ وہ ہمیشہ اس موقعہ کی تلاش میں رہیں گے کہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں کوئی اختلاف ہو تو وہ مرزائیت کے مخالف لوگوں کی بالمقابل پارٹی کا ساتھ دینا شروع کر دیں اور بسا اوقات وہ پارٹی (جس کی امداد قادیانی کرتے ہیں) نہیں سمجھتی کہ یہ کسی کے بھی غم خوار نہیں ان کا مقصود تو مسلمانوں کی جماعت کو کمزور کرنا ہے مسلمانوں کی سیاسی جماعتوں میں اختلاف ایک معمولی چیز ہے کبھی کسی جگہ کوئی اختلاف ہوا نہیں اور قادیانیوں نے ٹانگ اڑانے کی کوشش کی نہیں۔ یہ ہے وہ دوسری اسلامی خدمت جو قادیانی گروہ کی طرف سے سرانجام دی جا رہی ہے۔

تیسری اسلامی خدمت

یہ ہے کہ حکومت برطانیہ کو مسلمانوں سے بدظن کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کسی جگہ کوئی ایجی ٹیشن شروع ہوئی اور اس گروہ نے حکام کی امداد کی آڑ میں مسلمانوں سے بدلہ لینے کی فکر کی نہیں اس شہر میں جو بھی مرزائیت کے مخالف ہوں گے ان کے خلاف بغاوت کا الزام لگا کر انہیں کسی نہ کسی مصیبت میں گرفتار کرا دیا اور پھر پبلک میں مرزا قادیانی کا یہ الہامی مصرعہ پڑھنا شروع کر دیا۔

’’جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے‘‘ (درثمین ص۹۲، تذکرہ ص۳۵۴)

بعض حکام مرزائیوں کی اس چال میں آجایا کرتے ہیں اور انہیں یہ خیال نہیں رہتا کہ چند افراد کی غلط خبر رسانی کی خدمت کی بناء پر وہ کیا قدم اٹھا رہے ہیں۔ ہمارے بیان کی تائید میں مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک کارنامہ ملاحظہ ہو۔

باغیوں کی فہرست

’’قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی...... ایسے لوگوں کے نام معہ پتہ نشان یہ ہے۔‘‘

(تبلیغ رسالت جلد۵ ص۱۱ مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۲۷)

اس سلسلہ میں مرزا محمود کی سرگرمی بھی ملاحظہ فرمایئے۔ ’’پس میں جماعت کو پورے زور سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ خلاف امن تحریکات کی خبر گیری کریں اور وقتاً فوقتاً مجھے اطلاعات بھیجتے

رہیں۔" (تاکہ وہی اطلاعات حکومت کو پہنچا کر مخالفین کو زیر کرنے کی سبیل پیدا کی جائے)

(الفضل ۷ جولائی ۱۹۳۲ء)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مذہبی ریفارمروں کا قیمتی وقت کن خدمات کی انجام دہی میں صرف ہوتا ہے؟۔اس قسم کی خدمات کے سلسلہ میں ذیل کے دوحوالے بھی ملاحظہ فرمائیے۔

پچاس الماریاں

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری یہ ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔" (تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

رنگروٹ بھرتی ہو جاتا

"گورنمنٹ کی جس قدر بھی فرمانبرداری کی جائے تھوڑی ہے ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر مجھ پر خلافت کا بوجھ نہ ہوتا تو والنٹیر ہو کر جنگ میں چلا جاتا۔"

(انوار خلافت ص ۹۶)

ہمیں نفس وفاداری پر اعتراض نہیں سوال یہ ہے کہ جب ایک مذہبی ریفارمر کا دن رات کا شغل یہی ہے تو گویا اس نے اپنی عمر میں عظیم الشان کام ہی یہ سرانجام دیا وہ لمبی جوامت کو تیرہ سو سال کے بعد میسر آیا۔اس نے اپنا سارا وقت تو ۵۰ الماریاں شائع کرنے میں صرف کر دیا۔ باغیوں کی فہرستیں تیار کرنے میں لگا دیا۔ بتائیے اس کو کسی اور کام کے لئے فرصت میسر آئی ہوگی؟ کیا اس خدمت کا ہی نام کسر صلیب عیسیٰ پرستی کے ستون توڑنا ہے جس کے لئے بقول خود مرزا قادیانی تشریف فرما ہوئے۔اگر ان کاموں کا نام اسلامی خدمت رکھا جا سکتا ہے تو یہ تیسری اسلامی خدمت ہے جو اس گروہ نے انجام دیدی۔

چوتھی اسلامی خدمت

قادیانی گروہ نے اپنی انتہائی فحش لویسی کے ذریعہ انجام دی ہے۔ مذہبی ریفارمر کہلاتے ہوئے وہ زبان رائج کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو اپنی نظیر آپ ہے۔ہم نے اپنی کتاب

قادیانی تہذیب میں قادیانیوں کی میٹھی زبان کا مفصل حال درج کر دیا ہے اس جگہ صرف دو تین حوالہ جات بطور نمونہ درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ حسب ذیل حوالہ جات میں سے پہلے حوالہ میں یہ پرلطف بات بھی ملاحظہ فرمائیے کہ دوسرے کو گالی دیتے وقت بھی کیونکر رسول اکرم ﷺ کے اقوال کی آڑ لینے کی جرأت کی جاتی ہے۔

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری امت میں ایک بڑا فتنہ ہوگا اور لوگ اس وقت اپنے علماء کی طرف جائیں گے اور علماء اس وقت بندر اور سور ہوں گے۔ احمدی جماعت لوگوں کے علماء نہیں ہے بلکہ ان کو تو آپ جیسے بے علم لوگ بھی عالم نہیں مانتے اس لئے صاف ظاہر ہے کہ یہی آپ جیسے علماء ہی ہیں جنہیں بوجہ ان کے کارناموں کے آنحضرت ﷺ نے بندر اور سور کا خطاب دیا ہے اور آنحضرت ﷺ نے مسیح موعود کا کام کسر صلیب کے ساتھ قتل خنزیر بتایا ہے۔ پس اب خود سوچ لو کہ سور کون ہیں۔'' (اخبار پیغام صلح ج ۲۲ نمبر ۲۱ ص ۱۵ کالم نمبر ۳۔ ۷/اپریل ۱۹۳۴ء)

قادیانی پھول

''اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے خلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا اور اپنی شرارت سے بار بار کہے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم وحیاء کو کام نہیں لائے گا...... اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں...... ورنہ حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے اور ظلم اور نااتفاقی کی راہوں سے پیار کرتا رہے۔'' (انوار الاسلام ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۳۱، ۳۲)

''سوچا ہئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بد گوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

''یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۵، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۹)

ایک زبردست گواہی

قادیانی گروہ نے جس زبان کو ملک میں رائج کرنے کی [illegible] ہے [illegible] یوں

عیسائیوں مسلمانوں کے خلاف جس قدر دیدہ دہنی سے کام لیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے، دیکھنا یہ ہے کہ ایک مذہبی ریفارمر کی جماعت اور خود اس ریفارمر کا یہی کام ہے کہ ملک کے اخلاق کو اس طرح تباہ کرنے کی کوشش کرے کیا اسلام کی آڑ لیتے ہوئے مخالفین اسلام کو یہ کہنے کا موقعہ بہم نہیں پہنچایا گیا کہ خدانخواستہ اسلامی اخلاق یہی ہیں جو اسلام کے یہ مبلغ دنیا کو دکھا رہے ہیں۔ قادیانیوں کی تہذیب کے متعلق لاہوری مرزائیوں کی شہادت ملاحظہ فرمائیے۔

قادیانی تہذیب

''قادیانی جماعت کا ہمارے ساتھ یعنی لاہوری جماعت کے ساتھ جو طرز عمل ہے وہ ساری دنیا جانتی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ آج کل پشاور کے قادیانی اس غیر شریفانہ روش میں تمام ملت محمودیہ سے بازی لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں ہماری جماعت پشاور کے جلسہ سالانہ پر ان لوگوں نے جو اخلاق سوز اور سوقیانہ حرکتیں کیں احباب کو ان کا کسی قدر علم جلسہ کی روئیداد سے ہو گیا ہوگا...... اس پر ڈھٹائی ملاحظہ ہو۔ الفضل اور فاروق میں بالکل جھوٹی رپورٹ شائع کرائی۔ ان کے مراسلتوں کی طرز تحریر اس قدر گھناؤنی اور غیر شریفانہ ہے کہ کوئی شریف آدمی اس پر اظہار نفرت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہم جانتے ہیں اس قسم کی بے ہودہ حرکات تمام قادیانی حلقوں میں پسند کی جاتی ہیں اور ان کی داد دی جاتی ہے اور یقین ہے کہ جناب خلیفہ (میاں محمود احمد) صاحب بھی ان پر اظہار خوشنودی فرماتے ہوں گے لیکن اسلامی اخلاق و شرافت ان پر ہمیشہ ماتم ہی کرتے رہیں گے۔'' (اخبار پیغام صلح ج ۲۲ نمبر ۳۵ ص ۳ کالم نمبر ۲، ۲ جون ۱۹۳۴ء)

''ایک غیر از جماعت بزرگ نے جو قادیانی لٹریچر کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں ہم سے دریافت کیا ہے کہ قادیانی اخبارات الفضل و فاروق وغیرہ اس قدر پست اخلاق کیوں واقع ہوئے ہیں؟ کہ دوسرے کو گالی دے دینا اپنے مخالف کے متعلق کذب بیانی یا بہتان طرازی کر دینا ان کے نزدیک معمولی بات ہے اور وہ ان باتوں کے اس قدر عادی ہو چکے ہیں کہ اس پست اخلاقی کا احساس تک بھی ان کو نہیں ہوتا...... مناسب تھا یہ سوال جناب میاں محمود احمد صاحب یا دیگر قادیانی اکابر سے کیا جاتا ہمارے نزدیک تو قادیانی اخبارات اور قادیانی مبلغین کی اس اخلاقی پستی کی وجہ پیر پرستی اور اندھی عقیدت ہے۔ پیر پرست اشخاص و اقوام بغیر سوچے سمجھے غلط سے غلط عقائد و اعمال اختیار کر لیتی ہیں اور اپنی عقل فروشی کی وجہ سے ان کو اس حد تک صحیح سمجھنے لگتی ہیں کہ ان کے خلاف معقول سے معقول بات سننا بھی گوارا نہیں کرتیں۔ جب کوئی ان سے اظہار اختلاف کرتا

ہے تو وہ بے محابا اخلاقی پستی کا مظاہرہ شروع کر دیتی ہیں اور اس کو ایک کار ثواب سمجھتی ہیں۔ یہی حال قادیانی جماعت اور اس کے اخبارات کا ہے یہ لوگ کم از کم اپنے مخالف کے حق میں بہتان سازی اور دشنام طرازی کو اچھا فعل سمجھتے ہیں ان کے اکابر اس چیز کی حوصلہ افزائی اور قدر کرتے رہتے ہیں۔'' (اخبار پیغام صلح ج ۲۲ نمبر ۳۹ ص ۳ کالم نمبر ۳۔ ۱۵؍ جون ۱۹۳۴ء)

پانچویں اسلامی خدمت

موت، زلزلے قیامت برپا ہو جانے کی پیشین گوئیاں کرنا ہے۔ مرزا قادیانی نے حسب ذیل الفاظ میں بار بار اپنی متعدد کتابوں میں اس قسم کی پیشین گوئیاں کی ہیں۔

''حوادث کے بارے میں جو مجھے علم دیا گیا ہے۔ وہ یہی ہے کہ ہر ایک طرف دنیا میں موت اپنا دامن پھیلائے گی۔ اور زلزلے آئیں گے اور شدت سے آئیں گے اور قیامت کا نمونہ ہوں گے اور زمین کو تہ و بالا کریں گے اور بہتوں کی زندگی تلخ ہو جائے گی۔''

(الوصیۃ ص ۳، خزائن ج ۲۰ ص ۳۰۲)

زلزلے لڑائیاں قحط یہ چیزیں اس دنیا میں عام ہیں جس کی خبر دینا پیشین گوئی نہیں کہلا سکتی خود مرزا قادیانی کا ارشاد سنئے۔

''یسوع کی تمام پیشین گوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مردہ خدا ہے اگر ایک پیشین گوئی بھی اس پیشین گوئی کے ہم پلہ اور ہم وزن ثابت ہو جائے تو ہم ہر ایک تاوان دینے کو تیار ہیں اس درماندہ انسان کی پیشین گوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے قحط پڑے گا لڑائیاں ہوں گی پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی ایسی پیشین گوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں۔ اور ایک مردہ کو اپنا خدا بنا لیا کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ کیا کہیں کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشین گوئی کیوں نام رکھا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸)

صرف پیشین گوئیاں کرنا اسلامی خدمت نہ سمجھئے بلکہ مرزا قادیانی مخلوق خدا کے لئے طاعون جیسی نعمت غیر مترقبہ کے لئے دعائیں مانگتے تھے۔ اور نہیں معلوم کہ اس مبارک کام کے لئے آپ نے کتنا وقت صرف کیا ہوگا خود آپ کا ارشاد ملاحظہ فرمائیے۔

طاعون کی دعا

''حمامۃ البشریٰ میں جو کئی سال طاعون پیدا ہونے سے پہلے شائع کی تھی میں نے یہ

لکھا تھا کہ میں نے طاعون پھیلنے کیلئے دعا کی ہے۔ سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گیا۔“ (حقیقۃ الوحی ص۲۲۴ خزائن ج ۲۲ ص ۲۳۵)

امید ہے کہ ناظرین اس خدمت اسلامی کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔

چھٹی اسلامی خدمت

تحقیر انبیاء و صلحاء ہے جو قادیانی گروہ کی طرف سے انجام دی گئی ہے۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ہر قوم کی زندگی اپنے بزرگوں کی روایات سے وابستہ ہوتی ہے وہ اس چیز کو برداشت نہیں کر سکتے کہ کوئی فرد یا جماعت ان کے بزرگوں کے القاب جن سے وہ امت ان کو یاد کرتی ہو، کو اپنی طرف منسوب کرے چہ جائیکہ کوئی ان کی برابری یا افضلیت کا دعویٰ کر کے اس قوم کے قلوب کو مجروح کرے۔ اس موضوع پر مفصل بحث تو ناظرین کو ہماری کتاب ”مرزائی لٹریچر میں توہین انبیاء و صلحاء“ میں ملے گی اس جگہ اختصاراً ہم صرف یہ ذکر کرنا چاہتے ہیں کہ قادیانی گروہ ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھ چکا ہے۔ گو ابھی تک اسلام اور آنحضرت ﷺ کا مبارک نام دکھاوے کے لئے لیا جا رہا ہے لیکن وقت آئے گا کہ اس سے بھی کلیتہً انکار ہو گا چونکہ ہماری ہر تصنیف کا یہ اصل الاصول ہے کہ اپنی طرف سے کچھ نہ لکھا جائے بلکہ ہر بات قادیانی لٹریچر سے پیش کی جائے اس لئے ہم دکھاوے کی عادت کے ثبوت میں خود مرزا محمود کی گواہی پیش کرتے ہیں۔

دکھاوے کی نماز

”۱۹۱۲ء میں میں مع سید عبدالحی صاحب عرب مصر سے ہوتے ہوئے حج کو گیا۔ قادیان سے میرے نانا صاحب میر ناصر نواب بھی براہ راست حج کو گئے۔ جدہ میں ہم مل گئے مکہ مکرمہ اکٹھے گئے پہلے ہی دن طواف کے وقت مغرب کی نماز کا وقت آ گیا میں ہٹنے لگا مگر راستے رک گئے تھے نماز شروع ہو گئی تھی نانا صاحب جناب میر صاحب نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح (حکیم نور الدین صاحب) کا حکم ہے کہ مکہ میں ان کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہئے اس پر میں نے نماز شروع کر دی پھر اسی جگہ ہمیں عشاء کا وقت آ گیا وہ نماز بھی ادا کی گھر جا کر میں نے عبدالحی صاحب عرب سے کہا کہ وہ نماز تو حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم کی تھی اب آؤ خدا تعالیٰ کی نماز پڑھ لیں (جو غیر احمدیوں کے پیچھے نہیں ہوتی) اور ہم نے وہ دونوں نمازیں دہرا لیں۔ چونکہ جناب نانا صاحب کو خیال تھا کہ ان کے اس فعل سے (یعنی مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے) کوئی فتنہ ہو گا۔ انہوں نے قادیان آ کر حضرت خلیفۃ المسیح کے سامنے یہ سوال پیش کرنے کا ارادہ ظاہر کیا......

ایک صاحب حکیم محمد عمر نے یہ ذکر خلیفۃ المسیح کے پاس شروع کر دیا آپ نے فرمایا۔ ہم نے ایسا کوئی فتویٰ نہیں دیا ہماری یہ اجازت تو ان لوگوں کے لئے ہے جو ڈرتے ہیں اور جن کے ابتلاء کا ڈر ہے وہ ایسا کر سکتے ہیں کہ اگر کسی جگہ گھر گئے ہوں تو غیر احمدیوں کے پیچھے نمازیں پڑھ لیں اور پھر آ کر دہرا لیں سو الحمدللہ کہ میرا فعل جس طرح حضرت مسیح موعود کے فتویٰ کے مطابق ہوا اسی طرح خلیفہ وقت کے منشاء کے ماتحت ہوا۔'' (آئینہ صداقت ص ۹۲'۹۱ مصنفہ خلیفہ قادیان)

میں ذکر یہ کر رہا تھا کہ قادیانی گروہ سب سے بڑی اسلامی خدمت یہ انجام دے رہا ہے کہ ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی جائے۔ انبیاء کی توہین اس گروہ کا مشغلہ ہے جو گروہ سردار دو جہاں ﷺ کی توہین سے نہ چوکے اس کی اسلام دوستی میں کیونکر شبہ کیا جا سکتا ہے؟

مسلمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنا اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں حتیٰ کہ حضور کے اسم مبارک کے ساتھ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ ضروری ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات کو امہات المومنینؓ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ مکہ و مدینہ کی عزت، باعث فخر سمجھتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کی طرف سے منقول اقوال کو حدیث کے نام سے موسوم کرتے ہوئے ان احادیث مبارکہ کی تعمیل ضروری یقین کرتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کے ہمراہیوں کو صحابہ کرامؓ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

قادیانی کمپنی نے کیا کیا؟ ہر لقب کو اپنے لئے مخصوص کرنا شروع کر دیا۔

۱...... مرزا قادیانی کے نام کے ساتھ علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھا جاتا ہے۔ لیٹر پیڈوں پر ایک طرف بسم اللہ شریف اور دوسری جانب مرزا پر درود۔

۲...... مرزا کی زبانی باتوں کو بطور حدیث شریف شائع کرنا شروع کرا دیا ہے۔ چنانچہ سیرت المہدی حصہ اوّل و دوئم اور سوم شائع ہو چکی ہے۔

۳...... مرزا کے ساتھیوں کو رضی اللہ عنہم لکھا اور صحابہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

۴...... مرزا کی زوجہ کو ام المومنین لکھا جاتا ہے۔

۵...... مکہ و مدینہ کے مقابلہ میں قادیان کو پیش کیا جاتا ہے۔ اسلامی مقامات مقدسہ کی تحقیر میں جن خیالات کا اظہار قادیانی گروہ کر چکا ہے وہ ہم پہلے نقل کر آئے ہیں۔ اس جگہ صرف ان کا ایک شعر نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے (درثمین ص۵۰)

آنحضرت ﷺ کی عزت اس گروہ کے دل میں کس قدر ہے؟ اس کا اندازہ مرزا محمود کے حسب ذیل ارشادات سے فرمائیے۔

''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔''

(ڈائری خلیفہ قادیان مطبوعہ اخبار الفضل ج۱۰ نمبر۵ ص۵ کالم۳ مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

''ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا۔ بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلولا کھڑا کیا۔'' (کلمۃ الفصل ص۱۱۳)

''دنیا میں نماز تھی مگر نماز کی روح نہ تھی۔ دنیا میں روزہ تھا مگر روزہ کی روح نہ تھی۔ دنیا میں زکوٰۃ تھی مگر زکوٰۃ کی روح نہ تھی۔ دنیا میں حج تھا مگر حج کی روح نہ تھی۔ دنیا میں اسلام تھا مگر اسلام کی روح نہ تھی۔ دنیا میں قرآن تھا مگر قرآن کی روح نہ تھی اور اگر حقیقت پر غور کرو محمد ﷺ بھی موجود تھے مگر محمد ﷺ کی روح موجود نہ تھی۔'' (خطبہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل ۱۱ مارچ ۱۹۳۰ء)

مرزا محمود کے مریدوں کا خیال سنئے۔ مگر یہ واضح رہے کہ مریدوں کے یہ خیالات قادیان کے سرکاری گزٹوں میں مندرج ہیں جو قابل سند ہیں اور درحقیقت مرزا محمود کی ترجمانی ہے۔

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔ اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے۔'' (قادیانی ریویو بابت ماہ مئی ۱۹۲۹ء)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(بدر ج۲ نمبر۴۳ ص۱۴، ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

قادیانی گروہ کی دن رات کی کوشش یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی صفات مبارکہ کو مرزا پر چسپاں کیا جائے اس معاملہ میں لاہوری مرزائیوں کی شہادت سنئے۔

کم از کم یا مد مقابل

''بے شک حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کی نبوت قرآن کی ایک ایک آیت سے نکالو خواہ وہ کیسے ہی بھونڈے اور لچر طریق سے نکالی جائے اور خواہ وہ خود حضرت مرزا صاحب کی تفاسیر سے کتنی ہی مختلف کیوں نہ ہو۔ یہ قوم خوشی سے بغلیں بجاتی رہے گی۔ نعرہ تحسین و آفرین بلند کرتی رہے گی۔ ان تمام پیش گوئیوں کو جن کے مصداق حضرت محمد ﷺ ہیں آپ بے شک حضرت مرزا صاحب پر چسپاں کرتے جائیں۔ یہ غالی قوم خوشی سے تالیاں بجاتی اور ناچتی رہے گی۔ لیکن آپ کسی پیش گوئی کے متعلق یہ کہہ دیں کہ حضرت محمد ﷺ کے لئے ہے اور حضرت مرزا صاحب اس کے مصداق حقیقی نہیں۔ بلکہ بوجہ امتی اور خلیفہ ہونے کے صرف ظلی یا بزوری رنگ میں اس کے ماتحت آتے ہیں تو ان کے سینہ میں یوں لگے گا جیسے تیر لگتا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی چیزیں چھین چھین کر حضرت مرزا صاحب کو دیتے جاؤ یہ خوشی سے پھولے نہ سمائیں گے۔ کیونکہ اس میں در پردہ ان کے نفس کو یہ خوشی ہوتی ہے کہ ہمارا نبی مسیح موعود محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ کر یا کم سے کم مد مقابل تو ضرور ہے۔ لیکن اگر کوئی چیز جو انہوں نے محمد رسول اللہ ﷺ سے چھین کر حضرت مرزا صاحب کو دی ہوئی ہے۔ آپ واپس محمد رسول اللہ ﷺ کو دیں تو یہ بلبلا بلبلا کر اور چلا چلا کر ایک حشر برپا کر دیں گے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ ان لوگوں نے محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت مرزا صاحب میں ایک قسم کا باہمی شرکت اور رقابت کا رنگ پیدا کر دیا ہے۔ مثلاً جب تک مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق حضرت مرزا صاحب کو کہتے رہو بہت خوش رہیں گے لیکن جہاں اس کا مصداق حقیقی محمد رسول اللہ ﷺ کو بتایا اور تمام محمودی ٹولے سے صدائے داویلا بلند ہوئی کہ ہائے ہائے حضرت مسیح موعود کی توہین کی گئی اور آپ سے اختلاف کیا گیا۔ حالانکہ اختلاف خود ان کے عقائد سے ہوتا ہے نہ کہ حضرت مسیح موعود سے۔'' (اخبار پیغام صلح ۲۱ مئی ۱۹۳۴)

اگر ہم اس موضوع پر بالتفصیل مرزائی تحریرات کو پیش کریں تو یہ باب بہت طویل ہو جائے گا۔ انبیاء اور صلحاء کی مرزائی لٹریچر میں جس قدر توہین کی گئی ہے اس کے لئے تو ایک دفتر درکار ہے یہی وجہ ہے کہ اس موضوع پر علیحدہ کتاب لکھی گئی ہے اس جگہ تو ہمیں اختصاراً یہ بتانا ہے کہ یہ وہ اسلامی خدمات ہیں جو قادیانی انجام دے رہے ہیں۔ کوئی ناواقف حال ان کے ظاہری الفاظ سے دھوکہ میں آ جائے تو آ جائے ورنہ ان حقائق سے واقفیت کے بعد اس حال کا شکار ہونا ناممکن ہے۔

ایک ضروری گزارش

قادیانی گروہ نے اپنی بعض کتب میں اپنی اسلام دوستی کا ثبوت دینے کیلئے بزرگوں کی تعریف بھی کر دی ہے ناواقف حال لوگوں کے سامنے ان حوالہ جات کو پیش کر کے دھوکہ دیا جایا کرتا ہے۔ احباب کرام کو ایسے موقعہ پر صرف یہ جواب دینا چاہئے کہ ہمارے پیش کردہ حوالہ جات کو غلط ثابت کرو۔ ورنہ دو صورتوں میں سے کوئی ایک صورت تسلیم کرنی پڑے گی۔

۱...... دو رنگی اختیار کی گئی ہے۔

۲...... یا یہ کہ ناواقف حال لوگوں کو ابتداً بزرگوں کے متعلق تعریفی کلمات سنا کر پھانسا جائے۔ جب وہ ذرا پختہ قادیانی ہو جائیں تو ان میں ضد پیدا ہو جائے گی اور تحقیر انبیاء وصلحاء پر مشتمل تحریروں پر بھی ایمان لے آئیں گے۔ (یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک فیصدی مرزائی آپ کو ایسا ملے گا جس نے شاید ہی تمام مرزائی لٹریچر کا مطالعہ کیا ہو ورنہ قادیانی گروہ کا حربہ ہی یہ ہے کہ وہ دو چار کتابیں (کشتی نوح وغیرہ) مقدس کلام پر مشتمل تیار کر لی ہیں جو ہر ناواقف حال کو مطالعہ کے لئے دی جاتی ہے۔ جب وہ نو گرفتار ان کتابوں کو دیکھتا ہے تو بیچارا اس مقدس کلام کا شکار ہو جاتا ہے اور باقی کتابوں کا مطالعہ کا اس کو ساری عمر میں موقعہ ہی نہیں ملتا۔

باب سوم

قبولیت دعا کا ڈھونگ

اشاعت مرزائیت کے لئے ایک حربہ قبولیت دعا کا پروپیگنڈا ہے۔ قادیانی ایجنٹ جہاں کوئی صورت کامیاب ہوتی نہیں دیکھتے وہاں یہ پروپیگنڈا شروع کر دیتے ہیں کہ ہمارے امام کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ کلکتہ میں ایک شخص بیمار ہو گیا اس نے تمام ڈاکٹروں سے مایوس ہو کر آپ کی خدمت میں تار دیا اور خلیفۃ المسیح کی دعا سے وہ صحت یاب ہو گیا۔ بعض اوقات قبولیت دعا کے عجیب وغریب قصے بیان کیا کرتے ہیں۔ مثلاً ایک قادیانی نے ایک مرتبہ ذکر کیا کہ ایک مریض نے قادیان تار روانہ کیا تار ابھی قادیان پہنچا نہیں تار گھر میں تار بک کرانے کے بعد مریض صحت یاب ہو گیا۔

غرض مند دیوانہ ہوتا ہے

مریض یا حاجت مند کی مثال دیوانہ کی ہوتی ہے وہ ہر دروازہ پر دستک دیتا ہے اور اپنی

مرض کی دوا کے لئے پریشان پھرتا ہے قادیانی ایسے اشخاص کی تلاش میں رہتے ہیں اور ان کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ وعظ شروع کر دیتے ہیں۔

جناب آپ کا حرج ہی کیا ہے میں آپ کی طرف سے خط لکھ دیتا ہوں۔ میری جیب میں پوسٹ کارڈ موجود ہے بہتر تو یہ ہے کہ آپ ہی تکلیف فرما کر لکھ دیجئے۔

اگر مریض خط لکھنے پر آمادہ نہ ہو تو اس کی موجودگی میں ہی خط لکھ دیا جاتا ہے۔ یہ علیحدہ قصہ ہے کہ قادیان میں خلیفۃ المسیح کو دعا تو درکنار خط پڑھنے کی بھی فرصت نہیں ملتی بلکہ قاعدہ یہ ہے کہ سرسری نظر سے خطوط پر نظر ڈال کر کارآمد خطوط کے علاوہ باقی خط دفتر ڈاک کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں جہاں سے ہر شخص کے نام اس مضمون کا خط روانہ کر دیا جاتا ہے۔

''حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور آپ کا خط پہنچا۔ حضور نے آپ کے لئے دعا فرمائی۔''

افسر ڈاک۔ بہر کیف قادیانی ایجنٹ دعا کے لئے خطوط بھجواتے رہتے ہیں اس کام میں حقیقی راز کیا ہے۔ وہ سنئے قادیانیوں نے غور و خوض کے بعد خیال یہ کر رکھا ہے کہ دعا کرنے والے کی مثال ایک حکیم یا ڈاکٹر کی مثال ہے ایک مریض ڈاکٹر یا حکیم سے علاج کرواتا ہے اس امید پر کہ اسے شفاء ہو جائے گی۔ شفاء اور صحت تو شافی مطلق کے ہاتھ میں ہے مگر دنیا کا دستور یہ ہے کہ اگر مریض شفایاب ہو گیا تو ڈاکٹر اور حکیم کی شہرت شروع ہو جاتی ہے اور صحت پانے والا مجسم پروپیگنڈا کا کام دیتا ہے اگر مریض راہی عدم ہو گیا تو کہا یہ جاتا ہے کہ موت و حیات خدا کے قبضہ میں ہے حکیم بیچارے نے کوشش سے علاج کیا مگر خدا کے ہاں اس کے دن پورے ہو چکے تھے۔ یہی حال دعا کا ہے قادیانی سمجھتے ہیں کہ قبولیت دعا کا پروپیگنڈا بہرحال فائدہ مند رہے گا۔ اگر بتیس اشخاص میں کسی ایک کا بھی کام ہو گیا تو اس سے ہم یہی کہیں گے کہ یہ ہمارے خلیفۃ المسیح کی دعا کا نتیجہ ہے۔ اگر اس سادہ لوح کے دل پر اس چیز کا اثر ہو گیا تو وہ مرزائیت کا پروپیگنڈا بن جائے گا۔ چند دن ہوئے مجھے ایک دوست نے ایک پر لطف واقعہ سنایا کہ ایک گریجوایٹ عرصہ سے ملازمت کی تلاش میں سرگردان پھر رہا تھا ملازمتوں کا برا حال ہے۔ اسے کسی جگہ کامیابی نہ ہوئی آخر اس نے آخری کوشش کے طور پر ایک محکمہ میں ملازمت کی درخواست دی کسی قادیانی کو اس کا حال معلوم ہوا تو جناب فی الفور اس کے پاس پہنچے اور یوں مخاطب ہوئے۔

''جناب اگر میرا مشورہ قبول کریں تو خلیفۃ المسیح کی خدمت میں دعا کی درخواست کیجئے میں نے بارہا تجربہ کیا ہے حضور کی دعاؤں سے ناممکن کام ممکن ہو جاتے ہیں۔ البتہ آپ کو یہ وعدہ

دینا پڑے گا کہ اگر آپ خلیفۃ المسیح کی دعا سے کامیاب ہو گئے تو آپ احمدیت (مرزائیت) کو قبول کرلیں گے کیونکہ اس ثبوت کے بعد کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں اور آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہمارے امام کا خدا سے کامل تعلق ہے اور خدا آپ کی دعائیں فی الفور قبول کرتا ہے؟ ''

وہ بیچارا تھا ضرورت مند اس نے کہا بہت بہتر تعلق باللہ کا اس سے زیادہ ثبوت کیا ہو سکتا ہے نہ اس غریب کو کوئی مذہبی واقفیت، نہ قادیانی عقائد کا علم، بس اس چکر میں آ گیا خط لکھ دیا اور اپنے کئی دوستوں سے بھی ذکر کر دیا ہے کہ بھئی ہم نے مرزائیت کا امتحان لینے کا یہ طریق اختیار کیا ہے۔

ادھر قادیانی ایجنٹ نے مختلف ذرائع سے یہ کوشش کی کہ اس کی درخواست منظور ہو جائے اور اسے ملازمت مل جائے مگر ایسے طریق سے کہ اس نئے شکار کو ان کوششوں کا ذرہ بھر علم نہ ہو۔ ادھر نئے شکار کو اپنے وعدہ کی یاد دہانی بھی ہوتی رہی۔ چند دن کے بعد درخواست منظور ہو گئی اور اب حالت یہ ہے کہ وہ صاحب مرزائی ہو گئے اور آپ قبولیت دعا کا پروپیگنڈا کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ سودا کتنا نفع بخش ہے چند دن کی کوششوں سے ایک سادہ لوح کو قابو کر لیا گیا۔ اب اس کی آمدنی میں سے دسواں حصہ قادیان جائے گا۔ بہشتی مقبرہ کا سرٹیفکیٹ دے کر اس کی جائیداد کی وارث بھی قادیانی کمپنی ہوگی۔

شاید ناظرین کو یہ خیال گزرے کہ قادیان میں دعا بلا معاوضہ ہوتی ہے اس لئے ہم اس غلط فہمی کو بھی دور کئے دیتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا ارشاد سنئے۔

دعا کی قیمت ایک لاکھ روپیہ

''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ پٹیالہ میں خلیفہ محمد حسین صاحب وزیر پٹیالہ کے مصاحبوں اور ملاقاتیوں میں ایک مولوی عبدالعزیز صاحب ہوتے تھے جو کوم ضلع لودہانہ کے رہنے والے تھے۔ ان کا ایک دوست تھا جو بڑا امیر کبیر اور صاحب جائیداد تھا اور لاکھوں روپیہ کا مالک تھا۔ مگر اس کے کوئی لڑکا نہ تھا جو اس کا وارث ہوتا اس نے مولوی عبداللہ صاحب سے کہا کہ مرزا صاحب سے میرے لئے دعا کراؤ کہ میرے لڑکا ہو جائے مولوی عبدالعزیز نے مجھے بلا کر کہا کہ ہم تمہیں کرایہ دیتے ہیں تم قادیان جاؤ اور مرزا صاحب سے اس بارہ میں خاص طور پر دعا کے لئے کہو۔ چنانچہ میں قادیان آیا اور حضرت صاحب سے سارا ماجرا عرض کر کے دعا کے لئے کہا آپ نے اس کے جواب میں ایک تقریر فرمائی جس میں دعا کا فلسفہ بیان فرمایا۔ اور فرمایا کہ محض رسمی طور پر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دینے سے دعا نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے ایک خاص قلبی کیفیت کا پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے جب آدمی کسی کے لئے دعا کرتا ہے۔ تو اس کے لئے ان دو باتوں میں

سے ایک کا ہونا ضروری ہوتا ہے یا اس شخص کے ساتھ کوئی ایسا گہرا تعلق اور رابطہ ہو کہ اس کی خاطر دل میں ایک خاص درد اور گداز پیدا ہو جائے۔ جو دعا کے لئے ضروری ہے اور یا اس شخص نے کوئی ایسی دینی خدمت کی ہو کہ جس پر دل سے اس کے لئے دعا نکلے۔ مگر یہاں نہ تو ہم اس شخص کو جانتے ہیں اور نہ اس نے کوئی دینی خدمت کی ہے کہ اس کے لئے ہمارا دل پگھلے۔ پس آپ جا کر اسے یہ کہیں وہ اسلام کی خدمت کے لئے ایک لاکھ روپیہ دے یا دینے کا وعدہ کرے۔ پھر ہم اس کے لئے دعا کریں گے اور ہم یقین رکھتے کہ پھر اللہ اسے ضرور لڑکا دے گا۔ میاں عبداللہ کہتے ہیں میں نے جا کر یہاں جواب دے دیا۔ مگر وہ خاموش ہو گئے اور آخر وہ شخص لاولد ہی مر گیا اور اس کی جائیداد اس کے دور نزدیک کے رشتہ داروں میں کئی جھگڑوں اور مقدموں کے بعد تقسیم ہوئی۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۲۵۷ روایت نمبر ۲۶۴ مصنفہ بشیر احمد ایم۔اے پسر مرزا قادیانی)

دوسروں کو دعا کی تلقین

قادیانیوں کا ایک پروپیگنڈا تو یہ ہوتا ہے کہ لوگوں سے دعا کے لئے خطوط لکھوائے جائیں۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ نیک طبیعت سادہ لوح حضرات کو قابو کرنے کیلئے یوں وعظ کیا جاتا ہے۔

علماء کے جھگڑوں کو چھوڑیئے۔ ان کے تنازعات تو کبھی ختم نہ ہوں گے۔ یہ تو ایک دوسرے پر کفر کا فتویٰ ہی لگاتے رہتے ہیں ان کا کام ہی یہ ہے میری گزارش تو آپ سے یہ ہے کہ آپ روزانہ بالتزام ۴۰ دن تک تہجد پڑھیں اور تمام مخالف خیالات کو دل سے نکال کر خدا سے دعا کیجئے کہ وہ آپ کی رہبری کرے۔ خدا زندہ خدا موجود ہے وہ اپنے نیک بندوں کو ہدایت دیتا ہے اگر آپ کو اس عرصہ میں کوئی بشارت مل جائے تو آپ احمدیت (مرزائیت) کو قبول کر لیجئے اس کے بعد آپ کو کسی دلیل کی ضرورت نہ رہے گی۔ مگر یہ شرط یاد رہے کہ دعا بے اثر ہو گی اگر اس عرصہ میں آپ کے دل میں مرزا صاحب کے متعلق کوئی ذرہ بھر بھی نفرت ہو گی اس بات کو آپ بھی تسلیم کریں گے کہ دوران مدت دعا میں کوئی مخالف خیال نہ ہونا چاہئے تا کہ جو کچھ آپ کو خواب میں دکھائی دے وہ خاص اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو۔

یہ مقدس وعظ کئی سادہ لوح اشخاص پر اثر کر جاتا ہے پہلا اثر تو یہی ہوتا ہے کہ قادیانی گروہ پاک لوگوں کی ایک جماعت ہے جن کو دعا پر یقین ہے جو تہجد جیسی مبارک چیز کی تلقین کرتے ہیں اور وہ سادہ لوح نہیں سمجھتا کہ یقینی امور کے متعلق اس قسم کے تردد میں پڑنا بذات خود ایک گناہ ہے اس طرح تو ایک مخالف اسلام اگر یہ وعظ کرے کہ تم ہمارے طریق عبادت کو اختیار کر کے ۴۰ دن پرارتھنا کرو اور نتیجہ دیکھو کہ پرمیشور تمہاری کیا رہبری کرتا ہے تو کیا ہم اس کے وعظ پر عمل پیرا ہو

کر اسلام اور دیگر مذاہب کی اس طریق دعا سے تحقیق شروع کر دیں گے؟ جب ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہمارا دین کامل ہمارا نبی کامل تو آج پھر ہمیں کس تحقیق کی ضرورت ہے؟۔ بہر کیف ایک سادہ لوح ان کی نیکی کی تلقین کے بھرے میں آ جاتا ہے۔ ادھر قادیانی ایجنٹ مرزا غلام احمد کا فوٹو بھی اسے دکھانا شروع کر دیتا ہے کہ دیکھئے کیسی پاک صورت ہے کیسی معصوم شکل ہے کیا اس شکل سے کسی تصنع کی امید کی جاسکتی ہے؟

ادھر وہ سادہ لوح تہجد پر زور دیتا ہوا روزانہ یہ دعا کرتا ہے کہ الٰہی میری رہبری فرما کر تو مجھے اس مدت میں صاف صاف بتلا دے کہ مرزا سچا ہے یا نہیں؟۔ وہ سادہ لوح اس زور دعا میں یہ بھی نہیں سوچتا کہ ہمارا خالق ہمارا ماتحت نہیں کہ ہمارے حکم سے فوراً اس معاملہ کا فیصلہ کر دے وہ خدا نہ ہوا ہمارا ماتحت ملازم ہوا جو ہم چند دن کا الٹی میٹم دے کر اس سے اپنا مطالبہ پورا کرا لیں۔ غرضیکہ وہ سادہ لوح روزانہ تہجد پڑھتا ہے خوابیں ہر انسان کو آتی ہیں مرزا کے خلاف جذبہ کو وہ دور کر چکا ہوتا ہے۔ بس اس عرصہ میں یا تو مرزا کی شکل اس کو خواب میں آ گئی یا اس نے سورج چڑھتا دیکھا، دریا بہتا دیکھا، نہر نظر آئی، پھل کھائے، انگور کھائے۔ غرضیکہ کوئی بھی خواب آئی فوراً اس کی تعبیر یہی کر لی کہ مرزا سچا ہے۔ نہر یا دریا کا پانی دیکھنے سے مراد بھی یہی ہے سورج دیکھنے کا مطلب بھی یہی ہے نیز دعا کرتے کرتے خود اس سادہ لوح کو اپنے تقدس اور نیکی کا وہم سوار ہو جاتا ہے اور وہ چند ہی دن میں اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے کہ وہ خدا ہی کیا جو ہم سے کلام نہ کرے آج خدا نے خواب دکھا کر ہماری رہبری کی ہے وہ ہم سے کلام بھی کرے گا چنانچہ وہ صاحب الہام کے منتظر ہو جاتے ہیں (یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں میں کئی انبیاء پیدا ہو چکے ہیں)

دوسرے ہر انسان میں خودستائی کا مادہ موجود ہے جب وہ سادہ لوح اپنی نیکی وطہارت کا غرور کرتا ہے تو ساتھ ہی یہ جذبہ بھی پیدا ہو جاتا ہے کہ میری دعا اکارت نہیں جاسکتی اس لئے وہ کوئی بھی خواب دیکھے توڑ مروڑ کر مرزا کی صداقت پر دلیل ٹھہراتا ہے ادھر قادیانی اس کی نیکی وتقویٰ کے گن شمار کرنا شروع کر دیتے ہیں اور ہر وقت یہی ذکر ہے کہ آپ تو ولی اللہ ہیں خدا ہی آپ کو بتائے گا کہ اب تو فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ قصہ کوتاہ یہ کہ وہ سادہ لوح اپنے غرور کے گناہ میں اس جال کا شکار ہو جاتا ہے اب اس کے لئے نہ قرآنی دلائل کی ضرورت نہ مرزا کی کتب کا مطالعہ اسے تو خدا نے بتا دیا کہ مرزا سچا ہے۔ (کیونکہ اس نے خواب جو دیکھ لی کہ صبح کے وقت سورج روشن ہو رہا ہے۔ یا سمندر میں جہاز جا رہا ہے)

قصہ ختم ہو جاتا ہے اور وہ غریب مرزائیت کے وام کا شکار ہو جاتا ہے اس کے سامنے

کوئی دلیل بیان کرو تو یہی جواب ملتا ہے کہ ہمیں تو خدا نے ہدایت دی ہے انسانی دلائل ہمارے سامنے کیا چیز ہے ادھر قادیانی اخبار اس کے خواب کو رؤیا قرار دے کر اس کو اور زیادہ بدماغ کر دیتے ہیں اور اس طرح وہ شخص ہمیشہ کے لئے ہدایت سے دور ہو جاتا ہے۔الا ماشاء الله!

باب چہارم

سیرت جلسے

کچھ عرصہ سے قادیانی گروہ نے سیرت جلسوں کا ڈھونگ رچا رکھا ہے جس کی ابتداء راجپال ایجی ٹیشن کے دنوں سے ہوئی ان دنوں مرزا محمود کو مسلمانوں کی لیڈری کا شوق ہوا اور آنجناب نے خیال کیا کہ اس وقت مسلمان برافروختہ ہیں آؤ لگے ہاتھوں کچھ فائدہ اٹھائیں۔ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایک انجمن ترقی اسلام بھی بنالی قد آدم پوسٹر شائع ہونے شروع ہو گئے۔پمفلٹ بازی ہوئی مرزائیت کی تبلیغ کی بجائے موضوع یہ تجویز ہوا۔

ناموس رسول اکرم ﷺ کی حفاظت

قادیانی گروہ نے سوچا یہ کہ اس ایجی ٹیشن کے وقت مسلمان ہمارے عقائد کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہماری آواز پہ کان دھریں گے اور ہم اس ہنگامہ آرائی سے قادیانی بیت المال میں کافی روپیہ جمع کر لیں گے چنانچہ اس اسکیم کو عملی جامہ پہنانے کیلئے مرزا محمود نے اپنے ایک سیکرٹری کی طرف سے ایک خفیہ چٹھی طبع کرائی اور اپنے مبلغین کو وہ چٹھی دے کر مختلف شہروں کے رؤسا کی طرف روانہ کر دیا۔انہی دنوں خاکسار کو قادیانیت کا طوق اپنے گلے سے اتارنے کی توفیق نصیب ہوئی تھی میں نے وہ چٹھی اسلامی پریس کو بھیجنا اپنا فرض سمجھا چنانچہ مسلمان اس قادیانی چال سے بروقت آگاہ ہو گئے اور ایک عظیم الشان فتنہ کی روک تھام ہو گئی۔مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس چٹھی کو یہاں بھی درج کر دیا جائے تاکہ ناظرین کو قادیانی چالوں کا کماحقہ علم ہو جائے۔

۲۵ لاکھ روپیہ جمع کرنے کی اسکیم......نقل چٹھی

بسم الله الرحمن الرحیم! نحمده ونصلی علی رسوله الکریم!

از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

مکرمی و معظمی............ السلام علیکم! آپ سے پوشیدہ نہ ہوگا کہ اس وقت

مسلمانوں کی حالت کیسی نازک ہو رہی ہے۔ ہم نے اس خطرناک حالت کو دیکھ کر اس امر کا فیصلہ کر لیا ہے کہ ہندوؤں کی ان تدابیر کا اور اسی طرح دیگر مذاہب کے حملوں کا پوری طرح مقابلہ کیا جائے لیکن یہ کام نہیں چل سکتا جب تک کہ کم از کم پچیس لاکھ روپیہ پہلے ریزروفنڈ کے طور پر جمع نہ کر لیا جائے...... ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ روپیہ کا انتظام ہماری جماعت کر چکی ہے اور بھی رقم وہ دے گی مگر ضرورت پچیس لاکھ کی ہے اور باہر کے صوبوں کی حالت کو دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ رقم جمع بھی پنجاب اور سرحد سے ہو سکتی ہے۔ چونکہ بعض اضلاع ہندوؤں اور سکھوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اس لئے پنجاب میں سے بھی انہی اضلاع پر امید کی جا سکتی ہے۔ جہاں مسلمانوں کا زور ہے اور بڑے زمیندار مسلمان ہیں۔ اگر یہ اضلاع دو دو لاکھ روپیہ فی ضلع جمع کر دیں تو پھر یہ کام انشاء اللہ ہو سکتا ہے بظاہر یہ رقم بڑی ہے مگر ہماری جماعت کے کام کو مدنظر رکھ کر بالکل حقیر ہے کیونکہ ہماری قلیل جماعت ہر سال دو لاکھ سے زائد روپیہ دین کی خدمت کے لئے دیتی ہے اگر ہماری جماعت ہر سال اس قدر روپیہ دیتی ہے تو کیا اس مصیبت کے وقت میں دوسرے لوگ ایک سال بھی اس قدر بوجھ نہ برداشت کریں گے۔ ہمارے نزدیک تو ایک ہزار مسلمان آسودہ حال اگر نیت کر کے کھڑا ہو جائے تو ایک سال میں یہ رقم جمع ہو سکتی ہے۔ صرف ایک سال اپنے اخراجات میں کمی کر کے ایک ہزار آدمی ایک ہزار سے دس ہزار روپیہ اس کام کے لئے دیوے تو آسانی سے یہ کام ہو سکتا ہے جناب کو اسلام کے لئے درد رکھنے والا سمجھ کر جناب کی خدمت میں جناب مولوی...... صاحب کو بھیجا جاتا ہے۔ امید ہے کہ آپ قربانی کر کے ان کی مدد کریں گے۔ یعنی ایک معقول رقم اس غرض کے لئے ان کی معرفت ارسال فرمائیں گے اور دیگر دوستوں سے بھی اس کام میں مدد دلوائیں گے۔ نیز التماس یہ ہے کہ آپ ان کا لیکچر بھی کروائیں تا کہ مسلمانوں میں اتحاد اور خدمت اسلام کی روح پھونکی جائے اور انہیں حالات موجودہ سے اطلاع ہو باقی تمام حالات مولوی صاحب موصوف سے آپ کو معلوم ہو سکیں گے۔ والسلام!

یہ وہ اسکیم تھی جس کو عملی جامہ پہنانے کیلئے مرزا محمود میدان میں آیا مگر راز فاش ہو جانے پر کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ اس ناکامی کے بعد یہ قرار پایا کہ سیرت جلسے ضرور ہوا کریں۔ ہر جگہ کے قادیانی یہ اعلان کیا کریں کہ فلاں تاریخ کو سیرت جلسہ ہوگا جس میں رسول اکرم ﷺ کی سوانح حیات بیان کی جائے گی اور قادیان سے فلاں مولوی صاحب تشریف لائیں گے۔

اس اسکیم سے فائدہ یہ ہوگا کہ قادیان کے نام تشہیر ہوگی یہ پراپگنڈا ہوگا کہ قادیانی بھی رسول اکرم ﷺ کی سیرت بیان کرتے ہیں اور حضور ﷺ کے ہی غلام ہیں۔ نیز احسن پیرایہ میں

مرزائیت کی بھی تبلیغ کی جائے گی۔ یعنی حضورعلیہ کی سیرت ایسے انداز میں بیان کی جائے گی جو مسلمانوں کے قلوب مرزا کی نبوت تسلیم کرنے کو بھی تیار ہو جائیں۔

دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ علماء مسلمانوں کو منع کریں گے کہ دیکھو قادیانی دودھ میں زہر ملا کر پلانا چاہتے ہیں۔ خبردار ہو جاؤ۔ سیرت کے نام پر ان سے تعاون نہ کرو۔ جب یہ گروہ اپنے عقائد کی رو سے مسلمانوں سے کسی معاملہ میں تعاون نہیں کر سکتا۔ تو مسلمانوں کا بھی فرض ہے کہ وہ ان کی چالوں سے بچیں۔

اگر قادیانی گروہ لاہوری مرزائیوں سے صلح اور اتحاد کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا بلکہ ان کی دعوت اتحاد کے جواب میں مرزا محمود یہ کہتا ہے کہ ابلیس بھی حضرت معاویہؓ کو نماز کے لئے جگانے آیا تھا تو مسلمان ہی ایسے رہ گئے ہیں جو ان کے دام تزویر میں پھنس جائیں۔ جب علماء اسلام یہ آواز بلند کریں گے تو قادیانی فوراً گریجویٹ اور نو تعلیم یافتہ گروہ سے یہ کہیں گے دیکھی ان مولویوں کی تنگ نظری سیرت جلسوں کی پاک تحریک میں بھی تعاون سے انکار ہے۔ بیچارے نو تعلیم یافتہ کیا جانیں کہ ان کے عقائد کیا ہیں۔ ان کی چالیں کیا ہیں؟۔ ان میں سے بعض یہی خیال کرتے ہیں کہ بھئی بات تو درست ہے سیرت جلسوں میں شمولیت سے انکار تنگ نظری ہے قادیانیوں نے سیرت جلسوں کا حربہ استعمال تو ضرور کیا مگر اب بفضلہ تعالیٰ اس کی حقیقت آشکارا ہو چکی ہے اور ناظرین کو اس کتاب کے مطالعہ کے بعد معلوم ہو گیا ہوگا کہ قادیانی کس کس لباس میں ملبوس ہو کر پبلک میں آتے ہیں اور کہ ان کا حقیقی مقصود کیا ہوتا ہے اس باب کا مطالعہ فرماتے وقت ناظرین باب اوّل کی گزارشات کو بھی ملحوظ رکھیں گے تو یہی ثابت ہوگا کہ یہ گروہ ایک تجارتی کمپنی ہے جو مذہبی لباس میں اپنے مقاصد کی تکمیل چاہتی ہے۔

باب پنجم

سرکاری ملاقاتیں

باب دوم میں ہم قادیانیوں کی ''اسلامی خدمات'' کے سلسلہ میں یہ ذکر کر چکے ہیں کہ قادیانیوں کا بہترین شغل حکام کو خبر رسانی کی ڈیوٹی انجام دینا ہے۔ جس کا مقصد اپنے مخالفین کے خلاف جھوٹی رپورٹس کرنا ہوتا ہے۔ حکام بوجہ سرکاری منصب مجبور ہوتے ہیں کہ وہ ہر ایک کی بات سنیں خواہ وہ کوئی ہو قادیانیوں کی رپورٹوں کو بھی سنتے ہیں۔ قادیانی ان ملاقاتوں سے کیا فائدہ اٹھاتے ہیں سنئے ایک قادیانی کسی حاکم کے بنگلہ سے باہر آتا ہے سڑک پر خراماں خراماں ٹہلتا ہوا

واپس گھر جاتا ہے۔ اس کو شوق یہ ہوتا ہے کہ رستہ میں اسے اس کے واقف ملیں پس جو بھی اس وقت ملے گا تو جناب خواہ مخواہ اس سے یہ ذکر کریں گے۔ کہ ہم تو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر یا صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کی ملاقات کر کے آ رہے ہیں مقصد یہ کہ ادھر ادھر یہ چرچا ہو جائے کہ جناب کا بہت رسوخ ہے آپ بڑی ملاقات والے ہیں ڈپٹی کمشنر آپ سے بات کرتا ہے سپرنٹنڈنٹ پولیس آپ کو ملتا ہے بس پھر کیا ہوتا ہے قادیانی صاحب خوشی سے پھولے نہیں سماتے عوام الناس میں سے کئی اس وہم میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ چلو یار اس قادیانی سے یارانہ گانٹھو' شائد کوئی کام ہی نکل آئے۔ وہ عوام الناس بیچاروں کو کیا علم کہ حکام رعایا کے تمام افراد کی شکایات سننے کیلئے پابند ہیں بلکہ ان کے ہاں ملاقات کے دن مقرر ہوتے ہیں جن اوقات میں ہر شخص اجازت لے کر مل سکتا ہے غرضیکہ وہ قادیانی یہی رعب جماتا رہتا ہے کہ اس کی ڈپٹی کمشنر یا انسپکٹر پولیس سے ملاقات ہے کئی بیچارے اس کے آگے اپنے دکھڑے بھی کہہ سناتے ہیں اور نہایت خوشامدانہ انداز میں اس سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان کی سفارش کرے اور وہ قادیانی بھی یہ سمجھتا ہوا کہ ان بے وقوفوں کو کیا پتہ کہ میرا رسوخ ہے یا نہیں یا یہ کہ حکام کسی کی بھی سفارش مانا کرتے ہیں یا نہیں۔ سفارش کا وعدہ کر لیتا ہے سفارش تو اس نے کیا کرنی ہوتی ہے۔ وعدہ کے بعد وہ اس تاک میں رہتا ہے کہ اس شخص کا کام ہوا ہے یا نہیں اگر کام ہو گیا تو جا دھمکے کہ دیکھا ہم نے تمہاری سفارش کی تھی اور اگر کام نہ ہوا تو کہہ دیا کہ ہم نے سفارش تو کی تھی مگر جواب کچھ زیادہ تسلی بخش نہ ملا تھا۔ صاحب بہادر نے فرمایا تھا کہ یہ دفتری معاملہ ہے ہم کچھ کر تو نہیں سکتے ہاں خیال رکھیں گے معلوم ہوتا ہے صاحب بہادر کے بس کی بات نہ ہوگی۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ کام نہ ہونے کی صورت میں بھی پردہ بنا رہے اور جس کا کام قدرتاً ہو جائے اس پر تو کاٹھی سوار ہو جاتی ہے کہ چلو مرزائی ہو۔ مرزائی ہو، ہم نے تمہارا کام کرا دیا ہم اگر کام کروا سکتے ہیں تو بگاڑ بھی سکتے ہیں۔

غرضیکہ یہ وہ حربہ ہے جو قادیانی عموماً شورش کے ایام میں اختیار کیا کرتے ہیں اور بعض عقل کے پورے ان کا شکار ہو جایا کرتے ہیں۔

علماء زمین

[illegible] بارات خصوصاً انگریزی اخبارات میں اس قسم کی خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں کہ فلاں جگہ فسادات سے بہت خالی ہے۔ قادیانی گروہ اس قسم کی خبروں پر اپنی پہلی فرصت میں توجہ دیتا

ہے۔ دوسری طرف مریدوں کے ذریعے پروپیگنڈا یہ ہے کہ ہماری وساطت سے ملازمت بہت جلدی مل جاتی ہے اس لالچ میں قادیانی ایجنٹ جن اشخاص کو اپنا شکار بنانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں ان کی درخواستیں قادیان پہنچ جاتی ہیں۔ جہاں کہیں اخبارات میں کوئی ملازمت کا اعلان نظر آیا فوراً وہ درخواست بھجوا دی اگر کام ہو گیا تو بس وہ ملازم پکا قادیانی ہوگا (حالانکہ یہی کام وہ خود صرف ایک آنہ کے ٹکٹ خرچ کر کے بھی کر سکتا تھا اور اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کی درخواست کی منظوری میں اس بات کا کوئی دخل نہیں ہوتا کہ وہ قادیان کی مقدس زمین سے آئی ہے۔ بعض ہوشیار نوجوان تو صرف وعدہ ہی کر لیتے ہیں کہ اگر کام ہو گیا تو ہم مرزائی ہو جائیں گے مگر بعض ایسے عقل کے پورے ہوتے ہیں کہ ان کے چکمہ میں آ کر مرزائیت قبول کرنے کا اعلان ہی کر دیتے ہیں ان اعلان کرنے والوں کا نمبر قادیان والے پیچھے ڈال دیتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ مرزائی تو ہو ہی گیا ہے یہی ہمارا مقصد تھا) اور ان کو یہ تبلیغ شروع ہو جاتی ہے کہ خدا آپ کو آزما رہا ہے مؤمنین کو ابتلاء آنا ضروری ہوتا ہے ذرا صبر کیجئے انتظام ہو جائے گا۔ مرزائیت کا اعلان کر چکا ہوتا ہے اب اس چیز میں وہ شرم محسوس کرتا ہے کہ کام نہ ہونے کی صورت میں یہ کہہ دے کہ میں ملازمت کے لئے ان کے جھوٹے وعدہ کا شکار ہو گیا تھا وہ اسی ندامت کے باعث خاموش رہتا ہے اور بہر حال نرم گرم مرزائی رہتا ہوا دن بسر کرتا ہے لیکن توبہ کا اعلان نہیں کرتا۔ الا ماشاء اللہ!

یہ وہ حربہ ہے جس کا ہمارے کئی نوجوانوں نے تجربہ کیا ہوگا اصلیت یہ ہے کہ نہ ان کا ملازمتوں میں کوئی دخل نہ کوئی رسوخ یہ تو صرف ایک ہوشیاری و چالاکی ہوتی ہے۔

باب ہفتم

آریوں' عیسائیوں کے خلاف لٹریچر

قادیانی گروہ کا ابتدائی کام آریوں' عیسائیوں کے خلاف لٹریچر شائع کرنا تھا۔ ان دنوں مسلمانوں کو اپنے عتاب و عذاب سے مستثنیٰ رکھا گیا۔ کیونکہ مقصود یہ تھا کہ آریوں اور عیسائیوں کو گالیاں دی جائیں، جس کے جواب میں لازماً وہ بھی درشت کلامی سے پیش آئیں گے۔ اور اسلام کے خلاف زبان درازی کریں گے پھر کیا ہوگا کاروبار کی ترقی آریوں اور عیسائیوں کی گالیوں کو نقل کر کے شور برپا کیا جائے گا مسلمانوں کو مشتعل کر کے ان کی جیبیں خالی کی جائیں گی اور وہ بیچارے یہ سمجھ کر کہ یہ اسلام کے سپاہی آریوں عیسائیوں کو خوب ترکی بترکی جواب دیتے ہیں۔ دل

کھول کرامداد دیں گے۔ چنانچہ قادیانی گروہ کا ابتدائی سرمایہ یہی چیز تھی۔ براہین احمد یہ وغیرہ کی اشاعت سے اس کام کوانجام دیا گیا جب سرمایہ جمع ہوگیا تو مجددیت' مسیحیت' محدثیت' نبوت بھی دعاوی ہونے شروع ہو گئے۔

ان دنوں بھی قادیانی گروہ کا طرز عمل یہ ہے کہ ہر مقام کے مناسب حال اشاعت مرزائیت کے لئے مختلف ڈھنگ اختیار کئے جاتے ہیں۔ جہاں کہیں دو چار اشخاص مرزائیت کا شکار ہو چکے ہیں وہاں تو ہر وقت مسلمانوں سے ہی مقابلہ کیا جاتا ہے۔

میدان مناظرہ اور جہاں ابھی تک کوئی بھی مرزائیت کا شکار نہیں ہوا وہاں یہ لوگ آریوں عیسائیوں کومناظرہ کا چیلنج دیں گے۔اشتہار بازی کریں گے تاکہ آریہ اور عیسائی مقابلہ پر آمادہ ہو جائیں ادھر یہ کوشش ہوگی دوسری طرف چند مسلمانوں کواسلام کا واسطہ دے کر یہ کہا جائے گا کہ ہمارا تمہارا اختلاف علیحدہ رہا اس وقت تو کفر واسلام کی جنگ ہے۔ناموس رسول اکرم ﷺ کا سوال ہے۔خدارا اس آڑے وقت میں کام آؤ۔بعض مسلمان اس چکمہ میں آ جاتے ہیں۔مناظرہ میں ان کوامداد دیتے ہیں۔آہستہ آہستہ کچھ عرصہ کے بعد ایک دو حضرات جو ان کی اسلام دوستی کا شکار ہو جاتے ہیں مرزائیت قبول کر لیتے ہیں۔

جس جگہ قادیانی اپنی اشتعال انگیزی کے باوجود آریوں اور عیسائیوں سے میدان مناظرہ گرم کرنے میں کامیاب نہیں ہوتے۔ وہاں ان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ بعض ناواقف حال لوگوں کواسلام کا واسطہ دے کر اس کام کے لئے آمادہ کیا جائے گا کہ وہ ایک لیکچر کا انتظام کر دیں اور ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ لیکچر میں مرزائیت کا ذکر تک نہیں کریں گے بعض سادہ لوح ان کی باتوں میں آ جاتے ہیں ادھر قادیانی یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا پہلا قدم ہی یہ ہے کہ ایک مسلمان کی زیر صدارت جلسہ ہو جائے اور ہم آریوں عیسائیوں کے خلاف لیکچر دیں۔صدر جلسہ حاضرین کو یہ تعارف کرا دے کہ یہ مولوی صاحب قادیان سے تشریف لائے ہیں۔صرف اس قدر تعارف ہی ہمارے قدم جمانے کا باعث ہوگا۔

پیشہ ور مناظر

اس ضمن میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ہر قوم میں ایسے افراد پائے جاتے ہیں جو اپنے کاروبار کی ترقی اپنی قوم کو دوسری قوم سے لڑانے میں سمجھتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ آریوں' عیسائیوں میں بھی ہیں جن کو پیشہ ور مناظر کے نام سے موسوم کرنا انسب معلوم دیتا ہے۔ وہ اپنا بازار گرم کرنے کے لئے مرزائیوں سے مناظرہ پر آمادہ ہو جاتے ہیں ان کے دل میں قوم کے مفاد کا

کوئی احساس نہیں ہوتا چنانچہ ان لوگوں کے مناظرہ کے سننے کا اگر آپ کو کبھی اتفاق ہوا ہوگا تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ ان کا طرز عمل وکلاء جیسا ہوتا ہے کہ فیس لی اور اپنے مؤکل کی ترجمانی کر دی بس اللہ اللہ خیر سلا۔ بسا اوقات طرفین کے مناظر اکٹھے سیر کرتے دکھا دیتے ہیں یا ٹی پارٹی میں شریک ہوتے ہیں۔ مگر فریقین کا یہ حال بنا دیتے ہیں کہ وہ آپس میں دست و گریبان رہتے ہیں۔

غرضیکہ نو تعلیم یافتہ طبقہ کو اپنے دام تزویر میں لانے کے لئے قادیانیوں کا یہ بھی ایک زبردست حربہ ہے کہ وہ آریوں' عیسائیوں کے خلاف اپنا لٹریچر پیش کر کے یا اپنے مناظروں کا حال سنا کر انہیں اپنا شکار بنانا چاہتے ہیں۔ مگر حقیقت کیا ہے؟ صرف مرزائیت کی تبلیغ اپنے کاروبار کی ترقی دینے کے ذرائع' خیال فرمایئے دوسرے کو گالی دے کر اپنے مذہب اور پیشوا کو گالی دلانا' یہ بذات خود اسلام دشمنی ہے مرزا نے اس کام کو سرانجام دیا خود اس کا اقرار سنئے۔

''اور سخت الفاظ استعمال کرنے میں ایک یہ بھی حکمت ہے کہ خفتہ دل اس سے بیدار ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں کے لئے جو مداہنہ کو پسند کرتے ہیں ایک تحریک ہو جاتی ہے مثلاً ہندوؤں کی قوم ایک ایسی قوم ہے کہ اکثر ان میں سے ایسی عادت رکھتے ہیں کہ اگر ان کو اپنی طرف سے چھیڑا نہ جائے تو وہ مداہنہ کے طور پر تمام عمر دوست بن کر دینی امور میں ہاں سے ہاں ملاتے رہتے ہیں بلکہ بعض اوقات تو ہمارے نبی کریم ﷺ کی تعریف و توصیف اور اس دین کے اولیاء کی مدح و ثناء کرنے لگتے ہیں لیکن دل ان کے نہایت درجہ کے سیاہ اور سچائی سے دور ہوتے ہیں اور ان کے روبرو سچائی کو اس کی پوری عداوت اور تلخی کے ساتھ ظاہر کرنا اس نتیجہ خیر کا منتج ہوتا ہے کہ اسی وقت ان کا مداہنہ دور ہو جاتا ہے اور بالجہر یعنی واشگاف اور اعلانیہ اپنے کفر اور کینہ کو بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ گویا ان کی دق کی بیماری محرقہ کی طرف انتقال کر جاتی ہے۔ سو یہ تحریک جو طبیعتوں میں سخت جوش پیدا کر دیتی ہے اگرچہ ایک نادان کی نظر میں سخت اعتراض کے لائق ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۲۹' ۳۰ خزائن ج ۳ ص ۱۱۸' ۱۱۷)

کیا اس حوالہ کے مطالعہ کے بعد اس امر میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیانی کمپنی نے آریوں سے گندہ لٹریچر شائع کرانے میں پورا زور صرف کیا ہے۔ ایک اور واقعہ سنئے عیسائیوں نے ایک کتاب امہات المؤمنین شائع کی کتاب کے نام سے ہی اس کے مضمون کا پتہ چلتا ہے۔ یہ کیسی فحش کتاب تھی اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ انجمن حمایت اسلام نے تمام مسلمانوں کی طرف سے حکومت کی خدمت میں ایک میموریل روانہ کیا کہ اس کتاب کو ضبط کیا جائے مگر مرزا غلام احمد نے فوراً اس میموریل کے مقابلہ میں ایک اور میموریل روانہ کیا کہ اس کتاب کو ضبط نہ کیا جائے کیوں؟

صرف اس خیال سے کہ گالیوں اور ترکی بترکی جواب سے ہی تو بازار گرم ہو رہا ہے۔ اگر یہ گالیاں نہ ہوں گی تو کاروبار ترقی کیونکر کرے گا ملاحظہ ہو میموریل بحضور گورنر پنجاب مندرجہ (تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۳۶، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۰ تا ۴۶) ہم یہ میموریل من وعن اپنی کتاب مباہلہ پاکٹ بک میں بھی نقل کر چکے ہیں' اس کا مطالعہ کریں لا انتہا معارف کا انکشاف ہو گا۔

اس سلسلہ میں اگر ہم قادیانی گروہ کی تمام چالوں کا ذکر کریں تو مضمون بہت طویل ہو جائے گا مگر چونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ قادیانی گروہ کی کوششوں کے نتائج دنیا کے سامنے آنے سے ان کی اسلام دوستی کا پردہ فاش ہوتا جا رہا ہے اس لئے چنداں زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں۔ اب پبلک کو یہ احساس ہو رہا ہے کہ آریوں اور عیسائیوں سے اسلام کے خلاف گندہ لٹریچر شائع کرانے کی محرک اگر کوئی جماعت ہے تو یہ اور ان کی یہ اسلام دشمنی اس درجہ ظاہر ہوتی جا رہی ہے کہ آئندہ قادیانی اپنی اسلام دوستی کے ثبوت میں آریوں اور عیسائیوں کے خلاف اپنا لٹریچر پیش کرنے کی جسارت نہ کر سکیں گے۔

باب ہشتم

قادیانی نظام یا افتراق

''قادیانی مذہب'' کے پروپیگنڈا کے سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس جماعت کا نظام اس کی سچائی پر زبردست دلیل ہے۔ اور اس نظام کا نقشہ کھینچنے میں قادیانی کمال کر دیا کرتے ہیں۔ ان کی لفاظی لسانی کا تمام زور اس امر کے ثابت کرنے پر صرف ہو جاتا ہے کہ دنیائے عالم میں اس نظام سے بڑھ کر کوئی نظام نہیں۔ قادیانی اپنے نظام کو خوبصورت طریقہ سے بیان کرتے ہوئے ساتھ ہی ساتھ مسلمانوں کے افتراق وتشتت پر بھی تبصرہ کیا کرتے ہیں جو ان کا ہر وقت کا مشغلہ ہے۔ بعض قادیانیوں سے قبول قادیانیت کی وجہ صرف یہی معلوم ہوئی ہے کہ وہ ان کے بیان کردہ نظام سے متاثر ہو کر قادیانی بن گئے ورنہ انہیں نہ تو مرزائی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا نہ ہی ان کے عقائد کا علم تک ہوا۔ نظام' نظام کے شور سے متاثر ہو کر اس باطل مذہب کا شکار ہو گئے اور اسی ایک غلط بات نے ان کا دل لبھا لیا۔

قبل اس کے کہ ہم اس دلیل پر بحث کریں یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ قادیانی نظام کیا حقیقت رکھتا ہے۔ ابھی اس مذہب کو وجود میں آئے صرف ۵۰ سال کا عرصہ ہوا ہے اس قلیل عرصہ کے واقعات پر سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ نظام ہے یا افتراق' خود مرزا قادیانی کی عین حیات میں قادیان کا نظام ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب اور مولوی چراغ دین صاحب کو

اپنے قابو میں نہ رکھ سکا اور ان حضرات نے قادیانیت سے تائب ہو کر اس مذہب کے تمام رازہائے سربستہ کو فاش کر دیا جس کی وجہ سے سینکڑوں اصحاب اس مذہب سے تائب ہو گئے اور جو خاص الخاص مرید ہاتھ میں رہ بھی گئے ان کی طرف سے اعتراضات کی بھرمار شروع ہو گئی۔ لنگر خانہ کے مصرف اور قادیانی بیت المال کے آمدوخرچ پر اعتراضات ہوئے۔

شخصی خواہشات اور خواجہ (کمال الدین) صاحب بار بار تاکید کرتے تھے کہ ضرور کہنا اور یہ باتیں کر رہے تھے کہ دفعتاً آپ کی (یعنی مولوی محمد علی صاحب کی) طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ مولوی صاحب اب مجھے وہ طریق معلوم ہو گیا ہے جس سے لنگر کا انتظام فوراً حضرت (مرزا) صاحب ہمارے سپرد کریں...... اس پر آپ نے کہا کہ خواجہ صاحب میں تو اب ہرگز نہیں پیش کروں گا تو خواجہ صاحب نے یہ سنتے ہی آنکھیں سرخ کر لیں اور غصہ والی شکل اور غصہ والے لہجہ میں کہنا شروع کیا کہ قومی خدمت ادا کرنے میں بڑے بڑے مشکلات پیش آیا کرتے ہیں اور کبھی حوصلہ پست نہ کرنا چاہئے اور یہ کیسی غضب کی بات ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ قوم کا روپیہ کس محنت سے جمع ہوتا ہے اور جن اغراض قومی کے لئے وہ اپنا پیٹ کاٹ کر روپیہ دیتے ہیں۔ وہ روپیہ ان اغراض میں صرف نہیں ہوتا بلکہ بجائے اس کے شخصی خواہشات میں صرف ہوتا ہے اور پھر روپیہ بھی اس قدر کثیر ہے کہ اس وقت جس قدر قومی کام آپ نے شروع کئے ہوئے ہیں اور روپیہ کی کمی کی وجہ سے پورے نہ ہو سکے اور ناقص حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اگر یہ لنگر کا روپیہ اچھی طرح سے سنبھالا جائے تو اکیلے اسی سے وہ سارے کام پورے ہو سکتے ہیں۔ آپ اچھے خادم قوم ہیں کہ یہ جانتے ہوئے پھر ایک ذراسی بات سے کہتے ہیں کہ میں آئندہ ہرگز پیش نہیں کروں گا میں تو کہتا ہوں میں ضرور پیش کروں گا۔ اس پر آپ نے کہا کہ میں ساتھ چلا جاؤں گا مگر بات نہیں کروں گا۔ تو خواجہ صاحب نے کہا کہ میں بھی ساتھ ہی جانے کے لئے کہتا ہوں۔ بات تو میں نہیں کراتا۔ بات تو میں خود کروں گا۔ غرض کہ اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں جن سے اس بات کا صاف صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے زمانہ میں مالی اعتراض کا درس خواجہ صاحب نے شروع کر دیا تھا۔'' (کشف الاختلاف ص ۱۵، ۱۶، مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

مالی مناقشے

''باقی آپ سے (یعنی مولوی حکیم نورالدین صاحب قادیانی خلیفہ اوّل سے) میں (یعنی میاں محمود احمد ابن مرزا غلام احمد قادیانی) یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ابتلاء اگر حضرت

(مرزا) صاحب زندہ رہتے تو ان کے عہد میں آتا۔ کیونکہ یہ لوگ (یعنی خواجہ کمال الدین صاحب مولوی محمد علی صاحب لاہوری) اندر ہی اندر تیاری کررہے تھے۔ چنانچہ نواب صاحب نے بتایا کہ ان سے انہوں نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ حضرت (مرزا) صاحب سے حساب لیا جائے چنانچہ حضرت صاحب نے اپنی وفات سے پہلے جس دن وفات ہوئی اس دن بیماری سے کچھ ہی پہلے کہا کہ خواجہ (کمال الدین) صاحب اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ مجھ پر بدظنی کرتے ہیں کہ میں قوم کا روپیہ کھا جاتا ہوں۔ ان کو ایسا نہ کرنا چاہئے تھا ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ آج خواجہ صاحب مولوی محمد علی صاحب کا ایک خط لے کر آئے اور کہا کہ مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ لنگر کا خرچ تو تھوڑا ہوتا ہے باقی جو ہزاروں روپیہ آتا ہے وہ کہاں جاتا ہے اور گھر میں آ کر آپ نے بہت غصہ ظاہر کیا کہ کیا یہ لوگ ہم کو حرام خور سمجھتے ہیں ان کو اس روپیہ سے کیا تعلق اگر آج میں الگ ہو جاؤں تو سب آمدنی بند ہو جائے۔ (حقیقت اختلاف ص۵۲، طبع دوم)

مختلف پارٹیاں

یہ امر تو محتاج بیان ہی نہیں رہا کہ مرزائی جماعت کے دو حصے ہو چکے ہیں ایک کا ہیڈ کوارٹر قادیان دوسری کا لاہور ان کا آپس کا اختلاف جو نوعیت اختیار کر چکا ہے اس پر ہر دو جماعتوں کا لٹریچر شاہد ہے۔ ہر دو پارٹیوں میں اور مختلف پارٹیوں پیدا ہو چکی ہیں۔ قادیانی شاخ سے تو انبیاء بکثرت پیدا ہو رہے ہیں ہر نبی اپنی علیحدہ امت بنانے کی فکر میں ہے۔ لاہوری شاخ میں مصلح موعود پیدا ہو رہے ہیں۔ قادیانی خلیفہ کے آئے دن کے خطبے اس رنج کے اظہار پر مشتمل ہوتے ہیں کہ اس کی جماعت میں منافقوں کی کثرت ہے رؤیا اور خوابوں میں بھی منافق ہی نظر آتے ہیں اور آئے دن مرزائیوں کی جماعت سے اخراج کا اعلان ہوتا رہتا ہے کئی لوگ بہائی ہو کر اس جماعت سے علیحدہ ہوئے اکثر مسلمان ہو گئے۔ غرضیکہ اگر نظام اس چیز کا نام ہے تو فی الواقعہ اس سے بڑھ کر کوئی نظام نہیں۔ یہ ہے مختصر کیفیت قادیانی نظام کی۔ اب ہم نفس دلیل کے متعلق چند سطور لکھتے ہیں۔

پیری مریدی

بقول قادیانیوں کے قادیانی جماعت میں بظاہر جو نظام دکھائی دے رہا ہے (ہم تو قادیانی نظام کے قائل ہی نہیں کیونکہ منافقین نے قادیانیت کی جڑوں کو ہلا دیا ہے اور اب صرف ایک ڈھانچہ باقی ہے لیکن بقول قادیانیوں کے بظاہر جو نظام دکھائی دے رہا ہے) وہ اس مذہب کی سچائی

کی دلیل نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ تو نتیجہ ہے پیری مریدی کا، پیری مریدی میں تقلید لازمی چیز ہے بات غلط ہو یا صحیح مرید ہر آواز پر لبیک کہتا ہے۔ اس میں قادیانی مذہب کی سچائی کو کیا داخل مزید برآں دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ نظام بذات خود مذہب کی سچائی کی دلیل ہوسکتا ہے اگر یہ تسلیم کرلیا جائے تو ہندوستان کی سینکڑوں تجارتی کمپنیوں بالخصوص انگریزی فرموں کا نظام اپنی نظیر پر نہیں رکھتا۔ مثال کے طور پر ریلوے کے نظام کو ہی دیکھ لیا جائے کس باقاعدگی کس تنظیم کے ساتھ کام ہو رہا ہے۔

قادیانی نظام اس انتظام کا کیا مقابلہ کرسکتا ہے جس کا اپنا یہ حال ہے کہ قادیان میں صرف ایک مرتبہ احمدیہ اسٹور کے نام سے ایک تجارتی کام شروع کیا گیا ایک لاکھ سرمایہ مریدوں سے جمع کیا اور حشر جو ہوا اس کا پورا علم تو حصہ داروں کو ہی ہوا۔ مگر جو نتیجہ پبلک میں آیا وہ یہ تھا کہ راس المال کا بیشتر حصہ ہی ضائع ہوگیا۔ اور بعض مرزائی احمدیہ سٹور کے سلسلہ میں قادیانی گروہ کے طرز عمل سے ہی تائب ہوگئے۔ پس اگر نظام مذہب کی سچائی کی دلیل ہے تو ہندوستان کی ہزاروں فرمیں خصوصاً انگریزی فرمیں انشورنس کمپنیاں اس بات کی مستحق ہیں کہ انہیں مسیح ومہدی کا خطاب دیدیا جائے۔

باب نہم

نکاح اور شادی

قادیانی مذہب کی اشاعت کے لئے یہ پروپیگنڈا بھی عام ہے کہ قادیانی گروہ نے شادی کی رسم کو ایسی سہل اور کم خرچ بنادیا ہے جو انسان کوئی بوجھ محسوس نہیں کرتا۔ صرف چھوہارے کا خرچ ہوتا ہے اور وہ بھی حسب توفیق صرف آٹھ آنہ یا ایک روپیہ کا اس پروپیگنڈا کے ساتھ ساتھ الفضل میں عموماً اس قسم کے اشتہارات شائع ہوتے رہتے ہیں جن کا عنوان ضرورت نکاح ہوتا ہے۔ نیز یہ بھی پرچار کیا جاتا ہے کہ مرزائیت میں قوم' رتبہ' امارت' غربت کا کوئی معیار نہیں سب یکساں ہیں ان کا مذہب' ان کی قوم' ان کا کنبہ مرزائیت ہے۔ گو حقیقت اس کے برعکس ہے اور یہ وعظ صرف مریدوں کے لئے ہوتا ہے۔ مگر تاہم چونکہ ادّعا یہی ہے کہ مرزائیت میں قوم اور رتبہ کا کوئی سوال نہیں اس لئے ان کے اس ادّعا کی حقیقت واضح کرنا ضروری ہے۔ قبل اس کے کہ ہم اس معاملہ پر روشنی ڈالیں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ قادیانی عقائد میں یہ بات داخل ہے کہ مسلمانوں سے رشتہ وناطہ حرام ہے اور یہ وہ چیز ہے جو ان کی اسلام دوستی کی زبردست دلیل ہے۔

اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو اپنی امت کے لئے رشتہ اتحاد ''اسلام'' قرار دیا اور فرمایا کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ اب تا قیامت مسلمانوں کا قبیلہ مسلمانوں کی قومیت اسلام ہے۔ مگر اس گروہ نے ازراہ تفرقہ انگیزی اس چیز سے انکار کرتے ہوئے اپنے نئے مذہب مرزائیت کو اپنی قوم بتایا ہے جو اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ یہ گروہ اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہے اور اسے اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں ورنہ کیا کسی کے ذہن میں یہ آ سکتا ہے کہ سرور کونین ﷺ سے ذرہ بھر محبت رکھنے والا بھی حضور علیہ السلام کی امت سے اس قدر بیگانگی اور دشمنی رکھ سکتا ہے دنیا میں رشتہ کا انقطاع ہی بیگانگی ،علیحدگی کا سبب ہوا کرتا ہے جس کا خود قادیانی گروہ اقراری ہے۔

قادیانی گروہ نے مسلمانوں سے رشتہ کی ممانعت کیوں کر رکھی ہے۔ صرف اس لئے کہ اگر مریدوں کو مسلمانوں سے بالکل علیحدہ نہ کیا گیا تو خوف ہے کہ ان کا کاروبار فیل نہ ہو جائے۔ قادیانی گدی کا فائدہ اسی میں مضمر ہے کہ اس کے مرید دوسری تمام اقوام خصوصاً مسلمانوں سے کلیۃً علیحدہ رہیں تا کہ کبھی ان کے مسلمان ہو جانے کا امکان باقی نہ رہے اور ان کے تمام تعلقات منقطع رہیں اور اس طرح ان کی تمام تر توجہ قادیانیت کی طرف ہی رہے اور ان کی تمام رقوم سوائے قادیانی بیت المال کے کسی اور جگہ نہ جائیں ظاہر ہے کہ اگر ایک قادیانی کو آزاد رکھا جائے اسے مسلمانوں سے رشتہ وناطہ کی اجازت ہو اور اس کے دل میں مسلمانوں کے خلاف اس درجہ نفرت پیدا نہ کی جائے تو وہ مسلمانوں سے میل جول رکھے گا اس کے رشتہ داروں میں غرباء ومساکین بھی ہوں گے۔ لہٰذا قادیانی کمپنی کو یہ خطرہ لاحق رہتا ہے کہ وہ کسی مسلمان سے متاثر ہو کر قادیانیت سے انکاری نہ ہو جائے اور وہ کبھی اپنے رشتہ داروں میں سے کسی حقدار پر کوئی رقم خرچ نہ کر دے یہ وہ سبب ہے جو قادیانی گروہ کو مجبور کر رہا ہے کہ وہ اپنے مریدوں کو مسلمانوں سے کلیۃ علیحدگی اختیار کرنے کی تلقین کرے۔

ظاہر ہے کہ جس مذہب کی بنیاد اس قسم کی روک تھام اور انسانی تدابیر پر ہو اس میں کیا سچائی ہو سکتی ہے۔ اب سنئے قادیانیوں کے اس ادعا کی حقیقت کہ ان کا کنبہ اور قبیلہ مرزائیت ہے اور کہ ان کے ہاں نکاح اور شادی پر کوئی خرچ نہیں۔

امر اوّل کی حقیقت تو اس سے معلوم ہو سکتی ہے کہ قادیانی کمپنی کے حصہ داروں اور بانی مبانی لوگوں نے کبھی یہ نمونہ نہیں دکھایا کہ وہ نکاح اور شادی کا معیار صرف مرزائیت سمجھتے ہیں بلکہ ہمیشہ جاگیردار مالدار اشخاص کی تلاش رہتی ہے۔ جس کی تصدیق قادیان میں رہنے والے

قادیانیوں سے ہوسکتی ہے۔ جہاں معمولی تنخواہ والے کلرک بھی موجود ہیں اور وہ لوگ بھی جو قادیانیت کے علمبردار ہیں۔قادیانیت کے ان علمبرداروں نے اپنی جماعت کے لئے یہ نمونہ بہم نہیں پہنچایا کہ وہ فی الواقعہ مرزایت کو اپنا کنبہ خیال کرتے ہیں جن کے ثبوت میں انہوں نے کبھی کسی کلرک سے رشتہ وناطہ کرنا منظور کرلیا ہو بلکہ حالت یہ ہے کہ رشتہ کی تلاش کے وقت مدنظر یہ رکھا جاتا ہے کہ اس جگہ رشتہ کرنے سے کتنی جائیداد قابو میں آئے گی۔

رہا یہ پروپیگنڈا کہ مرزائیوں میں نکاح اور شادی پر کوئی خرچ نہیں اور اس وجہ سے مرزائیت قبول کی جانی چاہئے سو یہ بھی ایک دھوکہ ہے کیونکہ قادیانی گدی نے اپنے تقدس کا رعب جمانے کے لئے اگر مریدوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ نکاح وشادی پر کوئی خرچ نہ کروتو اس کا مقصود مریدوں کو فائدہ پہنچانا نہیں بلکہ اپنا مفاد مدنظر ہے وہ مفاد کیا ہے؟ سنئے ایک مرزائی اپنے نکاح و شادی کے سلسلہ میں کسی رسم پر کوئی روپیہ خرچ نہیں کرتا اور خیال کرتا ہے کہ میں نے مرزائیت کی بدولت ان فضول رسموں پر دولت ضائع کرنے کی بجائے یہ روپیہ بچا کر فائدہ اٹھایا مگر ہوتا کیا ہے قادیانی کمپنی کے ایجنٹ اس کے دروازہ پر پہنچ جاتے ہیں اور قادیان کے ہر صیغہ کے شادی فنڈ کا مطالبہ شروع ہو جاتا ہے۔ خلیفۃ المسیح کا نذرانہ' الفضل کا چندہ' لنگر خانہ کا چندہ غرضیکہ بیسیوں چندوں کا مطالبہ ہوتا ہے اور رسم ورواج سے بچائی ہوئی رقم اس راستہ سے خرچ ہو جاتی ہے ناظرین غور کریں کہ اس غریب کو کیا فائدہ ہوا۔ رسم و رواج پر خرچ نہ کیا تو دوسری طرف چلا گیا۔ اس کی جیب تو خالی ہوگئی۔

ہمارا مقصود یہ بتانا ہے کہ مریدوں کے لئے قادیانیوں کا وعظ ان کو رسم ورواج سے بچانا نہیں بلکہ اپنا بیت المال پر کرنا ہے اس جگہ یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ رسم و رواج کے خلاف قادیانیوں کے وعظ کا مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ مریدوں میں بھی اخوت پورے طور پر پیدا ہو۔ بلکہ وہ جدا جدا رہتے ہوئے قادیانی بیت المال کو روپیہ دینے میں مصروف رہا کریں مثلاً مسلمانوں میں ایک رسم تنبول (نیوندا) ہے یعنی شادی کے موقعہ پر تمام عزیز واقارب شادی کرنے والے کو ایک رقم حسب توفیق دیتے ہیں اس رقم کا مقصد یہ ہے کہ شادی کے موقعہ پر اس کی امداد ہو جائے اور اس کے اخراجات میں اس کا ہاتھ بٹایا جائے۔ اس طریق سے ایک تو امداد ہو جاتی ہے اور دوسرے رشتہ داروں کا اتحاد' قادیانی یہ نہیں چاہتے کہ چند مرید بھی آپس میں متحد ہوں وہ تو ہر ایک کو جدا جدا رکھتے ہوئے ان کو اپنے قابو میں رکھنا چاہتے ہیں۔

ان حالات میں ناظرین غور کریں کہ قادیانیوں کا یہ پروپیگنڈہ کہ مرزائیت میں نکاح اورشادی آسان ہے اور کم خرچ کیا حقیقت رکھتا ہے ایک قادیانی کو ولیمہ پارچات زیور یہ خرچ تو لازماً کرنے پڑتے ہیں باقی سوال تو چند رسوم کا رہ جاتا ہے سو بعض مسلمان رسوم پر خرچ کر کے اپنا روپیہ مخلوق خدا میں بانٹ دیتے ہیں اور قادیانی چندوں میں دیدیتے ہیں۔

ہمارا قیمتی مشورہ

یہ ہے کہ جو کمزور طبائعَ مرزائیت میں نکاح اور شادی کے سہل و آسان ہونے کے پروپیگنڈا سے متاثر ہو جاتی ہیں وہ ہمارا نسخہ آزمائیں جو نہایت آسان ہے کہ بجائے مرزائیت کا شکار ہو جانے کے سچے مذہب اسلام پر قائم رہتے ہوئے۔ فضول رسم ورواج پر روپیہ ضائع نہ کریں بلکہ اس کو اپنے لئے یا اپنے حق دار عزیز واقرباٗ کے لئے محفوظ رکھیں اس طریق سے رسم ورواج سے بچا ہوا روپیہ قادیان کی نذر نہ ہوگا بلکہ آپ کی جیب میں محفوظ رہے گا۔ اس باب کے اختتام پر ہم مرزائیوں کا ذیل کا اعلان بھی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں تا کہ معلوم ہو کہ مرزائی مرزائیت کو فروغ دینے کے لئے کیا طریقے اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

احمدی لڑکیوں کا مہر

''نیز ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ بہتر ہوتا اگر احمدی لڑکیاں غیر احمدی سے اپنا دین مہر قبولیت احمدیت مقرر کیا کریں اور اس طریقہ سے احمدیت کو ترقی دیں۔ امید ہے کہ آپ اسے شائع فرما کر مشکور فرمائیں گے۔'' (پیغام صلح ۳ مئی ۱۹۳۳ء) اس امر پر ناظرین غور کرلیں کہ سودا مہنگا ہوگا یا سستا۔ اگر مہر صرف مرزائیت ہی ہو تو بھی دیکھنا یہ ہے کہ ایک مرزائی اپنی زوجہ کو روپیہ دینے کی بجائے غیر ممالک میں تبلیغ کے چندوں نذرانوں لنگر خانوں میں وہی روپیہ دے گا۔ بجائے مرزائیت کے اگر مہر نقد روپیہ ہوتا تو اس کے گھر میں تو رہتا مگر یہاں ہوتا یہ ہے کہ روپیہ مرزائیت کے علمبرداروں کے قبضہ میں جاتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!

باب دہم

خلاف عقل عقائد

مخلوق خدا کو اپنے جال میں پھانسنے کے لئے قادیانی یہ وعظ بھی کیا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو خدا نے اس لئے مبعوث کیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے ۱۳۰۰' سو سال سے پیدا شدہ غلط اور

خلاف عقل عقائد کی اصلاح کرے مثلاً حضرت مسیح علیہ السلام کا آسمان پر زندہ موجود ہونا' مردہ جانوروں کا زندہ ہونا' وغیرہ عقائد ایسے ہیں جن کو عقل ہرگز تسلیم نہیں کر سکتی۔ مسلمانوں کے دقیانوسی مولویوں نے ان عقائد کو اسلام کی طرف منسوب کر رکھا ہے جن کو اس زمانہ میں جبکہ سائنس ترقی کر چکی ہے دنیا کے سامنے پیش کرنا عقل کو جواب دینا ہے۔

قادیانیوں کے اس وعظ کے جواب میں ہمارا پہلا سوال تو یہ ہے کہ تمہارا یہ وعظ مذہب سے مضحکہ خیزی نہیں تو اور کیا ہے؟ تم مسلمانوں کے عقائد کی اصلاح کیا کر رہے ہو تم تو خدا کی ذات پاک پر الزام دے رہے ہو کہ مرض تو صدیوں سے موجود تھا مگر علاج ۱۳۰۰ سال کے بعد ہو رہا ہے۔ اس مدت مدید میں جو لوگ انہی عقائد پر فوت ہو گئے ان کی اصلاح کے لئے تو مرزا قادیانی کا وجود موجود نہ تھا۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ یہ عقائد باطل درست ہیں یا یہ کہ یہ عقائد ایسے نہیں جن پر انسان کی نجات کا دارومدار ہو ورنہ یہ ضروری تھا کہ خداوند کریم ان عقائد کی اصلاح کے لئے آج سے کئی صدیاں پہلے مرزا قادیانی کے وجود کو مبعوث فرماتے۔ یہ بھی کیا انصاف ہوا کہ مرض تو صدیوں سے چلا آ رہا ہے اور اس کی اصلاح آج ہو رہی ہے۔

دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ دنیا کی ہر عدالت ہر اس گواہ کی گواہی کو مسترد کر دیتی ہے جس کے متعلق یہ ثبوت بہم پہنچ جائے کہ وہ دشمنی کی وجہ سے گواہی دے رہا ہے۔ اس مسلمہ اصول کے مطابق ہم مرزا قادیانی کے مسلمانوں کے عقائد کے خلاف وعظ کو پرکھتے ہیں۔

دعویٰ مسیحیت سے پہلی زندگی کو لیجئے۔ اس زمانہ میں ابتدائی کارنامہ براہین احمدیہ کی اشاعت ہے جس میں بقول مرزا قرآن کریم کے وہ حقائق و معارف بیان کئے گئے ہیں جو آج تک دنیا ان سے بہرہ اندوز نہ ہوئی ہو۔ اس کتاب کی اشاعت کا مقصد کیا تھا اور کہ ۵۰ جلدوں کا وعدہ دے کر پیشگی رقوم حاصل کر کے بعد میں معاملہ کھٹائی میں ڈالتے ہوئے وہ جلدیں ہی پوری نہ کی گئیں ان امور پر ہم نے اپنی کتاب مباہلہ پاکٹ بک میں کافی روشنی ڈال چکے ہیں اس لئے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ ان حقائق و معارف پر ناز اتنا تھا کہ جواب دینے والے کے لئے دس ہزار روپیہ کا چیلنج بھی دیدیا گیا (یہ قصہ علیحدہ ہے کہ دس ہزار روپیہ میں موجود تھا یا نہ) اس معرکۃ الآراء کتاب میں مرزا قادیانی اقراری ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ اس براہین احمدیہ میں مرزا نے اپنے الہامات بھی شائع کئے ہیں پھر کیا یہ امر باعث تعجب نہیں کہ خدا کے الہاموں کی بارش ہو رہی ہے مگر ۱۳۰۰ سال کے بعد مسلمانوں کے غلط عقائد کی اصلاح کرنے والا

خود غلط خلاف عقل عقائد میں مبتلا ہے۔ باوجود حقائق ومعارف کا دعویدار ہونے کے آپ ان عقائد پر کتنا عرصہ قائم رہے خود ان کا اقرار سنیئے۔

''پھر میں قریباً بارہ برس تک جوایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا (یا عمداً غافل رہا) کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جمارہا۔'' (اعجاز احمدی ص ۷)

اس عرصہ دراز کے بعد جب آپ کو دعویٰ مسیحیت کا خیال پیدا ہوا تو آپ نے سوچا کہ ہم تو حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر زندہ تسلیم کرتے ہیں میں دعویٰ مسیحیت کروں تو کیسے اس خیال کے پیدا ہوتے ہی معاً وفات مسیح پر وعظ شروع ہو گئے۔ حضرت مسیح علیہ السلام مد مقابل نظر آنے لگے بدیں وجہ ان سے دشمنی ہوگئی یہی وجہ ہے کہ مختلف بہانوں سے جس قدر گالیوں کا نشانہ قادیانی لٹریچر میں حضرت مسیح علیہ السلام کو بنایا گیا اس قدر نظر عنایت کسی اور پر نہیں ہوئی ان واقعات وحقائق کی موجودگی میں ہر مصنف مزاج یہی فیصلہ دے گا کہ قادیانی وعظ قابل قبول نہیں۔

تیسرا سوال: قادیانیوں سے یہ ہے کہ مسئلہ وفات وحیات مسیح علیہ السلام پر ہم سے جھگڑا کرتے کیوں ہو؟ ہمارا تمہارا جھگڑا تو مرزا کے کذب وصدق پر ہے۔ اس پر بحث کرو مرزا سچا ثابت ہوا تو اس کی ہر بات سچی ورنہ یہ سارا قصہ ہی جھوٹ۔

اگر مرزا قادیانی باوجود خدا کی الہامی بارش کے ایک عرصہ دراز خلاف عقل عقیدہ پر قائم رہا اور تمہارا نبی ہاں ۱۳۰۰ سال کے بعد غلط عقائد کی اصلاح کرنے والا نبی خود اتنی مدت اس عقیدہ پر قائم رہنے کے بعد خدا کی عدالت سے سرخرو ہو جائے گا تو ہم غریبوں کی دماغ سوزی کیوں کرتے ہیں؟۔ جنہوں نے نہ تو کسی نبوت کا دعویٰ کرنا ہے نہ کسی کو دس ہزار کا چیلنج دینا ہے ہمیں تو یقیناً عدالت خداوندی سے کوئی گرفت نہ ہوگی۔

چوتھا سوال: یہ ہے کہ تمہارے مرزا قادیانی تسلیم کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ کوئی اور مسیح ن ظاہری الفاظ کا مصداق بھی آجائے پس خود مرزا کو تا وفات اس مسئلہ پر پورا یقین نہیں ہوا تو ہم س بحث میں پڑیں کیوں۔

ملاحظہ وہ مرزا کا اقرار

''میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور

دس ہزار بھی مثیل مسیح آ جائیں۔ ہاں اس زمانہ کے لئے میں مثیل مسیح ہوں اور دوسرے کا انتظار بے سود ہے...... پس اس بیان کی رو سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آ جائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آ سکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا بلکہ درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے۔'' (جس پر آج قادیان کا در و دیوار گواہی دے رہا ہے) (ازالہ اوہام ص ۲۰۰'۱۹۹ خزائن ج ۳ ص ۱۹۸'۱۹۷)

پانچواں سوال: یہ ہے کہ اگر ہم مسلمانوں کے یہ عقائد خلاف عقل ہیں تو آپ فرمایئے کہ موجودہ سائنس یہ تسلیم کر سکتی ہے کہ خدا دستخط کرتا ہے روشنائی استعمال کرتا ہے اور وہ روشنائی مرزا کے کپڑوں پر گر سکتی ہے؟۔ خدا سوتا ہے جاگتا ہے روزہ رکھتا ہے منی آرڈروں کی وحی بھیجتا ہے؟۔ قادیانی لٹریچر سے ہم مندرجہ ذیل عقائد نقل کرتے ہیں۔ جو سائنس ان عقائد کی صحت پر شہادت دے گی کیا وہ سائنس ہمارے عقائد کو خلاف عقل اور بوسیدہ خیالات قرار دے سکتی ہے؟ یہی تو وہ عقائد ہیں جن میں سے بعض پر اعتراض ہوا تو مرزا قادیانی نے حسب ذیل وعظ کہا تھا ہمارے عقائد پر اعتراض کرتے ہوئے یہی وعظ کیوں نہیں دھرالیا جاتا۔

خدا اپنا قانون بھی بدل لیتا ہے

''یہ تو سچ ہے کہ جیسا خدا غیر متبدل ہے اس کی صفات بھی غیر متبدل ہیں اس سے کس کو انکار ہے مگر آج تک اس کے کاموں کی حد بست کس نے کی ہے اور کون کہہ سکتا ہے کہ وہ اس کی عمیق در عمیق اور بے حد قدرتوں کی انتہا تک پہنچ گیا ہے بلکہ اس کی قدرتیں غیر محدود ہیں اور اس کے عجائب کام ناپیدا کنار ہیں اور وہ اپنے خاص بندوں کے لئے اپنا قانون بھی بدل لیتا ہے مگر وہ بدلنا بھی اس کے قانون میں داخل ہے۔'' (چشمہ معرفت ص ۹۶، خزائن ج ۲۳ ص ۱۰۴)

اب قادیانیوں کی فلسفیانہ باتیں سنئے جو عقل کے عین مطابق ہیں۔

خدائی مشاغل

''اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب سے کہا میں نماز پڑھوں گا روزہ رکھوں گا جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔'' (البشریٰ ج دوم ص ۷۹، مجموعہ الہامات مرزا)

حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں

''وکلمه ربه علی طورسینین وجعله من المحبوبین هذا هو موسیٰ فتی الله الذی اشار الله فی کتابه الی حیاته و فرض علینا ان نؤمن انه حی

فی السماء ولم یمت ولیس من المیتین ''اور اس کا (حضرت موسیٰ علیہ السلام) خدا کوہ سینا میں اس سے ہم کلام ہوا اور اس کو پیارا بنایا یہ وہی موسیٰ علیہ السلام مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور ہرگز نہیں مرا اور مردوں میں سے نہیں۔''

(نور الحق جلد اول ص ۵۰، مصنفہ مرزا قادیانی' خزائن ج ۸ ص ۶۹' ۶۸)۔

ہندوؤں کا اوتار

''جیسا کہ ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے جس کو رودر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ۔'' (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۵ خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱، ۵۲۲)

''تمام انبیاء کے نام اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں میں شیث ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں اسحاق ہوں میں اسمٰعیل ہوں میں یعقوب ہوں میں یوسف ہوں میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت ﷺ کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔'' (حقیقۃ الوحی ص ۸۳ حاشیہ خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

الہامی حمل

''اسی طرح میری کتاب اربعین نمبر ۴ ص ۱۹ میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے... یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے تجھ میں حیض نہیں۔ بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔'' (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۴۳ خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱)

''حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔'' (اسلامی قربانی ص ۱۱ مصنفہ قاضی یار محمد قادیانی مطبوعہ ریاض الہند پریس امرتسر) ''مریم

کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام...... مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔'' (کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

''اس بارے میں قرآن شریف میں بھی ایک اشارہ ہے اور وہ میرے لئے بطور پیشگوئی کے ہے یعنی اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اس امت کے بعض افراد کو مریم سے تشبیہ دیتا ہے او رپھر کہتا ہے کہ وہ مریم عیسیٰ سے حاملہ ہوگئی اور اب ظاہر ہے کہ اس امت میں بجز میرے کسی نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ میرا نام خدا نے مریم رکھا اور پھر اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی ہے اور خدا کا کلام باطل نہیں ضرور ہے کہ اس امت میں کوئی اس کا مصداق ہو اور خوب غور کر کے دیکھ لو اور دنیا میں تلاش کر لو کہ قرآن شریف کی اس آیت کا بجز میرے کوئی دنیا میں مصداق نہیں پس یہ پیش گوئی سورۃ تحریم میں خاص میرے لئے ہے اور وہ آیت یہ ہے۔ و مریم ابنت عمران التی احصنت فرجها فنفخنا فیه من روحنا''

(حقیقۃ الوحی ص ۳۳۷ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۳۵۱، ۳۵۰)

خدا کی روشنائی کے دھبے

''ایک میرے مخلص عبداللہ نام سنوری غوث گڑھ ریاست پٹیالہ کے دیکھتے ہوئے اور ان کی نظر کے سامنے یہ نشان الٰہی ظاہر ہوا کہ اوّل مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا کہ میں نے بہت سے احکام قضاء قدر کے اہل دنیا کی نیکی و بدی کے متعلق اور نیز اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے لئے لکھے ہیں اور پھر تمثیل کے طور پر میں نے خدائے تعالیٰ کو دیکھا اور وہ کاغذ جناب باری کے آگے رکھ دیا کہ اس پر دستخط کر دیں۔ مطلب یہ تھا کہ یہ سب باتیں جن کے ہونے کے لئے میں نے ارادہ کیا ہے وہ جائیں سو خدائے تعالیٰ نے سرخی کی سیاہی سے دستخط کر دیئے۔ اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تھی اس کو جھاڑا اور معاً جھاڑنے کے ساتھ ہی اس سرخی کے قطرے میرے کپڑوں اور عبداللہ کے کپڑوں پر پڑے۔ اور چونکہ کشفی حالت میں انسان بیداری سے حصہ رکھتا ہے اس لئے مجھے جب کہ ان قطروں سے جو خدائے تعالیٰ کے ہاتھ سے گرے۔ اطلاع ہوئی ساتھ ہی میں نے بچشم خود ان قطروں کو بھی دیکھا اور میں رقت دل کے ساتھ اس قصے کو میاں عبداللہ کے پاس بیان کر رہا تھا کہ اتنے میں اس نے بھی وہ تر بتر قطرے کپڑوں پر پڑے ہوئے دیکھ لئے اور کوئی چیز

ایسی ہمارے پاس موجود نہ تھی جس سے اس سرخی کے گرنے کا احتمال ہوتا۔ اور وہ وہی سرخی تھی جو خدا تعالیٰ نے اپنے قلم سے جھاڑی تھی۔ اب تک بعض کپڑے میاں عبداللہ کے پاس موجود ہیں جن پر وہ بہت ہی سرخی پڑی تھی۔''

(تریاق القلوب ص۳۴ خزائن ج۱۵ ص۱۹۷، حقیقۃ الوحی ص۲۵۵ خزائن ج۲۲ ص۲۶۷)

خاکسار پیپر منٹ

''حضور (مرزا صاحب) کی طبیعت ناساز تھی۔ حالت کشفی میں ایک شیشی دکھائی گئی اس پر لکھا تھا خاکسار پیپر منٹ۔'' (اخبار الحکم قادیان ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء تذکرہ ص۵۲۷ طبع سوم)

منی آڈر کی وحی

''ایک دن صبح کے وقت وحی الٰہی میری زبان پر جاری ہوا۔ عبداللہ خان ڈیرہ اسماعیل خان اور تفہیم ہوئی کہ اس نام کا ایک شخص آج کچھ روپیہ بھیجے گا۔ میں نے چند ہندوؤں کے پاس جو سلسلہ وحی کے جاری رہنے کے منکر ہیں اس الہام الٰہی کا ذکر کیا اور میں نے بیان کیا کہ اگر آج یہ روپیہ نہ آیا تو میں حق پر نہیں ان میں سے ایک ہندو بشن داس نام قوم کا برہمن جو آج کل ایک جگہ کا پٹواری ہے بول اٹھا کہ میں اس بات کا امتحان کروں گا اور میں ڈاکخانہ میں جاؤں گا ان دنوں بھی قادیان میں ڈاک دو پہر کے بعد دو بجے آتی تھی وہ اسی وقت ڈاک خانہ میں گیا اور نہایت حیرت زدہ ہو کر جواب لایا کہ در حقیقت عبداللہ نام شخص نے جو ڈیرہ اسماعیل خان میں اکسٹرا اسسٹنٹ ہے کچھ روپیہ بھیجا ہے اور وہ ہندو نہایت متعجب اور حیران ہو کر بار بار مجھ سے پوچھتا تھا کہ یہ امر آپ کو کس نے بتایا اور اس کے چہرہ سے حیرانی اور مبہوت ہونے کے آثار ظاہر تھے۔''

(حقیقۃ الوحی ص۲۶۳، ۲۶۴ خزائن ج۲۲ ص۲۷۶، ۲۷۵)

معزز ناظرین...... آپ نے ملاحظہ فرمایا یہ عقائد یہ الہامات یہ کرامات موجودہ سائنس کے کیونکر عین مطابق ہیں جن کو قادیانیوں کی عقل سلیم فوراً تسلیم کرتی ہے دل چاہتا ہے کہ چند اور قادیانی عقائد بھی ہدیہ ناظرین کریں تو آپ کو معلوم ہو کہ صرف حیات مسیح کا عقیدہ ہی خلاف عقل ہے ورنہ اور سب باتیں ان کی عقل تسلیم کرتی ہے۔

حضرت ابراہیم پر آگ سرد ہوگئی

''ابراہیم علیہ السلام چونکہ صادق اور خدا تعالیٰ کا وفادار بندہ تھا اس لئے ہر ایک ابتلاء

کے وقت خدا نے اس کی مدد کی جب وہ ظلم سے آگ میں ڈالا گیا خدا نے آگ کو سرد کر دیا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۵۰ خزائن ج ۲۲ ص ۵۲)

حضرت یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں

"اب ظاہر ہے کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں مرا نہیں تھا اور اگر زیادہ سے زیادہ کچھ ہوا تھا تو صرف بے ہوشی اور غشی تھی اور خدا کی پاک کتابیں یہ گواہی دیتی ہیں کہ یونس خدا کے فضل سے مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا اور زندہ نکلا اور آخر قوم نے اس کو قبول کیا۔"

(مسیح ہندوستان میں ص ۱۶ خزائن ج ۱۵ ص ۱۶)

نبی نے مردہ زندہ کیا

"انبیاء سے جو عجائبات اس قسم کے ظاہر ہوئے ہیں کہ کسی نے سانپ بنا کر دکھلا دیا اور کسی نے مردے کو زندہ کر کے دکھلا دیا یہ اس قسم کی دست بازیوں سے منزہ ہیں جو شعبدہ باز لوگ کیا کرتے ہیں۔"

(براہین احمدیہ ص ۴۴۳، خزائن ج ۱ ص ۵۱۹، ۵۱۸)

حضرت مسیح ابن مریم بے باپ

"ہمارا ایمان اور اعتقاد یہی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بن باپ تھے اور اللہ تعالیٰ کو سب طاقتیں ہیں اور نیچری جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کا باپ تھا وہ بڑی غلطی پر ہیں۔"

(اخبار الحکم ج ۵ نمبر ۲۳ مورخہ ۲۴ رجون ۱۹۰۱ء ص ۱۱، ملفوظات ج ۲ ص ۳۰۳)

"حضرت مسیح نے مہد میں باتیں کیں اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں مگر اس نے ماں کے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔"

(تریاق القلوب ص ۴۱ خزائن ج ۱۵ ص ۲۱۷)

چاند دو ٹکڑے ہو گیا

"قرآن شریف میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ کی انگلی کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور کفار نے اس معجزہ کو دیکھا اس کے جواب میں یہ کہنا کہ ایسا وقوع میں آنا خلاف علم ہیئت ہے یہ سراسر فضول باتیں ہیں کیونکہ قران شریف تو فرماتا ہے کہ اقتربت الساعۃ وانشق القمر وان یروا آیۃ یعرضوا یقولوا سحر مستمر یعنی قیامت نزدیک آ گئی اور چاند پھٹ گیا اور کافروں نے یہ معجزہ دیکھا اور کہا کہ یہ پکا جادو ہے جس کا آسمان تک اثر چلا گیا۔"

(چشمہ معرفت ص ۴۱، ۴۲ حصہ ۲، خزائن ج ۲۳ ص ۴۱۱)

بعض نادرالوجودعورتیں

''بعض عورتیں جو بہت ہی نادرالوجود ہیں۔ بباعث غلبہ رجولیت اس لائق ہوتی ہیں کہ ان کی منی دونوں طور قوت فاعل وانفعال رکھتی ہو اور کسی سخت تحریک خیال شہوت سے جنبش میں آ کر خود بخود حمل ٹھہرنے کا موجب ہو جائے۔'' (سرمہ چشم آریہ ص ۴۸،خزائن ج ۲ص ۹۶)

بکرے نے دودھ دیا

'' کچھ تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ مظفر گڑھ میں ایک ایسا بکرا پیدا ہوا کہ جو بکریوں کی طرح دودھ دیتا تھا جب اس کا شہر میں بہت چرچا پھیلا تو میکالف صاحب ڈپٹی کمشنر مظفر گڑھ کو بھی اطلاع ہوئی تو انہوں نے یہ ایک عجیب امر قانون قدرت کے برخلاف سمجھ کر وہ بکرا اپنے روبرو منگوایا چنانچہ وہ بکرا جب ان کے روبرو دوہا گیا تو شائد قریب ڈیڑھ سیر دودھ کے اس نے دیا اور پھر وہ بکرا بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر عجائب خانہ لاہور میں بھیجا گیا۔تب ایک شاعر نے اس پر ایک شعر بھی بنایا اور وہ یہ شعر ہے۔

مظفر گڑھ جہاں ہے مکالف صاحب عالی
یہاں تک فضل باری ہے کہ بکرا دودھ دیتا ہے

(سرمہ چشم آریہ ص ۵۱ خزائن ج ۲ص ۹۹)

اس جگہ ہم اسی قدر حوالہ جات پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ ہمارا مقصود تو بطور نمونہ قادیانی عقائد اور خیالات کا ذکر کرنا ہے جو ان حوالہ جات سے بخوبی ثابت ہے۔

معزز ناظرین! یہ امر واضح رہے کہ ہماری معلومات کا خلاصہ یہ ہے کہ قادیانی ...کوئی مذہبی جماعت نہیں بلکہ ایک تجارتی کمپنی ہے جسے اسلام یا مذہب ہے دور کا بھی تعلق نہیں ۔یہی وجہ ہے کہ ہم نے تردید مرزائیت کے لئے کتب مرزائیت کو کافی سمجھتے ہوئے ہر بات خود ان کے لٹریچر سے پیش کی ہے قرآن پاک یا حدیث شریف اور اقوال بزرگان تو اس گروہ کے سامنے پیش کئے جا سکتے ہیں جسے ان چیزوں کا ادب ہو لیکن جب یہ گروہ اپنی من گھڑت تاویلات سے ثابت کر چکا ہے کہ نہ صرف قرآن پاک اور حدیث شریف سے انکار ہے۔ بلکہ وہ اعتراضات سے تنگ آ کر مسلمانوں کی ہر بزرگ ہستی کی شان میں گستاخی پر اتر آیا کرتے ہیں تو اندریں حالات کیا اس گروہ کے سامنے کلام پاک یا اپنے کسی بزرگ کا فرمان بیان کرنا ارتکاب گناہ کے مترادف نہیں؟۔ پس اس گروہ کے مناسب حال یہی چیز ہے کہ خود اس کے لٹریچر سے اس کی تردید کی جائے۔

خاتم النبیین لا نبی بعدی
عشرۂ کاملہ
ماسٹر غلام حیدر شیخ رح

عشرہ کاملہ

شیخ غلام حیدر ہیڈ ماسٹر انگریزی بورڈ سکول چکوال ضلع جہلم

تعارف

’’عشرہ کاملہ‘‘ کتابچہ ہذا کے مصنف جناب ماسٹر غلام حیدر صاحب کے اس رسالہ کے ابتدائی حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف پہلے قادیانی عقائد رکھتے تھے۔ اس کتابچہ میں انہوں نے مرزا کی تکفیر سے بھی پہلوتہی کا موقف اختیار کیا۔ مگر بعد میں دوسرے رسائل جو اس جلد میں شامل ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرزا کو خالص کافر بلکہ کافرگر مانتے تھے۔ اس رسالہ میں انہوں نے دس اصول مقرر کر کے ان پر قلم اٹھایا اور حق یہ ہے کہ مرزا قادیانی اور دیگر قادیانیوں کی خوب درگت بنائی۔ بلکہ ان کی بولتی بند کر دی۔ (فقیر اللہ وسایا، ۱۰/اپریل ۲۰۰۷ء)

التماس

پہلے تو یہی ارادہ تھا کہ یہ مراسلہ بخدمت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی (قادیانی) قلمی ہی بھیج دیا جائے۔ مگر اس خیال سے کہ شاید مولوی صاحب جواب نہ دیں یا پیاسی روح کو جو مدت سے بعض شکوک کا مخلصانہ جواب چاہتی ہے۔ اپنے فیض سے محروم کر دیں۔ اس جواب کو شائع کر دیا تاکہ اوروں کو بھی جواب سے نفع حاصل ہو اور میں اللہ تعالیٰ کی حلف کھاتا ہوں کہ یہ مراسلہ محض نیک نیتی اور طلب حق کی خواہش سے تحریر کیا جاتا ہے اور مولوی صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے اپنے شکوک کا سچا اور اصلی فوٹو پیش کیا ہے۔ بحث اور ضد کرنے کا ہرگز مدعا نہیں۔ کچھ عرصہ ہوا ہے کہ چند سوالات کا جواب جناب مکرم حکیم مولوی نور الدین صاحب بھیروی (قادیانی) سے بھی طلب کیا تھا۔ مگر افسوس انہوں نے میری صادق توبہ کی بے خبری میں چند طنز آمیز کلمات بھی جوابوں میں درج فرمائے اور جواب ایسے دیئے کہ جن کو اخبار الحکم میں پڑھنے والے خوب جانتے ہیں کہ کہاں تک وہ صادق اور پیاسی روح کی تسلی کے واسطے کافی تھے۔ میعاد اس مراسلہ کے جواب کی بعد اس کے وصول ہونے کے دو ماہ ہے۔

بندہ شیخ غلام حیدر ہیڈ ماسٹر بورڈ سکول چکوال ضلع جہلم

مکرم ومخدوم جناب مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی زادلطفہ

السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ! آپ کا نوازش نامہ مورخہ ۱۱رستمبر ۱۹۰۱ء موصول ہوکر باعث راحت جان ہوا۔ آپ اسلامی محبت کے جوش میں تحریر فرماتے ہیں۔ (کاش آپ اس منہاج میں غور کرتے۔ جس پر خدا کا برگزیدہ چل رہا ہے۔ جو اس کام کے مناسب قوائے لے کر کارروائی کر رہا ہے۔ مگر خدا کے فضل کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو) میں اس ایمائے مخلصانہ کا از حد ممنون ومشکور ہوں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ عرصہ آٹھ نو سال سے جب سے بندہ صادق تائب ہوا ہے۔ برابر اس کوشش میں مصروف ہے کہ کہاں تک آپ کا جدید منہاج اس اسلام کے مطابق ہے۔ جس کی ہم کو قرآن اور پیغمبرﷺ اور قرون ثلاثہ کے علماء وصوفیاء کرام کی تصانیف سے اطلاع پہنچی ہے اور اگرچہ میں بلحاظ اسلامی علم کے محض ایک طالب علم ہوں۔ مگر چونکہ بہت سا حصہ اپنی عمر کا اسلامی کتب کے مطالعہ وصحبت علماء وفقراء میں بسر کیا ہے۔ اس لئے مجھ کو آپ کے منہاج کے بعض خیالات سے اتفاق نہیں۔ اگر محض مجھ کو ہی آپ سے اختلاف ہوتا تو چنداں تعجب وحیرت کا مقام نہ تھا۔ لیکن جب میں دیکھتا ہوں کہ موجودہ اسلامی دنیا میں اکثر آپ کے منہاج پر حرف گیر ہیں اور ان میں مجھ سے بڑھ کر جو اسلام کو سمجھتے ہیں وہ بھی داخل ہیں تو کیونکر آپ کے منہاج کو الذین یؤمنون بالغیب کی طرح قبول کرلوں؟ ہاں اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ بعض کی طرح آپ لوگوں پر اس درجہ تک بدظن بھی نہیں کہ بدگوئی کیا کروں اور تکفیر کے فتویٰ میں شامل ہوجاؤں۔ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کی بعض تصانیف کے چند نکات واقعی قابل قدر ہیں اور صرف انہی کی بدولت اب تک میں تکفیر کے فتویٰ میں شامل نہیں ہوا۔ مگر خالص دودھ یا شہد میں خواہ وہ کیسا ہی مرغوب الطبع ...... کیوں نہ ہو۔ اگر زہر کی آمیزش کا اندیشہ ہو تو ایسی چیز کے استعمال کے پہلے ضرور متأمل ہونا پڑتا ہے۔ مگر تریاق کی مدد سے آپ کے شہد اور دودھ کو استعمال کیا اور ہر ایک کتاب مرزا قادیانی کی اور اکثر ان کی جماعت کی بھی پڑھیں اور خوب پڑھیں۔ دوستوں اور علماء کے ڈرانے سے نہ ڈرا۔ مگر میں بڑے افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ ان کی صداقت بعض ان خیالات میں جو اسلامی دنیا میں بالکل نئے طرز کے ہیں۔ میرے دل پر انہیں درجہ تک مؤثر نہ ہوسکی کہ میں بھی مرزا قادیانی کے خالص مریدوں میں شامل ہونے کو فخر سمجھتا۔ ہاں اگر اس قول کے کچھ بھی معنی ہوسکتے ہیں کہ جس سے تو نے ایک حرف بھی سیکھا ہے وہ تیرا مولیٰ ہے۔ تو مرزا قادیانی تو ایک طرف رہے۔ بندہ کے آپ بھی مولیٰ ہیں۔ اب میری ملازمت تیس

سال پوری ہو چکی ہے۔ اگر میرے لواحقین کے گزارے کا معقول بندوبست اللہ تعالیٰ نے کردیا تو آپ لوگوں میں آنا میرے واسطے آسان ہو جائے گا۔ دس امور متنازعہ آپ کے منہاج کے جن کی بابت بندہ کو کافی اطمینان نہیں ہوا۔ بطور نمونہ ذیل میں درج کرتا ہوں اور گزارش ہے کہ ہرایک امر مندرجہ کا جواب تحریر فرمادیں۔ جو کافی بھی ہو اور مختصر بھی۔ کوئی استدلال آیت اور صحیح حدیث یا تاویل مسلمہ اہل سنت و جماعت اور واقعات یا عقل کے خلاف نہ ہو۔ اس کام کا اللہ تعالیٰ آپ کو اجر دے گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کے مدلل بیان سے میں اور میرے اکثر بھائی جو میرے ہم خیال ہیں۔ ان شبہات وشکوک سے نجات پاویں اور آپ کی سعی موجب ثواب دارین ہو۔

۱...... مجدد اسلام

نبوت بے شک ختم ہو چکی ہے۔ مگر دوسرا سلسلہ بعد وفات آنحضرتﷺ ہمیشہ سے ہر صدی میں قائم ہے۔ مگر کسی مجدد اسلام نے اپنے مجدد ہونے کی نسبت نبوت کی طرح اس سے پہلے اعلان عام نہیں دیا نہ اپنے عہدہ کی فضیلت امت محمدیہ سے منوانے کے لئے مباہلہ کی درخواست تک نوبت پہنچائی اور نہ مدعی ومخالفین کی نوبت غیر اسلامی عدالت تک پہنچی۔ جمہور علماء نے جس شخص میں مجدد کے لوازمات پورے پورے دیکھے اس کو خود بخود لقب مجدد کا دے دیا۔ اگر سلف کے مجدد مرزا قادیانی کی طرح اپنے عہدے کا گھر گھر اعلان کرتے تو آج ہم ہر صدی کے مجدد کا نام لے کر پورے تیرہ تک گن سکتے۔ مگر چونکہ بعض ظاہر ہیں اور بعض پوشیدہ۔ اسی واسطے وثوق سے آج اسلامی دنیا میں کوئی بھی نام لے کر تیرہ تک گن نہیں سکتا۔ ہر صدی میں متعدد علماء نے دین اسلام کی تائید میں کماحقہ کوشش کی۔ پس اس کثیر تعداد میں مبہم طور پر عہدہ مجدد کا مخفی رہا۔ وجہ اس اجمال کی جو قدرت کو منظور تھی یہ ہے کہ انسان جن جن امور پر تفصیلاً ایمان لانے کے واسطے مکلف ہے۔ انہی کا اعلان معرفت نبی یا رسول کے ضروری شرط ہے۔ مگر مجدد پر مجملاً ایمان لانا ہی کافی ہے۔ نبی کے وقت میں نبی کا منکر معذب ومعتوب ہے۔ مگر کسی نبی کا تابع اگر چند قرآئن سے کسی کو مجدد تسلیم نہ کرے تو نجات سے محروم نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ایسے بھی ہزاروں مسلمان ایک زمانہ میں موجود ہوتے ہیں۔ جن کو پچھلی صدی کے مجدد کی تو کلی یا جزوی اطلاع ہوتی ہے۔ مگر نئی صدی کے مجدد کا اس وقت ابھی ظہور بھی نہیں ہوتا۔ یا چند وجوہات سے باوجود ظہور کے مجدد کے تسلیم کرنے میں موانعات حائل ہو جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ایک ایسے امر مجمل کی خاطر اتنے مؤمنین کی جانیں ضائع نہیں کرتا جو خاتم النبیین کے تابع ہوں اور یہ بھی لازم امر نہیں کہ کسی مجدد کی حین حیات

میں ہی اس کے عہدہ کا نبوت کی طرف فیصلہ ہو جائے۔ ہاں اگر قرینہ سے جمہور علماء کا اتفاق ہو جائے کہ فلاں شخص مجدد ہے اور اس میں تمام یا اکثر وہ علامات بھی موجود ہوں جو مجددیت کو چاہتے ہیں تو یہ اور بھی عمدہ بات ہے۔ مگر یہ نہیں کہ تو جان نہ جان میں تیرا مہمان۔ اپنی مجددیت منوانے کے لئے اس طرح سے جدوجہد کرنا یا باقی علمائے اسلام سے ناشائستہ الفاظ سے مخاطب ہونا کسی مجدد کے واسطے اگر سلف میں بھی ضروری ہوتا تو کسی نہ کسی تصنیف سے ضرور اس بات کا پتہ لگتا۔ اگر مرزا قادیانی کی کل تصانیف کی تشخیص کی جائے تو اس میں اسلام کی خالص حمایت ایک چہارم حصہ بھی مشکل نکلے گی۔ باقی تین حصوں میں ان کے نئے خیالات اور دعویٰ کے متعلق بحث وتائید ہے۔ اگر اس قدر بھی اسلام کی حمایت میں اپنا قلم نہ اٹھاتے تو اسلامی گروہ سے بہت ہی کم مرید بنتے۔ کہیں تو گورنمنٹ پر انگریزی تراجم کے ذریعہ سے یہ ظاہر کررہے ہیں کہ کل وہ علمائے محمدی غلطی پر ہیں۔ جنہوں نے خونی مہدی کو مانا ہوا ہے۔ صرف میں ہی وہ شخص ہوں جس نے ایسے فرقہ کی بنیاد ڈالی ہے۔ جس کا یہ عقیدہ نہیں۔ کہیں گورنمنٹ پر اپنے خاندان کے خدمات روشن کر رہے ہیں۔ کہیں گورنمنٹ کو یہ جتلا رہے ہیں کہ میں نے اپنے خرچ سے ہزاروں کتب اور رسالے اس خونی مہدی کے فاسد عقیدہ کی بیخ کنی کے واسطے اسلامی ممالک میں بھیجے ہیں۔ جب ہم مرزا قادیانی کی اس قسم کی کارروائی دیکھتے ہیں تو تعجب آتا ہے کہ یا اللہ سلف میں بھی کسی خالص برگزیدہ نے حکام وقت کو اپنی خدمات خاص اللہ کے کام میں جتلائی ہیں تو اس وقت بے ساختہ یہ سوال منہ پر آجاتا ہے کہ آیا اللہ سے اجر پانے کے لئے مرزا قادیانی یہ اسلامی خدمت بجالا رہے ہیں۔ یا گورنمنٹ کے ہاں اپنا ذاتی اعتبار قائم کررہے ہیں۔ جس سے آئندہ کی پیری مریدی کے سلسلے پر گورنمنٹ بدظن نہ ہو جائے۔ جیسا کہ نیا فرقہ قائم کرنے سے اس کے بانی پر گورنمنٹ کا بدظن ہونا ممکن ہے۔ گورنمنٹ کے احتمالی مواخذے سے مذکورہ ذریعے سے خلاصی پاکر اب دین اسلام میں جہاں جہاں گنجائش دیکھی وہاں نئے نئے خیالات بھرتی کر کے اپنی تاویلوں اور تحریروں سے بہت درجہ تک کامیابی حاصل کر لی۔ اسلامی امام اور مجدد کی حیثیت سے یورپ کے بادشاہوں کی طرف دعوت اسلام پر رجسٹری شدہ مراسلات بھی ارسال کر دیئے۔ مگر نزدیک کے مقامی حکام کو ان مراسلات کا بھیجنا قرین مصلحت نہ سمجھا کہ آخر انہی سے نباہ ہے۔ کہیں بنی بنائی پڑی بھی نہ اکھڑ جائے۔ اگر مقامی حکام کو بھیجا تو کیا بھیجا۔ انگریزی پمفلٹ جن میں علمائے اسلام پر بدظنی اور مرزا قادیانی پر حسن ظنی پیدا ہونے کا مصالح بھرا پڑا تھا۔ مرزا قادیانی اطمینان فرماویں کہ اہل

اسلام نے جس مہدی کو مانا ہوا ہے وہ ہندوستان یا زیر حکومت برطانیہ انگریزی رعایا سے نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ ضروری ہے کہ جس طرح خاتم نبوت جزیرہ نما عرب میں پیدا ہوئے۔ اسی طرح خاتم ولایت بھی جو ان کا ظل ہے اسی جزیرہ نما میں اپنا ظہور کرے۔ نہیں معلوم کب ہوگا اور اس کا گورنمنٹ کو کیا خدشہ ہے اور نہیں معلوم مرزا قادیانی اس مسئلے سے ناحق خونی مہدی کا نتیجہ نکال کر اپنی کون سی خاص ذاتی غرض پورا کرنے پر آمادہ ہیں۔ مسلمانوں کے مہدی آپ اطمینان فرمائیں۔ ایسے نہیں ہوں گے کہ ظالم خونی کی طرح کسی قوم سے بلا چھیڑے خود بخود جا کر لڑائی شروع کر دیں گے۔ بلکہ ہاشمی ہوں گے اور اپنے ملک کی حفاظت میں بشرط ضرورت امداد دیں گے اور یہ محض ایک پیشین گوئی ہے۔ جس کا ظہور نہیں معلوم کس زمانے میں ہوگا۔ اب مرزا قادیانی کی تصانیف اور امامت سے غیر مذاہب کے لوگوں نے کہاں تک اسلام کی طرف رجوع کیا۔ یہ ایسا سوال ہے کہ جس کا جواب قریب قریب صفر کے ہوتا ہے۔ لور پول میں اور امریکہ میں سلف کی اسلامی تصانیف کے یمن و برکت سے ہی اسلام نے اپنا ظہور کیا۔ ہندوستان میں بھی مرزا قادیانی سے پہلے جو کچھ علماء کی تصانیف اور وعظ سے غیر قوموں میں اثر ہوا۔ اس کا ہزاروں حصہ بھی مرزا قادیانی کے طفیل ڈھونڈنا بے فائدہ ہے۔ جس قدر اور جو جو تصانیف اسلام کی صداقت اور اسرار میں اور غیر مذاہب ونصاریٰ کے جواب میں اسلامی ممالک اور ہندوستان کے علماء نے تصنیف کی ہیں۔ مرزا قادیانی کی قلم میں وہ ڈھونڈنا بے جا ہے۔ اسلامی ممالک میں امام غزالیؒ اور ہندوستان میں شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ کی تصانیف مشت نمانہ خروار پر ہی غور کیا جائے تو اس امر کی راستی کا کچھ پتہ مل سکتا ہے۔ امہات المومنینؓ جس سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کے برخلاف شاید ہی کوئی گندی کتاب شائع ہوئی ہوگی۔ مرزا قادیانی کے دردولت پر بہت عرصہ جواب کا تقاضا کرتی رہی۔ مگر ان کو جواب کی جرأت نہ پڑی۔ حالانکہ صلیب توڑنے کے مدعی بھی ہیں۔ آخر علمائے اسلام نے ہی اس کے متعدد جواب الگ الگ دیئے اور ہزاروں دلوں کو ٹھنڈا کیا۔ قرآن کا ترجمہ اردو موجودہ زمانے کی ضرورت کے واسطے کافی نہ رہا تھا۔ اس ضرورت کو بھی حافظ نذیر احمد صاحب ایل۔ ایل۔ بی ہی نے پورا کیا۔ اسلامی خدمات یوں ہوا کرتی ہیں۔ انگریزی تراجم کے ذریعے علمائے اسلام پر گورنمنٹ کو بدظن کرانا خدمت اسلام نہیں ہوتی۔ اسلامی علوم اور معارف کی عربی زبان میں سینکڑوں تصانیف اس قسم کی ہیں کہ اگر مرزا قادیانی اور ان کی جماعت ان کا ترجمہ کر کے اہل ہند کو نفع پہنچائے۔ جب بھی ایک بات ہو، قاضی محمد سلیمان صاحب وکیل ریاست

پٹیالہ کی تائید الاسلام کے ہر دو حصوں کا جواب اب تک ان کی جماعت سے کوئی نہیں دے سکا اور نہ ہرگز امید ہے کہ کوئی معقول جواب اس کا دے سکیں۔ بلکہ ایسی کتاب کو دیکھنا بھی فضول سمجھتے ہیں۔ شمس الہدایت کا جواب جوامروہی صاحب نے دیا ہے۔ اس میں شائستگی کو بالائے طاق رکھ کر کام لیا ہے۔ ایسے روکھے اور بے تہذیب جواب کوئی نیک نتیجہ پیدا نہیں کرتے۔ مرزا قادیانی نے بحیثیت مجدد کے اسلام کو تازہ نہیں کیا۔ بلکہ آیات اور احادیث کی نرالی تاویلات سے گویا یہ جتلا دیا ہے کہ تیرہ سو برس سے بعض مسائل میں کل علمائے اسلام نے سخت غلطی کھائی ہے اور کھا رہے ہیں اور ان کا اجماع کورانہ ہے۔ صرف ہم پر ہی بعض اسلامی اسرار کا الہام ہوا ہے۔ جس سے سلف کے کل مسلمان محروم رہے۔ حالانکہ بموجب صحیح حدیث علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل علمائے راسخون امت محمدیہ کے بنی اسرائیل کے انبیاء کی مثیل ثابت ہے۔

۲...... امام اسلام

جس امامت کے تسلیم نہ کرنے پر صحیح حدیثوں کے رو سے جاہلیت کی موت نصیب ہوتی ہے وہ امامت تو محض اسلامی ممالک کی امامت ہے۔ جس کو ان ہی حدیثوں میں امارت کے لفظ سے بھی بیان کیا گیا ہے اور قرآن کے بموجب بھی ایسا امام اولوا الامر منکم میں داخل ہے۔ بے شک ایسے امام سے گو وہ گنہگار ہی کیوں نہ ہو منحرف ہونا اسلامی ریاست میں موجب فساد اور فتنے کا ہے۔ مرزا قادیانی کی اس امامت والی حدیث سے اکثر ایسے اشخاص کو جن کو حدیث کے علم سے واقفیت نہیں سخت غلط فہمی ہوئی ہے۔ دوسری وہ امامت ہے جو دینی علم اور فضیلت کے لحاظ سے جمہور اہل اسلام نے بعض اسلامی برگزیدوں کے واسطے جائز رکھی ہے اور بعض ایسے برگزیدوں کی حین حیات میں بعض کی بعد ان کی وفات کے تقلید اور متابعت کو موجب ترقی درجات سمجھا۔ مثلاً امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ وغیرہم۔ لیکن یہ کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوتا کہ ان میں سے کسی نے بھی اپنے منہ سے اپنے آپ کو امام کہا ہو یا اپنے عہدہ کی فضیلت منوانے کے لئے اپنی قوم سے مرزا قادیانی کی طرح قلمی ہاتھا پائی کی ہو یا مرزا قادیانی کی طرح کل اسلامی دنیا کے علماء اور اولیائے موجودہ سے اس امر کا جھگڑا کیا ہو کہ تم لوگ میری متابعت سے اگر انکار کرو گے تو انوار و برکات سے محروم ہو جاؤ گے اور یہ بھی کسی سلف کے دینی امام نے نہیں کہا کہ اس زمانہ کے کل برکات ہمارے ہی طفیل ہیں اور نہ بلعم کی نظیر پیش کر کے بیعت سے انکار کرنے والوں کو راندۂ درگاہ الٰہی ہو جانے کی دھمکی دی۔ اس قسم کی حقیقی امامت کا محض نبی یا رسول ہی مستحق ہے اور

اس کی بیعت کا انکاری محل خطر میں ہے۔ مگر خالص دینی امام جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے نبی کے خود تابع ہوتا ہے اور نبی کے تابعین پر ہرگز یہ حجت نہیں کرسکتا کہ بلا میری بیعت کے تم اسلام سے کٹ جاؤ گے۔ آئمہ اربعہ نے اسی واسطے یہ کہہ دیا کہ جو قول ہمارا کتاب اور سنت کے برخلاف پاؤ اس کو ہرگز قبول نہ کرو۔ ان میں سے تو اکثر ایسے ہیں کہ ان کی وفات کے بعد ہی بوجہ خاص علامات کے لقب امام کا جمہور اسلام نے دے دیا۔ اس قسم کی امامت کا تسلیم کرنا جمہور اہل اسلام کے ہاتھ ہے اور بے شک عوام کو تقلید کے بغیر کچھ چارہ نہیں۔ ان کے لئے وہی امام ہے جس کی امامت فی الدین پر امت کا اجماع ہو اور یہ بھی ضروری نہیں کہ مجدد کی طرح ہر صدی میں دینی امام بھی پیدا ہو جائے اور یوں بھی واقع ہوا ہے کہ ایک ہی زمانہ میں ایک سے زیادہ بھی اس قسم کے امام پیدا ہو گئے ہیں۔ ہاں حسب عقائد شیعہ اگر یہ کوئی ایسا عہدہ ہے۔ جس کا اعلان نبوت کی طرح ضروری ہے اور جس کا عدم تسلیم ایک نبی کے تابع کو معذب و معتوب بناتا ہے تو کسی آیت یا صحیح حدیث سے اس کا ثبوت پیش کرنا چاہئے۔ ورنہ گھر کی تاویلات اور دلائل سے سلف کی محکم بنیاد نہیں ہل سکتی۔ خلفاء راشدین کے بعد بھی دینی خلافت یا امامت جب اسلامی ریاست میں بھی پورے طور پر جلوہ گر نہیں تو ہندوستان جیسے غیر اسلامی ملک میں تو بالکل محالات سے ہے۔ ہاں البتہ کسی مسلمان کا علم، زہد، تقویٰ، اگر کمال کو پہنچ جائے تو جمہور اہل اسلام کو وہ بلا اکراہ و بلا کوشش مدعی (جیسے کہ ہمیشہ سنت اللہ جاری ہے) اپنی طرف کھینچنے اور امام قبول کرانے کی خود بخود قابلیت رکھتا ہے۔ پس جب مسلمان ایسے شخص کو ہر زمانے میں اپنا امام اور پیشوا تسلیم کرتے آئے ہیں تو از خود در پے ہو کر کسی کا اپنے تائیں امام منوانا کمال فخر اور خود فروشی کو ظاہر کرتا ہے۔

۳...... وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام

مرزا قادیانی کو جب اپنا مدعا ثابت کرنے کا وقت پیش آ جاوے تو مجذوبوں کے الہام اناجیل اور ضعیف احادیث اور اعداد جمل تک سے بھی بڑے وثوق کے ساتھ تمسک کر لیتے ہیں اور عجیب و غریب تاویلات سے کام نکالنے کی سعی کرتے ہیں۔ مگر جب دیکھتے ہیں کہ بعض آیات و صحیح احادیث ہمارے مدعا کے خلاف ہیں تو ان کے بیچ میں سے نہ صرف جملوں کے جملے اڑا جاتے ہیں۔ بلکہ اپنی طرف سے زائد جملے بھی ترجمہ میں ناحق داخل کر دیتے ہیں اور تاویل سے عاجز آ کر صحیح احادیث تک بھی قبول نہیں کرتے اور اگر کچھ حصہ بھی حدیث کا ان کے حق میں مفید بنتا نظر آ سکے تو اس کو اپنے مطلب کے موافق بنا لیتے ہیں۔ خواہ اس کا باقی حصہ ان کے دعویٰ اور مطلب

کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اور ایسے موقع پر لاچار ہو کر (امت کا کورانہ اجماع) بول لیتے ہیں۔ حالانکہ بحوالہ صحیح مسلم امت محمدیہ کا اجماع غلطی پر ناممکن ہے۔ مرزا قادیانی کے نزدیک بعد قرآن مجید کے صحیح بخاری سے زیادہ تر کوئی کتاب معتبر نہیں۔ انہوں نے باب نزول مسیح مقرر کیا ہے۔ جس کی سالم حدیث کا ترجمہ بحذف اسمائے راویاں خطوط ہلالی میں یہاں لکھا جاتا ہے۔ مگر افسوس مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ مخالفین کے واسطے ہرگز ممکن نہیں کہ اپنے خیالات کی تائید میں صحیح بخاری سے بابت حیات ونزول مسیح کوئی بھی حدیث پیش کر سکیں اور یہ بھی قابل افسوس ہے کہ مرزا قادیانی دیدہ ودانستہ اس حدیث کا آخری حصہ چھپانا چاہتے ہیں۔ ترجمہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی مجھ کو قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بے شک عنقریب ہے کہ ابن مریم علیہ السلام تم میں حاکم عادل ہو کر اتریں گے۔ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے۔ جزیہ موقوف کریں گے۔ مال کی کثرت یہاں تک ہوگی کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ دنیا اور دنیا بھر کے مال ومتاع سے صرف ایک سجدہ اچھا معلوم ہوگا۔) اس کے بعد ابو ہریرہؓ نے کہا۔ اگر تم اس پر دلیل قرآنی بھی چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو ”وان من اهل الكتب الا ليؤ منن به قبل موته (بخاری ج۱ ص۴۹۰، باب نزول عيسىٰ بن مريم عليه السلام)“ اب دیکھئے آنحضرت ﷺ کا بیان، امام بخاری کا مذہب، ایک صحابی کا مذہب، قرآن کی آیت کی تفسیر، حیات ونزول مسیح علیہ السلام کے بارے میں ایک ہی حدیث سے بخوبی ثابت ہے۔ تفسیر ابن عباسؓ میں بھی موتہ سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کی موت ہے اور یہی مذہب ابی بن کعبؓ نے اختیار کیا۔ امام جلال الدین سیوطیؒ بھی جن کی نسبت مرزا صاحب کو اقرار ہے کہ کشفی طور پر آنحضرت ﷺ سے احادیث کو صحیح کر لیتے تھے۔ (ازالہ ص۱۵۱، خزائن ج۳ ص۱۷۷)

اپنی تفسیر اکلیل میں اسی طرح لکھتے ہیں۔ تفاسیر زخرف، کبیر کشاف، معالم، بیضاوی میں ”وانه لعلم الساعة“ کے ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے اور ان کی حیات ونزول کو ثابت کرتی ہے۔ بعد اس قدر اجماع ثقات کے جس میں دو صحابی کا مذہب بھی گواہ ہے۔ کسی اور تابعی وغیرہ کے قول کو ترجیح دینا صریح ظلم ہے۔ اب جس طرح پر ہم نے حیات ونزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو ثابت کیا ہے۔ اس کے بالمقابل آپ بھی کم از کم دو صحابی اور پانچ مفسرین کا نام بتلا دیں۔ جنہوں نے آیت وصحیح حدیث کے رو سے خاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فوت ہو چکنے پر استدلال کیا ہو اور یہ بھی واضح ہو کہ سوائے بخاری کے بہت سی صحیح احادیث ایسی

بھی موجود ہیں۔ جن سے حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام نصف النہار کی طرح ثابت ہورہا ہے اور یہ احادیث بوجہ طوالت یہاں درج نہیں کی گئیں۔ اگر محض صحیح بخاری پر ہی سرمایہ شریعت محمدی کا دارومدار ہے تو پھر سینکڑوں مسائل شرعی کے استدلال کا دروازہ مسدود ہو جاتا ہے اور جو سعی بلیغ اکابرین دین نے باقی صحیح احادیث کی فراہمی میں کی ہے اور جس سے سینکڑوں مسائل شرعی کا دروازہ کھل گیا ہے بیکار ہو جاتی ہے۔ امام بخاری اپنی کتاب صحیح بخاری کے دیباچہ میں خود اقرار کرتے ہیں کہ (میں نے ایک لاکھ صحیح حدیث اور دو لاکھ غیر صحیح حدیث کو حفظ کیا) مگر مقام غور ہے کہ ان کی کتاب میں ایک لاکھ صحیح حدیثوں میں سے تین ہزار سے زیادہ مندرج نہیں۔ مرزا قادیانی قرآن مجید میں الفاظِ کی تقدیم وتاخیر کو الحاد سمجھتے ہیں۔ حالانکہ معنوی (نہ کہ لفظی) تقدیم وتاخیر کو ابن عباسؓ جیسے صحابی ورئیس المفسرین نے بعض مواقع پر قرآن میں جائز رکھا ہے۔ قتادہؒ بھی اس امر میں ان کے ہم مذہب ہیں۔ اب مرزا قادیانی ایک ہی شخص کے مذہب کو قبول بھی کرتے ہیں اور انکار بھی پس استدلال کے وقت ان کا کوئی اصول یا قاعدہ کلیہ نظر نہیں آتا۔ امام بخاری کی مذکورہ حدیث کے رو سے جو علامات نزول مسیح بن مریم علیہ السلام سمجھے جاتے ہیں۔ وہ مرزا قادیانی کے زمانہ پر کسی طرح بھی منطبق نہیں ہوسکتیں۔ صرف مال ہی کی کثرت کو مشت نمونہ از خروار لے لو کہ مال اس کثرت سے ہوگا کہ اسے قبول کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ مرزا قادیانی تو دعاء کرنے کے واسطے بھی ڈاکٹر کی طرح فیس چارج کرتے ہیں۔ اپنے منارہ اور مدرسہ کے واسطے روپیہ کی ضرورت کا اعلان دیتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں کہ نزول مسیح علیہ السلام کا زمانہ یہی ہے۔ ان کی تاویل یہ ہے کہ مال سے معارف دین مراد ہیں۔ اب نہ کسی لغت کی کتاب سے یہ معنی نکلتے ہیں نہ کسی کتاب میں سلف سے خلف تک مال کی تاویل ان معنوں میں دیکھی گئی ہے۔ نہ عرب کے محاورہ میں اس کا ثبوت ہے خیر بفرض محال اگر مال سے معارف دین کی مراد لی جائے تو اس وقت بھی ہزاروں مسلمان علم دین کی طلب میں اسلامی دنیا میں کوشاں اور ساعی نظر آتے ہیں۔ اس تاویل سے بھی کام نہ نکلا۔ اگر مال سے مرزا قادیانی کے نئے خیالات کے معارف مراد ہوں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے خالص مرید پیاسی روح کی طرح ان کو لیتے ہیں۔ اس طریق سے بھی مطلب حاصل نہ ہوا۔ غرض کہ ہزاروں تاویلیں کریں۔ ان کا مقصود ہرگز پورا نہیں ہوسکتا۔ اگر اسی طرح آیات اور حدیثوں میں تاویل کی گنجائش ہوا کرے تو بعد وفات آنحضرت ﷺ تیرہ سو برس سے ب تک مرزا قادیانی جیسے مجدد مہربان اسلام کو کچھ کا کچھ بنا دیتے اور اللہ تعالیٰ اور شارع کا مدعا ایسا

مبہم کر دیتے ہیں۔ جیسا اب بھی بعض وحدت الوجود کے قائل کہتے ہیں کہ نماز سے مراد یاد اللہ ہے۔ خواہ کسی طریق پر ہو اور طہارت سے مراد دل کی فائی ہے۔ ظاہر کی ناپاکی اس کو مکدر نہیں کر سکتی یا واللہ میں مردار کھانا بھی شہد وشکر کی طرح ہے اور بھی اس طرح کی سینکڑوں تاویلیں کرتے ہیں۔ مگر ہزار ہا شکر اس پاک ذات کو سزاوار ہے۔ جس نے اس دین کو اب تک اپنی حفاظت کے سایہ میں محفوظ رکھا اور علمائے راسخین نے ہر زمانے میں غلط پٹڑی پر چلنے والے کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی کسوٹی سے ایسا پرکھا جیسا صراف طلاء کو پرکھتا ہے اور ان کی پیروی سے بصیرت والا گروہ سلامت رہا۔ ایلیا نبی کے قصہ مندرجہ انجیل پر مرزا قادیانی کا بڑا تمسک ہے۔ اب جس انجیل کی رو سے حضرت ایلیاء کے دوبارہ آسمان سے آنے کو حضرت مسیح نے بروزی طور پر یوحنا نبی میں بتلایا۔ اسی انجیل کے رو سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یوحنا نے بروزی ایلیا ہونے سے صاف انکار کیا۔ اب کیا حضرت مسیح جھوٹے تھے۔ یا حضرت ایلیا۔ دونوں نبی سچے تھے۔ قصہ محض الحاقی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر مرزا قادیانی کا ایک اور عجیب استدلال یہ ہے کہ نسخہ مرہم عیسیٰ کا یہودیوں، عیسائیوں اور مجوسیوں کی ہزار ہا طب کی کتب مین درج ہے اور یہ مرہم عیسیٰ علیہ السلام کے زخموں اور ضربوں کے واسطے بنائی گئی تھی۔ پھر یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ کس کو معلوم تھا کہ مرہم عیسیٰ کا نسخہ صد ہا طبی کتابوں میں لکھا ہوا پیدا ہو جائے گا۔ اب پہلے بیان میں نسخہ کا عام ہونا اور دوسرے بیان میں نسخہ کا اپنے وقت میں پیدا ہونا نہیں معلوم کیا فصاحت اور لطف اپنے اندر رکھتا ہے؟ بہرصورت جن یہودیوں کی کتابوں میں یہ نسخہ اور یہ وجہ درج ہے ان کے اور ان کے مصنفوں کے ناموں اور عبارتوں کی نقل فرمادیتے تاکہ یہود کے قول ''انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم (نساء:۱۵۷)'' کا کذب انہی کی مسلمہ تصانیف سے بخوبی ظاہر ہو جاتا۔ مقام غور ہے کہ اللہ تعالیٰ تو یہودیوں کا یہ عقیدہ ظاہر فرماتا ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے مدعی ہیں اور مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ یہودی اطباء اس نسخہ کی بابت لکھتے ہیں کہ وہ زندہ صلیب سے بچ گئے اور یہ نسخہ اس وقت بنایا گیا تھا۔ اب کس کی شہادت کو معتبر خیال کیا جائے۔ آیا اللہ تعالیٰ کی شہادت کو یا مرزا صاحب کی تحریر کو؟ عیسائیوں کی جن کتابوں میں یہ نسخہ اور وجہ تحریر ہے۔ ان کے اور ان کے مصنفوں کے ناموں اور عبارتوں کی نقل ضروری تھی۔ کیونکہ اس سے کفارہ کے مسئلہ کو خوب شکست ملتی۔ یہی امر بھی مرزا قادیانی نے ذہن نشین کیا کہ جب ہر ایک عیسائی کفارہ کا قائل ہے تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ کوئی مصنف دین عیسوی کا معتقد ہو کہ ایسی وجہ لکھ سکتا تھا۔ جس سے اس کے عقیدہ

کی تکذیب لازم آتی ہو۔ ایک اور قباحت یہاں یہ بھی پیدا ہو رہی ہے کہ اگر بقول مرزا قادیانی یہ تسلیم کیا جائے کہ مسیح علیہ السلام صلیب سے زندہ تو بچ گئے۔ مگر ان کو چوٹیں اور زخم صلیب پر ضرور پہنچے تھے۔ جو اس مرہم سے درست ہو گئے تھے تو معاذ اللہ قرآن کریم کی بھی تکذیب ساتھ ہی لازم آتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے ''وما قتلوہ وما صلبوہ (نساء:۱۵۷)'' ﴿یعنی یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا نہ صلیب پر چڑھایا تا آخر۔﴾

اب بقول مرزا قادیانی اگر یہود کا اس قدر کامیاب ہونا بھی تسلیم کر لیا جائے کہ گو قتل تو نہیں کیا مگر صلیب پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زخم اور چوٹیں تو ضرور لگا دیں تھیں۔ تو ایک نبی اللہ کی کافی بے عزتی اور ذلت ثابت ہو سکتی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں ''انی متوفیک ورافعک الیّ (آل عمران:۵۵)'' کا وعدہ فرماتا ہے۔ پس مرزا قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کو جو رفعت کا وعدہ رحمانی تکلیف کے وقت ملا تھا۔ اس کو ذرا بھی پورا ہونے نہیں دیتے اور گو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ٹوٹے مگر مرہم عیسیٰ کا ثبوت ضرور بہم پہنچے۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کا صلیب پر زخمی ہونا تسلیم کیا جائے تو رفعت کس چیز کا نام ہوا۔ یہ تو ایسی مثل ہے۔ جیسے ایک حاکم نے اپنے وزیر سے وعدہ کیا کہ ہم تم کو دشمنوں کے ہاتھوں سے قتل اور بے عزت ہونے ہرگز نہیں دیں گے۔ مگر خیر ٹکٹکی پر ان سے چند ضرب بید ضرور مرا دیں گے اور پھر مرہم پٹی سے اچھا بھی کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی حمایت تو جب ہی ثابت ہو کہ ان کو صلیب پر چڑھانے کی نوبت ہی نہ پہنچ سکے اور اہل سنت و جماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر مطلقاً نہیں لٹکائے گئے تھے۔

ایک اور استدلال بھی مرزا قادیانی کا وفات مسیح پر قابل ذکر ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ خاتم نبوت کو تو اللہ تعالیٰ نے بوقت ہجرت تین میل کے فاصلہ پر ایک غار میں چھپالیا اور یہودیوں سے اس قدر ڈر گیا کہ مسیح علیہ السلام کو زمین سے آسمان پر لے گیا۔ اب افسوس ہے کہ باوجود دعویٰ قرآنی معارف کے مرزا قادیانی کو اتنا بھی نہ سوجھا کہ آنحضرت ﷺ کو کسی نے گرفتار نہیں کیا تھا۔ بلکہ انہوں نے خود ہجرت کی تھی۔ حالانکہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہودیوں نے گرفتار کر کے ایک کوٹھے میں بند کر دیا تھا۔ آنحضرت ﷺ کو ایسے غار میں پناہ دینا جو کفار کا دیکھا بھالا ہوا اور ان کے اس قدر قریب تھا۔ درحقیقت رفع الی السماء سے بڑھ کر معجزہ ہے۔ ہجرت اختیاری کے واسطے زمینی پناہ اور گرفتاری اضطراری کے واسطے آسمانی پناہ دونوں اعلیٰ نشانات قدرت ہیں۔ اس

سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فوقیت ثابت کرنا بے سود ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعض امور میں خاتم النبوت سے خصوصیت ہے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں صدیقہ تھی وہ بے باپ پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے طفولیت میں کلام کیا۔ وہ مردوں کو زندہ اور اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کرتے تھے۔ اب آنحضرت ﷺ ان امور میں ایک کے بھی مصداق نہیں تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو ان پر شرف حاصل نہیں اور وہ افضل الانبیاء نہیں۔ جب مسیح علیہ السلام کی پیدائش اور طفولیت نرالی ہے تو ان کے انجام کے نرالا ہونے میں کون سا استعباد لازم آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو کون سے مانع کہ جو نشان قدرت کاملہ کا اس کو دکھلانا منظور ہو اس کے پورا کرنے سے اسے روک دے۔ اب ایسے خانہ زاد استدلالوں پر تمسک کرنا اور امت محمدیہ کے اجماعی عقیدہ کو جو پختہ بنیاد پر مبنی ہے کورانہ اجماع کہنا کیسا سراسر خلاف عقل وانصاف ہے۔ مرزا قادیانی کا وفات مسیح علیہ السلام پر دفتر سیاہ کرنے سے اسلامی دنیا کو عملی فائدہ کیا پہنچا۔ اس سے نہ اسلام کی کمزور دینی حالت کو تقویت پہنچی ہے۔ نہ دنیاوی حالت میں کچھ ترقی ہوئی ہے۔ اس مسئلہ کو اسلام میں نجات سے کیا تعلق ہے۔ تیرہ سو برس سے عام مسلمان تو ایک طرف ہے۔ ہزاروں ولی اللہ ایسے بھی فوت ہو چکے ہیں۔ جن کا عقیدہ اس مسئلہ میں مرزا قادیانی کے برخلاف تھا۔ جو کچھ علمائے سلف نے آیات اور صحیح حدیثوں سے اس مسئلہ کی بابت استدلال کیا ہے وہ مرزا قادیانی کے برخلاف ہے۔ اس لئے ہم جمہور امت کے عقیدہ کو چھوڑ کر اس نئے طرز کے مسئلہ کی طرف رجوع کرنا اپنا تضیع اوقات سمجھتے ہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ اصول نجات سے نہیں ہے۔ اس لئے ہم اس پر مجملاً ایمان لاکر اصلی اور کامل علم اس کا اللہ تعالیٰ کے حوالے کر کے صرف ان امور کی طرف آمادہ ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہتے ہیں۔ جن کے کرنے سے ہم اہل جنت میں داخل ہوں۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ مسیح موعود میں ہوں۔ اپنے دلائل اور براہین سے صلیب توڑ رہا ہوں۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود ان کے اس دعویٰ کے نصاریٰ کا دین ترقی پر ہے اور پادری لوگ مشن کے کروڑ ہا روپیہ سے جابجا مدارس اور شفا خانے کھولتے ہیں۔ وعظ، تصنیف رسالہ جات میں از حد سرگرم ہیں اور مرزا قادیانی کی جماعت میں پچاس نامور عیسائی بھی اپنے عقیدہ سے تائب ہو کر داخل نہیں ہوئے تو ہم بلاشک نتیجہ نکالتے ہیں کہ عملی طور پر کسر صلیب خاک بھی نہیں ہوئی۔ بلکہ ان کے وقت میں ہندوستان میں پادریوں نے تصانیف میں اسلام کے برخلاف سابق سے بھی زیادہ سرگرمی سے کوشش کی ہے۔ اس قسم کی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کسر صلیب تو

علمائے اسلام ہمیشہ سے کرتے رہے ہیں۔نہیں معلوم مرزا قادیانی کی اس سعی سے دین عیسوی کو کون سا عملی ضعف پہنچا۔عیسائی دنیا تو مرزا قادیانی کے اس مسئلہ پر مضحکہ اڑاتی ہے۔زیادہ تر کوشش مرزا قادیانی کی تو یہ ہے کہ حضرت مسیح کی موت کے ثبوت میں اپنا نصف سے زیادہ وقت بسر کیا اور پھر آخر کشمیر میں ان کی قبر دریافت کر کے فتح کا ڈنکا بجا کے خوش ہو بیٹھے ہیں کہ اب عیسائیوں کا مسیح ایک سوبیس برس کی عمر پا کر فوت ہو چکا اور تیرہ سو برس سے یہ مسئلہ یوں ہی لاحل پڑا رہا۔آخر ہم نے ہی اس کو الہام سے کھولا ہے۔اب بھی نصاریٰ کے رسالے تصانیف برخلاف اسلام کے یورپ اور ہندوستان میں اور دیگر ممالک میں جابجا اس قدر پھیلے پڑے ہیں کہ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت اگر ایک سو سال تک اور بھی زندہ رہے تو ان کے اثر سے دنیا کو نہیں چھوڑا سکتی۔پس اگر مرزا قادیانی کے وجود باجود کا کچھ عملی اثر ہم دیکھتے تو دلائل اور تاویلات سے کسر صلیب کا مسئلہ بھی حل ہوتے سن کر کچھ اندازہ لگا سکتے۔مگر افسوس کہ جس قدر وقت وفات مسیح کے ثبوت میں ضائع کیا ہے۔اتنا وقت اگر نصاریٰ کے رسالوں کی انگریزی اور اردو میں تردید کے بنانے اور بنوانے میں خرچ کرتے تو بہت بڑی کامیابی حاصل ہوتی۔علی ہذاالقیاس جس قدر روپیہ اور کاموں میں خرچ کیا ہے اور اب بھی کر رہے ہیں۔اگر وہی روپیہ اس مذکورہ کام میں صرف کریں اور ایسے رسالے نصاریٰ کے گھر میں مفت اور باقیمت تقسیم کریں تو جب بھی قلم کے ذریعے کسر صلیب کا راستہ کچھ طیار ہو۔

۴..... معجزہ یا خرق عادت

جب تک تو مرزا قادیانی اپنے نئے دعویٰ سے الگ رہے۔معجزے کے اسی طرح قائل رہے۔جس طرح کہ جمہور اہل اسلام۔جیسا کہ ان کی کتاب سرمہ چشم آریہ سے ظاہر ہے۔مگر جدید دعویٰ کے ساتھ ہی یک قلم معجزات کی تاویل میں سرسید صاحب کے قریب قریب ہم خیال ہوگئے۔آسمان پر رفع جسمانی بالکل غیر ممکن ہے۔آنحضرتﷺ کا معراج جسمانی نہ تھا۔مردہ ہرگز زندہ نہیں ہوسکتا۔قرآن میں جس نبی کو مار کر اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا وہ خواب کی کیفیت ہے۔ملائکہ کا وجود ہرگز میں پر نہیں آ سکتا۔(گو قرآن سے ملائکہ کا حضرت مریم، حضرت ابراہیم، حضرت لوط علیہم السلام اور صحیح حدیث سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کا آنحضرتﷺ کے پاس بصورت انسان آنا اظہر من الشمس ہے) حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات ناچیز حقیر مسمریزم اور عمل الترب کے شعبدے ہیں۔میرے ایک سوال کے جواب میں حکیم نورالدین قادیانی اخبار الحکم

میں فرماتے ہیں کہ پرندوں کی مورت بنا کر زندہ کرنے والا معجزہ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کرتے تھے ازروئے شریعت اسلام اب مکروہ اور حرام ہے اور اسی واسطے مرزا قادیانی ایسی معجزات کو ناچیز اور قابل نفرت خیال کرتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے ان سے کوڑھیوں کو تندرست اور مردودوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو زندہ کرتے تھے۔ اس کے مکروہ اور حقیر ہونے کا جواب کچھ نہیں دیا۔ سبحان اللہ! حکیم صاحب مرزا قادیانی کے پاس شریعت کے تو اس قدر مداح ہوں۔ مگر مرزا قادیانی کی تصویر اور اس کے فروخت کا اشتہار اخبار الحکم میں برملا اس پاس شریعت کی دھجیاں اڑائے۔ اللہ تو قرآن میں یہ فرمائے کہ مسیح علیہ السلام اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے تھے کوڑھیوں اور نابیناؤں کو تندرست کرتے تھے اور ان کو یہ نشانات الٰہی عطاء ہوئے تھے۔ مگر مرزا قادیانی کی رائے میں ایسے اولوالعزم نبی کے ہاتھ سے ان نشانات کا ظاہر ہونا مداری کے تماشے کی کیفیت سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس ''مسیح کو اسرائیلی مسیح پر ایک جزئی فضیلت حاصل ہے۔ کیونکہ اس کی دعوت عام ہے اور اس کی خاص تھی اور اس کو طفیلی طور پر تمام مخالف فرقوں کے اوہام دور کرنے کے واسطے ضروری طور پر وہ حکمت ومعرفت سکھلائی گئی ہے۔ جو مسیح ابن مریم کو نہیں سکھلائی تھی۔'' (ازالہ ص ۶۴۸، خزائن ج ۳ ص ۴۵۰) ''اگر یہ عاجز اس عمل (معجزات مسیح) کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے امید [illegible]۔ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔'' (ازالہ ص ۳۰۹ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۵۸) یہ مودبانہ کلمات تو مرزا قادیانی کے ایک اولوالعزم نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ہیں۔ اب آنحضرت خاتم نبوت ﷺ کی نسبت جو حسن ظنی کے الفاظ وہ استعمال کرتے ہیں۔ ان کا بھی ملاحظہ ہو۔ ''اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونے کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو...... تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔'' (ازالہ ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص [illegible])

سبحان اللہ! آنحضرت ﷺ پر حقیقت دجال وغیرہ کے عدم اظہار کو ممکن تصور کر کے اپنے لئے اس حقیقت کے انکشاف کی قابلیت ظاہر فرمائی۔ جن پر قرآن نازل ہوا اور جس کے واسطے ''الم نشرح لك صدرك'' کی خوشخبری سنائی گئی۔ جس کو معراج میں قدرت کے غیبی نشانات مشاہدہ کرا کر عین الیقین کا مرتبہ بخشا گیا۔ اس کی ذات کی نسبت مرزا قادیانی کا حسن ظن اس طرح کا ہے۔ حالانکہ ان کی محبت کا سب سے بڑھ کر دم بھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ایسے عقیدہ سے نجات بخشے۔

۵...... اباحت صلوٰۃ و درود

جس قدر مرزا قادیانی کے خیالات اور تاویلات پر حیرت آتی ہے۔ اباحت صلوٰۃ اور درود کے بارہ میں بھی وہ کچھ کم نہیں۔ اب تیرہ سو برس سے اس قدر علماء و مجددو امام اسلام گزر چکے ہیں۔ مگر تحریر اور ذکر میں کسی نے بھی صلوٰۃ کو بجز تبعیت رسول ﷺ کسی پر الگ استعمال نہیں کیا۔ مگر اس طریق پر کہ پہلے آنحضرت ﷺ پر صلوٰۃ بھیج کر بعد ان کے آل واصحاب و مومنین صالحین پر اس کلمہ کا استعمال کیا ہے۔ جیسا کہ دلائل الخیرات سے ثابت ہوتا ہے۔ مگر یہ کلمہ اکیلا آل آنحضرت ﷺ پر نہ اصحاب اور مومنین پر سلف سے خلف تک مستعمل ہوتا دیکھا گیا ہے۔ مرزا قادیانی ''ھو الذی یصلی علیکم '' والی آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ یہ کلمہ اکیلا مومنین پر بھی جائز ہوسکتا ہے۔ اب غور کا مقام ہے کہ یہ خاص معردہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ جس کو وہ بحیثیت رحمٰن ہونے کے اپنی بندوں کی تسلی کے واسطے فرماتا ہے۔ اگر اس سے ہر ایک مسلمان فرداً فرداً ایک دوسرے پر اس کلمے کا جواز سمجھتا تو کیا تیرہ سو برس سے اس قسم کا استدلال مخفی رہ سکتا تھا اور کیا اس قدر عرصہ سے اسلامی دنیا میں ایک بھی اس علیت کا پیدا نہ ہوسکتا۔ جو آیت مذکورہ سے اس کی اباحت پر استدلال کر کے بلا اول آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کی دوسروں کے حق میں اکیلا اس کلمے کا استعمال کرنا روا رکھ سکتا۔ حقیقت میں اس کلمہ کے کہنے کا مجاز وہی ہوسکتا ہے جو از روئے رحمانیت یا تو اس کا خود لائق ہے یا جواز روئے اقتدار مطلق۔ جس کے واسطے اور جس طریق پر چاہیے تجویز کرے اور کرادے۔ اللہ تعالیٰ کو کون منع کرسکتا ہے کہ وہ جس پر چاہے درود بھیجے اور بھجوائے۔ مگر بندوں میں وہ کون ایسا دلیر ہے۔ جو بلا اجازت اس صلوٰۃ خداوندی کو جہاں چاہئے تجویز کیا کرے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کلمہ اس کی رحمت کی خوشخبری کا ہے اور بندوں کی طرف سے یہ کلمہ دعاء کا ہے۔ مگر برمحل مذکور، علیحدہ مومنین کو آپس میں دعاء وعافیت کے اظہار کے واسطے اور کلمات کی استعمال کی اجازت ہے۔ اب جب امت میں صحابہ تک کو بھی اس کلمے کا الگ استحقاق حاصل نہ ہوا اور کسی نے اس کو استعمال بھی نہ کیا تو دوسرے کے واسطے اکیلا اس کو مدعی بننا اسلامی عصمیت پر حملہ کرنا ہے۔

۶...... اباحت تصویر

جہاں تک اسلام کی گہری نگاہ خلق اللہ کی بھلائی میں پہنچی ہے...... اور جہاں تک اسلام نے اپنے پیرووں کی بت پرستی سے بچنے کا انتظام کیا ہے اور جہاں تک گذشتہ ازمنہ میں دیگر قوموں کے خداپرستی کے بعد بت پرستی میں پڑنے کی اسلام کو سوجھی ہے۔ اس کی نظیر کہیں بھی ڈھونڈنا بے

فائدہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے شجر بیعت کو صرف اس خاطر اکھڑوا دیا تھا کہ لوگ اس جگہ کی عزت کرنے کے واسطے وہاں جمع ہوکر جلسہ کرنے لگ پڑے تھے۔ شارع مقدس نے قبر تک بوسہ لینے کے خواہ وہ کیسی ہی متبرک اور ولی کی کیوں نہ ہو اور کسی سے اپنی تعظیم کھڑے ہوکر کروانا ناجائز قرار دے دیا۔ جاندار کی تصویر کا بنانا یا گھر میں رکھنا مطلق منع کر دیا۔ مگر ہو سر کٹی یا دھڑ کٹی ہوئی ہو یا جہاں پاؤں کے نیچے یا فرش یا پائیدان پر چھپی جاوے تو بکراہت اس کی اجازت دے دی۔ اب اس کے بعد کسی عذر یا بہانہ سے جاندار کی تصویر کی اباحت کو قائم کرنا اس اسلام کی نقد صداقت پر حملہ اور دلیری کرنا ہے۔ جو تیرہ سو برس سے برابر محفوظ ہے۔ اس کی اباحت کے واسطے سلف کے انبیاء کے افعال اور شریعت کا حوالہ دینا گویا اس اسلامی شریعت پر جو کل سابقہ شریعتوں کی ناسخ ہے۔ صریح ظلم کرنا ہے اور اپنے سادہ لوح مریدوں کو رومن کیتھلک کے منہاج کے واسطے تیار کرنا ہے۔

اس مسئلہ میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ میں نے محض نیک نیتی سے اپنی تصویر بنوائی ہے۔ تاکہ اہل یورپ قیافہ سے میرے صادق یا کاذب ہونے کو پرکھیں سبحان اللہ معارف دانی ہو تو ایسی ہو کہ نیک نیتی کے ساتھ ممنوع یا غیر مشروع فعل کے ارتکاب کو جائز قرار دیا جائے۔

کیا چوری اس نیت سے جائز ہوسکتی ہے کہ اس روپیہ سے مسجد بنوائی جاوے۔ اسلام کی ممنوع چیزیں نیک نیتی کے لحاظ سے ہرگز جائز نہیں ہوسکتیں۔ حرام میں اللہ تعالیٰ نے کوئی برکت نہیں رکھی۔ میرے ایک واقف نمازی مسلمان عہدہ دار کے پاس اپنے مرشد کی تصویر تھی۔ وہ صبح کو بلا اس کے دیکھنے اور سلام کرنے کے کسی کام کو ہاتھ نہ لگاتے تھے۔ جب ان سے کبھی اس بات کا ذکر ہوتا کہ اسلام میں یہ کام جائز نہیں ہے۔ تو اکثر یوں کہہ دیا کرتے تھے کہ تصوف کے گہرے اسرار کو تم کیا جانو۔ بعد وفات مرزا قادیانی ان کے مرید اپنے مرشد کی تصویر دیکھنا ہی بس غنیمت سمجھیں گے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان کے مرید اپنے مرشد کے فوٹو کو اب بھی شاید کس نگاہ سے دیکھتے ہوں گے۔ اسلام نے پیر پرستی، قبر پرستی، بت پرستی تینوں کو اپنے دائرہ سے ایسا خارج کیا ہے۔ جیسا اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اپنی حضوری سے۔ اب دیکھئے اگر اسلام کے اقوال میں کچھ بھی صداقت ہے تو یہ اباحت مرزا قادیانی کے گروہ کو کیا تماشا دکھاتی ہے۔ معمولی لوگوں کی تصاویر جن سے ہم کو اس قدر گہرا تعلق نہیں ہوتا یا جیسی ڈکشنریوں میں ہوتی ہیں۔ جن کو ہم چنداں وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ اس قدر بت پرستی کی طرف ہم کو دھکیل کر لے جانے کی قابلیت نہیں رکھتیں۔ جس قدر کہ پیشوائے دین کی تصویر میں خطرہ اور احتمال ہے۔ مولوی نور الدین قادیانی میرے ایک سوال کے جواب میں اخبار الحکم میں فرماتے ہیں کہ فوٹو کی جاندار تصویر کا کیا

مضائقہ ہے۔آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر عکسی تصویر حرام ہے تو کیا آپ نے آئینہ دیکھنا چھوڑ دیا ہے۔اب مسلمان بھائی ایمان اور علم کی بصیرت سے انصاف کریں کہ مولوی صاحب کے اس جواب سے کہاں تک اطمینان ہوسکتا ہے؟۔فوٹو کی تصویر آئینہ کے عکس سے کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتی۔فوٹو سے عکس مستقل طور پر کاغذ پر جم جاتا ہے اور بعد ازاں ہاتھ سے مصالحوں کے ذریعے اس کی کمی پوری کی جاتی ہے۔ حالانکہ آئینہ کے عکس میں یہ دونوں امور مفقود ہیں۔سبحان اللہ! مرزا قادیانی کے فیض صحبت کے اثر سے ان کے خاص الخاص مرید معارف اور اسرار دین کے موتیوں کی لڑیوں کو کس طرح پروتے ہیں اور دوسروں کو بھی اسی فیض سے قادیاں میں رنگین ہونے کے واسطے مدعو کیا جاتا ہے۔

۷...... الہام

تبلیغ رسالت کے واسطے جو الہام نبی یا رسول کو ہوتا ہے۔صرف وہی مامون ومصئون ہے۔ باقی الہاموں میں غلطی کا احتمال ہے۔جیسا کہ خود مرزا قادیانی قائل ہیں کہ الہام میں غلطی ممکن ہے۔ اب جب کہ حق سے باطل شامل ہوگیا تو الہام پایۂ اعتبار سے ساقط ہوگیا۔ خاتم رسالت نے تبلیغی الہام کا دروازہ بالکل بند کردیا ہے اور اس دین کو اماموں اور مجددوں کے الہام سے مستغنی کردیا ہے۔صادق الہام پرکھنے کے لئے کتاب اللہ اور سنت کی کسوٹی موجود ہے اور اس مسئلہ میں سلف اور خلف کا اجماع ہے۔ جناب پیر پیران شیخ عبدالقادر جیلانیؒ وقاضی ثناء اللہ صاحبؒ وابوسلیمان درانیؒ یہی فرماتے ہیں کہ الہام اور کشف پر عمل کرنا جائز ہے۔بشرطیکہ وہ کتاب سنت اجماع اور قیاس صحیح کے مخالف نہ ہو۔حضرت فاروقؓ جیسے صحابی نے جن کی رائے کے مطابق بعض آیات قرآنی کا نزول مانا گیا ہے۔آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اور صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں اور اپنی خلافت کے زمانہ میں اپنی کئی غلطیوں سے رجوع کیا۔حالانکہ وہ حضرت خاتم النبوۃ کی طرف سے محدث کا لقب پاچکے تھے۔کئی مسائل میں اوروں سے مشورہ کرتے اور دوسرے بھی ان سے بحث کرتے اور ان کا یہ کہنا کہ اگر علی کرم اللہ وجہہ نہ ہوتا تو میں ہلاک ہوجاتا۔صاف ثابت کرتا ہے جب ایسے جلیل القدر صحابی اور محدث کا یہ حال ہے تو دوسرا کون شخص ایسا دلیر ہے جو یہ کہے کہ میرا الہام غلطی سے مبرا ہے اور اگر میری نہیں مانو گے تو خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ٹھہرو گے اور تم سے ایمان سلب ہو جائے گا۔ غلطی آمیز الہام پڑے ہوا کریں۔ اسلام کا کیا حرج ہے۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ اگر میں خدا تعالیٰ سے الہام پانے کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہوں تو ہلاک کیوں نہیں ہوجاتا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔’’لو تقول علینا‘‘ جناب من جس

جھوٹے الہام پر اللہ تعالیٰ ہلاک کرنے کا وعید فرماتا ہے۔ وہ الہام نبوت وتبلیغ فی الرسالت ہے۔ اس کا دروازہ مدت سے مسدود ہو چکا ہے اور ہندوستان تو آج کل الہام کا مدعی ہونے کے لئے سب سے بہتر جگہ ہے۔ کوئی کچھ پڑا بنے، مزے کیا کرنے۔ مرزاقادیانی کا الہام پہلے تو کسی سے نہیں ڈرتا تھا۔ مگر اب بیچارہ حکام مجازی کے قانون شرائط کے ماتحت چلنے کی چال سیکھ گیا ہے اور طرفہ یہ کہ پھر بھی مرزاقادیانی یہی کہتے جاتے ہیں کہ میں تم میں حاکم عادل ہو کر مبعوث ہوا ہوں۔ ایسے الہام کا کس کو حسد ہے۔ جب مکھی پر بھی اللہ تعالیٰ الہام کر سکتا ہے تو مرزاقادیانی تو آخر انسان ہیں۔ ان پر الہام ہونے سے کیا تعجب ہے۔ حق اور باطل کو تمیز کرنے والا آخری دن بھی ضرور آئے گا۔ اس وقت سب حالات روشن ہو جائیں گے۔

۸...... گرونانک صاحب کا مسلمان ہونا

مرزاقادیانی اپنی کتاب ست بچن پوتھی میں بیان کرتے ہیں کہ نانک صاحب کے بہت شلوک قرآن کے مطابق ہیں۔ جن کا ماخذ کوئی ہندو کتاب نہیں ہوسکتی۔ ایک مسلمان ولی کی مزار کے پاس چلہ بھی کیا۔ چولا صاحب پر بھی آیات قرآنی لکھی ہیں۔ ان قرائن سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ وہ ضرور مسلمان تھے۔ اب یہ واقعہ مسلمہ ہے کہ ان کی وفات پر مسلمانوں نے کہا کہ یہ مسلمان ہے اور ہندوؤں نے اصرار کیا کہ یہ ہندو ہے۔ تجربہ اور مشاہدہ اس امر کی تائید کرتا ہے کہ مسلمان بے نماز، زانی، شرابی، قمار باز بھی فوت ہو جائے تو اہل اسلام اس کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتے۔ بلکہ مسلمان کی طرح اس کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ مگر اہل ہنود جب دیکھ لیں کہ ایک شخص مسلمانوں کی طرح مسجد میں نمازیں پڑھتا ہے اور قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو ایسے شخص کا ہندو ہونا ہرگز نہیں مانتے۔ اور نہ ہی اس کے ہندو ہونے پر اصرار کرتے ہیں۔ یہ ایک ہی واقعہ ایسا زبردست ثبوت اپنے پاس رکھتا ہے۔ کہ اس کے بالمقابل مرزاقادیانی یا بعض انگریزوں کی رائے کہ وہ مسلمان تھا کچھ وزن نہیں رکھتی۔

آپ صرف یہ ثابت کر دیں کہ جب سے ہندوستان میں اسلام نے اپنا ظہور کیا اور ہزاروں ہندو غریب بھی اور امیر بھی اور کم علم بھی اور صاحب علم بھی اسلام میں بخوشی داخل ہوئے ہیں۔ مگر کبھی کسی کی وفات پر ہندوؤں نے یہ بھی جھگڑا کیا ہے کہ یہ متوفی ہندو تھا۔ اور ہم اس کو دفن نہیں ہونے دیں گے۔ بلکہ ہندو رسم کے موافق اس کو آگ سے جلائیں گے۔ نیز یہ بھی تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ ہندو لوگ ایک معمولی کلمہ گو مسلمان کو بھی ہندو کہنا اپنے دھرم کی ہتک سمجھتے ہیں۔ پس ایسے شخص کے واسطے جو بقول مرزاقادیانی ہندو مذہب سے بالکل بیزار ہو کر

ظاہر و باطن میں ایک سچا مسلمان ہو کر با کرامت ولی کے مرتبہ تک پہنچ گیا تھا۔ اہل ہنود نے اس کی وفات پر کیا بلا وجہ ہی شور مچا دیا تھا کہ باوا نانک ہندو تھا اور ہم اس کو آگ میں جلائیں گے۔ اگر نانک صاحب نے کسی مسلمان ولی کی مزار کے پاس چلہ کیا تو کیا قباحت ہے۔ ہندو فقیروں میں بھی کئی قسم کے چلے ہوا کرتے ہیں۔ وہ محض خدا پرست موحد تھے اور صوفی منش مسلمانوں میں بے روک ٹوک بیٹھتے اور باتیں سنتے اور سناتے تھے۔ جیسا کہ اب بھی وہ ہمیشہ سے اس مشرب کے لوگوں کا وطیرہ ہے۔ چولا صاحب بھی کسی صوفی نے ان کو بطور تحفہ دے دیا ہوگا۔ چونکہ ظاہری کل مذاہب سے نانک صاحب کی نگاہ اٹھ گئی تھی۔ اس عطیہ کو بڑی خوشی سے قبول کیا اور اپنے پاس رکھا۔ ہندوستان میں اکثر مسلمان صوفی صاحب تصنیف گزرے ہیں اور ان کی تصنیف میں جابجا ہزاروں اسلامی طرز کے الفاظ بھرے پڑے ہیں جو دوسرے کو صاف بتلا دیتے ہیں کہ اس کتاب کا مصنف بے شک مسلمان ہے۔ مگر برائے خدا یہ تو بتلا دیں کہ نانک صاب کے شلوکوں میں اسلامی الفاظ سے کہاں تک کام لیا گیا ہے۔ اگر وہ کہیں ہیں بھی تو ضرورۃً جیسے بلھے شاہ صاحب کی کافیوں اور سی حرفیوں مین اہل ہنود کی طرز کے بعض الفاظ مندرج ہیں۔ جو شخص ظاہر و باطن میں مسلمان ہو گیا اس کے تمام اقوال اہل ہنود کی طرز سے رنگین ہوا کرتے ہیں۔ قرآن سے ان کے بعض اقوال کا مطابق ہونا ان کو مسلمان نہیں بنا سکتا۔ صوفیوں کی مجلس میں اکثر اقوال انہوں نے سنے اور ان میں توحید اور تصوف کی بو پائی۔ پس اپنی بولی میں بھی اسی طرح کر دیئے۔ صوفی منش شخص کے واسطے ایسا کر دینا موجب عار و شرم نہیں ہوا کرتا۔ دارشکوہ صاحب نے بھی بعض ہندو تصوف کی کتابوں کا فارسی میں اسی شوق کی بناء پر ترجمہ کیا۔ تلسی داس، بھگت کبیر وغیرہ کے شلوکوں میں بھی توحید اور تصوف کی بو آتی ہے۔ مگر ان کا طرز بیان ہندو مذاق کے الفاظ میں ہے۔ ایسے لوگ ہر ایک مذہب کے بزرگوں کا ادب کرتے ہیں اور کئی باتیں سیکھنے کے لائق ان سے سیکھتے بھی ہیں۔ میں نے بچشم خود بہت سے ایسے ہندو دیکھے ہیں جو بہ سبب ایک مسلمان پیر کے مرید ہونے کے اپنے پیر بھائیوں سے کھا پی بھی لیتے ہیں۔ اکثر ہندو پیر کی گیارہویں بھی دیتے ہیں۔ بعض ہندو قرآن کی بعض سورتوں کے عامل بھی ہیں۔ پنجاب میں شمسی زرگر مشہور ہیں۔ وہ اپنی آمدنی کا برابر دسواں حصہ اپنے پیر کو دیتے ہیں اور اکثر ان میں قریب قریب شیعوں کے عقیدہ رکھتے ہیں۔ محرم کے دن ماتم میں بھی شامل ہوتے ہیں اور کھانا اور شربت تقسیم کرتے ہیں۔ مگر باوجود ان امور کے بھی یہ لوگ ہندو کہلاتے ہیں اور ہندوؤں کی طرح آگ سے جلائے جاتے ہیں اور نہ کوئی ہندو یہ کہتا ہے کہ فلاح متوفی مسلمان تھا۔ اس کو مت جلاؤ اور نہ کبھی کوئی ہندو

یہ کہتا ہے کہ یہ ہندو تھا۔ اس کو مت دفن کرو۔ کیونکہ ہر ایک شخص کے متعلق جو بدیہات اور واقعات ہوتے ہیں۔ وہ بلا تنازع اپنے غلبہ کی وجہ سے جزوی دلائل پر حکم ناطق رکھتے ہیں۔ پس کچھ تعجب نہیں کہ نانک صاحب نے بھی بوجہ صحبت صوفیاء اسلام بعض اسلامی عقائد کو قبول کر لیا ہو۔ کیونکہ ہر ایک انسان کی فطرت میں توحید کی شرست موجود ہے۔ نانک صاحب کی قبر کا ثبوت ندارد، ہندوؤں کے سامنے مسجدوں میں ایک مسلمان کی طرح نمازیں پڑھنا اور قرآن کی تلاوت کرنا پایہ ثبوت سے ساقط، ہندو بیوی اور ہندو اولاد سے تعلق کی عدم تردید بھائی بالا ہندو جاٹ کا ان کا حضوری چیلا ان کی لائف کا مؤلف ہونا۔ ان کا گرنتھ ہندوؤں سے جا بجا پڑھا جانا۔ سکھوں کی دس گدیوں یعنی سلسلہ مرشد کا گرونانک صاحب سے شروع ہونا۔ ان کے کل معاملات میں محض اہل ہنود کا ہی انٹرسٹ لینا اور اہل اسلام کا ان سے ہر امر میں قطع تعلق کرنا یہاں تک کہ مسلمان صوفیاء اور اولیاء کے ساتھ اپنی کتب میں ان کے تذکرہ سے بھی پرہیز کرنا حالانکہ بقول مرزا قادیانی نانک صاحب ایک مسلمان باکرامت ولی تھے۔ پچاس مسلمانوں کا بھی ان کا الگ مرید یا نام لیوا نہ ہونا۔ ان کے شلوکوں کا خالص صوفی مسلمان کی کتاب کی طرح اسلامی الفاظ کی رنگت سے مبرا ہونا۔ قرآن کی تعریف اور خوبی میں جو کتاب اسلام کا اعلیٰ سرمایہ نجات وایمان ہے۔ نانک صاحب کے چار شلوک تک بھی موجود نہ ہونا۔ ان کا مرتے دم تک رباب اور سرنگی کے ذریعے سے بھجن اور شلوک سننا۔ ان کی وفات پر مسلمانوں اور ہندوؤں کا آپس میں مذہب کی بابت تنازع پیدا ہونا یہ کل ایسے بدیہی واقعات ہیں کہ نانک صاحب کے خالص اسلام کو محل شبہ میں ڈالتے ہیں اور ان کا ظاہر و باطن میں صادق مسلمان ہونا ثابت ہونے نہیں دیتے۔ مگر تعجب ہے کہ باوجود ان کل بدیہیات کے بھی مرزا قادیانی ان کے مذہب کی ڈگری مسلمانوں کو ہی دیئے جاتے ہیں۔ ہاں البتہ نانک صاحب ایک موحد خدا پرست، صوفی منش، اسلام اور ہندو دونوں مذاہب کی ظاہری قیود سے آزاد شخص ضرور ثابت ہوتے ہیں اور مرزا قادیانی کا استدلال ان کے خالص اسلام پر بالمقابل مذکورہ بدیہات اور واقعات کے محض ظنی ہے اور ظن صداقت کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

۹...... صراط مستقیم

اگر سوائے مرزا قادیانی کے منہاج کے سب منہاج غلط ہیں تو تیرہ سو برس سے جس قدر مسلمان اور برگزیدگان اسلام مرزا قادیانی کے عقیدے کے برخلاف اس جہان سے کوچ کر گئے ہیں۔ ان کی نجات کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے۔؟ کیا وہ صراط مستقیم جو قرآن اور

رسول کی معرفت ہم کو پہنچا ہے اور جس کے پابند ہمارے بھائی سلف میں عرصہ تیرہ سو برس سے رہ چکے ہیں۔ ہماری نجات کا ذمہ اٹھانے سے عاجز اور قاصر ہے۔

بالخصوص جب ہم اپنی بدکرداریوں سے تائب ہوکر کسی نیک بندہ کی بیعت میں بھی داخل ہو جائیں۔ آپ برائے مہربانی اپنے اس نئے منہاج کے بغیر ایک مسلمان کے بشرائط مذکورہ نجات سے محروم رہنے کی دھمکی اور مسئلہ کی صداقت کو بوضاحت ثابت کردیں اور یہ بھی واضح کردیں کہ سلف میں مرزا قادیانی کے عقیدے کے برخلاف کوئی بھی اہل نجات، ملہم اور مستجاب الدعوات اسلام دنیا میں گزرا ہے یا نہیں۔ اس امر کی بھی تشریح مطلوب ہے کہ آیا اسلام کو سوائے مرزا قادیانی کے تیرہ سو برس سے کسی اور مسلمان نے بھی اس طرح سمجھا ہے یا نہیں۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ اور شارع کا مدعا اور منشاء تھا۔ جب تک آپ ان امور کے ثبوت قاطع اور مدلل نہیں دیں گے۔ تب تک آپ کے نئے خیالات کا منہاج قابل توجہ نہ ہوگا اور جو کچھ آپ اس منہاج کی خاص فضیلت کو مانے ہوئے ہیں وہ سلف کے دیگر متعدد مہدیوں اور مسیحوں سے زیادہ حقیقت اور وقعت نہیں رکھ سکتی۔

۱۰...... قطعی فیصلہ

سلف کے بعض صوفیاء کرام نے بھی بوقت استغراق اور محویت اناالحق اور انا اللہ کے کلمات بولے۔ مگر ان کلمات کے کہنے سے وہ ہرگز حقیقی خدا نہیں بن سکتے۔ مگر باوجود اس امر کے بھی صوفیاء کرام نے ان کو مؤمنین کے گروہ میں داخل رکھا ہے۔ اسی طرح اگر مرزا قادیانی بھی انا المسیح وانا المہدی کہتے ہیں تو بخدا الایزال ہم بھی ان کو بالکل معذور رکھتے۔ علی ہذا القیاس راقم مراسلہ کی یہ گذشتہ تحریر بھی کسی ضد اور بحث کی خاطر نہیں لکھی گئی۔ بلکہ صادق طلب کی عین حالت کا تقاضا ہے اور اگر آپ سچے طالب کے دستگیر ہیں اور واقعی اسلامی خیرخواہی اپنے اندر رکھتے ہیں تو ایک بھائی کی طرح تسلی بخش جواب عنایت فرماویں نہ کہ جیسا آپ کی جماعت کا دستور ہے۔ ملامت اور طنز آمیز کلمات سے کام لیں۔ مگر قبل ازیں کہ آپ جواب مخلصانہ کے واسطے قلم اٹھائیں یہ بھی مؤدبانہ گذارش ہے کہ بلاتعصب حق کے صادق طالب کی طرح غایت المرام کے ہر دو حصص اور کتاب الفرقان بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان شیخ احمد مالک مطبع احمدی لاہور سے) منگوا کر بخوبی ملاحظہ فرمالیویں تاکہ شاید آپ کو تدبر اور تفکر میں حقیقت کی طرف راہنمائی ہو اور یا آپ کو یا بندہ خاکسار کو اپنے موجودہ عقیدہ سے توبہ نصیب ہو۔ فقط:

الراقم! خاکسار شیخ غلام حیدر ہیڈ ماسٹر

کشف الاسرار
ریویو بر انگریزی ترجمہ قرآن
از محمد علی لاہوری
ماسٹر غلام حیدر شیخ رح

کشف الاسرار یعنی ریویو متعلق انگریزی قرآن

مولوی محمد علی ایم اے۔ایل ایل بی۔امیر احمدی جماعت لاہور

وجہ تصنیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریمؐ خاتم النبیین ورحمۃ للعالمین! اما بعد!

اس کتاب کی تصنیف کی وجہ مختصر صرف یہ ہے کہ جب مولوی محمد علی لاہوری مرزائی کا انگریزی قرآن طبع ہوکران کے پاس ولایت سے لاہور پہنچ گیا۔خاکسار کو بعد مطالعہ بعض مقامات پر یقین ہوگیا تھا کہ کوئی اہل سنت انگریزی خوان بالضرور اس کے متعلق کم وبیش روشنی ڈالے گا۔ کیونکہ اس کی تفسیر کا بہت سا حصہ اہل سنت کی تفاسیر کے بالکل خلاف تھا اور اس میں مرزائی ونیچری مذہب کی جھلک جابجا موجود تھی۔جس سے انگریزی زبان کے مذاق رکھنے والے اہل سنت مسلمان جو دینیات میں بالعموم کمزور ہوتے ہیں۔اپنے عقائد کو خراب کرلیں گے۔چند سال اسی انتظار میں گذر گئے۔مگر کسی صاحب نے اس اہم فرض کو پورا نہ کیا اور کرتے بھی کیوں کر جب ان میں اکثر خود اہل سنت کے عقائد وعلم تفسیر سے بے خبر تھے اور معدودے چند اہل سنت انگریزی دان جو قرآن کو ٹھیک طور پر سمجھ سکتے تھے۔انہوں نے خدا معلوم کیوں تساہل سے کام لیا۔خاکسار کی عمر ستر سال کے لگ بھگ ہوچکی تھی۔جس میں کوئی دماغی محنت کا کام بالخصوص اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ سے لکھنا آسان نہیں ہوتا۔آخر بسم اللہ شریف پڑھ کر انگریزی زبان میں قرآن مذکورہ کے مجوزہ ریویو کے متعلق ایک مختصر ۳۲ صفحہ کا رسالہ لکھ کر معاونین کی امداد سے مفت تقسیم کیا۔جس میں آئندہ مبوط ریویو لکھنے کا وعدہ کیا تھا اور ایک کھلی چٹھی بھی مولوی محمد علی صاحب لاہوری کو برادرانہ لہجہ میں بدیں مضمون لکھی تھی کہ آپ نے اکثر مقامات کی تفسیر اس تفسیر کے بالکل خلاف لکھی ہے۔ جو بروایات صحیحہ صحابہؓ سے ہم کو پہنچی ہے۔لہٰذا آپ نے بسبب ناکافی علم حدیث وعدم یقین علم حدیث،ایک بھاری ذمہ داری کو بڑی جرأت سے قبول کر کے پبلک کی گمراہی کا سامان مہیا کیا ہے۔چونکہ توبہ کا دروازہ ابھی کھلا ہے۔اس واسطے آپ توبہ کو اس وقت تک ملتوی نہ فرمائیں کہ نب توبہ قبول نہیں ہوسکتی۔فقط!

اس رسالہ میں مولوی محمد علی لاہوری کے قادیان سے بوریا بستر اٹھا کر لاہور میں

آجانے اور خود اپنی امارت کی علیحدہ بنیاد رکھنے کا بھی ذکر تھا۔ قادیانی جماعت اور مولوی محمد علی کی جماعت کے مابین جو عقائد واصول میں فرق ہے اس کا حال بھی مذکور تھا۔ تورات وانجیل کے معجزات کی تطبیق قرآنی معجزات سے دے کر، یہ بھی عرض کیا تھا کہ گو بوجہ تحریف باقی اکثر مضامین تورات وانجیل قرآن شریف کے عین مطابق نہ ہوں۔ جب بھی ہمارا کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ خود قرآن مجید ہمارے پاس موجود ہے اور اللہ کی حفاظت میں ہے۔ مگر معجزات انبیاء علیہم السلام کے بیان میں ہر سہ الہامی کتب حصہ مشترک اب تک رکھتی ہیں۔ جس سے انکار کرنا یا ان کو کسی تاویل میں ڈھال کر ان کی واقفیت پر پردہ ڈالنا ایک بے سود کوشش ہے۔ کیا کوئی مومن بالقرآن اس مسئلہ کو عقل سلیم رکھتے ہوئے قبول کرنے کو امادہ ہوگا کہ تورات وانجیل کے زمانے میں اللہ تعالیٰ کو معجزات کا دھیان کرنا لازمی تھا۔ مگر قرآن شریف کے نزول کے وقت اس سے سائنس سے ڈر کر اپنی قبیلی سنت کو کسی مصلحت کی بناء پر بالکل ترک کر دیا کہ جیسا خیال کرنا بھی اہل سنت کے نزدیک گمراہی ہے۔ لیکن مولوی صاحب کا معجزات کے بارہ میں جو نہ صرف تورات وانجیل کے مطابق ہیں۔ بلکہ صحاح ستہ بالخصوص بخاری ومسلم میں بھی بروایات صحیحہ مروی ہیں۔ ہم سراسر انکار وتاویلات باطلہ کو ملاحظہ کر کے بیشک اس قدر کہنے میں ذرہ بھی تامل نہیں کرتے کہ یہ انکل آپ نے واقعی سرسید احمد خاں صاحب سے سیکھی ہے۔ جو ایسے علم کلام کے اس ملک میں بانی تھے۔ مگر سرسید صاحب نے اپنی تقریر میں صاف اس امر کا اقرار کر لیا تھا کہ اس کام میں میری نیت محض خیر کی ہے۔ خواہ خدا تعالیٰ اس پر مجھے عذاب کرے۔ خواہ معاف کرے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سرسید در حقیقت معجزات سے انکاری نہ تھے۔ زمانہ کی مصلحت نے ان کو اس خیال پر مجبور کر دیا تھا۔ مگر مولوی محمد علی نے اس قسم کا کوئی اعتراف انگریزی قرآن کے دیباچہ میں یا کسی دیگر تحریر میں ظاہر نہیں کیا۔ اس واسطے ان کی تفسیر پر ریویو لکھنا ایک اہم دینی فرض ہے۔ اب یہ مسئلہ قابل توجہ ہے کہ خواہ سرسید صاحب ہوں۔ خواہ کوئی اور صاحب ہوں۔ قرآنی صداقتوں کا جو اناجیل اور احادیث صحیحہ میں موجود ہوں کسی عذر یا بہانہ کی بناء پر بے رحمی سے خون کرنا قابل معافی نہیں۔ حضرت امام غزالیؒ نے اپنی مختلف تصانیف میں اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے حجۃ البالغہ ودیگر کتب میں ایسے علم کلام سے کام لیا ہے کہ ایک مصنف اور محقق کو اسلامی صداقتوں پر پورا یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ جہاں سرسید صاحب نے جنت کی نعمتوں، حج، قربانی، روزہ، بیت اللہ شریف ودیگر اسلامی صداقتوں اور شعائر اللہ کے ساتھ بے باکی سے نہایت تمسخرانہ لہجہ اختیار کر کے اپنے خانہ زاد علم کلام کو قابل نفرت بنا دیا ہے۔ وہاں امام غزالی صاحب اور شاہ ولی اللہؒ صاحب نے اپنے علم

کلام نے ان پر صداقت کا ایسا غالب رنگ چڑھایا ہے کہ عقائد صحیحہ کو سر موصدمہ نہیں پہنچتا۔ ہمارے مولوی صاحب نے اس استہزاء میں سرسید کی پیروی بیشک نہیں کی۔ مگر باقی خانہ زاد تاویلات میں اور انکار معجزات میں اور مفسرین کو مطعون کرنے میں سرسید صاحب کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ مگر پھر تعجب ہے کہ ان ہر دو صاحبان نے انہی رد کردہ مفسرین کی کاسہ لیسی کر کے اپنا مقصد بھی پورا کیا ہے۔

مولوی صاحب کے مسیح موعود کا عقیدہ متعلق معجزات انبیاء علیہم السلام کا اس طرح ہے۔ ''نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اسبات کو ثابت کر رہا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس جسم خاکی کے ساتھ کرہ زمہریر تک نہیں پہنچ سکتا۔ پس اس جسم کا کرہ ماہتاب وآفتاب تک پہنچنا اس قدر لغو خیال ہے۔'' (ازالہ ص۴۷، خزائن ج۳ ص۱۲۶)

۲...... یہ معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہ تھا۔ بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔

(ازالہ ص۴۷، خزائن ج۳ ص۱۲۶ حاشیہ)

۳...... قرآن شریف میں جو معجزات ہیں وہ سب مسمریزم [1] ہیں۔

(ازالہ ص۷۵۰، خزائن ج۳ ص۵۰۴ ملخص)

۴...... جبرائیل یا ملائکہ کا اصل وجود دنیا پر ہرگز نہیں آتا۔

(توضیح المرام ص۲۹، خزائن ج۳ ص۶۶)

۵...... حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو حقیقت ابن مریم دجال، یا جوج ماجوج دلبۃ الارض کی معلوم نہ تھی۔ (ازالہ ص۶۹۱، خزائن ج۳ ص۴۷۳)

مرزا قادیانی اپنی کتاب سرمہ چشم آریہ میں معجزات کو بڑے زور سے ثابت کرتے ہیں اور اپنی کتاب (چشمہ معرفت ضمیمہ ص۳۲، خزائن ج۲۳ ص۴۱۱) میں متعلق معجزہ شق القمر اس طرح لکھتے ہیں۔ ''یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ضرور ظہور میں آیا تھا اور اس کے مقابل پر یہ کہنا کہ یہ قواعد ہیئت کے مطابق نہیں۔ یہ عذرات بالکل فضول ہیں۔ معجزات ہمیشہ خارق عادت ہی ہوا کرتے ہیں۔ ورنہ وہ معجزات کیوں کہلائیں۔ اگر وہ صرف ایک معمولی بات ہو۔''

---

[1] مسمریزم کو آسٹریا کے میسمر نے آٹھارویں صدی عیسوی میں ایجاد کیا۔ سائیکلو پیڈیا بڑیٹی کا زیر لفظ Mes-Mer میسمر انبیاء علیہم السلام کے معجزات عطیہ خدا کو مسمریزم بتلانا جس پر ایک غیر نبی در فاسق بھی قادر ہوسکتا ہے۔ خدا تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام کی صریح توہین ہے۔

مرزا قادیانی کے عقائد وخیالات کا سلسلہ ایسا بے ربط ومتضاد ہے کہ ایک متلاشی اور محقق کو بظاہر ہرگز پتہ نہیں لگ سکتا کہ وہ کن اصول کے پابند تھے۔ معجزہ کا اقرار بھی بڑے خلوص سے ہے۔ انکار میں نیچری سے بھی بڑھ کر ہیں۔ اسی طرح اپنی نبوت کے مدعی بھی اور انکاری بھی مسیح موعود کو بروئے احادیث دمشق میں جلالی رنگ میں نازل ہونے والا بھی مانتے ہیں۔ پھر جھٹ انکار کر کے اپنے مسیح موعود منوانے پر کئی ورق سیاہ کر دیئے ہیں۔ مسیح موعود پر ایمان لانا ایمانیات کی جزو سے خارج بھی کرتے ہیں۔ (ازالہ ص۱۴۰، خزائن ج۳ ص۱۷۱)

مگر پھر اپنے آپ کو عین مسیح موعود پیش کر کے اس پر ایمان نہ لانا موجب عذاب شدید بھی قرار دیتے ہیں۔ (ازالہ ص۳۹، خزائن ج۳ ص۱۲۲)

مولوی صاحب مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریرات کی بناء پر ان کو نبی نہیں مانتے۔ مگر مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیرالدین محمود احمد قادیانی خلیفہ دوم مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریرات کی بناء پر ان کو نبی اللہ مانتے ہیں۔ ہر دو جماعت کے عقائد واصول کے اختلاف کے بانی خود مرزا قادیانی ہیں۔ یہ رام کہانی اہل سنت کی مختلف جوابی کتب میں مشرح مذکور ہے۔ ناظرین کو صرف اب یہ بتانا ہے کہ ایسے مسیح موعود کے مرید مولوی محمد علی کے انگریزی قرآن پر ریویو کا ہر ایک نمبر صد معارف قرآنی کے علاوہ ایک ایسے دلچسپ شغل کا ذریعہ ہے۔ جس سے طبیعت کو واقعی ایک ایسا لطف حاصل ہوتا ہے جس کو اردو کا لٹریچر آج کل انشاء اللہ مہیا نہیں کر سکتا۔ مرزا قادیانی کے چند اشعار ذیل متعلق ان کے عقائد کے نقل کئے جاتے ہیں۔ جو محض مسلمانوں کو بنا بر قابو کرنے اور عیش سے اپنا گذارہ جاری رکھنے کے واسطے بنائے گئے ہیں۔ ان پر عمل کرنے سے کوئی مطلب نہیں۔ جس طرح بطور نمونہ ابھی ظاہر کیا گیا ہے اور ریویو کے مطالعہ سے جابجا خود واضح طور پر ثابت ہو جائے گا۔

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفیٰ مارا امام ومقتدا
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را بروشد اختتام
اقتدائے قول او در جان ما است — ہرچہ زو ثابت شود ایمان ما است
معجزات او ہمہ حق اندوراست — منکر آں مورد لعن خدا است
معجزات انبیائے سابقین — آنچہ در قرآں بیانش بالیقین
برہمہ از جان ودل ایمان ماست — ہر کہ انکاری کند از اشقیا است

(سراج منیر ص زتاح، خزائن ج۱۲ ص۹۳،۹۴)

نوٹ!

مولوی محمد علی صاحب کے انگریزی قرآن کو پبلک نے اس واسطے غنیمت سمجھا کہ اس سے پہلے علاوہ پادریوں کے غلط تراجم کے صرف دو تراجم مسلمانوں کے موجود تھے۔ جن کی عدم خریداری کی وجہ یہ ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کے ترجمہ کے ساتھ عربی بالکل نہیں اور تفسیر نیچریت و مرزائیت سے خالی نہیں۔ ڈاکٹر صاحب اگرچہ مرزائی مذہب سے تائب ہو چکے تھے۔ جس کی دلچسپ وجوہات کو اپنے ترجمہ میں تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ مگر ان کے ترجمہ و تفسیر سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے خیالات کا دامن مرزائیت سے کامل طور پر صاف نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ وہ قریباً بیس سال مرزا قادیانی کے حلقۂ بیعت میں رہ چکے تھے۔ البتہ اس قدر خوبی کے اہل بعد میں ضرور ہو چکے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے معجزات مرویہ احادیث صحیحہ کو اپنے ترجمہ میں بیان کر دیا تھا۔

دوسرا ترجمہ مرزا ابوالفضل کا تھا۔ جوالہ آباد میں کسی تاجر نے معہ عربی طبع کرایا تھا۔ جس میں تفسیری نوٹ ناکافی تھے۔ مگر حقیقت میں وجہ ان ہر دو تراجم کے عام طور پر فروخت نہ ہونے کی یہ ہے کہ عام اطلاع پبلک میں ان کے طبع ہو چکنے کی ہرگز نہیں ہوئی۔ تیسرا انگریزی ترجمہ عربی متن کے مرزا حیرت دہلوی کے زیر اہتمام مولوی محمد علی صاحب کے ترجمہ کے بعد صرف گذشتہ سال طبع ہوا۔ جس میں قریباً اسی ۸۰ گمراہ کن غلطیاں خاکسار نے ملاحظہ کیں۔ جن کا ظہور اس واسطے ہوا کہ باوجود اہل سنت کے عقائد کے مطابق ترجمہ کرنے کے مترجمان نے بوجہ ناکافی علم عقائد و زبان عربی صریحاً ٹھوکر کھائی ہے۔ غلام حیدر سابق ہیڈ ماسٹر مقیم سرگودھا پنجاب!

تصدیق قاضی ضیاءالدین صاحب ایم۔اے سند یافتہ ...... دارالعلوم دیوبند!

مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے۔ایل۔بی کے انگریزی ترجمہ قرآن پر ریویو لکھ کر مکرمی مولانا غلام حیدر صاحب نے تمام علماء اسلام کی طرف سے ایک فرض کفایہ ادا کیا ہے۔

جس جرأت اور بے باکی سے مولوی محمد علی صاحب مذکور نے معجزات قرآنیہ سے (باوجود تسلیم اصل معجزہ) انکار کیا ہے اور احادیث معتبرہ کو (باوجود ادّعاء تصدیق واتباع حدیث) اپنے مزعومات کی بناء پر ترک کیا ہے۔ وہ ہر ایک سلیم العقل والایمان مسلمان کے لئے باعث حیرت وافسوس ہے۔ مولانا موصوف نے نہایت مدلل طریق سے مولوی محمد علی صاحب کی اس بے اصولی کے بخئیے ادھیڑے ہیں۔ وہ انہی کا کام تھا۔ ”فجزاه الله خيراً عن سائر المسلمين ومتعهم بطول حياته“

رقیمہ!

(ضیاء الدین عفی عنہ پروفیسر عربی وفارسی سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور ۲۳ر شوال ۱۳۴۰ھ) محترمی مولانا غلام حیدر صاحب نے اہل اسلام پر نہایت درجہ کا احسان فرمایا ہے کہ ایک ایسی کلام پر (جس سے انگریزی دان اپنا عقیدہ خراب کرر ہے ہیں) ایک ریویو اردو زبان میں تحریر فرمایا ہے۔اللہ اس سے ہدایت فرمائے اور مصنف کی سعی مشکور فرمائے۔آمین،ثم آمین!

(فقیر عبداللہ خطیب جامع مسجد سرگودھا (پنجاب) سند یافتہ دارالعلوم دیوبند)

ناظرین!

اس ریویو کے اخیر میں اصحاب ذیل کے نام مصنف کی طرف سے کھلی چٹھیاں قابل دید ہیں۔ان سے یہ امر بخوبی ثابت ہورہا ہے کہ اس زمانہ میں جب کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی تفسیر تشریح کو نہات بے باکی سے پس پشت ڈال کر قرآن کی آیات سے ہوا پرستی کا مقصد پورا کیا جارہا ہے تو دنیا کے اسلامی ممالک اور نیز اس ملک کی اسلامی ریاستوں اور انجمنوں کو بغرض حمایت اسلام اہل سنت کے عقائد واصول کی بناء پر قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ وتفسیر کا جلد اور کافی ومعقول انتظام کردینا ایک اہم فرض ہے۔جس سے غفلت کرنا موجب مواخذہ اخروی ہے۔ ورنہ بصورت تساہل جس انگریزی ترجمہ وتفسیر کے ریویو کا نمونہ پیش کیا جارہا ہے۔وہ بالضرور پبلک کی گمراہی کا موجب ہو چکا ہے اور آئندہ بھی ہو جائے گا۔جس کا تدارک کرنا محال ہوگا۔

۱...... بنام ریاستہائے اسلامی ملک ہند۔

۲...... دوسری کھلی چٹھی بنام مولوی محمد علی ایم اے امیر احمدی جماعت لاہور۔

۳...... کھلی چٹھی بنام مرزا حیرت صاحب دہلوی۔

۴...... کھلی چٹھی بنام انجمن ہائے اسلامی (حمایت الاسلام انجمن نعمانیہ لاہور) انجمن ہائے اہل حدیث پنجاب۔

۵...... کھلی چٹھی بنام جوانان اہل سنت گریجویٹ اہل ہند۔

۶...... کھلی چٹھی بنام مولوی ابوعیسیٰ (حشمت علی صاحب) قائم مقام مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی اہل القرآن۔یعنی منکر الحدیث نبوی لاہور۔

خاکسار ماسٹر غلام حیدر مقیم سرگودھا!

ریویو

انگریزی قرآن مترجمہ ومفسرہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی امیر احمدی جماعت لاہور نمبر ا

اخبار اہل حدیث مورخہ ۳ر ستمبر ۱۹۲۰ء کے صفحہ ۱۳ پر ایک کتاب مسمی بہ مقام حدیث مؤلفہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے کا ریویو پڑھ کر خاکسار بہت ہی محظوظ ہوا کہ مولوی صاحب نے علم حدیث کی حمایت میں اپنا قلم اس زمانہ میں اٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزاء خیر عطاء فرمائے۔ یہ صاحب بحیثیت اڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان میں بھی احادیث پر آسمانی شہادت کے عنوان سے ایک نہایت قابل قدر مضمون شائع فرما چکے ہیں۔ پس یہ کہنا بالکل بجا اور خالی از مبالغہ ہے کہ آپ حمایت حدیث میں ہر دو احمدی جماعت میں ایک ممتاز اور قابل رشک پوزیشن رکھتے ہیں۔ آپ نے قرآن شریف کا ترجمہ انگریزی معہ نوٹ بھی شائع فرمایا ہے۔ جس کی کیفیت انگریزی دان کے سوا دوسرا نہیں جان سکتا۔ چنانچہ ناظرین کی ضیافت طبع کے واسطے خاکسار بطور نمونہ اس میں سے بالفعل اس نمبر میں صرف دو مقامات کے نوٹوں کا ترجمہ پیش کرتا ہے۔

مثال اوّل: قرآن ص ۱۵۵ نوٹ نمبر ۴۲۶، زیر آیت ’’ویکلم الناس فی المهد وکهلاً (آل عمران:٤٦)‘‘

مہد اور کہولت میں کلام کرنا معجزہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ہر ایک تندرست بچہ اگر وہ گونگا نہیں۔ مہد میں بولنے لگ پڑتا ہے۔ اسی طرح کہولت میں بھی ہر ایک انسان جو صحت کی حالت میں اس حد کو پہنچ جاتا ہے۔ کلام کرسکتا ہے۔ اس خوشخبری کا صرف یہ مفہوم ہے کہ بچہ صحت کی حالت میں رہے گا اور ایام طفولیت میں فوت نہ ہوگا۔

مثال دوم: ترجمہ قرآن صفحہ ص:۷۰۹، نوٹ:۱۷۰۲، زیر آیت ’’قلنا ینارکونی برداً وسلاماً علیٰ ابراهیم (انبیاء:٦٩)‘‘

بت شکنی کے واقعہ نے ابراہیم علیہ السلام کے خلاف مقابلہ کی آگ مشتعل کردی۔ مگر اس کو اس سے کوئی ضرر نہ پہنچا اور وہ عافیت میں رہا۔ ’’ارادوا به کیداً فجعلناهم الاخسرین (انبیاء:٧٠)‘‘

سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آگ محض ایک کید یا مقابلہ تھا۔ ممکن ہے کہ انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلانے کا ارادہ کیا ہو۔ مگر اس تدبیر میں ناکام رہے۔ بموجب آیت

"قالو احرقوه وانصروا الهتكم (انبیاء:٦٨)" وبموجب آیت "قالو اقتلوه اوحرقوه فانجاه الله من النار (عنکبوت:٢٤ص:٧٧٩، نوٹ نمبر:١٩١٠)"

کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ ابراہیم علیہ السلام درحقیقت آگ میں ڈالا گیا تھا۔ایک طرف تو یہ مذکور ہے کہ اللہ نے اس کو آگ سے نجات دے دی۔ دوسری طرف یوں لکھا ہے کہ انہوں نے اس کو قتل کرنے یا جلانے کا ارادہ کیا۔لہٰذا آگ کا مفہوم وہ مقابلہ ہے۔ جوان کی تدابیر میں مدنظر تھا اور "قال انی مہاجر الیٰ ربی" سے مزید ثبوت ملتا ہے کہ آگ سے نجات کا مفہوم ابراہیم کی ہجرت ہے۔

ناظرین!

یہ حال ہے اس تفسیر کا جس کو تفسیر بالرائے کہتے ہیں۔جس رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوا اور جس کی تعلیم کی شہادت خود قرآن شریف یعلمہم الکتب (سورہ جمعہ:۲) سے دیتا ہے۔وہ زبان مبارک سے اس طرح فرماتے ہیں۔جس کو ہمارے مولوی صاحب نے بسبب عدم علم حدیث یا عدم یقین بالکل پس پشت ڈال کر اپنی تفسیر بالرائے کی فضیلت کا پبلک پر سکہ جمانے کی نہایت مکروہ اور قابل مواخذہ کوشش کی ہے۔

جواب!

بخاری ج۱ ص۴۸۹، باب واذکر فی الکتاب مریم۔حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مہد میں صرف تین بچوں نے کلام کیا ایک عیسیٰ نے (باقی بیان اصل کتاب سے دیکھو) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔گویا میں اب بھی نبی ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنی انگلی چوس کر ان کے دودھ پینے کی کیفیت بتارہے ہیں۔

نوٹ!

مولوی محمد علی تکلم فی المهد ہر ایک بچہ کے واسطے جو تندرست ہو اور گونگا نہ ہو جائز اور بالکل ممکن مان کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تکلم فی المهد بھی معمول میں داخل فرما کر معجزہ کی مد سے نکال دیتے ہیں۔حالانکہ جناب رسول اللہ ﷺ شیر خوارگی کی عین حالت میں تکلم صرف تین اطفال تک محدود رکھتے ہیں۔کیونکہ جس پیش گوئی کا اظہار ان کے فصیح کلام میں پایا جاتا ہے۔ وہ ہر ایک شیر خوار بچہ کو کیسا ہی تندرست اور صحیح الاعضاء کیوں نہ ہو قدرتاً زبان سے نہیں بول سکتا۔ شاید مولوی صاحب نے اپنے گاؤں میں یا کسی اور جگہ دیکھا ہوگا یا تاریخ میں پڑھا ہوگا۔

مولوی صاحب نے صرف تکلم کو مدنظر رکھا۔مگر طرز و قسم کلام کو نظر انداز کر کے سخت ٹھوکر

کھائی ہے۔قرآن شریف سورۂ مریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کاتکلم فی المهد الفاظ ذیل میں بیان کرتا ہے۔

''قال انی عبدالله اتانی الکتاب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکاً این ماکنت واوصانی بالصلوٰة والزکوٰة مادمت حیاً وبراً بوالدتی (مریم:۳۰،۳۱) ''یعنی حضرت عیسیٰ ابن مریم نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں۔اس نے مجھ کو کتاب دی اور مجھ کو نبی بنایا اور جہاں کہیں میں رہوں برکت والا بنایا اور جب تک میں دنیا میں زندہ رہوں۔مجھ کو نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کا حکم فرمایا اور اپنی ماں کا تابعدار بنایا۔ الایات!

کاش پیغام صلح کے اڈیٹر صاحب امیر جماعت (مرزائیہ لاہوری) مولوی محمد علی صاحب کو اپنے عقیدے کے موافق جیسا بارہا انہوں نے ظاہر کیا ہے۔بخاری اصح الکتب بعد کتاب الله کی طرف توجہ کر کے خلاف رسول اللہ ﷺ کے قرآن کی تفسیر بالرائے سے روکنے کا ثواب عظیم حاصل کریں۔

دوسری مثال کے متعلق بخاری کے متعلق بخاری ج۱ص۴۷۴ باب قول عزوجل واتخذالله ابراهیم خلیلاً

ا...... ام شریک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گرگٹ کے قتل کا حکم فرمایا اور کہا کہ یہ حضرت ابراہیم پر آگ کو پھونکتا تھا۔یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(مشکوٰۃ ص۳۶۱،باب مایحل اکله ومایحرم)

ب...... صحیح بخاری ج۲ص۶۵۵،باب ان الناس قد جمعوا لکم

حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل حضرت ابراہیم نے کہا تھا جب ان کو آگ میں ڈالا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کلمہ کو اس وقت کہا۔جب منافقوں نے مسلمانوں سے یہ کہا تھا کہ:''قد جمعو الکم فاخشوهم''

ج...... صحیح بخاری ج۲ص۶۵۵ میں مذکورہ حدیث کے بعد حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ جب حضرت ابراہیم آگ میں ڈالے گئے تو آخری کلمہ آپ کا یہ تھا کہ: ''حسبنالله ونعم الوکیل''

د...... تفسیر عباس ودیگر تفاسیر زیر آیت یا نارکونی برداً وسلاماً علیٰ ابراهیم حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کلمہ سلاماً علیٰ ابراهیم نہ فرمائے تو آگ اس قدر ٹھنڈی ہوجاتی کہ آپ اس کی سردی سے ہلاک ہوجاتے۔

نوٹ!

مولوی صاحب نے یہاں بھی کسی اہل سنت کے معتبر مفسر کو اپنا ہم خیال ظاہر نہیں کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کے نزدیک سلف کے اہل زبان راسخون فی العلم بھی قرآن فہمی سے محروم تھے۔ اس مثال کے متعلق خاکسار نے بخاری اور مسلم کی صحیح اور مرفوع حدیث کو سب سے پہلے رکھا ہے اور بعد ازاں بطور تفسیر شواہد کو بیان کیا ہے۔ مولوی صاحب نے حدیث کی حمایت میں بیشک کئی دفعہ قلم اٹھایا۔ مگر عین امتحان کے وقت خود ایسے فیل ہوئے کہ اپنی انگریزی تفسیر کو مظہر تاویلات باطلہ کا بنا کر اس آیت کے مصداق ہو گئے۔ ''یحرفون الکلم عن مواضعه (مائده:۱۳)''

اس میں کوئی کلام نہیں کہ مولوی صاحب نے (ان کی نیت اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوگی) مسیح موعود آنجہانی کی نبوت سے بالکل انکار کر دیا ہے۔ اگر آئندہ بھی وہ تحقیق پر صدق دل سے کمر بستہ رہے تو ممکن ہے کہ پورے اہل سنت بن جائیں گے۔ بالفعل ان کے ترجمہ انگریزی میں نیچریت کا اقتداء نمایاں ہے۔ نہیں معلوم آپ نے علم حدیث کی سند کس درسگاہ سے حاصل کی ہے اور یہ بھی پتہ نہیں لگتا کہ آپ حدیث مرفوعہ صحیحہ کو اپنی رائے یا لغت پر ترجیح دینے کو آمادہ ہیں یا نہیں؟۔ اگر آمادہ ہیں تو بسم اللہ پڑھ کر اپنے انگریزی ترجمہ کی اصلاح کریں تاکہ جناب رسول اللہ ﷺ کے اقوال کے مطابق تفسیر شائع کرنے سے آپ کا ہر دو جہان میں حقیقی مرتبہ بلند ہو، اور اگر پھر بھی احادیث صحیحہ کے بارہ میں آپ کا اعتقاد مذبذب رہے تو خدائے لایزال کی آپ کو قسم دے کر آپ کا فیصلہ سننے کا ہر آں منتظر ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی عدم موجودگی میں ذیل کی آیات کی تعمیل کی کونسی صورت ممکن ہے؟۔ کہیں بڑے میاں کی طرح خواب یا کشف کے ذریعہ سے جناب ﷺ سے احادیث کی صحت کا مسئلہ پیش نہ کر دینا جس سے جناب سرور کونین کو بعد وفات بھی تبلیغ کا مکلف ماننا پڑے۔

ا...... ''فان تنازعتم فی شیءٍ فردوه الیٰ الله والرسول ان کنتم تؤمنون باﷲ والیوم الاخر (النساء:۵۹)'' یعنی پھر اگر تمہارے درمیان کسی امر میں اختلاف ہو جائے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو اگر تم کو اللہ اور روز قیامت پر ایمان ہے۔

ب...... ''فلا وربك لا یؤمنون حتیٰ یحکموك فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیماً (النساء:۶۵)'' یعنی اے

نبی تیرے رب کی قسم ان کا ایمان ہی صحیح نہیں جو اختلافی امور میں تجھ سے فیصلہ نہ کرائیں اور یہی نہیں۔ بلکہ جو فیصلہ تو کرے اس کو بدوں چون وچرا کے بخوشی منظور کرلیں اور مولوی صاحب متوجہ ہوکر سنیں کہ اگر احادیث کا قرآن سے تعلق برحق ہے تو خداتعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کی طرح احادیث کا ضرور انتظام کردیا ہے۔ مذکورہ ہردو آیات کی اور اسی قسم کی دیگر آیات جن میں رسول اللہ ﷺ کے اتباع کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سے تعمیل کرانے کا کوئی حق نہیں رکھتا اور ہم ان آیات کو بعد وفات جناب رسول اللہ ﷺ منسوخ العمل یقین کر کے قیامت کے دن مواخذہ سے بری ہو جائیں گے؟۔

نوٹ!

قرآن شریف کی تفسیر کا یہ ایک مسلمہ واجماعی اصول ہے کہ کسی لفظ کو اس کی ظاہری ومتعارف مراد سے بدوں ضروری وملحقہ قرینہ کے ہرگز پھیرنا جائز نہیں اور اہل سنت کے راسخون فی العلم نے آیات متشابہ مثلاً ید عرش وجہ (چہرہ) وغیرہا کی تاویل کو بھی ناجائز قرار دے کر ان پر صرف ایمان لانا کافی سمجھا ہے۔ کیونکہ ان کی تاویل میں فتنہ کا خطرہ لازمی ہے۔ لہٰذا اس دروازہ کا بند کرنا گویا فتنہ سے محفوظ رہنا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کا قول اس کے متعلق کتاب فقہ اکبر میں اس طرح ہے۔ (اللہ تعالیٰ کی صفات مخلوق کی صفات کی طرح نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ، وجہ، نفس وغیرہ قرآن میں مذکور ہے۔ مگر ان کی کیفیت مجہول ہے اور ہاتھ سے قدرت یا نعمت کی مراد لینا جائز نہیں۔ کیونکہ ان کی تاویل کرنا فرقہ قدریہ ومعتزلہ کا مشرب ہے۔ اگر یہ تاویل صحیح ہے تو ''یدان (دو ہاتھ)'' کی تاویل پھر کامل قدرت ہوگی اور (ید) ایک ہاتھ کی تاویل ناقص یا نصف قدرت ہوگی۔ جو بالکل باطل ہے۔ بعض نے بوقت ضرورت ایسے الفاظ کی تأویل کو جائز کہا ہے۔ کیونکہ ''لا یعلم تاویله الا اللّٰه والراسخون فی العلم (آل عمران:۷)'' میں ان کے نزدیک ''راسخون فی العلم'' کے بعد وقف ہے اور جو تاویل کو صرف اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرتے ہیں۔ وہ اس آیت میں (اللہ) پر وقف کے قائل ہیں۔ باقی الفاظ جو آیات متشابہ کی مد سے خارج ہیں۔ مثلاً نار وغیرہ سو ان کا مفہوم ہمیشہ اپنے متعارف معنی سے متجاوز نہ ہوگا۔ الا محض اس صورت میں جب کوئی خاص قرینہ اس لفظ کے متعارف وظاہری مفہوم کو روک دے۔ مثلاً قرآن شریف میں لفظ نار قریباً ایک سو بیس دفعہ واقع ہوا ہے اور سوائے تین مواقعہ ذیل کے باقی کل مواقعہ میں مفرد حالت میں بدوں قرینہ مذکور ہے۔

۱…… ''کلما اوقدوا ناراً للحرب اطفاها اللّٰه (مائده:٦٤)'' یعنی

جس وقت یہود مسلمانوں کے واسطے لڑائی کی آگ سلگاتے ہیں۔اللہ اس کو بجھا دیتا ہے۔اس جگہ نار کے ساتھ قرینہ للحرب ہے۔لہٰذا نار اپنے متعارف معنوں سے جدا ہو جائے گا۔

۲...... ''مایا کلون فی بطونهم الا النار (البقرة:۱۷٤)''

۳...... ''انما یا کلون فی بطونهم ناراً (النساء:۱۰)''ان ہر دو مثالوں میں نار کے ساتھ بطون قرینہ موجود ہے۔جس کا حیات دنیا میں کھانا محال ہے۔مگر بطور عذاب کے آخرت میں بالکل ممکن ہے۔

اس تمہید کے بعد اب اس نار کی تحقیق مطلوب ہے۔جس کا تعلق حضرت ابراہیم کے ساتھ ہے۔''قلنا یانار کونی برداً (انبیاء:۶۹)''میں نار کے ساتھ کوئی ایسا قرینہ متصلہ موجود نہیں جس کی خاطر نار اپنے ظاہری ومتعارف مراد سے جدا ہو سکے۔پس مولوی محمد علی صاحب کا نار متعلقہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مقابلہ کی آگ مراد لینا تفسیر بالرائے محض باطل ہے۔ اگر اس کے متعلق کوئی صحیح حدیث نہ بھی ہوتی جب بھی محض علم اصول کے رو سے مولوی صاحب کی تفسیر باطل ہو جاتی۔مگر اس آیت کے تفسیر کرنے کو جب چند احادیث بھی موجود ہوں تو پھر مولوی صاحب کی تفسیر کے باطل ہونے میں کیا شک باقی ہے۔افسوس مولوی صاحب نہ علم اصول سے واقف نہ حدیث کے قائل۔پبلک کو گمراہ کرنے کا وبال اپنے اوپر اٹھا رہے ہیں۔

مولوی صاحب خدا معلوم مفسر کے واسطے علم اصول کی واقفیت لازمی خیال کرتے ہیں۔یا نہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ لازمی نہیں سمجھتے۔بلکہ وہ علم اصول سے واقف ہی نہیں۔اسی واسطے بعض الفاظ کو اپنی مرضی کے تابع بنا کر جس طرف لے جانا چاہتے ہیں لے جاتے ہیں۔چنانچہ موت وحیات سے بھی بدوں قرینہ روحانی موت وحیات کا مفہوم قائم کر لیتے ہیں اور علم اصول پر ان کا تحکم اور جبر اس حد تک ہے کہ بعض واقعات کو معجزہ کی مد سے خارج کرنے کے واسطے بدوں قرینہ کے خواب کا قرینہ خود بخود تجویز کر لیتے ہیں۔جیسا کہ اس ریویو میں ناظرین کو بعض مقامات کے مطالعہ سے بخوبی روشن ہو جائے گا۔اگر مولوی صاحب کا ترجمہ وتفسیر صحیح ہے تو بالضرور یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ کسی اہل زبان صاحب علم نے چودہ سو برس سے قرآن شریف کو بالکل نہیں سمجھا اور اس قدر اولیائے کاملین وراسخون فی العلم قرآن کو بدوں سمجھنے کے دنیا سے رخصت ہو گئے۔خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ قرآن شریف کے متعلق جو تعلیم جناب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو دی وہ بسند صحیح ہمارے زمانہ میں موجود ہے۔اب ناظرین خود انصاف کر سکتے ہیں کہ اس سے استغناء کرنا کہاں تک خطرناک اور گمراہ کن ہے۔

نوٹ!

ایڈیٹر اہل حدیث مورخہ ۱۷؍محرم ۱۳۳۹ھ۔ مولوی محمد علی کو مرزا قادیانی کو مسیح موعود، مہدی معہود اور مجدد زمان مانتے ہیں۔ لیکن ایسے امور خرق عادت یہاں تک کہ پیدائش مسیح میں بھی آپ سرسید مرحوم کے خیالات سے متفق ہیں۔ مرزا قادیانی مسیح کی پیدائش کو خلاف عادت بے پدر کہتے ہیں۔

من عجب تراز مسیح بے پدر

مگر مولوی محمد علی باپدر کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مسیح موعود امت کے اختلاف مٹانے آئے گا۔ معلوم نہیں پھر مولوی صاحب کو ایسے مسیح مہدی اور مجدد سے اختلاف کرنے کا کیا حق ہے۔ جس کو وہ خود ان تینوں القاب سے ملقب مانتے ہوں۔

ریویو نمبر۲

ناظرین اس سے پہلے کچھ نمونہ مولوی محمد علی ایم۔اے امیر احمدیہ جماعت لاہور کی تفسیر القرآن بزبان انگریزی پیش کردہ خاکسار کا دیکھ چکے ہوں گے اور ان کے علم حدیث کا عدم ضرورت حدیث فی تفسیر القرآن کے عقیدہ کے متعلق اہل حدیث مورخہ یکم اکتوبر میں مطلع ہوگئے ہوں گے۔ مگر چونکہ سابقہ نمونہ اس قدر کافی نہیں کہ اس سے بعض اصحاب کوئی معقول رائے قائم کر سکیں۔ اس لئے خاکسار سابقہ سلسلہ کے ساتھ اس نمبر کو پیوست کرنے کے واسطے ادب سے خواستگار ہے۔

ا…… ’’فالتقمه الحوت وهو مليم ۰ فلولا انه كان من المسبحين للبث فى بطنه الىٰ يوم يبعثون (صافات:۱٤۲،۱٤۳،۱٤٤)‘‘ پس یونس کو لقمہ کرلیا۔ مچھلی نے اور وہ اپنے آپ کو ملامت کررہا تھا۔ پس اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں نہ ہوتا تو مچھلی کے پیٹ میں پڑا رہتا۔ اس دن تک جب مردے دوبارہ زندہ ہوں۔

ب…… انگریزی ترجمہ ص ٦٥٥ ’’فنادىٰ فى الظلمات ان لا اله الا انت سبحانك انى كنت من الظلمين ۰ فاستجبنا له ونجيناه من الغم وكذالك ننجى المؤمنين (انبياء:۸۷،۸۸)‘‘ یعنی پس یونس نے اندھروں میں یہ پکار شروع کردی۔ (تیرے سوا کوئی معبود نہیں) تیری ذات ہر نقص سے پاک ہے۔ میں بیشک قصور واروں سے ہوں۔ مولوی صاحب کی تفسیر کا خلاصہ نوٹ نمبر ۱٦۵۳ میں ظلمات بحر سے مراد سمندر کی مصائب ہیں۔ (دیکھو محکم لغات اور لین صاحب کی عربی انگریزی لغات) لہٰذا

مصیبت سیاہی یا تاریکی کے مشابہ ہوتی ہے۔

اس کے بعد مولوی صاحب نوٹ نمبر ۲۱۲۳ میں اس طرح لکھتے ہیں کہ قرآن میں کسی جگہ بھی مذکور نہیں کہ یونس کو مچھلی نے نگل لیا تھا۔ کیونکہ لفظ التقم یہاں مذکور ہے۔ بالضرور لقمہ کے نگل جانے کا مفہوم نہیں ہوتا۔ بلکہ صرف منہ میں اخذ کرنے کا (لین صاحب) اپنی لغات میں التقم فاھا فی التقبل کی نظیر لکھ کر اس کے معنی کرتا ہے۔(اس کا بوسہ لینے کے وقت اس نے اس کا منہ اپنے ہونٹوں میں لے لیا) اس بارہ میں ایک حدیث نبوی ﷺ بھی موجود ہے کہ مچھلی نے حضرت کی صرف ایڑی کو منہ میں لیا تھا۔ اس میں بھی قرآن بائبل کی تردید کرتا ہے۔ یعنی بائبل یونس کا مچھلی سے نگلا جانا اور اس کے پیٹ میں داخل ہونا بیان کرتی ہے۔ جو قرآن کے برخلاف ہے۔

اس کے بعد مولوی صاحب اس طرح لکھتے ہیں کہ: ''بحوالہ لغات لین صاحب بطن کے معنی قبیلہ اور پیٹ ہر دو ہیں۔'' مولوی صاحب قبیلہ کے معنی کو ترجیح دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک مابعد کے الفاظ سے یہ مفہوم خوب چسپاں ہے۔ مولوی صاحب اس طرح فرماتے ہیں کہ: ''اگر یونس اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے والوں سے نہ ہوتا تو وہ اپنی قوم میں ایک معمولی حیثیت کا انسان رہتا اور نبی کا مرتبہ نہ پاتا۔ اگر بطن کے معنی پیٹ کے لئے جائیں تو ضمیرہ کا مرجع مچھلی ہوگا۔ مگر پھر بھی یہ نتیجہ برآمد نہیں ہوتا کہ مچھلی نے یونس کو درحقیقت نگل لیا تھا۔ مفہوم صرف یہ ہے کہ اگر یونس تسبیح کرنے والوں میں نہ ہوتا تو مچھلی اس کو نگل جاتی۔''

جواب!

مولوی صاحب کی عجیب وغریب توجیہ کی گو ناظرین قدر نہ کریں۔ مگر خاکسار تاویل سازی کے فن میں ان کے قابل رشک کمال کا قائل ہے۔ مولوی صاحب نے لغت سے بوسہ کی مثال سے فائدہ اٹھا کر مچھلی کو بھی اسی قیاس پر اجازت نہیں دی کہ اس نے حضرت یونس (علیہ السلام) کو لقمہ کر کے اپنے پیٹ میں نگل لیا ہو۔ اگرچہ برخلاف بوسہ کے اس قسم کی اشیاء کا لقمہ کرنا پیٹ میں ڈالنے کا ایک پیش خیمہ ہوتا ہے۔ دوسری خوش قسمتی مولوی صاحب کی یہ ہے کہ بطن کے معنی لغت نے قوم کے بھی بتا دیئے۔ پس ان کے واسطے اب من مانگی مراد بلا زحمت اٹھانے کے آسانی سے حاصل ہوگئی اور ترجمہ کرنے کا راستہ بالکل صاف ہوگیا کہ (یونس اگر تسبیح نہ پڑھتا تو اپنی قوم میں ایک معمولی آدمی رہتا اور نبوت کا رتبہ نہ پاتا) گویا یہ مفہوم ہوا کہ یونس اس واقعہ سے پہلے نبی نہ تھے۔ صرف تسبیح کی بدولت ان کو نبوت عطاء ہوئی اور ان مولوی صاحب کے استدلال

سے یہ جدید مسئلہ بھی قائم اور ثابت ہوگیا کہ نبوت وہبی عطیہ رحمٰن نہیں بلکہ سعی سے وابستہ ہے۔ اس کے بعد الیٰ یوم یبعثون کے متعلق مولوی صاحب نے نہیں بتایا کہ اگر بطن کے معنی قوم کے ہیں تو قیامت تک یونس معمولی آدمی کس طرح رہ سکتے ہیں۔ مولوی صاحب اس تاویل میں الیٰ یوم یبعثون کو بالکل نظرانداز کر گئے ہیں۔

خیر آگے سنئے؟۔ مولوی صاحب بطن کے معنی پیٹ کے تسلیم کر کے بھی ایک حدیث کی بناء پر جس کا کوئی پتہ ونشان ظاہر نہیں کیا حضرت یونس کی صرف ایڑی مچھلی کے منہ میں دیتے ہیں اور مچھلی کے پیٹ میں ان کے داخل ہونے کا مقدمہ ڈسمس کر دیتے ہیں۔ مولوی صاحب کو قانونی لیاقت نے جس کی سند وہ حاصل کر چکے ہیں۔ اس تاویل سازی کے فن میں بہت مدد دی ہے۔ اب مولوی صاحب کو اپنی توجیہ پر یہاں تک حق الیقین حاصل ہوگیا ہے کہ تورات یوناہ نبی کی کتاب باب دوم میں جو واقعہ حضرت یوناہ (یونس علیہ السلام) کا قرآن شریف اور حدیث صحیح کے مطابق پایا جاتا ہے۔ اس کو بھی محرف اور جعلی قرار دے دیا ہے۔ گویا قرآن یا حدیث صحیح کے مطابق بھی انجیلی بیانات محرف ہیں۔

مولوی صاحب نے حدیث پیش کرنے میں ضرور بخل کا ثبوت دیا ہے۔ اگر اس حدیث کو روشنی میں لاتے تو ہم کو بھی اس حدیث کا دیدار نصیب ہو جاتا۔ ایک دفعہ ان کے بڑے میاں (مرزا غلام احمد قادیانی) نے بھی کرشن جی کی نبوت پر یہ حدیث پیش کی تھی۔

(چشمہ معرفت ص۱۰، خزائن ج۲۳ ص۳۸۲)

’’کان فی الھند نبیاً اسواد للون اسمہ کاھناً‘‘ یعنی ملک ہند میں ایک نبی کالے رنگ والا ہوگذرا ہے۔ جس کا نام کاہن (کرشن تھا) ہم نے دس سال تک سعی بلیغ کی کہ ہم کو اس جماعت سے یا حضرت اقدس (بڑے میاں جی) سے اس حدیث کا کوئی سراغ ملے۔ مگر ہم ناکام رہ کر آخر ہار گئے [1]۔ خیر کچھ ہو مولوی صاحب نے حدیث کا حوالہ دے کر اس مثل کو صادق کر دکھایا ہے۔ جس میں ایک شخص روزہ تو بالکل نہ رکھتا تھا۔ مگر سحری اٹھ کر خوب اہل خانہ کے ساتھ کھا لیا کرتا تھا۔ ایک دن اس کی اماں نے کہا بیٹا تم روزہ تو رکھتے نہیں سحری کس مطلب کے واسطے کھاتے ہو؟۔ وہ بولا تم مجھ کو اسلام سے بالکل خارج کرنا چاہتے ہو۔ روزہ رکھنا یا نہ رکھنا امر دیگر

---

[1] ان قادیانی کرشن جی کا تو قاعدہ تھا کہ جس کلام کو میں حدیث کہہ دوں وہ حدیث اور جس کو میں غلط کہہ دوں وہ غلط ہے۔ چونکہ آپ اس قاعدہ کو نہیں مانتے۔ اس لئے آپ کو تکلیف بھی ہوئی اور کامیاب بھی نہ ہوئے۔

ہے۔ مگر سحری چھوڑنے میں صریح ترک سنت ہے تم مجھ کو کافر بنانا چاہتے ہو۔

آیات محولہ کے متعلق (مشکوۃ ص ۲۰۰ کتاب اسماء اللہ تعالیٰ فصل ثانی) میں یہ حدیث مذکور ہے۔ ''عن سعدٍ قال قال رسول اللہ ﷺ دعوة ذی النون اذا دعاربه وهو فی بطن الحوت لا اله الا انت سبحانك انی كنت من الظالمين لم يدع بها رجل مسلم فی شئی الا استجاب له ۰ رواه احمد والترمذی ''یعنی سعدؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت یونس علیہ السلام کی دعا جب انہوں نے اپنے رب سے دعا کی جب وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے یہ تھی۔ ''لا اله الا انت سبحنك انی كنت من الظلمين '' ہر ایک مسلمان جو کسی حاجت کے واسطے اس دعا کو اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماتا ہے۔ روایت کیا اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی نے۔

اس حدیث مرفوع نے جن کو دو معتبر محدثوں نے روایت کیا ہے۔ مولوی صاحب کی تمام محنت پر پانی پھیر دیا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ مولوی صاحب کو احادیث صحیحہ پر ذرا اعتبار نہیں۔ اگرچہ وہ احادیث کی حمایت کے مدعی ہیں اور یہ بھی اس حدیث سے ظاہر ہو گیا ہے کہ مولوی صاحب نے قرآن مجید کی غلط اور باطل تفسیر لکھ کر لوگوں کو گمراہ کرنے کا وبال اپنے اوپر لیا ہے۔ مولوی صاحب کو حضرت یونس علیہ السلام کے مچھلی کے پیٹ میں جانے سے معلوم نہیں کیوں ضد اور انکار ہے۔ اگر بقول مولوی صاحب مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کی صرف ایڑی ہی اپنے منہ میں رکھ لی تھی اور ان کو نقصان نہ پہنچا تھا تو معجزہ یا خرق عادت فعل تو اس طرح بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ مولوی صاحب نے مزید روشنی نہیں ڈالی کہ مچھلی نے جب حضرت یونس علیہ السلام کی ایڑی کو اپنے منہ میں لیا تھا تو آپ کا باقی دھڑ سمندر میں کس پوزیشن میں موجود رہا کھڑا رہا یا لیٹا رہا یا غوطے کھاتا رہا اور مولوی صاحب نے اس امر کا بھی اطمینان نہیں دلایا کہ مچھلی جیسا گوشت خور جانور حضرت یونس علیہ السلام کا کس بناء اور اصول پر جسم خورد برد ہونے سے محفوظ رکھتا ہے اور جب تک ان کی ایڑی منہ میں ہے۔ خود روزہ سے رہتا ہے۔ حتیٰ کہ سمندر کے کنارے پر ڈال دیتا ہے۔ مولوی صاحب کے نزدیک یہ سب کچھ بامر اللہ جائز ہو سکتا ہے۔ مگر حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں جانا جائز نہیں۔ اب بھی اگر قرآن کی ایسی تفسیر دیکھ کر کسی اسلامی ریاست کے حاکم یا اسلامی انجمن کے صدر یا سیکرٹری کی رگ حمیت میں جوش نہ آئے تو اس کی ہستی یا عدم ہر دو برابر ہیں۔ اہل سنت کے صحیح مسلک پر انگریزی ترجمہ معہ مختصر تفسیر تیار کرو کہ انگریزی خوان مسلمانوں کو گمراہی سے بچانا سب کا اولین فرض ہے۔ کاش کوئی اسلامی انجمن یا اسلامی ریاست

اس طرف متوجہ ہوکر اجر عظیم حاصل کرے۔

نوٹ! اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس وقت رابطہ عالم اسلامی نہ صرف انگلش بلکہ پچاس ساٹھ سے بھی زائد زبانوں میں ترجمہ وتفسیر شائع کر چکا ہے۔فقیر مرتب!

ریویو نمبر۳

کچھ عرصہ ہوا ہے کہ اخبار اہل حدیث امرتسر میں خاکسار کے دو مضمون یکے بعد دیگرے مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۲۰ء، ۸/اکتوبر ۱۹۲۰ء کو شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں اسی امر کو بخوبی ثابت کیا گیا تھا کہ مولوی صاحب احادیث صحیحہ کو صرف زبان سے تسلیم کرتے ہیں۔ مگر قرآن شریف کی تفسیر میں ان کو پس پشت ڈال کر تفسیر بالرائے کو پیش کر دیتے ہیں۔ ان کے اور قادیانی جماعت کے نزدیک اگرچہ یہ فعل بالکل جائز ہو۔ مگر محمدی مسلم انگریزی دانوں کے واسطے جو دینی تعلیم سے کافی حصہ نہیں رکھتے یہ تفسیر سراسر گمراہی کا موجب ہے۔ اس قسم کے انگریزی دان گریجویٹ بالعموم قرآن شریف کو بھی انگریزی زبان کے ذریعے ہی سیکھنا پسند کرتے ہیں اور باوجود اردو پڑھ سکنے کے بھی وہ کسی محمدی مسلمان کا اردو ترجمہ یا اردو تفسیر دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ چونکہ اہل سنت کے اصول اور عقائد کی بناء پر کوئی انگریزی ترجمہ معہ تفسیر اب تک شائع نہیں ہوا اور نہ کسی مسلم ریاست کی توجہ اس طرف ہوئی ہے۔ نہ انجمن حمایت اسلام لاہور انجمن نعمانیہ لاہور کسی انجمن اہل حدیث نے اس ضرورت کو اب تک پورا کرنے کا وعدہ یا اعلان شائع کیا ہے۔ اس واسطے ہمارے انگریزی دان بھائی مولوی صاحب کے ترجمہ اور تفسیر کو خرید کرنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ صرف اسی قدر نہیں بلکہ اس کی تعریف میں چند کلمات مدح کے بھی ان کی زبان سے خاکسار نے خود اپنے کانوں سے سنے ہیں۔ اگر بنظر ہمدردی یا غیرت اسلام کوئی انگریزی دان اہل سنت سے مولوی صاحب کے ترجمہ اور تفسیر کے متعلق کچھ روشنی بزبان انگریزی ڈال دیتے تو خاکسار کو اس ضعیف العمری میں وہ محنت برداشت نہ کرنی پڑتی۔ جو کچھ عرصہ سے کر رہا ہوں۔ مگر الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے آخر اس خدمت کے واسطے اس حقیر بے بضاعت کو پسند فرمایا۔ ’’ذالك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم ‘‘لہٰذا پورے ۳۲ صفحہ کا ایک انگریزی رسالہ مولوی صاحب کے قرآن کے متعلق بناء پر مفت تقسیم شائع ہوگیا ہے۔ جو قابل مطالعہ ہے۔ ممکن ہے کہ کسی وقت اس کے اقتباسات سے ناظرین کو محظوظ کیا جائے۔ اس قدر اطلاع دینا دلچسپی سے خالی نہیں کہ سرگودھا میں مذکورہ انگریزی قلمی رسالہ جس جس گریجویٹ نے پڑھا ہے اس کے دل میں مولوی صاحب کے ترجمہ اور تفسیر کی نسبت وہ سابقہ عظمت باقی نہیں رہی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہے کہ

میرے رسالہ کی چھپوائی کا زیادہ تر حصہ انہوں نے ہی ادا کر دیا ہے۔

ریویو نمبر ۴

ناظرین گذشتہ تین نمبروں میں مولوی محمد علی لاہوری کے اس ترجمہ اور تفسیر کی مختصر کیفیت سے آگاہ ہو چکے ہوں گے۔ جو آپ نے بزبان انگریزی شائع کی ہے۔ مولوی صاحب نے پہلی دفعہ پانچ ہزار جلدیں ولایت سے تیار کرائی تھیں۔ جو قریباً کل فروخت ہو چکی ہیں۔ اب آپ نے دس ہزار جلد کا انڈنٹ ولایت میں بھیجا ہوا ہے۔ جس کی تعمیل امروز فردا ہوا چاہتی ہے۔ ہمارے اسلامی بھائیوں کی بدمذاقی سے مولوی صاحب نے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ ان کو معلوم تھا کہ فیصدی اسی گریجویٹ اور دیگر انگریزی دان مسلمان بوجہ مسلمان ہونے کے باوجود دریش منڈ وانے کے انگریزی قرآن کو ضرور کم وبیش پڑھیں گے۔ پس ترجمہ وتفسیر کے ذریعے سے اپنے جدید فرقہ کے عقائد سے ان کو متاثر کرنے کا بہتر موقعہ ہاتھ انہیں آئے گا۔ اگر تحقیق کی جائے تو انشاء اللہ پہلی پانچ ہزار جلد سے چار ہزار جلد ضرور محمدی مسلمان خرید چکے ہیں۔ میں اس نتیجہ پر بعض شہروں میں محمدی مسلمانوں کے پاس مولوی صاحب کا انگریزی قرآن بچشم خود دیکھ چکا ہوں۔ ممکن ہے کہ میرا یہ تخمینہ پورا صحیح نہ ہو۔ مگر اس کے قریباً صحیح ہونے میں شک نہیں۔ مولوی صاحب نے اپنے ترجمہ وتفسیر میں ملائک کے متمثل ہونے سے صریح انکار کر دیا ہے درحالیکہ بخاری اور مسلم میں علاوہ دیگر کتب احادیث کے ملائک کا انسانی وجود میں تمثل ہونا بلا تاویل روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ ایک طرف مولوی صاحب کا احادیث صحیحہ کو برسر وچشم قبول کرنا اور دوسری طرف ان سے صاف انکار کر دینا ایک ایسی بداصولی ہے۔ جس کو جس قدر نفرت کی نگاہ سے دیکھا جائے کم ہے۔ قادیانی جماعت نے البتہ پہلے پارہ کے اردو ترجمہ میں اپنی تفسیر کے چند اصول شروع میں لکھے ہیں۔ جن میں احادیث صحیحہ مرفوع کو تسلیم کر لیا ہے۔ مگر آخر اس پر قائم نہیں رہی۔ چنانچہ ناظرین مبصرین سے یہ راز پوشیدہ نہیں۔ اب خداتعالیٰ کی قدرت کا تماشہ لاہوری اور قادیانی ہر دو میں قابل دید ہے کہ احادیث صحیحہ کو ہر دو جماعت تسلیم کرتی ہیں۔ مگر کم از کم تفسیر میں ان کو پس پشت ڈال کر اپنی رائے سے کام لیتی ہیں۔ اہل سنت کے ان ہر دو جماعتوں سے مناظرے ہوئے ہیں۔ جن میں اہل سنت نے ان کا قافیہ ایسا تنگ کیا ہے کہ سوا ان جماعتوں کو بچاؤ کی اور کوئی صورت نظر نہیں آئی۔ اس جماعت کے ہر دو فریق سے آئندہ اگر بحث کا موقعہ ہاتھ لگے تو احادیث صحیحہ کے قبول کروانے کا اصول ضرور قائم کروا لینا چاہئے۔ ورنہ ان کے چیلنج کی مطلقاً پرواہ نہ کرنی چاہیئے۔ شکست کی صورت میں بھی یہ لوگ اپنے اخبارات میں اپنی فتح کا ڈنکہ بجا کر اپنا سکہ جما لیتے ہیں۔

ان نمبر میں بخاطر ضیافت طبع ناظرین ایک دو مثالیں مولوی محمد علی کے انگریزی قرآن سے پیش کرنا ان کی قرآن فہمی اور عربی دانی کا سرٹیفکیٹ خیال کرنا مناسب ہوگا۔ مولوی صاحب صفحہ ۱۲۳ پر بذیل آیت ''اوکالذی مرّ علیٰ قریة (پارہ ۳ رکوع ۳)'' کے واقعہ کو خواب کا واقعہ بتلا کر لکھتے ہیں کہ قرآن ایسے واقعات کے متعلق جو خاص عبارت یا طرز واقعہ یا کسی ماقبلی تاریخ کے رو سے خود بخود خواب کا مفہوم ہو۔ لفظ خواب کا بالعموم استعمال نہیں کرتا اور اس اصول خانہ زاد کی تصدیق میں مولوی صاحب حضرت یوسف کی مثال پیش کرتے ہیں کہ جب حضرت یوسف نے گیارہ تاروں اور سورج اور چاند کو اپنے کو سجدہ کرنے کا تذکرہ اپنے والد کو سنایا تو خواب کا لفظ بالکل استعمال نہ کیا۔

جواب!

اگر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے اس تذکرہ کے وقت خواب کا لفظ استعمال نہیں کیا تو کیا حرج تھا۔ کیونکہ اس وقت وہ بالکل نابالغ تھے اور واقعہ بھی ایسا تھا جس کا ظاہری عالم ناسوت میں امکان تھا۔ جب باپ نے یہ واقعہ سنتے ہی کہہ دیا ''یا نبی لا تقصص رؤیاك علیٰ اخوتك فیکیدوا لك کیداً (یوسف:۵)'' یعنی اے بیٹا اس خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے مت کرنا نہیں تو وہ تیرے واسطے کوئی بری تجویز کریں گے۔ تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ قرآن نے اس واقعہ میں خواب کا لفظ استعمال کرنے سے کیوں کر پہلو تہی کی۔ اگر ایک بچہ نے سہواً خواب کا لفظ ترک کیا تو دوسرے ہوشیار اور زیرک نے اس بات کو واضح کر دیا۔ لہٰذا مولوی صاحب کا اصول خانہ زاد تار عنکبوت سے بھی کمزور ہے۔ یہ جماعت قرآنی معارف کے خاص علم کی مدعی ہے۔ مگر مولوی صاحب اگر کچھ آگے چل کر قرآن کو دیکھتے تو اس آیت کو خود حضرت یوسف کی زبان سے سن لیتے۔ ''قال یا ابت ھذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلها ربی حقاً (یوسف:۱۰۰)''

مولوی صاحب نے تعجیل سے کام لے کر اپنا بنا بنایا کام بگاڑ دیا ہے۔ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ جو جو واقعہ خواب کا قرآن مجید میں مذکور ہے وہاں قرآن نے اس کو پردۂ اخفاء میں ہرگز نہیں رکھا۔ بلکہ صاف لفظ (منام) یا رؤیا یا تاویل کا استعمال کر کے کسی اہل ہوا کی دال گلنے نہیں دی۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس اصول کو تاڑ کر اہل اسلام پر ایک بڑا بھاری احسان کیا ہے کہ قرآن شریف میں لفظ (رؤیا) پورے سات دفعہ دیکھ کر صرف سورۂ بنی اسرائیل والے رؤیا کو اس کے عام معنوں سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ چنانچہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے (ج۲ص۶۸۶) اور (بخاری

ج۲ص۹۷۸) میں دو دفعہ اس پر باب باندھا ہے۔ ''وما جعلنا الرؤیا التی اریناك الا فتنة للناس ''جس میں رؤیا کا صحیح مفہوم واقعہ چشم دید ہے۔ نہ کہ خواب کا حضرت ابن عباس رئیس المفسرین نے اس آیت میں لفظ فتنہ کے قرینہ کو دیکھ کر مطلب اور مفہوم کو بخوبی واضح کردیا۔ مگر افسوس اہل ہوائے اس سے فائدہ اٹھانے کی بجائے اپنے آپ کو فتنہ کا مصداق ثابت کردیا اور معراج نبوی کو خواب یا کشف سے منسوب کر کے اہل سنت کی جماعت سے علیحدہ ہوگئے۔ قرآن کو قرآن سے سمجھنا قرآن فہمی کا سب سے پہلا اصول ہے۔ دوسرا اصول حدیث مرفوع ذریعہ ہے۔ تیسرا اصول حضرت ابن عباسؓ ودیگر جمہور صحابہؓ کا مفہوم چہارم تاریخ وعربی علم ادب ہے۔ بشرطیکہ یہ پہلے تین اصولوں کے خلاف نہ ہو۔ کچھ اور بھی اصول ہیں۔ جن کا محل بیان یہ مضمون نہیں۔

ا...... ''فلما بلغا مجمع بینهما نسیا حوتهما فاتخذ سبیله فی البحر سربا (الکهف:۶۱) ''یعنی جب ہر دو شخص دو دریاوں کے ملنے کی جگہ پر پہنچے تو دونوں اپنی مچھلی کو بھول گئے۔ پس مچھلی نے دریا میں سرنگ بنا کر اپنا راستہ لیا۔ مولوی صاحب کا معہ قادیانی جماعت کے جب معجزہ سے صاف انکار کا عقیدہ ہے تو کس طرح ممکن تھا کہ ترجمہ میں تحریف نہ کرتے۔ آپ نے صفحہ ۶۰۰ پر یوں ترجمہ کیا ہے (اور مچھلی سمندر میں راستہ لے کر چلی) مولوی صاحب نے سربا کو جو راستہ لینے کی کیفیت کو ظاہر کرتا ہے۔ بالکل نظر انداز کردیا ہے۔ اپنے نوٹ نمبر۱۵۱۳،۱۵۱۴ میں اس صفحہ پر اس طرح لکھتے ہیں کہ (بموجب حدیث بخاری مچھلی کا گم ہونا صرف منزل مقصود مل جانے کا نشان تھا۔ قرآن یا حدیث میں ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ یہ بھونی ہوئی مچھلی تھی۔ تعجب کا ظہور مچھلی کے دریا میں چلے جانے پر نہیں بلکہ امر پر ہے کہ صاحب موسیٰ اس کا تذکرہ موسیٰ سے کرنا بھول گیا تھا۔) مولوی صاحب نے بخاری کا حوالہ دینے سے اپنی حدیث دانی پر سخت دھبہ لگایا ہے۔ بخاری نے ۱۳ ویں پارہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ کے متعلق ایک باب باندھ کر دو احادیث لکھی ہیں۔ جن سے مچھلی کا عجیب طرح سے دریا میں راستہ بنانا ثابت ہوتا ہے۔ ناظرین خود بخاری کھول کر دیکھ لیں کہ مولوی صاحب نے کہاں تک دیانت داری سے کام لیا ہے۔ راقم بوجہ طوالت ان کی نقل سے معذور ہے۔ مچھلی کے عجیب طور پر راستہ بنانے پر ایک تو لفظ سربا شدید ہے۔ دوسرا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رفیق کا خود چشم دید واقعہ جس پر یہ آیت شاہد ہے۔ ''واتخذ سبیله فی البحر عجبا'' باقی رہا مولوی صاحب کا فرمانا کہ قرآن شریف سے ثابت نہیں کہ یہ مچھلی بھونی ہوئی تھی۔ سو ناظرین

مولوی صاحب کی قرآن فہمی پر ضرور ہنس کر کہیں گے کہ جب موسیٰ نے اپنے رفیق سے ناشتہ طلب کیا۔(اتنا غدأنا) تو وہ گمشدہ مچھلی ناشتہ کا کیوں کر ایک جز و نہ تھی؟۔اور بالفرض محال زندہ رکھ لی تھی۔ جب بھی اتنا عرصہ بدوں پانی کے وہ کیونکر زندہ رہ سکتی تھی؟۔قرآن شریف سے مچھلی کا زندہ ہو جانا بہر صورت ثابت ہے اور مولوی صاحب کی تفسیر بالرائے باطل ہے۔ مولوی صاحب کو خاکسار نے اپنے انگریزی جدید رسالہ میں صادق توبہ کا اعلان کرنے کے واسطے ایک مودبانہ چٹھی لکھی ہے۔دیکھئے مانتے ہیں یا نہیں۔

ریویو نمبر ۵

پیغام صلح کی لعنت کا مصداق کون ہے؟۔

مولوی محمد علی امیر جماعت احمدی لاہور لکھے انگریزی قرآن کا اردو میں یکم اکتوبر ۱۹۲۰ء سے سلسلہ ریویو شروع ہے۔جس پر پیغام صلح کے ایڈیٹر صاحب نے ایسی سکوت اختیار کی ہے کہ گویا ان کی دوات سے سیاہی نے جواب دے دیا ہے۔دس ماہ کے بعد اب ذرہ بیدار ہو کر حوت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق مندرجہ نمبر ۴ مطبوعہ ۵راگست کا جواب لکھا ہے۔مگر باقی اعتراضات کے نزدیک آنے سے آپ کا قلم کانپ گیا ہے۔ہم شروع سلسلہ سے ہی ہر دو مرزائی جماعت پر معجزہ کے انکار کا الزام عائد کر رہے ہیں۔جس پر پیغام صلح مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۲۱ء صفحہ ۳ پر مرزا قادیانی کا شعر نقل کر کے ''لعنة الله على الكاذبين'' کا فتویٰ سناتا ہے۔ہاں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے قرآنی معجزات کے منکر کو ملعون کہا ہے۔مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ درحقیقت اس لعنت کا مصداق کون ہے؟۔اصول عمل کی خاطر وضع کیا جاتا ہے۔مگر باوجود معجزہ ثابت ہو جانے کے اس کو تسلیم نہ کرنا منکر کو ''لعنة الله علىٰ الكاذبين'' کا واقعی مصداق بنا دیتا ہے۔اہل حدیث مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۲۰ء مورخہ ۸راکتوبر ۱۹۲۰ء نمبر ریویو نمبر ۱،۲ میں ہم نے متعلق تین معجزات کی بحوالہ احادیث صحیحہ تفسیر کی تھی۔جس سے مولوی محمد علی صاحب نے اپنے انگریزی قرآن میں بالکل انکار کر دیا ہوا ہے۔ایک تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعی آگ میں ڈالا جانا دوسرا حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں داخل ہونا۔تیسرا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بحالت رضاعت الہام سے غیب کے متعلق کلام کرنا اب پیغام صلح کے ایڈیٹر صاحب کی خدمت میں التماس ہے کہ یا تو حتی الوسع جلد ثابت کر دیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ واقعات کے متعلق ہماری بیان کردہ تفسیر نہیں کی یا اس لعنت کو واپس لے کر حسب مراتب ہر دو احمدی جماعت میں تقسیم فرما دیں۔

باقی پیغام صلح کی مہذبانہ تحریر کی بات ہم قلم کو روک لیتے ہیں۔ کیونکہ یہ ان کی سنت مؤکدہ ہے۔ ہاں ان کے چیلنج کا جواب انشاء اللہ دیا جاوے گا۔

نوٹ! جواب دیکھو ریویو نمبر ۱۰ میں۔

ریویو نمبر ۶

مولوی صاحب اپنے قرآن کے صفحہ ۲۴۱ پر بذیل آیت ''وما قتلوه وما صلبوه (الی) وما قتلوه یقیناً (نساء:۱۵۷)'' یہ بیان تحریر فرماتے ہیں کہ لفظ صلبوہ سے مسیح کے صلیبی عذاب کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔ نفی صرف صلیبی عذاب سے موت کی ہے۔ اس کے متعلق کچھ اور بیان بھی درج ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ مسیح صلیب پر عذاب ضرور دیئے گئے۔ مگر وہاں وہ فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ بعد ازیں قدرتی موت سے مر چکے ہیں۔ مولوی صاحب مسیح کے صلیبی عذاب میں نصاریٰ کے مقلد ہیں اور ان کی قدرتی موت کے وقوعہ میں اپنے خیالات کے پابند ہیں۔ مولوی صاحب نے قرآن کی چار آیات ذیل کو بالکل نظر انداز کر کے قرآن فہمی کے ایک اعلیٰ اصول کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

ا...... ''وجیھاً فی الدنیا والاخرة ومن المقربین (آل عمران:۴۵)'' یعنی فرشتوں نے مریم کو بطور خوشخبری کے سنایا کہ مسیح دنیا اور آخرت ہر دو میں باعزت ہوگا اور خاص الخاص بندوں میں سے ہے۔

ب...... ''ومکروا ومکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین (آل عمران:۵۴)'' یعنی یہود نے مسیح کے بارہ میں بری تدبیر سوچی اور اللہ نے بھی تدبیر سوچی اور اللہ سب تدبیر کرنے والوں پر غالب رہتا ہے۔

ج...... ''واذ کففت بنی اسرائیل عنك (مائدہ:۱۱۰)'' یعنی اے مسیح تم اللہ کا احسان یاد کرو۔ جب اس نے تم کو بنی اسرائیل کے ہاتھوں سے بچالیا۔

د...... ''وجعلنی مبارکاً اینما کنت (مریم:۳۱)'' اور حضرت مسیح علیہ السلام نے بالہام ربانی مہد میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بابرکت بنایا ہے۔ جہاں کہیں میں رہوں۔

اگر کوئی باانصاف عربی سمجھنے والا مذکورہ بالا چار آیات کی صحیح مراد پر غور کرے تو ہرگز ممکن نہیں کہ وہ اس امر کے قبول کرنے کے واسطے تیار ہوگا کہ یہود نے حضرت مسیح علیہ السلام پر قابو پالیا اور ان کو پکڑ کر ذلیل بھی کیا اور آخر صلیب پر چڑھا کر کیل کانٹے ان کے ہاتھوں اور پیروں میں ٹھونک دیئے۔ مولوی صاحب نے چار آیات مذکورہ میں سے صرف دوسری آیت کی تاویل اس

طرح کی ہے کہ یہود کا مکر یہ تھا کہ وہ مسیح علیہ السلام کو صلیب پر لعنتی موت سے ماریں اور اللہ تعالیٰ کا یہ مکر تھا کہ مسیح علیہ السلام کو لعنتی موت سے بچالیا۔ مولوی صاحب واحادیث مرفوعہ کے رد کرنے میں تو مولوی عبداللہ چکڑالوی کے قریباً ہم پہلو تھے ہی مگر نصوص قرآنی کو بھی رد کر کے ان کی ایسی تاویل کرنے کے عادی ہیں۔ جس کی دیگر آیات مانع ہیں۔ نہیں معلوم اللہ تعالیٰ نے اس ناچیز خاکسار کو مولوی صاحب کی قرآنی تفسیر کی تردید پر بالخصوص کیوں مامور کیا ہے۔ جب ملک میں خاکسار سے بڑھ کر انگریزی اور عربی دان مسلم اصحاب موجود ہیں۔ جن کی شاگردی کو میں اپنا فخر کرتا ہوں۔ مجھ کو اس میں یہی حکمت الٰہی معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن فہمی میں میرا خاص معاون ہونا پسند کرتا ہے۔ ناظرین ایک کرشمہ قدرت کی مثال اس کے متعلق ملاحظہ فرما کر میرے حق میں دعا کریں۔ تاکہ آئندہ بھی اس اسلامی خدمت کو خلوص باطنی سے انجام دیتا رہوں۔ وہ کرشمہ قدرت یا رحمت الٰہی یہ ہے کہ تدبر سے قرآن کی ایک ایسی آیت میرے سامنے لائی گئی ہے۔ جو مذکورہ چار آیات کی پوری اور صحیح تفسیر ہی نہیں بلکہ ہر قسم کی مردود تاویل کا پورا قلع قمع کر دیتی ہے۔ قرآن شریف کے پارہ ۹ رکوع ۱۸ میں آیت ذیل نے ہر قسم کی باطل تفسیر بالرائے کو رد کر دیا ہے اور مسیح علیہ السلام کو یہود کے قابو میں ہرگز نہیں دیا اور جب یہود کو ان پر قابو ہی نہیں دیا تو ان کی گالوں پر طمانچے مارنا، منہ پر تھوکنا اور کانٹوں کا تاج پہنانا اور آخر سولی پر چڑھا کر کیل کانٹے ہاتھوں اور پاؤں پر ٹھوک دینا۔ کیوں کر لائق تسلیم ہے؟۔ ’’واذ یمکربك الذین کفروا لیثبتوك اویقتلوك اویخرجوك ویمکرون ویمکراللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین (انفال:۳۰)‘‘ یعنی اے محمد ﷺ ہمارے احسان کو یاد کرو۔ جس وقت کافروں نے تمہارے گرفتار کرنے یا قتل کرنے یا شہر سے نکال دینے کی تدبیر کی اور وہ تدبیر کرتے تھے اور اللہ بھی تدبیر کرتا تھا اور اللہ سب کی تدبیروں پر غالب آنے والا ہے۔ اس جگہ تعجیل سے شاید کوئی میرا بھائی اس طرح نہ کہہ دے کہ یہ آیت تو جناب سرور کونین علیہ السلام کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام سے اس کا کیا تعلق؟۔ ہاں تعلق تو ایک طرف رہا بلکہ بعینہ یہی آیت حضرت مسیح علیہ السلام کی حفاظت کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ اگر فرق ہے تو صرف یہ ہے کہ زمانہ چونکہ قرآن کریم کے نزول وقت گذر چکا تھا۔ اس واسطے اس آیت میں ہر دو افعال ماضی میں ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کے متعلق جو مذکورہ آیت ہے اس کے ہر دو افعال مضارع میں ہیں۔ کیونکہ آپؐ نزول آیت کے وقت موجود تھے۔ مگر واللّٰہ خیر الماکرین ہر دو آیات کے آخیر میں مساوی مذکور ہے۔ ’’ومکروا ومکراللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین (آل عمران:۵٤)‘‘ مذکورۃ الصدر ایک ہی

قبیل اور مفہوم کے ماتحت ہیں اور تمام قرآن میں صرف دو دفعہ یہ آیت واقعہ ہوئی ہے اور صرف دو پیغمبروں کے واسطے اب خاکسار کو ظن غالب ہے کہ اہل السنّت مسلمان تو ایک طرف رہے لاہوری اور قادیانی (احمدی) ہر دو فریق بھی اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت رسول کریم ﷺ پر کفار قریش قابو نہ پاسکے۔ جب انہوں نے ایک رات آپؐ کے مکان کا محاصرہ گرفتاری یا قتل کے ارادہ سے کرلیا تھا۔ مگر آپ حضرت علیؓ کو اپنی چارپائی پر لٹا کر ہمراہ حضرت صدیقؓ چپکے سے روپوش ہوکر غار ثور میں جو مکہ شریف کے قریب ہی مدینہ کے راستہ پر واقعہ تھا جا چھپے تھے اور محاصرین اس غیبی اور اعجازی فرار کو معلوم کر کے باوجود گرما گرم تعاقب کے آپؐ کو گرفتار کرنے میں سخت ناکام اور مایوس ہوئے تھے۔ یہ ایک متواتر تاریخی واقعہ ہے۔ جس سے انکار کرنا گویا اللہ تعالیٰ کی غالب تدبیر کو جس کا اظہار اور ثبوت (خیر الماکرین) میں موجود ہے۔ بالکل باطل کر دینے کے مساوی ہے اب اہل باطل کی کل تاویلات باطلہ کو اس آیت نے بالکل ھباءً منثوراً کر دیا ہے۔

نہایت تعجب اور حیرت ہے کہ وہی آیت جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے واسطے وارد ہو تو وہاں یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ آپ کفار کے قبضہ بموجب وعدہ الٰہی ہرگز نہ آسکے۔ لیکن جب بعینہٖ وہی آیت حضرت مسیح علیہ السلام کے بارہ میں وارد ہو تو یہ نتیجہ برآمد کیا جاتا ہے کہ یہودیوں نے مسیح ابن مریم کو گرفتار کرلیا راستہ میں ہر طرح کی ناگفتنی بےعزتی بھی کی اور آخر سولی پر چڑھا کر ان کے ہاتھوں اور پیروں میں کیل کانٹے بھی ٹھونک دیئے۔ (نعوذ باللہ من ہٰذہ البہتان العظیم) ایک ہی قسم کی ہر دو آیات سے دو مختلف نتیجے پیدا کرنا اہل حق اور اہل علم کی شان سے نہایت بعید ہے۔ اب خاکسار اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کا راز بیان کرتا ہے کہ اس نے صرف دو پیغمبروں کے واسطے ہی کیوں ایک ہی قبیل کی آیت نازل فرمائی؟ عالم الغیب جل شانہ کو معلوم تھا کہ مسلمان کہلانے والوں سے بھی ایک فرقہ کسی وقت تقلید اہل کتاب کر کے حضرت مسیح علیہ السلام جیسے برگزیدہ پیغمبروں کو بھی باوجود مذکور پانچ آیات ان کی شان میں پڑھنے کے ان کی تاویل باطلہ کر کے حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود کے حوالہ کر کے بڑی بے آبروئی سے آخر صلیب پر چڑھائے گا اور ان کے ہاتھوں پیروں میں کیل کانٹے ٹھونک دینا تسلیم کر کے کم علم مسلمانوں کو گمراہ کرے گا۔

جب سے قادیانی گروہ کا ظہور ہوا ہے اور اہل سنت نے اس سے مناظرے بھی کئے اس کی تاویلات باطلہ کی اپنی اکثر تصانیف میں خوب قلعی بھی کھولی۔ مگر جناب رسول خدا ﷺ کے متعلق خیر الماکرین والی مذکورہ آیت کو حضرت مسیح کے متعلق خیر الماکرین والی آیت سے تطبیق دے کر اس قادیانی گروہ پر کسی نے اب تک حجت پوری نہیں کی۔ جناب سرور کونینؐ کے متعلق خیر

الماکرین والی آیت ہمیشہ قرآن میں ہر زمانہ میں زیر تلاوت رہی۔ سلف کے علماء اور مفسرین کو حضرت مسیح علیہ السلام والی خیر الماکرین کی آیت سے تطبیق دے کر صحیح نتیجہ اخذ کرنے کی اس واسطے ضرورت محسوس نہ ہوئی کہ ان کے عہد میں قادیانی خیالات کا اس قدر چرچا نہ تھا۔ انہوں نے دیگر آیات محولہ صدر کو مسیح علیہ السلام کے عدم صلیب اور عدم ذلت کافی نصوص خیال کیا۔ چنانچہ اہل سنت کے ایک بھی باعلم مصنف یا مفسر نے حضرت مسیح علیہ السلام کا یہود سے گرفتار ہو کر صلیب پر چڑھایا جانا تسلیم نہیں کیا۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو مسیح ابن مریم بنانے کی خاطر جدید عقائد کی بنیاد ڈالی اور قرآنی آیات کی تاویلات باطلہ کا دروازہ ایسا فراخ کر دیا کہ بموجب پیش گوئی حضرت مسیح علیہ السلام اچھے لکھے پڑھے بعض مسلمان بھی اس چاردیواری میں داخل ہو گئے۔ خاکسار بالفعل احادیث صحیحہ کو نظر انداز کر کے جن کی رو سے مرزا قادیانی مسیح موعود ہرگز نہیں بن سکتے۔ ہر دو لاہوری اور قادیانی جماعت کو اس آیت کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ ''ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر المکرین (انفال:۳۰)'' یہ آیت متعلق جناب رسول اللہ ﷺ حضرت مسیح والی آیت ''ومکرو امکر اللہ واللہ خیر الماکرین (آل عمران:۵۴)'' کے مترادف ہے۔ اندریں صورت خاکسار نہایت اشتیاق سے اس امر کا منتظر رہے گا۔ مرزائی جماعتوں میں کوئی فرد باانصاف قرآن شریف کو اللہ تعالیٰ کا بے مثل بلیغ کلام یقین کر کے اس قرآنی نص کے سامنے جو کسی تاویل کی متحمل نہیں۔ اپنے تقلیدی عقیدہ سے توبہ کر کے اہل سنت کے زمرہ میں شامل ہونے کے واسطے آمادہ ہے یا نہیں۔ مگر ''ابوجہل از کعبہ مے آید و ابراہیم از بت خانہ کار با عنایت است باقی بہانہ''

ریویو نمبر ۷

خاکسار نے نمبر ۵ مندرجہ اہل حدیث مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۲۱ء میں چند آیات قرآنی کی بناء پر ثابت کیا تھا کہ یہود حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام پر ہرگز قابو نہ پا سکے۔ چہ جائیکہ ان کو بے عزت کر کے سولی پر چڑھا دیا ہو اور یہ بھی لکھا تھا کہ کسی اہل سنت کے مفسر یا عالم نے اس امر کو تسلیم نہیں کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام واقع میں سولی پر چڑھائے گئے تھے۔ اس پر ایڈیٹر پیغام صلح نے اپنے اخبار مورخہ ۵ر اکتوبر ۱۹۲۱ء کے صفحہ ۳ پر اس کے متعلق اہل سنت کی ایک معتبر کتاب کے حوالہ سے اس مضمون کی تردید لکھی تھی۔ خدا بھلا کرے ایڈیٹر صاحب اخبار اہل حدیث کا جنہوں نے محض حق کی تائید کی خاطر اپنے اخبار مورخہ ۳۰ر دسمبر ۱۹۲۱ء کے صفحہ ۴۰ پر ایڈیٹر پیغام صلح کی علمیت و دیانت کی ایسی قلعی کھول دی کہ اب تک وہ ان کے چیلنج کے سامنے

آنے کی بالکل جرأت نہیں کر سکا۔ وہ مضمون بعد حذف امور غیر متعلقہ و بعد حذف عربی عبارت عنوان ذیل سے شروع ہوتا ہے۔

قادیانی امت علم وفضل میں کہاں تک درجہ کمال رکھتی ہے

ہم بتاتے ہیں کہ تحقیق مسائل میں اس امت کو کیا درجہ نصیب ہے۔ ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ہمارے مکرم دوست ماسٹر غلام حیدر صاحب پنشنر سرگودھا قادیانی امت کے انگریزی ترجمہ کی تنقید کر رہے ہیں۔ چنانچہ ان کی طرف سے ۷نمبر نکل چکے ہیں۔ ان کے جواب میں ایڈیٹر پیغام صلح لاہور ایک جگہ لکھتا ہے۔

ماسٹر غلام حیدر صاحب نے تو سنی سنائی ہی باتیں یاد کی ہوئی ہیں۔ اگر ماسٹر صاحب اس روایت ہی کو پڑھ لیتے۔ جو کتاب استیعاب سے مدارج النبوۃ میں نقل ہوئی ہے کہ بعد نزول سورہ نساء جس میں آیت ''ماصلبوہ'' وارد ہوئی ہے۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ (جو بدری صحابہؓ میں تھے) آنحضرت ﷺ کے قاصد ہو کر مقوقس والی اسکندریہ کے جو عیسائی تھا۔ نامہ مبارک آنحضرت ﷺ لے کر گئے۔ تو مقوقس نے ان سے یہ اعتراض کیا کہ اگر تمہارا صاحب نبی ہے تو اس نے کیوں خدا سے دعا نہ کی کہ اس کو مکہ سے ہجرت نہ کرنی پڑتی۔ اس پر حاطبؓ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تو نبی تھے۔ انہوں نے کیوں دعا نہ کی کہ دار پر کھینچے نہ جاتے تو (ماسٹر غلام حیدر صاحب) یہ بھی کہتے کہ حضرت علامہ سیدنا محمد علی صاحب مسیح کی صلیب پر کھینچے جانے میں نصاریٰ کے مقلد ہیں۔ (اخبار پیغام صلح ۱۵ار اکتوبر ص۳ک)

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ کتاب استیعاب سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر چڑھائے جانے کا اعتراف کیا ہے۔

آیئے! ہم استیعاب میں اس مضمون کو تلاش کریں۔ مگر پیش کرنے سے پہلے ہم قادیانی امت کو چیلنج دیتے ہیں کہ اگر وہ اپنے اندر صداقت پاتے ہیں تو آئیں استیعاب کو بیچ میں رکھ کر ہمارے ساتھ فیصلہ کریں۔

تاسیاہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد

پس سنیئے! (استیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج۱ص۳۷۶،۳۷۷) میں یوں مذکور ہے۔

''حاطب نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے اسکندریہ کے حاکم مقوقس کے پاس بھیجا میں نے آنحضرت ﷺ کا خط اس کو پہنچایا اس نے مجھے اپنے مکان میں اتارا میں اس کے پاس کئی روز ٹھہرا رہا ایک روز اس نے اپنے مذہبی علماء کو بلا کر مجھے بھی بلایا اور کہا کہ میں تجھ سے ایک بات

پوچھتاہوں۔ میں چاہتاہوں کہ تو وہ بات میری اچھی طرح سمجھ لیجیو میں نے کہافرمائیے! کہاتو مجھے اپنے صاحب کی طرف سے بتا کیا وہ نبی ہے میں نے کہاہاں وہ رسول اللہ ہیں۔ یہ سن کر موقِقس نے کہاپھر کیا وجہ کہ جب اس کی قوم نے اس کواس کے شہر سے نکال دیا تھاتواس نے ان پر بددعا کیوں نہ کی؟۔ میں (حاطب) نے کہاحضرت عیسیٰ کی آپ شہادت دیتے ہوں گے کہ وہ رسول اللہ تھے۔ پھر کیاوجہ ہے کہ جب ان کوان کی قوم نے پکڑ کرسولی پر چڑھانا چاہاتوانہوں نے ان پراس مضمون کی بددعا کیوں نہ کی کہ خداان کوتباہ کردیتا۔ یہاں تک کہ اللہ نے ان کواپنی طرف پہلے آسمان میں اٹھالیا۔ یہ جواب سن کرمقوقس (حاکم) نے کہاتو نے بہت اچھاجواب دیاتو بڑاحکیم (دانا) ہےاور بڑےدانا کے پاس سےتو آیا ہے۔

یہی روایت (خصائص کبریٰ ج۲ص۱۳۹) پربعینہ انہی لفظوں سے موجود ہے۔

قادیانی دوستو! کیا ہم امید رکھیں کہ تم لوگ اپنے ہی پیش کردہ حوالہ کوسامنے رکھ کر ہمارے ساتھ فیصلہ کرلوگے؟۔ واقعات گذشتہ سےتو یہی ثابت ہوتا ہے کہ تم لوگ مدینہ کی ایک شریف قوم کی طرح خیرناوابن خیرنا کہہ کرفوراً اپنے قول کے برخلاف شرناوابن شرنا کہنے لگ جایا کرتے ہو۔ پس اگرتم نے اپنے حوالہ استیعاب کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور آسمان پر جانے کے مسئلے کافیصلہ استیعاب سے ہمارے ساتھ نہ کیاتو ہمارادعویٰ ثابت ہوگا۔ اگر کر لیاتو ہماراغلط۔

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

ضمیمہ ریویونمبر۷

خاکساراس نمبر میں ایک مختصر مضمون میرابراہیم صاحب سیالکوٹی کا اخبار اہل حدیث مورخہ ۳؍دسمبر ۱۹۲۱ء سے اس واسطےنقل کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہے کہ ناظرین کومرزائی جماعت کے مبلغ علم اورعقائد سے پورے طور پرواقفیت حاصل ہوجائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ شاید کوئی قادیانی بھی اس کے مطالعہ سے حق کی طرف رجوع کرے۔ لہٰذا سالم نمبر مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹراخبار اہل حدیث امیر جماعت اہل حدیث پنجاب اوران کے نائب اوروزیر کےقلم سےاپنی تائید کےواسطےمفید پاکرناظرین کےسامنےبطورتحفہ کےپیش کرتا ہے

لاہوری مرزائی اورمرزاقادیانی

ہماراپختہ خیال ہےاور بالکل حق ہے کہ لاہوری جماعت احمدیہ سنت نبویہ سےتو الگ تھی ہی مرزائی اصول سے بھی بہت پرے ہٹ گئی ہے۔ یہاں تک کہ وہ ان احادیث کوبھی نظر

انداز کر دیتے ہیں۔ جن کو جناب مرزا قادیانی آنجہانی نے نہایت مزے کی حالت میں خود اپنے مطلب کے لئے پیش کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ ان کا رسالہ اشاعت اسلام بابت ماہ ر دسمبر ۱۹۲۱ء اس وقت میرے سامنے ہے۔ اس کے اخیر میں ایک عنوان ہے۔

حد درجہ کی لاعلمی

اس کے ضمن میں ایڈیٹر خواجہ کمال الدین صاحب نے بیان کیا کہ ولائتی اخبار السٹرٹیڈ کرانیکل میں اسلام کے متعلق کچھ غلط گوئیاں شائع ہوئیں۔ کسی (محمدی) مسلمان نے خدا اس کو جزائے خیر دے۔ ان غلط بیانیوں کا جواب لکھا۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اخبار مذکورہ کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کو حضرت مسیح کی نسبت کوئی علم نہیں تھا۔

اس کا جواب محمدی مجیب صاحب نے یہ دیا کہ یہاں غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ آپ (آنحضرت ﷺ) حضرت مسیح کو خدا کا رسول اور اپنے سے دوسرے درجہ پر مانتے تھے اور مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت مسیح دوبارہ آئیں گے تو انہیں دفن کرنے کے لئے محمد ﷺ کے روضہ مبارک میں جگہ رکھی ہوئی ہے۔

خواجہ کمال الدین صاحب ایڈیٹر رسالہ اشاعت اسلام کو یہ جواب مرزائیت کے خلاف نظر آیا تو انہوں نے باوجود علم حدیث سے مطلقاً ناواقف ہونے کے محمدی مجیب صاحب کی تغلیط کرتے ہوئے یوں رقمطرازی شروع کر دی۔ اس موقع پر ہم مضمون نگار کو دو باتوں سے آگاہ کر دیتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے یہ کہیں دعوے نہیں کیا کہ آپ کا رتبہ حضرت مسیح سے بلند ہے۔ بلکہ اپنے پیرودں کو حکم دیا کہ وہ اس قسم کی تفریقات سے باز رہیں۔ یہ حضرت نبی کریم ﷺ کے وسعت قلب کی دلیل ہے۔ دوئم نبی کریم ﷺ کے مقبرہ میں حضرت مسیح کے دفن ہونے کے لئے کوئی جگہ نہیں رکھی گئی۔ (ص ۶۹۶)

شکر ہے کہ خواجہ صاحب نے سرے سے اس امر ہی کا انکار نہیں کر دیا کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا پر آئیں گے اور صرف قبر کی جگہ کے انکار پر اکتفاء کی۔ لیکن ہم ان کو بتلاتے ہیں کہ محمدی مجیب صاحب کو آگاہ کرتے کرتے خواجہ صاحب خود کتنے بھکے کہ مرزا قادیانی کے مایہ ناز وسرمایہ راحت امر کو بھی بھول گئے۔ بغور سنئیے!

۱...... آنحضرت ﷺ نے سید ولد آدم یوم القیامۃ ہونے کا دعویٰ کیا۔ احادیث میں مذکور ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱۱، باب فضائل سید المرسلین فصل اوّل)

فصل اوّل یعنی قیامت کے دن اولاد آدم علیہ السلام کا میں سردار ہوں گا اور انبیاء

علیہم السلام میں تفریق کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بعض کو مانیں اور بعض کو نہ مانیں۔ جیسا کہ چھٹے پارے کے شروع میں مذکور ہے ایک کا دوسرے سے افضل ہونا موجب تفریق نہیں۔ کیونکہ اس میں تو خود قرآن شریف کی نص صریح موجود ہے۔ آیت ’’تلك الرسل فضلنا بعضهم علىٰ بعض (البقرة:۲۵۳)‘‘ اور ہے کہ ’’ولقد فضلنا بعض النبيين علىٰ بعض (بنی اسرائیل:۵۵)‘‘

دیکھو خیر اگر اس پر بھی آپ کو قناعت نہ ہو تو یوں سمجھ لیجئے کہ اگر فضیلت انبیاء کا مسئلہ موجب تفریق ہے تو جناب مرزا غلام احمد قادیانی کے اس شعر کے کیا معنی ہیں؟۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

اور ان کے حق میں جو یہ ترانہ نہایت ذوق وشوق س گایا جاتا تھا۔

سب اولیاء سے بہتر بعض انبیاء سے افضل
یہ مصطفیٰ ہمارا یہ دلربا ہمارا

اب سنائیے آپ کے خیال میں حضرت مسیح علیہ السلام سے برتری کا دعویٰ اگر آنحضرت ﷺ نے نہیں کیا اور ان کا نام تفریق ہے اور یہ ممنوع ہے تو مرزا قادیانی نے جو حضرت مسیح علیہ السلام سے برتری کا دعویٰ کیا۔ اس کے رو سے مرزا قادیانی کا کیا حشر؟۔ افسوس آپ لوگوں کے دلوں سے ایمان تو گیا ہی تھا۔ دماغوں سے عقل بھی جاتی رہی۔ کیا آپ نے ان باتوں کے ہوتے ہوئے بھی مرزا قادیانی کو ہادی ومجدد مانتے رہیں گے؟۔

۲...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دفن کی جگہ کے متعلق بھی احادیث میں فیصلہ ہو چکا ہے۔ خود جناب مرزا قادیانی منکوحہ آسمانی اور محبوبہ لاثانی محمدی بیگم کے نکاح کے متعلق (ضمیمہ انجام آتھم کے ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷ کے حاشیہ) پر جس حدیث کو پیش کرتے ہیں۔ اسی حدیث میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ ’’فیدفن معی فی قبری (مشکوٰۃ ص ۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیه السلام)‘‘ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام میرے پہلو میں میرے مقبرے میں دفن کئے جائیں گے۔

سنائیے! ابھی معلوم ہوا یا نہ کہ آنحضرت ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مدفن کے متعلق خود فرما رہے ہیں اور مرزا قادیانی اس حدیث کو صحیح جان کر محمدی بیگم کے نکاح کے لئے

دستاویز بناتے ہیں۔

اب یہ بھی سن لیجئے کہ ''داخل حجرۂ نبویہ علی صاحبها الصلوة والتحية ''ایک قبر کی جگہ ابھی باقی پڑی ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ میں ابومودودؒ کی روایت سے عبداللہ بن سلامؓ سے مروی ہے کہ عیسیٰ بن مریم محمد ﷺ کے پاس دفن ہوں گے۔ اس کے بعد ابومودودؒ راوی حدیث جو مدینہ طیبہ کا باشندہ ہے۔کہتا ہے کہ ''وقد بقی فی البیت موضع قبر (مشکوٰۃ ص ۵۱۵، باب فضائل سید المرسلین) ''یعنی حجرہ نبویہ میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ یہ تو پرانے زمانے کی بات ہے کہ خاکسار خود جب ۱۳۳۰ھ میں مشرف زیارت مسجد نبوی ہوا تو داخل حجرہ نبویہ ایک قبر کی جگہ خالی پائی اس امر میں خاکسار کی مستقل تصنیف الخبر الصحیح موجود ہے۔جس میں پورا نقشہ بتایا گیا ہے۔ (محمد ابراہیم میر سیالکوٹی)

نوٹ! مسیح ابن مریم بعد نزول نکاح کریں گےاور صاحب اولاد ہوں گے۔ مسیح موعود بننے کے واسطے مرزا قادیانی نے حدیث مذکورہ کی بناء پر غیر معمولی نکاح کا اعلان کیا۔مگراس تدبیر میں ناکامی ہوئی۔اللہ میاں نے ان کو مسیح موعود بننے نہ دیا۔(مصنف)

ریویو نمبر ۸

ناظرین کرام سے پوشیدہ نہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر قرآن شریف میں صرف دو موقعہ پر ہے۔ایک دفعہ تو سورۂ انبیاء پ ۱۷ع ۶ میں اور دوسری دفعہ سورہ ص پ ۲۳ع ۳ میں ہر دو موقعہ پر حضرت ایوب علیہ السلام کی ایک سخت ابتلاء کا ذکر ہے۔جس سے مخلص پانے کے واسطے آپ نے بارگاہ ایزدی میں نہایت عجز سے دعا کی اور ہر دو موقعہ پر آپ کی دعا کے قبول ہونے کا ذکر ہے۔ پہلے موقعہ پر دعا کے الفاظ یہ ہیں۔''انی مسنی الضر وانت ارحم الرحمین (الانبیاء:۸۳)''

اور موقعہ ثانی میں دعا اس طرح مذکور ہے۔''انی مسنی الشیطان بنصب وعذاب (صٓ:۴۱)'' پہلی دفعہ اجابت دعا کا اظہار بدیں الفاظ ہے۔''وکشفنا مابه من ضرٍ (الانبیاء:۸۴)'' اور دوسری دفعہ یوں ہے۔

''ارکض برجلك هذا مغتسل بارد وشراب (صٓ:۴۲)'' باقی عنایات ایزدی کا ذکر ہر دو مقامات میں مساوی بایں الفاظ ہے۔

''واتیناه اهله ومثلهم معهم رحمةً من عندنا وذکری للعابدین ووهبناله اهله ومثلهم معهم وذکریٰ لاولی الالباب (صٓ:۴۳)''

ا...... مولوی صاحب اس کے متعلق اپنے قرآن کے ص۸۸۶،۸۸۷ پر اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

''جس مصیبت کی حضرت ایوب شکایت کرتے ہیں وہ کسی ریگستانی سفر کا واقعہ معلوم ہوتا ہے۔جس میں آپ کو تھکان اور پیاس سے تکلیف محسوس ہوئی۔اس کی معاون بہت سی دلائل ہیں۔ایک تو لفظ نصب ہے جس کے معنی تھکان کے ہوتے ہیں۔دوسرا قرینہ یہ ہے کہ بطور علاج یا تلافی کے آپ کو ایسی جگہ بتلائی جاتی ہے۔ جہاں پینے اور غسل ہر دو کے واسطے ٹھنڈا پانی موجود ہے۔تیسرا قرینہ اس تکلیف کے ساتھ شیطان کا ذکر ہے۔کیونکہ شیطان الفلاء حسب قاموس اور عربی لغات مصنفہ لین صاحب پیاس ہے۔حضرت ایوب کے اس مصیبت ناک سفر میں بلاریب اس طویل سفر کی طرف اشارہ ہے۔جو نبی ﷺ کو خاص مصیبت ناک حالات میں مکہ سے مدینہ تک پیش آنے والا ہے۔ارکض برجلك بھی اپنے گھوڑے کو ایڑی لگا کر دوڑاؤ۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت ایوب علیہ السلام وہاں جا پہنچے ہیں۔ جہاں پینے اور غسل کے واسطے ان کو پانی مل جاتا ہے۔ایوب کو خیال ہوا کہ وہ ایک بے آب ریگستان میں وارد ہے اور اس نے تھکان اور پیاس کی جب شکایت کی تو اس کو جواب ملتا ہے کہ گھوڑے یا سواری کے جانور کو تیز چلاؤ۔پھر تم کو آرام مل جائے گا۔یہ ایک نصیحت ہے کہ مشکلات میں ناامید نہ ہونا چاہئے۔''خذ بیدك ضغثاً ولا تحنث ''اس آیت میں تین الگ الگ الفاظ ہیں۔ان کے مفہوم کے متعلق عموماً غلط فہمی واقعہ ہوئی ہے۔اس کے قصہ میں کل مفسرین ایک دوسرے کے مقلد ہیں۔مفسرین کا بیان ہے کہ ایوب نے اپنی بیوی کو ۱۰۰ کوڑے مارنے کی حلف اٹھائی تھی اور اس نے اپنی حلف کو آخر اس طرح پورا کردیا کہ تنکوں کا مٹھا لے کر اس کو ماردیا۔قرآن یا کسی صحیح حدیث میں اس قصہ کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ضغث کے معنی اگرچہ ٹہنیوں کا مٹھا بھی ہے۔مگر اس کے دوسرے معنے بھی ہیں اور مترجم کا فرض ہے کہ اصل عبارت کے موقعہ کو مدنظر رکھ کر مناسب معنی تجویز کرے اور صاف الفاظ کی تشریح کے واسطے قصہ ایجاد کرنے سے پرہیز کرے۔حدیث''اخذ الضغث ''کے معنے دنیاوی اسباب کے لینے والا ہے۔قرآن میں بھی ان دو الفاظ کا یہ مفہوم ہے کہ ایوب کو کچھ دنیاوی مال ومتاع دیا گیا تھا۔اب صرف لاتحنث کی تشریح باقی ہے۔پس اس کا حقیقی مطلب سمجھنے میں کوئی بڑا اشکال نہیں۔کیونکہ قاموس اور لین صاحب کی لغت میں حنث کے صاف معنے درج ہیں کہ فلاں شخص حق سے باطل کی طرف مائل ہوگیا۔اب اس آیت کا یہ مفہوم حاصل ہوا کہ ایوب کو نصیحت کی جاتی ہے کہ حصول دولت پر بدی کی طرف راغب مت ہونا۔''

مولوی صاحب کی تفسیر متعلق قصہ حضرت ایوب علیہ السلام کے جس قدر تھی وہ خاکسار نے ان کے انگریزی قرآن سے اردو میں ترجمہ کر کے ناظرین کے سامنے رکھ دی ہے۔ ارکض برجلك کے متعلق مولوی صاحب نے دو امثلہ رکضت الفرس برجلی لینے میں گھوڑے کو اپنے پاؤں سے مار کر وہ تیز چلے رکض الدابة برجل یعنے اس گھوڑے کو تیز چلانے کے واسطے پاؤں مارا ان کی تفسیر میں بحوالہ لغات مذکور ہیں۔ جو سہواً مجھ سے رہ گئی ہیں۔ اب بیان کر دی گئی ہیں۔ تا کہ مولوی صاحب کا حق میرے پر باقی نہ رہے۔ مولوی صاحب حضرت ایوب علیہ السلام کے تذکرہ میں تین افسوس ظاہر فرماتے ہیں۔ ایک یہ کہ مترجم حسب منشاء متن قرآن ترجمہ نہیں کرتے۔ دوم یہ کہ کل مفسرین ایک دوسرے کی تقلید بلا تحقیق کرتے ہیں۔ سوم یہ کہ سب مفسرین نے بدوں کسی صحیح روایت کے یہ قصہ خود بخود گھڑ لیا ہے کہ ایوب علیہ السلام نے اپنی بیوی کو سو ۱۰۰ درہ لگانے کی قسم کھائی تھی۔ سب کو انہوں نے اس طرح پورا کر دیا کہ سو ۱۰۰ تنکوں کا مٹھا لے کر اپنی بیوی کو مار دیا۔ اب کون پوچھے کہ مولوی صاحب! کسی اہل زبان فاضل نے گذشتہ صدیوں میں اگر قرآن کے اس مقام پر آپ کی طرح تفسیر نہیں کی تو آپ کی تفسیر کل کے مقابلہ میں کیوں کر قابل اعتبار ہے۔ حالانکہ نہ آپ کو اہل زبان ہونے کا فخر حاصل ہے۔ نہ عرب اور مصر میں رہ کر علماء سے عربی علم ادب سیکھنے کا۔ آپ نے اسی پنجاب میں کچھ ٹوٹی پھوٹی عربی سیکھ کر اہل زبان مفسرین کی عربی دانی پر نکتہ چینی شروع کر دی۔ سلف کے اہل زبان فضلاء سے کوئی بھی اس لائق نہیں تھا کہ قرآن شریف کو سمجھ سکتا؟۔ جو کچھ آپ کے ترجمہ کو معہ اکثر دیگر مقامات کے مفہوم ہے وہ حدیث ذیل کا مصداق ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اخیر زمانہ میں فریب دینے والے جھوٹے ایسی باتیں لائیں گے جن کو نہ تم نے کبھی سنا ہے نہ تمہارے باپ دادوں نے۔ پس ان سے بچو اور ان کو آپ سے بچاؤ۔ مبادا وہ تم کو گمراہ کر کے فتنہ میں ڈال دیں گے۔

(مشکوٰۃ ص ۲۸، باب اعتصام بالکتاب والسنۃ فصل اوّل روایت کیا اس کو مسلم نے)

اس زمانہ میں قرآنی معارف کے علم کی ہر دو مرزائی جماعتیں (لاہوری اور قادیانی) مدعی ہیں۔ مگر بموجب حدیث مذکورہ آپ کے معنی باطل ہیں۔ کیونکہ سلف کے کسی اہل زبان مفسر نے اس طرح ترجمہ نہیں کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ مفسرین نے قصہ خود گھڑ لیا ہے۔ جس کی بناء کسی حدیث صحیح پر نہیں۔ سبحان اللہ مولوی صاحب کی جرأت! علماء سلف سے مطالبہ حدیث! ایسا مطالبہ

محض اس شخص کا حق ہے۔ جو جناب رسول اللہ ﷺ کی بموجب شہادت قرآن شریف ''یعلمھم الکتب والحکمۃ (جمعہ:۲)'' تعلیم قرآنی کا قائل ہو۔ مگر جو شخص احادیث صحیحہ متعلقہ تعلیم کو پس پشت ڈال کر تفسیر بالرائے یا لغت غیر متعلقہ کو ترجیح دیتا ہو وہ ''چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد'' کا صریح مصداق ہے۔ مولوی صاحب! اگر بعض مفسرین نے بوجہ عدم ضرورت قصہ زیر بحث کے متعلق حدیث کا حوالہ نہیں دیا تو اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا کہ واقعہ میں بھی کوئی صحیح حدیث نہیں۔ ہمارا سارا رونا ہی اسی بات کا ہے کہ آپ تفسیر میں احادیث صحیحہ کو رد کر کے اپنی من مانی تفسیر کرتے ہیں۔ جس کی مثالیں گذشتہ نمبروں میں خاکسار پیش کر چکا ہے۔ کیا ان مثالوں کو دیکھ کر اور میری کھلی چٹھی مندرجہ جدید انگریزی رسالہ پڑھ کر آپ نے احادیث کو پس پشت ڈالنے سے اپنی توبہ کا اعلان شائع کر دیا ہے؟۔ اگر نہیں کیا تو اب اس قصہ کے متعلق حدیث پیش ہونے پر کیا آپ اپنی تفسیر بالرائے سے توبہ کرنے کا اعلان شائع کرنے کو صدق دل سے آمادہ ہیں؟۔ مگر آپ میں تحقیق حق کی سچی پیاس ہرگز نہیں۔ کیونکہ سائنس اور تقلیدی مذہب آپ کو اپنے محدود دائرہ سے ایک بال بھر بھی باہر قدم رکھنے کی جب ہرگز اجازت نہیں دیتے تو مطالبہ حدیث چہ معنی دارد؟۔ آئندہ نمبر کے تیار ہونے تک خاکسار آپ کے عہد کا انتظار کرے گا۔ جس کو غالباً پندرہ یوم لگیں گے۔ اگر اس عرصہ تک آپ نے حلفاً عہد کا اعلان شائع فرمادیا تو چشم ماروشن دل ماشاد۔ ورنہ ناظرین کی خاطر آپ کا مطلب انشاء اللہ پورا کر کے آپ پر حجت تمام کی جائے گی۔ آپ نے ارکض برجلك کا ترجمہ (اپنے گھوڑے کو ایڑی مار کر دوڑالے چلو) قرآن مترجمہ مولوی عبداللہ چکڑالوی منکر حدیث نبوی سے لیا ہے۔ مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل نے بھی وہیں سے لیا تھا۔ نیچری تفسیر نے اور مولوی صاحب مذکور کی تفسیر نے آپ کو بڑی مدد دی ہے۔ یہ ہر دو تفاسیر اہل سنت کے بالکل خلاف۔ تفسیر بالرائے کا نظارہ اور پورا فوٹو ہیں۔ جن سے بموجب فرمان رسول اللہ ﷺ بچنا لازم ہے۔ جیسا کہ بحوالہ مشکوٰۃ اوپر مذکرہ ہو چکا ہے۔ آئندہ نمبر میں انشاء اللہ مولوی صاحب کے ترجمہ وتفسیر کا بطلان احادیث وعقلی دلائل سے ثابت کیا جائے گا۔

ریویو نمبر ۹

بہ سلسلہ زیب عنوان نمبر ۶ مطبوعہ اہل حدیث مورخہ ۲۱/اکتوبر ۱۹۲۱ء میں خاکسار نے مولوی محمد علی صاحب سے جو کچھ اپنے ترجمہ اور تفسیر میں متعلق ابتلاء حضرت ایوب علیہ

السلام لکھا تھا۔ اس کو بیان کر کے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر مولوی صاحب ۱۵ دن تک تفسیر بالرائے سے اپنی توبہ کا اعلان شائع فرمائیں گے [1] تو انشاء اللہ خاکسار بذریعہ احادیث صحیحہ اور اقتضاء النص و دلالت النص آئندہ نمبر میں ثابت کر دے گا کہ ابتلاء حضرت ایوب علیہ السلام کو جو پیش آیا تھا اس کی نوعیت کیا تھی اور ارکض برجلك کا ترجمہ (اپنے گھوڑے کو ایڑی لگا کر تیز چلاؤ) نہیں اور خذ بیدك ضغثاً فاضرب به ولا تحنث کا مفہوم (دنیاوی اسباب کسی قدر لے لو پھر اس پر قناعت کرو اور باطل کی طرف میلان مت کرو صحیح نہیں۔ مولوی صاحب نے رکض کی جو دو مثالیں اپنے نوٹ میں پیش کی ہیں وہاں ہر دو میں جانور کا لفظ ساتھ شامل ہے اور ایسے موقعہ پر بلا ریب مفہوم جانور کو تیز کرنے کے سوا دوسرا نہیں ہو سکتا۔ مگر نص زیر بحث میں نہ فرس ہے نہ دابۃ لہٰذا مولوی صاحب نے (گھوڑا) اپنی رائے سے اس میں شامل کر کے ثابت کر دیا کہ لغت کی مثال کی بھی وہ بخوبی اصلاح کر سکتے ہیں۔ اسی طرح فاضرب بہ کا ترجمہ (پھر اسی پر قناعت کرو) ان کی خانہ زاد ایجاد ہے۔ ضرب کے معنے اگر قناعت کرنے کے عربی محاورہ میں ہو سکتے ہیں تو مولوی صاحب کو کسی لغت سے اس کی مثال پیش کرنا مناسب تھا۔ مگر اس میں ناکام رہ کر تفسیر بالرائے کا حق پورا ادا کیا۔ جب مولوی صاحب کی اپنی علمیت کی یہ حالت ہو تو کل مفسرین پر آیات زیر بحث کا غلط ترجمہ کرنے کا الزام لگانا انصاف سے نہایت بعید ہے۔ مولوی صاحب نے اس الزام سے فخر الدین رازیؒ کو بھی جن کی تفسیر کا اکثر دفعہ حوالہ پیش کرتے ہیں۔ مستثنیٰ نہیں کیا۔ اگر کوئی فرشتہ رازی مرحوم کی قبر میں جا کر ان کے کان میں پھونک دے کہ حضرت کچھ خبر ہے کہ مولوی محمد علی لاہوری مرزائی جماعت کے امیر نے آپ کی تفسیر کو بھی ردی کر دیا ہے۔ تو وہ یقیناً ہنس کر یہ شعر پڑھ دیں گے۔

کس نیاموخت علم تیر از من
کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

چونکہ خاکسار کو کامل یقین ہے کہ وہ عمر بھر بھی اپنی تفسیر بالرائے سے رجوع نہیں کریں گے۔ کیونکہ خاکسار کی کھلی چٹھی مندرجہ انگریزی رسالہ مصنفہ خاکسار کو پڑھ کر بھی آپ نے پانچ ماہ میں اب تک رجوع کا نام نہیں لیا اور علاوہ ازیں وہ اپنے انگریزی قرآن کے دیباچہ میں

[1] شملہ میں کسی مناظر اہل حدیث نے مولوی محمد علی صاحب سے آپ کے سلسلہ مضامین کا ذکر کیا تو مولوی صاحب نے کہا ماسٹر غلام حیدر صاحب اگر پرائیویٹ طور پر مجھے اطلاع دیتے تو میں خود غور کرتا، اس کا مطلب کیا ہے؟۔ سب سمجھ سکتے ہیں۔ (اہل حدیث)

فرماتے ہیں کہ:''مرزا غلام احمد قادیانی زمانہ جدید کے افضل مجدد و مہدی نے اس ترجمہ وتفسیر کے متعلق میرے دل میں نہایت عمدہ آ گاہی بطور الہام ڈال دی ہے اور اس کے علمی چشمہ سے میں نے بخوبی سیر ہو کر حصہ لیا ہے۔

اس واسطے ان کے رجوع کا زیادہ انتظار فضول جان کر اپنا وعدہ خاکسار پورا کرتا ہے۔ اوّل خود عبارت النص، دلالت النص، اقتضاء النص، اشارت النص سے بعد ازاں احادیث صحیحہ ودیگر معتبر ذرائع سے وما توفیقی الا باللّٰہ العظیم!

حضرت ایوب علیہ السلام کو جب ایک خاص ابتلاء سے اللہ تعالیٰ نے نجات بخشی تو بطور تعریف وقدردانی کے انا وجدناہ صابراً فرمایا آسمانی یونیورسٹی سفر کی معمولی یا غیر معمولی تھکان اور پیاس برداشت کرنے کی وجہ سے اس قسم کا کریڈٹ یا اعلیٰ سرٹیفکیٹ ہرگز نہیں دیا کرتی۔ کیونکہ سفر کی سخت سے سخت تکالیف ایک غیر مومن بھی بخوبی برداشت کرنے کی قابلیت رکھتا ہے۔ جس کی تاریخ اور واقعات ہر دو شاہد ہیں۔ مولوی صاحب کی تفسیر میں یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو جب تھکان اور سفر میں پیاس نے بہت لاچار کیا تو آپ نے رفع تکلیف کے واسطے دعا مانگی۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے الہام کیا کہ اے ایوب اپنے گھوڑے کو ایڑی لگا کر تیز کرلو تم کو غسل اور پینے کے واسطے ایک جگہ مل جائے گی۔ اب کون پوچھے کہ مولوی صاحب! ایک آدھ دن کی تکلیف سے بھی جو لاچار ہو کر صبر کا دامن چھوڑ کر واویلا کرنے لگ پڑتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ اس کو ''انا وجدنہ صابراً'' کی اعلیٰ سند عطاء فرما کر قیامت تک اپنے قرآن میں ایک نمونہ قائم کر سکتا ہے۔ یہ اعلیٰ سند مولوی صاحب نے ایسی سہل الحصول اور سستی کر دی ہے کہ بخدا ہم کو بھی لالچ پیدا ہو گیا ہے۔ مگر افسوس کہ سفارش کر کے دلانے والا مسیح موعود اب موجود نہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ جب قادیانی بہشتی مقبرہ میں چند فٹ خالی جگہ بدوں کافی مالی ایثار کے ملنی دشوار ہے تو ایسی اعلیٰ سمانی سند ایک معمولی سفر کی تکلیف کی برداشت کے عوض نہیں بلکہ عدم برداشت اور واویلا کرنے سے کیوں کر مل سکتی ہے۔ بالخصوص ایک پیغمبر کو جن کے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے بموجب حدیث ب خلق سے بڑھ کر مصائب مقدر فرمائے ہیں۔ تاکہ وہ خلقت کے واسطے سبق الاشیاء (ادب لك لین) کا کام دیں۔ قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام کے خاص خاص اخلاق کا جہاں مذکور ، اس سے مراد ایسے کامل اخلاق کی بلاریب ہے۔ جس سے بڑھ کر بشر میں ہونا غیر ممکن ہے۔ ،تک کسی نبی کا اخلاق (شکور، حصور، حلیم، اوّاب، صابر وغیرہ) مختلف مواقعہ پر بذریعہ متواتر نتائج کے ثابت نہ ہو جائے۔ آسمانی تعلیم گاہ کمالیت کی سند ہرگز عطاء نہیں کرتی۔ ہمارے

مولوی صاحب نے قرآن فہمی کے اصول سے پوری واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے حضرت ایوب علیہ السلام کو ''انا وجدنہ صابراً'' کی ڈگری اور سند خداتعالیٰ سے سفر کی معمولی تکلیف کے واسطے جس کو وہ پورے طور پر برداشت نہ کرسکے دلوادی ہے۔ ماقدرو اللّٰہ حق قدرہ اور الہام بھی وہ کرادیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام نہایت موٹی عقل کے پیغمبر تھے۔ جن کو بدوں الہام ربانی کے اس قدر بھی سمجھنا دشوار تھا کہ سفر میں تھکان اور پیاس کے سبب پانی کا چشمہ تو تم کو مل جائے گا۔ مگر اپنی سواری کو ایڑی لگا کر تیز کرلو۔ ایک معمولی ناخواندہ کم عمر انسان بھی اس قدر خداداد عقل رکھتا ہے۔ کہ ایسی حالت میں اگر اس کو معلوم ہوجائے کہ آگے چل کر کچھ دوری پر پانی مل جائے گا۔ وہ بشرط یہ کہ سواری پر ہو۔ فوراً بلاتحریک وترغیب اپنی سواری کو ہر ممکن کوشش سے تیز قدم کرلے گا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک پیغمبر کو ارکض برجلك یعنی بموجب ترجمہ مولوی صاحب (اپنی سواری کو ایڑی لگا کر تیز کرلو) کے الہام کی کیا ضرورت تھی؟۔ صرف ھذا مغتسل بارد وشراب کا الہام کافی تھا۔ ارکض برجلك کا الہام ایک تحصیل حاصل ہے۔ جس سے معاذ اللہ خدائے ذوالجلال والاکرام کے ایک برگزیدہ پیغمبر پر یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ وہ ایک موٹی عقل کے ایسے انسان تھے جو تکلیف میں پانی کے عنقریب ملنے کی یقینی اطلاع پاکر بھی بدوں الہام کے اپنی سواری کو تیز کرنے کی اٹکل سے خالی الذہن تھے۔ ناظرین نے اس خاکسار کے مذکورہ بیان سے ضرور بھانپ لیا ہوگا کہ جس قادیانی علمی چشمہ سے سیرابی کا وافر حصہ لیا گیا ہے۔ وہ چشمہ کیا حقیقت رکھتا ہے۔ جس کا ہمارے مولوی صاحب کو اس قدر ناز اور فخر ہے کہ کل مفسرین کو بیک نوک وکرشمہ مسترد کردیا ہے کہ وہ سیاق وسباق کو دیکھے بغیر غلط معنی کرکے ایک دوسرے کی تقلید میں بناوٹی قصے اپنے دل سے گھڑ لیتے ہیں۔

اب حدیث سے ثبوت کی باری ہے۔ دلالت النص واقتضاء النص سے جو مفہوم پیدا ہوتا ہے۔ محض اس کو ہی اگر مولوی صاحب غور اور تدبر سے تقلید مرزا کی زنجیر سے آزاد ہوکر سمجھتے تو حدیث کا اس بارہ میں کوئی مطالبہ نہ کرتے۔ مگر ان کے قلم سے جو نکلنا تھا وہ بموجب والقلم وما یسطرون رکنا محال تھا۔ خیر خدا ان کا بھلا کرے کہ خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے خالص یہ خدمت سپرد کرکے اپنی غیبی نصرت فرمائی اور ناظرین کے واسطے ایک غیر معمولی ضیافت طبع پیش کی للہ الحمد مبارکاً طیباً!

حدیث کی عربی عبارت کا ملاحظہ اگر کسی کو منظور ہو تو کتاب ''رحمۃ المھداۃ الی من یرید زیادۃ العلم علی (احادیث المشکوۃ ص ۲۸۱) ''مطبوعہ مطبع فاروقیہ دہلی

دیکھئے۔ اگر کسی کو اردو ترجمہ معہ سلسلہ روایات متعلقہ اس حدیث کے دیکھنا پسند ہو تو (تفسیر مواہب الرحمٰن ص۱۸۴، سورہ ص پارہ ۲۳، جامع البیان ج ۲۳ پارہ ۲۳ ص ۱۶۷) مطبوعہ کا ملاحظہ کرے۔ خلاصہ حدیث یہ ہے کہ شیخ ابن کثیر (تفسیر ابن کثیر ج ۷ ص ۶۵) نے اس مقام پر لکھا ہے کہ ''قال ابن جریروابن ابی حاتم جمیعاً حدثنا یونس بن عبدالا علیٰ اخبرنا ابن وھب واخبرنی نافع بن یزید عن عقیل عن ابن شھاب عن انس بن مالك رضی اللّٰہ عنہ'' کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ایوب علیہ السلام اپنی بلاء میں اٹھارہ سال تک مبتلاء رہا۔ اس کو نزدیک اور دور کے قرابتوں نے چھوڑ دیا سوائے دو مردوں کے جو ایوب علیہ السلام کے خاص بھائیوں میں سے تھے۔ یہ ہر دو ایوب علیہ السلام کے پاس صبح شام آیا جایا کرتے تھے۔ ایک دن ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ واللہ ایوب علیہ السلام نے کوئی ایسا سخت گناہ کیا ہے کہ شاید اہل عالم میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا۔ اس کے ساتھی نے کہا تو کس دلیل سے ایسا کہتا ہے۔ اس نے جواب دیا اس دلیل سے ایسا کہتا ہوں کہ آج اٹھارہ برس گذرے کہ اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام پر رحم نہ فرمایا کہ اس سے یہ بیماری دفعہ ہو جاتی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس بیماری میں ایوب علیہ السلام کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ اپنی قضائے حاجت کے واسطے جاتے اور جب فارغ ہوتے تو ان کی زوجہ ان کا ہاتھ تھام لیتی۔ یہاں تک کہ اسی سہارے پر اپنی جگہ پہنچ جاتے۔ پر ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ جب ایوب علیہ السلام قضائے حاجت کو گئے اور یہ نیک بخت عورت منتظر تھی۔ مگر کوئی آواز نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو یہ وحی فرمائی۔ ''ارکض برجلك ھذا مغتسل بارد وشراب (ص:۴۲)'' پھر جب عورت کو انتظار میں بہت دیر لگی تو وہ پاکدامنہ بڑھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ اس کی نگاہ پڑی کہ ایوب علیہ السلام ایسے حال میں اس کے سامنے آرہا ہے کہ جو بیماری اس کو تھی وہ بالکل جاتی رہی ہے۔ عورت کو یہ گمان بھی نہ ہوا کہ یہی آدمی ایوب علیہ السلام ہے۔ وہ مخاطب ہو کر بولی بھلا تو نے اس پیغمبر کو کہیں دیکھا ہے۔ جو بیماری میں مبتلا تھا واللہ تندرستی کی حالت میں وہ بالکل تیرے مشابہ تھا۔ اس پر حضرت ایوب علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں ہی وہ ایوب علیہ السلام ہوں۔ ماخذ اس حدیث کا حافظ ابونعیم اصفہانی کی کتاب حلیہ ہے۔

اب ناظرین نے دیکھ لیا ہوگا کہ مولوی محمد علی صاحب نے جو ایک معمولی سفر کی تکلیف کے واسطے حضرت ایوب علیہ السلام کو درس گاہ آسمانی سے انا وجدنہ صابراً کی سند دلوائی تھی اور آپ کی طرف پانی ملنے کے توقع سے گھوڑے کو تیز کر لینے کا الہام جو نازل کرا دیا تھا واقعی وہ

مصیبت کس قدر عرصہ آپ پر وارد رہی اور (ارکض برجلك) سے مراد ایڑی مارنے سے بطور خارق عادت ایک چشمہ کا پھوٹ نکلنا تھا۔ ایسی لاچاری کی حالت میں جب وہ چلنے پھرنے سے عاجز تھے ۱۸ سالہ ابتلاء کے بعد اجابت دعاء کا نتیجہ اس سے کمتر کیا ہوتا۔ تورات کے سارے بیان سے ہمارا اتفاق نہیں۔ مگر حضرت ایوب علیہ السلام کے پہلے اور دوسرے باب میں حضرت کے جسم پر تمام سخت چھالے پڑ جانے کا ذکر موجود ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ شیطان نے ایوب علیہ السلام کو ضرر پہنچانے کے واسطے اللہ تعالیٰ سے اجازت لے لی۔ اللہ تعالیٰ کو بھی حضرت ایوب علیہ السلام کا ابتلاء منظور تھا۔ تاکہ وہ قیامت تک صبر کا عملی نمونہ خلق کے واسطے قائم ہوں۔ قرآن کا انی مسنی الشیطان بنصب تورات کے اس بیان پر خود شاہد ہے۔ بہرصورت سخت قسم کی بیماری میں حدیث شریف اور تورات دونوں متفق ہیں۔ اگرچہ تورات والی خاص بیماری کے ہم قائل نہ ہوں کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کو نہیں بتلایا۔ باقی بیماری کے عرصہ کا اور چشمہ حضرت ایوب علیہ السلام کی لات مارنے سے پھوٹ نکلنا صرف حدیث سے ثابت ہے۔ جو خاص آیات متعلقہ کی تفسیر ہے۔

باقی جواب خذبیدك ضغثاً کی تشریح آئندہ کسی نمبر میں انشاء اللہ تعالیٰ ہوگی۔

ریویو نمبر ۱۰

سابقہ نمبرے مطبوعہ اہل حدیث مورخہ ۹ ردسمبر ۱۹۲۱ء میں ہر دو باقتضاء النص قرآن وحوالہ صحیح حدیث یہ ثابت کیا گیا تھا کہ حضرت ایوب علیہ السلام پورے اٹھارہ سال تک ایک سخت بیماری میں مبتلاء رہے۔ جس میں سوائے ان کی پاک دامن بیوی کے ان کی خدمت سے سب قریبی اور بعیدی رشتہ دار بھاگ گئے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا پر اللہ تعالیٰ نے انہیں کے پاؤں کی ٹھوکر سے ایک ایسا چشمہ بطور خرق عادت کے جاری فرمادیا۔ جس کے بابرکت پانی کے استعمال سے آپ بالکل صحیح وتندرست ہوگئے۔ جس غیر معمولی صبر سے آپ نے اس ابتلاء کو اٹھارہ سال تک برداشت کیا۔ اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو انا وجدنہ صابراً کی سند عطاء فرمائی جو مولوی صاحب نے سفر کی ایک آدھ دن کی معمولی تکلیف کے واسطے ان کو دلوادی تھی۔ باقی بیان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ تمہید نمبر موجودہ کے واسطے اسی مقدار کی ضرورت تھی۔ نمبر ۷ میں ”خذبیدك ضغثاً فاضرب به ولا تحنث“ کے متعلق آئندہ لکھنے کا وعدہ تھا۔ جس کو اب بفضل اللہ تعالیٰ پورا کیا جاتا ہے۔ مولوی صاحب نے اپنے انگریزی قرآن میں اس

آیت کا اس طرح ترجمہ کیا ہے۔ اپنے ہاتھ میں کسی قدر دنیاوی مال لے لو پھر اسی پر قناعت کرو اور باطل کی طرف مت جھکو۔ لغت کی بعض کتب سے اپنے معنے ثابت کرنے کی بہت کوشش بھی کی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے فاضرب بہ کے معنے کسی عربی لغت کی کتاب یا محاورہ عرب سے (قناعت کرنے کے) ثابت کرنے کی زحمت کو عمداً گوارا نہیں کیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو اعتراض اس آیت کے بالکل غلط ترجمہ کرنے کا وہ کل مفسرین پر کرتے ہیں۔ اس کے صحیح ترجمہ کا خود بھی ثبوت نہ دے سکے۔ لغت متعدد معنوں کی بیشک متحمل ہوتی ہے۔ مگر بموجودگی صحیح حدیث یا معتبر قول صحابیؓ جس سے دوسرے صحابہؓ نے انکار نہ کیا ہو لغت کے متعدد معنوں سے صرف وہی قبول کیا جانے کا حق رکھتے ہیں۔ جو مطابق حدیث یا قول صحابیؓ ہو۔ جس کی تشریح ابھی ہو چکی ہے۔ صحابہؓ زیر تعلیم جناب رسول اللہ ﷺ رہ چکے ہیں۔ جس پر دلیل یہ آیت ہے۔ ''یعلمهم الکتاب والحکمة (جمعہ:۲)'' بعض میں خصوصیت بطور معجزہ بطفیل دعا حضرت سرور کائنات ﷺ ثابت ہے۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن عباسؓ۔ جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر درمنثور ج۵ ص۳۱۶ میں زیر آیت مذکورہ بروایت امام احمد حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری میں (کسی قصور کے واسطے) اپنی بیوی کو سو کوڑے مارنے کی حلف اٹھائی تھی۔ اب حال پوشیدہ نہیں کہ بعد صحت یاب ہونے کے اپنی قسم کو پورا کرنے کی فکر پڑی۔ اس کی خدمت یاد آتی تو کوڑے لگانا خلاف انصاف دیکھتے، قسم یاد آجاتی تو اس کا پورا کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک آسان تدبیر بتلادی کہ ایوب علیہ السلام اپنے ہاتھ میں سوسینکوں کا ایک مٹھا باندھ کر ایک دفعہ ہی بیوی کے مار دے اور قسم میں جھوٹا مت بنے۔ سب سے اوّل جناب رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی نص سے ایک ضعیف الخلقت شخص پر جو زنا کی سو کوڑے کی حد برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اسی قسم کی حد لگانے کا حکم فرمایا۔ دیکھو (مشکوٰۃ ص۳۱۲ کتاب الحدود فصل ثانی حدیث سعید بن سعید بن عبادہ) مسند امام احمد میں بھی ایسا ہی ایک ذکر مذکورہ ہے۔ طبرانی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ مذہب حنفی میں اس قسم کا حکم موجود ہے۔ اب اس قدر قرائن کو نظر انداز کر دینا مولوی صاحب کا ہی کام ہے۔ حضرت علیؓ جنہوں نے کوفہ کو اپنی خلافت میں صدر مقام بنایا تھا وہاں کی مسجد میں اگا ہوا ضغث دیکھا تھا۔ جس سے حضرت ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کی بیوی کو مارنے کا حکم فرمایا تھا۔ (دیکھو مجمع البحار اور وحید اللغات) ضغث کے ساتھ قرینہ (فاضرب بہ) کا صاف مانع ہے کہ اس کو مال دنیا کے مفہوم میں خواہ مخواہ تبدیل کیا جائے۔ اگر

مولوی صاحب لغت یا محاورہ عرب سے (ضرب) کے معنے قناعت کرنے کے ثابت کر دیتے۔ جو انہوں نے بالکل نہیں کیئے اور نہ وہ آئندہ کر سکتے ہیں۔ تو البتہ اس صورت میں ہم اس نرالی تاویل کی ایجاد پر ان کی قابلیت کی داد دیتے۔ مولوی صاحب کا کل مفسرین کو اس آیت کے غلط مفہوم بیان کرنے کے واسطے الزام دینا درست نہیں۔ جس مفہوم کے بیان میں کل مفسرین یا اکثر متفق ہوں۔ وہ بالضرور تحقیق کی بناء پر ہوتا ہے۔ اس کو ایک دوسرے کی تقلید سے منسوب کرنا عدم تدبیر کا نتیجہ ہے۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ مولوی صاحب نے خود مولوی عبداللہ چکڑالوی کی اس آیت میں اور اکثر مواقع میں تقلید کی ہے۔ تورات میں اس قدر تو ثابت ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی نے ان کی بیماری میں ان سے اس طرح کہا۔ (کیا تو اب تک اپنی دیانت پر قائم رہتا ہے؟۔ خدا کو ملامت کر اور مرجا) اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ تو نادان عورتوں کی بات بولتی ہے۔ کیا ہم خدا سے اچھی چیزیں لے لیویں اور بری چیزیں نہ لیویں۔ (دیکھو تورات ایوب ب ۲ آیت ۱۰۰۹)

مفسرین نے چند دیگر وجوہات بھی بیان کی ہیں۔ جو حضرت ایوب علیہ السلام کے اپنی بیوی پر ناراض ہونے کا باعث ہوئیں۔ مگر ہم ان کو نظر انداز کر کے اقتضاء النص پر صرف قناعت کرتے ہیں کہ ضرور آپ اپنی بیوی سے ناراض ہو کر سزا دینے کی قسم کھا بیٹھے تھے۔ جس کو پورا کرنے کی اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک نہایت آسان تدبیر بتلائی اور حیلہ شرعی کا جواز بھی اسی نص کی بناء پر ہے۔ بشرطیکہ اس میں کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ جس طرح خود جناب سرور کونین ﷺ سے ایک زانی کی سزا میں ثابت ہوتا ہے۔ جس کا ذکر ابھی ہو چکا ہے۔

اس نمبر میں ہم ایک قرضہ سے بھی سبکدوش ہونا چاہتے ہیں۔ جو بصورت چیلنج پیش کیا گیا تھا۔ (اخبار پیغام صلح مطبوعہ ۷ر ستمبر ۱۹۲۱ء) کہ ماسٹر غلام حیدر قرآن کریم سے مچھلی کا بھنا ہونا اور پھر زندہ ہونا ثابت کریں۔ اڈیٹر صاحب اپنے مضمون میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ بخاری کی احادیث کتاب العلم و کتاب الانبیاء میں مچھلی کے مردہ ہو کر زندہ ہونے کی طرف کنایہ اور اشارہ تک بھی موجود نہیں۔

شکر ہے کہ اڈیٹر صاحب نے بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ تسلیم کر لیا ہے۔ مگر معلوم نہیں آپ کے امیر صاحب کا اس کے متعلق کیا عقیدہ ہے۔ ہم نے گذشتوں نمبروں میں بعض آیات کی تفسیر بموجب حدیث بخاری کے ثابت کیا تھا کہ مولوی محمد علی صاحب امیر احمدی جماعت لاہوری نے ان سب احادیث کو پس پشت ڈال کر تفسیر بالرائے کو ترجیح دی ہے۔ آئندہ

بھی احادیث بخاری پیش کر کے ہم ہر دو جماعتوں پر ثابت کر دیں گے کہ بخاری شریف کے متعلق اصح الکتب بعد کتاب اللہ کا دعویٰ ان حضرات کا محض زبانی ہے۔ نہ عملی گاہ، گاہ بطور تبرک یا رفع بدظنی کوئی کوئی حدیث عملی طور پر مان بھی لیتے ہیں۔ احادیث صحیحہ خواہ وہ کسی محدث کی ہوں اہل سنت کے نزدیک قابل قبول ہیں۔ بہت سے مسائل شریعت اسلام کے ایسے بھی ہیں کہ بخاری یا مسلم ان کا کوئی فیصلہ ہرگز نہیں کر سکتے۔ غرض احادیث صحیحہ کے بارہ میں ہر دو جماعت کا عقیدہ مولوی عبداللہ چکڑالوی منکر احادیث اور اہل سنت کے بین بین ہے۔ نہ تو بالکل اہل قرآن ہیں نہ بالکل اہل سنت، مرزا قادیانی۔ (ہر دو جماعت کے امام) کا بھی یہی مسلک تھا۔ پس بموجب آیت ''فلا وربك لا يؤمنون حتىٰ يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجد وافيى انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما (نساء:٦٥)'' ان سے توقع رکھنا بالکل فضول ہے۔ یہ آیت مومن اور غیر مومن کے بارہ میں ایک قطعی نص ہے۔

اب ہم حوت (مچھلی) موسیٰ علیہ السلام کے متعلق چیلنج ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کا بخوشی منظور کر کے عرض کرتے ہیں کہ بموجب احادیث بخاری ایڈیٹر صاحب نے اس قدر تو تسلیم کر لیا ہے کہ مچھلی تڑپ کر برتن سے نکل کر دریا کے کنارے پر گری۔ مگر اللہ تعالیٰ نے پانی کی رو کو مچھلی سے روک لیا اور وہ اس کے اوپر طاق کی طرح بن کر رہ گئی۔ یعنی اس مچھلی کو بہا کر نہیں لے گئی۔ ایڈیٹر صاحب اگر صرف دلالت النص پر غور کرتے تو مچھلی کا موجودہ حالت سے زندہ ہو جانا سمجھ جاتے۔ ایک خاص مقام پر پہنچ کر مچھلی کا زنبیل سے تڑپ کر باہر کود پڑنا اور اس سے پہلے غیر متحرک رہنا صاف دلیل ہے۔ اس امر کی کہ اس مقام کی تاثیر کا اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ جس کو روایات صحیحہ میں چشمہ حیات یا آب حیات بتلایا گیا ہے اور اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ السلام کے پتہ کا نشان یہی خاص مقام حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتلایا تھا۔ ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں کہ مچھلی کے مردہ سے زندہ ہو جانے کا احادیث بخاری ومسلم میں کنایہ واشارہ تک بھی موجود نہیں۔ پانی کی رو کا رک جانا اور مچھلی کے اوپر اس کا طاق کی طرح بن جانا بھی خوارق عادت امور ہیں۔ جب ان کو ماننے سے چارہ نہیں تو خاص مچھلی کا اسی خاص مقام پر متحرک ہو کر اور اچھل کر خود بخود پانی میں جا پڑنا، مردہ سے زندہ ہونے کی کافی دلیل ہے۔ جس کو اہل علم دلالت النص بولتے ہیں۔ ایڈیٹر صاحب بخاری شریف کو اصح الکتب بعد کتب اللہ صـ [illegible] زبان سے کہتے ہیں۔ مگر اس کو غور سے مطالعہ کرنا یا اس کی مدد سے اپنے عقائد کی اصلا [illegible] قرآن شریف کا مطلب سمجھنے کی ذرا پرواہ نہیں کرتے۔

اگر بخاری شریف کو آپ نے کسی اہل علم اہل سنت سے با قاعدہ پڑھا ہوتا یا صرف مطالعہ کے ذریعہ اس پر عبور ہوتا تو اس کے بخاری ص ۶۸۸ تا ۶۹۰ میں سورہ کہف کے متعلق تین احادیث مجمع البحرین کی بھی آپ کی نظر سے گذری ہوتیں اور آپ کو بے فائدہ چیلنج دینے کی زحمت اور شرمساری برداشت کرنی نہ پڑتی۔ براہ کرم ان ہر سہ احادیث کی شرح و ترجمہ بھی ساتھ لینا۔ کیونکہ یہ معمولی کتاب نہیں کہ بدوں ان ذرائع کے اس کے باریک نکات آسانی سے حل ہوسکیں۔ آپ ان احادیث میں مچھلی کا مردہ ہونا ضرور پائیں گے۔ ''خذ نوناً میتاً حیث ینفخ فیه الروح (بخاری ج ۲ ص ۶۸۸، کتاب التفسیر) '' بروایت ابن عباسؓ ''وکان الحوت قد اکل منه فلما قطر علیها الماء عاش '''' فی اصل الصخرة عین یقال له الحیوة لا یصیب من مائها شئی الاحی (بخاری ج ۲ ص ۶۹۰، مسلم ج ۲ ص ۲۷، باب فضائل الخضر فقیل له تذود حوتاً مالحا) '' باقی احادیث اس حوت کے متعلق ترمذی و دیگر محدثین کی بوجہ طوالت نظر انداز کر کے مجبوراً عرض کرتا ہوں کہ ہر دو احمدی جماعت دنیا میں باذن اللہ مردہ زندہ ہونے کو تسلیم نہیں کرتیں۔ اگرچہ یہ قرآن اور احادیث ہر دو سے ثابت ہو وہاں اپنی رائے سے کوئی نہ کوئی تاویل کر کے ایسے واقعہ کو خرق عادت فعل سے خارج کر دیتے ہیں۔ خواہ کوئی قرینہ ایسی ضرورت کا موجود ہو یا نہ ہو۔

ریویو نمبر ۱۱

۱...... مولوی صاحب اپنے قرآن شریف کے ص ۴۶۶ نوٹ نمبر ۱۱۸۹ میں متعلق آیت ''ولقد جاءت رسلنا ابراهیم بالبشریٰ قالوا سلماً (هود:۶۹) '' فرماتے ہیں کہ قرآن مجید سے صاف طور پر ثابت نہیں کہ وہ رسول واقعہ میں فرشتے تھے۔ تورات پیدائش باب ۱۸ سے مولوی صاحب نے اپنے اس بیان کو صحیح تسلیم کر لیا ہے۔ کیونکہ وہاں فرشتوں کی بجائے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس مردوں کا آنا اور طعام میں شریک ہونا لکھا ہے۔ مولوی صاحب اگر تورات سے پیدائش کے باب ۱۹ کو بھی دیکھتے تو ان مردوں کو فرشتہ لکھا ہوا پاتے۔ پس ایک محرف کتاب کا حوالہ جس میں دو مختلف بیان ایک وجود کی شخصیت کے متعلق مذکور ہوں۔ مولوی صاحب بطور حجت کے پیش نہیں کر سکتے عقل باور نہیں کر سکتی کہ جب مولوی صاحب نے باب ۱۸ دیکھا تھا۔ باب ۱۹ نہ دیکھا ہو۔ کیونکہ وہ باب نہایت قریب اور متصل ہے۔ اپنا مطلب پورا کرنے کو چشم پوشی سے کام لیا۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ

السلام کے مرسلین کو قرآن شریف وضاحت سے فرشتے بیان نہیں کرتا۔ جناب من تورات ایسے بیان سے قاصر ہے نہ قرآن شریف جس نے اس بارہ میں وضاحت کا ایسا حق ادا کیا ہے کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں قرآن شریف میں لفظ رسول رسل مرسلین بعوض ملائک قریباً تیرہ دفعہ مذکورہ ہے۔ مثلاً ''اللّٰہ یصطفیٰ من الملائکۃ رسلاً ومن الناس (الحج:۷۵)'' ''جاعل الملئکۃ رسلاً (فاطر:۱)'' ''توفتہ رسلنا (انعام:۱۶)'' ''بلی ورسلنا لدیھم یکتبون (زخرف:۸۰)'' وغیرہ۔

قرآن شریف نے مقام زیر بحث کے لفظ رسلنا کی بعض دیگر مواقعہ پر ایسی تفسیر خود کر دی ہے کہ شک کی ہرگز گنجائش نہیں۔ سورہ عنکبوت میں ہے۔ ''قالوا انا مھلکوا اھل ھذہ القریۃ (عنکبوت:۳۱)'' ''انا منزلون علیٰ ھذہ القریۃ رجزا من السماء بما کانوا یفسقون (عنکبوت:۳۴)''

پھر اور جگہ میں اسی طرح ''قالوا انا ارسلنا الیٰ قوم مجرمین لنرسل علیھم حجارۃ من طین (الذاریت:۳۲،۳۳)'' اب ان تین مذکورہ مقامات سے بوضاحت ثابت ہو رہا ہے کہ وہ فرشتے انسان کی صورت میں متمثل تھے۔ کیونکہ جو مشن انہوں نے اپنا ظاہر کیا۔ یعنی مامور بہ ہلاکت قریہ لوط علیہ السلام وہ انسانی طاقت سے محال ہے اور بموجب مدبرات امراً ملائک مختلف امور پر مامور ہوتے ہیں اور اس عالم اسباب میں اللہ تعالیٰ کی سنت اسی طرح جاری ہے۔ اگرچہ وہ لا شریک لہ (کن فیکون) پر اکیلا قادر ہے۔ عمل لکھنے والے جان قبض کرنے والے مومنین کے واسطے استغفار کرنے والے غرض بہت سے امور پر ملائک موکل ہیں۔ جن سے مومن بالقرآن ہرگز انکار نہیں کر سکتا۔ مگر صرف وہی جس کی قسمت میں قرآن شریف کے متعلق شرح صدر کا حصہ نہیں رکھا گیا۔ محرف تورات نے ان وجودوں کو مرد بھی لکھ دیا ہے اور آٹے کے پھلکے اور دودھ اور گوشت بھی کھلا دیا ہے۔ (پیدائش باب ۱۸) جس سے ان مولوی صاحب کو اپنی تفسیر بالرائے کو صحیح ثابت کرنے کا عمدہ موقعہ قسمت سے مل گیا ہے۔ مگر مولوی صاحب نے اگلے باب کو نہ دیکھا جہاں ان اشخاص کو فرشتہ لکھا گیا ہے۔ محرف تورات کو کیا خبر ہے کہ فرشتے کھانا نہیں کھایا کرتے۔ یہ فیصلہ قرآن کریم کے ذمہ تھا جو کامل کتاب ناممکن التحریف تا قیامت ایک زندہ معجزہ صداقت نبوت جناب محمد رسول اللہ ﷺ و دین اسلام پر شاہد ہے۔ قرآن شریف نے جہاں ضیف ابراھیم المکرمین کو ایک بڑے معرکہ کی مہم پر مقرر کر کے ملائکہ کا ثبوت وضاحت سے پہنچایا ہے۔ وہاں ساتھ ہی گوشت روٹی میں ان کی عدم شراکت بھی ظاہر کر دی ہے:

تا کہ آئندہ کوئی تورات کے محرف حوالہ سے غلط فہمی سے ٹھوکر نہ کھائے۔''فما لبث ان جاء بعجل حنیذ فلمارأ ایدیهم لا تصل الیه نکرهم واوجس منهم خیفة قالو الا تخف انا ارسلنا الیٰ قوم لوط (هود:۶۹، ۷۰)''یعنی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فوراً ان کی تواضع کے واسطے تلا ہوا بچھڑے کا گوشت ان کے سامنے لا رکھا اور جب دیکھا کہ وہ اس کھانے کی طرف اپنے ہاتھ نہیں بڑھاتے تو ان سے متوحش ہوئے اور ان سے دل میں ڈرے۔انہوں نے کہا ڈرمت ہم قوم لوط کی جانب بھیجے گئے ہیں۔پھر اس واقعہ کا ذکر پارہ ۲۶ میں اس طرح ہے کہ:''فراغ الیٰ اهله فجاء بعجل سمین فقربه الیهم قال الا تاکلون الذریت:۲۵، ۲۶''اب اس سے زیادہ صراحت اور وضاحت ملائک متمثل بانسان ہونے کے بارہ میں اور کیا ہوگی۔ہاں احادیث صحیحہ سے بھی ثبوت ملائکہ کے متمثل بانسان ہونے اور صحابہ کو نظر آنے کا خاکسار پیش کر سکتا ہے۔بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کا مقولہ اس جماعت کا قسم بخدا محض زبانی ہے۔درحقیقت یہ جماعت احادیث بخاری سے منکر اور قرآن شریف سے بے خبر ہے۔قرآن شریف کو اپنی ہواء کے تابع کرتی ہے۔مگر ان کو یہ توفیق نہیں کہ اپنی ہواء کو قرآن شریف کے تابع کریں۔ملائک کے بارہ میں مولوی صاحب اپنے قرآن مجید کے صفحہ ۶۱۲ نوٹ نمبر ۱۵۳۶ متعلق آیت''فتمثل لها بشراً سوآ (مریم:۱۷)''میں فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ خواب کا تھا۔کیونکہ فانی آنکھ انسان کی ملائک کے وجود کو دیکھنے سے قاصر ہے۔مولوی صاحب بخوبی جانتے ہیں کہ ایمان بالملائکہ ایمان کی ایک لازمی جز ہے۔پس ملائک کو قرآن شریف اور حدیث شریف نے جس حیثیت میں پیش کر دیا ہو اس پر ایمان نہ لانا واقعی ایمان کا صریح نقص ہے اور جب یہ صورت ہے تو ان کی تفسیر بجائے عقائد صحیحہ کا مظہر ہونے کے خود تراشیدہ تاویلات کا آئینہ ہے۔مریم صاحبہ کے روبرو فرشتہ جب حسب فرمودہ قرآن شریف انسان کی صورت میں متمثل ہو کر ظاہر ہوا تو مولوی صاحب کا خواب کی تاویل کرنا ناحق دخل در معقولات ہے۔قرآن شریف نے کل خواب کے واقعات کو صاف کھول کر بیان کر دیا ہے۔ (دیکھو ریویو نمبر ۴)

بلا قرینہ یعنی اپنی رائے سے قرینہ گھڑ لینا تفسیر بالرائے ہے۔جس پر شارع علیہ السلام نے وعید فرمائی ہے۔جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے متمثل بانسان ہو کر آئے تھے تو ان کی بیوی نے بھی ان کو فانی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا بلکہ ان سے کلام بھی کیا تھا۔

(دیکھو پ۱۲ ع۷ اور پ۲۷ ع۱۹)

جب یہ واقعہ خواب کا نہیں تو مریم صاحبہ کا فرشتہ کو دیکھنا بدوں قرینہ کیونکر خواب کا

واقعہ ہوسکتا ہے۔ خاکسار نے بتائید ایزدی اسی واسطے ضیف ابراہیم کو قرآن شریف سے ملائک ثابت کرنے کی پہلے کوشش کی ہے۔ تاکہ یہ امر ثابت ہونا آسان ہو جائے کہ جس طرح ان کی بیوی نے فرشتوں کو جاگتی حالت میں دیکھ کر ان سے کلام کیا تھا۔ اسی طرح مریم صاحبہ کا یہ واقعہ بھی تھا۔ اب بطور تکمیل حجت منجملہ احادیث کثیرہ جو ملائک کے متمثل بہ بشر ہونے پر وارد ہیں۔ خاکسار صرف تین احادیث پیش کر کے مولوی صاحب سے دریافت کرتا ہے کہ کیا یہ واقعات بھی خواب کے ہیں۔

ا...... (مشکوٰۃ کتاب الایمان فصل اوّل ص۱۱، بخاری ج۱ ص۱۲، باب سوال جبرائیل النبی ﷺ اور مسلم ج۱ ص۲۹، کتاب الایمان) ہر دو کی حدیث میں جس میں جبرائیل علیہ السلام نے نہایت سفید لباس میں متمثل ہو کر جناب ﷺ سے ایمان، اسلام، احسان، علامات قیامت وغیرہ کے متعلق سوال کئے اور حضرت عمرؓ راوی اس حدیث کے بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے جناب ﷺ نے پوچھا کیا تم سائل کو پہچانتے ہو؟۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا جبرائیل تھے کہ تم کو مسائل دین سکھلادیں۔

ب...... (مشکوٰۃ ص۵۲۲، فصل اوّل باب المبعث وبدأ الوحی) حضرت عائشہؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے کیفیت نزول وحی دریافت کی جس پر آپ ﷺ نے منجملہ دیگر جوابات کے اس طرح فرمایا کہ: ’’**واحیاناً یتمثل بی الملك رجلاً فیکلمنی فاعی** ‘‘یعنی گاہ گاہ فرشتہ بصورت آدمی میرے پاس آ کر مجھ سے کلام کرتا ہے۔ پس اس کلام کو یاد رکھتا ہوں۔ (راوی بخاری ومسلم ہر دو)

ج...... (مشکوٰۃ ص۵۳۱ فصل اول باب المعجزات) حدیث سعد بن ابی وقاصؓ میں مذکور ہے کہ جنگ احد کے دن میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں سفید لباس والے دو شخص دیکھے جو سخت قتال کر رہے تھے۔ جن کو میں نے نہ پہلے دیکھا تھا نہ بعد میں دیکھا۔ یعنی جبرائیل ومیکائیل بخاری ومسلم ہر دو اس کے راوی ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت دے کیا اب بھی آپ یہی کہیں گے کہ مریم صاحبہ کو فرشتہ خواب میں نظر نہ آیا تھا؟۔ قسم بخدا خاکسار آپ کو آیت ذیل کا مصداق پاتا ہے۔ ’’**ویقولون آمنا باللّٰه وبالرسول واطعنا ثم یتولیٰ فریق منهم من بعد ذلك وما اولئك بالمؤمنین (النور:٤٧)** ‘‘جب اس آیت کے مطابق آپ لوگوں کا ایمان ہی صحیح نہیں تو ایسے مردود اسلام وایمان کی اشاعت قابل فخر؟۔ ہرگز نہیں بلکہ آخرت میں قابل مواخذہ ہے۔ رسول

اللہ ﷺ پر قرآن شریف نازل ہوا۔ آپ ﷺ نے بموجب حکم ’’وانزلنا الیك الذكر لتبیّن للناس مانزل الیھم (النحل:٤٤)‘‘ جہاں مناسب جانا صحابہؓ کو بتلادیا۔ اب اس معلم حقانی کی تفسیر کو رد کر کے تم لوگ دین الٰہی کو صریحاً بگاڑ رہے ہو۔ ’’دنیا روزے چند است عاقبت کار با خداوند است‘‘ آخر میں قرآن فہمی کا ایک باریک نکتہ بھی سامنے رکھ دیتا ہوں۔ جس سے ممکن ہے کہ مولوی صاحب یا ان کی جماعت سے کوئی فرد غور کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے رسل کو فرشتے یقین کر سکے۔ قرآن میں جہاں جہاں الفاظ (رسل اور حرف س کی نصب سے تین الفاظ ذیل ہیں مرسل مرسلون مرسلین باستثناء بعم یرجع المرسلون (نمل:پ۱۹ ع۱۸) وہاں نبی اللہ یا فرشتہ سے مراد ہے۔ یعنی سوا ایک موقعہ کے باقی کل مقامات میں غیر نبی اللہ یا غیر ملائک ہر گز مراد نہیں۔

۲...... مولوی صاحب اپنے ترجمہ قرآن کے صفحہ ۵۳۰ نوٹ نمبر ۹۱۸،۱۱۹۶ میں متعلق آیت ’’فجعلنا عالیھا سافلھا وامطرنا علیھم حجارۃ من سجیل (حجر:٧٤)‘‘ فرماتے ہیں کہ بستیوں کا تہ وبالا ہونا زلزلہ کا نتیجہ تھا اور زلزلہ کے ساتھ کوہ آتش فشاں سے نکل کر پتھر بھی گرے تھے۔ جبرائیل کا بستیوں کو آسمان تک اٹھا کر پھر زمین پر اوندھا کر کے پھینک دینا بالکل بے بنیاد قصے ہیں۔ یہی مطلب علی گڑھی تفسیر میں مذکور ہے۔ جس کی تقلید ہمارے مولوی صاحب نے کی ہے۔ اب کون پوچھے کہ آپ نے ایم اے پاس کیا۔ کس پرانے اور نئے جغرافیہ میں تمام عرب یا شام میں کوہ آتش فشاں کا محل وقوع لکھا ہے؟۔ یہ خطہ کوہ آتش خیز سے بالکل خالی ہے۔ ’’جزاء سیئة سیئة مثلھا (شوریٰ:٤٠)‘‘ اصول الٰہی کے مطابق حضرت لوط علیہ السلام کی بستیوں کو بسبب خلاف فطری لواطت کے گناہ کے اللہ تعالیٰ نے زمین سے اٹھا کر پھر اوندھا کر دیا تو اس میں کوئی تعجب کہ بات نہیں۔ اب ان بستیوں کو قرآن کریم میں مؤتفکات یعنی الٹائی گئی بستیاں بھی اس وجہ سے لکھا گیا ہے۔ ان بستیوں کے محل وقوع پر بحر مردار ہے۔ جس میں کوئی جاندار چیز زندہ نہیں رہ سکتی۔ یہاں زلزلہ سے اوندھا کرنا ایجاد بندہ ہے۔ جبرائیل کو اللہ تعالیٰ کا اس کام پر مؤکل کرنا خلاف سنت نہیں۔ جیسا کہ اس سے پہلے ابھی خاکسار ثابت کر چکا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے کہا تھا کہ ہم لوط علیہ السلام کی بستیوں کو تباہ اور ہلاک کرنے کے واسطے جا رہے ہیں۔ کیا انہوں نے جھوٹ بولا تھا؟۔ اور کیا ملائک کو انسان کی طرح ایسا کام کرنا دشوار ہے؟۔ کیا آسمان سے ہلاکت کا ذریعہ نازل کرنا ایک غیر ممکن امر ہے؟۔ چونکہ جعلنا عالیھا سافلھا میں فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور انا مھلکوا انا منزلون لنرسل مذکورہ

آیات کے افعال میں فاعل فرشتے ہیں اس واسطے مولوی صاحب کو بجائے تطبیق دینے کے تفسیر بالرائے سے کام لینا پڑا۔ قرآن کریم کے طرز بیان کا علم ہر کسی کو حاصل نہیں محض دعوے سے کام نہیں چل سکتا۔ بلکہ بفوائے

هزار نكته باريك ترز موزاينجاست
نه هر كه سربه تراشد قلندرى داند

کچھ علمی طور پر کام کر کے عہدہ براہ ہونا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بسبب علت العلل ہونے کے بعض دفعہ بعض افعال کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ جس سے ملائک کے ذریعے افعال کا سر انجام باطل خیال کرنا قرآن فہمی سے بے علمی کی دلیل ہے۔ سورہ یٰسین میں ونكتب ، ماقدموا واثارهم (يسين:١٢) میں اللہ تعالیٰ فاعل ہے۔ اب کیا اس سے یہ آیات منسوخ ہو جائیں گی؟۔"ان رسلنا يكتبون ما تمكرون (يونس:٢١)" "بلى ورسلنا لديهم يكتبون (زخرف:٨٠)" جن میں ملائک فاعل ہیں۔ مولوی صاحب نے بستیوں کا اٹھایا جا کر اوندھا کیا جانا بیہودہ قصے سمجھ کر گویا ان مفسرین پر چوٹ کی ہے۔ جنہوں نے روایت صحیحہ کی بناء پر ایسا لکھا ہے۔ اگرچہ روایات کو بعض نے بیان نہیں کیا۔ اب چند معتبر روایات بیان کر کے خاکسار مولوی صاحب پر حجت پوری کرتا ہے۔

ا...... ابن جریر محمد بن کعب قرظی جو اجلہ آئمہ تابعین سے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو قوم لوط کے الٹ جانے والے (مؤتفكات) کی طرف بھیجا وہ ان شہروں کو اپنے پروں پر لے کر اونچے ہوئے۔ یہاں تک کہ آسمان دنیا کے ملائک نے ان کے کتوں کے بھونکنے اور مرغیوں کی آواز سنی۔ پھر وہاں سے اوندھا الٹ دیا۔ پھر پڑھی یہ آیت "فجعلنا عاليها سافلها وأمطرنا عليهم حجارة من سجيل (حجر:٧٤)"

ب...... عبدالرزاق اپنی تصنیف اور ابی منذر اور ابی حاتم اپنی تفسیر میں حضرت حذیفہ بن الیمانؓ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

ج...... سعید بن منصور اپنی سنن میں اور حاکم اپنی مستدرک میں اور امام ابوبکر بن ابی الدنیا بھی کتاب العقوبات میں حضرت ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

د...... اب جریر مجاہد شاگرد ابن عباسؓ اور قتادہؒ شاگرد انسؓ بن مالک سے بھی ایسا ہی بیان کرتے ہیں۔ مولوی صاحب جب بخاری اور مسلم کی احادیث کو بھی اپنی تفسیر بالرائے کے

مقابلہ میں رداور ترک کردینے کے پختہ عادی ہو چکے ہیں تو بھلا مذکورہ روایات کس شمار میں ہیں۔

۳...... مولوی صاحب اپنے قرآن کے ص ۵۲۵ نوٹ نمبر ۱۳۳۲ میں متعلق آیت ''**الا من استرق السمع فاتبعه شهاب مبين** (حجر:۱۸)'' فرماتے ہیں کہ کاہن آسمانی اخبار کے حصول کا دعویٰ کرتے تھے۔ مگر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سے دفع کئے جاتے ہیں اور (شہاب مبین) سے ان کا ناکام ہونا مراد ہے۔ مگر مولوی صاحب نے اس ماقبلی آیت **وحفظناها من كل شيطن رجيم** کونہیں دیکھا۔ یعنی ہم نے ہر شیطان مردود سے آسمان کو محفوظ کیا ہے۔ پس **استرق السمع** کا تعلق شیطان سے ہے نہ کاہن سے۔ صریح طور پر شیاطین پر آسمان سے انگار پڑنے کی تاویل ناکامی سے کر کے مولوی صاحب نے علم طبعی کی حمایت میں جناب رسول خدا ﷺ کی تفسیر کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

امام بخاریؒ نے کتاب (التفسیر ج ۲ ص ۶۸۲) میں آیت **الا من استرق السمع فاتبعه شهاب مبين** کا ایک علیحدہ باب باندھ کر مرفوع حدیث سے تفسیر کر دی ہے۔ جس میں حکم الٰہی کے نزول پر ملائک کا مرعوب اور ہیبت زدہ ہو جانا اور ایسے موقعہ پر شیاطین کا آسمان پر جانا اور کسی ایک آدھ خبر کا وہاں ملائک سے سن کر زمین پر ساحر یا کاہن کو سو جھوٹ ملا کر کہہ دینا اور کبھی اوپر والے شیطان کو نیچے والے شیطان کو اس خبر کے بتانے کی مہلت کا نہ ملنا اور اس کا آگ کی چنگاری سے جل جانا سب کچھ بصراحت مذکور ہے۔

دیباچہ میں مولوی صاحب نے ترتیب قرآن شریف کے متعلق احادیث سے بخوبی فائدہ اٹھایا ہے۔ پس یہ خیال صحیح نہیں کہ آپ نے بخاری کی احادیث متعلقہ کی تفسیر کو نہ دیکھا ہو۔ خاکسار کو خدا لگتی کہنے میں شرم مانع نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا یہ امر تحقیق شدہ ہے کہ مولوی صاحب کو بخاری کی تفسیر اور اعجاز بیان کرنے والی احادیث پر مطلقاً یقین نہیں۔

ریویو نمبر ۱۲

۱...... مولوی صاحب اپنے قرآن کے صفحہ ۸۴۱ پر ''**حتى اذا فزع عن قلوبهم قالو اماذا قال ربكم قالوا الحق وهو العلى الكبير** (سباء:۲۳)'' کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں کہ حتیٰ کہ جب ان کے دلوں سے خوف دور ہو جائے گا۔ وہ کہیں گے کہ تمہارے خدا نے کیا فرمایا۔ وہ جواب دیں گے حق فرمایا اور وہ عالیشان سب سے بڑا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں مولوی صاحب نے دو صریح غلطیاں کی ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اس آیت کا تعلق قیامت سے سمجھ کر ترجمہ زمانہ مستقبل میں کیا ہے دوسری غلطی یہ کی ہے کہ اس آیت سے بھی

شفاعت کا وہی عام مسئلہ نکالا ہے۔ جس کا ذکر وہ ایک دو ماقبل مقامات پر نوٹ نمبر ۶۷، ۳۳۹ میں کر چکے ہیں۔ مگر اس آیت کا خاص اشارہ ملاء الاعلیٰ (ملائک) کی طرف ہے۔ جن کی شفاعت کی توہم سے مشرک ان کو پوجتے ہیں۔ (دیکھو ماقبل والی دو آیات) اللہ تعالیٰ ان کے زعم باطل کی تردید فرماتے ہیں کہ وہ بیچارے از خود شفاعت میں کیوں کر دخیل ہو سکتے ہیں۔ جب خود ان کی یہ حالت ہے کہ کسی حکم الٰہی کے نزول پر ان پر ایسی ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔ کہ گویا ان میں جان ہی نہیں۔ جب ان کی اس شدت خوف سے افاقہ ملتا ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا حکم فرمایا۔ دوسرا (جو غالباً زیادہ قریب ہوتا ہے) جواب دیتا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو حق فرمایا۔ اس آیت پر امام بخاریؒ نے (ج۲ ص ۷۰۸، تحت سورہ سباء) میں ایک خاص باب باندھ کر مرفوع حدیث سے تفسیر کر دی ہے اور یہ خاص واقعہ ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اس واسطے قیامت والے عام مسئلہ شفاعت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ آیت حال استمراری کو بیان کرتی ہے۔ جس طرح سورہ فرقان کی آیت واذا خاطبهم الجهلون قالوا سلاما ہے۔ مولوی صاحب نے امام بخاریؒ کی کتاب التفسیر سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا اور عمداً جناب رسول اللہ ﷺ کی تفسیر کو پس پشت ڈال کر ایک بھاری ذمہ داری کو بڑی جرأت سے قبول کر لیا ہے۔ ’’وسيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون (شعراء:۲۲۷)‘‘

۴...... ’’ولقد فتنا سليمن والقينا على كرسيه جسداً ثم اناب (صٓ:۳٤)‘‘ کے متعلق مولوی صاحب اپنے قرآن شریف کے ص ۸۸۵ نوٹ نمبر ۲۱۴۱ میں فرماتے ہیں کہ سلیمان کو معلوم تھا کہ اس کا بیٹا رجعام تخت کا وارث حکومت کے ناقابل ہے۔ اس واسطے اپنی سلطنت کی تباہی کے آثار دیکھ کر یا الہام کے ذریعہ سے مطلع ہو کر اللہ کی طرف رجوع کیا۔ ان کے تخت پر محض جسد کے رکھا جانے کا مفہوم اسی بیٹے کی نالائقی اور ناقابلیت ہے۔ جیسا تورات اوّل سلاطین ب ۱۲ آیت ۱۷ میں مذکور ہے۔ رجعام سے بنی اسرائیل کے کل قبائل سوائے ایک کے منحرف ہو گئے یا یربعام مراد ہے۔ جس نے داؤد کے خاندان کے برخلاف علم بغاوت کھڑا کیا اور بنی اسرائیل کے دس قبائل پر حاکم ہو کر بت پرستی کو قائم کیا۔

(تورات اول سلاطین ۱۳، آیت ۲۸ اوّل سلاطین ب ۱٤ آیت ۱۵)

پس سلیمان کے تخت پر ایک جسم بے جان کے ڈالا جانے سے مراد رجعام یا یربعام ہے۔
صحیح تفسیر کا یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ اہل کتاب کی روایت بصورت قرآن شریف حدیث کے خلاف ہونے کی ہرگز قابل حجت نہیں۔ اس واسطے مولوی صاحب کی یہ تفسیر آیت

مذکور کے متعلق باطل ہے۔ کیونکہ (بخاری ج۱ ص ۴۸۷، کتاب الانبیاء) میں ایک حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے اس طرح مذکور ہے کہ جناب رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ سلیمان بن داؤد نے کہا کہ آج شب کو میں ستر عورتوں کے پاس جاؤں گا۔ ہر عورت کے پیٹ میں شہسوار آ جائے گا۔ جو خدا کی راہ میں جہاد کرے گا تو ان سے ان کے ہم نشین نے کہا کہ انشاء اللہ کہئے۔ مگر سلیمان نے نہ کہا۔ پس کوئی عورت حاملہ نہ ہوئی۔ سوائے ایک کے اور اس کے ایک ایسا بچہ پیدا ہوا۔ جس کا ایک جانب گرا ہوا تھا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا اگر وہ انشاء اللہ کہہ لیتے تو سب عورتیں حاملہ ہو جاتیں اور وہ سب بچے راہ خدا میں جہاد کرتے۔ اس حدیث کو مسلم نے بھی لیا ہے۔ عورتوں کی تعداد میں قدرے فرق ہے۔ باقی اسی طرح ہے۔

نوٹ!

تفسیر روح المعانی وشرح بخاری سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ناقص الخلقت بچہ انا (دایا) نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت پر ان کے سامنے لا رکھا تھا۔ جس پر آپ انشاء اللہ کہنے کی فرو گذاشت پر بہت نادم ہوئے۔

اب اس حدیث سے حقیقت جسد اور کرسی اور وجہ انابت حضرت سلیمان صاف ظاہر ہے۔ اس آیت کے بعد ''قال رب اغفرلی وھب لی ملکاً لا ینبغی لاحد من بعدی انك انت الوھاب (صٓ:۳۵)'' کی آیت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا مغفرت طلب کرنا محض ترک انشاء اللہ کی وجہ سے تھا۔ کیونکہ مغفرت ذاتی فرو گذاشت کے واسطے تھی۔ جس کا تعلق غیر کی ذات سے نہیں تھا۔ مولوی صاحب حضرت سلیمان علیہ السلام کی مذکورہ دعا کے متعلق نوٹ نمبر ۲۱۴۲ میں فرماتے ہیں کہ اس دعا والی آیت کے ماقبل نالائق جانشین کا چونکہ تذکرہ ہے۔ اس واسطے حضرت سلیمان نے روحانی سلطنت مانگی۔ کیونکہ ایسی ہی سلطنت کو نالائق وارث خراب نہیں کر سکتا اور سلیمان کی دنیوی سلطنت ان کی وفات کے بعد نابود ہو گئی تھی۔

جب ماقبلی آیت میں جانشین کا اشارہ ہی حدیث مذکورہ کی بناء پر غلط ہے تو پھر دعا کا مقصود روحانی سلطنت بیان کرنا خود باطل ہے۔ قرآن شریف نے اس دعا کا مفہوم جب حرف ف سے بعد میں خود اس طرح فرما دیا ہے۔ ''فسخرنا له الریح تجری بامره رخاءً حیث اصاب والشیاطین کل بناء وغواص واخرین مقرنین فی الاصفاد (صٓ:۳۶،۳۷،۳۸)'' تو اب اس کے سامنے حضرت سلیمان کی دعا کو روحانی سلطنت پر محمول کرنا قرآن شریف پر تحکم ہے۔ اب مولوی صاحب سے کون پوچھے کہ کیا ایک پیغمبر بعد نبوت کے

روحانی سلطنت سے محروم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایک تحصیل حاصل کے واسطے دعا کی ضرورت محسوس ہوئی؟۔ اگر مولوی صاحب کا مفہوم صحیح تسلیم کیا جائے تو مطلب یہ حاصل ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے لا ینبغی لاحد من بعدی سے قیامت تک بعد کے پیغمبروں اور صالحین کے واسطے روحانی سلطنت سے محرومی کا سوال کیا تھا۔ جو شان نبوت سے نہایت بعید ہے۔ مولوی صاحب نوٹ نمبر ۲۳ ۸۴ میں فرماتے ہیں کہ شیاطین کی تسخیر سے مراد غیر ملک کے قبائل ہیں جن کو آپ نے مطیع کر کے مختلف کاموں پر لگا رکھا تھا اور مزید ثبوت میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ زنجیروں میں جنات یا شیاطین کو بسبب ان کے غیر مادی اجسام کے قید کرنا غیر ممکن ہے۔ پھر تورات ۲ تواریخ باب ۲ آیت ۱۲، ۱۸ کے حوالہ سے شیاطین کو انسانی وجود ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ پھر لغت کا حوالہ بھی دیا ہے کہ عرب میں ہوشیار آدمی کو بھی جن بولتے ہیں۔

بارہا اس سے پہلے خاکسار عرض کر چکا ہے اور اب پھر خاص توجہ دلاتا ہے کہ اہل کتاب کی روایت اور لغت کے لغوی معانی کا حوالہ صرف اسی صورت میں جائز ہے۔ جب وہ قرآن شریف کے خلاف نہ ہو۔ جب خاکسار گذشتہ نمبر ۱۱ میں ابھی ثابت کر چکا ہے کہ ضیف ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت کے متعلق تورات کوئی صحیح فیصلہ نہیں کر سکتی کہ آیا وہ انسان تھے یا فرشتہ۔ (کیونکہ ان کو کھانے میں شریک کر کے انسان بھی لکھ دیا ہے اور پھر مابعدی باب میں ان کو فرشتے بھی لکھا ہے) تو شیاطین کی شخصیت کے فیصلہ کی توقع تورات سے رکھنا فضول ہے۔ لہٰذا ذیل میں (بخاری ج ا ص ۴۸۷، کتاب بدء الخلق) سے ایک مرفوع حدیث لکھی جاتی ہے۔ جس سے یہ امر بوضاحت ثابت ہو جاتا ہے کہ تسخیر شیاطین کی کیا حقیقت تھی۔ جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کی اجابت کا نتیجہ تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ایک سرکش جن (عفریت من الجن) یکا یک رات کو میرے پاس آیا تا کہ میری نماز خراب کر دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قابو دے دیا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور چاہا کہ اس کو مسجد کے کسی ستون سے باندھ دوں تا کہ تم سب اس کو دیکھ لو۔ مگر مجھ کو اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا ''رب ھب لی ملکاً لا ینبغی لاحد من بعدی (صٓ:۳۵)'' یاد آ گئی۔ پس میں نے اس کو نامراد واپس کر دیا۔ بخاری نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی اس دعا پر سورہ صٓ کے متعلق (بخاری ج ۲ ص ۷۱۰، کتاب التفسیر) میں بطور تفسیر ایک خاص باب بھی باندھا ہے اور پھر وہی مذکورہ حدیث بیان کی ہے۔ اب مولوی صاحب سے کون پوچھے کہ فخر کونین سید المرسلین ﷺ تو ایک پیغمبر کے قول کا اس قدر پاس اور لحاظ کریں کہ تسخیر جناب کی مشابہت سے

بھی پرہیز کریں۔ مگر آپ ان کے امتی ہوکر ان کی تفسیر کی پرواہ نہ کریں اور محرف تورات ودیگر ذرائع کا سہارا لے کر اپنی تفسیر بالرائے کو ترجیح دیں۔ مولوی صاحب کو واضح ہو کہ ایک غیر نبی جنات وغیرہ کو زنجیر وغیرہ سے بے شک باندھ نہیں سکتا۔ مگر ایک پیغمبر کے واسطے ان کو باندھ رکھنا اور لوگوں کو دکھلا دینا آسان ہے۔ حضرت سلیمان بھی بعض جنات کو زنجیر میں قید کرتے نہ سب کو جیسا ''وآخرین مقرنین فی الاصفاد (ص:۳۸)'' سے ثابت ہے۔ جو شخص ''وخلق الجان من مارج من نار (رحمن:۱۵)'' سے واقف ہے وہ جنات کو غیر مادی وجود نہیں جانتا۔ البتہ آگ کے لطیف مادہ سے ان کی خلقت ہے۔ جو اخفا واظہار ہردو کی متحمل ہے۔ مولوی صاحب کو واضح ہو کہ جنات کی خوراک لید، ہڈی اور کوئلہ اور آدمی کے دسترخوان پر سے گرے ہوئے ریزے ہیں۔ (دیکھو مشکوٰۃ، باب آداب الخلاء، فصل ثانی ص۴۲،۴۴ دو احادیث بروایت ابن مسعود اور مشکوٰۃ کتاب الاطعمہ ص۳۶۳ حدیث جابر) بخاری نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ جنات غیر مادی نہیں۔ کیونکہ جب ان کی خوراک مادی ہے تو ان کا مادی وجود ہونا خود ثابت ہوا۔ اسرار الٰہی سے جس قدر پردہ شارع علیہ السلام نے اٹھا کر ہم کو بتلا دیا۔ اس سے زیادہ کرنا موجب گمراہی ہے۔

تسخیر ریح کے متعلق بھی مولوی صاحب کی تفسیر خود باطل ہوگئی۔ جو انہوں نے نوٹ نمبر۲۰۲۵ میں متعلق ''غدوها شهر ورواحها شهر (سبا:۱۲)'' بیان کی ہے۔ کیونکہ تسخیر ریح اسی صورت میں درست ہوسکتی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جس وقت اور جس طرف کی ریح مطلوب ہو وہ باذن اللہ ان کی مسخر اور مطیع ہو۔ ورنہ بادبانی جہازوں کو چلانے والی قدرتی ہوا نہ وقت کی پابند ہے نہ سمت کے نہ نرمی ودرشتی میں کسی کے زیر حکم ہوسکتی ہے۔ اگر مولوی صاحب والی بادبانی جہازوں کی قدرتی ریح سے یہاں مراد لی جائے تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ حضرت سلیمان خود اس ریح کے تابع تھے۔ جب وہ ٹھہر گئی یا حد سے زیادہ تیز ہوگئی یا سمت مطلوبہ کی طرف متحرک نہ ہوئی تو سلیمانی جہاز بھی مدتوں کنارہ پر لنگر ڈالے پڑے رہے۔ لاہوری اور قادیانی ہردو جماعت پیغمبروں کے واسطے جو معجزات بطور خرق عادت اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمائے ہیں۔ ان سے درحقیقت منکر ہیں۔ اگرچہ مسلمانوں کو قابو کرنے کے واسطے یہ شعر ان کے ورد زبان ہے۔

معجزات انبیاء سابقین
آنچہ در قرآں بیانش بالیقین

برہمراز جان ودل ایمان است
ہرکہ انکارے کند ازاشقیااست

(سراج منیر ص ح،خزائن ج ۱۲ص ۹۴)

اب مولوی صاحب سے کون پوچھے کہ کیا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنے ملک میں خشکی کے سفر کی حاجت کبھی درپیش نہ ہوتی تھی کہ تسخیر ریح کو محض بادبانی جہازوں تک محدود سمجھا جائے۔ ’’فسخرنا له الريح تجرى بامره رخاءً حيث اصاب (صٓ:۳۶)‘‘یعنی ہم نے ہوا کو سلیمان علیہ السلام کے تابع کردیا۔ جو اس کے حکم کے مطابق جہاں وہ پہنچنا چاہتے تھے نرم نرم چلتی تھی۔ اس آیت میں ہر طرف ملک میں سفر کرنے کا اشارہ ہے۔ جس کو ہمارے مولوی صاحب محدود بہ بحری سفر کرتے ہیں۔ اس اعجازی عطیہ کو بگاڑنے کے واسطے مولوی صاحب کو قرآن شریف کی تحریف کرنے میں ذرا بھی ان کے ضمیر نے ملامت نہیں کی۔ چنانچہ آیت مذکورہ کا ترجمہ اس طرح لکھتے ہیں کہ ہم نے ہوا کو سلیمان کے تابع کردیا اور وہ اس کے حکم کو جہاں وہ پہنچانا چاہتا تھا۔ آہستگی سے پہنچادیتی۔ (یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کے صرف حکم کو جہاں وہ چاہتے پہنچادیتی) مولوی صاحب نے ریح کو ذریعہ انتقال حکم سلیمانی کا قرار دے کر اپنی عربی دانی پر سخت دھبہ لگایا ہے۔ حالانکہ صحیح ترجمہ اس طرح ہے۔ جس طرح اوپر پہلے مذکور ہوا کہ ریح حضرت سلیمان علیہ السلام کو جس جگہ وہ پہنچنا چاہتے لے چلتی۔

ریویو نمبر۱۳

’’سبحان الذى اسرىٰ بعبده ليلاً من المسجد الحرام الى المسجد الاقصىٰ الذى باركنا حوله لنريه من اياتنا انه هو السميع العليم (بنی اسرائیل:۱)‘‘یعنی ہر عیب ونقص سے پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ (محمد ﷺ) کو راتوں رات لے گیا۔ مسجد حرام سے مسجد بیت المقدس تک جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے۔ تاکہ ہم اس کو اپنی قدرت کے نشانات دکھلائیں۔ بے شک وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اس آیت میں ذکر معراج نبی ﷺ کا ہے۔ جو ایک سال قبل ہجرت جناب رسول ﷺ کو کرائی گئی تھی۔ مسجد الحرام سے مسجد بیت المقدس تک رات کے ایک حصہ میں تاکہ آپ کو بہشت اور دوزخ کی کیفیت دکھلائی جائے اور انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کرائی جائے۔ مولوی محمد علی لاہوری اپنے انگریزی قرآن کے صفحہ نمبر ۵۶۱ نوٹ نمبر ۱۴۰۱ میں اس کو واقعہ معراج کا تسلیم کر کے نوٹ نمبر ۱۴۴۱ میں متعلق آیت ’’وما اريناك الرويا التى اريناك الا فتنة للناس

والشجرة الملعونة فى القران (بنى اسرائيل:٦٠) ''یعنی ہم نے (اے محمد ﷺ) جو دکھلاوا تم کو دکھلایا اور تھوہر کا ملعون درخت جو قرآن میں مذکور ہے۔ ان ہر دو سے ہم کو لوگوں کی آزمائش منظور ہے۔ اسی طرح لکھتے ہیں کہ اکثر مفسرین اس امر میں متفق نہیں کہ اس سے مراد واقع معراج کا ہے۔ علماء میں اختلاف ہے کہ آیا یہ معراج جسمانی تھی یا روحانی۔ جمہور جسمانی کے قائم ہیں۔ مگر حضرت معاویہؓ اور عائشہؓ اس کو روحانی بتلاتے ہیں۔ مگر بہ لحاظ صاف الفاظ'' وما اریناك الرؤیا التی اریناك '' کے جمہور کی رائے رد کر دینے کے لائق ہے۔ قرآن شریف کئی مواقعہ میں بدوں ذکر خواب کے خواب کا حال بتلاتا ہے۔ مگر اس آیت میں جب صاف لفظ (رؤیا) خواب مذکور ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کو خواب یا کشف تعبیر کیا جائے۔ احادیث سے یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ یہ واقعہ خواب کا تھا یا بیداری کا۔ ایک آدھ اور دلائل بھی اپنی رائے کی تائید میں لکھی ہیں۔ جو جواب میں قابل لحاظ نہیں۔

جواب!

۱...... قرآنی معجزات میں معراج سب سے اعلیٰ درجہ کا معجزہ ہے اور اس کے قبول کرنے سے رفع ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاویل کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ اس واسطے مولوی صاحب کو سخت ضرورت پڑی۔ (جس طرح ان کے مجدد صاحب کو پڑی تھی) کہ جمہور کا عقیدہ جسمانی معراج کا تسلیم کر کے بھی اس کو خواب یا کشف سے زیادہ رتبہ نہ دیا جائے۔ اہل سنت کے عقائد جمہور صحابہ اور جمہور اہل علم کے دلائل پر مبنی ہوتے ہیں اور بعض کا اختلاف عقائد اہل سنت میں مضر نہیں ہوتا۔ جمہور صحابہ میں اختلاف معراج جسمانی میں نہ تھا۔ بلکہ صرف رویت اللہ تعالیٰ میں تھا۔ نہ کہ معراج کی حقیقت میں بیت الحرام سے بیت المقدس تک معراج جسمانی کا منکر اہل سنت کے نزدیک کافر ہے۔ اور باقی معراج آسمانی مذکورہ سورہ نجم کا منکر بدعتی ہے۔

۲...... حضرت معاویہؓ اور حضرت عائشہؓ کا یہ حال ہے کہ حضرت معاویہؓ تو فتح مکہ کے بعد اسلام میں داخل ہوئے اور حضرت عائشہؓ کو مکی زندگی میں جناب کے پاس رہنے کی رخصت نہیں ملی تھی۔'' غایت ما فی الباب '' معراج میں ان ہر دو کا بیان اس روحانی معراج کا سمجھنا چاہے۔ جو جناب رسول اللہ ﷺ کو علاوہ معراج جسمانی کے کئی بار ہوا تھا۔

۳...... مولوی صاحب جمہور کی رائے جسمانی معراج کے متعلق تسلیم کر کے بھی قرآن کے صرف لفظ (رؤیا) کی بناء پر فرماتے ہیں کہ لفظ اپنے معنے کے لحاظ سے خواب پر چسپاں ہوتا ہے۔ نہ بیداری پر مولوی صاحب بخاری کو'' اصح الکتب بعد کتاب اللّٰہ '' مان کر بھی

اس کی احادیث کو جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہیں۔ ردی میں پھینک دیتے ہیں۔ جس آیت کی بناء پر مولوی صاحب معراج کو کشفی یا نومی واقعہ بتلا کر جمہور کا فیصلہ ڈسمس کر دیتے ہیں۔ اسی آیت پر امام بخاریؒ ایک باب باندھ کر حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں۔ (نہیں کیا ہم نے اس روایت کو جو تجھے دکھلائی شب معراج میں مگر آدمیوں کے لئے فتنہ اور اس رویت سے خواب مراد نہیں۔ بلکہ عین رویت مراد ہے۔ جو شب معراج میں نبی ﷺ کو دکھلائی گئی تھی۔) (بخاری ج ۲ ص ۶۸۶، کتاب التفسیر) اس حدیث نے مذہب صحابہؓ اور باقی علماء کے مذہب سے اطلاع کر دی ہے کہ کوئی اس رویت کو خواب پر محمول نہ کرے۔ مگر مولوی صاحب صحابہ سے قرآن کو بہتر سمجھنے کے مدعی ہیں۔ اس واسطے ان کو جبراً کون منوا سکتا ہے کہ آپ غلطی پر ہیں۔ معراج کے متعلق قرآن شریف نے لفظ فتنہ اسی واسطے آیت محولہ میں استعمال کیا ہے کہ کئی آدمی جسمانی معراج سے انکار کریں گے کہ ایسا سفر جو چالیس دن میں ختم ہوتا ہے۔ رات کے ایک قلیل حصہ میں کیونکر ممکن ہے؟۔ مولوی صاحب آیت میں لفظ رؤیا تو دیکھ کر بڑے خوش ہوگئے کہ ڈگری ہم کو مل گئی۔ مگر امام بخاری نے خدا ان کا بھلا کرے اسی محولہ آیت پر باب باندھ کر صحیح تفسیر بتلا دی اور مولوی صاحب کو بالکل ناکام کر دیا ہے۔

۴...... زیادہ تر تعجب تو اس بات پر ہے کہ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ احادیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ معراج کا واقعہ بیداری کا ہے یا خواب کا۔ مولوی صاحب کی نسبت ریویو کے قریباً ہر نمبر میں یہی ثابت کرنا ہمارا نصب العین ہے کہ مولوی صاحب ان احادیث سے صاف منکر ہیں جو ان کے تقلیدی عقیدہ کے خلاف ہیں۔ اب مولوی صاحب سے کون پوچھے کہ اگر احادیث سے معراج جسمانی ثابت نہیں تو اہل سنت کے جمہور اس کے کیوں کر قائل ہوگئے؟۔ امام بخاریؒ ج ۲ ص ۶۸۴، کتاب التفسیر میں ''اسریٰ بعبدہ لیلاً'' پر بھی باب باندھ کر جابر بن عبداللہؓ سے یہ حدیث لکھ دی ہے کہ جناب نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب قریش نے مجھ کو (معراج کے قصہ میں) جھٹلایا تو میں کعبہ میں مقام حجر میں آیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بیت المقدس ظاہر کر دیا اور میں دیکھنے لگا۔ پھر ان کو اس کی نشانیاں بتلانے لگا۔

۵...... مسلم نے بھی ج ۱ ص ۹۶، باب الاسراء میں بروایت ابوہریرہؓ جناب نبی ﷺ سے روایت کی ہے کہ قریش نے معراج کے متعلق مجھ کو اپنے سوالات سے اس قدر غمگین کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حجاب بیت المقدس کا مجھ سے اٹھا دیا۔ پھر جو جو پتہ وہ بیت المقدس کا مجھ سے پوچھتے میں ان کو بتلا دیتا۔

۶...... بریدہؓ نے جناب نبی ﷺ سے روایت کی کہ جب ہم بیت المقدس پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام نے اپنی انگلی کے اشارہ سے پتھر میں سوراخ کر دیا اور براق کو اس سے باندھ دیا۔ (رواہ ترمذی، مشکوٰۃ ص۵۴۰، باب معجزات فصل ثانی)

۷...... ہرقل شاہ روم کے پاس ابوسفیانؓ بھی بعد واقعہ معراج کے جب وارد ہوا تو منجملہ دیگر باتوں کے جو اس نے ہرقل سے نبی ﷺ کی بابت ذکر کیں۔ واقعہ معراج بھی تھا۔ اس وقت بیت المقدس کا ایک پادری بھی ہرقل کے دربار میں موجود تھا۔ جس نے کہا میں اس رات کو خوب پہچانتا ہوں۔ ہرقل نے متوجہ ہوکر اس سے پوچھا کہ تم کو اس کا علم کیوں کر حاصل ہوا؟۔ اس نے جواب دیا کہ میں بدوں مسجد کے دروازے بند کرنے کے کبھی نہیں سوتا تھا۔ اس رات میں نے کل دروازے بند کر دیئے تھے۔ سوائے ایک دروازہ کے جس کو میں نے بمدد کل ملازمان بند کرنے کی نہایت کوشش کی مگر ناکام رہا۔ حتیٰ کہ بعض نجاروں کو طلب کر کے ان سے وہ دروازہ بند کرانا چاہا۔ نجاروں نے دیکھ بھال کر جواب دیا کہ ایسا نقص واقعہ ہوگیا ہے کہ جس کو ہم صبح سے پہلے درست نہیں کر سکتے۔ صبح کو جب میں اس دروازہ پر گیا تو وہ بالکل ٹھیک ٹھاک تھا اور جو پتھر مسجد کے زاویہ میں تھا جہاں پیغمبروں کی سواری بندھتی تھی۔ اس میں سوراخ دیکھا اور چوپایہ بندھنے کے آثار موجود تھے۔ پس اس عجب واقعہ کے مشاہدہ کے بعد میں نے اپنے لوگوں سے کہا ضرور کوئی نبی اس رات آیا ہے اور اس نے نماز بھی پڑھی ہے۔ اس واقعہ کو شیخ ابن کثیر نے بروایت صحیح بیان کیا ہے۔ (دیکھو تفسیر مواہب الرحمٰن المشہور جامع البیان ج۱۵، ص۲۴، ۲۵، تفسیر سورہ بنی اسرائیل)

۸...... ہمارے مولوی صاحب جب عصائے موسیٰ کے تفجیر الحجر اور شق البحر کے ادنیٰ معجزہ کو تسلیم نہیں کرتے تو معراج جسمانی کو کیوں کر قبول کر سکتے ہیں۔ چند احادیث بخاری مسلم اور ترمذی کی خاکسار نے پیش کر دی ہیں جو اس معراج کی حقیقت کو بخوبی ظاہر کر رہی ہیں۔ بیت المقدس کے پتے پوچھنا منکرین معراج جسمانی کا اسی صورت میں درست ہے کہ نبی ﷺ نے اس واقعہ کو عین بیداری کا بتلایا تھا۔ ورنہ خواب میں خواہ کوئی کیسے عجائبات کا معائینہ کرے۔ اس پر سوالات متعلقہ پتہ ونشان کے کرنا بالکل بے معنی ہے۔ بعض روایات میں جو خاکسار نے بوجہ اختصار بیاں نہیں کیں۔ نبی ﷺ نے قریش کو بعض قافلوں کا حال بھی بتایا تھا۔ جو راستہ میں سفر کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کو نبی ﷺ نے صدیق کا لقب اسی واسطے عطاء کیا تھا کہ جب ابوجہل ودیگر منکرین حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر جا کر کہنے لگے کہ تیرا یار کہتا ہے کہ میں آج کی رات

سات آسمانوں کی سیر کر آیا ہوں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر میرے یار نے ایسا کہا ہے یہ ضرور واقعہ صحیح ہے۔

۹...... سبحان کا لفظ معمولی واقعہ پر نہیں بولا جاتا۔ عبد جسم اور روح ہر دو کا مرکب ہے۔ اسراء انتقال جسمانی پر بولا جاتا ہے۔ ''ان اسر بعبادی (طٰہ وشعراء) فاسر باھلك (ھود وحجر)''

۱۰...... جو مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو بخشا ہے جس کا بیان قرآن کریم اور احادیث میں مذکور ہے۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے معراج جسمانی ہرگز محال نہیں۔ آپ کی روحانی حالت ہی اس قدر ترقی پر پہنچ گئی تھی کہ جسم بھی روح ہی روح ہوگیا تھا۔ آپ وصال کے روزے برابر کئی دن تک بدوں سحری وافطار کے رکھا کرتے اور فرماتے کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہی مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔ پچھلی صف کو بدوں لوٹنے کے برابر دیکھ سکتے۔ آپ کے پسینہ سے عطر کی خوشبو آتی تھی۔ خاکسار کہاں تک بیان کرے۔ مگر جو احادیث صحیحہ کو بھی ظنی کہتا ہو اس کو خاکسار کسی طرح بھی منوا نہیں سکتا۔ معراج کا واقعہ سن کر کئی مسلمان مرتد ہوگئے تھے۔ اب مولوی صاحب سے کون پوچھے کہ خواب کی کیفیت بیان کرنے سے بھی کبھی کوئی مرتد ہو جایا کرتا ہے؟۔ قرآن نے اس واقعہ پر فتنہ کا لفظ استعمال کر کے خود تفسیر کر دی ہے کہ یہ معراج جسمانی تھا۔ ورنہ خواب موجب فتنہ نہیں ہوتا۔ خاکسار نے نہایت اختصار سے دس دلائل پیش کئے ہیں۔ اگر ان سے کسی کو اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب کر دے تو اس کے فضل سے کچھ بعید نہیں۔ کشفی معراج تو اس امت مرحومہ میں اکثر کاملین کو بھی ہوا ہے اور حدیث شریف (الصلوٰۃ معراج المومنین) ہر ایک کے واسطے جو صلوٰۃ کو صحیح طور پر ادا کرتا ہے۔ معراج کا وعدہ پیش کرتی ہے۔

ریویو...... حصہ دوّم

مگر جناب نبی کریم ﷺ کے معراج کو خاص ایسا رتبہ حاصل ہے جس میں امتی شریک نہیں ہوسکتا۔

سورہ نجم میں اس معراج کے متعلق آیات (''مازاغ البصر وما طغیٰ لقد رای من اٰیٰت ربہ الکبریٰ (نجم:۱۷،۱۸)'' یعنی پیغمبر ﷺ کی نگاہ نہیں چوکی نہ حد سے بڑھی۔ بیشک اس نے اپنے مالک کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں) سے ثابت ہوتا ہے کہ معراج روحانی نہیں تھا۔ بلکہ جسمانی تھا۔ کیونکہ الفاظ بصر رویت کشف اور خواب کے مفہوم کے مانع ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نوٹ!

اب ریویو کے حصہ دوم کے متعلق صرف اس قدر عرض کرنا باقی ہے کہ اس شہر میں بسبب بیماری دو ہر مطابع بند چکے تھے۔ ادھر پبلک کی بے صبری اور اشتیاق مطالعہ امر واقعہ تھا۔ لہٰذا ہر دو مطابع کے جاری ہونے پر ریویو کی طبع کا کام بانٹ کر تقسیم کر دینا قرین مصلحت معلوم ہوا تا کہ کام کی تکمیل جلد ہو۔

خاکسار! غلام حیدر سابق ہیڈ ماسٹر مقیم سرگودھا پنجاب

مولوی محمد علی امیر جماعت لاہوری
کے انگریزی قرآن کا ریویو نمبر ۱۴

۱..... ”وورث سلیمن داود وقال یایها الناس علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شئی ان هذا لهو الفضل المبین وحشر لسلیمن جنوده من الجن والانس والطیر فهم یوزعون (نمل:۱۶،۱۷)“

یعنی سلیمان جانشین ہوا داؤد کا اور کہنے لگا۔ اے لوگو! ہم کو پرندوں کی بولی سکھلائی گئی ہے اور ہم کو ہر چیز عطاء کی گئی ہے۔ واقعہ میں صریح فضیلت ہے اور سلیمان کے واسطے جمع کئے گئے لشکر جنات اور انسانوں اور پرندوں کے پس وہ الگ الگ صف باندھ کر کوچ کرتے۔

ان مذکورۂ آیات میں جو عظمت و جبروت لشکر سلیمانی کا بیان مذکور ہے اور جس کی الگ الگ امثلہ قرآن مجید آئندہ بیان کرتا ہے۔ ہمارے مولوی صاحب کے نزدیک وہ ایک معمولی درجہ سے زیادہ نہیں۔ چنانچہ اپنے (قرآن شریف ص ۷۴۶ پر زیر نوٹ نمبر ۱۸۴۴) فرماتے ہیں کہ منطق الطیر سے یہ مراد ہے کہ حضرت سلیمان پرندوں سے پیغام رسانی کا کام لیتے تھے۔ پھر بہت سے معانی لغت سے اخذ کر کے نوٹ نمبر ۱۸۸۶ میں فرماتے ہیں کہ طیر سے مراد رسالہ یعنی سواروں کی جماعت ہے۔ ایک تیسری تاویل یہ بھی کرتے ہیں کہ پرندوں کے غول فاتح لشکر کے ہمراہ مفتوحہ لشکر کی لاشوں کو کھانے کے واسطے بھی جایا کرتے ہیں اور اس خیال کی تائید میں عرب کے کچھ اشعار بھی نقل کئے ہیں۔ لے دے کر آخر ہر صنف مذکورہ کو نوع انسان میں داخل کرتے ہیں۔

۲..... مولوی صاحب کی ہر سہ توجیہات قابل داد ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ سلیمانی لشکر کی صنف طیر کی اصل حقیقت کیا تھی۔ اگر واقعہ میں وہ انسان کی ہی قسم تھی تو باقی دو تاویل کا خود اپنی قلم سے بیکار کر دینا بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ اپنی وسعت معلومات کا پبلک کو یقین دلا دیں۔

قرآن شریف میں الفاظ طیر کل انیس ۱۹ دفعہ مع طیر متنازعہ فیہ مذکور ہے اور سمجھ میں نہیں آتا کہ پوری اٹھارہ دفعہ یہ لفظ اپنی اصلی حقیقت اور شخصیت میں سوائے پرند یعنی پرواز جانور کے غیر وجود پر استعمال نہیں ہوا۔ تو زیر بحث مقام پر اس عام اصول سے کیوں علیحدہ ہو کر جزماً سواروں کا رسالہ بن گیا۔ مولوی صاحب نے اس کے متعلق یہ وجہ لکھی ہے کہ حضرت سلیمان کو گھوڑوں کا شوق تھا۔

''اذ عرض علیہ بالعشی الصافنات الجیاد (ص: آیت نمبر ۳۱)''

مولوی صاحب نے لفظی معنوں کی طرف مائل ہونے والوں کے پاس خاطر کے لئے پرندوں کی بھی دو طرح تاویل کر کے حق تفسیر کا کردار ادا کر دیا ہے۔ تا کہ کوئی ان پر یہ الزام لگانے کے قابل نہ رہے کہ کسی اہل زبان مفسر نے آج تک طیر متنازعہ کا مفہوم سواروں کا رسالہ ہرگز بیان نہیں کیا۔ پیغام رسانی کے واسطے مولوی صاحب نے بالکل نہیں بتایا کہ اس قدر تعداد کی حضرت سلیمان علیہ السلام کو کیوں غیر معمولی حاجت تھی۔ جب کہ ایک قلیل تعداد بھی پرندوں کی ایک بڑی جنگ میں کافی ہوسکتی ہے۔ دوسری توجیہ مولوی صاحب کی تو بالکل مضحکہ خیز ہے۔ کیونکہ پرند اگر محض مفتوحہ لشکر کی لاشوں کو چٹ کرنے کی خاطر حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کے ہمراہ ہوتے تھے تو بالضرور وہ دانہ خور قسم سے نہ تھے۔ بلکہ مردار خور قسم سے تھے اور اس قسم کے پرند کوچ و مقام میں قبل جنگ شروع ہونے کے راستہ میں کس چیز سے پیٹ بھرتے تھے۔ مولوی صاحب نے قبل حصول مفتوحہ لشکر کی لاشوں کے نہ ان پرندوں کی روزہ داری کا ثبوت دیا نہ ان کے واسطے حیوانی خوراک کے واسطے کسی خاص انتظام کا ذکر کیا اور مردار خور پرندوں کی خوراک کو محض مفتوحہ لشکر کی لاشوں تک محدود کر دیا۔ اب کون پوچھے کہ مولوی صاحب کیا فاتح لشکر سے کسی کا بالکل نہ مارا جانا اور ہمیشہ مفتوحہ لشکر سے مقتولوں کا ڈھیر لگ جانا تا کہ مذکورہ پرندوں کو پیٹ بھرنے کا موقعہ ہاتھ آئے۔ ایسی عاقلانہ تاویل ہوسکتی ہے۔ جس کو معمولی عقل بھی قبول کرنے کے واسطے آمادہ ہو؟۔ اگر واقعہ میں یہ پرند مردار خور تھے تو فاتح لشکر کی لاشوں کو چٹ کرنے سے بالکل باز رہنا اور مفتوحہ لشکر کی محض لاشوں کی انتظار میں بھوکے پڑے رہنا ایک ایسی تاویل ہے کہ بدوں ہمارے مولوی صاحب کے کسی دوسرے کی عقل میں آنا نہایت دشوار ہے۔ ہاں اگر مولوی صاحب معجزہ سلیمانی سے منسوب کر دیتے تو ہم کو پھر اس پر جرح کرنے کا کوئی حق نہ تھا۔ مگر مولوی صاحب کوئی معجزہ بھی کیوں ماننے لگے۔ بلکہ ان کی ساری ہمت کا مقصود ہی صرف یہی ہے کہ کوئی اعجازی واقعہ مذکورہ قرآن کریم کا ثابت ہی نہ ہوسکے۔ جیسا کہ ہم بارہا اہل سے گذشتہ نمبروں میں بخوبی ثابت کر چکے ہیں اور اب بھی اور آئندہ بھی انشاء اللہ ثابت کریں گے۔ ہمارے مولوی صاحب نے اپنی اس

تاویل کی بناءکوعرب کے بعض اشعار پر قائم کر دیا۔ مگر شعراء کے مبالغہ آمیز کلام کو بموجب ’’الــم تـرا انهم فی کل وادیهیمون (شعراء:۲۲۵)‘‘ پر ذرا بھی توجہ نہ کی۔ کیونکہ واقعات کا تجربہ اور مشاہدہ اس نرالی تاویل کی ہرگز تائید نہیں کرتا۔

۳...... چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فضیلت میں سب سے پہلے منطق الطیر کی تفہیم کا ذکر کیا تھا۔ اس واسطے قرآن شریف بھی پہلے اسی کی دو مثالیں بیان کرتا ہے۔ پہلے مثال نملہ کی منطق کی ہے۔ کیونکہ وہ تغلیباً طیر میں داخل ہے۔ جس طرح ابلیس تغلیباً ملائک میں داخل کیا گیا ہے۔ درحالیکہ وہ جنس ملائک سے نہ تھا اور یہ باریک نکتہ علم معانی کے ماہر سے پوشیدہ نہیں۔ قرآن شریف جب خود طیر کی مثال میں نملہ کا ذکر شروع کرتا ہے تو طیر میں اس کا تغلیباً داخل ہونا بلاریب صحیح ہوا۔ چنانچہ قرآن شریف حضرت سلیمان کے لشکر کے کوچ کا ذکر اس طرح شروع کرتا ہے۔ ’’حتیٰ اذا اتـوا علیٰ واد الـنمل قالت نملة یایها النمل ادخلوا مساکـنکم لا یحطمنکم سلیمن وجنوده وهم لا یشعرون فتبسم ضاحکا من قـولها وقال رب اوزعنی ان اشکر (نمل:۱۸،۱۹)‘‘ یعنی حتیٰ کہ جب وہ چیونٹیوں کے میدان کے قریب پہنچے تو ایک چیونٹی نے اپنی بولی میں کہا کہ اے چیونٹیو! اپنی بلوں میں گھس جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کو سلیمان علیہ السلام اور اس کا لشکر کچل ڈالے اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔ پس سلیمان علیہ السلام اس کی بات پر مسکرا کر ہنس پڑے اور دعا کرنے لگے کہ اے میرے رب مجھ کو توفیق دے کہ تیری نعمت کا شکر ادا کروں۔

مولوی صاحب سے کون بندہ خدا کا پوچھے کہ اگر نملہ واقعہ میں کوئی انسان ہی تھا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکر سے باقی اس کے ہم جنس انسانوں کے کچلا جانے کے متعلق کلمات سن کر مسکرانا اور ہنس پڑنا حضرت سلیمان علیہ السلام جیسے دانا پیغمبر کی شان کے کیوں خلاف نہیں؟۔ نملہ کے اس کلام میں جو حضرت سلیمان کے ضحک کا موجب ہوا۔ آخر کوئی نہ کوئی غیر معمولی راز تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں۔ کیونکہ ایک پیغمبر کسی معمولی بات پر ہرگز نہیں ہنسا کرتا۔ بالخصوص ایک ایسا پیغمبر جس کی عقلمندی ضرب المثل ہے۔ نملہ کی اس گفتگو پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے شکرگذار بندہ بننے کے واسطے دعاء کرنا بھی اس راز کی غیر معمولیت پر شاہد ہے۔ اگر وہ نملہ انسان تھا تو کیا حضرت سلیمان بالخصوص اور ان کا لشکر اس قدر بے لگام اور غیر محتاط تھا کہ گھروں سے باہر نکلے ہوئے سب آدمیوں کو لتاڑ ڈالتے اور ان کو خبر بھی نہ ہوتی؟۔ ایک آدھ انسان کا لتاڑا جانا تو ممکن ہے۔ مگر اتنی تعداد کا حضرت سلیمان علیہ السلام جیسے پیغمبر اور ان کے لشکر

سے اندھا دھند کچلا جانا اور پھر ان کا اس سے بے خبر رہنا ایسی توجیہ ہے کہ اس کو عقل سلیم ہرگز قبول نہیں کر سکتی۔ اگر وہ نملہ اور اس کے باقی ہم جنس واقعہ میں انسان تھے تو کیا وہ سارے ہی اندھے تھے کہ اس قدر لشکر کی آمد کو محسوس نہ کر سکتے تھے؟۔ اس قصہ سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت سلیمان اپنے لشکر کے آگے آگے کوچ کر رہے تھے۔ کیونکہ سب سے اوّل نملہ زیر بحث کا کلام آپ نے ہی سنا تھا اور جب یہ صحیح نتیجہ ہے اور ہونا بھی چاہئے۔ کیونکہ وہ لشکر کے اعلیٰ افسر بھی تھے تو پھر ان کی بے خبری میں باقی آدمیوں کا پس جانا صحیح نہیں ہو سکتا۔ اگر نملہ کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا نام معلوم تھا تو ان کا پیغمبر ہونا بھی بالضرور معلوم تھا۔ لہٰذا اندریں صورت وہ بے خبری میں اس کے ہم جنسوں کے کچلا جانے کا الزام ایک پیغمبر پر سب سے اوّل کیونکر لگا سکتا تھا۔ مگر صد آفرین اس نملہ پر کہ اس نے ایک پیغمبر کو مع ان کے لشکر کے اس بے خبری میں لتاڑ ڈالنے کے الزام سے بری کر دیا۔ اب سلیمان اور ان کے لشکر کے بے خبری میں کچلا جانے کا امکان اور احتمال اسی صورت میں یقین کا مرتبہ حاصل کر سکتا ہے کہ نملہ اور اس کے باقی ہم جنسوں کو چیونٹیاں تسلیم کیا جائے۔ جو سفر میں کوچ کرنے والے لشکر سے بسبب اقل مقدار کے لتاڑی جا سکتی ہیں۔ جیسا ہم روزمرہ کے واقعات سے بچشم خود مشاہدہ کرتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کی ایک اس قدر حقیر اور ادنیٰ جاندار کے منہ سے ایسی عاقلانہ بات کا سننا جس میں وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو معہ ان کے لشکر کے بے خبری سے کچل ڈالنے کے الزام سے بری کر رہی ہے۔ بالضرور حضرت سلیمان علیہ السلام کے ضحک کا باعث ہوا۔ جس کے بعد آپ نے مذکورہ دعا مانگی ورنہ کسی انسان سے ایسی بات سن کر ایک معمولی انسان بھی جب تعجب سے نہیں ہنستا تو ایک عاقل اور سنجیدہ پیغمبر کیوں کر مسکرا کر ہنس دیتا ہے؟۔

وادی نملہ بیشک طائف میں اب تک ایک میدان موجود ہے۔ مگر یہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا کہ اس میدان کا ابتداء میں نام کسی انسان کی قوم نملہ کے سبب سے تھا اور اکثر آدمیوں کے نام اور ان کی کنیت پرندوں اور جانوروں کے نام سے مشہور ہوتی ہے۔ مگر اس سے ہرگز یہ لازم نہیں کہ باقی کل قراین قویہ اور دلائل عقلیہ کو بالکل نظر انداز کر کے ایسے اسماء کو ہر حالت میں جزماً انسان سمجھ لیا جائے اور اصلی و متعارف مراد کو بالکل رد کر دیا جائے۔

۴...... قرآن شریف طیر کی دوسری مثال اب بیان کرتا ہے۔ تاکہ منطق الطیر کے علم کی فضیلت کا اظہار حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق میں کامل طور پر ثابت ہو ورنہ طیر اگر جنس انسان میں داخل ہے تو اس کی بولی کے وہبی علم پر حضرت سلیمان کا اظہار فضیلت بالکل لغو ہو جاتا ہے۔ ایک معمولی بے علم آدمی بھی جب غیر ملک کی زبان کو سمجھ سکتا ہے تو ایک پیغمبر کی شان سے

نہایت بعید ہے کہ ایسی زبان دانی پر فضیلت کا اظہار کرے۔ پس یہ حقیقی پرندوں کی بولی کے علم کا واقعی ایک وہبی اور اعجازی عطیہ تھا اور اس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے والد داؤد علیہ السلام بھی شامل تھے۔ جس پر یہ آیت شاہد ہے۔ ''وسخرنا مع داؤد الجبال یسبحن والطیر (انبیاء:۷۹) ''اسی واسطے حضرت سلیمان علیہ السلام نے علم منطق الطیر میں بوقت اظہار فضیلت اپنے والد کو بھی شامل کر لیا تھا۔

۵...... اب جنس طیر سے دوسری مثال قرآن شریف ہدہد کی بیان کرتا ہے۔ ''وتفقد الطیر فقال مالی لا اری الهد هد امن کان من الغائبین لا عذبنه عذاباً شدیداً او لا ذبحنه اولیا تینی بسلطان مبین (النمل:۲۰،۲۱) ''اور سلیمان علیہ السلام نے حاضری لی پرندوں کی اور کہا کیا وجہ ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا کیا وہ غیر حاضر ہے۔ میں اس کو سخت سزا دوں گا یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا۔ ورنہ میرے سامنے کوئی معقول عذر پیش کرے۔ پس ہدہد تھوڑی ہی دیر میں آ گیا اور کہنے لگا کہ میں نے ایسی بات معلوم کی ہے جو آپ کو معلوم نہیں اور میں سبا سے آپ کے واسطے ایک سچی خبر لایا ہوں۔ وہاں ان لوگوں پر ایک عورت حکمرانی کرتی ہے اور اس کو ہر ایک ضروری چیز دی گئی ہے اور اس کا تخت بڑا عالی شان ہے وہ ملکہ اور اس کی قوم سوائے اللہ تعالیٰ کے سورج کو سجدہ کرتی ہے...... الخ! حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا ہم عنقریب ہی معلوم کر لیں گے کہ آیا تم نے سچ کہا ہے یا تم جھوٹ بولنے والوں سے ہو۔ میرا یہ خط لے کر ان کے آگے ڈال دو پھر ان سے یکسو ہو کر دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ وہ ملکہ بولی اے درباروالو میری طرف ایک معزز خط ڈالا گیا ہے یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے اور اس کا مضمون یوں شروع ہوتا ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم تم میرے مقابلہ میں تکبر مت کرو اور مسلمان ہو کر میرے پاس چلے آؤ۔ (باقی ملکہ اور درباریوں کی باہمی گفتگو خاص قرآن شریف میں دیکھنا چاہئے) اس کے متعلق مجاہد وسعید ابن جبیر حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ہدہد کی یہ شان تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہندسہ کا علم دیا تھا۔ پس سفر میں حضرت سلیمان علیہ السلام اس کو طلب کر کے پانی کا پتہ زیر زمین دریافت کر لیتے۔ جس کو لشکر کے واسطے کھود کر نکالا جاتا۔ لہٰذا ہدہد کا ایسے موقعہ پر غائب ہو جانا حضرت سلیمان علیہ السلام کی خفگی کا باعث ہوا۔

(تفسیر مواہب الرحمٰن ص۱۶۵، پارہ۱۹، سورۃ نمل)

ملکہ سباء کے ہاں بعد صلاح مشورہ یہ اقرار پایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے یہاں کچھ تحائف قاصدوں کے ہمراہ بھیج کر نتیجہ دیکھنا چاہئے۔ ہدہد نے ان سے پہلے ہی پہنچ کر ملکہ کی

تجویز سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اطلاع کر دی تھی۔ جب قاصد تحائف لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ نے تحائف کو نامنظور کر کے کہا کہ ہم زبردست لشکر لے کر ان پر جہاد کریں گے۔ وہ ہرگز مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور ان کو ذلیل کر کے وہاں سے نکال دیں گے۔ اس کے بعد حضرت نے اپنے درباروالوں کو کہا کہ کون تم میں ایسا ہے جو اس ملکہ کا تخت ان کے مطیع ہونے سے پہلے میرے پاس لاکر حاضر کر دے۔ ایک بڑے جن نے کہا کہ میں اس کو لاسکتا ہوں۔ قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں اور میں یہ کام کرنے کی طاقت رکھتا ہوں اور امین بھی ہوں۔ جس درباری کو علم الکتاب یعنی اسم اعظم کا علم تھا وہ بولا میں آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت کو لاسکتا ہوں۔ پس جب سلیمان نے اسی دم تخت کو اپنے پاس موجود پایا تو کہا کہ یہ کام میرے رب کے فضل سے ہے۔ تاکہ مجھ کو آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری۔ پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ تخت کی صورت کو بدل ڈالو تاکہ معلوم کیا جائے کہ ملکہ اپنے تخت کو شناخت کر سکتی ہے یا نہیں۔ جس وقت ملکہ خود حاضر ہوئی تو سلیمان علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ آیا تیرا تخت ایسا ہی ہے؟۔ وہ بولی گویا یہ تخت وہی ہے اور ہم کو اس سے پہلے ہی آپ کے متعلق آگاہی ہو چکی ہے اور ہم آپ کے مطیع بن چکے ہیں۔

۶...... مولوی صاحب اس جگہ ہدہد کو مشہور پرند تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ کوئی اہل کار بتلا کر اس کو انسان قرار دیتے ہیں۔ مگر قرآن شریف جو افصح اور ابلغ الکلام واقع ہوا ہے۔ سلیمانی لشکر کے تین الگ الگ قسم ہی بیان نہیں کرتا۔ بلکہ ہر ایک قسم کی الگ الگ اعجازی امثلہ بھی پیش کرتا ہے۔ یعنی دو مثالیں منطق الطیر کی ایک عفریت جن کی ایک آدمی کی۔ مولوی صاحب نوٹ نمبر ۱۸۵۱ میں فرماتے ہیں کہ ''یا یها الملاء ایکم یأتینی بعرشها قبل ان یأتونی مسلمین (نمل:۳۸)'' میں مراد اس تخت کی ہے۔ جو حضرت سلیمان ملکہ بلقیس کو بٹھلانے کے واسطے اپنے اہل کاروں سے علیحدہ تیار کرانا چاہتے تھے۔ پس یأتینی بعرشها کا صحیح ترجمہ اس طرح ہے۔ (اس کے واسطے تخت لے آؤ) یعنی تیار کر کے یا کروا کر اس سے بلقیس والا تخت مراد نہیں۔

۷...... اب مولوی صاحب سے کون عربی دان منوائے کہ عرش کے پہلے ب تعدیہ ہے اور لازمی فعل کو متعدی بنانے میں اکثر یہ قاعدہ ملحوظ ہوتا ہے۔ مگر مولوی صاحب نے اس ب کی بدولت تعدیہ کے علاوہ مفعول لہ کے معنے بھی خود بخود گھڑ لئے ہیں۔ آنکھ جھپکنے تک تخت بنا کر تیار کر دینے کو جلدی بنا سکنے پر محمول کیا ہے۔ کون پوچھے کہ جب ''قال نکروا لها عرشها

(نمل:۴۱) ’’میں آپ نے (اس کا تخت) ترجمہ کیا ہے۔تو ’’یأتینی بعرشھا ‘‘میں (اس کے واسطے) کس قاعدہ کی رو سے ترجمہ کیا؟۔ مولوی صاحب نے ’’نکروالھا عرشھا ‘‘ کا صرف ترجمہ کیا ہے۔ (اس کے واسطے اس کا تخت بدل ڈالو) مگر کوئی نوٹ اس پر عمداً نہیں لکھا۔ کیونکہ جب مولوی صاحب بلقیس کے واسطے سلیمانی اہل کاروں کی مدد سے ایک جدید تخت کا تیار کرایا جانے کا مطلب بیان کر چکے ہیں۔تو اب اصل تخت کی حالت کو بخاطر ملکہ بلقیس بدل ڈالنا بالکل بے جوڑ سمجھ کر نوٹ لکھنے سے ڈر گئے تا کہ ساری محنت پر یکدفعہ پانی نہ پھر جائے۔ مولوی صاحب نے ’’عفریت من الجن (نمل:۳۹) ‘‘کو ایک درازقد انسان لکھا ہے۔’’قبل ان تقوم من مقامك ‘‘نشست کی حالت سے اٹھنا مراد نہیں۔ بلکہ اس جگہ سے کسی دوسرے مقام پر پہنچنے کا مفہوم لکھا ہے۔’’فلما راہ مستقراً عندہ ‘‘ کا یہ مفہوم نہیں کہ پہلی گفتگو کی اثناء میں وہ آ گیا تھا۔ بلکہ یہ بالکل ایک علیحدہ واقعہ ہے۔قرآن شریف کے صاف صاف الفاظ میں عجیب عجیب حکایات اس خیال کی بناء پر مفسرین داخل کر لیتے ہیں کہ یہ کل واقعات ایک ہی سلسلہ میں وقوع پذیر ہوئے۔ (نوٹ۱۸۵۲، ۱۸۵۴، انگریزی قرآن)

الجواب!

مولوی صاحب سے کون پوچھے کہ جب اہل زبان مفسرین نے بھی تیرہ سو برس کے اندر قرآن کو صحیح نہ سمجھا اور وہ سب پرانی لکیر کے فقیر تھے تو پھر قرآن کو باقی امت نے کس ذریعہ سے سمجھا۔ مولوی صاحب کو کون سمجھائے کہ جو سلیمان ملکہ بلقیس کے بیش قیمت تحائف کو کمال حقارت سے رد کر کے اس کو جہاد کا الٹی میٹم دیتا ہے۔ پھر اسی کی آ ؤ بھگت کی خاطر اس کے باعزت بٹھلانے کے واسطے ایک شاندار تخت کی تیاری کا حکم دے کر اپنے دبدبہ اور رعب کو ایک سورج پرست ملکہ کے مقابل کیوں کر ایسا خفیف کر سکتا ہے اور یہی نہیں بلکہ ایسے تخت کی تیاری میں بڑی تشویش آمیز کلام بھی استعمال کرتا ہے اور یہی نہیں بلکہ جب وہ تیار کردہ تخت اس کے سامنے لا کر رکھا جاتا ہے تو نہایت مؤدبانہ طور پر اللہ تعالیٰ کے فضل کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ اس تخت سے میری آزمائش ہو رہی ہے کہ آیا میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری۔ ایک دولت مند امیر بھی ایسی معمولی چیز کی تیاری کو موجب ابتلاء نہیں سمجھتا تو اس قدر سروسامان والا پیغمبر اور بادشاہ اس کو کیوں کر موجب اپنے ابتلاء کا سمجھ سکتا ہے؟۔ کیا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنی توفیق اور اپنے اہل دربار کی قابلیت پر بالکل یقین نہ تھا کہ وہ حسب دلخواہ تخت بنوا سکتے ہیں اور پھر اس تخت کے تیار ہو کر پیش کئے جانے پر اس کو ایک ایسا اچنبھا اور خلاف توقع نعمت سمجھے کہ صرف اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کا شکریہ ہی ادا نہ

کرے بلکہ اپنے ابتلاء کا موجب بھی قرار دے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے قاصدوں کو مع تحائف کے واپس کر کے جہاد کا الٹی میٹم دیا تو اپنے اہل دربار کی قابلیت جس کو وہ بالضرور جانتے تھے۔ عملی تجربہ کرنا چاہا اور جس عرش عظیم کی شیخی بلقیس کو تھی پہلے اس کے جلد منگوانے کا اس دربار کو حکم دیا۔ اس کام کو عفریت جن نے بھی جلد پورا کرنے کا اگرچہ ذمہ اٹھالیا تھا۔ مگر جنی قوت چونکہ آخر فطرتی قوت ہوتی ہے۔ اس واسطے اعجازی قوت کی بناء پر جس پر درباری مومن بطفیل اسم اعظم قادر تھا۔ عرض کرنے لگا کہ طرفۃ العین میں بلقیس کا تخت لاسکتا ہوں۔ پس اس کا اتنا عرض کرنا اور تخت کا آپ کے سامنے لا رکھنا حضرت کی شکر گزاری اور حمل ابتلاء کا باعث ہوا۔ مولوی صاحب کو کون یقین دلائے کہ قرآن شریف میں قریباً بارہ دفعہ جن وانس ملک کر مذکور ہیں اور ہر دفعہ بدوں استثناء دو الگ الگ جنس کی جب مراد ہے تو اس جگہ جن وانس کیوں کر ایک ہی واحد جنس (انسان) ہوسکتا ہے؟۔ اللہ تعالیٰ کو کوئی اور عربی لغت کیا بوقت نزول قرآن شریف یاد نہ تھی۔ جس کے استعمال سے مولوی صاحب کے مزعومہ جن کا اظہار کرسکتا۔ اسی طرح طیر بھی قرآن مجید میں بدوں مفہوم پرند ہرگز مذکور نہیں۔ جس کو مولوی صاحب نے تسلیم کر کے بھی آخر ایسا بگاڑا ہے کہ عقلی دلائل اور مشاہدہ کی بناء پر ایسے نرالے پرند کا وجود ہی پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتا۔

ریویو نمبر ۱۵

ا...... مولوی صاحب اپنے قرآن (ص۲۹ نوٹ نمبر۴۷) میں متعلق ''وارکعوا مع الراکعین (البقرہ:۴۳)'' اس طرح فرماتے ہیں کہ: ''جو رکوع کرتے ہیں وہ مسلمان ہیں اور نماز میں ان کو مسلمانوں کی طرح اقتداء کا حکم ہے۔''

جواب!

آج تک مشاہدہ سے ثابت نہیں ہوا کہ مولوی صاحب نے خود یا ان کی جماعت کے کسی رکن رکین نے کسی غیر احمدی مسلمان کے پیچھے نماز پڑھی ہو۔ اگر مولوی صاحب کا واقعی یہ عقیدہ ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود نہ ماننے والے کو کافر نہیں کہتے۔ جیسا کہ خواجہ کمال الدین صاحب کے اعلان مطبوعہ احمدیہ سٹیم پریس لاہور سے ثابت ہے۔ جس میں (بحوالہ تریاق القلوب ص۱۳۰، خزائن ج۱۵ ص۴۳۲ حاشیہ) مرزا غلام احمد قادیانی کا فتویٰ درج کیا ہے۔ کہ ''لفظ کافر صرف انہی پیغمبروں کے منکروں پر صادق ہوتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔'' تو پھر اس جماعت کا غیر احمدی مسلمانوں کے ساتھ نماز میں عمداً اقتداء نہ کرنا یا بطور امام کے نماز کے وقت آگے کھڑا ہو جانا صاف اس امر کا اعلان ہے کہ آیت ''اتأمرون

الناس بالبر وتنسون انفسکم (البقرۃ:۴۴)''پرعمل کرنا اس جماعت کے واسطے نہیں بلکہ دوسروں کے واسطے فرمایا گیا ہے۔اس قسم کے الفاظ کا اظہار محض چندہ وصول کرنے کی خاطر ہے۔ ورنہ مرزا قادیانی کو جو مسلمان مسیح موعود نہیں مانتا یہ لوگ درحقیقت اس کو اچھا نہیں جانتے اور نہ نماز میں اس کی اقتداء کرتے ہیں۔

۲...... ص۴۰۴نوٹ نمبر۱۰۵۲میں متعلق آیت ''اتخذوا احبارهم ورهبانهم ارباباً من دون الله والمسيح ابن مريم (توبہ:۳۱)''مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ جو مسلمان اپنے پیروں یا بزرگوں کو یہی مرتبہ دیتے ہیں وہ بھی اس الزام کے ماتحت ہیں۔

جواب!

اب مولوی کو کون قائل کرے کہ جو رتبہ آپ نے مرزا قادیانی کو دے رکھا ہے اس میں آپ کا پلڑا اس قدر بھاری ہے کہ پیر پرست بعض مسلمان اس کے مقابل کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ نہیں معلوم آپ نے کیوں کر قبول کر لیا ہے کہ مرزا قادیانی درحقیقت وہی مسیح موعود ہیں جن کی قرآن شریف میں مجملاً اور احادیث صحیحہ میں مفصلاً اطلاع دی گئی ہے۔کیا آپ نے محض مرزا قادیانی کے الہامی دعویٰ کی بناء پر ان کو مسیح موعود تسلیم کر لیا ہے۔یا جو فرائض جناب رسول اللہ ﷺ نے مسیح موعود کے متعلق بتائے ہیں۔ان کی تکمیل کا مصداق ان کو دیکھ کر قبول کیا ہے۔ مولوی صاحب ابھی مسیح موعود کی شخصیت کا فیصلہ بھی ضروری ہے۔کیونکہ مسیح موعود کی شخصیت کا فیصلہ جناب رسول اللہ ﷺ ایسی وضاحت اور تفصیل سے فرما چکے ہیں کہ اس پر کسی تاویل کا رنگ نہیں چڑھ سکتا۔اب صرف دو معیار ہیں۔جن سے مرزا قادیانی یا کوئی اور صاحب پرکھے جا سکتے ہیں کہ آیا وہ واقعی مسیح موعود ہیں یا نہیں۔وہ دو معیار کیا ہیں؟۔ایک شخصیت کا دوسرا تکمیل مشن یا خاص فرائض کا ہم اہل سنت مسلمان آپ کے مسیح موعود کو جب ان پر ہر دو معیار مقرر کردہ جناب رسول اللہ ﷺ سے پرکھتے ہیں تو ان کو ہر دو میں پورا فیل پاتے ہیں۔جس طرح سلف نے مدعی مسیحیت کو بالکل فیل شدہ پا کر مسیح کاذب کا لقب دے دیا۔اب آپ براہ کرم بتلائیں کہ مذکورہ معیار مقرر کردہ ''وما ینطق عن الھویٰ ''کے سوا کوئی تیسرا معیار آپ کے پاس موجود ہے؟۔ اگر موجود ہے تو کس مطلب اور غرض کے واسطے اس کو اب تک پبلک سے پوشیدہ رکھا ہوا ہے؟۔ آپ لاکھ ہاتھ پاؤں ماریں ان کو مسیح موعود ثابت نہیں کر سکتے ہم اس کے جواب میں آپ کی

طرف سے ہر آن منتظر ہیں۔ جب تک آپ مذکورہ معیاروں کا مصداق مرزا قادیانی کو مسیح موعود ثابت نہ کر سکیں گے۔ (ارباباً من دون اللّٰہ) والی آیت کا مصداق ہم آپ کو سب سے بڑھ کر یقین کرتے ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ معیار پر تو آپ انشاء اللہ مرزا قادیانی کو ہرگز مسیح موعود ثابت نہیں کر سکتے اور اسی کے انکار کی وجہ سے آپ پر (ارباباً من دون اللّٰہ) خوب چسپاں ہو رہا ہے۔ بعض مسلمان اگر پیر پرست ہیں تو وہ بخدا آپ کی مرزا پرستی کی حد سے بہت نیچے ہیں۔

معیار شخصیت وفرائض مسیح موعود

۱...... جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی ابن مریم عین وہی نام زبان مبارک سے فرمایا۔ جو قرآن شریف میں قریباً ۱۹ دفعہ مذکور ہے تاکہ شخصیت کی پوری تمیز ہو کر امت کو غلط فہمی نہ ہو۔ اس مسئلہ میں بھی مرزا قادیانی نے ایلیا نبی کے دوبارہ آنے کو حسب ایماء مسیح یوحنا نبی بتلا کر غلط فہمی سے کام لیا ہے۔ اس انجیلی محرف بیانی میں چونکہ تناسخ ثابت ہوتا ہے۔ اس واسطے اہل سنت کے عقائد کے بالکل خلاف ہے۔ اگر بالفرض باقی پہلی امتیں سب کی سب گمراہ بھی ہوگئیں تو محمد رسول اللہ ﷺ کی امت ساری کی ساری ہرگز گمراہ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے بطور خوشخبری تین باتیں بتادی ہیں۔ اوّل یہ کہ میری ساری امت گمراہ نہیں ہو سکتی۔ دوم یہ کہ تمہارا نبی بدعا کر کے تم سب کو ہلاک نہیں کروائے گا۔ سوم یہ کہ اہل باطل اہل حق پر غالب نہ ہو سکیں گے۔ (دیکھو مشکوٰۃ ص۵۱۲، باب فضائل سید المرسلین، مشکوٰۃ ص۵۸۳، باب ثواب ہذہ الامۃ) میں مذکور ہے کہ یہ امت خیر امت ہے اور ایک گروہ اس کا ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔ جس کو کوئی مخالف فریق گمراہ نہ کر سکے گا۔ اس الہامی بیان کے سامنے مرزا قادیانی کا ابن مریم کی شخصیت کے بارہ میں کل امت کو گمراہ بتلانا درست نہیں۔ ایلیا نبی کی آمد ثانی کی بابت یوحنا نبی سے پوچھا گیا کہ تو ایلیا ہے تو اس نے انکار کر دیا۔ (دیکھو انجیل یوحنا باب۴ آیت۲۱) ایسا مشتبہ حوالہ قابل حجت نہیں ہو سکتا۔ مسیح ابن مریم اسم علم ہے۔ جس کی تاویل از روئے علم معانی ناجائز ہے۔ الا دو صورتوں میں اوّل جب تشبیہ مطلوب ہو مثلاً لکل فرعون موسیٰ اس مثال میں کل کا قرینہ فرعون اور موسیٰ کو اسم علم کی تعریف سے خارج کرتا ہے۔ دوم جب ایک نام کے وجود ہوں۔ مثلاً ''اخت ہارون'' حضرت مریم کو قرآن شریف نے لکھا ہے اور یہ ہارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھائی نہ تھا۔ شخصیت کے متعلق سب سے اوّل علم اصول کے قاعدے کا بیان کر دیا ہے۔ تاکہ معلوم ہو کہ مسیح ابن مریم کا حج

کرنا پھر نکاح کر کے صاحب اولاد ہونا پھر مقبرہ نبوی کے اندر مدینہ میں حضرت ابوبکرؓ صدیق وحضرت عمرؓ فاروق کے پہلو میں دفن ہونا۔ پھر جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمانا کہ مسیح ابن مریم قیامت کے دس نشانات میں سے ایک نشان ہے۔ جیسا سورہ زخرف میں ''وانه لعلم للساعة (زخرف:۶۱) '' وارد ہے۔ کیونکہ ان کا نزول من السماء ایک خارق عادت فعل باقی خارق عادت افعال کا ایک پیش خیمہ ہے۔ یعنی دجال دابة الارض طلوع الشمس من المغرب وغیرہ کا اسی معیار پر پہلے کے مدعیان مسیحیت مثیل ہوئے اور یہی معیار مرزا قادیانی کے واسطے ہے۔ مرزا قادیانی (حقیقت الوحی ص۲۹، خزائن ج۲۲ ص۳۱) میں ابن مریم مسیح موعود کی شخصیت اور فرائض پر پردہ ڈالنے کی خاطر اس طرح فرماتے ہیں۔ (یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے مساجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسیا کی طرف بھاگے گا۔ اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے۔ تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا۔ اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پئے گا اور سور کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال وحرام کی کچھ پرواہ نہیں رکھے گا۔ معاذ اللہ!) مگر جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کے برخلاف اس طرح فرمایا ہے کہ ابن مریم کے وقت میں اسلام ہی اسلام، دین واحد رہ جائے گا اور وہ حاکم عادل ہوں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ یعنی نصاریٰ بھی اسلام میں داخل ہو جائیں گے اور قتال وجزیہ موقوف ہو جائیگا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے اس حدیث کو بیان کر کے یہ آیت پڑھی ''وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً (نساء:۱۵۹) '' ابن مریم کے ساتھ سیاسی حکومت کا ہونا حدیث سے ثابت ہے اور ''ليظهره على الدين كله '' کا پورا عملدرآمد آپ کے عہد کے ساتھ وابستہ ہے۔ دجال مخصوص وہ نہیں جس کو مرزا قادیانی نے عیسائی پادری بنادیا ہے۔ اس کو الف، لام معرفہ اسی واسطے احادیث میں لگا ہوا ہے کہ ''ثلثون دجالون كذابون '' سے اس کی شخصیت ممتاز ہو جائے۔ جو بعد حضرت ﷺ کے جھوٹا دعویٰ نبوت کر کے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ اس دجال خاص کے خرق عادت افعال کا ذکر (مشکوٰۃ ص۴۷۵، باب العلامات بین یدی الساعۃ وذکر الدجال) میں مذکور ہے۔ جو قوم یہود سے ہوگا اور تمیم داریؓ کی حدیث میں اس کی شخصیت کا سارا پردہ اٹھایا جاتا ہے اور جس طرح فرعون کی ہلاکت حضرت موسیٰ کے ہاتھوں سے واقعہ ہوئی۔ اسی طرح الدجال کی ہلاکت

حضرت ابن مریم کے ہاتھوں سے احادیث میں مذکور ہے۔ امام مہدی کے پیچھے ابن مریم کا نماز ادا کرنا بھی احادیث میں بوضاحت مذکور ہے اور صرف اسی شخص کو اس بارہ میں شبہ ہوگا۔ جو مرزا قادیانی کے کلام وتاویل کو جناب ﷺ کی احادیث صحیحہ پر ترجیح دینا پسند کرے گا۔ اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنا موجب فوری ہلاکت نہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی سے پہلے بھی مدعیان نبوت، مسیحیت، مہدویت گذر چکے ہیں۔ جنہوں نے قریباً قریباً مرزا قادیانی کے برابر دعاوی کئے ہیں اور ان کو حکومت سیاسی بھی حاصل تھی۔ جس سے مرزا قادیانی محروم رہے۔ چنانچہ صالح بن طریف ۳۷ سال تک مدعی نبوت رہا۔ یونس ۴۴ سال تک، حسن بن صباح ۳۵ سال تک۔ (دیکھو تاریخ ابن خلدون ج۶ تاریخ کامل ابن اثیر تذکرہ بہادران اسلام، ابومنصور عیسیٰ سید محمد جونپوری مدعی الہام ومہدویت) (انجیل مرقس باب ۱۳ آیت ۲۱،۲۲) میں حضرت مسیح علیہ السلام کی ایک پیش گوئی مذکور ہے کہ کاذب مسیح اور کاذب نبی بہت ظاہر ہوں گے اور اس قدر عجائب کرشمے دکھلائیں گے کہ بعض برگزیدہ بھی گمراہ ہوکر ان کو قبول کرلیں گے۔

’’ولو تقول علینا بعض الاقاویل لا خذنا منه بالیمین ۰ ثم لقطعنا منه الوتین (الحاقة:٤٤،٤٥،٤٦)‘‘ محض قرآن کی عظمت کی خاطر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو فرمایا گیا ہے۔ ورنہ اس کے علاوہ افتراء علی اللہ ہمیشہ ہوتا رہا ہے اور مرزا قادیانی بھی افتراء علیٰ اللہ اور افتراء علیٰ محمد رسول اللہ ﷺ کرتے رہے اور آیات ذیل کے تحت ان کا حال اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی معرفت ہم کو اطلاع دیتا ہے کہ غیر قرآن کا افتراء فوری ہلاکت کو مستلزم نہیں۔ جس کی صداقت پر تاریخ گواہ ہے۔

۱...... ’’قل ان الذین یفترون علی اللّٰه الکذب لا یفلحون (یونس:٦٩)‘‘

۲...... ’’ومن اظلم ممن افتریٰ علیٰ اللّٰه کذباً اوکذب بایٰته انه لا یفلح الظلمون (انعام:٢١)‘‘

۳...... ’’ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰه کذباً اوقال اوحیی الیی ولم یوحیی الیه شئی (انعام:٩٣)‘‘

۴...... ’’قل من کان فی الضلالة فلیمددله الرحمن مدا حتیٰ اذارأومایو عدون اما العذاب واما الساعة (مریم:٧٥)‘‘

اب ان حالات کی موجودگی میں مولوی محمد علی صاحب کا بعض پیر پرست مسلمانوں پر

''اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون الله (توبہ:۳۱)'' کے ماتحت الزام لگانا ایسا ہے۔جیسا کسی دوسرے کی آنکھ میں ایک تنکا دیکھنا اور اپنی آنکھ میں شہتیر نہ دیکھنا ہے۔

ریویو نمبر ۱۶

ا...... مولوی محمد علی صاحب اپنے قرآن کے صفحہ نمبر ۳۷۶ نوٹ نمبر ۹۸۳ میں متعلق آیات ''اذتستغیثون ربکم فاستجاب لکم انیی ممدکم بالف من الملئکة مردفین وما جعله الله الا بشریٰ ولتطمئن به قلوبکم۰ وما النصر الا من عند الله ان الله عزیز حکیم (انفال:۹،۱۰)'' اس طرح فرماتے ہیں کہ قرآن شریف میں کہیں مذکور نہیں کہ فرشتے درحقیقت لڑائی میں شریک ہوئے۔امداد ملائک سے مراد مومنوں کے دل کو اطمینان دلانا مطلوب تھا۔پس جب مومنوں کے دلوں کو اطمینان حاصل ہوگیا تو کفار کے دلوں پر رعب طاری ہوگیا۔ہزار ملائک کی تعداد کفار کی تعداد کے مطابق تھی۔جو جنگ بدر میں مسلمانوں کے مقابل برسرپیکار ہوئے۔چند دیگر حوالہ جات بھی مولوی صاحب نے اس نوٹ میں لکھے ہیں۔جن کا مفہوم بھی یہی ہے کہ فرشتے جنگ میں بالکل شریک نہ ہوئے تھے۔

جواب!

مولوی صاحب جب ملائک کے وجود کا متمثل ہونا ہی تسلیم نہیں کرتے۔(دیکھو ریویو نمبر ۱۱) تو جنگ میں ان کا ایسی صورت میں شریک ہونا کیوں کر قبول کر سکتے ہیں؟۔اب آیات مذکو ہر کو سمجھنے والا تو مومنین کے استغاثہ ودعا سے اس کی قبولیت پر نص کی موجودگی میں ضرور یقین کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائک کے ذریعہ سے امداد اور اطمینان کا جھوٹا وعدہ نہیں کیا تھا۔اگر ملائک سے صرف دلی اطمینان کا حصول مطلوب ہے۔تو مومن کے واسطے یہ تحصیل خود حاصل ہے۔خاص جنگ کے موقعہ پر جب تعداد مخالف کی بہت ہی زیادہ تھی۔تو مومنین کی تضرع کا عملی رنگ میں بھی قبول ہو جانا محال نہ تھا اور اسی کا ذکر ان آیات میں ہے۔جن کو مولوی صاحب کا تقلیدی عقیدہ واقعیت سے خارج کرنے پر مجبور کر رہا ہے اور پھر لطف یہ کہ فرماتے ہیں کہ قرآن شریف میں مذکور نہیں کہ ملائک واقعی جنگ میں عملی طور پر شریک ہوئے تھے۔اب اگر کوئی مولوی صاحب سے پوچھے کہ آپ ہر نماز میں جو رکعات کی تعداد معینہ ادا کرتے ہیں اور پھر ہر رکعت میں دو سجدے کرتے ہیں۔اس کا ذکر کس آیت میں ہے؟۔تو غالباً حدیث نبوی وعمل جمہور کا حوالہ دے کر اپنی خلاصی کرائیں گے۔مگر ان آیات کی تفسیر میں بخاری ومسلم کی روایات مندرجہ (مشکوٰۃ ص۵۳۰،۵۳۲ باب فی المعجزات) میں حدیث عائشہؓ وحدیث انسؓ جن میں ملائک کا عملی طور

پر جنگ میں شریک ہونا مذکور ہے۔ حتیٰ کہ فرشتوں نے جو کفار سے قتال کیا تھا اس میں بعض مقتولوں کے زخموں کے نشان بھی صحابہ نے ملاحظہ کئے۔ جو اس وقت غیبی کوڑے سے لگے تھے۔ جس کی آواز بھی بعض صحابہ لے سنی تھی اور بعض نے ایسے سواروں کی صورت کو بھی دیکھا تھا۔ جو نہ جنگ کے پہلے موجود تھے نہ جنگ کے بعد موجود رہے اور جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی بعض ان بیانات کو صحابہ سے سن کر فرمایا تھا کہ تم سچ کہتے ہو۔ مولوی صاحب! آپ کو فیصلہ محمدی قبول کرنے سے مرزا قادیانی کی کورانہ تقلید مانع ہے۔ کیا پھر بھی آپ یہ دعویٰ کریں گے کہ ہم مرزا قادیانی کو رسول اللہ نہیں مانتے؟۔ ہاں بلکہ مرزا جی نے جو عقیدہ آپ کے کان میں پھونک دیا ہے۔ اس کے خلاف محمد رسول اللہ ﷺ کی صریح تفسیر بھی آپ کے سامنے کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ جن احادیث میں قرآن شریف کی صحیح تفسیر کا پتہ ملے۔ یا جن میں معجزات انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہو۔ آپ ان سے چکڑالوی مولوی عبداللہ صاحب کی طرح عملی طور پر منکر ہیں۔ دعویٰ اشاعت اسلام! اور عقیدہ انکار فیصلہ محمدی!

۲...... ’’واذ استسقیٰ موسیٰ لقومه فقلنا اضرب بعصاك الحجر فانفجرت منه اثنتا عشرة عیناً (البقرة:٦٠)‘‘ یعنی جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے واسطے ہم سے پانی طلب کیا تو ہم نے اس کو کہا کہ اپنے عصا کو پتھر پر مارو اور پھر (جب اس نے عصا مارا) تو اس پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔

اس کے متعلق مولوی محمد علی صاحب اپنے قرآن ع کے ص ۳۵ نوٹ نمبر ۹۶ میں فرماتے ہیں کہ ضرب کے معنے چلنا بھی لغت میں لکھا ہے اور عصا جماعت کے واسطے بھی لغت میں مذکور ہے۔ اس واسطے اس کے معنے یہ ہیں (اپنی سوٹی یا جماعت کے ساتھ پہاڑ میں راستہ کی تلاش کرو...... الخ) لغت سے چند امثلہ اپنے ترجمہ کے ثبوت میں پیش کی ہیں۔

جواب!

تیرہ سو برس سے کسی اہل زبان مفسر نے یہ معنے بیان نہیں کئے۔ حالانکہ وہ لغت کو مولوی صاحب سے بہتر جانتے تھے۔ قرآن کا اسلوب بیان ایسے ابلغ اور افصح رنگ اور طرز میں واقعہ ہوا ہے کہ کسی اہل ہوا کی وہاں دال نہیں گل سکتی۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جو معنے مولوی صاحب نے ضرب اور عصا کے لغت سے بیان کئے ہیں وہ صحیح ہیں۔ مگر کم از کم قرآن شریف میں وہ معنے ناجائز ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف میں جس جس جگہ ضرب اور اس کے مشتقات کے معنے چلنا کے ہیں۔ وہاں اس کے بعد صلہ حرف جاری مذکور ہے۔ مثلاً

ا...... ''لا يستطيعون ضرباً فى الارض (البقرة:٢٧٣)''

ب...... ''اذا ضربتم فى سبيل الله (النساء:٩٤)''

ج...... ''اذا ضربتم فى الارض (النساء:١٠١)''

د...... ''ان انتم ضربتم فى الارض (المائده:١٠٦)''

ہ...... ''واخرون يضربون فى الارض (المزمل:٢٠)''

یہ کل پانچ مواقع قرآن شریف میں لفظ ضرب اور اس کے مشتقات کے ہیں۔ جہاں اس کے بعد صلہ فی مذکور ہے اور بالضرور معنے اس کے چلنا ہے۔ برخلاف دیگر مواقع کے جہاں ضرب کے معنے حسب صلہ وقرینہ مختلف ہیں۔ مولوی صاحب کو قرآنی اسلوب کا چونکہ علم نہیں۔ اس واسطے ''اضرب بعصاك ''میں بھی ضرب کے معنے چلنا بدوں فی کے بیان کررہے ہیں۔ دوسری سخت غلطی متعلق اسلوب قرآنی کے لفظ عصا کے مفہوم میں کررہے ہیں۔ یہ لفظ بطور اسم قرآن شریف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایسا مقید وملزوم ہو چکا ہے کہ پوری گیارہ دفعہ محض سوٹی کے مفہوم میں واقع ہوا ہے اور اس خصوصیت کو قرآن کی بلاغت نے یہاں تک ملحوظ رکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق اگر جماعت کا ذکر مطلوب ہوا ہے تو وہاں لفظ قوم یا عبادی استعمال کر کے ایک آئندہ واقعہ ہونے والے اہل ہواؤ کے مغالطہ سے ہم کو پہلے ہی بخوبی متنبہ کر دیا ہے۔ عربی زبان میں عصا کا مفہوم جماعت پڑا ہوا کرے مگر قرآن نے اس مفہوم کو ایک دفعہ بھی اختیار نہیں کیا۔ کیونکہ یہ لفظ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سوٹی کے مفہوم میں مخصوص ہو چکا ہے اور مجھ کو شرح صدر کے نور سے اس کے متعلق ایک اور عجیب نکتہ معلوم ہوا ہے۔ جس کا کسی مفسر نے ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ اس سے پہلے ان کے زمانوں میں ایسے باطل معنے پیدا نہیں ہوئے تھے۔

وہ عجیب نکتہ یہ ہے کہ پارہ۲۲ ع۸ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے عصا کو لفظ منساۃ سے ظاہر کیا گیا ہے اور اس میں راز یہ ہے کہ لفظ عصا کو قرآن شریف نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واسطے مخصوص کر دیا ہے۔ تو پھر ضرور تھا کہ سوٹی یا لکڑی کا مترادف بوقت ضرورت دیگر موقعہ پر کسی اور لفظ سے ظاہر کیا جائے۔ پس ''فلما قضينا عليه الموت مادلهم علىٰ موته الادابة الارض تاكل منساته (سبا:١٤)''میں عصا موسیٰ کی خصوصیت کا راز سمجھنے والے تو اس باریک نکتہ کی ضرور داد دیں گے۔ مگر اہل ہواؤ زیادہ چڑھیں گے۔ مولوی صاحب نے اپنے ترجمہ میں سرسید صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب منکر حدیث نبوی کے ترجمہ کی تقلید کی ہے۔ کیونکہ زمانہ حال میں گنتی کے صرف یہی دو شخص قدرت نے پیدا کئے ہیں۔ جن کی تفسیر سے

ہمارے مولوی صاحب کو فائدہ اٹھانے کا موقعہ ہاتھ آیا ہے۔ باقی صدہا اہل زبان مفسرین کے مقابلہ میں یہ کل تین صاحب قرآن کے حقیقی مفہوم کو بگاڑنے میں ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتے۔ مولوی صاحب اگر اس عصائے موسیٰ کو بموجب ہدایت قرآن (آیت اللہ) تسلیم کر لیتے۔ جس کی بدولت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کے جادوگروں کو مغلوب کیا تھا تو ان کو اس قدر باطل توجیہ کی طرف جھکنا نہ پڑتا۔ مگر کسی بھی معجزہ کو تسلیم نہ کرنا ان کا اصل عقیدہ ہے۔ اس واسطے وہ حضرت موسیٰ کا عصا مار کر بطور خارق عادت کے پتھر سے پانی کب نکالنے دے سکتے ہیں۔ تورات مقدس خروج باب ۵ کا حوالہ اس واقعہ کے متعلق لکھ کر بھی مولوی صاحب نے پھر اس کو ایسا ردی کرنے کی کوشش کی ہے کہ معجزہ کا اعجاز اس سے مفقود ہو جائے۔ قادیانی جماعت نے بھی مولوی صاحب کی ریس کر کے پہلے پارہ کا اردو ترجمہ معہ تفسیر شائع کیا ہے۔ انہوں نے اس واقعہ کے متعلق مولوی صاحب کے بھی کان کتر ڈالے ہیں۔ وہ اس طرح لکھتے ہیں کہ (پہاڑوں میں بعض جگہ سطح زمین کے ساتھ ساتھ پانی کا چشمہ بہتا ہے اور ذرا سی ٹھوکر سے باہر نکل کر بہ پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ بتلادیا کہ فلاں جگہ پانی ہے۔ اپنا عصا مار کر فلاں پتھر کو توڑ دو اس کے نیچے پانی نکل آئے گا) اس توجیہ کی ضرورت ان کو بھی اسی واسطے پیش آئی کہ ان کے عقائد میں بھی معجزات انبیاء کو بگاڑ کر باطل تاویلات میں تبدیل کرنا ضروری ہے اور تاویل سازی میں ایک جماعت دوسری جماعت سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ جب کوئی محمدی مسلمان ان ہر دو جماعت کے کسی فرد کو کہتا ہے کہ تمہاری تحریروں میں معجزات انبیاء کا انکار ثابت ہوتا ہے تو جھٹ مرزا قادیانی کے اشعار:

معجزات انبیائے سابقین
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
ہر ہمہ از جان ودل ایمان است
ہر کہ انکارے کنداز اشقیاست (حوالہ گذر چکا)

اس کو سنا کر لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ دیتے ہیں۔ تاکہ غیر احمدی مسلمانوں کو یقین حاصل ہو جائے کہ واقعہ میں مرزا قادیانی معجزات کے منکر کو ملعون قرار دیتے ہیں۔ مگر ان اشعار کا مصداق اللہ تعالیٰ نے کذب بیانی میں خود انہیں ہر دو جماعت کو بنادیا ہے۔

قادیانی جماعت کی تاویل عصاء موسوی کے اعجازی قوت زائل کرنے میں نہایت مضحکہ خیز ہے۔ بوجوہات ذیل:

ا...... اگر پہاڑ کے قریب سطح زمین کے نیچے بعض جگہ پانی ہوتا ہے تو ذرا سی ٹھوکر مارنے سے سطح زمین کیا کوئی انڈے کا چھلکا تھا کہ جھٹ ٹوٹ گیا۔

ب...... کیا حضرت موسیٰ کا عصا کوئی لوہے کا تھا۔ جس نے سطح زمین میں جھٹ سوراخ کر دیا ہے۔

ج...... اگر لکڑی کا تھا تو براہ مہربانی کسی قوی الجسم شخص کی معرفت پہاڑی زمین میں ہم کو لکڑی کی سوٹی سے سوراخ نکلوا دیں اور وہ لکڑی بھی ٹوٹنے سے بچ رہے تو ہم آپ کی تاویل کی داد دیں گے۔ ورنہ آپ کے انکار سے عصائے موسیٰ کی اعجازی قوت ہرگز زائل نہیں ہوسکتی۔ اگر وہ لکڑی سانپ بن سکتی ہے اور جادوگروں کے سانپ نگل سکتی ہے تو پانی کو خشک اور جاری بھی کر سکتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو معجزات سے انکار کرنے کی خاص تعلیم اس واسطے دی گئی ہے کہ مبادا کوئی تمہارے مرزا قادیانی سے حضرت عیسیٰ یا موسیٰ علیہم السلام جیسا معجزہ طلب کر بیٹھے اور وہ دکھلا نہ سکیں۔ پس شروع سے ہی معجزہ کی نفی کی تعلیم دی گئی ہے۔ تاکہ کوئی معجزہ طلب ہی نہ کیا جائے۔ نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔ افسوس ان ہر دو جماعت کو تقلید کورانہ نے عقل سے ایسا خالی کر دیا ہے کہ تاویل سازی کے وقت ان کو اس قدر بھی سوچنے کی فرصت نہیں ملتی کہ یہ تاویل ہم بڑے فخر سے کر رہے ہیں۔ آیا وہ عقل کے ترازو میں کچھ وزن بھی رکھتی ہے یا نہیں۔ ہر دو جماعت روحانیت کی مدعی ہوکر مادہ پرستوں کے اصول کو اختیار کر رہی ہیں۔ جن کا یہ اصول ہے کہ جہاں کوئی چیز نہیں ہوتی وہاں سے کوئی چیز نہیں نکل سکتی۔ اس واسطے عصاء موسیٰ سے بطور خرق عادت پانی کا جاری ہونا ان کے نزدیک غیر ممکن ہے۔

۳...... مولوی محمد علی صاحب معجزہ کو بگاڑنے کے واسطے اس بات کی ہرگز پرواہ نہیں کرتے کہ جو معنے ہم بیان کر رہے ہیں وہ قواعد عربی زبان کے مطابق بھی ہیں یا نہیں۔ چنانچہ سورہ فیل میں ''ترمیهم بحجارة من سجیل (الفیل:٤)'' کا ترجمہ آپ انگریزی قرآن کے صفحہ نمبر ۱۲۲۵ پر اس طرح کرتے ہیں۔ (اصحاب الفیل کو سخت پتھروں پر پٹکا کر مارتے تھے) یعنی پرند اصحاب الفیل کی لاشوں کو سخت پتھروں پر زور سے پٹکاتے تھے۔ مولوی صاحب نے یہاں عربی قواعد کو جس بے باکی سے نظر انداز کر کے اپنا مطلب نکالنا چاہا ہے اس کی نظیر سلف وخلف میں نہیں ملتی۔ یہی مولوی صاحب سورہ مرسلات میں انها ترمی بشرر میں لفظ شرر کو رمی کا مفعول بنا کر بالکل صحیح ترجمہ اس طرح کرتے ہیں۔ (وہ محلوں کی طرح چنگاریاں پھینکتی ہے) مگر سورہ فیل میں وہی محاورہ اب تحریف کا رنگ اختیار کر کے لازمی فعل کو متعدی بنانے والی ب حرف جار بنائی

جاتی ہے اور ان سے علی کا کام لیا جارہا ہے تاکہ کسی طرح یہ مراد حاصل ہو جائے کہ پرندوں نے اصحاب الفیل پر قہری پتھر نہیں پھینکے تھے۔ بلکہ اصحاب الفیل کو چیچک نکل پڑی۔ جس سے وہ مر گئے اور ان کی لاشوں کو توڑ توڑ کر وہ سخت پتھروں پر مارتے تھے۔ جب مولوی صاحب نوٹ نمبر ۱۳۸۷ میں بیان کرتے ہیں کہ مفتوحہ لشکر کی لاشوں کو چٹ کرنے کے واسطے پرند آجاتے ہیں تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ پرند بجائے کھانے کے لاشوں کو پتھروں پر کیوں مارتے تھے؟۔ اس میں کلام نہیں کہ پرند قہری پتھروں کو اصحاب الفیل پر پھینکتے تھے۔ جس سے ان کے جسموں پر ایسے چھالے پڑ جاتے کہ وہ کھائے ہوئے بھوسہ کی طرح وہیں ڈھیر ہو جاتے کہ مولوی صاحب کا اس مقام میں مفسرین پر طعنہ کرنا کہ انہوں نے بیہودہ قصے گھڑ لئے ہیں غیر معقول ہے۔

تفسیر مواہب الرحمٰن میں سورۃ فیل کی تفسیر اٹھارہ صفحہ سے کچھ اوپر مذکورہ ہے۔ جس میں روایات صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ام ہانیؓ حضرت علیؓ کی ہمشیرہ صاحبہ کے پاس ان پتھروں کا ٹوکرا موجود تھا۔ جن کو پرندوں نے اصحاب الفیل پر پھینک کر ہلاک کیا تھا اور بعض صحابہؓ نے ان جانوروں کی بیٹ کا چشم دید رنگ وغیرہ بھی بتلایا تھا۔ مگر مولوی صاحب کو پرندوں کے ذریعہ سے پتھر گرا کر اصحاب الفیل کی اعجازی ہلاکت سے سخت انکار ہے۔ اس واسطے مفسرین پر بھی سخت ناراض ہیں اور پتھر بھی وہ تجویز کرتے ہیں۔ جو آسمانی نہیں بلکہ مکہ شریف کے گردونواح میں جو قدرتی طور پر پائے جاتے ہیں۔ جن پر پرند اصحاب الفیل کی لاشوں کو مارتے تھے اور ''ترمیھم بحجارۃ من سجیل'' کے اصل معنے بگاڑ کر ''یحرفون الکلم عن مواضعی'' کے مصداق ہورہے ہیں۔

ریویو نمبر ۱۷

بخاریؒ نے بخاری ج ۲ ص ۷۲۱ میں ''وانشق القمروان یرواکل ایۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر'' یعنی سورۃ قمر کی پہلی آیت پر باب باندھ کر اس کے بعد چار احادیث نقل کی ہیں۔ جن کا مفہوم یہ ہے کہ مکہ والوں نے حضرت محمد ﷺ سے کہا کہ ہم کو کوئی معجزہ دکھلاؤ۔ آپ ﷺ نے ان کو شق القمر کا معجزہ دکھلایا کہ چاند پھٹ گیا اور اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک ٹکڑا پہاڑ پر الگ نظر آتا تھا اور دوسرا ٹکڑا اس کے پار جس پر حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ دیکھ لو۔ (مشکوۃ ص ۵۲۴، باب علامات النبوۃ فصل اول) میں بھی معجزہ شق القمر کا بیان ہے۔ جس کے متعلق امام بخاری وامام مسلم کی متفق علیہ احادیث مذکور ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب اپنے انگریزی قرآن کے صفحہ نمبر ۱۰۲۲ نوٹ نمبر ۲۳۸۸ میں اس

واقعہ کو حضرت محمد ﷺ کا معجزہ تسلیم کر کے بھی آخر ایسا بگاڑتے ہیں۔ کہ وہ محض خسف کی صورت میں بن جاتا ہے اور حوالہ تفسیر کشاف اور فخر الدین رازی کا اس کے متعلق دیتے ہیں۔ مولوی صاحب اور ان کے مجدد کی عادت ہے کہ جس ماخذ سے مقصود پورا ہو سکے اس پر پورا بھروسہ کر لیتے ہیں۔ ان کو اس بات سے، کوئی غرض نہیں کہ اخذ کی صداقت یا عدم صداقت کی تحقیق بھی ضروری ہے۔ مولوی صاحب جن مفسرین کو زہر کی طرح کئی دفعہ اگل بیٹھے ہیں۔ پھر ان کی پیروی میں ذرا بھی غیرت نہیں کرتے۔ مولوی صاحب کو شاید معلوم نہیں کہ تفسیر کشاف کا مصنف زمخشری اہل سنت کے مفسرین سے بوجہ معتزلہ ہونے کے خارج ہے۔ البتہ لغت کا مسلمہ امام ہے۔ آخرت میں خدا تعالیٰ کے دیدار کا سخت منکر ہے اس کے عقائد کو مفصل بیان کرنا ہماری بحث سے خارج ہے۔ اس کا اس قدر بھی پتہ اس واسطے لکھ دیا ہے کہ کوئی ہمارے مولوی صاحب کی طرح شق القمر کے معجزہ کو چاند کا خسوف نہ سمجھ بیٹھے۔ تفسیر کبیر کے مصنف فخر الدین رازی اگرچہ اہل سنت کے مفسر ہیں۔ مگر چونکہ ان کی طبیعت میں فلسفیانہ میلان زیادہ تھا۔ اس واسطے بعض دفعہ اعتزال کی طرف بڑی رغبت سے جھک پڑتے ہیں۔ حتیٰ کہ کبھی کبھی امام بخاری پر بھی بوجہ عدم تفقہ کا اعتراض کر دیتے ہیں اور علم حدیث میں ان کی نظر وسیع نہیں۔ ابو مسلم اصفہانی نے معتزلہ کے حوالہ جات سے اپنی تفسیر کو بے اعتبار کر دیا ہے۔

ان ہر دو مفسرین مذکورہ کے حوالہ جات سے مولوی صاحب کو یہ دکھلانا مطلوب ہے کہ معجزہ شق القمر کو خسف بتلانا صرف ہمارا ہی عقیدہ نہیں۔ بلکہ سلف کے دو مسلمہ مفسرین بھی اس مسئلہ میں ہم سے متفق ہیں۔ اب کون پوچھے کہ اگر آپ کے نزدیک ان صاحبوں کی واقعی ایسی قدر و منزلت ہے تو پھر اپنی تفسیر کے کئی مقامات پر جہاں کل مفسرین کا کسی امر میں اتفاق ہوتا ہے۔ آپ سب کو بدوں استثناء کے کیوں رد کر دیتے ہیں۔ ایک آدھ کی تقلید میں احادیث صحیحہ اور جمہور کا فیصلہ نظر انداز کر دینا آپ کا مسلک ہے۔ ہم اہل سنت کا اصول اس مسئلہ میں قرآن و حدیث و جمہور ہے۔ درحقیقت معجزہ شق القمر میں چونکہ مرزا قادیانی نے بھی دوسرا پہلو اختیار کیا ہے۔ یعنی اس کو معجزہ تسلیم کر کے علم ہیئت کے قواعد کو رد بھی کر دیا ہے اور خسف بھی بتلایا ہے۔

پس مولوی صاحب اپنے مرشد و امام کی سنت سے علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ بخاری اور مسلم کی متفق علیہ احادیث میں چاند کا دو الگ الگ ٹکڑے نظر آنا جب صاف طور پر مذکور ہے تو پھر ان کے مقابل کوئی ایسا قول پیش کرنا جو اس کے خلاف ہو۔ فیصلہ محمدی سے بے علمی یا بے یقینی کا نشان ہے۔ رات کے وقت چاند گرہن کا صرف وہی ایک ٹکڑا نظر آتا ہے۔ جو روشن ہوتا ہے اور جس

قدر ٹکڑے پر خسوف کا اثر ہوتا ہے۔ وہ مدھم ہوتا ہے۔ قرآن شریف جیسا ابلغ الکلام شق القمر یعنی چاند کا پھٹنا۔ جب بیان کرتا ہے اور متفق علیہ احادیث سے بھی ہر دو ٹکڑوں کا الگ الگ نظر آنا جب ثابت ہے تو پھر خسوف کی طرف اس معجزہ کو منتقل کرنا صاف طور پر معجزہ محمدی سے انکار کرنا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی ہے کہ مرزا قادیانی کی نبوت کا ایک راز ظاہر کردوں کہ جب آپ ''یأتی من بعدی اسمه احمد'' کے مصداق بننے کے مدعی ہوئے تو ان کے خیال میں آیا کہ لوگ کہیں گے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے تو شق القمر کا معجزہ منکروں کو دکھلایا تھا تم بھی دکھلا دو۔ اس پر آپ کو یہ معجزہ بگاڑ کر خسف بنانے کی حاجت ہوئی تا کہ ایک طور پر مساویت کیا بلکہ حضرت محمد ﷺ پر بھی فضیلت ثابت ہو جائے۔ پھر یوں فرماتے ہیں کہ محمد ﷺ کے واسطے ایک خسف واقعہ ہوا اور میرے واسطے دو خسف اب بھی مولوی محمد علی صاحب کہیں گے کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ محمد رسول اللہ کی پیروی نے مجددیت کا رتبہ پایا۔ مولوی صاحب نے شاید کہیں پڑھا ہوگا کہ کسی سلف کے مجدد نے حضرت ﷺ سے اپنی فضیلت کا اظہار کیا ہے؟۔ حضرت محمد ﷺ کے قرآنی معجزہ شق القمر کو خسف بنا کر اپنے واسطے ڈبل خسف ثابت کر دیا۔ اب باقی رہے حضرت مسیح علیہ السلام کے قرآنی معجزات سو وہ معجزات کی مد سے بالکل خارج کر دیئے گئے ہیں۔ وہ سحر مسمریزم شعبدہ بازی ہیں اور نہایت مکروہ اور قابل نفرت ہیں۔ ورنہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ میں ان میں مسیح ناصری سے بڑھ جاتا۔ انجیل میں حضرت مسیح نے جو فرمایا تھا کہ کاذب مسیح ایسے عجائبات دکھلائیں گے کہ اچھے اچھے فہمیدہ لوگ بھی ان کے جال میں قابو آجائیں گے۔ اس پیش گوئی کی تصدیق ہم اس زمانہ میں بچشم خود دیکھ رہے ہیں۔ مہابھارت میں بھی اسی معجزہ کا ذکر موجود ہے اور تاریخ فرشتہ میں بھی اس معجزہ کی تصدیق ایک ہندو راجہ کی طرف سے لکھی ہوئی پائی جاتی ہے۔ بعض اس عہد کے اہل ہوا نے واقعہ شق القمر کو قیامت کے وقت لکھا ہے۔ مگر اس وقت اس کو سحر مستمرہ کہنے والا کون ہوتا یہ ثابت نہیں اس واسطے یہ تاویل بالکل بیہودہ اور علم حدیث سے بے خبر ہونے کی دلیل ہے۔

ریویو نمبر ۱۸

''واذ قال الله یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ'' کے متعلق مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے بروایت صحیح بخاری ''متوفیك'' کے معنی ''ممیتك'' بتلائے ہیں اور مولوی صاحب ''رافعك'' کے معنی بروئے لغت عزت دینے کے بیان کرتے ہیں

اورفرماتے ہیں کہ رفع کے معنی مع الجسم حضور خداتعالیٰ اٹھایا جانا۔ گویا خداتعالیٰ کوایک مکان میں محدود کردینا ہےاورمزید ثبوت میں فرماتے ہیں کہ مسلمان ہرروزاپنی نمازوں میں ''وارفعنی'' پڑھتے ہیں۔جس کامفہوم یہ ہے کہ میرا مرتبہ بلند کر۔

(انگریزی قرآن صفحہ نمبر۱۶۰ نوٹ نمبر۴۳۶،۴۳۷)

جواب!

جوکچھ مولوی صاحب نےلکھاہے کہ ہم کواس سے ہرگز انکارنہیں۔مگراس تفسیر میں حقیقی پہلولکھنا چونکہ مولوی صاحب کے عقیدہ کے خلاف تھا۔اس واسطےاس کو بالکل نظرانداز کرکے اہل سنت کے عقیدہ کوسخت نقصان پہنچایا ہے۔حضرت ابن عباسؓ نے متوفیک کا مفہوم ممیتک بیشک بتلایا ہے۔مگراس مفہوم میں انکامذہب تقدیم وتاخیر کا ہے۔یعنی میں تم کو پہلے اپنی طرف اٹھادوں گا اور بعد نزول کے فوت کروں گا۔تفسیر درمنثور مصنفہ جلال الدین سیوطی کی جلد۲ صفحہ ۳۶ میں بروایت ابن عساکرواسحاق بن بشر حضرت ابن عباسؓ کا مذہب اس آیت میں تقدیم وتاخیر کا مذکور ہے۔''اتقان فی علوم القران (ج۲ ص۳۲، مصنفه جلال الدین سیوطی) ''میں تقدیم وتاخیر قرآن پر باب۴۴ الگ بندھاہواہے۔تفسیر ابن کثیرج۷ص۲۱۷وتفسیر فتح البیان ج۱۲ ص۴۸ ۳ میں بھی زیرآیت ''وانه لعلم للساعة ''سورہ زخرف حضرت ابن عباسؓ کا یہی مذہب لکھا ہے۔فتح الباری وقسطلانی ہردوشرح بخاری میں حضرت ابن عباسؓ کا مذہب تقدیم وتاخیر کا مذکور ہے۔اس وعدے کا ایک حصہ رفع عیسیٰ علیہ السلامؑ میں پوراہوچکا ہے۔دوسرا حصہ نزول کا پوراہوکررہےگا۔جس پرحدیث صحیحہ اس کثرت سے وارد ہیں۔کہ ہرزمانے میں اہل سنت نے ان کی بناء پراپنا عقیدہ قائم کیا ہے۔مگرافسوس کہ مرزا قادیانی کو باوجود دعوے نبوت دعویٰ مسیحیت ودعویٰ معارف قرآنی اس قدر بھی معلوم نہ تھا کہ ترتیب ذکری ہمیشہ ترتیب وقوعی کولازم نہیں کرتی۔ چنانچہ(ازالہ ص۴۵۹،خزائن ج۳ص۳۴۵) میں تقدیم تاخیر کے مسئلہ کے متعلق مرزا قادیانی مفسرین کو برا بھلا کہتے ہیں۔مگرہم چندامثلہ تقدیم تاخیرالفاظ قرآنی کی ذیل میں پیش کرکے اس نئے مجدد صاحب کے دعوے معارف قرآنی کا ناظرین پرحال روشن کرتے ہیں۔

۱...... ''والله یدعوا الی الجنت والمغفرة باذنه (البقرة:۲۲۱)''

اس آیت میں دعوت جنت کی مقدم ہےاوردعوت مغفرت کی مؤخر ہے۔حالانکہ بدون حصول مغفرت جنت کاحصول محال ہے۔چنانچہ پ۴ع۵ میں ''سارعوا الیٰ مغفرة من ربکم وجنةٍ (آل عمران:۱۳۳) ''میں مغفرت مقدم ہےاورجنت مؤخر ہے۔

ب...... ''کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتؤمنون باللہ (آل عمران:١١٠)''اس آیت میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر مقدم ہےاورایمان باللہ مؤخر ہے۔حالانکہ ایمان باللہ کے بدوں امرونہی کوئی فضیلت نہیں رکھتا نہ موجب ثواب ہے۔

ج...... ''والذین یبیتون لربھم سجداو قیاماً (الفرقان:٦٤)''اس آیت میں مومنوں کاوصف پہلے سجدہ ہےاورقیام بعد ہے۔درحال یہ کہ واقعہ میں سجدہ قیام کے بعد ہے۔

د...... ''وادخلوا الباب سجداً وقولوا حطة (البقرة:٥٨)''اور ''قولوا حطة وادخلوا الباب سجداً (اعراف:١٦١)''ہردوآیات میں ایک ہی واحد واقعہ کابیان ہے۔مگرترتیب الفاظ میں تقدیم وتاخیر موجود ہے۔

ہ...... ''انا اوحینا الیك کما اوحینا الیٰ نوحٍ والنبیین من بعدہ واوحینا الی ابراھیم واسماعیل واسحاق ویعقوب والاسباط وعیسیٰ وایوب ویونس وھارون وسلیمان واتینا داود زبوراً (نساء:١٦٣)''اس آیت میں بعد عیسیٰ علیہ السلام جن پیغمبروں کانام مذکور ہے۔وہ محض ترتیب ذکری کے طور پر ہے۔حالانکہ بطور واقعہ کے وہ سب پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پہلے گذر چکے ہیں۔

نوٹ!

قرآن شریف کی بلاغت میں تقدیم وتاخیر الفاظ کا مسئلہ بالضرور داخل ہے۔جس کی بعض امثلہ ابھی مذکور ہوچکی ہیں۔اس کی متعدد وجوہات علم بلاغت میں پائی جاتی ہیں۔

(دیکھو اتقان فی علوم القرآن نوع ۴۴ ج۲ ص۳۲، مصنفہ جلال الدین سیوطیؒ)

مگر مرزا قادیانی (ازالہ ص۴۵۹، خزائن ج۳ ص۳۴۵) میں اس مسئلہ سے سخت انکاری ہو کر مفسرین کو مطعون کرتے ہیں۔جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو باوجود دعویٰ معارف قرآنی اس معمولی مسئلہ کا بھی علم حاصل نہ تھااور یہ مسئلہ واقع میں بہت سے مسائل ومعارف کی کلید ہے۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ رفع کو آسمان کی طرف محمول کرنا خداتعالیٰ کی جہت کو آسمان میں ظاہر کرنے کا مترادف ہے۔مگر مولوی صاحب سورہ ملک کی آیت ''أأمنتم من فی السماء (الملك:١٦)''دودفعہ پڑھتے ہیں۔جس میں اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی نسبت آسمان کی طرف اشارہ کررہا ہے۔عظمت کے لحاظ سے اور مقام ملائک اوراجرائے احکام کے لحاظ سے قرآن شریف ہمیشہ آسمان ہی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔معراج شریف میں بھی پیغمبروں کی

ملاقات کا ذکر آسمانوں میں ہی ظاہر کیا گیا ہے اور اسی بناء پر رافعك الیٰ آسمان کی طرف پھیرنا خلاف نص و دلیل ہرگز نہیں مگر ہمارے مولوی صاحب اصول علم قرآن کی عدم واقفیت سے بار بار ٹھوکر کھاتے ہیں۔ بیشک مسلمان نماز کے جلسۂ استراحت میں ارفعنی ترقی منزلت کے واسطے دعا کرتے ہیں۔ مگر اس سے دوسرا پہلو زائل کرنا چونکہ مولوی صاحب کے عقیدے کے مطابق ہے۔ اس واسطے وہ قرآنی نص کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ ''الیہ یصعدر الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه (فاطر:۱۰)'' کو پڑھیں تو رفع کی مزید حقیقت ان کو معلوم ہو۔ قرآن شریف میں حضرت ادریس علیہ السلام کے واسطے'' ورفعناه مکاناً علیاً (مریم:۵۷)'' مذکورہ ہے۔ جس کی تورات ۲ سلاطین باب ۲ آیت ۱۱ میں تصدیق موجود ہے کہ وہ آسمان پر معہ جسم کے اٹھائے گئے تھے۔ جو بیان قرآن شریف اور تورات کا مصدقہ اور مشترکہ ہو۔ اہل سنت کے ہاں وہ مقبول ہے۔ مگر مولوی صاحب کے نزدیک ان کے عقیدے کے خلاف ہونے کی وجہ سے وہ زہر قاتل ہے۔

مرزا قادیانی جب دینیات میں ہوائے نفسانی سے پاک تھے رفع ونزول مسیح کو جمہو اہل سنت کی طرح برابر مانتے رہے اور متوفیک کا ترجمہ (براہین احمدیہ ص۵۲۰، خزائن ج۱ ص۶۲۰) میں اور خلیفہ نورالدین صاحب تصدیق (براہین حاشیہ ص۸) میں تجھ کو پوری نعمت دینے والا اور تجھ کو لینے والا ہوں۔ کر چکے ہیں مگر جب مرزا قادیانی کو مسیح موعود بننے کا خیال غالب ہوا۔ جس میں حواری حکیم نورالدین صاحب نے بڑی امداد دی تو اہل سنت والا عقیدہ متعلق رفع ونزول مسیح علیہ السلام اسی دم رخصت ہوگیا اور تاویلات کا دروازہ ایسا فراخ ہوگیا کہ جس کی نظیر تاریخ میں نہیں مل سکتی۔

ریویو نمبر ۱۹

مولوی محمد علی صاحب اپنے انگریزی قرآن کے صفحہ ۴۷۲ میں متعلق آیات ''فأما الذین شقوا ففی النار لهم فیها زفیر و شهیق خالدین فیها ما دامت السمٰوٰت والارض الا ماشاء ربك ان ربك فعال لمایرید (هود:۱۰۶،۱۰۷)'' یعنی جو لوگ بدبخت ہیں وہ آگ میں ہوں گے۔ وہاں وہ چلائیں گے اور دھاڑیں گے۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ جب تک کہ آسمان وزمین قائم ہیں۔ مگر جو تیرا رب چاہے بیشک تیرا رب کر ڈالتا ہے جو چاہتا ہے۔

ا...... اس طرح فرماتے ہیں کہ اہل شقاوت دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ کیونکہ ''مادامت السمٰوٰت والارض'' کے بعد ''الا ماشاء ربك ان ربك فعّال

لمایرید‘‘ ہے جس میں استثناء موجود ہے اور لفظ فعّال مبالغہ کا صیغہ ہے۔ یعنی خدا ایسی بات بھی کر ڈالتا ہے جو انسان کو غیر ممکن معلوم ہوتی ہے۔ مگر جنت والی آیت میں بھی اگر چہ استثناء بھی موجود ہے۔ لیکن اس کے بعد ’’عطاءً غیر مجذوذ‘‘ ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بہشت کی حالت غیر منقطع ہے۔ برخلاف جہنم کے جو ابدی بہشت کی طرح نہیں۔

۲...... رسول اللہ ﷺ کی بعض احادیث سے بھی یہی مفہوم ثابت ہے۔ یعنی جہنم ابدی نہیں۔ بلکہ منقطع الزمان ہے۔ مثلاً مسلم کی صحیح حدیث کا آخری حصہ اس طرح مذکور ہے۔ پھر اللہ یوں فرمائے گا کہ پیغمبر فرشتے اور مومنین اپنی اپنی باری میں گناہ گاروں کے واسطے شفاعت کر چکے ہیں اور اب ان کو واسطے سفارش کرنے والا سوا رحمٰن کے کوئی نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ آگ سے ایک لپ بھر کر ایسے لوگوں کو آگ سے باہر نکال دے گا۔ جنہوں نے ہرگز کوئی نیکی نہیں کی۔

(نوٹ نمبر ۱۲۰۱)

۳...... ’’کنز العمال‘‘ میں بھی بعض احادیث اسی مضمون کی ہیں۔

ا...... جہنم پر یقیناً ایک ایسا دن آئے گا جبکہ وہ ایسے اناج کے کھیت کی طرح ہوگی جو کچھ عرصہ سرسبز رہ کر بالکل خشک ہو گیا ہے۔

ب...... بیشک جہنم پر ایک ایسا دن آئے گا کہ اس میں ایک متنفس بھی نہ ہوگا۔

(کنز العمال ج۷ص ۲۴۵، نوٹ نمبر ۱۲۰۱)

۴...... حضرت عمرؓ کا ایک مشہور قول اس طرح ہے۔ گو جہنم کے رہنے والے ریگستان کی ریت کے دانوں کی طرح بے شمار ہوں۔ جب بھی ایک دن بیشک ایسا آئے گا کہ وہ اس میں سے باہر نکالے جائیں گے۔

(دیکھو تفسیر فتح الباری شرح صحیح بخاری تفسیر درمنثور، حاوی الارواح مصنفہ ابن قیم، نوٹ نمبر ۱۲۰۱)

۵...... مگر لفظ ابد کا حل کرنا باقی ہے۔ جس کا مفہوم بالعموم ہمیشگی خیال کیا جاتا ہے۔ یہ لفظ ابد قرآن میں جہنم کے متعلق تین دفعہ مذکور ہے۔ ایک سورہ نساء پ۶ ع۳ میں، دوسرا سورہ احزاب پ۲۲ ع۵ میں، تیسرا سورہ جن پ۲۹ ع۱۲ میں ان ہر سہ موقعہ پر ہیں۔ محمد علی نے طویل عرصہ کا ترجمہ کیا ہے اور یہ مفہوم مذکورہ احادیث کی بناء پر صحیح معلوم ہوتا ہے۔ مختلف لغت کی کتب میں ’’ابد‘‘ ایسے وقت پر بھی حاوی ہے جو ہرگز ختم نہیں ہوتا اور ایسے وقت پر بھی جو اگرچہ دراز اور طویل ہے۔ مگر ختم ہو جاتا ہے۔ (نوٹ نمبر ۱۲۰۱)

۶...... سورہ نباء پارہ ۳۰ ع۱ میں جہنم کا عرصہ ’’احقاب‘‘ سے ظاہر کیا گیا ہے۔ جو

''حقب'' کا جمع ہے اور ''حقب'' اسی ۸۰ سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ پس خواہ کس قدر ایسے ''احقاب'' ہوں۔ آخر منقطع ہونے والے ہیں۔ اگر ''احقاباً'' سے ہمیشہ رہنے والا زمانہ مراد ہوتا تو جہنم کے واسطے ''احقاباً'' قرآن میں نہ ہوتا۔ پس ابد کا مفہوم طویل عرصہ ہے۔ لہٰذا قرآن جہنم کی ہمیشہ کی زندگی کا مسئلہ بالکل رد کرتا ہے۔ (نوٹ نمبر ۱۲۰۱)

۷...... بہشت کے متعلق غیر مجذوذ سورہ حجر پ ۱۴ ع ۴ میں ''وماھم منھا بمخرجین'' بھی وارد ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ بہشت سے بہشت والے ہرگز نکالے نہ جائیں گے۔ (نوٹ نمبر ۱۲۰۲)

۸...... جو لفظ احقاب جہنم کے واسطے قرآن میں مذکور ہے وہ جنت کے واسطے ہر گز پایا نہیں جاتا۔ جس سے ثابت ہے کہ اگر احقاب سے ہمیشہ کا مفہوم صحیح ہوتا تو جنت کے واسطے بھی اس کا استعمال جائز ہوتا۔ جہنم کی محدود الوقت سزا کے اشکال کو مفسرین نے اس طرح رفع کیا ہے کہ یا تو یہ آیت محدود الوقت سزا والی منسوخ ہے۔ یا جہنم سے وہ طبقہ مراد ہے جس میں فاسق مسلمان رہیں گے نہ کہ کافر۔ مگر بحوالہ ذو آیات ''جزاءً وفاقاً''

''انھم کانوا لا یرجون حساباً۰ وکذبو بایاتنا کذاباً'' مفسرین کی یہ توجیہ غیر معقول ہے۔ عذاب کا محدود اور قابل منقطع ہونا سراسر قرآن کی روح رواں ہے۔
(نوٹ نمبر ۲۶۴۵)

۹...... ''ولوشاء ربك لجعل الناس امةً واحدةً ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربك۰ ولذالك خلقھم وتمت کلمة ربك لا ملن جھنم من الجنة والناس اجمعین (ھود:۱۱۸،۱۱۹)'' یعنی اور اگر میرا رب چاہتا تو کل آدمیوں کو ایک ہی دین پر کر دیتا اور لوگ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے۔ مگر جس پر تیرا رب رحم فرمادے اور اسی بات کے واسطے ان کو پیدا کیا اور تیرے رب کا فرمان پورا ہوا کہ میں دوزخ کو ضرور جنوں اور آدمیوں سب سے بھروں گا۔

۱۰...... نوٹ نمبر ۱۲۰۹ میں مولوی صاحب اس طرح فرماتے ہیں کہ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کل انسانوں کو رحم کے واسطے پیدا کیا ہے۔ وہ اپنے رحم سے بعض کو راہ راست پر چلاتا ہے۔ مگر بعض کو جنہوں نے بسبب بدعملی کے اپنے آپ کو جہنم کا مستحق بنادیا ہے۔ اللہ کا رحم بعد سزا کے حاصل ہوگا۔ وہ لوگ اپنے ہاتھوں سے تکلیف ومشکل میں گرفتار ہوتے ہیں۔ مگر اللہ رحم کر کے ان کو اس سے نکالتا ہے۔

۱۱...... پھر نوٹ نمبر ۱۲۱۰ میں مولوی صاحب اس طرح لکھتے ہیں کہ چونکہ ان لوگوں نے اس طریق پر عمل نہ کیا جو اللہ نے بسبب رحم کے ان کو بتلایا تھا۔ اس واسطے ضرور ہے کہ وہ ایک دوسری مصیبت یا ابتلاء میں داخل ہوں تا کہ بدی سے پاک ہو کر روحانی ترقی کے لائق ہو سکیں۔

جواب!

مولوی صاحب کا بیان مسئلہ فناء النار کے متعلق خاکسار نے پورے گیارہ نمبروں میں نہایت تفصیل سے لکھ دیا ہے۔ تا کہ ناظرین اور محققین کو خاکسار کا جواب نمبروار بغور مطالعہ کر کے اس مسئلہ میں اہل سنت کا جو صحیح عقیدہ ہے۔ اس کی اطلاع ہو۔ وما توفیقی الا باللہ العلیی العظیم!

تمہید

چونکہ اہل سنت کے عقائد میں یہ مسئلہ معرکتہ الآ راء ہے۔ اس واسطے اس کے متعلق کچھ سلف کا حال بھی لکھنا ضروری ہے۔ تا کہ جن کو پورا علم نہیں ان کو واضح ہو جائے کہ یہ مسئلہ فناء النار کا ایسا مسئلہ نہیں جس کی ایجاد ہم بعض دیگر مسائل کی طرح محض قادیانی فتنہ سے منسوب کر کے اس سے اعراض کرنے کو مصلحت سمجھیں یہ بالکل ٹھیک ہے کہ محی الدین ابن العربی، حافظ ابن قیم یہ دو مشہور اشخاص اپنی بعض کتب میں اس مسئلہ کے مؤید ثابت ہوتے ہیں کہ دوزخ کسی وقت آخر بالکل نابود یا فنا ہو جائے گی اور اگر چہ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کے خیال نے ان صاحبوں کو ایسے عقیدہ کی طرف مائل کر دیا ہو تو تعجب کی کوئی بات نہیں۔ مگر ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ محی الدین ابن عربی سے پہلے اور ابن قیم کے سوا کسی اور اہل علم مسلم کا رجحان اس طرف تھا یا نہیں۔ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ ان مذکورہ دو اشخاص یا ان کے شاگردوں کے دائرہ تک محدود رہا اور بعض صوفیاء بھی جو رطب و یابس روایات کی تنقید نہیں کرتے۔ اس مسئلہ کے قائل ہوئے ہیں۔ مگر جمہور اہل سنت کے راسخون فی العلم نے اس مسئلہ میں ہرگز ان سے اتفاق نہیں کیا۔ بلکہ اس کی تردید میں ابن جوزی، امام شوکانی، زمخشری نے اس قسم کی احادیث کو موضوع ثابت کیا ہے۔ شیخ احمد مجدد الف ثانی نے محی الدین ابن عربی کے بعض عقائد کے اوپر ایک رسالہ لکھا ہے جس کو خاکسار نے ۱۹۰۳ء میں دیکھا تھا۔ جس میں اس مسئلہ کا بطلان بخوبی مذکور تھا۔ محمد بن اسماعیل نے اس مسئلہ پر ایک مضبوط رسالہ بنام (رفع الاستار لابطال أدلۃ القائلین بفناء النار) تصنیف کیا ہے۔ مگر یہ سب رسالے اب نایاب ہیں۔ البتہ اہل سنت کی اکثر تفاسیر میں اس مسئلہ کے قائلین کی

نہایت معقول تردید موجود ہے۔ان تفاسیر میں اول قائلین کے دلائل کو نقل کیا گیا ہے۔پھر بعد میں اس کا رد نہایت معقول طور سے لکھا ہے۔غرض جمہور اہل سنت کا عقیدہ فناء النار کا بالکل نہیں۔اس واسطے اہل سنت کے عقائد کی جس قدر کتب موجود ہیں ان میں ایسے مشرکین وکفار کا عذاب النار دوامی مذکور ہے جو بدوں توبہ کفر وشرک کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوتے ہیں مدت سے فناء النار کا مسئلہ رخت گزشت ہو چکا تھا جس کو مرزا قادیانی نے چودھویں صدی میں پھر از سرنو تازہ کر کے ایک فتنہ عظیم برپا کیا ہے اور دیگر بعض عقائد میں بھی اہل سنت سے اختلاف کر کے ایک الگ فرقہ کی بنیاد قائم کی ہے۔تا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی وہ پیش گوئی پوری ہو جس میں آپ نے اپنی امت کے بارہ میں فرمایا ہے کہ اس کے ۷۳ فرقے ہو جائیں گے۔حق پر صرف ایک طائفہ ہوگا۔یعنی صرف وہی جو میرے اور میرے اصحاب کے طریق پر عامل ہے۔(جن کا اہل سنت والجماعت نام بطور شرعی اصطلاح کے جمہور اہل علم نے قائم کیا ہے۔)

مولوی محمد علی صاحب کے دلائل کا جواب

ا...... ہاں بے شک (مادمت السماوات والارض) کے بعد (الا ماشاء ربك ان ربك فعال لمایرید (ھود:۱۰۷)) مذکور ہے۔جس سے ثابت ہے کہ عذاب النار کا خداتعالیٰ کی مشیت سے منقطع ہونا بالکل ممکن ہے۔مگر اس استثناء میں آپ نے کفار ومشرکین کو بھی داخل کر کے خاص قرآن کی ان آیات کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے جو کفار ومشرکین کی عدم نجات پر قطعی نصوص ہیں۔اس آیت میں بھی فاسق مذکور ہیں نہ کہ کافر ومشرک۔اب خاکسار ان آیات کو بیان کرتا ہے جن سے مذکورہ استثناء کا حال بھی روشن ہو جائے گا اور مشرک وکافر کی عدم نجات بھی۔

الف...... ''ان اللہ لایغفر ان یشرك به ویغفرمادون ذلك لمن یشاء (نساء:۴۸،۱۱۶)'' (دودفعہ) اس آیت میں عدم مغفرت مشرک بطور نص ثابت ہے اور باقی اقسام گناہ کی معافی مشیت الٰہی کے تحت میں ہے۔خواہ بالکل معاف کر دے خواہ کم وبیش عذاب دے کر۔

ب...... ''ان الذین آمنوا ثم کفرو اثم آمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفراً لم یکن اللہ لیغفرلهم ولا لیهدیهم سبیلا (نساء:۱۳۷)'' اس میں کافر کی عدم مغفرت وعدم ہدایت مذکور ہے۔

ج...... ''ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ ثم ماتوا وهم کفار فلن یغفراللہ لهم (محمد:۳۴)'' اس آیت میں بحالت کفر فوت ہونے پر عدم مغفرت

وعدم نجات ثابت ہے۔

د...... ''انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنت ومأواہ النار (مائدہ:۷۲)''

نوٹ: اللہ تعالیٰ مشرک پر جنت کو حرام کرنے کے بعد پھر اگر اپنا قول توڑ ڈالے اور اس کو بہشت میں داخل کر دے تو اللہ تعالیٰ کے قول میں کذب لازم آئے گا اور تبلیغ رسالت و پیدائش دنیا وآخرت کا سلسلہ بھی تمام بے کار ہو جائے گا: ''ومن اصدق من اللہ حدیثا (نساء:۸۷)'' سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی بھی اپنے قول میں سچا نہیں۔ اگر مشرک اور کافر بھی آخر ایک دن بہشت کے وارث ہو سکتے ہیں تو مرسلین جو بہ لحاظ تبلیغ کے مبشرین اور منذرین بنے۔ خوشخبری سنانے والے اور عذاب کا خوف دلانے والے ہیں۔ قابل اعتبار نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ جب اس عقیدہ کو ان کی تبلیغ کا ایک لازمی جزو قرار دیا جائے گا کہ آخر ہر ایک انسان جنت کا وارث بن جائے گا تو رسالت کا درحقیقت صرف بشارت ہی کا واحد پہلو باقی رہ جائے گا اور دوسرا پہلو نذرات کا بے کار ہو کر موجب فتنہ عظیم ہو کر ہدایت اور اصلاح کی طرف پورا میلان پیدا کرنے سے مانع ہو جائے گا۔ یہ عقیدہ مسئلہ کفارۂ مسیح سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ اس میں کفر وشرک پر دلیر ہونے کی نسبتاً زیادہ ترغیب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کے ہر دو پہلو کو ایسا قائم کر دیا ہے کہ دنیا اور آخرت ہر دو میں وہ قائم ہے۔ ورنہ یوم الدین انصاف کا دن کوئی حقیقی چیز نہیں۔ وہاں بھی جب آخر جنت انجام ہے تو جو چاہو کرو جو خدا تعالیٰ تین درھم کی چوری پر قطع ید کا اور زانی کو مارنے اور زانیہ کنواری کو پورے سو درے لگانے کا حکم دیتا ہے اور مومنین کو فرماتا ہے''ولا تاخذکم بھما رأفۃ فی دین اللہ (نور:۲)''یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کی اس تعمیل میں تم کو رحم ہرگز مانع نہ ہو۔ وہ خدا تعالیٰ کیونکر ایسا نرم دل ہو سکتا ہے کہ اپنے قول کو بھی بھول جائے اور یوں عذر کرنے لگے کہ پیغمبروں کی معرفت میں نے تم کو صرف اصلاح کے واسطے ڈرایا تھا۔ ورنہ درحقیقت بعد عرصہ کے تم کو اے کافرو اور مشرکو بہشت میں داخل کر کے عیش وراحت کا کل سامان تمہارے لئے مہیا کر دینے کا ارادہ تھا۔ بالفعل مجھ کو سچا کرنے کے واسطے کچھ عرصہ تکلیف برداشت کرلو۔ مبادا پیغمبر اور مومن لوگ مجھ کو یہ الزام نہ دیں کہ اے اللہ تعالیٰ اگر واقعی تو نے دوزخ کو فنا کر کے صرف بہشت ہی بہشت قائم اور آباد رکھنا تھا تو ہم کو جہاد کا حکم دے کر خواہ مخواہ ہمارا سر کٹوایا اور روزوں میں بھوکا مارا اور شب بیداری کرا کے ہمارا لہو خشک کرایا اور قیامت کے بڑی ہولناک تذکرے سنا سنا کر ہمارے آرام کو ہم پر تلخ کر دیا۔

ہ...... ’’ان الذین کفروا وماتوا وهم کفار اولائك علیهم لعنت الله والملائکة والناس اجمعین ۰ خالدین فیها لایخفف عنهم العذاب ولاهم ینظرون (البقرہ:۱۶۱،۱۶۲)‘‘

نوٹ: ان آیات میں کافروں کے واسطے چار باتوں کی وعید ہے۔ اول لعنت الله والملائکة والناس کا جوایسی سخت لعنت ہے کہ اہل میں کسی مخلوق کو بھی سفارش کی گنجائش نہیں رہتی۔ دوسرا دوامی لعنت جس کا انجام دوامی دوزخ ہے۔ تیسرا عدم تخفیف عذاب۔ چوتھا عدم مہلت بنابر معذرت یا توقع معافی۔ اب ایسی نص مبین کے سامنے الا ماشاء ربك سے کفار کو نجات دلانے کا مفہوم ثابت کرنا تفسیر بالرائے ہے۔ البتہ استثنا کی تفسیر اگر بروئے نص کی جائے تو وہ صرف اس آیت میں مل سکتی ہے’’ان الله لایغفر ان یشرك به ویغفر مادون ذالك لمن یشاء (نساء:۴۸،۱۱۶)‘‘ مگر قرآن شریف میں دوزخ سے نجات کی نص کفار کے واسطے پیش کرنا غیر ممکن ہے۔ الا ماشاء ربك والی آیت میں بھی فاسق کی طرف اشارہ ہے۔ نہ مطلق کافر کی طرف۔

و...... ’’ان الذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنها لا تفتح لهم ابواب السماء ولا یدخلون الجنة حتیٰ یلج الجمل فی سم الخیاط (اعراف:۴۰)‘‘ یعنی جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا ان کے واسطے آسمان کے دروازے ہرگز کھولے نہ جائیں گے اور نہ وہ بہشت میں داخل ہوں گے۔ جب تک کہ اونٹ سوئے کے ناکے سے گزر نہ جائے۔

۲...... ’’بعض احادیث سے ثابت ہے کہ دوزخ ابدی نہیں بلکہ منقطع الزمان ہے۔‘‘ یہ آپ کا خاص اجتہاد ہے۔ اس کے متعلق جو حدیث مسلم کی آپ نے بیان کی ہے اس میں کوئی لفظ ایسا موجود نہیں جس سے بطور نص یہ عقیدہ ثابت ہو سکے۔ صرف اسی قدر مذکور ہے کہ فرشتے اور پیغمبر اور مومن سفارش کر چکے اور اب صرف ارحم الراحمین باقی رہ گیا ہے۔ پھر وہ یعنے اللہ تعالیٰ دوزخ سے ایک مٹھی ایسے لوگوں کی لے کر نکال دے گا جنہوں نے کوئی نیکی ہرگز نہیں کی ہوگی۔ اس لپ یا مٹھی (قبضہ) سے آپ نے کیونکر سمجھ لیا کہ کل اہل دوزخ کو نکال کر جنت میں داخل کر دے گا۔ حتیٰ کہ کفار ومشرکین وابلیس تک کو بھی نکال کر نجات اور بہشت کا وارث بنادے گا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ یعنی مسلم کے علاوہ بخاری نے بھی اس کو نقل کیا ہے۔ مذکورہ جواب نمبر ایک میں قرآن شریف کی چھ آیات معہ تشریح مذکور ہیں۔ پس مومن

بالقرآن کا کوئی حق نہیں کہ اس حدیث کی تفسیر وتشریح قرآن کی منشا کے خلاف بیان کر کے لوگوں کو گمراہ کرے۔ لفظ (قبضہ) اللہ تعالیٰ کا آیات متشابہات میں داخل ہے۔ جس کی تاویل کو جب رسول اللہ ﷺ نے بھی صاف نہیں بتلایا تو آپ کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ عجب نہیں کہ اس میں نابالغ مجانین اور ایسے لوگ داخل ہوں جن کو تبلیغ نہیں پہنچی۔ یا بالکل کان سے بہرے اور آنکھوں سے اندھے معذور لوگ ہوں اور اس قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بخاری اور مسلم کی بہت سے شروح اہل سنت کے راسخون فی العلم نے لکھی ہیں۔ مگر کسی ایک میں بھی مولوی صاحب کا مفہوم ثابت نہیں۔ باقی رہی تاویل قبضہ کی سو مٹھی میں اگر قلیل مقدار لی جائے جب بھی مٹھی کا محاورہ اس پر اطلاق کر سکتا ہے اور اگر کثیر مقدار ہو جب بھی یہی محاورہ بولا جائے گا۔ پس مٹھی کو خواہ اسم آلہ بناؤ خواہ ظرف مکان بناؤ۔ ماخوذات ومعمولات کا تعین انسانی عقل سے برتر ہے۔ لہٰذا جو قرآن کی نصوص کے خلاف کل زمانوں کے مشرکین اور کفار اور شیطان اور اس کی ذریت کو بھی اللہ تعالیٰ کی مٹھی میں داخل کر کے ان کو بہشت دلواتا ہے۔ وہ بے شک خدا تعالیٰ اور اس کے رسول پر افتراء کرتا ہے۔

۳...... بے شک کنز العمال میں ایسی بعض احادیث مذکور ہیں۔ احادیث کی صحت کا مدار سند روایت پر ہے۔ نہ اس دلیل پر کہ فلاں کتاب میں موجود ہیں۔ ان کی صحت مشکوک ہے۔ جیسا کہ ہدیۃ المہدی مصنفہ نواب وحید الزمان مترجم وشارح صحاح ستہ صفحات ۷۱، ۷۲ میں درج ہے۔ تفسیر مواہب الرحمٰن پارہ ۱۲ صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹ میں بھی ان احادیث کو مجروح لکھا ہے۔ معہ دلائل کے کتب اسماء الرجال سے راویان کے صدق وکذب وضعف کی بابت تحقیق کرنا محض ان علماء کا کام ہے جو اس فن کے ماہر ہیں اور جب ان کے نزدیک اس قسم کی احادیث کی صحت میں ہی کلام ہے تو ما وشما ان کو بطور حجت کے پیش نہیں کر سکتے۔ بالخصوص جب وہ خاص قرآن اور احادیث صحیحہ مرفوعہ کے خلاف ہوں۔ اس مسئلہ کے متعلق ابن حجر مکی نے ایک رسالہ الزواجر عن اقتراف الکبائر لکھا ہے۔ امام شوکانی نے بھی اس کے متعلق سوال وجواب کے طور پر ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے۔ غرض سب نے یہی نتیجہ نکالا ہے کہ اخبار متواتر اس امر پر شاہد ہیں کہ فاسق ایماندار خواہ ذرہ بھی ایمان رکھتا ہو دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا اور دوزخ کے متعلق جو الا ماشاء ربک والا استثناء مذکور ہے اس سے صرف مراد اہل کبائر موحد ہیں۔ اس کی تفسیر جناب رسول اللہ ﷺ نے خود کر دی ہے۔ چنانچہ احادیث ذیل اس بارہ میں نص قطعی ہیں۔

الف...... (بخاری ج۲ ص۹۷۹ باب صفۃ الجنۃ والنار) ابن عمرؓ نے رسول

کریم ﷺ سے روایت کیا کہ جب اہل جنت جنت میں اور اہل دوزخ دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ اہل جنت تمکو موت نہ آئے گی اور اہل دوزخ تم کو موت نہ آئے گی۔تم اسی میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔اس سے بھی واضح تر حدیث (بخاری ج۲ص۶۹۱ میں باب وانذرھم یوم الحسرۃ) کی تفسیر میں مذکور ہے جس سے خلود جنت ونار مساوی ثابت ہوتا ہے۔

ب...... ابو ہریرہؓ نے بھی اسی طرح حضرت ﷺ سے مذکورہ حدیث کے بعد بیان کیا (بخاری ج۲ص۹۷۰ باب صفة اهل الجنة والنار)!

ج...... (بخاری ج۱ص۴۷۳ کتاب الانبیاء) میں حضرت ابو ہریرہؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آذر سے ملیں گے اور آذر کے چہرہ پر اس وقت سیاہی اور غبار ہوگا ان سے ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کہ کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کرنا تو ان کا باپ کہے گا کہ اب میں تمہاری نافرمانی نہ کروں گا۔پس ابراہیم عرض کریں گے کہ اے پروردگار تو نے فرمایا تھا کہ تجھ کو رسوا نہ کروں گا جس دن لوگ محشور ہوں گے۔پس اب کونسی رسوائی میرے باپ کی ذلت سے زیادہ ہوگی۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تو جنت کو کافروں پر حرام کر دیا ہے۔الیٰ آخرہا۔

اس قسم کی احادیث بخاری اور مسلم میں اور بھی ہیں جن کو بوجہ طوالت خاکسار درج کرنے سے معذور ہے۔اس آخری حدیث نے قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ جب ابراہیم خلیل اللہ کی سفارش پر یہ جواب ملتا ہے کہ کافر پر جنت حرام ہے تو پھر اس کے سامنے ایسی احادیث سے حجت پکڑنا کہ کافر ومشرک اور ابلیس بھی ایک دن بہشت میں چلے جائیں گے علم حدیث سے بے خبری نہیں تو اور کیا ہے؟۔

مولوی صاحب حدیث صحیح قرآن کے خلاف نہیں ہوا کرتی۔ جو چھ آیات قرآن شریف سے خاکسار نقل کر چکا ہے آپ بغور ملاحظہ فرمالیں کہ آپ کی پیش کردہ احادیث ان کے مطابق ہیں یا بخاری کی یہ تین احادیث۔کاش علم حدیث کسی عالم اہل سنت سے پڑھتے تو آپ کا ایسا عقیدہ نہ ہوتا۔

۴...... یہ قول مہمل ہے اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ جہنم سے آپ کی مراد کسی خاص طبقہ کی ہے یا بالعموم سارے دوزخ کی۔اگر پہلے مراد ہے تو وہ بے شک قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کے مطابق ہے اور اگر دوسری مراد ہے تو آیات واحادیث صحیحہ محولہ کے بالکل خلاف ہے۔لہٰذا

ایسے قول سے حجت قائم نہیں ہوسکتی۔ تفسیر فتح البیان، درمنثور کا حوالہ دے کر لوگوں کو دھوکا دینا بہت برا ہے۔ ان تفاسیر قایلین فنا النار کے دلائل ضرور مذکور ہیں جن کی آپ نے کاسہ لیسی کی ہے۔ مگر افسوس کہ ان دلائل کے بعد جو تردید وہاں درج ہے ان کو آپ بالکل ہضم کر گئے ہیں۔ البتہ ابن قیم نے حاوی الارواح الیٰ بلاد الافراح میں مسئلہ فناء النار کی تردید و تائید میں بہت کچھ لکھا ہے۔ جس کی امام شوکانی و دیگر اہل علم نے دھجیاں اوڑا دی ہیں اور معتبر اہل سنت کی سب تفاسیر میں اس مسئلہ کا رد و ابطال کم و بیش پایا جاتا ہے اور وہ صرف چند لوگ ہیں جو اس مسئلہ وعقیدہ کے قائل تھے جو بالمقابل جمہور کے بالکل قابل اعتبار نہیں۔ اہل سنت کے عقائد کی بنا محض قرآن واحادیث صحیحہ پر ہے اور اہل سنت عقائد میں ضعیف حدیث تک بھی جب قبول نہیں کرتے تو بھلا مشکوک اور موضوع احادیث ان کے یہاں کب لائق حجت ہیں؟۔

۵...... آپ نے جن احادیث کی بنا پر ابداً کا ترجمہ طویل مدت کیا ہے۔ ان احادیث کو قرآن شریف اور احادیث صحیحہ پر پہلے پیش کرنا مناسب تھا۔ مگر فناء النار کے باطل عقیدہ نے آپ کی عقل پر ایسا غلبہ حاصل کر لیا تھا کہ حدیث کی صحت معلوم کرنے کے ایسے آسان ومعمولی اصول کی طرف بھی آپ کو توجہ نہ ہوسکی۔ مولوی صاحب لفظ ابداً خالدین کو مؤکد کرنے کے واسطے بہشت کے واسطے قرآن شریف میں چار دفعہ آیا ہے اور دوزخ کے واسطے تین دفعہ پھر کیا وجہ ہے کہ جنت والا خالدین ابداً تو غیر محدود زمانہ مراد ہو اور دوزخ والا خالدین ابداً محدود زمانہ بن جائے۔

موضوع ومشکوک احادیث کی بناء پر ایک مسئلہ اجماعی اہل سنت کے عقیدہ کو بگاڑ کر خاص احمدی فرقہ کے عقیدہ کو قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش اور پھر دعوئے کرنا کہ ہم اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں بالکل عبث ہے۔

۶...... سورہ نبا آیت نمبر ۲۳ میں لابثین فیھا احقاباً بیشک مذکور ہے۔ آپ نے احقاب کو حقب کا جمع بتلایا ہے اور حقب سے آپ صرف اسی سال کا عرصہ مراد لیتے ہیں۔ لغت میں اسی سال عرصہ سے زیادہ پر بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اس عرصہ کا خاص تعین مبہم ہے۔ پس جب واحد کی حالت میں عرصہ مبہم ہے تو جمع کی صورت میں اور بھی زیادہ مبہم ہوگا۔ پھر یہ دیکھنا ہے کہ یہ سزا کن لوگوں کے واسطے فرمائی گئی ہے۔ یہ سزا ان طاغین کے واسطے ہے جن کی بابت اسطرح وہاں مذکور ہے۔ ”انھم کانوا لا یرجون حساباً وکذبوا بآیاتنا کذابا (نباء:۲۸)“ یعنی ان کو جواب دہی کا کوئی خوف نہ تھا اور وہ ہماری آیات کی تکذیب کرتے

تھے۔اس کا ماحصل یہ ہوا کہ وہ لوگ کافر تھے۔اب کافر پر جنت کا مطلقاً حرام ہونا جواب نمبر دو۔ قرآن شریف کی چھ آیات سے اور جواب نمبر تین میں احادیث بخاری سے جب بخوبی ثابت ہو چکا ہے تو پھر اس قسم کے لوگوں کا دوزخ میں محدود وقت تک رکھا جانا صرف احمدی مذہب کا عقیدہ ہوگا۔ نہ جمہور اہل سنت کا اور وہ احقاباً کو خالدین ابداً کا مرادف سمجھتے ہیں۔تاکہ تفسیر قرآن بالقرآن کا سب سے مقدم اصول قائم رہ سکے۔اہل سنت قرآن کو قرآن سے پہلے سمجھتے ہیں۔پھر اجمال وابہام کے واسطے صحیح حدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں۔لغت وقواعد صرف ونحو وغیرہ کو سب سے آخر میں رکھتے ہیں۔

۷...... آپ فرماتے ہیں کہ بہشت کے متعلق غیر مجذوذ کے علاوہ سورہ حجر ۴۸ میں ’’وماهم منها بمخرجين ‘‘ بھی وارد ہے۔جس سے ثابت ہے کہ بہشت والے ہرگز نکالے نہیں جائیں گے۔

ناظرین! یہی ہے مولوی صاحب کا مبلغ علم آپ نے اس لفظ کا استعمال محض بہشت کے واسطے مخصوص کر دیا ہے۔مگر اللہ تعالیٰ کو بے شک منظور تھا کہ کسی وقت آپ کی قرآن دانی کا راز فاش کر کے آپ نمبروار پڑھتے جائیں اور مولوی صاحب کی قرآن دانی کی بھی داد دیتے جائیں۔

الف...... ’’وماهم بخارجين من النار (البقره:۱۶۷)‘‘

ب...... ’’يريدون أن يخرجوا من النار وماهم بخارجين منها (مائدہ:۳۷)‘‘

ج...... ’’وماواكم النار ومالكم من ناصرين ۰ ذالكم بان كم اتخذتم آيات الله هزواً وغرتكم الحياة الدنيا فاليوم لايخرجون منها ولاهم يستعتبون (الجاثيه:۲۵)‘‘

مولوی صاحب فناء النار کے عقیدہ میں ایسے بے خود ہو رہے ہیں کہ قرآن شریف کی دیگر آیات بھی حافظہ سے بھاگ گئی ہیں اور مولوی صاحب (اضله الله علی علم) کا مصداق ہو چکے ہیں۔

۸...... این گلے دیگر شگفت! یہی ضروری نہیں کہ جنت کے متعلق سب محاورات والفاظ جن سے دوام ظاہر ہوتا ہے وہ جہنم کے دوام کے واسطے بھی استعمال ہوں۔جواب نمبر دو میں احقاب کی تطبیق خالدین ابداً سے دی جا چکی ہے۔اس واسطے اس کے اعادہ کی اس نمبر کے جواب میں ضرورت نہیں۔اللہ تعالیٰ عربی کو آپ سے اور آپ کے اہل لغت سے بہتر

ہے۔ اگر احقابا کا محاورہ بعض وقت خالدین ابداً کا مرادف آپ تسلیم نہ کر سکیں تو ہم کو کوئی تعجب نہیں۔ کیونکہ جب آپ جناب رسول اللہ ﷺ کی بتلائی ہوئی تفسیر کو تسلیم نہیں کرتے تو ہم امتی کس شمار میں ہیں۔ مولوی صاحب! بہشت اور دوزخ کی میعاد و حالت کے متعلق بعض الفاظ مشترک ہیں۔ بعض مختلف!

نقشہ الفاظ مشترکہ جو جنت اور جہنم ہر دو کے دوام پر نص ہیں

نمبر	الفاظ متعلق جنت	محل وقوع	الفاظ متعلق جہنم	محل وقوع
۱	ماھم منھا بمخرجین	پ۱۴ ع۴، الحجر:۴۸		
۲	خالدین فیھا ابداً	پ۵ ع۵، نساء:۱۲۲ پ۵ ع۱۰، نساء:۱۶۹ پ۱۰ ع۹، توبہ:۱۰۰	خالدین فیھا ابداً	پ۶ ع۲، نساء:۱۲۲ پ۲۲ ع۵، احزاب:۶۵ پ۲۶ ع۱۲، زمر:۷۲
۳	نعیم مقیم	پ۱۰ ع۹، توبہ:۲۱	ماھم بخارجین من النار	پ۲ ع۴، بقرہ:۱۶۷
۴	ماکثین	پ۱۵ ع۱۳، کہف:۳	ماھم بخارجین منھا	پ۶ ع۱۰، مائدہ:۳۷
۵	کانت لھم جزاء ومصیرا	پ۱۸ ع۱۷، فرقان:۱۵	لا یخرجون منھا	پ۲۵ ع۲۰، جاثیہ:۳۵
۶	حسنت مستقراً ومقاماً	پ۱۹ ع۴، فرقان:۷۶	ماکثون	پ۲۵ ع۱۳، زخرف:۷۷
۷	جنت الماوی	پ۳۱ ع۱۵، نازعات:۴۱	ساء ت مصیراً	پ۵ ع۱۱، نساء:۹۷
۸	حسن الماب	پ۲۳ ع۱۳، ص:۴۹	ساء ت مستقراً ومقاماً	پ۱۹ ع۴، فرقان:۶۶
۹	ولاخرۃ خیراً وابقی	پ۳۰ ع۱۲، عبس:۱۷	ماوٰی ھم جنھم	پ۴ ع۱۱، نساء:۹۷
۱۰	اصحاب الجنۃ	پ۲۸ ع۶، حشر:۱۹	شر المآب	پ۲۳ ع۱۳، ص:۵۵
۱۱	نزل رضوان من	پ۴ ع۱۱، آل عمران:۱۵	والعذاب الآخرۃ اشد والبقی	پ۱۶ ع۱۶، طٰہٰ:۱۲۷
۱۲	اللہ اکبر	پ۱۰ ع۱۵، توبہ:۷۲	نزل	پ۱۶ ع۳، اسراء:۱۰۵ پ۲۷ ع۱۶، صافات:۱۷۷
۱۳	لا جر الآخرۃ اکبر	پ۱۴ ع۱۲، نحل:۴۱	اصحاب للنار	پ۲۸ ع۶، حشر:۱۹
۱۴	دار القرار	پ۱۳ ع۱۶، غافر:۳۹	بئس القرار عذاب مقیم	پ۲۴ ع۱۰، ابراہیم:۲۹

۹...... آیت محولہ میں مولوی صاحب ولذالك خلقهم کا اشارہ صرف رحم تک محدود رکھتے ہیں۔ درحال یہ کہ اس اشارہ کے ماقبل ولا یزالون مختلفین مذکور ہے۔ پس لذالك خلقهم کا صحیح مفہوم صرف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اختلاف اور رحم ہر دو کے واسطے پیدا کیا ہے۔ یعنی بعض اس کے رحم کے سبب سے جو تبلیغ رسالت کو قبول کرنے کا مرادف ہے۔ اختلاف کو ترک کر دیتے ہیں۔ مگر بعض بوجہ عدم قبول تبلیغ اختلاف میں گرفتار رہتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کا فرمانا صادق ہو کہ (میں دوزخ کو جنات اور انسانوں سے ضرور بھر دوں گا) اس آیت کے شروع میں ہمارے مفہوم کی تائید میں خود یہی لفظ شاہد ہیں۔ (اگر اللہ چاہتا تو بطور جبر کے) سب لوگوں کو ایک ہی امت یا واحد دین کا معتقد بنا دیتا۔ اب مطلب کے سمجھنے میں سرمو بھی ابہام نہیں کہ یہی اللہ تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہے کہ لوگوں کو جبراً ایک دین کا معتقد بنادے کوئی دین حق قبول کرے تو اس کی مرضی رحم کا مستحق بن جائے اور قبول نہ کرے۔ جب بھی اس کی مرضی اختلاف کی وجہ سے دوزخ میں جائے ''فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر (کهف:۲۹)'' اصول قرار پاچکا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ ہدایت کے واسطے کوئی جبری اصول قائم کرتا تو پھر اختلاف بھی کوئی نہ رہتا اور دوزخ کی ضرورت بھی نہ ہوتی۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ اپنے سنت کے خلاف جان کر ہدایت اور گمراہی ہر دو کو انسان کا اختیاری فعل قرار دیتا ہے تاکہ آخرت کے عالم کی آبادی بہشت اور دوزخ ہر دو سے قائم رہے۔

ولذالك خلقهم کا اشارہ صرف رحم تک محدود رکھنا کل مفسرین اور اہل علم کے خلاف ہے۔ کیونکہ ذالک کے ماقبل مختلفین اور رحم ہر دو موجود ہیں۔ مگر مولوی صاحب کا ارادہ ان آیات سے بھی جونکہ فناء النار کے مسئلہ کو مؤید کرنا ہے۔ اس واسطے تفسیری نوٹوں میں آیات کی تفسیر میں ہی خلاف محاورہ دو مشار الیہ اختلاف و رحم کے بجائے پہلے لفظ کو نظر انداز کر کے صرف دوسرے لفظ رحم کو قائم کر دیا ہے۔ تاکہ اس بناء پر اپنی آئندہ خیالی عمارت کو پورا کریں۔ لہٰذا اس طرح فرماتے ہیں۔ (چونکہ اللہ تعالیٰ کے رحم سے بتلائے ہوئے طریق پر انہوں نے عمل نہ کیا اس واسطے ضرور ہے کہ وہ ایک دوسری مصیبت میں گرفتار ہوں تاکہ بدی سے پاک ہوکر روحانی ترقی کے لائق ہوسکیں۔) اس خیالی تفسیر میں مولوی صاحب نے احادیث صحیحہ تو ایک طرف رہیں۔ خاص قرآنی آیات کو بھی ایسا نظر انداز کر دیا ہے کہ گویا وہ

قرآن میں داخل ہی نہیں۔ اب ان آیات کا مختصر بیان کرنا مناسب ہے۔ جو مولوی صاحب کی آخرت کی روحانی ترقی یا اصلاح کے عدم امکان پر نص ہیں۔

الف...... ’’ومن کان فی هذه اعمیٰ فهو فی الاخرة اعمیٰ بنی (اسرائیل:۷۲)‘‘ یعنی جو اس دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا۔

ب...... ’’قد افلح من زکها وقد خاب من دسها (الشمس:۹،۱۰)‘‘ یعنی اس شخص نے فلاح پائی جس نے نفس کا تزکیہ کرلیا اور نامراد ہوا۔ جس نے نفس کو (ناپاکیوں میں) غرق کردیا۔

ج...... ’’قد جائکم بصائر من ربکم فمن أبصر فلنفسه ومن عمی فعلیها (انعام:۱۰۴)‘‘ اے لوگو! تم کو تمہارے رب کی طرف سے ہدایت کے دلائل آچکے۔ پس جو سمجھا اس کا ہی فائدہ ہے اور جو نہ سمجھ کر اندھا ہی بنا رہے اس کا وبال اس پر ہے۔

د...... ’’فالیوم ننسیٰ هم کما نسوا لقاء یومهم هذا (اعراف:۵۱)‘‘ یعنی قیامت کے دن ہم ان کو بھلا دیں گے۔ جس طرح وہ اس دن میں حاضر ہونے کو بھول گئے تھے۔

ہ...... ’’قال رب لم حشرتنی اعمیٰ وقد کنت بصیراً ۰ قال کذالك أتتك آیاتنا فنسیتها وکذالك الیوم تنسیٰ ۰ وکذالك نجزی من اسرف الم یؤمن بآیات ربه ولعذاب الآخرة اشد وابقی (طه:۱۲۵،۱۲۶،۱۲۷)‘‘ یعنی غافل انسان کہے گا۔ اے میرے رب تو نے مجھ کو اندھا کر کے کیوں اٹھایا ہے۔ حالانکہ میں دنیا میں سوانکھا (بینا) تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ اس طرح دنیا میں ہماری آیات تمہارے پاس آئی تھیں۔ پس تو نے ان کو بھلا دیا تھا اور آج کے دن ہم تم کو بھلائے دیتے ہیں اور ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ اس کو جو حد سے تجاوز کرتا ہے اور اپنے رب کی آیات پر ایمان نہیں لاتا اور واقعی آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے زیادہ سخت ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔

و...... ’’والذین کفروالهم نارجهنم لا یقضیٰ علیهم فیموتوا ولا یخفف عنهم من عذابها ۰ کذالك نجزی کل کفوره ۰ وهم یصطرخون فیها ربنا اخرجنا نعمل صالحاً غیر الذی کنا نعمل ۰ اولم نعمرکم مایتذکر فیه من

تذکر وجاء کم نذیر ۰ فذ وقوا فما للظالمین من نصیر (فاطر:۳۶،۳۷) ’’یعنی جو لوگ کافر ہوئے ان کے واسطے دوزخ کی آگ ہے نہ تو ان کی قضاء آئے گی کہ وہ مر جائیں اور نہ دوزخ کے عذاب میں ان کے واسطے تخفیف ہوگی۔ ہم ہر کافر کو اسی طرح سزا دیتے ہیں اور وہ اس میں چلاّ چلاّ کر یوں کہیں گے اے ہمارے رب ہم کو اس سے نکال دے ہم نیک اعمال کریں گے۔ دنیا والے بدعمل پھر نہیں کریں گے۔ ان کو یہی جواب ملے گا کہ ہم تم کو اس قدر عمر نہیں دی تھی کہ جس کو سوچنا منظور ہوتا۔ وہ اس میں سوچ لیتا اور تمہارے پاس ڈرانے والے کیا نہیں آئے تھے؟۔ پس اب عذاب چکھو ظالموں کے واسطے کوئی مددگار نہیں۔

ز...... ’’یوم یقول المنافقون والمنافقات الذین اٰمنوا انظرونا نقتبس من نورکم قیل ارجعوا وراء کم فالتمسوا نوراً (الحدید:۱۳) ’’یعنی قیامت کے دن منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان داروں کو کہیں گے ذرا ٹھہر جاو تا کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ نور لے لیں۔ ان کو جواب ملے گا تم پیچھے جا کر دنیا میں نور کی تلاش کرو۔

ح...... ’’ونادیٰ اصحاب النار اصحاب الجنة ان أفیضوا علینا من الماء اومما رزقکم اللّٰہ قالوا ان اللّٰہ حرمهما علی الکفرین (اعراف:۵۰)‘‘ یعنی دوزخ والے بہشت والوں کو پکار کر کہیں گے کہ ہم کو کچھ پانی یا اپنے کھانے سے کچھ بخشو وہ جواب دیں گے کہ ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے کافروں پر حرام کر دیا ہے۔

ط...... ’’ربنا اخرجنا منهافان عدنا فانا ظالمون ۰ قال اخسؤا فیها ولا تکلمون (مومنون:۱۰۷،۱۰۸) ’’یعنی اہل دوزخ فریاد کریں گے، کہ اے ہمارے رب ہم کو اس سے نکال دے۔ اگر ہم پھر ایسا کریں گے تو بیشک ہم بے انصاف ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اسی میں پڑے رہو اور مجھ سے مت بولو۔

ی...... ’’والذین کفروا بایاتنا ولقائهم اولائك یٔسوا من رحمتی واولائك لهم عذاب الیم (عنکبوت:۲۳) ’’یعنی جنہوں نے ہماری آیات سے اور ہمارے ملنے سے انکار کیا وہ میری رحمت سے ناامید ہوگئے اور ان کو واسطے تکلیف دہ عذاب ہے۔

ک...... ’’والذین کذبوا بایاتناء لقاء الآخرة حبطت اعمالهم (اعراف:۱۴۷) ’’یعنی جنہوں نے ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات سے انکار کیا ان کے سب

عمل برباد ہوگئے۔

ل...... ''ونادوایا مالك لیقض علینا ربك قال انكم ما کثون (زخرف:۷۷) ''یعنی اہل دوزخ افسر دوزخ سے فریاد کریں گے کہ ہمارے واسطے اپنے رب سے موت کا فیصلہ کراوے۔ وہ جواب دے گا تم کو اسی جگہ رہنا ہوگا۔

ن...... ''وما دعا الکافرین الا فی ضلال (الرعد:١٤) ''یعنی کافروں کی فریاد ضائع ہو جاتی ہے۔

م...... ''انه لایفلح الکافرون (مؤمنون:١١٧) ''یعنی بیشک کافرلوگ نجات نہیں پاسکتے۔

ن...... ''وان لیس للانسان الا ما سعیٰ (نجم:٣٩) ''یعنی انسان کے واسطے وہی ہے جو اس نے خود سعی کر کے حاصل کیا۔

جب سے دنیا بنی ہے اور انبیاء کا سلسلہ تبلیغ شروع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے منکر لوگوں سے کیا سلوک کیا ہے؟۔ قرآن کریم سے ایسے لوگوں کا بالکل ہلاک ہونا ثابت ہوتا ہے۔ آیات ذیل قابل توجہ ہیں۔

۱...... ''وجاء فرعون ومن قبله والمؤتفکات بالخاطئة فعصوا رسول ربهم فاخذهم اخذة رّابیةً (حاقه:٩،١٠) ''یعنی فرعون اور اس کے پہلے لوگوں نے اور لوط کی الٹائی گئی بستیوں نے گناہ کئے اور اپنے رب کے رسولوں کی نافرمانی کی۔ پس ان کو سخت پکڑ نے قابو کیا۔

۲...... ''انا ارسلنا علیهم صیحة واحدةً فکانوا کهشیم المحتظر (القمر:٣١) ''یعنی ہم نے ان پر ایک سخت چیخ کا عذاب نازل کیا کہ وہ روندی ہوئی باڑ کی طرح چوراچورا ہوگئے۔

۳...... ''فاخذتهم الرجفة فاصبحوا فی دارهم جاثمین (عنکبوت:٣٧) ''یعنی پس ان کو بھونچال نے آ پکڑا اور وہ مرکر اپنے گھروں میں اوندھے رہ گئے۔

۴...... ''فکلاً اخذنا بذنبه فمنهم من ارسلنا علیه حاصباً

ومنهم من اخذته الصيحة ومنهم من خسفنا به الارض ومنهم من اغرقنا وما كان الله ليظلمهم ولكن كانوا انفسهم يظلمون (عنکبوت:۴۰)''یعنی ہم نے سب کو بسبب ان کے گناہوں کے پکڑا بعض پر پتھر برسائے اور بعض کو سخت چیخ نے پکڑا اور بعض کو زمین میں دھنسا دیا اور بعض کو پانی میں غرق کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے اپنے اوپر آپ ظلم کیا تھا۔

۵...... ''واتبعوا فی هذه الدنیا لعنة ویوم القیامة (هود:۶۰)'' یعنی فرعون کی قوم کے پیچھے اس دنیا میں بھی لعنت لگائی گئی اور قیامت کے دن بھی۔

نوٹ! اس قسم کی آیات قرآن مجید میں کثرت سے مذکور ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت اللہ تعالیٰ کی منکرین کے واسطے دنیا میں کیا ہے اور'' ولن تجد لسنة الله تبديلاً (احزاب:۶۲)'' ایک قانون الٰہی اٹل ہے۔ آخرت میں یہی لوگ مولوی صاحب کے نزدیک اصلاح اور تزکیہ کے واسطے ایک اور موقعہ دیئے جائیں گے۔ تاکہ وہ آخر اللہ تعالیٰ کے اس رحم سے حصہ حاصل کریں۔ جس کے واسطے وہ پیدا کئے گئے ہیں۔ مولوی صاحب کی یہ منطق اور فلاسفی عقل اور نصوص ہر دو کے خلاف ہے۔ کیونکہ آخرت دارالعمل نہیں۔ بلکہ دارالجزاء ہے۔ آخرت میں یہ لوگ ایسی نیت کے ساتھ منتقل ہوئے ہیں جس میں ایمان یا اصلاح کے خیال تک بھی موجود نہ تھا۔ پس ایسی حالت کو محدود زندگی سے منسوب کر کے ان کے واسطے آخرت میں دوسرے موقعہ کی گنجائش کا مسئلہ نکالنا نہایت باطل استدلال ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے آیات میں اس مسئلہ کی تردید بخوبی ہو چکی ہے کہ جب منکر عذاب میں فریاد کر کے عرض کریں گے کہ ہم کو دوزخ سے نکالا جائے۔ تو پھر ہم ایسے کام ہرگز نہیں کریں گے اور ان کو جواب ملتا ہے کہ ہم نے تم کو کافی مہلت دی تھی۔ جس میں تم اپنی اصلاح کر سکتے تھے۔ اب اسی جگہ پڑے رہو اور ہم سے ہرگز کلام نہ کرو۔ یہ عین انصاف ہے کہ جس سے ساری عمر کفر ترک نہ کیا۔ حتیٰ کہ ایمان یا اصلاح کی نیت لے کر بھی فوت نہ ہوا۔ وہ اس کے عوض ہمیشہ تک دوزخ میں رہے۔ کیونکہ دنیا میں اگرچہ اس کی زندگی محدود تھی۔ مگر بہ لحاظ عدم نیت اصلاح وہ غیر محدود زمانہ پر حاوی تھی۔ اسی واسطے جو روح ایمان کا کوئی اقل حصہ بھی لے کر فوت ہوتی ہے۔ خدا کے انصاف سے نہایت بعید ہے کہ ہمیشہ وہ دوزخ میں رہے۔ مولوی صاحب کے مسیح موعود نے اس مردود اور باطل مسئلہ کو جو اہل سنت کے عقائد کے

خلاف ہےاور سلف میں جس کی تردید جمہور کافی طور پر کر چکے ہیں۔ از سرِ نو تازہ کر کے اپنے خاص عقائد میں داخل کر کے مسئلہ کفارہ کے قائم مقام گھڑ لیا ہے۔ تاکہ نصاریٰ کے ساتھ اس فرقہ کی ایک قسم کی مشابہت قائم ہو اور یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا ایک صریح معجزہ ہے کہ جو فرقہ اسلام میں اہل سنت کے اصول و عقائد میں جزواً بھی مختلف ہوگا وہ دلائل میں اہل سنت کے سامنے ہمیشہ مغلوب ہوگا۔ چنانچہ سلف میں بھی اس صداقت کا ثبوت بیشمار کتب میں ملتا ہے اور آج کل بھی نیچری چکڑالوی (منکر حدیث) مرزائی وغیرہ اہل سنت و اہل حق کے سامنے مغلوب اور ذلیل ہوتے ہیں۔ مگر بت پرست کی طرح اپنی ضد اور تعصب کو ترک نہیں کرتے۔ الا ماشاءاللہ۔

نوٹ! ماقبلی نوٹ میں اللہ تعالیٰ کا سلوک دنیا میں بحق منکرین معہ آیات منصوصہ و دلائل عقلی بخوبی ظاہر ہو چکا ہے۔ اب ہم عرض کرنا چاہتے ہیں کہ منکرین سے اور منافقین سے کسی قسم کے سلوک کا اللہ تعالیٰ اس دنیا میں اپنے رسول اور مومنین کو حکم دیتا ہے۔

الف...... ''استغفرلهم اولا تستغفرلهم سبعين مرةً فلن يغفر الله لهم ذالك بانهم كفروا بالله ورسوله (توبہ:۸۰)'' یعنی اے پیغمبر! ان منکروں کے واسطے خواہ تم بخشش طلب کرو خواہ طلب نہ کرو اور گو ہر دفعہ بھی ان کے واسطے معافی طلب کرو۔ جب بھی اللہ تعالیٰ ان کے معافی دینے کا نہیں۔ کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے انکار کر دیا ہے۔

ب...... ''ولا تصل علىٰ احد منهم مات ابداً ولا تقم علىٰ قبره انهم كفروا بالله ورسوله وما توا وهم فاسقون (توبہ:۸۴)'' یعنی اے رسول ان میں سے کسی کا جنازہ کبھی بھی مت پڑھ اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو۔ کیونکہ ایسے لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کر دیا ہے اور نافرمانی کی حالت میں ہی فوت بھی ہو گئے ہیں۔

ج...... ''ماكان للنبى والذين آمنوا ان يستغفر واللمشركين ولو كانوا اولى قربىٰ من بعد ماتبين لهم انهم اصحاب الجحيم ۰ وما كانا استغفار وبراهيم لابيه الا عن موعدة وعدها اياه فلما تبين له انه عدولله تبرأمنه (توبہ:۱۱۳،۱۱۴)'' یعنی نبی اور مومنوں کو مناسب نہیں کہ مشرکوں کے واسطے بخشش مانگیں۔ خواہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہوں اور تم کو ابراہیم علیہ السلام کے بارہ میں کہیں غلط فہمی نہ واقع ہو کہ اس نے اپنے باپ کے واسطے بخشش مانگی تھی۔ سو اس کی یہی وجہ تھی

کہ اس نے اپنے باپ سے استغفار کا عہد کیا تھا۔ مگر جب ابراہیم علیہ السلام کو معلوم ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے وہ بیزار ہو گیا۔

د...... ''لا تجدقوماً یؤمنون باللّٰہ والیوم الاخریو آدون من حاد اللّٰہ رسولہ ولو کانوا اباء ھم اوابناء ھم اواخوانھم اوعشیرتھم (مجادلہ:۲۲)''یعنی اے پیغمبر تم ہرگز نہیں دیکھو گے کہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے لوگ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دلی دوستی کو اختیار کر لیں گے۔ خواہ وہ ان کے باپ ہوں۔ خواہ بیٹے، خواہ بھائی، خواہ رشتہ دار۔

ہ...... ''محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علیٰ الکفار رحماء بینھم (الفتح:۲۹)''یعنی محمد اللہ کا رسول اور اس کے اصحاب کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں۔

ناظرین! مولوی محمد علی قادیانی سے کون جا کر پوچھے کہ اگر ایسے لوگوں کے واسطے اللہ تعالیٰ کا ارادہ آخرت میں کسی طرح بھی رحم کرنے کا ہوتا تو اپنے پیغمبر اور مومنین کو ان کے جنازہ اور استغفار اور دلی محبت سے ایسی سختی سے کیوں منع فرماتا۔ حالانکہ خود بھی رحمٰن اور ارحم الرحمین ہے اور اس کا رسول بھی رحمت للعالمین ہے۔ مولوی صاحب کو کون قائل کرے کہ اللہ کا ایسے ایسے لوگوں سے خود دنیا میں جب ایسا سلوک قرآن سے ثابت ہے کہ ان کو بالکل ہلاک کر کے ملعون اور مغضوب کر دیتا ہے اور اپنے پیغمبر کو اور مومنین کو بھی ان کی دوستی، جنازہ اور استغفار سے روک دیتا ہے۔ تو درحقیقت اللہ تعالیٰ اس سلوک کا پیش خیمہ ظاہر کر رہا ہے۔ جس کے یہ لوگ بسبب کفر وشرک ونفاق کے ازروئے انصاف آخرت میں مستحق ہیں۔ کیونکہ یہ ایسی حالت میں فوت ہوتے ہیں کہ اصلاح کی نیت سے بھی کورے ہیں۔ مولوی صاحب تقلید کی زنجیر میں ایسے جکڑے ہوئے ہیں کہ قرآن اور احادیث کی روشنی میں اس مسئلہ کو دیکھنا ہرگز پسند نہیں کرتے۔ جس طرح بعض دیگر مسائل میں بھی ان کی یہی افسوس ناک حالت ہے۔ اس مسئلہ کے یقین نے قادیان میں بہشتی مقبرہ کی بنیاد ڈال دی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے اور ان کے معجزات کے حق میں کیسے کیسے ناشائستہ کلمات مرزا قادیانی کے قلم سے لکھوائے ہیں۔ پیغمبروں پر اور امام حسنؓ وحسینؓ پر اور کل صحابہؓ پر فضیلت کے دعوے ان سے کرائے ہیں۔ حتیٰ

کہ بعض مسائل میں جناب رسول اللہ ﷺ پر بھی عدم تفہیم کا الزام ان کے قلم سے نہ رک سکا۔ جو جو بے اعتدالیاں مولوی صاحب کے مسیح موعود کی سوانح میں ثابت ہیں۔ جس بیباکی اور دلیری سے مولوی صاحب نے قرآن کریم کے ترجمہ اور تفسیر میں جناب رسول اللہ ﷺ کی تفسیر کو بالکل پس پشت ڈال دیا ہے۔ وہ محض اسی فناء النار کے باطل عقیدہ کا نتیجہ ہے۔

دوسری کھلی چٹھی بخدمت مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے ایل ایل بی

امیر احمدی جماعت لاہور

برادرم! گذشتہ سال خاکسار نے اپنے انگریزی ٹریکٹ میں آپ کو بذریعہ کھلی چٹھی کے اطلاع دی تھی کہ آپ نے اپنے انگریزی قرآن کے اکثر مقامات میں اس تفسیر کو جو بروئے احادیث صحیحہ جناب سرور کونین محمد رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے بالکل نظر انداز کر کے اپنی تفسیر بالرائے کو ترجیح دی ہے اور یہ بھی عرض کیا تھا کہ آپ نے اس ذمہ داری کو بڑی جرأت سے قبول کر کے پبلک کی گمراہی کا وبال اپنے سر اٹھایا ہے۔ اندریں صورت خاکسار نے محض لوجہ اللہ برادرانہ لہجہ میں مؤدبانہ طور صادق توبہ کی طرف آپ کو دعوت دی تھی۔ جس کو آپ نے حقارت سے اب تک ٹال رکھا ہے۔ ترتیب وجمع قرآن کا حال لکھنے میں آپ محض احادیث کا ہی سہارا لیں۔ خلافت کے مضمون میں بھی احادیث سے مدد لیں۔ اسلام کے ارکان خمسہ میں بھی احادیث ہی کو آپ مدنظر رکھیں۔ تاریخی بیانات میں بھی احادیث ہی آپ کی معاون ہوں۔ جزاك الله خيراً! مگر قرآن شریف کے صحیح معنے یا معجزات (خارق عادت افعال) بیان کرنے کے متعلق وہی احادیث آپ کے عقیدہ میں ایسی زیر آلودہ ہو جاتی ہیں کہ گویا وہ کسی جعلی یا موضوع ماخذ سے نکلی ہیں۔

برادرم! ''فلا وربك لا يؤمنون حتىٰ يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا فى انفسهم حرجاً مما قضيت ويسلموا تسليماً (نساء:٦٥)'' یعنی اے پیغمبر تیرے رب کی قسم ان کا ایمان ہی صحیح نہیں۔ جو اختلافات میں تم کو اپنا حکم مقرر نہ کریں۔ پھر جو فیصلہ تم کرو جب تک اس کو وہ بدون چوں وچرا کے خوشدلی سے قبول نہ کر لیں۔ چونکہ آیت غیر منسوخ ہے اور ایک مسلم کے صحیح ایمان کا معیار ہے۔ اس واسطے جس قدر آیات کے متعلق احادیث

صحیح تفسیر نبوی (فیصلہ محمدی) ثابت ہو جائے اس کو نظر انداز کر کے کسی اور طرف مائل ہونا قیامت کے دن ''یا لیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا (فرقان:۲۷)'' کا مصداق ہونا ہے۔

قادیانی جماعت تو مرزا قادیانی کو نبی اور رسول مانتی ہے۔ اس واسطے ان کی حدیث مرزا قادیانی کے اقوال ہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ سے ان کا صرف اسی قدر تعلق ہے جس قدر کی تعلیم اور اجازت ان کے اپنے رسول نے دی ہے۔ مگر آپ مرزا قادیانی کو رسول اور نبی نہ ماننے کے باوجود پھر اپنے رسول، محمد ﷺ کا فیصلہ (احادیث صحیحہ) کو کیوں قبول نہیں کرتے؟۔ درحقیقت آپ کا عمل بھی اس بارہ میں بالکل قادیانی جماعت کی طرح ہے اور محمدی مسلمانوں میں اپنے صحیح اسلام پر فخر کرنا اور پبلک کو یقین دلانا کہ ہم اہل سنت ہیں۔ حنفی مذہب پر عامل ہیں۔ مرزا قادیانی کو صرف مسیح موعود اور مانتے ہیں کہ نبی یا رسول بالکل نہیں مانتے۔ محض ایک خلاف واقع امر ہے۔

قادیانی جماعت کا اسلام مرزا قادیانی کو پیغمبر منوانا ہے۔ آپ کا اسلام مرزا قادیانی کو مسیح موعود اور مجدد منوانا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ منوانا ہر دو کے مشن سے خارج ہے۔ اب تک آپ مرزا قادیانی کے مقلد ہیں۔ آپ میں فیصلہ محمدی کے قبول کرنے کی صلاحیت اور قابلیت کی توقع رکھنا بالکل عبث ہے۔ ''اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ (توبہ:۳۱)'' کے ماتحت جو الزام آپ نے بعض پیر پرستوں پر اپنے قرآن میں لگایا ہے۔ وہ بخدائے لایزال آپ پر زیادہ عائد ہو رہا ہے۔ کسی پیر پرست مسلمان نے یا کسی سلف کے مسلم مجدد نے حضرت مسیح علیہ السلام پیغمبر خدا کے معجزات یعنی بنیات و آیت اللہ کو جو وہ باذن اللہ کرتے تھے۔ یہود کی طرح ''سحر مبین (صف)'' میسمریزم اور مکروہ قابل نفرت عمل نہیں کیا اور نہ اپنے معتقدوں سے (ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے) کا ورد کرایا ہے۔ نہ ان میں سے کسی نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو حقیقت ابن مریم و دجال ودابۃ الارض وغیرہ سے بے علم بتلایا ہے۔ نہ غلامی ترک کر کے خود کو احمد منوانے کی تعلیم دی ہے۔ پھر باوجود ان واقعات صحیحہ کے آپ مرزا قادیانی کو مسیح موعود اور مجدد اور مہدی اور کرشن اوتار مان رہے ہیں۔ لہٰذا ایک دفعہ پھر خاکسار آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آپ کے مجدد صاحب کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ کے حوالہ ہو چکا ہے۔ مگر آپ کے واسطے سوچنے کا موقعہ ابھی باقی ہے۔ پس مبارک ہے۔ وہ نفس جو چند روزہ امارت کی باطل خوشی اور ضد کو صداقت پر

قربان کر کے سابقون اولون میں داخل ہو جانے کو ترجیح دیتا ہے۔

امید ہے کہ ''واذا دعوا الیٰ اللہ ورسولہ لیحکم بینھم اذا فریق منھم معرضون (نور:۴۸)'' کی آیت کا مصداق بن کر آپ اپنی جماعت کے واسطے برا نمونہ قائم نہ کریں گے۔

خاکسار! غلام حیدر سابق ہیڈ ماسٹر۔ مقیم سرگودھا (پنجاب)

معذرت از مصنف

ناظرین کرام! سے چند مجبوریوں کی وجہ سے معافی کی درخواست کی جاتی ہے۔

۱...... شہر سرگودھا میں بیماری نے کل کارخانوں کو درہم برہم کر دیا ہے اور بعد میں جب لوگوں نے واپس آ کر اپنے کام کاج کو سنبھالا اس وقت بھی ہر دو مطابع کا کام دل جمعی سے نہ ہو سکا۔ خاکسار نے اس ریویو کے طبع کرانے میں جس سخت محنت کو برداشت کیا اس کی شہادت ہر دو مطابع کے ملازم دے سکتے ہیں۔ اگر صبح کو کاتب کے پاس بیٹھا ہے تو پچھلے پہر پریسمین کے سر پر کھڑا ہے۔ غرض تین ماہ میں بہ مشکل طبع کا کام انجام کو پہنچا۔ مگر پھر بھی غلط نامہ ذیل شامل کئے بغیر چارہ نظر نہ آیا۔ تاکہ مضمون کی ممکن طور سے تلافی ہو سکے۔

۲...... ریویو کو سلسلہ وار نہیں لکھا بلکہ فراغت کے وقت مولوی محمد علی صاحب کے انگریزی قرآن سے مختلف مقامات کا نشان قلم بند کر لیا۔ جن پر ریویو لکھنا مفید و مناسب سمجھا۔ جس جگہ اہل سنت کے عقائد کو سخت نقصان دیکھا اس کو تحریر میں لانا زیادہ قرین مصلحت جانا۔

اگر شائقین نے اس ریویو کی قدر دانی فرمائی تو انشاء اللہ ایک اور حصہ بھی طیار ہونے کی ریویو میں گنجائش ہے۔ ورنہ جو کچھ موجودہ ہر دو حصوں میں درج ہو چکا ہے۔ وہ اہل بصیرت کے واسطے کافی ہے۔ ہاں اس ریویو کا انگریزی زبان میں طبع ہونا بھی غیر ممکن نہیں۔ مگر یہ کام قدرت کی تائید پر منحصر ہے۔

۳...... جن کھلی چٹھیوں کا ذکر حصہ اوّل کے صفحہ نمبر ۱۰ پر ہے۔ ان میں سے صرف مولوی محمد علی صاحب کے نام ریویو میں شامل کر دی گئی ہے اور باقی چٹھیاں فریق متعلقہ کے نام علیحدہ علیحدہ جاری ہوں گی۔ انشاء اللہ!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

کشف الحقائق

ریویو بر ترجمہ بخاری شریف

از محمد علی لاہوری

ماسٹر غلام حیدر شیخ رح

کشف الحقائق

جناب غلام حیدر ہیڈ ماسٹر سرگودھا

دیباچہ

اس تنقید کا ایک جزوی ماحصل اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۲؍نومبر ۱۹۲۶ء میں طبع ہوا تھا۔ مگر اس کا مطالعہ اخبار مذکورہ کے صرف ناظرین تک محدود رہا اور بعض قابل توجہ نکات بھی جلدی میں نظر انداز ہو گئے۔ اس واسطے بعد ترمیم و اضافہ اس تنقید کو از سر نو رسالہ کی صورت میں علیحدہ شائع کرنا قرین مصلحت معلوم ہوا۔

خاکسار کو اس امر کے اظہار میں کوئی حجاب نہیں کہ مولوی محمد علی صاحب (قادیانی لاہوری) اپنے خاص مشرب کے عقائد کے ماتحت جس پیرایہ میں اسلام کی خدمت بصورت تقریر و تحریر بجالا رہے ہیں۔ وہ علماء اہل سنت کے زیر نظر رہنا چاہیئے۔

چونکہ محمد علی لاہوری مرزائی کے انگریزی ترجمہ و تفسیر قرآن شریف کی تنقید بصورت انگریزی دیباچہ ص ۳۰ بزبان اردو کتاب (کشف الاسرار ص ۱۵۲) بھی اسی خاکسار نے عرصہ چھ سال ہوا شائع کرائی تھی۔ اس واسطے قدرت الٰہی نے محمد علی لاہوری کے بخاری شریف کے اردو ترجمہ و شرح کی تنقید کی خدمت بھی اسی ناچیز کے سپرد کر دی۔ اب آئندہ پاروں کی تنقید کے متعلق خاکسار کا یہ عذر ہے کہ ہر دو ماہ کے بعد ایک ایک پارہ شائع ہونے کی توقع دلائی گئی ہے اور قوائے ذہنی و دماغی بھی اب سابق کی طرح اس کام کا ثقل برداشت نہیں کر سکتے۔ اس واسطے علماء اہل سنت سے الدال علی الخیر کفاعلیه عرض کر کے آئندہ پاروں کی تدریجی تنقید کی خدمت مجبوراً ان کے سپرد کرتا ہے۔

غلام حیدر...... سابق ہیڈ ماسٹر

شکریہ: خاکسار ان علماء کرام کا دلی شکریہ پیش کرتا ہے۔ جنہوں نے اس رسالہ کے ملاحظہ کی تکلیف گوارا فرمائی۔ خصوصاً حکیم عبدالرسول صاحب و مولوی اصغر علی صاحب روحی کا جنہوں نے بعض مقامات پر مناسب اصلاح و مشورہ سے مدد دی۔

ماسٹر غلام حیدر

تمہید تنقید پارہ اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

محمد علی لاہوری مرزائی نے اپنے انگریزی ترجمہ وتفسیر قرآن شریف اور نیز ازاں بعد اپنے اردو ترجمہ وتفسیر کے اکثر مقامات میں اہل سنت کے صریح خلاف تفسیر وترجمہ کیا ہے اور وہاں کسی معتبر اہل سنت مفسر کو اپنا ہم خیال ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ بعض دفعہ کل مفسرین کی متفقہ تفسیر کو لکیر کے فقیر بتلایا ہے۔ اب بوجہ عدم موجودگی انگریزی ترجمہ قرآن برمسلک عقائد اہل سنت انگریزی دان اصحاب محمد علی لاہوری کے ترجمہ وتفسیر سے کم وبیش متاثر ہوئے سوائے معدودے چند کے جو خوش قسمتی سے اس جدید مرزائی فرقہ کے خیالات سے پہلے ہی واقف تھے۔ لہٰذا جائے تعجب نہیں کہ وہی سلوک آپ نے اب اردو ترجمہ وشرح بخاری شریف سے شروع کردیا ہے۔ اگرچہ اپنے دیباچہ میں علم حدیث کی عدم تکمیل کا عذر پیش کردیا ہے اور اس بے بضاعتی کی معقول وجہ بجائے اس کے کہ ان کو اس نازک کام سے روک دیتی۔ تاہم ایک خاص (لاہوری مرزائی) جماعت کی امارت ومولویت کے فرض کی خدمت کا خیال غالب آگیا اور آپ نے بسم اللہ شروع کردی۔

پارہ اوّل ص۱۴، ترجمہ حدیث نمبر۲۰ (بحذف روایت)

’’قال یدخل اهل الجنة الجنة واهل النار النار ثم یقول الله اخرجوا من کان فی قلبه مثقال حبة من خردل من ایمان فیخرجون منها قد اسودوا فیلقون فی نهر الحیاء او الحیاة (شك مالك) فینبتون کما تنبت الحبة فی جانب السیل الم ترا نها تخرج صفراء ملتویة‘‘ فرمایا نبی ﷺ نے بہشت والے بہشت میں داخل ہوں گے اور دوزخ والے دوزخ میں۔ پھر اللہ تعالیٰ کہے گا اسے نکال دو جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو۔ وہ اس سے نکالے جائیں گے۔ ایسی حالت میں کہ ان کے جسم سیاہ ہوئے ہوں گے۔ پھر برسات یا زندگی کی نہر میں ڈالے جائیں گے۔ (یہ مالک راوی کو شک ہے) اور وہ اگیں گے۔ جس طرح دانہ ندی کے کنارے اگتا ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ زرد لپٹا ہوا نکلتا ہے۔

اس پر محمد علی لاہوری کی شرح ذیل ملاحظہ ہو

’’مشرک کے نہ بخشنے سے مراد یہی ہے کہ وہ سزا پالے گا۔ مگر سزا کے بعد پھر اسے صرف اس سزا سے نکال دیا جائے گا بلکہ وہ بھی ایک نئی زندگی حاصل کرے گا۔ یہی مراد نہر حیات

میں ڈالے جانے سے ہے۔ یہ امید سوائے اسلام کے کسی دوسرے مذہب نے نہیں دی کہ آخرکار سب ہی ایک نئی زندگی پالیں گے اور یوں سزا کا فلسفہ بھی بتادیا کہ وہ دکھ دینے کے لئے نہیں بلکہ بیماریوں سے پاک کرنے کے لئے ہے۔ اس کی قرآن شریف اور بہت سی احادیث سے تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ ابن تیمیہ نے بہت سے صحابہؓ کے اقوال اس بارہ میں نقل کئے ہیں کہ نار پر آخر فنا آئے گی اور حضرت عمرؓ کا قول بھی یہی ہے اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''سیأتي علیٰ جهنم زمان لا یبقیٰ فیها احد '' یعنی جہنم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں کوئی شخص باقی نہ رہے گا۔'' (فضل الباری ترجمہ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۱۴ از محمد علی لاہوری)

تنقید

محمد علی لاہوری! خدارا انصاف! حدیث زیر تنقید میں لفظ مشرک ہرگز موجود نہیں کہ اس کی شرح کی ضرورت لاحق ہو۔ بالکل ایک غیر متعلقہ مسئلہ کو بے موقع چھیڑ دینا اہل علم کا شیوہ نہیں۔ یہ صریح تحریف لفظی ہے۔ مگر جب آپ کے قادیانی مسیح صاحب بارہا تحریف لفظی سے اپنا مقصد پورا کرنا جائز سمجھتے رہے۔ (جس کا ثبوت انشاء اللہ عنقریب اسی مضمون میں پیش ہوگا) تو آپ بھی اسی چشمۂ ہدایت سے فیض یاب ہوکر اس عادت کو کیوں ترک کرنے لگے۔ مشرک کی عدم مغفرت وعدم خروج از نار پر نصوص تو بعد میں مذکور ہوں گی۔ بالفعل آپ اس قدر تو بتلائیں کہ نہر حیات کے ذریعہ سے اس کے نئی زندگی پانے کا ثبوت حدیث کے کس لفظ سے حاصل ہورہا ہے۔ نہر حیات کوئی استعارہ ہرگز نہیں۔ بلکہ ایک حقیقت منصوصہ ہے۔ جس میں صرف انہی کا تزکیہ ہوگا۔ جن کا ذکر اس حدیث اور بعض دیگر احادیث میں موجود ہے۔ جہنم تزکیہ کا مقام نہیں۔ بلکہ ''جزاءً وفاقاً (نبأ:۲۶)'' مقام مستوجب سزا کا ہے۔ مگر آپ فرماتے ہیں کہ وہ بیماریوں سے پاک کرنے کی جگہ ہے۔ اس خانہ زاد فلسفہ پر کوئی نص پیش کی ہوتی۔ اس عقیدہ کے ثبوت میں مجوزین نے (جن میں آپ کی ساری جماعت بھی شامل ہے) جس قدر آیات واحادیث واقوال الرجال ولغوی دلائل پیش کئے ہیں۔ ان کو غیر مجوزین عقیدہ ہذا نے محکمات واحادیث صحیحہ مرفوعہ کے تحت میں لاکر خیالات باطلہ ثابت کردیا ہے۔ مجوزین کی تعداد اس قدر قلیل ہے کہ بمقابلہ کثیر تعداد غیر مجوزین اہل سنت، اس کی وقعت صفر کے برابر ہے۔ امام شوکانی، حضرت مجدد سرہندی، ملا علی قاری حنفی وبعض مفسرین اہل سنت نے اس پر کم وبیش لکھ کر کافی تردید کی ہے۔ مجوزین معدودے چند سے صرف دو اصحاب قابل ذکر ہیں۔ ایک شیخ محی الدین ابن عربی جو فرعون کے باایمان غرق ہونے

کے قائل ہیں اوران کے اس قسم کے اقوال غیر معقول کا رد بعض علماء اہل سنت نے (جن میں مجدد سرہندیؒ بھی ہیں) بڑے شدومد سے کیا ہے۔ باقی رہے دوسرے صاحب ابن تیمیہ جو باوجود باکمال ہونے کے بعض مسائل میں جمہور اہل سنت سے الگ ہو گئے ہیں۔ مثلاً وہ ذات باری کی جسمیت کے قائل ہیں۔ تجارتی مال پر زکوٰۃ کو ناجائز بتلاتے ہیں۔ عمداً ترک صلوٰۃ کی قضاء عنداللہ مردود کہتے ہیں۔ چاندی کے زیور طفل اور مرد دونوں کے پہننے میں باک نہیں سمجھتے۔ جنبی کے مس قرآن کو درست فرماتے ہیں۔ مسئلہ طلاق ثلاثہ اور شد رحال میں ان کا سب سے علیحدہ مسلک ہے۔ (دیکھو کتاب دلیل الطالب) جب اہل سنت کی اجماعی ومتفقہ منصوص بعض مسائل میں وہ غلط فہمی میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ تو (فنا النار) کے مسئلہ کا مؤید ہونا ان کی طرف سے جائے تعجب نہیں۔
اہل سنت کا فلسفہ بتائید منصوص نہایت معقول بناء پر یہ ہے کہ بوقت موت ایک نفس میں اگر رائی کے دانہ جتنا بھی ایمان ہے تو دوامی دوزخ سے ان کو بچا سکتا ہے۔ برخلاف اس کے جس کے دل میں بوقت موت سوا شرک کفر اور نفاق کے اور کچھ نہیں اور چونکہ نہر حیات میں تزکیہ پانے کا استحقاق یا اقل درجہ بھی بوقت موت اس میں موجود نہیں۔ اس واسطے مدامی دوزخ میں پڑا رہنے سے کوئی چارہ نہیں۔

مولوی صاحب نے جو ضعیف حدیث حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے ''**سیأتی علیٰ جهنم زمان لا یبقیٰ فیها احد**'' پیش کی ہے وہ کتاب کنزالعمال میں مذکور ہے۔ جو رطب ویابس روایات کا ایک مجموعہ ہے۔ صحاح ستہ اس سے بالکل خالی ہے اور خود یہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ کی احادیث بخاری کے صریح خلاف ہے۔ جس میں مشرک وکافر کے واسطے مدامی دوزخ ثابت ہے۔ لہٰذا یہ حدیث قابل حجت نہیں۔ کیونکہ عقائد میں ضعیف حدیث کا باتفاق محدثین وفقہا ہرگز کوئی دخل نہیں۔ اسی طرح عمرؓ کے قول کی صحت میں کلام ہے۔ غایت مطلب ان کے قول کا (کہ آخر اہل جہنم اس سے نکالے جائیں گے۔ خواہ مدت کتنی ہی دراز ہو۔) اہل سنت محققین کے نزدیک آیات واحادیث مرفوعہ کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ہے کہ صرف وہی اہل دوزخ آخرکار نکالے جائیں گے۔ جن پر مجمل قرآنی نص ''**خالدین فیها مادامت السمٰوات والارض الا ماشاء ربك ان ربك فعال لما یرید**'' شاہد ہے۔ اس آیت (سورۂ ہود:۱۰۷) کی تفسیر بوضاحت جناب سرور کائناتﷺ نے خود فرما دی ہے۔ جن کو آج ہم صحاح ستہ بالخصوص بخاری شریف میں معہ کامل اسناد صحیحہ مرفوعات کے درجہ میں پاتے ہیں۔ پس اس کے خلاف جو بھی مواد

قائلین نے (مسئلہ فنا النار) کے متعلق پیش کیا ہے۔ اہل سنت جمہور کے محدثین وفقہا نے اس پر ہرگز اتفاق نہیں کیا۔ اس واسطے اہل سنت کی کتب عقائد میں یہ مسئلہ شامل نہیں۔ ایک اسلامی فرقہ (اشاعرہ) اور بعض مذکورہ چند ہستیاں مثلاً ابن تیمیہ وخواجہ ابن عربی خلف وعید کے قائل ہیں۔ یعنی خداتعالیٰ عذاب کے وعدہ کو اگر آخرت میں پورا نہ کرے تو یہ بالکل ممکن ہے۔ کیونکہ وہ ہر بات پر قادر ہے۔ مگر اس میں امکان کذب باری تعالیٰ تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ جو شان قدوسیت کے منافی ہے اور مصلحت وحکمت تخلیق دنیا وآخرت ومصلحت تبلیغ رسالت باطل ہو جاتی ہے۔ اس واسطے اہل سنت کے جمہور علماء نے نصوص صحیحہ کی بناء پر اس سے انکار کر دیا ہے۔ اس حدیث کی شرح میں تحریف لفظی کر کے محمد علی لاہوری ''کبرت کلمة تخرج من افواھھم (کھف:۵) ''یوں فرماتے ہیں کہ کافر مشرک غرض ہر ایک ابلیس تک کو بہشت میں آخر کار چلا جانے کی امید سوا اسلام کے کسی مذہب نے نہیں دلائی۔ مگر اس اجتہاد سے محمد علی لاہوری نے آیات محکمات واحادیث مرفوعہ صحیحہ پر ہی ہاتھ صاف نہیں کیا بلکہ اس عقیدہ کو نصاریٰ کے پولوسی عقیدہ کفارہ کے قریب قریب پہنچا دیا ہے اور ان ہر دو عقائد میں جو صدمہ تقویٰ وخشیت اللہ کی تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔ وہ باریک بین نظر سے مخفی نہیں۔ اسلام بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع کی منادی کرتا ہے۔ مگر باغیوں اور منکروں وغیرہ کو موت تک بھی توبہ سے اعراض کرنے پر ابدی جہنم کی وعید سناتا ہے۔ حتیٰ کہ ایمان بے شرک کے ساتھ اپنے بندوں کو تمام گناہوں کی معافی کی توقع دلاتا ہے اور ایسی توقع کوئی مذہب بدون اسلام کے پیش نہیں کر سکتا۔ ''قل یاعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمة اللہ۔ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ انہ ھو الغفور الرحیم (زمر:۵۳) ''یعنی اے پیغمبر میرے بندوں کو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے۔ (خواہ عمداً خواہ سہواً) کہہ دو کہ میری رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ بے شک اللہ سب گناہوں کو معاف کر دے گا۔ بے شک وہ مغفرت اور رحم کرنے والا ہے۔

لیکن منکروں اور باغیوں کو اور پیغمبروں سے مقابلہ کرنے والوں کو ہلاک اور برباد کر کے اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اصول کا پتہ وثبوت دے دیا ہے کہ آخرت میں بھی یہ اشد العذاب کے مستحق ہیں۔ خلف وعید پر کوئی نص قرآنی یا حدیث صحیحہ موجود نہیں۔ بلکہ ایفائے وعدہ کا اللہ تعالیٰ نے جس طرح ان وعد اللہ حق سے ثابت فرمایا ہے۔ بالکل اسی طرح وعید کا بھی دیکھو سورہ ق:۱۲ تا ۱۴ میں۔

۱...... ”کذبت قبلهم قوم نوح واصحاب الرس وثمود وعاد وفرعون واخوان لوط واصحاب الایکة وقوم تبع کل کذب الرسل فحق وعید“

۲...... ”قال لا تختصموا لدی وقد قدمت الیکم بالوعید ما یبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید“

۳...... ”ونفخ فی الصور ذالك یوم الوعید“

۴...... ”فذکر بالقرآن من یخاف وعید“

اس سورۃ کی اس امر میں ایک نرالی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں خلف وعید کا ابطال بڑے شد ومد سے ثابت ہے۔ یعنی چار طریق سے۔ اوّل: فحق وعید سے۔ دوم: ما یبدل القول لدی یعنی متعلق وعید۔ سوم: قیامت کے متعدد منصوص اسماء سے یوم الوعید اسی واسطے ہے کہ اس کا وقوع بھی صورت مثالی میں بالضرور ظاہر ہو۔ چہارم: قرآن کے ذریعہ سے وعید سے خوف دلانا اسی صورت میں مفید ہو سکتا ہے کہ اس کا خلف نہ ہو ورنہ بچوں کو جھوٹ موٹ ہوّا کہہ کر ڈرانے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اس واسطے ایسے خیالات کے لئے قرآن مجید نے ”ما قدروا اللہ حق قدرہ (الزمر:٦٧)“ فرمایا ہے۔ اگر مستحق وعید ابدی کے واسطے آئندہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کو خلف یا کوئی رعایت منظور ہوتی تو اس کے جنازہ سے اور اس کے واسطے کسی قسم دعا خیر سے جناب رسول اللہ ﷺ اور مومنوں کو تاکیداً منع نہ فرمایا جاتا۔ جب دنیا ہی میں رحمت کے دروازے بصورت عدم جنازہ ودعائے خیر اس پر بند ہو چکے اور بوقت موت بھی ”لا تفتح لهم ابواب السماء“ اور ”لا یدخلون الجنة حتیٰ یلج الجمل فی سم الخیاط (اعراف:٤٠)“ کی نص سے اس کا دخول جنت میں غیر ممکن معلوم ہو چکا تو پھر انتہائی درجہ کی جسارت ہے کہ خلف وعید کا مسئلہ پیش کر کے (فناء النار) کو عقیدہ کی جزو قرار دیا جائے۔ اگرچہ احادیث صحیحہ میں مشرک کافر وغیرہ کو موت کے بعد فوری عذاب کے شروع ہو جانے کا ثبوت ملتا ہے۔ مگر قرآنی نص بھی اس پر شاہد ہے۔ ”وحاق بآل فرعون سوء العذاب۰ النار یعرضون علیها غدواً وعشیا ویوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب (المؤمن:٤٥،٤٦)“

اب جائے غور ہے کہ جو رحمٰن ارحم الراحمین اپنے رسول کریم ﷺ کو جو رحمۃ للعالمین

ہیں۔ایسے لوگوں کے جنازہ سے بھی روک دیتا ہےاوران کے مرتے ہی عذاب ان پر نازل کر دیتا ہے۔تو یہ سب کچھ کیوں؟۔ یقیناً اس لئے کہ وعید کا اثر حقیقی اور کامل پیدا ہو۔پس جو وعید میں خلف باری تعالیٰ کا عقیدہ رکھتا ہے۔اگر چہ دل خوش کن امید دلاتا ہے۔لیکن نصوص کو بالکل نظرانداز کر کے محض ہوا کا اتباع کرتا ہے۔دوسرا بدتر نتیجہ اس عقیدہ کا یہ ہے کہ وہ التوائے توبہ واصلاح کا محرک ہے۔گویا نجات جیسی اہم مراد کے حصول میں غفلت کو مدد دیتا ہے۔جب اس عقیدہ سے خلاصی وبریت ہوگی تو دو باتوں میں سے ایک کا دل میں اثر یقینی ہوگا۔یا تو نجات کی فکر سے توبہ واصلاح کا فوری میلان پیدا ہوگا۔ یا منکروں کی جماعت میں داخل ہوکر آئندہ آنے والی مدامی ہلاکت وعذاب کے خدشہ میں مبتلا رہے گا۔

چند نصوص متعلق عدم نجات مشرک وغیرہ

۱...... ’’ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشاء (النساء:۴۸)‘‘

۲...... ’’انہ من یشرک باللّٰہ فقد حرم اللّٰہ علیہ الجنۃ وما واہ النار (مائدہ:۷۲)‘‘

نوٹ:اس محکم آیت نے قطعاً فیصلہ کر دیا ہے کہ مشرک پر جنت کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے۔پھر اس فیصلہ کے خلاف جس قدر بھی ضعیف احادیث واقوال الرجال ہیں وہ قابل حجت نہیں رہتے۔کیونکہ صحیح تفسیر ومفہوم اس آیت کا صرف وہی قابل حجت ہوسکتا ہے جو زبان مبارک رسول اللہ ﷺ سے مرفوعاً بسند صحیح ثابت ہو۔جیسا آئندہ مذکور ہوگا۔لہٰذا مشرک وغیرہ کو آخر کار نہر حیات میں پاک کر کے جنت میں داخل کرنے کی تاویل باطل ہے۔مجھ کو نہایت افسوس سے یہ ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ محمد علی لاہوری نے دیباچہ شرح پارہ اوّل میں فرمایا ہے کہ حدیث کو حتیٰ الوسع قرآن شریف سے تطبیق دینے کی سعی کی جائے گی۔ورنہ اس کی تاویل کی جائے گی۔اب موصوف نے اس وعدہ کا ایفا کیا تو کس طریق سے کیا؟۔حدیث زیر تنقید میں تحریف لفظی کر کے محرفہ لفظ (مشرک) کی شرح شروع کر دی۔حالانکہ وہاں کوئی لفظ مشرک موجود نہیں اور پھر مشرک کو ناجی ثابت کرنے کی خاطر جو ضعیف حدیث غیراز صحاح ستہ بلاسند کامل اوراقوال الرجال پیش کئے۔وہ آیات محکمات واحادیث مرفوعہ کے صریح خلاف پیش کئے۔مگر جو جماعت آپ کو امیر مان چکی ہے وہ آپ کی اس عجیب وغریب شرح کی داد دیتے ہوئے آسمان سر پر اٹھالے گی اور بہت کم توقع ہے

کہ پبلک میں تو کجا پرائیویٹ طور پر ہی آپ کو ایسی صریح تحریف کی طرف متوجہ کرے۔ کیونکہ تقلید اس کی مانع ہے۔

۳...... ’’فالیوم لا یخرجون منھا ولا ھم یستعتبون (الجاثیہ:۳۵)‘‘ یعنی یہ لوگ آگ سے نکالے نہیں جائیں گے اور نہ ان کا عذر قبول ہوگا۔

نوٹ: اس آیت سے پہلے اگرچہ خاص مشرکین کا ذکر نہیں بلکہ منکرین قیامت اور انبیاء علیہم السلام سے استہزاء کرنے والے کافروں کا ہے اور چونکہ ان کو بھی آگ سے نکالا نہیں جائے گا اور ابد تک دوزخ میں رہنا ہوگا۔ اس واسطے یہ جماعت بھی بلحاظ عدم دخول جنت مشرکین کے مساوی ہے۔ جن پر بحوالہ آیت نمبر۲ جنت حرام ہو چکی ہے۔ اس آیت میں ایک مزید امر یہ ہے کہ ان کا کوئی عذر بھی مسموع نہ ہوگا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا واقعہ میں یہ اپنا کوئی عذر پیش بھی کریں گے اور اگر کریں گے تو کس نوع کا ہوگا۔ جس کی شنوائی نہ ہوگی۔ اس کا نشان قرآن کریم خود وضاحت سے بتلاتا ہے۔

۱...... ’’ربنا اخرجنا نعمل صالحاً غیر الذی کنا نعمل اولم نعمر کم ما یتذکر فیہ من تذکرو جاء کم النذیر فذوقوا فما للظالمین من نصیر (فاطر:۳۷)‘‘ یعنی اے ہمارے رب ہم کو دوزخ سے نکال دے تو ہم خلاف ان اعمال کے جو دنیا میں کرتے رہے ہیں۔ پھر نیک عمل کریں گے۔ جواب دیا جائے گا کیا دنیا میں ہم نے تم کو کافی عمر اور مہلت نہ دی تھی۔ پس نصیحت قبول کر لیتا جو چاہتا اور تمہارے پاس ڈرانے والے بھی آئے تھے۔ پس اب عذاب کا مزہ چکھو۔ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوسکتا۔

ایک آیت اور بھی منجملہ باقی عذر کی تشریح کرنے والی آیات کے قابل بیان ہے۔ جو مشرکین کے متعلق ہے۔’’ولو تری اذوقفوا علی النار فقالوا یالیتنا نرد ولا نکذب بایات ربنا وتکون من المؤمنین بل بدألھم ما کانوا یخفون من قبل ولوردوالعادوا المانھو اعنہ وانھم لکاذبون (انعام:۲۷،۲۸)‘‘ یعنی (بطور خلاصہ) یہ لوگ دوزخ میں پڑنے کے وقت کہیں گے۔ کاش! ہم کو دنیا میں واپس کیا جائے تو ہم اپنے رب کی آیات کی تکذیب نہ کریں گے اور ایمان لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ بطور پیش گوئی کے یوں فرماتا ہے کہ یہ لوگ بالکل جھوٹے ہیں۔ اگر ان کو دنیا میں واپس کر بھی دیا جائے جب بھی یہ وہی کام کریں گے جن سے منع کئے گئے تھے۔

۴...... ’’ان الذین کفروا وما تواوهم کفار اولئك علیهم لعنت اللّٰه والملئکة والناس اجمعین ۰ خالدین فیها لا یخفف عنهم العذاب ولاهم ینظرون (البقره:۱۶۱)‘‘

نوٹ: ان دو آیتوں میں اہل دوزخ ابدی کے واسطے انتہائی مایوسی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ لعنت اللہ گو تنہا بھی رحمت سے دوری کا نشان ہے۔ مگر ملائک اور کل انسانوں کی جانب سے بھی جب اس لعنت میں شمولیت پائی جائے تو رحمت کے کل رستے مسدود ہو کر مایوسی کامل میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔ لہٰذا دوزخ سے نکالے جا کر خواہ بہت عرصہ کے بعد سہی کوئی احتمال بہشت میں جانے کا باقی نہیں رہتا۔ اس میں بوضاحت ثبوت ابدی جہنم کا ملتا ہے۔

۵...... جس طرح بہشت ابدی سے نہ نکالے جانے کی نصوص اہل بہشت کے واسطے قرآن شریف میں موجود ہیں۔ اسی طرح ابدی اہل دوزخ کے واسطے دوزخ سے نہ نکالے جانے کی نصوص بھی موجود ہیں اور کئی الفاظ قرآنی جنت اور نار کی ابدیت ومداومت میں مساوی طور پر شریک ہیں۔

جنت کے متعلق

۱...... ’’وماهم منها بمخرجین (حجر:٤٨)‘‘

۲...... ’’حسن ماب (ص:٤٠)‘‘

۳...... ’’نعیم مقیم (توبه:٢١)‘‘

۴...... ’’حسنت مستقرا ومقاماً (فرقان:٧٦)‘‘

۵...... ’’دارالقرار (المؤمن:٣٩)‘‘

۶...... ’’وما عنداللّٰه خیر وابقیٰ (قصص:٦٠)‘‘

۷...... ’’فلهم جنت الماویٰ (الم السجدة:١٩)‘‘

۸...... ’’خلدین فیها ابدًا (النساء:٥٧)‘‘

نار کے متعلق

۱...... الف...... ’’وماهم بخارجین من النار (البقره:١٦٧)‘‘

ب...... ’’فالیوم لا یخرجون منها (جاثیه:٣٥)‘‘

۲...... ’’لشرّماب (ص:٥٥)‘‘

۳...... ’’عذاب مقيم (زمر:٤٠)‘‘

۴...... ’’ساء ت مستقرا ومقاماً (فرقان:٧٦)‘‘

۵...... ’’بئس القرار (ابراهيم:٢٩)‘‘

۶...... ’’ولعذاب الاخرة اشد وابقىٰ (طه:١٢٧)‘‘

۷...... ’’فمأوهم النار (الم السجدة:٢٠)‘‘

۸...... ’’خلدين فيها ابدًا (النساء:١٦٩)‘‘

نوٹ: محمد علی لاہوری نے قرآن شریف کے انگریزی ترجمہ وتفسیر نوٹ نمبر۱۲۰۱ میں خالدین فیھا ابداً کا ترجمہ متعدد دفعہ جہاں دوزخ کے متعلق وارد ہے۔طویل عرصہ کیا ہے اور جہاں یہی الفاظ بہشت کے متعلق آئے ہیں۔ وہاں ہمیشہ کا ترجمہ کیا ہے۔اس تحریف معنوی کو اختیار کرنے کی دلیل وہ یہ فرماتے ہیں کہ لغت میں (ابد) طویل مدت اور ہمیشگی ہر دو پر حاوی ہیں۔مگر بر بناء حدیث دوزخ چونکہ مدامی نہیں۔اس واسطے (ابد) کا ترجمہ ایسی جگہ طویل مدت کیا ہے۔مگر افسوس کہ آپ نے لغت کی کتب سے اور صحاح ستہ سے یا بسند صحیح کسی مرفوع حدیث سے اپنا عقیدہ ثابت نہ کیا۔ایک ضعیف بلکہ موضوع حدیث کی بناء پر ترجمہ میں صریح تحریف معنوی کو اختیار کیا۔جو کل سلف وخلف اہل سنت مفسرین وراسخون فی العلم کے خلاف ہے۔مجمل کا مفہوم خاص کسی دوسری محکم آیت میں تلاش کیا جاتا ہے۔بعد ازیں مرفوع حدیث میں بعد ازیں لغت میں مگر عقیدہ بھی قید بے زنجیر ہے۔مولوی صاحب نے اہل علم کے پہلے دو اصول کو نظر انداز کر کے تیسرے اصول کو اختیار کرنا پسند کیا اور پھر لغت سے ایک آدھ مثال سے بھی چشم پوشی کر کے محض ایک بے سند حدیث واقوال الرجال کی پناہ لی۔خلود کا لفظ گو تنہا بھی ابدیت ومداومت کا مترادف ہے۔مگر شبہ کو زائل کرنے کی غرض سے لفظ ابداً اس کے بعد ملحق کیا گیا ہے۔لہٰذا اس صورت میں بھی طویل عرصہ کا مفہوم اس سے پیدا کرنا قرآنی بلاغت سے بے خبری کی دلیل ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کو اس مداومت وابدیت سے استثناء منظور تھا وہاں، الا ماشاء اللہ اس کے بعد متصل فرمادیا اور اس استثناء کی تفسیر صحیح احادیث میں موجود ہے۔جن میں زیر تنقید حدیث بھی شامل ہے اور واضح ہو کہ خلاف احادیث مرفوعہ کوئی موضوع یا ضعیف حدیث یا اقوال الرجال قابل حجت نہ ہوں گے۔اب غور وتحقیق سے معلوم ہوا کہ دوزخ کے واسطے خالدین فیھا ابداً پوری تین دفعہ واقع ہوا ہے۔

اوّل...... (سورۂ نساء:۱۴) میں اور وہاں خاص کفار کے واسطے ہے اور یہ الفاظ بھی ہیں کہ ان کی مغفرت کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

دوم...... (سورۂ احزاب:۶۵) میں جہاں کفار کا ذکر معہ ورود لعنت اللہ موجود ہے۔

سوم...... (سورۂ جن:۲۳) میں اللہ اور اس کے رسول سے مقابلہ اور نافرمانی کرنے والوں کا حال ہے۔ لہٰذا ان ہر سہ مقامات میں ''طویل عرصہ'' کا مفہوم وترجمہ صریح تحریف معنوی ہے۔ جس کے مرتکب محمد علی لاہوری ہوئے ہیں اور ان ہر سہ مواقعہ میں اللہ تعالیٰ ''الا ما شاء اللہ'' کی نص سے کوئی استثناء نہیں فرماتا اور موصوف نے ان ہر سہ جگہ استثناء باجتہاد خود قائم کرلیا ہے۔ جو احادیث مرفوعہ مفسرہ کے صریح خلاف ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو جہاں بعض کو اس عذاب سے کسی وقت آخر کار نکال کر نہر حیات میں پاک کر کے جنت میں خواہ بدرجہ ادنیٰ داخل کرنا منظور تھا۔ وہاں خود استثناء کو منصوص کر دیا ہے اور غور کرنے کے بعد صرف دو جگہ میں الا ماشاء اللہ کی نص ثابت ہوتی ہے اور ہر دو جگہ اس استثناء کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت وقدرت کا اظہار ایسے الفاظ میں فرمایا ہے کہ قرآن کی بلاغت کا روح پرور اثر ایک باعلم مؤمن بالقرآن پر وجد کی حالت طاری کر دیتا ہے۔ اب ان ہر دو مواقعہ کا ذکر موجب انبساط وشرح صدر ہوگا۔

۱...... پہلا موقعہ (سورۂ انعام:۱۲۸) جہاں کفار ومشرکین یا انبیاء سے مقابلہ کرنے والوں کا صریح ذکر نہیں بلکہ بعض ایسے قصور واروں کا ذکر ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ آخر کار اپنی رحمت سے جنت میں لے جائے گا اور اس استثناء کا فلسفہ اپنے دو صفاتی اسماء (حکیم علیم) سے بتلا دیا ہے۔

''قال النار مثواکم خالدین فیها الا ماشاء اللّٰه ان ربك حکیم علیم''

۲...... دوسرا موقعہ اس استثناء کا (سورۂ ہود:۱۰۷) میں مذکور ہے اور وہاں بھی صریح کفار ومشرکین کا ذکر نہیں۔ بلکہ شقی وفاسق کا اور یہاں استثناء کا فلسفہ اپنے صفاتی اسم فِعال لما یرید سے بیان فرمایا ہے۔ ''خالدین فیها مادامت السمٰوٰت والارض الا ماشاء ربك ان ربك فعال لّما یرید (هود:۱۰۷)''

نوٹ: عرب کے محاورہ میں ابد کی جگہ مادامت السمٰوٰت والارض بھی جائز ہے۔ پس مذکورہ آیت مترادف خالدین فیها ابداً کی ہوئی اور نمبر:۱، والی آیت میں خالدین فیها کے بعد ابداً مذکور نہیں تاکہ ثابت ہو کہ تنہا لفظ خالدین از مصدر خلود مدامت وابدیت پر بھی حاوی ہوسکتا ہے کیونکہ اگر مفہوم ابدیت اس میں جائز نہ ہو تو پھر استثناء غیر ضروری ہو جاتا ہے

جو قرآنی بلاغت کے خلاف ہے۔

احادیث مرفوعہ متعلق استثناء

ا...... حدیث زیرِ تنقید جس میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان والا بھی آگ سے نکالا جائے گا۔ باقی متعدد احادیث مرفوعہ صحیحہ میں جو کے دانے برابر ایمان والا، رائی سے بھی ادنیٰ ایمان والا باوجود کبیرہ گناہ کرنے کے۔ مگر توحید پر فوت ہونے والا دینار اور نصف دینار کے برابر ایمان والا، آخرکار آگ سے نکالا جائے گا۔ ایک آخری رجل کا حال جو آگ سے نکالا جائے گا۔ جس کا باب بخاری نے پارہ: ۳۰ میں الگ باندھا ہے اور کتاب (مشکوٰۃ ص ۴۹۰، باب الحوض والشفاعۃ) میں اس کا مفصل ذکر عجیب وغریب ہے۔ جو قابل مطالعہ ہے۔ اسی کے متعلق بروایت مسلم جناب نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں دوزخ سے آخری ایک شخص کو نکال کر بہشت میں سب سے پیچھے داخل ہونے والے کو بخوبی جانتا ہوں۔ حتیٰ کہ کل اقسام کی شفاعتوں کے بعد (انبیاء، ملائک، صالحین) اللہ تعالیٰ اپنی باری میں ایسے لوگوں کو اپنی مٹھی میں لے کر آگ سے نکالے گا۔ جنہوں نے کوئی خیر کا کام دنیا میں نہ کیا ہوگا۔ وہ آگ میں جل کر کوئلہ کی طرح ہوں گے۔ جو نہر حیات میں ڈالے جا کر بہشت میں داخل کئے جائیں گے۔ ان کا نام (عتقاء الرحمٰن) یعنی آزاد کردہ رحمٰن بدون سابقہ عمل خیر۔ (مشکوٰۃ ص ۴۹۰، باب الحوض والشفاعت حدیث متفق علیہ)

نوٹ: اللہ تعالیٰ کے قبضہ یعنی مٹھی کی تحدید وکیفیت جب نبی ﷺ نے بوجہ متشابہات میں داخل ہونے کے نہیں فرمائی تو کسی امتی کا حق نہیں۔ جو اس کی مقدار میں اجتہاد نفسی سے یہ تاویل کرے کہ وہ اس قدر کشادہ وفراخ ہے کہ دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہ سکتا۔ ایسی تاویل اہل سنت کے نزدیک بالکل حرام ہے۔ یہ نص ''لا تقف ما لیس لك به علم ان السمع والبصر والفوأر کل اولئك کان عنه مسئولا (بنی اسرائیل:۳٤)'' اس نجات یافتہ جماعت بے عمل خیر کا علم صحیح سوائے ذات باری تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ مگر اس میں ایسی جماعت کو اپنے اجتہاد سے داخل کرنا صحیح نہیں ہوسکتا۔ جن کے دخول جنت کی نفی پر نصوص وارد ہوچکی ہیں۔

نتیجہ: اس تمام فیصلہ کے بعد جناب نبی ﷺ نے فرمایا ''ما یبقیٰ فی النار الا من قد حبسه القرآن (ای وجب علیه الخلود) (بخاری ج۲ ص۱۱۰۸)'' یعنی آگ میں کوئی باقی نہ رہے گا۔ سوائے اس کے جس کو قرآن نے جنت میں داخل ہونے سے روک دیا ہے۔

بیان احادیث مرفوعہ متعلق مداومت دوزخ وبہشت

۱...... (بخاری پارہ نمبر۱۳ ترجمہ بطور خلاصہ، فضل الباری شرح بخاری ج۱ص۲۷۷)

بروایت حضرت ابو ہریرہؓ فرمایا نبی ﷺ نے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن اپنے باپ آزر کی سخت رسوائی دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ تیرا ارشاد تھا کہ تجھ کو قیامت کے دن رسوا نہ کروں گا۔ پس اب کون سی رسوائی میرے باپ کی ذلت سے زیادہ ہوگی۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے جنت کو کافروں پر حرام کردیا ہے۔

نوٹ: حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی دل جوئی کے واسطے اگر کسی وقت دوزخ کی مطلق فنا مقدر ہوتی تو اللہ تعالیٰ بے شک فرماتا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ آخر کار میں اس کو جنت میں داخل کروں گا۔ ایک زیر حراست شخص کے واسطے انجام کار خلاصی اور رہائی کا وعدہ اعلیٰ حاکم کی طرف سے اس کے قریبیوں کے لئے کس قدر موجب اطمینان اور دل جوئی کا ہوسکتا ہے۔ مگر صاف جواب جو خلیل کو ملتا ہے اس پر محمد علی لاہوری شاید غور کریں گے۔ مگر تقلیدی عقیدہ جو راسخ ہو چکا ہو۔ خواہ ساری بخاری شریف کی سند اس کے بطلان پر پیش کی جائے۔ ترک کرنا مشکل ہے۔

۲...... (بخاری پارہ ۲۷، فضل الباری شرح بخاری ج۲ص۱۴۴۴) بروایت ابن عمرؓ۔ فرمایا نبی ﷺ نے جب جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں داخل ہوچکیں گے تو موت کو جنت اور دوزخ کے درمیان لاکر ذبح کردیا جائے گا اور ایک منادی ندا کرے گا کہ اے اہل جنت تم کو موت نہیں ہے اور اے اہل نار تم کو موت نہیں ہے۔ اس آواز سے اہل جنت کی خوشی بڑھے گی اور اہل نار کو غم پر غم ہوگا۔

نوٹ: مذکورہ تین احادیث میں دو حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے اس واسطے پیش کی گئی ہیں کہ محمد علی لاہوری شاید غور کریں کہ جو حدیث بروایت ابو ہریرہؓ کتاب کنز العمال سے انہوں نے سیاتی علیٰ جھنم زمان لا یبقیٰ فیھا احد پیش کی ہے۔ یعنی جہنم پر کسی وقت ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔ وہ حضرت ابو ہریرہؓ کی بخاری والی احادیث کے کس قدر خلاف اور غیر قابل حجت ہے۔ بھلا موضوع یا مخدوش حدیث بھی کبھی صحیح ومرفوع حدیث کا مقابلہ کرسکتی ہے؟۔ اسی واسطے محدثین اور فقہا اہل سنت نے عقائد میں سواء مرفوع حدیث کے دیگر قسم کو ہرگز قبول نہیں کیا۔ محمد علی لاہوری والی حدیث بروایت حضرت ابو ہریرہؓ کی اہل سنت نے آیات واحادیث صحیحہ کو مدنظر رکھ کر اس طرح تاویل کی ہے۔ یعنی جہنم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں مسلمانوں میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ یعنی لا یبقیٰ فیھا احد من المسلمین اس

کے سوا جو کچھ بھی مواد قائلین فنا النار نے خلاف جمہور پیش کیا ہے۔ اس پر عقیدہ کی بناء قائم کرنا خاص قرآن واحادیث صحیحہ مفسرہ سے انکار اور جنگ کرنا ہے۔

پارہ اوّل ص ۳۷، حدیث ۷۷، فضل الباری شرح بخاری ج ۱ ص ۳۷، ۳۸

''اس حدیث مدنی میں نبی ﷺ کے ایک موقعہ پر نماز کسوف پڑھنے کا ذکر ہے۔ جس کے بعد آپ نے فرمایا ''ما من شیٔ لم اکن اریتہ الا رایتہ فی مقامی ھذا حتیٰ الجنۃ والنار ''یعنی جو چیزیں دکھائی جا سکتی ہیں۔ ان سب کو میں نے یہاں کھڑے ہوئے دیکھ لیا۔ یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ کو بھی۔''

محمد علی لاہوری اس کے متعلق نوٹ نمبر ا کے آخر میں یوں شرح فرماتے ہیں۔

شرح: شارحین لکھتے ہیں کہ ''آپ نے حقیقتاً ان چیزوں کو دیکھا، پس اگر سب چیزوں کو اس مقام پر کھڑے ہوئے دیکھ سکتے ہیں تو یہ کیوں زور دیا جاتا ہے کہ معراج جب تک اس جسم کے ساتھ نہ ہوا ہو آپ آسمان پر کیونکر جا سکتے اور بہشت اور دوزخ کو دیکھ سکتے تھے۔ اس حدیث نے فیصلہ کر دیا کہ آپ کو صحابہ میں امامت کراتے کراتے عین حالت نماز میں سب کچھ دکھایا گیا۔ یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ بھی۔'' (فضل الباری ج ۱ ص ۳۸)

تنقید: محمد علی لاہوری چونکہ معتزلہ نیچری اور چکڑالوی (اہل قرآن) فرقہ کی طرح اہل سنت کے خلاف محض کشفی معراج نبی ﷺ کے معتقد ہیں اور جسمانی معراج کے منکر ہیں۔ اس واسطے اس حدیث سے ان کو اپنے عقیدہ کے ثبوت کا عمدہ موقع ہاتھ آ گیا ہے۔ مولوی صاحب اس حدیث کی سند پر اپنی جماعت سے اور منکرین معجزات قرآنی سے معراج کا کشفی ہونا تو منوا سکتے ہیں۔ مگر اس مسلمان کو اس عقیدہ کا معتقد کیونکر بنا سکتے ہیں۔ جو علم حدیث کی روشنی میں قرآن شریف کو پڑھتا ہے۔ محمد علی لاہوری! آپ نے جب علم حدیث کی باقاعدہ تعلیم کسی مسلمہ درس گاہ میں پائی ہی نہ ہو تو بخاری جیسی پر اسرار دینی کتاب کی شرح لکھنے میں آپ کو تأمل وتوقف مناسب تھا۔

حدیث زیر تنقید والا واقعہ معراج کشفی کا مدینہ شریف میں ہوا اور یہ بدون سواری براق وبدوں ہمرکابی جبریل ہے۔ حالانکہ جسمانی معراج قبل ہجرت ازروئے قرآن واحادیث مکہ شریف میں ہوا۔ جس کا ذکر مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک سورۂ اسراء پارہ ۱۵ کے پہلے رکوع میں موجود ہے اور پھر وہاں سے آپ کا ذکر سورۂ نجم پارہ ۲۷ کے پہلے رکوع میں موجود ہے۔ اگر آپ

صحاح ستہ یا کم از کم مشکوۃ شریف کی طرف رجوع کریں تو معراج کا باب علیحدہ پائیں گے۔ جس میں نبی ﷺ کی معراج کا ذکر وضاحت سے ملتا ہے۔ اس معراج میں آپ کی سواری میں براق اور ہمرکابی میں جبریل تھے اور ایک ایک آسمان سے گذرنا اور آیات اللہ کا مشاہدہ کرنا اور پانچ نمازوں کا امت کے واسطے لانا سب کچھ مذکورہ ہے۔ نماز کسوف میں نبی ﷺ کی معراج کشفی مدنی واقع ہے۔ جس سے اہل سنت کو ہرگز انکار نہیں۔ حسب ارشاد عالی مومن کی معراج اس کی نماز ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کمالیت سے بھی پورا سرفراز فرمایا۔ مگر نہ معراج جسمانی آپ کی طاقت سے واقع ہوئی نہ معراج کشفی خود بخود ہوئی۔ ہر دو میں ''ان فضله كان عليك كبيراً (بنی اسرائیل:۸۷) '' کا ظہور ہے۔ مکی معراج میں امتی تو کجا کسی نبی و رسول کو بھی شراکت نہیں۔ مگر کشفی معراج یا محض کشف میں نبی ﷺ کی امت کے اکثر افراد جزوی طور پر بقدر روحانیت شامل ہیں۔ جن کا ذکر احادیث اور اولیاء اللہ کی معتبر سوانح میں ہم پڑھتے ہیں۔ جس کا ثبوت اس جگہ غیر ضروری سمجھ کر نظر انداز کیا جاتا ہے۔ قائلین محض کشفی معراج نبی ﷺ کو بوجہ عدم وسعت نظر علم حدیث ایک آدھ ضعیف حدیث کی بناء پر حضرت عائشہؓ و حضرت معاویہؓ کو اپنا ہم خیال ظاہر کرنے میں سخت غلط فہمی ہوئی ہے۔ مگر مکی جسمانی معراج نبی ﷺ کے وقت حضرت عائشہؓ کو آپ کے پاس جانے اور رہنے کی ابھی رخصت نہیں ہوئی تھی اور حضرت معاویہؓ ابھی تک مع اپنے والد ابوسفیان کے اسلام میں داخل ہی نہیں ہوئے تھے۔ کیونکہ وہ بعد ہجرت وبعد فتح مکہ اسلام سے مشرف ہوئے تھے۔ لہٰذا جسمانی معراج کے انکار کو ان کی طرف منسوب کرنا صحیح نہیں ہوسکتا۔ ہاں مدینہ شریف میں حضرت عائشہؓ جس کسوف والی نماز میں نبی ﷺ نے خود امامت کرائی شامل تھیں اور ان کی شہادت آپ کے کشفی معراج مذکورہ حدیث زیر تنقید کے متعلق مترادف انکار جسمانی معراج ہرگز نہیں ہوسکتی۔ صحابہؓ میں جسمانی معراج کے بارہ میں ہرگز کوئی اختلاف از روئے صحیح حدیث ثابت نہیں معراج جسمانی کے متعلق صحیح اگر کوئی اختلاف ہے تو رویت اللہ تعالیٰ میں ہے۔ جس کا حال کسی قدر (بخاری ج۲ص۷۲۰) تفسیر سورۂ نجم کتاب تفسیر القرآن میں اور کچھ حال دیگر دو احادیث (۱۳ پارہ بخاری ج۱ص۴۵۹) میں ہے۔ حضرت عائشہؓ جس کی نسبت کشفی معراج کے معتقد عدم تحقیق کی وجہ سے یہ کہتے ہیں کہ جسمانی معراج سے انکاری ہیں۔ مذکورہ احادیث میں ایک صحابیؓ کو فرماتی ہیں کہ جو یہ کہے کہ محمد ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو معراج میں اس آنکھ سے دیکھا۔ اس نے جھوٹ کہا اور برا کہا۔ پس ان احادیث سے ثابت ہوا

کہ انہوں نے معراج جسمانی سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ رویت اللہ کی بجائے صرف جبریل کی رؤیت اصلی کو تسلیم کیا ہے۔ حضرت ابن عباس معراج میں رویت اللہ تعالیٰ کے قائل ہیں۔ جیسا کہ مسند امام احمد وغیرہ میں مذکور ہے۔

جسمانی معراج کی تصدیق پر علاوہ لغوی تحقیق متعلق اسریٰ بعبدہ کے دو احادیث پوری روشنی ڈالتی ہیں۔ یعنی ایک تو (مشکوٰۃ ص ۵۲۰، ۵۲۹، باب المعراج) کی آخری حدیث متفق علیہ ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ قریش نے کہا کہ ہم کیونکر یقین کریں کہ تو بیت المقدس سے راتوں رات ہو آیا ہے۔ ہم کو فلاں فلاں نشان اس کا بتلاؤ۔ اس پر نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھ کو اس سے اس قدر غم پیدا ہوا کہ ایسا کبھی نہ ہوا تھا۔ پر اللہ تعالیٰ نے مجھے بیت المقدس کا حجاب جو بعد اس کے معائنہ کے ہو گیا تھا اٹھا دیا۔ چنانچہ میں پھر جو پتہ ونشان وہ لوگ اس کے متعلق دریافت کرتے صاف صاف بتلاتا جاتا تھا۔ دوسری حدیث (مشکوٰۃ ص ۵۲۸ بروایت ترمذی) یہ مذکور ہے کہ جب میں اور جبرائیل بیت المقدس پہنچے تو جبرائیل نے ایک پتھر میں انگلی سے اشارہ کر کے سوراخ کر دیا۔ جس سے براق کو باندھ دیا۔

اب مقام غور ہے کہ قریش کا نبی ﷺ سے بیت المقدس کے متعلق سوالات کا پوچھنا اسی صورت میں صحیح تسلیم ہو سکتا ہے کہ وہاں جسمانی طور پر جانے کا حال آپؐ نے بیان کیا ہو۔ ورنہ خواب میں یا دل سے دیکھنے کے متعلق کسی چیز کا پتہ دریافت کرنا یا اس معائنہ پر شک کرنا بالکل بے معنی ہے۔ قریش میں سے اکثر بیت المقدس کا ذرہ ذرہ حال جانتے تھے۔ کیونکہ وہ بارہا وہاں سے ہو آئے تھے۔ بعض دیگر روایات صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے بعض واقعات راستہ کے بھی بتلائے تھے۔ جن کی تصدیق بعد میں ہو گئی۔ حضرت ابوبکرؓ کو صدیق کا لقب بھی اسی وجہ سے ملا تھا کہ جب ابوجہل نے ان کے گھر جا کر ان کو کہا تھا کہ تیرا یار ہم کو بتلا رہا ہے کہ وہ آج رات کو بیت المقدس اور آسمانوں کی سیر کر آیا ہے تو حضرت ابوبکرؓ صدیق نے جواب میں کہا کہ اگر میرا یار ایسا کہتا ہے تو وہ بالکل سچ کہتا ہے۔ اس کا منہ ایسا نہیں کہ وہ جھوٹ بولے۔

(بخاری ج ۲ ص ۹۷۸ نے پارہ ۲۷) میں قرآن کی آیت "وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس (اسراء: ۶۰)" پر ایک باب باندھا ہے اور حضرت ابن عباسؓ سے اس کی تفسیر یہ لکھی ہے کہ لفظ رؤیا معراج میں آنکھ سے دیکھنے کا مفہوم ہے۔ شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے اس کے مطابق ترجمہ (دکھلاوا) کیا ہے اور کل اہل سنت مفسرین نے جسمانی

معراج کی شرح کی ہے۔

نوٹ: قرآن مجید میں لفظ رؤیا سات دفعہ قریباً واقع ہوا ہے اور سوا مذکورہ آیت کے ہر مقام پر اس کا حقیقی مفہوم خواب ہی ہے۔ مگر چونکہ حضرت ابن عباسؓ کا تفقه فی القرآن حسب خاص دعا نبی ﷺ دیگر صحابہؓ سے ممتاز تھا۔ اس واسطے مذکورہ آیت والے لفظ (رؤیا) کا مفہوم بجائے معروف خواب کے ظاہری آنکھ سے دیکھنا بیان کرتے ہیں۔ اس پر علماء اہل سنت نے ان کے اس خاص مستثنیٰ مفہوم پر جب غور کیا تو اس آیت میں اس مفہوم کی بناء ان کی سمجھ میں یہ آئی کہ اور مقامات پر (رؤیا) کے ساتھ کوئی ایسا قرینہ موجود نہیں۔ جو اس کے حقیقی مفہوم لغوی (خواب) سے تجاوز کرنے میں معاون ہو سکے۔ مگر اس آیت میں لفظ رؤیا کے ساتھ فتنة للناس ایک ایسا خاص قرینہ موجود ہے۔ جس کی بناء پر یہ لفظ معروف مفہوم سے جدا ہو کر بصری وحقیقی مفہوم کا پورا مرادف بن جاتا ہے۔ کیونکہ مذکورہ قرینہ فتنة للناس ایسا موجود ہے کہ اس میں علاوہ دیگر مصالح کے لوگوں کو آزمانا بھی مطلوب تھا کہ کون کون جسمانی معراج کو مانتا ہے اور کون کون اس کی تکذیب کرتا ہے۔ چنانچہ ابھی مذکور ہو چکا ہے کہ بعض نے قریش میں سے اس کی تکذیب کی بلکہ بعض نے نشانات بیت المقدس کا پتہ بھی دریافت کیا۔ مگر حضرت ابو بکرؓ صدیق نے ابوجہل سے صرف سن کر ہی نبی ﷺ کی عدم موجودگی میں اس کی تصدیق کر کے صدیق کا لقب حاصل کیا۔ لفظ (رؤیا) کا مصدر رؤیت ہے۔ جس میں بصری قلبی معاینہ ہر دو کا مفہوم داخل ہے۔ جس کا فیصلہ قرینہ کی شمولیت سے مشتبہ ومشکوک نہیں رہ سکتا۔ مگر اس آیت میں فتنۃ للناس کا قرینہ موجود ہے اور مقام غور ہے کہ جب ایک انسان بھی دوسرے انسان پر اپنی خواب کو کسی امر کی تصدیق وتکذیب کے واسطے حجت قائم نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ جو "فلله الحجة البالغة (انعام:۱۴۹)" کے وصف سے موصوف ہے۔ اپنے رسول کو بجائے عینی وبصری رؤیت آیات کے محض خواب دکھا کر اسی قبیل سے کشف کے ذریعہ سے آیات دکھلا کر انسانوں کی آزمائش کے واسطے حجت کیونکر قائم کر سکتا ہے؟۔ بعد ازیں ہم کو لفظ اسریٰ کی لغت کی طرف متوجہ ہونا بھی ضروری ہے تا کہ قرآنی محاورہ سے جدا ہو کر ایسے مفہوم کو اختیار کرنا نہ پڑے۔ جس میں ہوائے نفس کے دخل سے نتیجہ ضلالت اور عقیدہ اہل سنت کے خلاف ثابت ہو۔

لفظ اسریٰ ماضی ہے از مصدر اسراء جس سے معراج کا مفہوم نکلتا ہے۔ وہ قرآن مجید میں بحالت امر قریباً پانچ دفعہ مذکور ہے۔ مثلاً اسر بعبادی، یا اسر باهلك اور ہر ایک دفعہ

جاندار جسم کے واسطے رات کے وقت حرکت جسمانی وانتقال مکانی کے سوا دیگر مفہوم قطعاً غلط ہوگا۔ دوسری وجہ اسریٰ کے پہلے لفظ سبحان کا قرینہ ہے۔ جو معمولی معروف واقعات کے اظہار کے واسطے قرآن مجید میں نہیں آتا۔ بلکہ واقعہ عظیم کے واسطے اور یہ امر ظاہر ہے کہ خواب یا کشف واقعہ عظیمہ نہیں۔ بلکہ معمولیات معروفہ میں داخل ہے۔ تیسرا قرینہ اسریٰ کے ساتھ لنریه من ایتنا موجود ہے۔ تاکہ مقصود اسراء معراج ثابت ہو۔ یعنی نشانات قدرت غیبیہ کا ہم اپنے رسول کو چشم دید ملاحظہ کرائیں اور کس وقت؟۔ رات کے ایک حصہ میں لفظ لیلاً رفع ابہام غیر وقت کے واسطے بنابر تاکید وارد ہے۔ ورنہ تنہا لفظ اسریٰ خود مفہوم رات کا سفر جاندار کے واسطے قرآن مجید میں ثابت ہے۔ مثلاً ''ان اسر بعبادی فاضرب لهم طریقاً فی البحر یبساً (طٰه:۷۷)'' پس آیت ''سبحان الذی اسریٰ بعبده لیلاً من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حوله لنریه من ایتنا (بنی اسرائیل:۱)'' میں چند امور بالبداہت بلاتاویل ثابت ہیں۔

اوّل...... معراج کوئی معروف ومعمولی واقعہ نہیں یعنی خواب یا کشف نہیں۔

دوم...... رات کے وقت سفر جسد مع الروح تھا۔ کیونکہ مذکورہ پانچ قرآنی امثلہ اسر بعبادی یا اسر باهلک سے جسد مع الروح کے سوا غیر مفہوم باطل ہے۔

سوم...... آیات غیبیہ کا ملاحظہ کرانا اللہ تعالیٰ کو منظور تھا۔ اب بعد ازیں یہ امر قابل توجہ ہے کہ مذکورہ اسریٰ کی پانچ امثلہ میں انبیاء علیہ السلام ذریعہ سفر ثابت ہیں۔ مگر محمد رسول اللہ ﷺ کی معراج اسراء میں اللہ تعالیٰ خود کو فاعل وذریعہ بیان کرتا ہے۔ جس طرح یہ خاص اسراء غیر معمولی ہے۔ اسی طرح اس کے ذرائع بھی غیر معمولی ہیں۔ مگر لغت عرب کی قرآنی امثلہ مذکورہ میں جب اسراء جسم مع الروح پر حاوی ہے تو اسراء زیر تنقید میں جناب ﷺ کے جسم مبارک کو علیحدہ کر دینا لغت وقرآنی محاورہ کے صریح خلاف مسلک اختیار کرنا ہے۔ پس اوراق ماسبق میں جس قدر احادیث صحیحہ ودلائل عقلیہ مذکور ہیں۔ وہ قرآن کے عین مطابق ہیں اور انصاف وبصیرت کے رو سے راقم الحروف بے حجابانہ عرض کرتا ہے کہ اگر احادیث صحیحہ ودلائل عقلیہ کو بالکل نظر انداز کر کے ان سے جسمانی معراج پر حجت نہ بھی قائم کی جائے۔ جب بھی آیت اسراء کا خاص لفظ بر بناء لغت ومحاورہ قرآنی جسمانی معراج کے ثبوت کے واسطے کافی ہے۔ جس کے اعجاز نے اہل عرب کے بڑے بڑے فصحاء کی گردنوں کو جھکا دیا تھا اور اب بھی جو فیض رحمانی سے

حصہ رکھتا ہے قرآن مجید کے سمندر میں غواص بن کر حیرت انگیز و معرفت اقراء نکات و معارف کے بے بہا موتی نکال سکتا ہے۔

حرم شریف سے بیت المقدس تک تو، رات کے وقت نبی ﷺ کی معراج جسد مع الروح خود اسراء کی آیت سے بلا تأمل ثابت ہے۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ جس سے انکار کرنا اہل سنت کے نزدیک کفر کے برابر ہے۔ مگر بیت المقدس سے آگے آسمانوں کی معراج کے بارہ میں اہل سنت انکار کرنے والے کو صریح کافر کہنے میں متامل ہیں۔ البتہ مبتدع وغیرہ الفاظ اس پر عائد کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کا ثبوت سورۂ نجم میں مجملاً مذکور ہے اور اس اجمال کی تفصیل احادیث صحیحہ میں مذکور ہے۔ جیسا اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔ البتہ قرآن سورۂ نجم میں متعلق جسمانی معراج الی السمٰوات ایسے ہیں کہ اہل بصیرت کے واسطے کافی ہیں۔ کیونکہ احادیث صحیحہ متعلق معراج جسمانی مکہ شریف سے بیت المقدس تک عین مفہوم آیت اسراء کے مطابق ہیں تو وہاں سے آگے آسمانوں تک جسمانی معراج کے متعلق وہ غیر مطابق اور غیر صحیح نہیں ہو سکتیں۔ معتزلہ و دیگر منکرین خرق عادت کے واسطے بیت الحرام سے بیت المقدس تک جسمانی معراج میں شک اور تاویل کرنے کی خود آیت اسراء نے از روئے لغت و محاورہ قرآن کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑی۔ ہاں ہٹ دھرمی کی وجہ سے انکار کر کے لغت و محاورہ کے خلاف جو ان کی طبیعت چاہے پڑے کہیں، اہل حق ان کو قبول کرنے سے معذور ہیں۔ کیونکہ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے قبول حق کا مادہ رکھ دیا ہے اور علاوہ ازیں ان کو احادیث صحیحہ پر بھی بفضل خدا ایمان ہے۔ کیونکہ قرآن کے مجملات کی تشریح بدوں شارع علیہ السلام کی تفسیر کے غیر ممکن ہے۔ جس پر ہر زمانہ کا متواتر بیان و عمل شاہد ہے۔ اب انشاء اللہ بیت المقدس سے آگے اسراء الی السمٰوٰت کا مختصر بیان بدوں حوالہ احادیث صحیحہ متعلق جسمانی معراج لکھنا مناسب ہے۔ کیونکہ از روئے احادیث اہل سنت اس پر بھی پورا ایمان رکھتے ہیں۔ جس کا بیان صفحات ماسبق میں ہو چکا ہے۔ سورۂ نجم کے جن الفاظ و قرآئن سے جسمانی معراج الی السمٰوٰت پر روشنی پڑ سکتی ہے ان کا بیان موجب شرح صدر ہے۔ گو منکرین اس سے انکار کر دیں ان کو روکنا محال ہے۔

معراج جسمانی کے متعلق سورۂ نجم سے استدلال

سب سے پہلے یہ اشکال رفع کرنا ضروری ہے کہ جسمانی معراج کا ذکر مسلسل کیوں مذکورہ نہیں۔ کیونکہ بیت المقدس تک اس کا ذکر سورۂ اسراء کے شروع میں ہے اور باقی الی السمٰوٰت

اسراء کا سورۂ نجم میں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر دو سورتیں مکی ہیں اور یکے بعد دیگرے مکہ شریف میں نازل ہوئیں اور معراج جسمانی کا واقعہ بھی مکی ہے۔ جو شخص قرآن مجید کی طرز و اسلوب بیان سے واقف ہے۔ اس کو اس میں کوئی اشکال نظر نہیں آتا۔ کیونکہ قرآن مجید تاریخ کی طرح کوئی مسلسل بیان کی کتاب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے انبیاء علیہم السلام میں سے بعض کا ذکر صرف ایک ہی بار فرمایا ہے۔ بعض کا متعدد جگہ اور تبلیغ کی مصلحت کی وجہ سے جس قدر اور جتنی دفعہ مناسب جانا اسی قدر اور اتنی دفعہ بیان فرمادیا۔ مگر سبحان اللہ کہ باوجود اس تکرار کے سلسلہ آیات کا ایسا مربوط ہے کہ ایک ایک آیت ماقبل کی مابعد کی آیت سے زنجیر کی طرح کڑیوں میں پیوستہ ہے۔ مگر اصلی مقصود تبلیغ و تذکیر عباد ہے اور اس کی وجوہات پر کہ کیوں بعض بیان قلیل ہے اور بعض کثیر کیوں ہے۔ بجز باری تعالیٰ کی حکمت بالغہ کے انسانی فہم ہرگز احاطہ نہیں کر سکتا۔ سوا اس کے کہ اپنی بے چارگی اور کم علمی کا اعتراف کرے اور بموجب ''لا تقف ما لیس به علم (بنی اسرائیل:۳۶)'' زیادہ خوض سے پرہیز کرے۔ بیمار کو اگر حکیم حاذق پر یقین ہے تو دوا کے استعمال کو اختیار کرے دوا کے مرکبات و جزویات و ترکیب ساخت سے بے تعلق رہے۔

استدلال

''سورۂ اسراء (بنی اسرائیل:۱)'' کے شروع میں آیت ''سبحان الذی اسریٰ بعبده لیلاً من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حوله لنریه من اٰیتنا انه هو السمیع البصیر'' میں اسراء نبی ﷺ یعنی سفر جسم مع الروح مبارک کا از مسجد الحرام تا بیت الاقصیٰ کا صرف ذکر ہے اور دوسرا اس امر کا کہ مقصود اس اسراء سے یہ ہے کہ ہم اپنے حبیب کو اپنی قدرت کے نشانات کا چشم دید ملاحظہ کرائیں۔ کیونکہ ہمارا حبیب خاتم النبیین ہے اور اس پر اپنی نعمت کو ہم پورا کرنا چاہتے ہیں اور اس کی دعا کو بھی سن کر قبولیت بخشنا چاہتے ہیں۔ جب وہ یوں کہا کرتا ہے۔ ''اللهم ارنی الحق حقاً وارنی الباطل باطلاً''

باقی استدلال

سورۂ اسراء میں مقصود اسراء سے صرف آیات کا ملاحظہ کرانا مذکور تھا۔ مگر اس امر کا ذکر یا ثبوت وہاں موجود نہ تھا کہ موعودہ نشانات دکھلائے گئے یا نہ دکھلائے گئے۔ اس واسطے ان کے واقعی دکھلانے کا ذکر سورۂ نجم میں بیان کر دیا۔ مسجد الاقصیٰ کے متعلق نشانات تو ارضی تھے۔ سو وہ تو وہاں نبی ﷺ نے دیکھ لئے۔ باقی رہے نشانات میں حد فاصل معلوم ہو سکے۔ مگر نشانات

کے ملاحظہ میں سلسلہ برابر قائم ہے۔ ارضی سے سماوی بعد میں واقع ہوا اور ایک ہی وقت میں جو لفظ لیلاً سے ثابت ہے۔

نشانات سماوی کی تفصیل تو احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔ سورۂ نجم میں مجملاً ہے۔ یعنی ملاحظہ جبریل کا اصل صورت میں سدرۃ المنتہیٰ کا، جنت الماویٰ کا، سدرۃ المنتہیٰ پر چھائی ہوئی اشیاء کا، اس سماوی اسراء وحی خاص کا۔ ''سورۂ نجم:۱'' کے ابتداء میں ''والنجم اذا ھویٰ'' کی قسم کا اشارہ نبی ﷺ کے اسراء کا طرف سموات کے منتقل ہونے کی طرف ہے اور پھر کلام وحی میں نبی ﷺ کے دخل ھویٰ کی نفی کا ثبوت ابلغ طور پر وحی کے اوصاف بیان کرنے میں پایا جاتا ہے اور ازیں بعد وحی کو اصلی صورت میں دیکھنے کے شبہ کو اس دلیل سے زائل کیا جاتا ہے کہ اس صورت میں ہمارا حبیب اس کو ایک دفعہ پہلے بھی (زمین پر غار حرا میں) دیکھ چکا ہے۔ حبیب کا مرتبہ ومنزلت (قاب قوسین) سے ظاہر کر کے آپ کی عصمت کا اظہار کامل طور پر ظاہر کر دیا ہے۔

''ما کذب الفواد ما رای (نجم:۱۱)'' میں حقیقت جبرائیل کو اس کی اصل صورت میں دیکھنا بتلایا گیا ہے اور دل کی شہادت اس کے معائنہ کو رفع شک کے واسطے بطور تاکید کے ہے۔ بسا اوقات انسان کو بظاہر جو چیز آنکھ سے نظر آتی ہے وہ درحقیقت اور طرح ہوتی ہے۔ یا مطلقاً اس کا وجود ہی نہیں ہوتا۔ مثلاً یرقان کی بیماری والا ہر ایک چیز کا رنگ پیلا اور زرد دیکھتا ہے۔ درحال یہ کہ ایسا نہیں۔ اسی طرح ریگستانی علاقوں میں انسان کو دور سے باغ اور چشمے نظر آتے ہیں۔ مگر ہوتا وہاں کچھ بھی نہیں اور ان ہر دو حالتوں میں دیکھنے والے کا دل ان کی تصدیق نہیں کرتا۔ مگر عینی مشاہدہ کی تصدیق دل سے اسی صورت میں کامل ہوسکتی ہے کہ جب کسی نے ایک چیز کی حقیقت کو پہلے بھی دیکھا ہو۔ اس واسطے اس کی تصدیق بھی یہاں موجود ہے۔ مگر لفظ (فواد) سے محمد علی لاہوری نے اپنی انگریزی تفسیر القرآن میں کشفی معراج کے استدلال پر بوجہ عدم فہمی حکمت استعمال (فواد) سخت ٹھوکر کھائی ہے اور ما رای کا قرینہ بھی ذہن سے اتر گیا۔ قریش نبی ﷺ کی وحی کو افتراء جنون وغیرہ کہتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے کامل وضاحت سے وحی کی ساری حقیقت کو بتلا دیا۔ لفظ (فواد) دل اور قلب کا مرادف ہے اور قلب میں وحی کا القاء متعلق نزول کتب سماوی نبی ﷺ سے خصوصیت رکھتا ہے۔ جس کا ثبوت آیت ''وانہ لتنزیل رب العلمین ۰ نزل بہ الروح الامین ۰ علیٰ قلبک لتکون من المنذرین (شعراء:۱۹۲تا۱۹۴)'' غرض بہت سی آپ کی خصوصیات میں سے چار چوٹی کی ہیں۔

اوّل...... کل جہاں کی تبلیغ۔

دوم...... معراج جسمانی بناء پر مشاہدہ آیات اللہ۔

سوئم...... معائنہ جبرائیل بصورت اصلی۔

چہارم...... القاء کلام اللہ علی القلب۔

جن نشانات چشم دید معائنہ کا اللہ تعالیٰ نے معراج میں اپنے حبیبؐ سے وعدہ فرمایا تھا۔ اس کو آیت ''لقد رأى من اٰيات ربه الكبرىٰ (نجم:۱۸)'' میں پورا کردیا۔ ان نشانات میں اکثر دل اور آنکھ کو اپنی طرف جبراً مائل کرنے کی بوجہ غیر ارضی و غیر معمولی ہونے کی پوری کشش موجود تھی۔ اس واسطے اس آیت کے پہلے اپنے حبیبؐ کی روحانی قوت و منزلت کو اس آیت سے بتلادیا ہے۔ ''مازاغ البصر وما طغىٰ (نجم:۱۷)'' یعنی میرے حبیبؐ نے آیات کا ملاحظہ چشم دید کر کے اپنی توجہ کو ہرگز کسی کی طرف مائل نہ کیا۔ کیونکہ دربار خدا تعالیٰ میں جو حبیبؐ مدعو کیا گیا تھا اس نے حد ادب سے ہرگز تجاوز نہ کیا اور حبیب اللہ نبی ﷺ معراج کے پورے مصداق واہل ثابت ہوئے۔ اس آیت میں لفظ بصر کا استعمال عینی مشاہدہ آیات پر نص ہے اور لفظ اسریٰ (مصدر اسراء) جسمانی معراج کو ثابت کررہا ہے۔ کیونکہ جیسا راقم الحروف اس سے پہلے قرآن مجید سے ثابت کرچکا ہے کہ وہ جاندار بدن مع الروح کے سفر و انتقال مکان۔ کے سوا کسی غیر مفہوم میں نہیں آسکتا۔ یعنی کم از کم قرآن مجید میں پس خاص قرآن مجید کی لغت و دیگر قرآئن متعلقہ سے جناب نبی کریم افضل الصلوٰۃ علیہ والہ کی معراج جسمانی بدون مدد احادیث صحیحہ و بدون دلائل عقلیہ کامل طور سے ثابت ہے۔ فرقہ ہائے غیر اہل سنت اگر مذکورہ بیان تعصب سے الگ ہو کر غور سے مطالعہ کریں تو محض کشفی معراج کا عقیدہ انشاء اللہ چھوڑ دیں گے۔ کیونکہ کشفی معراج بدون سواری براق و بدون معیت جبرائیل مدینہ شریف میں نبی ﷺ کو چند بار بہ تغیر ہیت و کیفیت احادیث سے ثابت ہے۔ جو مکی معراج سے بالکل مختلف ہے۔ جیسا اس سے پہلے راقم الحروف مدلل بیان کرچکا ہے۔ جس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

تنقید حدیث نمبر ۸۴ ص ۴۰، ۴۱، فضل الباری شرح بخاری

''قال رسول اللہ ﷺ ثلاثة لهم اجران رجل من اهل الكتب امن بنبيه وامن بمحمد والعبد المملوك اذا ادّى حق الله واحق مواليه ورجل كانت عنده امة فادبها فاحسن تاديبها وعلمها فاحسن تعليمها ثم اعتقها

فتنزوجها فله اجران''

ترجمہ بحذف روات

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین شخص ہیں۔ جن کے لئے دوہرا اجر ہے۔ اہل کتاب میں سے ایک وہ شخص جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور غلام جو دوسرے کے ملک میں ہو۔ جب وہ اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے مالکوں کا حق ادا کرے اور ایک وہ شخص جس کے پاس ایک لونڈی ہو۔ پھر وہ اس کو ادب سکھائے اور اچھا ادب سکھائے اور اس کو تعلیم دے اور اچھی تعلیم دے۔ پھر اسے آزاد کرے اور اسے اپنی زوجیت میں لے۔

اس پر محمد ی علی لاہوری صفحہ ۱۴۱ کے نوٹ نمبر ایک میں یوں فرماتے ہیں کہ:

قال: بخاری کے بعض نسخوں میں امۃ کے بعد لفظ یطاھا وارد ہے۔ مگر یہ زیادتی معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ بخاری کے صحیح ترین نسخے جن کو صاحب فتح الباری اور صاحب ارشاد الساری وغیرہ نے لیا ہے۔ ان میں یہ لفظ نہیں اور جن نسخوں میں یہاں لفظ یطاھا آئے ہیں اور ان میں اس حدیث کو جہاں دوسرے موقعوں پر لایا گیا ہے۔ باب العتق اور کتاب الجہاد میں وہاں یہ لفظ نہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ زائد ہیں۔ جو بعض نسخوں میں غلطی سے درج ہو گئے ہیں اور اگر روایت میں اس لفظ کا موجود ہونا بھی مان لیا جائے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ لونڈی سے ہم صحبتی بلا نکاح تھی۔ تزوج میں ذکر زوجہ بنانے کا ہے۔ یعنی برابری کا مرتبہ دینا۔''

اقول: جہاں محمد علی لاہوری نے اہل سنت کے اکثر اجماع مسائل میں اپنے غلط اجتہاد سے صریح اختلاف کیا ہے۔ مثلاً معراج جسمانی، نزول مسیح، نجات مشرک، پیدائش مسیح ابن مریم علیہ السلام، معجزات انبیاء وغیرہ میں وہاں مملوکہ حربی لونڈی سے وطی (ہم بستری) کے متعلق بھی یہ اجتہاد کیا ہے کہ بدوں نکاح کے مالک کو بھی اس سے وطی جائز نہیں۔ ان کے مطالعہ خانہ میں بخاری کے متعدد شروح موجود ہیں۔ جن سے جابجا اقتباس نقل کرتے ہیں۔ مگر اس مسئلہ میں کسی شارح کو اپنا ہم خیال ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ امۃ کے بعد وطاھا کا تفسیری کلمہ جو بخاری کے بعض نسخوں میں موجود ہے۔ اس کو زیادتی اور غلط اندارج کا نتیجہ بتلاتے ہیں اور اس کا اندراج صحیح تسلیم کر کے بھی فرماتے ہیں کہ لونڈی سے وطی مالک بدون نکاح کے نہیں کرتا تھا۔ اگر امۃ کے بعد وطاھا مذکور نہ بھی ہو جب بھی حدیث زیر تنقید میں الفاظ ثم اعتقاھا فتزوجھا یعنی پھر مملوکہ لونڈی کو آزاد کر

کے اس سے نکاح کر لے۔ صاف بتلا رہی ہیں کہ تزوج کا وقوع بعد اعتاق ہے۔ محمد علی لاہوری نے ترجمہ میں تحریف معنوی سے کام لے کر اپنا مقصد پورا کیا ہے۔ کیونکہ فتزوجھا کے صحیح معنے ازروئے لغت عرب نکاح کے ذریعہ سے زوجیت میں لینے کے ہیں۔ مگر محمد علی لاہوری اس لفظ سے مفہوم نکاح کو خارج کر کے زوجیت میں لینے کی یہ شرح فرماتے ہیں کہ مالک لونڈی کو بیوی کے برابر رتبہ دیدے۔ اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ مالک بدون اعتاق وطی حلال کرنے کی خاطر اس سے نکاح کر لے۔ اب کون بندہ خدا اس کو سمجھائے کہ جب مالک نے لونڈی سے نکاح بھی کر لیا اور وطی بھی کر لی۔ تو زوجہ بنانے میں کیا کسر رہ گئی کہ بعد اعتاق پھر اس کو زوجہ کا رتبہ عطاء کرے۔ اگر ان کے استدلال کا کچھ مفہوم زوجہ کے برابر جاننے کا ہوسکتا ہے تو صرف یہ ہے کہ لونڈی کو مالک نکاح اور وطی کے بعد اگر اچھا کھانا اور اچھے کپڑے آزاد بیوی کے برابر نہیں دیتا تھا تو اب بعد اعتاق منکوحہ بیوی کے برابر دیا کرے۔ اگر پہلی حالت میں اسے برا بھلا کہتا یا مارتا پیٹتا تھا تو اب دوسری حالت میں ایسے سلوک کو ترک کر دے۔ اگر زوجہ کے برابر رتبہ دینے کا مفہوم اس کے علاوہ کوئی اور بھی ممکن ہے تو وہ محمد علی لاہوری کے بطن میں ہوگا۔ ورنہ نکاح سے کل حقوق زوجیت خاوند بالغ پر لازم ہو جاتے ہیں۔ محمد علی لاہوری نے خدا جانے عمداً یا سہواً اس امر سے سکوت فرمایا ہے کہ آیا مالک نے قبل از اعتاق جب لونڈی سے نکاح کیا تھا تو کیا مہر بھی مقرر کیا تھا اور دو گواہ کو بھی طلب کیا تھا۔ اگر نہیں کیا تھا تو نکاح فاسد اور اگر کیا تھا تو کسی واقعہ سے یا حدیث سے ثابت کریں کہ قبل اعتاق مالک کا امتہ (مملوکہ لونڈی) سے نکاح مع مہر موجودگی دو گواہ منعقد ہوا کرتا تھا۔ اب نصوص اور واقعات کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے تا کہ محمد علی لاہوری یا ان کا کوئی مرید غور کر کے اس مسئلہ کی حقیقت کو پہچان سکے۔ سب سے اول اس مسئلہ کا فلسفہ بتانا ضروری ہے کہ مالک اپنی مملوکہ لونڈی سے قبل اس کے آزاد کرنے کے کیوں بدون نکاح وطی (ہم بستری) کر سکتا ہے۔

فلسفہ: تبلیغ دین حق کے وقت جو انکار و مقابلہ کرتا ہے وہ اپنی آزادی و جان کی حفاظت کا مستحق نہیں رہتا۔ اس واسطے وہ اور اس کے متعلقین جو اس مقابلہ میں شامل ہیں یا اس مقابلہ کنندہ کے ماتحت ہیں۔ مفتوح ہونے کے بعد فاتح کے قبضہ میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ عورتیں اور مرد اسیر سلطانی ہیں۔ بعد تقسیم ان کو لونڈیوں اور غلاموں کی حیثیت میں اپنے اپنے قابضوں کی ماتحتی میں زندگی بسر کرنی پڑتی ہے اور جب تک مالک خود ان کو آزاد نہ کرے وہ اپنی آزادی کے حق دار نہیں۔ تورات میں بھی یہی حکم ہے۔ مگر اسلام جو رحمت کمال کا مذہب ہے۔ ان کو آزاد کرنے کی ترغیب کئی

طریقوں سے دلاتا ہے اور قبل آزاد کرنے کے ان سے حسن سلوک کی تاکید کرتا ہے۔ جس کی تشریح کا یہ رسالہ متحمل نہیں۔

باقی بیان: محمد علی لاہوری جو مملوکہ لونڈی سے بدون نکاح مالک کو بھی بعد استبراء وطی کی اجازت نہیں دیتے۔ ان کے پاس سوا اپنی اجتہاد کے کوئی شرعی نص نہیں۔ قرآن مجید میں محصنہ سے نکاح کی عدم استطاعت کی صورت میں ایک مسلم کو مومنہ لونڈی سے باذن مالک نکاح کی اجازت ہے۔ مگر غیر مالک کے نکاح میں جا کر بھی وہ بدستور غلامی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر بقول محمد علی لاہوری مالک نے وطی کے جواز کے واسطے اس سے نکاح کر لیا ہوتا تو کسی آیت یا حدیث یا کسی واقعہ میں یہ امر مخفی نہ رہ سکتا کہ غیر مالک کو نکاح کی اجازت دینے کے وقت مالک نے اس کو طلاق بھی دی تھی اور پھر وہ لونڈی عدت شرعی کے بعد غیر مالک کے نکاح میں داخل ہوئی تھی۔ مالک کے نکاح کا تعلق اس وقت پیدا ہو سکتا ہے۔ جب مالک اس کو آزاد کرے اور حدیث زیر تنقید میں بھی بنا بر ڈبل ثواب واجر اسی کی ترغیب ثابت ہے۔ اگر محمد علی لاہوری قبل اعتاق مالک سے اس کا نکاح مانتے ہیں تو ان کو نکاح کے ساتھ مہر کا تقرر اور شہادت دو گواہ کا بھی ماننا ضروری ہے۔ جو نکاح کے واسطے لازمی شرائط ہیں اور اس پر ایجاب صحت وقبول بھی جو رکن نکاح ہیں ثابت کریں۔ مگر وہ قیامت تک بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ اس بارہ میں قرآن شریف کی بعض آیات کا پیش کرنا مناسب ہے۔ تاکہ اس مسئلہ پر پوری روشنی پڑ سکے۔

۱...... ''والذین ہم لفروجہم حافظون ۰ الا علی ازواجہم اوما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین (المؤمنون:۶،۵)'' حفاظت فروج میں زوجہ اور لونڈی مملوکہ کو وطی کے واسطے قرآن مجید نے مستثنیٰ فرمادیا ہے۔ یعنی زوجہ کو بقید نکاح (کیونکہ زوج بنانے کے واسطے نکاح لازمی ہے) اور لونڈی کو بوجہ ملکیت کے جس کی آزادی سلب ہو چکی ہے۔

۲...... ''ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنٰت المؤمنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المؤمنات ۰ واللہ اعلم بایمانکم بعضکم من بعض فانکحوھن باذن اھلھن فاتوھن اجورھن بالمعروف محصنٰت غیر مسافحت ولا متخذات اخدان فاذا احصن فان اتین بفاحشۃ فعلیھن نصف ما علی المحصنٰت من العذاب (النساء:۲۵)''

نوٹ: ان آیات کریمہ میں مسلم غیر مستطیع نکاح حرہ کو کسی شخص کی مملوکہ مسلم لونڈی سے

باذن مالک نکاح باداۓ مہر کی اجازت ہے۔ مگر اس حالت میں بھی اس کی حالت بدستور لونڈی غیر حرہ کی قائم رہتی ہے۔ کیونکہ اس حالت میں اگر وہ زنا کی مرتکب ہوگی تو حرہ سے نصف حصہ حد شرعی کا اس پر جاری ہوگا۔

مشکوٰۃ ص ۳۱۱، کتاب الحدود میں بروایت حضرت علیؓ مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اپنی لونڈیوں اور غلاموں پر خواہ شادی شدہ خواہ غیر شادی شدہ ہوں حد جاری کرو۔ تحقیق رسول اللہ ﷺ کی ایک لونڈی نے زنا کیا تھا۔ پس آپؐ نے مجھ کو اس پر حد جاری کرنے کا حکم فرمایا۔ مگر میں نے اس کو بحالت نفاس پایا تو ڈرا کہ حد جاری کرنے سے وہ مرجائے گی۔ لہٰذا اس امر کا استصواب رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کہ تو نے اچھا کیا۔ اسی حدیث کے ساتھ ابوداؤد کی ایک روایت کا حوالہ اس طرح مذکور ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے۔ حتیٰ کہ اس کا خون بند ہو پھر اس پر حد جاری کر۔ اس حدیث سے ثابت ہے کہ جناب نبی ﷺ نے اس لونڈی سے وطی کی خاطر نکاح نہیں کیا ہوا تھا۔ کیونکہ اگر نکاح ہوتا تو وہ لونڈی آیت تطہیر کے خلاف زنا کی مرتکب نہ ہوتی۔ مگر محمد علی لاہوری کا اجتہاد اگر صحیح تسلیم کیا جائے تو پھر جناب رسول اللہ ﷺ مصداق اس قرآنی نص کے ہرگز نہیں رہ سکتے۔ ''الطیبات للطیبین (نور:۲۶)'' لہٰذا تسلیم کے سوا چارہ نہیں کہ نبی ﷺ نے بنابر وطی اپنی مملوکہ لونڈی سے ہرگز نکاح نہ کیا ہوا تھا۔ کیونکہ الطیبات للطیبین کا اشارہ محض ازواج مطہرات کے واسطے ہے۔ جن سے مملوکہ لونڈی مستثنیٰ ہے اور اس سے صدور زنا کا امکان قرآن سے اور واقعہ کا حدیث مذکورہ سے ثابت ہے۔ مگر ازواج نبی ﷺ زیر آیت تطہیر بسبب نکاح کے پاک ہیں۔

بعض واقعات متعلقہ حربی لونڈی کے

۱...... ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جنگ اوطاس میں ہم نے عورتیں قید کیں۔ حالانکہ ان کے شوہر موجود تھے۔ پس ہم نے ان سے وطی کرنا مکروہ جانا۔ لہٰذا نبی ﷺ سے دریافت کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ''والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم ''پس ہم نے ان کے فروج کو حلال جانا۔ رواہ احمد، والترمذی، والنسائی، وابن ماجہ، ومسلم، وابوداؤد۔

نوٹ: طبرانی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت خیبر کی قیدی عورتوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ پس یہ یہود کی عورتیں کتابی تھیں۔ جن سے بنکاح وبملک بہر دوصورت بعد استبراء وطی حلال ہے۔ مگر جنگ اوطاس والی روایت اصح ہے۔ اس واسطے معلوم ہوتا ہے کہ وہ

عورتیں مسلمان ہوگئی تھیں۔ کیونکہ مشرکہ عورت سے بحالت (ملک یمین) وطی شرعاً حلال نہیں۔ (ماخوذ از تفسیر مواہب الرحمٰن)

۲...... از روئے لغت ''ما ملکت ایمانھم ''لونڈی اور غلام ہر دو کی جانب نسبت صحیح ہے۔ مگر یہاں چونکہ صرف مردوں کا بیان ہے۔ کیونکہ ''ایمانھم ۰ فروجھم ۰ یحافظون '' وغیرہ سب صیغے مردوں پر اطلاق کرتے ہیں۔ جس پر امت کا اجماع ہے۔ ابن کثیر نے باسناد جید قتادہؒ تابعی سے روایت کی ہے کہ ایک عورت نے ایک غلام بنا بر وطی رکھا ہوا تھا اور جب وہ مواخذہ میں پکڑی گئی تو کہنے لگی کہ میں نے یہ فعل ماتحت ''الا ماملکت '' کتاب اللہ کے کیا ہے۔ اس پر بہت سے صحابہؓ نے حضرت عمرؓ خلیفہ وقت سے عرض کیا کہ اس عورت نے آیت اللہ کا بے جا مفہوم سمجھا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے غلام کا سر منڈوا کر اس کو شہر بدر کر دیا اور حکم دیا کہ کوئی مسلمان اس عورت سے نکاح نہ کرے۔ قتادہؒ نے حضرت عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا۔ اس واسطے یہ روایت مرسل ہے۔ مگر مرسل روایت بھی قبولیت کا درجہ رکھتی ہے۔ جب اس میں مفید مسئلہ کا حل ثابت ہو۔ حضرت عمرؓ نے شرعاً اس عورت کا نکاح حرام نہ کیا تھا۔ صرف شبہ کے لحاظ سے اس پر حد جاری نہ کی۔ بلکہ بنا بر سد باب فتنہ جو آیت کی غلط فہمی سے پیدا ہونا ممکن تھا۔ صرف تعزیر پر اکتفاء کیا۔ (موخوذ از تفسیر مواہب الرحمٰن)

۳...... جب بنی مصطلق کو شکست ہوئی تو اسیران جنگ میں جویریہ ایک رئیس زادی ثابتؓ بن قیس کے حصہ میں آئی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پہلے اپنا اسلام ظاہر کیا اور پھر کہا میں ثابتؓ بن قیس کے حصہ میں آئی ہوں۔ وہ روپیہ لے کر مجھے چھوڑنا چاہتا ہے۔ آپؐ میری دستگیری فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا میں اس سے بہتر سلوک تیرے ساتھ کرتا ہوں۔ اگر تو منظور کرے۔ اس نے پوچھا کس طرح؟۔ آپؐ نے فرمایا میں تجھے آزاد کر کے اپنے نکاح میں لے لوں گا۔ یہ سن کر اس نے منظور کر لیا۔ آپؐ نے ثابتؓ بن قیس کو اسی وقت روپیہ دے کر اس سے نکاح کر لیا۔ جب مسلمانوں نے سنا تو انہوں نے بھی اپنے سب قیدیوں کو آزاد کر دیا اور کہا کہ اب یہ ساری قوم نبی ﷺ کی رشتہ دار ہوگئی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں یہ جویریہؓ بڑی برکت کا موجب ہوئی۔ جس کے طفیل اس کی قوم کے سو سے زیادہ آدمی آزاد ہوگئے۔ (ماخوذ از کتاب جواب امہات المومنین سیرت النبی مؤلفہ علامہ شبلی جلد اوّل زیر عنوان جنگ بنی مصطلق اور ابوداؤد میں زیر عنوان جہاد و عتق و کتاب رحمۃ للعالمین میں بھی قریباً اسی طرح مذکور ہے۔)

نوٹ: مذکورہ تین امثلہ سے ثابت ہے کہ حربی لونڈی سے مالک کو بعد استبراء بدون نکاح وطی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ''ما ملکت ایمانھم'' کا تعلق خاص مردوں کے واسطے ہے۔ عورت کو اس آیت کی بناء پر اپنے غلام سے وطی جائز نہیں اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حربی لونڈی کو خریدا اور آزاد کر کے نکاح کے ذریعہ سے ازواج مطہرات میں شامل کر کے ایک عمدہ مثال کی بنیاد ڈال دی اور حدیث زیر تنقید پر خود عمل فرمایا۔ لفظ تزوج اور تزویج میں نکاح کا مفہوم لازمی ہے۔ قرآن میں بھی زوجناکھا زیدؓ کی مطلقہ بیوی کے واسطے مذکور ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس سے نکاح کیا تھا۔ (احزاب:۳۷)

مگر محمد علی لاہوری حدیث زیر تنقید میں فتزوجھا سے نکاح کا مفہوم یہ ہے کہ لونڈی مملوکہ کو صرف زوجہ کا رتبہ دے دے۔ جس کی تردید شروع تنقید میں اہل بصارت کے واسطے کافی ہوچکی ہے۔

تنقید متعلق ص ۳۹، حدیث نمبر ۷۹، فضل الباری شرح بخاری

حدیث محولہ عنوان میں بعض صحابہؓ کا نبی ﷺ کے پاس مدینہ شریف میں بنابر تعلیم دین باری باری کر کے باہر نواح سے آنے کا ذکر ''ینزل یوماً وانزل یوماً'' کے الفاظ سے مذکور ہے۔ یعنی ایک دن فلاح صحابی آتا ایک دن میں یعنی راوی آتا۔ اس پر محمد علی لاہوری اس طرح فرماتے ہیں۔

قال: فلاں فلاں صحابی کے مدینہ آنے پر لفظ نزول بولا گیا ہے۔ حالانکہ وہ آسمان سے نہیں اترا کرتے تھے۔

اقوال: محمد علی لاہوری کو جس طرح خوش قسمتی سے اپنے خاص مشرب کے عقائد کے اظہار کے واسطے قرآن شریف میں بعض مقامات پر بعض الفاظ مل گئے تھے۔ اسی طرح بخاری شریف کے متن میں بھی بعض الفاظ ایسے ہاتھ آگئے ہیں۔ جن سے وہ اپنے خاص عقائد کے استدلال پر بڑے نازاں اور خوش ہیں۔ محمد علی لاہوری اگر اہل علم کے اس مسلمہ اصول کو صحیح تسلیم کرتے ہیں کہ مختلف المعنی الفاظ کا مختلف مقامات میں صحیح مفہوم قرآئن متعلقہ کی مدد سے حاصل ہوتا ہے۔ تو ایسے الفاظ کے واحد مفہوم پر اڑ بیٹھنا لغت کی بے حرمتی کا مرادف ہے۔ لغت میں جب لفظ (نزول) بعد ورود سفر کے واسطے آتا ہے تو اسی لحاظ سے مسافر کو محاورہ عرب میں نزیل بولا کرتے ہیں۔ مگر نزول کے دیگر مفہوم کے واسطے قرائن کی شہادت مطلوب ہوتی ہے۔ چونکہ محمد علی

لاہوری عیسیٰ علیہ السلام کے نزول من السماء کو تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ بزعم و بعلم ان کے کسی ضعیف حدیث سے بھی نزول مسیح کا آسمان سے ثابت نہیں۔ اس واسطے حدیث زیر تنقید کے الفاظ انزل وینزل نے آپ کو اپنے عقیدہ کے ثبوت کا موقع دے دیا۔ اہل سنت کا عقیدہ متعلق نزول مسیح علیہ السلام اجماعی و متواتر ہے اور قریباً بیس احادیث صحیحہ اس کی شہادت پر موجود ہیں۔ جن میں بعض ایسی بھی ہیں کہ صریح لفظ سماء کا ان میں موجود ہے۔ قادیانی مسیح کا بھی بوقت تصنیف براہین یہی عقیدہ تھا۔ کیونکہ اس وقت وہ اسلامی خدمت کے لئے آمادہ ہوگئے تھے۔ اگرچہ کتاب براہین میں بعض ایسی آیات و پیش گوئیاں درج کر دی تھیں کہ آئندہ مواقع پر حسب ضرورت وہ اپنے اوپر چسپاں کر سکیں۔ بعد ازیں جب سلسلہ پیری مریدی شروع ہوا تو پہلی بسم اللہ آپ نے مثیل مسیح ہونے کی کر دی اور رفتہ رفتہ خود مسیح موعود و مجدد و ظلی و غیر تشریعی نبی وغیرہ تک دائرہ وسیع ہوگیا۔ جو امور اس قدر ظاہر و مشہور ہیں کہ ان کے ثبوت کا یہ رسالہ متحمل نہیں ہوسکتا۔ سیالکوٹ میں فارسی دفتر ضلع میں پندرہ روپیہ کے محرر تھے۔ طبیعت امیرانہ تھی۔ گذارہ معقول نہ دیکھ کر مختاری کے امتحان میں شامل ہوئے۔ مگر بدقسمتی سے ناکام ہو کر لاہور مسجد اہل حدیث چینیانوالی میں فروکش ہوگئے۔ وہاں بمشورہ مولوی محمد حسین بٹالوی کتاب براہین کی بنیاد رکھ دی۔ پھر وطن مالوف قادیان جا کر کام شروع کیا اور کتاب کے پیشگی چندوں نے آپ کو مرفہ الحال کر دیا۔ مگر کتاب کی حسب وعدہ ساری جلدیں تیار کرنا غیر ممکن ہوگیا۔ کیونکہ آپ ایسے مشاغل میں ہمہ تن و ہمہ وقت مصروف ہوگئے۔ جس سے جدید دعاوی کا ثبوت پبلک میں مشتہر ہو۔ مگر مطلوب چونکہ مرفہ الحالی اور بڑائی تھی۔ مریدوں کا ایک باضابطہ رجسٹر تیار کیا جا کر اعلان کر دیا کہ جو مرید ہر ماہ میں خواہ کتنی رقم ہی ہو قادیان میں بطور چندہ ارسال نہ کرے گا۔ اس کا نام مریدوں کی فہرست سے فوراً کاٹ دیا جائے گا۔ دعاء خاص کے واسطے نذرانوں کی ترغیب و ترہیب کا پہلو بھی نظر انداز نہ کیا گیا۔ المختصر آمدنی کا معقول انتظام کر کے پھر علماء اہل سنت سے دست و گریباں ہونا شروع کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے مسیح قادیانی کے عقائد مخترعہ سے بیزاری ظاہر کر کے قوم کو اس کے جال میں پھنسنے سے جوابی تصانیف و تقریری ذرائع سے روکا تھا۔ اگرچہ عربی فارسی و اردو میں خاصی تحریر لکھ سکتے تھے۔ مگر علم قرآن و حدیث جس قدر استادوں سے حاصل کیا تھا۔ اس میں اپنی تاویلات کا دروازہ اس قدر فراخ کر دیا کہ بے باکانہ جو چاہا مریدوں سے منوالیا۔ جو بے چارے بعض تو کم علمی کے سبب سے بعض عمدہ کھانوں کے لالچ سے بعض منظور نظری کے خیال سے بعض شامت اعمال کی وجہ سے قادیانی

جال میں پھنسے رہے اور چونکہ تقلید ان کا مشرب ہوگیا تھا۔ کسی خلاف شرع قول وفعل امام پر حرف گیری نہ کر سکتے تھے۔ زیادہ وضاحت سے کچھ باتیں از یں بعد بیان ہوں گی۔ مگر اوّل ایک مختصر حدیث مسیح قادیانی کے علم کی ناظرین سن لیں۔ جس پر حکیم نور الدین صاحب بھیروی مشیر اعظم نے بھی صاد کر دیا تھا۔ یہ مولوی نور الدین مرزائی پہلے حنفی المذہب بعد ازاں اہل حدیث بعد ازاں نیچری عقائد کے پلٹے کھاتے ہوئے در دولت قادیانی مسیح پر حاضر ہو کر ان کے وزیر اعظم ومنظور نظر بن گئے تھے۔ بلکہ ان صادق مہاجرین سے تھے جنہوں نے اپنے شہر مالوف کو خیر باد کہہ کر خاص قادیان کو جائے اقامت اختیار کر لیا تھا۔

حدیث مخترع

''کان فی الهند نبی اسود اللون اسمه کاهن ''یعنی ملک ہندوستان میں ایک کالے رنگ والے نبی ہو چکے ہیں جن کا نام کاہن تھا۔ (چشمہ معرفت ص ۱۰، خزائن ج ۲۳ ص ۳۸۲)

اس حدیث کی سند روایت کا کوئی پتہ ونشان وحوالہ کتاب نہ قادیانی صاحب کی تحریروں میں مل سکتا ہے نہ کسی صاحب ایم۔اے یابی۔اے مرید نے اس کا سراغ بتلایا ہے۔ نہ اس کے ماٰخذ کی تحقیق کی۔ کیونکہ مرشد اقدس کا فرمان صادر ہو چکا تھا کہ جس کو میں حدیث کہہ دوں وہ حدیث ہے اور جس پر میری تصدیق نہ ہو وہ ردی میں پھینک دو۔ یہ حدیث اس وقت آپ نے فرمائی تھی جب ہندوؤں کے کرشن اوتار بننے کا سودا آپ کے دماغ میں سما چکا تھا۔ اب کاہن یا کرشن صاحب کا عقیدہ ان کی کتاب گیتا سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تناسخ کا قائل تھا۔ مگر قادیانی حضرت صاحب اس کو پیغمبروں کی صف میں کھڑا کرتے ہیں۔ حالانکہ ہر نبی اللہ کی تعلیم میں ایمان بالتوحید وایمان بالآخرت لازمی جزو ہے۔ جیسا کہ کامل کتاب قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اندریں صورت کسی علمی یا منصوص اصول کی بناء پر قادیانی جماعت سے کسی دینی مسئلہ کے متعلق قطعی فیصلہ کرنا تضیع وقت ودماغ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ اسی طرح نزول من السماء پر بھی احادیث شاہد ہیں اور بعض میں لفظ سماء بھی موجود ہے اور مسیح موعود کے نزول کے قرآئن اس قدر ہیں کہ وہ نہ تو کسی سابقہ مدعی مسیحیت پر صادق ہو سکے۔ نہ قادیانی حضرت پر اور شخصیت مسیح موعود کوئی استعارہ کی حیثیت نہیں رکھتی۔ جس کی تاویل جائز ہو۔ بلکہ وہ اسم علم ہے۔ جس کی تاویل از روئے علمی اصول باطل ہے۔ جس طرح قرآن مجید میں متعدد دفعہ عیسیٰ بن مریم مذکور ہے۔ اسی نام سے حدیثوں میں بھی مذکور ہے اور جب قرآن شریف والا

عیسیٰ بن مریم غیر معین نہیں ہوسکتا۔ تو احادیث والا عیسیٰ بن مریم غیر معین کیونکر ہوسکتا ہے؟۔ علاوہ ازیں قرائن مسیح موعود کے نزول کے متعلق ایسے ہیں کہ جو مدعی ان کے معیار پر ثابت نہ ہو وہ بالضرور کاذب مسیح ہوگا اور معیار منصوصہ پر سلف میں جس کو یقین مع علم تھا۔ اس نے کسی مدعی مسیحیت کو قبول نہ کیا۔ اسی طرح فی زمانہ اسی معیار کو مدنظر رکھنا ضلالت سے بچا سکتا ہے۔ ورنہ بے علمی یا معیار منصوصہ نبی ﷺ پر یقین نہ کرنے کی صورت میں اگر کوئی ضلالت کے گڑھے میں گرنا پسند کرے تو بے شک پڑا گرے۔ احادیث میں معیار مسیح موعود تو زیادہ ہے۔ مگر مختصراً یہاں بھی لکھ دینا مناسب ہے۔ شاید کسی سعید روح کو فائدہ ہو۔ بعد ازیں اختیار ہے۔ خواہ کوئی نبی کریم ﷺ کی بات کو مانے خواہ مسیح کاذب کی بیعت میں داخل ہوکر اور بہشتی مقبرہ کا معینہ چندہ دیگر جنت دجال میں چلا جائے۔

معیار و قرائن مسیح موعود

۱...... نزول دمشقی منارہ پر۔

۲...... بعد ظہور مہدی۔

۳...... مہدی کی امامت میں بطور مقتدی بلکہ مہدی کی امامت کا محرک۔

۴...... قاتل دجال خاص جو نبوت اور خدائی ہر دو کا مدعی ہوگا اور عجیب عجیب خارق عادت افعال دکھلائے گا اور اس کا فتنہ دنیا کے کل فتنوں سے بڑھ کر ہوگا اور نبی ﷺ نے اور بھی علامات اس کے فرمائے ہیں۔ مگر مسیح موعود اس کا قرار واقعی قاتل قرار پر چکا ہے۔ اس کا مداح دماتحت نہ ہوگا۔

۵...... یاجوج ماجوج مسیح موعود کی دعا سے ہلاک ہوں گے۔

۶...... اس کے عہد میں ایک ہی واحد ملت اسلام کے سوا سب دین مٹ جائیں گے نہ دلائل سے بلکہ عملاً۔ کیونکہ از روئے دلائل تو مدت کے مٹ چکے ہیں۔

۷...... مسیح موعود مقام روحا سے احرام باندھ کر بیت اللہ شریف کا حج کرے گا۔

۸...... نکاح کر کے صاحب اولاد ہوگا۔ کیونکہ پہلی زندگی قبل رفع الی السماء میں وہ بدون بیوی کے رہا تھا۔

۹...... مدینہ شریف میں فوت ہوکر حجرہ نبی میں دفن ہوگا اور اس حجرہ شریف میں ان کے واسطے چوتھا کونہ اب تک حضرت صدیقؓ وحضرت فاروقؓ کے پاس خالی پڑا ہے۔ جس کا

نقشہ بھی دوصدی سے زیادہ ہوئے اہل سنت نے اپنی بعض کتب میں لکھ دیا ہے۔

۱۰...... قرآن مجید سورۂ زخرف پارہ ۲۵ میں ذکر ابن مریم علیہ السلام کے بعد ''وانہ لعلم للساعۃ '' کے ماتحت مسیح موعود قیامت کی دس قریبی نشانات فرمودہ نبی ﷺ میں سے ایک نشان قرار پاچکا ہے۔ اس کے متعلق قرآن کریم بعد ازیں فرماتا ہے کہ اس نشان میں شک کر کے شیطان کی پیروی نہ کرو۔ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ قرآن مجید نے ابن مریم کا ذکر کر کے اس کو قیامت کا ایک نشان بتلایا۔ پھر بعد ازیں بھی ذکر ابن مریم کو جاری رکھا تاکہ ماقبلی ومابعدی تذکرہ کی دلیل سے ضمیر انہ کی کسی غیر کی طرف راجع ومنسوب نہ ہوسکے اور پھر مزید برآں اس پیشین گوئی پر شک کرنے والے کو شیطان کا مرید کہا ہے۔

نوٹ: قیامت کے قریب خاص دس نشانات سب خارق عادت امور ہوں گے۔ جن میں نزول ابن مریم بھی داخل ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمادیا ہے۔

نتیجہ: اب لاہوری اور قادیانی ہر دو جماعت مذکورہ دس علامات اپنے مزعومہ مسیح میں ثابت کردیں۔ ورنہ اہل سنت ان کو صریح منکر احادیث صحیحہ نبی ﷺ اور گمراہ جان کر خارج از ملت ما انا علیہ واصحابی کا فتویٰ صادر کرنے میں حق بجانب ہیں۔

دجل مریدان مسیح قادیانی

یہ حقیقت ثابت ہے کہ ان ہر دو جماعت کے اشخاص خاص اس ملک میں اور غیر ممالک میں اپنے آپ کو اہل سنت حنفی ظاہر کرتے ہیں۔ تاکہ دیگر مسلمان ان سے بدظن نہ ہوجائیں۔ پھر اس پردہ میں اسلام کی اشاعت کا بہانہ کر کے اپنے خاص مشرب کے عقائد کی تبلیغ شروع کردیتے ہیں۔ بےشک قرآن بھی پڑھتے ہیں۔ نمازیں بھی قبلہ رو ہوکر ادا کرتے ہیں۔ مگر عقائد میں تفسیر وتاویل ومعانی حسب ہوائے نفس اہل سنت سے بالکل الگ کرتے ہیں اور قادیانی بیعت کے بعد ہر ایک مدعی معارف قرآن کا بن جاتا ہے۔ یہ اہل سنت ہرگز نہیں۔ کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہؒ معراج جسمانی نبی ﷺ ونزول مسیح من السماء کے قائل ہیں اور جو محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا مدعی ہو اس کو کافر جانتے ہیں اور بھی بعض عقائد امام اعظمؒ سے یہ ہر دو جماعت الگ ہیں۔ جن کا بیان موجب طوالت ہے۔ پس غور وتحقیق سے ثابت ہوچکا ہے کہ یہ ہر دو جماعت اس امام قادیانی کے متبع ہیں۔ جو ان متفقہ پیش گوئیوں کا پورا مصداق ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے مدت مدید سے صادر ہوچکی ہیں۔

۱...... انجیلی پیشین گوئی

انجیل متی باب۲۴ بطور خلاصہ بہت سے جھوٹے نبی اور مسیح ظاہر ہوں گے اور ایسے عجائبات دکھلائیں گے کہ بعض برگزیدہ بھی ان کے متبع ہوجائیں گے۔

۲...... بخاری پارہ۱۴ ج اص۵۰۹

فرمایا نبی ﷺ نے کہ قیامت سے پہلے تیس دجال کذاب کا دنیا میں آنا ضروری ہے اور ان میں کا ہرایک نبی اللہ ہونے کا دعویٰ کرے گا۔

اب ہر دو مذکورہ الہامات دو اولوالعزم پیغمبروں کی زبان مبارک سے فرمائے ہوئے معیار پر مسیح قادیانی کو پرکھنے کے واسطے راقم الحروف اس کے صریح کذب وافتراء خیانت وتحریف لفظی اور دجل کے امثلہ پیش کرتا ہے۔ جس کو اس کے متبع حب الشئی یعمی ویصم کی وجہ سے بالکل نہ پہچان کر اس کے جال میں پھنس گئے۔ جن میں ایم۔اے یا بی۔اے اور اہل علم عربی دان بھی شامل ہیں۔

کذب وافتراء کی مثال

جب قادیانی صاحب کو قبل نزول مسیح موعود ظہور مہدی کا مسئلہ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں ثابت ہے۔ خود مہدی بننے کے خیال سے ناگوار معلوم ہوا تو یوں فرمادیا۔

بطور خلاصہ ''مہدی والی کسی حدیث کو صحیحین (بخاری مسلم) کے محقق محدثین نے بوجہ عدم صحت اپنی صحیح کتب میں درج نہیں کیا۔ حالانکہ اپنی ان ہر دو کتب میں آخری زمانہ کے متعلق انہوں نے بذریعہ احادیث پورا نقشہ کھینچ کر سامنے رکھ دیا ہے۔''

(ازالہ اوہام حصہ۲ ص۵۱۸، خزائن ج۳ ص۳۷۸)

بہت خوب! مگر جب خود مہدی بننے پر جم گئے تو پھر اسی بخاری کے حوالہ سے اس طرح فرماتے ہیں۔

بطور خلاصہ

''مہدی کے وقت آسمان سے یہ آواز آئے گی۔ ''ھذا خلیفة اللہ المھدی '' اور سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ کی ہے۔ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ (بخاری) میں درج ہے۔''

(شہادت القرآن مصنفہ خود ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷)

نوٹ: نشان کسوف وخسوف ماہ رمضان والے کو غالباً مہدی کے ظہور کی علامت قرار دے کر اس کو آسمانی آواز بیان کرنا بطور استعارہ کے تھا۔ مگر حیرت پر حیرت ہے کہ اس آسمانی شہادت کی اہمیت وصداقت کو بخاری کا حوالہ دے کر کیسے تاکیدی الفاظ سے ظاہر کرتے ہیں۔ بخاری پر الگ افتراء ہے اور جناب نبی ﷺ پر الگ افتراء ہے اور جھوٹ بات کو نبی ﷺ سے منسوب کرنے کے وعید جہنم سے قادیانی صاحب انتہائی بے باکی اختیار کر رہے ہیں۔ مطلب برآری کے وقت خود حدیث گھڑ لینا یا کسی حدیث کو کسی محدث کی کتاب کے سر تھوپ دینا ان کے اصول میں داخل ہے۔ اس تقویٰ وعلمیت وسلطان القلمی پر ان کے مرید لٹو ہو رہے ہیں اور کیا مجال کہ کوئی چون وچرا یا اصلیت کی تحقیق کر کے ایسے کاذب ومفتری کی تقلید سے آزاد ہو۔ اس عجیب پریشانی دماغ کی امثلہ کثیر ہیں۔ مگر بخوف طوالت قلیل نمونہ پر اکتفاء مناسب ہے۔

تحریف لفظی وخیانت کی مثال

جب قادیانی صاحب کو مجدد بننا منظور ہوا تو حضرت مجدد سرہندیؒ کی مکتوبات جلد۲ سے بطور تصدیق یوں لکھ دیا۔

بطور خلاصہ

''مجدد سرہندی اپنی مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ جس شخص کو کثرت مکالمہ ومخاطبہ کا شرف حاصل ہو اور بہت سے امور غیبیہ اس پر کھولے جائیں۔ وہ مجدد ہوتا ہے۔''

(ازالہ اوہام حصہ۲ ص۹۱۴،۹۱۵، خزائن ج۳ ص۶۰۰،۶۰۱)

بہت خوب! مگر جب قادیانی صاحب کو نبی بننا منظور ہوا تو (حقیقۃ الوحی ص۳۹۰، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶) میں مذکورہ مکتوب میں تحریف لفظی کر کے بجائے لفظ مجدد لفظ نبی پیش کر دیا اور مجدد کے بعد جو مثال وہاں حضرت عمرؓ کی مذکور تھی۔ اس کو عمداً خورد برد کر دیا۔ ایمان فروش عطار کی طرح ایک ہی بوتل سے دو الگ الگ قسم کا عرق نکال دینا ان کے اصول میں داخل تھا۔

دجل ومکر کی امثلہ

قادیانی صاحب نثر میں تالیف وتصنیف کتب وغیرہ کے علاوہ شعر گوئی سے بھی بے بہرہ نہ تھے اور جس طرح ان کی نثر میں سوائے اپنے دعاوی باطلہ کے کوئی حق بات بھی ہوا کرتی تھی۔ اسی طرح ان کے اشعار میں بھی دعاوی اور اظہار اتباع نبی ﷺ اور ایمان بالمعجزات قرآنی مترشح

ہوتا تھا۔ جس سے مقصود پھنسے ہوئے مریدوں کو قابو رکھنے اور دوسرے مسلمانوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے سوا اور کچھ نہ ہوتا تھا۔ جب کوئی مخالف قادیانی صاحب کا ان کی تحریر کی بناء پر اعتراض کرتا کہ دیکھو جی تمہارے حضرت اقدس فلاں جزء ایک نبی کی توہین کر رہے ہیں اور معجزہ قرآنی سے انکار کر رہے ہیں جو ایک معمولی مسلمان بھی نہیں کر سکتا تو جھٹ مرید اشعار ذیل قادیانی کے اس کو سنا کر لعنت اللہ علی الکاذبین کے جواب سے لاجواب کر دیتے ہیں۔

اشعار

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفی مارا امام و پیشوا

ہست او خیر ارسل خیر الانام — ہر نبوت رابروشد اختتام

معجزات انبیائے سابقین — آنچہ در قرآں بیانش بالیقین

برہمہ از جان و دل ایمان ماست — ہرکہ انکارے کند از شقیاست

اب ان اشعار پر مسیح قادیانی کا جو ایمانی اور عمل ثابت ہے اس کو ملاحظہ کیجئے۔

(سراج منیر ص۹۳،۹۴، خزائن ج۱۲ ص۹۵،۹۶)

۱...... ''اس نبی ﷺ کے واسطے ایک خسف واقعہ ہوا۔ مگر میرے واسطے دو کا'' (قمر اور سورج کا)۔ (اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳)

نوٹ: نہایت لطف کی بات اس اظہار ذبل فضیلت میں جو قادیانی صاحب نے اپنے امام اور خیر الرسل پر کی ہے۔ یہ ہے کہ اپنے ہر دو کسوف و خسوف (چاند گرہن و سورج) کی خاطر جناب نبی ﷺ کے شق القمر کو بگاڑ کر خسف بیان کیا ہے۔ تا کہ تقابل قائم ہو۔ مگر نہ قرآن پر یقین کیا جہاں شق القمر سورۂ قمر میں موجود ہے۔ نہ اس کی تفسیر کا لحاظ رکھا۔ جو احادیث صحیحہ میں ہے۔ خسف کی حالت میں چاند کلاً یا جزواً تاریک ہونے کی وجہ سے صرف نظر نہیں آتا۔ مگر وجود اس کا بلا تقسیم اجزاء سالم کا سالم رہتا ہے۔ لغت کی بناء پر بھی لفظ شق القمر پھٹ جانا یا ٹکڑے ہو جانے کا مفہوم ہے۔ جو خسف کے بالکل خلاف ہے۔ قادیانی صاحب اپنے مقصود کی خاطر لغت و احادیث مفسرہ کو ردی میں پھینک دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ مدعی ہیں کہ میں مسیح موعود حکم ہو کر آیا ہوں۔ حالانکہ بموجب احادیث صحیحہ مسیح موعود صرف اسلامی شرع کا پابند ہوگا نہ اس قسم کا حکم احادیث و لغت ہر دو کو رد کر دے گا۔ جس سے اسلام کی مخالفت ظاہر ہو۔ قادیانی مسیح خود غیر مسلم حکومت کا محکوم و مداح رہا۔ اپنے مقدمات کی پیروی میں غیر مسلم حکام سے چارہ جوئی کا ہزار ہا روپیہ مریدوں سے لے کر بڑی پریشانی سے تدارک کراتا رہا۔ بلکہ ایک مقدمہ میں بعد فرد جرم قائم ہونے کے مبلغ

پانسو روپے کا بطور جرمانہ عدالت نے مسیح قادیانی کو حکم سنا دیا۔ جو اپیل سے بمشکل معاف ہوا۔ یہ ہے کیفیت قادیانی مسیح کے حکم ہو کر آنے کی۔

۲...... بطور خلاصہ (ازالہ اوہام حصہ۲ ص۶۹۱، خزائن ج۳ ص۴۷۳) ''اگر آنحضرتﷺ کو بوجہ عدم موجودگی نمونہ پوری حقیقت ابن مریم، دجال، یاجوج ماجوج، دابۃ الارض کی بذریعہ وحی منکشف نہ ہوئی تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔''

نوٹ: دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ برآمد ہوتا ہے کہ قادیانی حضرت کی وحی کامل تھی اور جناب محمدﷺ کی وحی ناقص تھی اور اللہ تعالیٰ نے ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (مائدہ:۳)'' اور ''یتم نعمته علیك (فتح:۲)'' جو آیات قرآن شریف میں متعلق تکمیل نعمت اسلام وتکمیل نعمت خاص بحق محمد رسول اللہﷺ نازل کی ہیں۔ وہ بالکل (معاذ اللہ) جھوٹ ہیں۔ ناظرین نے اب معلوم کر لیا ہوگا کہ قرآن شریف اور جناب محمد رسول اللہﷺ پر قادیانی مدعی کا ایمان مطابق اشعار مذکورہ حقیقتاً ہے یا دجالانہ؟۔ جو دس نشانات متعلق قیامت جناب نبیﷺ نے فرمائے ہیں۔ ان میں مغرب سے آفتاب کا طلوع بھی ہے اور دیگر نشانات معہ نزول عیسیٰ بن مریم سب خوارق عادت (مشکوٰۃ باب العلامات بین یدی الساعة ص۴۷۲) میں بروایت مسلم مذکور ہیں اور قادیانی مدعی نے ہر ایک کی تاویل خلاف عقائد اہل سنت کر کے اسلام میں فتنہ برپا کر دیا ہے اور عقائد ''ما انا علیه واصحابی'' سے مسلمانوں کو ہٹا کر اپنے جدید مذہب کی تعلیم اسلام کے پردہ میں دی ہے۔

اشعار میں ہر طرح وہر قسم کی نبوت کے خاتمہ کا اقرار ثابت ہے۔ مگر عملاً کسی قسم کی نبوت باقی رہنے نہ دی۔ جس کا دعویٰ قادیانی صاحب نے نہ کیا ہو۔ بروزی ظلی، غیر تشریعی، حتیٰ کہ تشریعی کا بھی اور خدائی کا بھی۔ احادیث میں مذکور ہے کہ دجال نبوت اور خدائی ہر دو کا مدعی ہوگا۔ اس کے متعلق راقم الحروف کی سمجھ میں ایک عمدہ نکتہ یہ آیا ہے کہ دجال کے ساتھ خدائی دعویٰ کے علاوہ نبوت کا دعویٰ اس واسطے مذکور ہے کہ بعض صوفیائے کرام جو حالات استغراق ومحویت میں انا الحق اور انا اللہ بے خود ہو کر کہہ دیں گے۔ وہ اگرچہ شرعاً قابل مواخذہ ہیں۔ مگر دجالی طور پر ہرگز محمول نہ ہوگا۔ کیونکہ جس جس اہل اللہ کے متعلق ہم مختلف کتب سے ایسے مذکورہ کلمات پڑھتے ہیں وہ نبوت کے، ہرگز مدعی نہیں ہوں گے۔ توحید کے غلبہ میں بحالت سکر واستغراق یہ کلمات ان سے بے اختیارانہ سرزد ہوئے ہیں۔ مگر ہم ان کے متعلق یہ بھی ساتھ ہی پڑھتے ہیں کہ بحالت صحو یا افاقہ ان کو جب ایسے کفریہ کلمات کی اطلاع ملی تو انہوں نے تاکیدی قسم کھا کر ان کلمات کے اظہار

سے اپنی مطلق بے خبری کا عذر پیش کیا اور توبہ واستغفار سے اس کی تلافی کر دی۔ یا بہ تقاضائے مصلحت شرعی سزا کو قبول کر لیا۔ اب قادیانی مدعی کے کلمات متعلق دعویٰ خدائی اس طرح ہیں۔
''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور نئی زمین وآسمان بنانا چاہا۔ پس میں نے ان کو پیدا کر دیا۔'' (کتاب البریہ ص۸۵، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

قادیانی صاحب بجائے توبہ واستغفار کے ایسی کفریہ خواب کی تلافی کرنے اور معذرت کرنے کے بڑے وثوق سے اس کا اعلان مشتہر کرتے ہیں۔ گویا اس شیطانی القاء کو وحی خیال کرتے ہیں۔ پس دجال معہود کے دعویٰ خدائی ونبوت میں مسیح قادیانی کی کامل مشابہت ثابت ہے۔ اس دعویٰ کی حمایت اور تصدیق میں پشاور کے ایک مرید نے ایک رسالہ بنام ''ملفوظ الاولیاء'' شائع کر کے بعض مسلم صوفیائے کرام کے اسی قبیل کے کلمات اور دعاوی کفریہ کا حوالہ مختلف کتب سے دیکھ کر قادیانی کو بھی انہی اولیاء میں داخل کر دیا ہے۔ مگر جیسا راقم الحروف ابھی بیان کر چکا ہے۔ مؤلف رسالہ مذکور نے خود دجل اختیار کیا ہے۔ کیونکہ جس طرح ایسے کفریہ کلمات سے صوفیائے کرام واولیائے سلف نے استغفار یا قبولیت شرعی تعزیر سے اس غیر عمد گناہ کی تلافی کر دی ہے۔ جیسا ان کے سوانح سے ثابت ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی مؤلف نے قادیانی مدعی کی طرف سے ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ اس کو حق بجانب قرار دے کر دجال کے دجل میں پورا حصہ لیا ہے۔

۳..... معجزات انبیاء مذکورہ قرآن مجید کا یقین (شق القمر) کے تحت میں جو قادیانی صاحب کو حاصل تھا اس سے پہلے ابھی بیان ہو چکا ہے۔ مگر صراحت سے تحقیر جس قدر عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات قرآنی کے متعلق جو الفاظ قادیانی مدعی نے ازالہ اوہام ودیگر تحریرات میں استعمال کئے ہیں۔ مثلاً مکروہ، قابل نفرت، عمل الترب، مسمریزم وغیرہ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ دجل کا کمال اس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ اشعار میں لوگوں کو کچھ سنایا اور عمل اس پر یہ کیا کہ حقارت کا کوئی لفظ حافظہ اور لغت میں باقی نہ رہنے دیا۔ جو معجزات حضرت ابن مریم علیہ السلام کے بارہ میں استعمال نہ کیا ہو۔ یہ معجزات عطیہ وموہوبہ الٰہی تھے۔ جن کا ذکر قرآن مجید میں دو دفعہ مذکور ہے۔ یعنی (سورہ آل عمران اور سورۂ مائدہ میں) اور ہر ایک معجزہ کے اظہار پر باذن اللہ یا باذنی کے صریح الفاظ مذکور ہیں۔ جن کو خدا تعالیٰ یاد کرا کر حضرت مسیح علیہ السلام سے اس نعمت کا شکریہ طلب فرماتا ہے۔ نعمت دینے والا اللہ تعالیٰ ہو اور لینے والا پیغمبر خدا ہو۔ مگر قادیانی صاحب کو یہ عطیہ ایک آنکھ نہیں بھاتا اور حسد وبغض کی آگ سے اس قدر جل بل گئے کہ ان کو مار کر اور کشمیر میں دفن کر کے خود ان کے رتبہ پر قابض ہو گئے۔ ا[illegible]ں سے یہ شعر ازبر کرایا۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

محمد علی لاہوری نے جب خلافت حاصل نہ ہونے کی وجہ سے بعد وفات خلیفہ اوّل قادیان سے بستر بوریا اٹھا کر لاہور میں خلافت کی ہوس میں اپنے عقائد کی الگ جماعت بنا کر خلافت کی بجائے امارت کی صدارت حاصل کی تو بعض عقائد میں مسیح قادیانی کے بیٹے خلیفہ ثانی سے بالکل الگ ہو گئے۔ حالانکہ خلیفہ اوّل کے وقت تک سب مرید مساوی العقائد تھے۔ محمد علی لاہوری، مرزا قادیانی حضرت کی نبوت کے قابل نہیں۔ مگر خلیفہ ثانی اپنے باپ کی نبوت کو بڑے زور وشور سے بر بناء تحریرات پدر خود ثابت کرتا ہے اور محمد علی لاہوری، قادیانی حضرت کی تحریرات سے نبوت کی نفی کرتے ہیں اور عجیب حیرت کا مقام ہے کہ اس اصولی اختلاف کے بانی خود مرزا قادیانی صاحب ہیں۔ ہاں دعویٰ مسیحیت قادیانی کو ہر دو جماعت لاہوری وقادیانی تسلیم کرتے ہیں۔ محمد علی لاہوری نے قرآن کا انگریزی ترجمہ معہ تفسیر جو قادیان میں شروع کیا تھا۔ اس کی تکمیل بحالت امارت لاہور میں کی۔ اس کے دیباچہ میں فرماتے ہیں۔

''میں نے چشمہ مسیح موعود یعنی حضرت قادیانی کی صحبت وعلم سے کافی حصہ حاصل کیا ہے'' اور ہونا بھی یہی چاہئے تھا۔ کیونکہ یہ بھی مہاجرین اوّلین سے تھے۔ ایم۔اے، ایل۔ایل۔بی کی سندات سے الگ ممتاز تھے۔ اس واسطے تاویلات میں اپنے مرشد سے بھی چند قدم بڑھ گئے۔ چنانچہ مرشد صاحب تو ابن مریم علیہ السلام کی ولادت بے پدر کو تسلیم کرتے ہیں۔ مگر محمد علی لاہوری نیچری ومعتزلہ عقائد کی اتباع میں حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش باپ سے منسوب کرتے ہیں۔ اہل القرآن جدید فرقہ منکر احادیث رسول اللہ کے اردو ترجمہ قرآن سے بھی بعض مقامات پر محمد علی لاہوری کے عقائد میں قادیانیت کا کثیر حصہ اور نیچری واہل قرآن واہل سنت کے عقائد کا حصہ بھی کم وبیش شامل ہے۔ محمد علی لاہوری مسیح قادیانی کی مسیحیت ومجددیت کے منکر کو بظاہر کافر تو نہیں کہتے۔ مگر عملاً اہل سنت کی نمازوں اور جنازوں میں برملا عام طور پر شامل نہیں ہوتے۔ کیونکہ جب اہل سنت کے عقائد سے کلاً متفق نہیں تو اپنی مساجد وغیرہ کا علیحدہ انتظام کرنا ان کے نزدیک لازمی ہے۔ مگر قادیانی یا محمودی جماعت مسیح قادیانی کی نبوت کے منکر کو صریحاً کافر کہتے ہیں اور دوسرے غیر قادیانی مسلمانوں کے ہمراہ نماز وجنازہ میں بالکل شامل نہیں ہوتے نہ اپنی لڑکیاں ان کو دیتے ہیں۔ مسیح موعود کے بارہ میں قادیانی کے عقائد پر کوئی

مبصر اور محقق غور کرے تو بالیقین انشاءاللہ اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ ان کو خبط دماغ کا مرض لاحق تھا۔ جس کو اصطلاح طب میں (مراق، مالیخولیا) بولتے ہیں۔ یہ نامراد مرض مریض کے دماغ کو ایسا پریشان کر دیتی ہے کہ آگاہ پیچھا قول کا بالکل فراموش ہو جاتا ہے اور اکثر بالکل متضاد اقوال مریض سے سرزد ہوتے ہیں۔ بالخصوص جب اس مرض کا دورہ ہو۔ اس مرض کا اظہار قادیانی صاحب کی تحریرات سے ثابت ہے۔ مگر آپ کے پسر خلیفہ ثانی نے بھی جب اس مرض کی خود تصدیق کر دی ہے تو اس بارہ میں مزید تحقیق کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ چنانچہ (ریویو بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء ص ۱۱) پر اس طرح فرماتے ہیں۔

بطور خلاصہ

''حضرت مسیح موعود کو یہ مرض (مراق) ورثہ میں نہیں ملا تھا۔ مگر جب خاندان میں اس کی ابتداء ہو چکی تو پھر آئندہ نسل میں یہ مرض منتقل ہے۔ چنانچہ مجھ کو بھی کبھی کبھی اس مرض کا دورہ ہو جاتا ہے۔''

باپ اور بیٹے خلیفہ ثانی ہر دو کے مرض مراق کی امثلہ کے واسطے اگر کوئی محقق ایک علیحدہ رسالہ مخصوص کر سکے تو فراغت کے وقت اس کا مطالعہ نہایت دلچسپ شغل ہو سکتا ہے۔ افسوس اس لطف سے ناظرین کو راقم الحروف بوجہ قلت گنجائش پورا بہرہ اندوز نہیں کر سکتا۔ البتہ چند دلچسپ و معنی خیز امثلہ باپ اور پسر خلیفہ ثانی ہر دو کی بطور متبرک ہدیہ کے اس موذی مرض مراق کے متعلق اس جگہ پیش کر کے ناظرین سے انصاف کا طالب ہے کہ اسی تبرک چشمہ کے فیض یاب محمد علی لاہوری ہیں اور اسی چشمہ روحانی سے خلیفہ اوّل و خلیفہ ثانی حتیٰ کہ کل مریدان انجیلی پیشین گوئی کا پورا ہونا بھی لازمی تھا۔ کاذب مسیحوں کے جال میں بعض اہل علم و بصیرت بھی پھنس جائیں گے۔ جس کا ذکر اوراق ماسبق میں گذر چکا ہے۔

نمونہ امثلہ مرض مراق مسیح قادیانی

مثال اوّل ...... الف ...... مسیح ابن مریم کے نزول کا عقیدہ کوئی ایمانیات کی جزو نہیں۔

(ازالہ اوہام ص ۱۴۰، خزائن ج ۳ ص ۱۷۱)

ب ...... مسیح جب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

ج…… ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح بھی آ سکتا ہے۔

(ازالہ ص۲۵،خزائن ج۳ ص۱۵۱)

د…… ممکن ہے کہ مسیح موعود جیسا احادیث میں لکھا ہے۔ جلالی رنگ میں نازل ہو۔ کیونکہ یہ عاجز غربت اور درویشی کے رنگ میں آیا ہے۔ (ازالہ اوہام ص۲۰۰،خزائن ج۳ ص۱۹۷)

ہ…… مسیح موعود پر مجملاً ایمان لانا کافی ہے۔

و…… میں مثیل مسیح ہوں۔ (ازالہ اوہام ص۱۹۰،خزائن ج۳ ص۱۹۲)

ز…… میں خود مسیح موعود ہوں (ہر قادیانی کتاب کے ٹائٹل پر موجود ہے) مجھ پر ایمان نہ لانا موجب عذاب ہے۔ (تذکرہ ص۶۰۷)

ح…… مسیح گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ جہاں اس کی قبر ہے۔

(ازالہ اوہام ص۴۷۳،خزائن ج۳ ص۳۵۳)

ط…… مسیح کی قبر سری نگر (کشمیر) میں ہے۔

(کشتی نوح ص۵۴،خزائن ج۱۹ ص۵۸)

ی…… خواہ میں لاکھ معجزات دکھلاؤں لیکن جو کام مسیح موعود کے متعلق مذکور ہیں۔ ان کو اگر میں نہ کر دوں تو میں جھوٹا ہوں۔ مسیح موعود کے متعلق ازالہ اوہام و دیگر تحریرات میں اسی قسم کے اور بھی متضاد عقائد مذکور ہیں۔ مگر بخوف طوالت نظر انداز کئے گئے ہیں۔

مثال دوئم…… (کتاب تذکرۃ الشہادتین ص۲۶،خزائن ج۲۰ ص۲۸) ’’عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا جانے کے بعد خدا نے ان کو مرنے سے بچالیا اور ان کی وہ دعا جو باغ میں جا کر بڑی تضرع سے آپ نے کی تھی منظور کر لی۔‘‘

’’حضرت مسیح نے ابتلا کی رات میں جس قدر تضرعات کئے وہ انجیل سے ظاہر ہیں۔ تمام رات جاگتے…… اور رو رو کر دعا کرتے رہے کہ وہ بلا کا پیالہ جو ان کے لئے مقدر تھا ٹل جائے۔ پر باوجود اس قدر گریہ وزاری کے بھی دعا منظور نہ ہوئی۔‘‘

(کتاب تبلیغ رسالت جلد اوّل ص۱۳۲،۱۳۳، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۷۵ حاشیہ)

نوٹ: مسیح ابن مریم کو سولی پر چڑہانے کی نوبت ہی نہیں آئی تھی۔ جیسا کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے۔ اس باطل عقیدہ کو قادیانی صاحب نے انجیل سے اخذ کیا ہے۔

مثال سوئم…… (بطور خلاصہ) خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو ایسی مہر

عطا ہوئی کہ آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔ جس کا ثبوت حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں ملتا ہے اور یہ مہر کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئی۔ بنی اسرائیل میں اگر چہ بہت نبی آئے۔ مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ وہ براہ راست خدا تعالیٰ کا عطیہ تھا۔''

(حقیقت الوحی ص ۹۷ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰)

''حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اتباع سے ان کی امت میں ہزاروں نبی ہوئے۔''

(اخبار الحکم مورخہ ۲۴ رنومبر ۱۹۰۲ء ج ۶ نمبر ۴۲ ص ۵)

مثال چہارم...... ''لا اله الا الله محمد رسول الله'' پر میرا عقیدہ ہے۔ ''ولکن رسول الله وخاتم النبیین'' کی نسبت میرا ایمان ہے۔ میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں۔ جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں۔ اور جس قدر قرآن کریم کے حروف ہیں اور جس قدر حضرت ﷺ کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں۔

(کرامات الصادقین ص ۲۵، خزائن ج ۷ ص ۶۷)

''اے برادر جان لے کہ میں نے ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ نہ میں نے ان کو کہا ہے کہ میں نبی ہوں۔ میرے لئے یہ شایاں نہیں کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور قوم کافروں میں شامل ہو جاؤں۔'' (حمامۃ البشریٰ ص ۹۷، خزائن ج ۷ ص ۲۹۶)

الف...... ''اے مرزا تو عام طور پر سب لوگوں میں اعلان کر دے کہ تو ان تمام کے واسطے رسول اللہ ہے۔'' (اخبار الاخیار ص ۳)

ب...... ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیج دیا۔''

(دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

ج...... ''قریہ قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا صدر مقام ہے۔'' (دافع البلاء ص ۱۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰)

د...... ''میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھ کو نبی کا نام دیا ہے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

''سابقہ اولیاء، ابدال، اقطاب کو نبوت کے واسطے اس قدر روحانی مرتبہ عطاء نہیں ہوا۔ جس قدر مجھ کو عطاء ہوا ہے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

نوٹ: یہی اصول عقائد کا معرکۃ الآرا مسئلہ خلیفہ اوّل کی وفات سے آج تک لاہوری

اور قادیانی جماعت میں متنازعہ فیہ چلا آتا ہے۔ محمد علی لاہوری اپنے دلائل میں قادیانی حضرت کے نبوت سے صریح انکار کے اقوال پیش کرتے ہیں۔ جن کے بالمقابل خلیفہ ثانی قادیانی صاحب کے فرزندار جمند اپنے باپ کے دعویٰ نبوت پر انہی کی مختلف تحریرات سے اقوال پیش کر کے یہ وجہ تاویل پیش کرتے ہیں کہ پہلے میرے والد صاحب نے نبوت سے جو انکار صریح کیا ہے تو اس بناء پر کیا تھا کہ ان کو اس بارہ میں وحی آسمانی نے کوئی اطلاع نہیں دی تھی۔ مگر بعد ازاں وحی الٰہی نے والد صاحب کو صاف الفاظ میں عطاء نبوت کا مژدہ سنا دیا۔ اس واسطے دعویٰ واعلان نبوت میں میرے پدر بزرگوار حق پر ہیں اور یہی عقیدہ کثیر جماعت محمودی یا قادیانی جماعت کا ہے اور اپنے مختلف کتب واخبارات میں ایک دوسرے پر تہذیب سے گرے ہوئے کلمات سے لے دے کرتے ہیں۔ جس سے اکثر ولایت و دیگر ممالک کے نومسلم انگشت بدنداں ہیں اور جن میں لرڈ ہیڈلی معہ اپنے ہم خیالوں کے بھی شامل ہیں۔ مگر درحقیقت لاہوری جماعت کے امیر محمد علی صاحب خلیفہ اوّل کی وفات پر قادیان میں خود قادیانی حضرت کی نبوت کو تسلیم کرتے رہے۔ جیسا رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے مختلف مضامین سے ثابت ہے۔ یہ رسالہ ان کی ادارت میں شائع ہوتا تھا۔ پس بعد ازاں جب خلافت کی مایوسی ان کو لاہور لے گئی تو اس عقیدہ سے بریت ظاہر کر کے ایک جماعت کو اپنے ہم خیال بنانے میں کامیابی حاصل کر لی اور امارت کی مسند پر متمکن ہو گئے۔ اوّل اوّل زیادہ تر انگریزی خوان شامل ہوئے۔ پھر رفتہ رفتہ اردو خوان بھی شامل ہوتے گئے۔ حتیٰ کہ امروہہ کے محمد احسن صاحب بھی جن کی علمیت کی قادیان میں دھوم مچی ہوئی تھی، لاہوری جماعت میں آملے۔ قادیانی جماعت انکار نہیں کر سکتی کہ قادیانی حضرت مامور من اللہ صاحب وحی مہدی و مسیح موعود ضرور تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی کا عجیب کرشمہ دیکھو کہ قادیانی جماعت کی عقل اور نور فراست ان کے اندر سے ایسے زائل ہو گئے ہیں کہ اتنا بھی تدبر کرنا ان کے لئے دشوار ہو چکا ہے کہ ایک وجود قوم کی اصلاح کے واسطے جب مامور من اللہ ہو کر صاحب وحی کے رتبہ تک پہنچ جاتا ہے تو متواتر کئی سال تک اس کو وحی سے اطلاع نہیں ملتی کہ تم رسول و نبی ہو۔ حتیٰ کہ وفات سے چند سال پہلے وحی نازل ہو کر چپکے سے کان میں کہہ دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو نبوت عطاء فرمائی ہے اور اس امت میں اس عہدہ کے لائق سوا تمہارے آج تک کوئی پیدا نہیں ہوا۔ نبوت کا عطیہ تو مامور ہونے پر ہی عطاء ہو جاتا ہے اور ہرگز تدریجی وارتقائی عہدہ نہیں ہوتا۔ جس کی مثالوں سے قرآن شریف بھرا پڑا ہے۔ اب ایسی وحی اگر بقول خلیفہ ثانی حضرت قادیانی صاحب کو

ہوئی بھی ہوتو ان کی باقی وحیوں کی طرح ہوائے باطل تھی اور قادیانی حضرت جس طرح تدریجاً مسیح موعود بنے اسی طرح ارتقائی وتدریجی نبی بھی بن گئے۔ ایک رتبہ اپنا شروع میں ظاہر کرتے۔ پھر اس کی قبولیت کم ازکم مریدوں میں دیکھ کر اس سے بڑھ کر ایک اور رتبہ کا اعلان کرنا ان کا شیوہ تھا۔ جس کو دجل ومکر سے تعبیر کرنا بالکل صحیح ہے۔ کیونکہ گذشتہ اوراق میں زیر عنوان (کذب وافتراء، خیانت وتحریف لفظی ودجل ومکر) قادیانی صاحب چند امثلہ بطور نمونہ مذکور ہو چکی ہیں اور بموجب پیشین گوئی مندرجہ انجیل وصحیح بخاری ان کو کاذب مسیح وکاذب نبی ثابت کیا جاچکا ہے۔ مگر ہر دو صاحبان یعنی خلیفہ ثانی اور محمد علی لاہوری امیر لاہوری جماعت اب جس مسلک پر اپنے متبعین کو چلا رہے ہیں وہ اہل سنت سے بالکل الگ ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ خلیفہ صاحب تو مسیلمہ پنجاب کا کھلا تابع ہے۔ مگر امیر صاحب لاہوری بسبب انکار نبوت قادیانی اسلام منصوص کے قریب تر آ گئے ہیں۔ مگر بیعت قادیانی مسیح سے رجوع کرتے نظر نہیں آتے اور اب امارت کی مسند سے علیحدہ ہونا ان کے لئے محال ہے۔ کیونکہ قادیان میں خلافت کی مایوسی جوان کو لاہور لے آئی تھی۔ اس کا نعم البدل بصورت امارت ان کو حاصل ہو چکا ہے۔

خلیفہ ثانی پسر صاحب قادیانی کے مرض مراق کی مثال

’’یہ سچ ہے ہم سیاست سے کوئی تعلق نہیں رکھتے اور نہ ہم ایسی کتابیں پڑھتے ہیں جن میں سیاسی امور پر بحث کی گئی ہے۔‘‘ (اخبار الفضل مورخہ ۶؍جولائی ۱۹۳۶ء ص۹ ج ۱۴ نمبر ۲)

پھر بعض نادان دوست ایسے موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمارے اندر سیاست تو ہے نہیں تو پھر کیوں ہم کسی کی بات مانیں۔ مگر یہ بات غلط ہے ہمارے اندر سیاست ہے۔ جو شخص یہ نہیں مانتا کہ خلیفہ کی سیاست ہے وہ خلیفہ کی بیعت ہی کیا کرتا ہے۔ اس کی کوئی بیعت نہیں اور اصل بات تو یہ ہے کہ ہماری سیاست گورنمنٹ کی سیاست سے بھی زیادہ ہے۔ خلیفہ کے لئے سیاست وہی عقیدہ ہے۔ جس کے لئے میں گیارہ سال سے غیر مبائعین سے جھگڑ رہا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم میں سیاست ہے ہی نہیں۔ جب سیاست نہیں تو خلیفہ بھی نہیں۔ کیونکہ خلیفہ بغیر سیاست کے نہیں ہو سکتا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ہم میں سیاست ہے۔

مسیح موعود کے متعلق عجیب وغریب اسرار

اگرچہ مسیح موعود کی شخصیت وفرائض خاص کے متعلق صفحات گذشتہ میں بربناء آیات

کریمہ واحادیث صحیحہ مرفوعہ بیان کر چکا ہے کہ کاذب مسیح وصادق مسیح میں ایک مومن بالقرآن ومومن بالا حادیث کو صحیح تمیز حاصل ہوسکتی ہے۔ مگر اس کے متعلق چند عجیب وغریب اسرار ابھی باقی ہیں۔ جن کا بیان خاتمہ کتاب ہذا میں کرنا انشاء اللہ موجب انبساط قلب وشرح صدر ہوگا۔

۱...... قرآن شریف میں دین اسلام کے غالب ہونے کی پیش گوئی اس آیت میں موجود ہے۔ ''ھو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله (فتح:۲۸)'' یہ پیش گوئی تین دفعہ مذکور ہے۔ ایک دفعہ سورۂ فتح میں اور دوسری دفعہ سورۂ صف میں اور تیسری دفعہ سورہ توبہ میں۔

جب اس پیش گوئی کو قرآن میں اس قدر وقعت واہمیت حاصل ہے تو اس کا پورا ہونا تقدیر مبرم میں داخل ہے۔ جو کسی طرح ٹل نہیں سکتا۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا یہ پیش گوئی بعہد جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ یا بعہد خلفاء راشدینؓ یا بعد ازیں کامل طور پر پوری ہو چکی ہے۔ یا محض جزوی طور پر پوری ہوئی ہے اور اگر ماقبلی ہر سہ ازمنہ میں اس کا کامل ظہور وقوع پذیر نہیں ہوا تو اس التواء میں کیا حکمت الٰہی مضمر ہے اور اس کی تکمیل کس عہد خاص سے وابستہ ہے۔

جواب: ہاں یہ حقیقت ثابت ہے کہ اگرچہ غلبہ اسلام از روئے دلائل وبراہین ہر سہ مذکورہ ازمنہ میں بخوبی اظہر من الشمس ہے۔ تاہم عملی طور پر اسلام کا غلبہ ثابت نہیں۔ کیونکہ عہد نبوت میں اسلام صرف ملک عرب میں غالب ہوا باقی ممالک میں کچھ تو خلفائے راشدینؓ کے وقت بعد ازاں دیگر خلفاء کے عہد میں یعنی ہسپانیہ، کابل، تاتار، ہندوستان وغیرہ جس میں سے یہ نتیجہ اخذ کرنا بالکل صحیح ہے کہ ابھی وہ زمانہ مصداق لیظهره علی الدین کله والا آنے والا ہے۔ جس میں اس پیشین گوئی کا کامل ظہور مقدر ہے اور وہ زمانہ مسیح موعود علیہ السلام کا ہوگا۔ جس کی بابت مفسر حقانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اطلاع کر دی ہے کہ مسیح موعود کے وقت سوا اسلام کے دیگر کل ادیان معدوم ہو جائیں گے اور وہ میرے دین کا اتباع کریں گے اور حج بھی کریں گے اور صاحب اولاد بھی ہوں گے اور میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔

۲...... حضرت رسول کریم ﷺ کے مقبرہ میں اس وقت خلفائے راشدینؓ میں سے صرف دو خلیفہ صدیقؓ وفاروقؓ مدفون ہیں۔ باقی دو حضرت عثمانؓ وحضرت علیؓ کے واسطے اللہ کی حکمت بالغہ نے اس میں مدفون ہونا مقدر نہ فرمایا۔ کیونکہ بلحاظ ابتدائی غلبہ اسلام کے پہلے ہر دو خلیفہ اس کے مستحق تھے اور آخری کلی غلبہ کے لحاظ سے مسیح موعود علیہ السلام اس کے مستحق تھے۔ تیسرے اور چوتھے خلفاء راشدین کے عہد میں اسلامی مفتوحات کی بجائے فتنے وفساد پھیلنے شروع

ہو گئے تھے۔اگر چہ خلافت نبوت کے اصول پر بدستور قائم رہی۔

۳...... حضرت مسیح علیہ السلام کا غیر متاہل رہنا انجیل، احادیث اور تاریخ سے ثابت ہے۔مگر قرآنی آیت ’’ولقد ارسلنا رسلاً من قبلك وجعلنا لهم ازواجاً وذرية (رعد:۳۸)‘‘ کے ماتحت مسیح علیہ السلام جناب رسول اللہﷺ کے ماقبلی رسولوں میں داخل ہونے کی وجہ سے اپنے عہد میں بذریعہ نکاح آیت مذکور کے مصداق ہوں گے۔تاکہ جس طرح ’’ليظهره على الدين كله‘‘ کے مصداق ہوں،اسی طرح صاحب زوج وذریۃ بھی ثابت ہوں اور سورۂ رعد والی مذکورہ آیت میں کذب کا (معاذ اللہ) احتمال باقی نہ رہے۔

۴...... لہٰذا حضرت مسیح علیہ السلام کے نکاح ومدفن وادائے حج وکامل غلبہ اسلام وعدم صلب ورفع الی السماء ونزول من السماء کے متعلق جس قدر احادیث صحیحہ وارد ہیں۔جن پر اہل سنت کا ایمان ہے۔وہ قرآن کے خلاف نہیں کیونکہ وہ عبارت النص، دلالت النص، اشارت النص، اقتضاء النص کے چاروں اصول کے ماتحت ہیں۔جن کو نبیﷺ نے وحی خفی کی تائید سے فرمایا۔اگرچہ مذکورہ اصطلاحات بعد میں وضع ہوئیں۔

۵...... قرآن مجید میں حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق دو اور اشارات بھی مذکور ہیں۔جن کا ثبوت احادیث میں بھی موجود ہے۔

اوّل...... ’’وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيمة يكون عليهم شهيداً (النساء:۱۵۹)‘‘ اس آیت کے پہلے ذکر مسیح علیہ السلام کا ہے اور خاص آیت میں ذکر موت ہے۔پہلے اہل کتاب کے ایمان لانے کا ہے اور بعد ازیں اس ایمان کی شہادت منسوب بمسیح علیہ السلام ہے۔جو اسی صورت میں صحیح قرار دی جاسکتی ہے کہ آپ کے وقت کل اہل کتاب آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی موت سے پہلے اس پیش گوئی کا پورا ہونا حتمی اور لازمی ہے۔کیونکہ قبل رفع کے وقت یہود اہل کتاب آپ پر ایمان نہ لائے تھے۔ (بخاری ج۱ ص۴۹۰، باب نزول مسیح) میں مذکورہ آیت کی تفسیر اسی طرح موجود ہے۔جس کے خلاف یا جس پر کسی صحابی کا انکار ثابت نہیں۔لہٰذا اہل سنت کا یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بعد نزول فوت ہوں گے۔بعد رفع وہ ماتحت قدرت الٰہی ہیں۔جس طرح اصحاب کہف تین سو نو سال تک بدون خوراک زندہ رہے۔علی ہذا القیاس اللہ تعالیٰ کی قدرت کا احاطہ کرنا غیر ممکن ہے۔

دوم...... حضرت مسیح علیہ السلام کو قرآن سورۂ زخرف:۶۱ میں ’’وانه لعلم للساعة‘‘ فرمایا گیا ہے۔یعنی وہ قیامت کا ایک نشان ہے اور ضمیر انہ کی راجع بطرف مسیح علیہ

السلام ہے۔ جس کا ذیل ثبوت موجود ہے۔ ایک تو خود قرآن میں موجود ہے۔ یعنی اس آیت کے پہلے بھی آپ کا ذکر ہے اور اس آیت کے بعد بھی آپ ہی کا ذکر ہے۔ بلکہ تاکیداً یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اس پیشین گوئی میں شک مت کرو اور اس مسئلہ میں شیطان کی بات نہ سنو۔ کیونکہ وہ رفع ونزول مسیح کے خلاف قانون قدرت ہونے کی غلط حجت پیش کر کے دل میں شک اور وسوسہ ڈال دیتا ہے۔ اس مفہوم کی تصدیق مسلم کی حدیث مرفوعہ سے بھی ہوتی ہے کہ مسیح علیہ السلام قیامت کے دس نشانات سے ایک نشان ہے اور یہ دس نشانات جملہ از قسم خرق عادت ہیں۔ لہٰذا مسیح ابن مریم کو استعارہ قرار دے کر اس کا مشابہ کسی غیر کو قائم کرنا خرق عادت نشان ہرگز نہیں ہوسکتا۔

سوم...... ''واللہ خیر الماکرین (انفال:۳۰)'' یعنی اہل اللہ کے دشمنوں کی تدبیر کے مقابلہ میں اللہ کی تدبیر وحکمت غالب رہتی ہے۔ جس سے دشمن بالکل ناکام ہوجاتے ہیں۔ قرآن مجید میں صرف دو دفعہ واقع ہوا ہے۔ ایک جگہ سورہ آل عمران پارہ:۳ رکوع:۱۳ میں حضرت مسیح علیہ السلام کو بچانے کے وقت اور دوسری جگہ رسول اللہ ﷺ کو بچانے کے وقت سورہ انفال پارہ:۹ رکوع:۱۸ میں احادیث مرفوعہ سے ثابت ہے کہ مذکورہ ہر دو رسولوں کا دشمنوں نے محاصرہ کر لیا تھا اور ہر دو رسول دشمنوں کے فریب وبے آبروئی سے بال بال بچ رہے۔ چنانچہ جناب رسول اللہ ﷺ کے محاصرین کی آنکھوں پر اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈال دیا اور آپؐ رات کے وقت ان کی موجودگی اور پہرہ اور بیداری کے باوجود گھر سے نکل کر اور صدیقؓ کو گھر سے بلا کر تین میل کے فاصلہ پر غار ثور میں پناہ گزین ہوگئے۔ غار کے منہ پر عنکبوت نے بحکم الٰہی جالا تن دیا اور آپؐ کے قدم مبارک کے نشانات پر تعاقب کرنے والوں کی تلاش کو بالکل ناکام کر دیا۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کی شبیہ اللہ تعالیٰ نے ایک حواری پر ڈال کر ''ولکن شبہ لہم (النساء:۱۵۷)'' ان کو اپنی قدرت کاملہ سے آسمان پر اٹھالیا اور سولی پر چڑھنے کی نوبت نہ پہنچنے دی۔ انجیل بیان اور قادیانی صاحب کا بیان کہ مسیح ذلیل بھی ہوا اور اس کے جسم میں کیل اور میخیں بھی ٹھونکی گئی۔ سراسر خلاف قرآن واحادیث ہیں۔ کیونکہ خیر الماکرین کی آیت مذکورہ جب ہر دو رسولوں کے واسطے خاص محدود ہے تو اس کا نتیجہ بھی مساوی الاثر ہونا لازمی ہے۔ مگر نہایت حیرت بلکہ افسوس کا مقام ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بارہ میں تو یہ یقین کیا جائے کہ آپؐ محاصرین سے بدون ذلیل ومضروب ہونے کے بال بال بچ کر غار میں جا چھپے اور وہاں سے بھی کافر نامراد لوٹے۔ مگر اسی آیت کے ماتحت حضرت مسیح علیہ السلام کے بارہ میں یہ یقین جائز رکھا جائے کہ محاصرین نے آپ پر اس قدر قابو پالیا تھا کہ آپ کو کئی طریقوں سے ذلیل بھی کیا اور آخر سولی پر

چڑھا کر آہنی کیل ومیخیں بھی جسم مبارک میں ٹھونک دیں۔ حالانکہ مسیح علیہ السلام کے بارہ میں آیت ذیل اس امر کی مزید شہادت علاوہ مذکورہ آیت کے صاف طور پر دے رہی ہیں کہ آپ پر یہود ہرگز قابو نہ پا سکے نہ آپ کی بے حرمتی کر سکے۔

آیت اوّل...... ''وجعلنی مبارکاً اینما کنت (مریم:۳۱)''

آیت دوم...... ''واذ کففت بنی اسرائیل عنك (مائدہ:۱۱۰)''

آیت سوم...... ''وجیهاً فی الدنیا والاخرۃ (آل عمران:۴۵)''

''ولکن شبه لهم ''میں حرف 'ل' بنابر ضرار یعنی ضرر ونقصان ہے۔ جس طرح ''لهم کالام واملی لهم ان کیدی متین (نون:۴۵)'' میں ہے۔ تشابہ وتشبیہ میں جب شبہ کا مفہوم ہو تو اس کا صلہ (علیٰ) ہوتا ہے۔ مثلاً ''ان البقر تشابه علینا (البقرہ:۷۰)'' مگر نحو کا یہ باریک نکتہ سمجھنا ذرا مشکل ہے۔ (دیکھو نوٹ زیر آیت) ''الله خیر الماکرین ''ترجمہ انگریزی سیل صاحب جس میں آیت ولکن شبه لهم پر کافی بحث ہے اور یہ بھی وہاں مذکور ہے کہ ابتداء میں بعض نصاریٰ کے فرقے مسیح کے عوض دیگر مشتبہ وجود کے مصلوب ہونے کے قائل تھے۔ انجیل برناس وتفاسیر اہل سنت بھی اسی کی مؤید ہیں۔ اب رہا اس شبہ کا ازالہ کہ دشمنوں سے بال بال بچ جانا اور رسوائی سے بھی محفوظ رہنا تو ہر دو رسولوں کا از روئے قرآن واحادیث مسلم ہے۔ مگر آخری پناہ میں فرق عظیم کیوں ہے؟۔ ایک کو غار میں پناہ ملتی ہے۔ دوسرے کو آسمان میں اور اس میں تنقیص فضیلت جناب ﷺ پائی جاتی ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ تنقیص ہرگز نہیں۔ کیونکہ رفع سبع سمٰوٰت تک بنابر مشاہدہ آیات اللہ معراج میں حضور کا صفحات ماسبق میں ثابت ہو چکا ہے۔ جو مسیح کیا کسی نبی کے واسطے بھی ثابت نہیں۔ بلکہ غار ثور کا زمینی معجزہ سماوی معجزہ سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ یہاں سے دشمن باوجود آپ کا سراغ لگانے کے بالکل ناکام ونامراد واپس آئے اور آسمان پر دشمن کا جانا قدرتاً محال تھا۔ باقی رہا خیر الماکرین کی حکمت وقدرت کا راز معلوم کرنا کہ کیوں اس طرح کیا اور کیوں اس طرح کیا؟۔ گستاخی میں داخل ہے۔ ''لا یسئل عما یفعل وهم یسئلون (انبیاء:۲۳)'' اس کی شان ہے۔ البتہ بال بال ہر دو رسولوں کا بچ رہنا اور پناہ کا حاصل ہونا ہر دو نتائج خرق عادت امور ہیں۔ جن میں مشابہت کامل ہے۔ پس بعد ازیں مسیح موعود کے بارہ میں باطل خیالات کی پیروی کرنا ''فبای حدیثٍ بعدہ یؤمنون (مرسلات:۵۰)'' کے وعید میں داخل ہے۔ خاکسار اللہ تعالیٰ سے اپنے واسطے اور مؤمنین کے واسطے بہ طفیل اس کے حبیب ﷺ کے ہدایت کی دعا کرتا ہے۔